
فہرست مضامین

تاریخ طبری جلد دوم حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ طبری

جلد دوم۔ حصہ دوم

(سنہ ۶۵ ہجری کے بقیہ واقعات)

اس سال مروان بن الحکم نے اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اہل شام کو ان کی بیعت کا حکم دیا اس واقعے کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عبدالملک اور عبدالعزیز کی ولی عہدی

عمرو بن سعید بن عاص الاشدق مصعب بن الزبیر کو جنھیں ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن الزبیر نے فلسطین بھیجا تھا شکست دیکر مروان کے پاس دمشق آگیا اب تمام شام اور مصر پر مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی مروان کو معلوم ہوا کہ عمرو کہتا ہے کہ مروان کے بعد وہ امیر المومنین ہوگا نیز وہ اس کا بھی مدعی ہے کہ خود مروان نے اس سے اس کا وعدہ کیا ہے مروان نے اس اطلاع کے بعد حسان بن مالک بن بجدل کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو اپنا

ولی عہد بنادوں اور اس کے لئے سب لوگوں سے بیعت لے لوں اور اسی
ساتھ مروان نے اوسے عمرو بن سعید کے خیال سے بھی آگاہ کیا حسان نے
آپ عمرو کی فکر نہ کیجئے میں اس سے سمجھ لونگا چنانچہ جب ایک شام کو سب لوگ
مروان کے پاس جمع ہوئے تو ابن بحدل نے کھڑے ہو کر کہا مجھے معلوم ہوتا
کہ لوگوں کی بڑی بڑی امیدیں ہیں آپ سب لوگ کھڑے ہوں اور امیر المومنین
بعد عبدالملک اور عبدالعزیز کے لئے بیعت کریں۔

بلا استثنا سب لوگوں نے ان دونوں کے لئے بیعت کرلی اس
غرہ ماہ رمضان میں مروان نے انتقال کیا۔

مروان کی موت کا واقعہ

جب معاویہ بن یزید ابی لیلےٰ کا وقت آخر آیا تو اس نے اپنا جانشین نامزد
سے انکار کر دیا حسان بن مالک بن بحدل کا یہ ارادہ تھا کہ وہ معاویہ کے بعد او
بھائی خالد بن یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنائے مگر یہ کمسن تھا اور یہ حسان اس
باپ یزید بن معاویہ کا ماموں تھا اوس وقت تو اس نے مروان کے ہاتھ پر بیع
کرلی اور یہ نیت رکھی کہ مروان کے بعد وہ خالد بن یزید کو خلیفہ بنائے گا مگر جب
مروان کے ہاتھ پر اس نے اور تمام اہل شام نے بیعت کرلی تو کسی نے مروان
یہ رائے دی کہ تم خالد کی ماں سے شادی کرلو (خالد کی ماں کا نام ام خالد تھا
ابو ہشام بن عتبہ کی پوتی تھی) تاکہ اس طرح خالد کی شان کم ہو جائے اور وہ خلافت
کا مدعی نہ رہے۔ مروان نے اس تجویز پر عمل کیا ایک دن خالد مروان سے ملنے
مروان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے اور وہ دونوں صفوں کے درمیان
رہا تھا اسے دیکھکر مروان نے کہا بخدا یہ احمق ہے اے موٹی سرین والی عورت
بیٹے آ بیٹھ اس جملہ سے اوس کا مقصد یہ تھا کہ اہل شام کی نظروں میں خالد کی
وقعت نہ ہو جائے۔

خالد نے یہ واقعہ اپنی ماں سے آکر بیان کیا اوس نے کہا خبردار اس واقعہ کو کسی
سے بیان نہ کرنا تم چپ رہو میں اس سے سمجھ لونگی جب مروان اس کے پاس آ

تو اوس سے پوچھا گیا خالد نے میرے بارے میں کوئی بات تم سے کہی ہے اوس نے کہا بھلا خالد تمہارے متعلق کوئی بات کہہ سکتا ہے وہ تمہاری اس قدر تعظیم کرتا ہے کہ اوسے اس کی جرأت کہاں کہ وہ کوئی بات تمہارے متعلق کہے۔

مروان نے اس کے بیان کو سچ سمجھا چند روز وہ بھی خاموش رہی ایک مرتبہ مروان اس کے پاس سویا اوس نے بہت سے گدے اس پر چن دیئے اور اس طرح دبا کر اسے مار ڈالا۔

واقدی کہتے ہیں کہ ماہ رمضان میں بمقام دمشق تریسٹھ سال کی عمر میں مروان ہلاک ہوا مگر ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ مروان کی عمر اکسٹھ سال کی ہوئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مروان کی عمر اکہتر سال کی ہوئی نیز اکاسی سال بھی بیان کی گئی ہے۔

ابو عبدالملک اس کی کنیت تھی اور اوس کا نام مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ہے اوس کی ماں آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ الکنانی ہے۔

اس کی مدت خلافت نو ماہ تھی بعضوں نے تین دن کم دس ماہ بیان کی ہے اپنے مرنے سے پہلے مروان نے ایک مہم حبیشی بن دلجۃ القینی کے ماتحت مدینے اور دوسری عبداللہ بن زیاد کے زیر قیادت عراق بھیجی تھی جب عبداللہ شام سے روانہ ہو کر جزیرے آیا تو اسے یہاں مروان کی ہلاکت کا علم ہوا حضرت امام حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اہل کوفہ کا گروہ تائبین اس کے مقابلے بڑا آیا ان لوگوں نے جو جو کارروائیاں کیں ہم اوسے پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے اپنے قتل ہونے تک جو کارروائی کی اسے ہم انشاء اللہ آیندہ بیان کرینگے۔

حبیش بن دلجہ کے قتل کا بیان

حبیش مدینے آیا اوس وقت حضرت عبداللہؓ بن الزبیر کی جانب سے جابر بن اسود بن عوف عبدالرحمانؓ بن عوف کا بھتیجا مدینہ کا حاکم تھا یہ اس کے خوف سے مدینے سے بھاگ آیا اسی زمانے میں حارث بن ابی ربیعہ جو عمرؓ بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کا بھائی تھا اور عبداللہؓ بن الزبیر کی جانب سے بصرے کا حاکم تھا

حنیف بن النجف التیمی کی زیر قیادت حبیش بن دلجہ سے لڑنے کے لئے بصرہ سے ایک فوج بھیجی تھی جب حبیش کو اس فوج کی آمد کا علم ہوا وہ مدینے سے اوس سمت روانہ ہوا۔

دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن الزبیر نے بھی عباس بن سہل بن سعد الانصاری کو مدینے کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ حبیش کی تلاش میں جائے اور بڑھتے بڑھتے اوس فوج سے جو اون کی امداد کے لئے حنیف کی زیر قیادت بصرے سے آئی ہے مل جائے۔

عباس بہت سرعت سے اون کی تلاش میں روانہ ہوا اور ربذہ پر انھیں آلیا ابن دلجہ کے ساتھیوں نے اوسے مشورہ دیا کہ تم اس جماعت سے ابھی چھیڑ نہ کرو مگر اوس نے اسے نہ مانا اور کہا کہ میں یہاں منزل کرتا ہوں تاکہ ان کے قند آمیز ستو کھاؤں ایک تیر نے اس کا کام تمام کر دیا۔ نیز اوس کے ہمراہ منذر قیس الخذامی اور ابو عقاب ابو سفیان کا مولی بھی مارے گئے۔ یوسف بن الحکم اور حجاج بن یوسف بھی اس معرکے میں اوس کے ہمراہ موجود تھے یہ دونوں ایک ہی اونٹ پر بھاگ کر اپنی جان بچا سکے اس جماعت کے پانسو آدمیوں نے مدینہ کے محلوں میں پناہ لی عباس نے اون سے اپنے آپ کو حوالے کر دینے کا مطالبہ کیا انھوں نے ہتیار رکھ دیئے اس نے اون سب کو قتل کر دیا حبیش کی شکست خوردہ فوج شام چلی گئی۔

ابن محمد کہتے ہیں کہ زید بن سیاہ الاسواری نے جنگ ربذہ میں حبیش کو اپنے تیر سے ہلاک کیا جب یہ لوگ مدینہ آئے تو زید بن سیاہ جو ایک سفید خراسانی گھوڑے پر سفید لباس پہنے سوار تھا لوگوں کے مجمع میں آکر کھڑا ہوا لوگوں نے اوس کے لباس کو اس قدر مسح کیا اور اس قدر خوشبودار اشیا اوس پر ڈالیں کہ تھوڑی ہی دیر میں میرے دیکھتے دیکھتے اوس کے کپڑے سیاہ ہو گئے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس سنہ میں بصرہ میں وہ مہلک طاعون پھیلا جس سے ہزاروں اہل بصرہ ہلاک ہو گئے۔

مصعب بن زید کہتے ہیں کہ جب یہ مہلک مرض بصرہ میں پھیلا اوس وقت عبداللہ بن عبیداللہ بن معمر بصرہ کا حاکم تھا اس کی ماں نے اسی وبا میں انتقال

کیا تو کوئی شخص اوس کی نعش کا اوٹھانے والا بھی نہ تھا حالانکہ وہ امیر بصرہ تھا آخر کار چار دیسی کرائے پہ کئے گئے اور وہ اوسے قبر تک اوٹھالائے اسی سنہ میں بصرہ میں خارجیوں کا بہت زور بڑھ گیا اور نافع بن الازرق قتل کیا گیا۔

نافع بن الازرق کا قتل

عبداللہ بن عبید اللہ بن معمر نے اپنے بھائی عثمان بن عبید اللہ کو نافع کے مقابلے کے لئے بھیجا مقام دولاب پر دونوں کا مقابلہ ہوا عثمان مارا گیا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی ایک دوسری روایت سے بھی اس بیان کی تائید ہوتی ہے۔

دہب کے باپ بیان کرتے ہیں کہ بصرے والوں نے ایک لشکر حارثہ بن بدر کی معیت میں خارجیوں کے مقابلے کے لئے بھیجا تو نافع نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

کرنبوا و دولبوا وحیث شئتم فاذھبوا

(ترجمہ) کرنب میں قیام کرو یا دولب میں اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔

معاویہ بن قرہ راوی ہے کہ ہم ابن عبیس کے ہمراہ خارجیوں کے مقابلے کے لئے بڑھے ہم نے انھیں آلیا نافع بن الازرق اور ماحوز کے دو یا تین بیٹے مارے گئے ابن عبیس بھی مارا گیا مگر اس واقعے کے متعلق مذکورۂ صدر بیان کے علاوہ ایک دوسری روایت بھی ہے کہ مسعود بن عمر کی وجہ سے اہل بصرہ کے ازد ربیعہ اور تمیم اپنے باہمی اختلاف میں مشغول تھے اس لئے ابن الازرق کی شوکت بہت بڑھ گئی اور اس کی جمعیت بھی کثیر ہوگئی۔ یہ بصرے کی جانب بڑھا جب پل کے قریب آیا تو عبیداللہ بن الحارث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف کو اہل بصرہ کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے بھیجا یہ اوس کی جانب بڑھا اور اسے بصرے اور اوس کے علاقے سے ہٹاتا رہا اور اسی طرح ہٹتے ہٹتے علاقہ اسوار کے دولاب نام ایک جگہ آیا یہاں یہ دونوں حریف مقابلے کے لئے مستعد ہوئے اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔

مسلم بن عبیس نے اپنے میمنہ پر حجاج بن باب الحمیری کو اور میسرہ پر حارثہ

بن بدر التیمی ثم الغدانی کو متعین کیا تھا ابن الازرق نے اپنے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال الیشکری کو اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز التیمی کو مقرر کیا تھا دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور ایسا سخت رن پڑا کہ اس سے پہلے کبھی اوس کی نظیر نہیں ملتی نہایت خونریز جنگ کے بعد مسلم بن عبیس بصریوں کا سردار اور نافع بن الازرق خارجیوں کا سرگروہ دونوں کام آئے بصرے والوں نے حجاج بن باب الحمیری کو اور خارجیوں نے عبداللہ بن الماحوز کو اپنا اپنا امیر مقرر کیا اور پھر جنگ شروع ہوئی اس مرتبہ بھی نہایت شدید لڑائی ہوئی حجاج بن باب الحمیری اہل بصرہ کا امیر اور عبداللہ بن الماحوز خارجیوں کا سردار دونوں مارے گئے اس کے بعد اہل بصرہ نے ربیعۃ الاجذم التیمی کو اور خارجیوں نے عبداللہ بن الماحوز کو اپنا اپنا امیر بنالیا اور پھر لڑائی شروع ہوئی شام تک اسی طرح دونوں حریف داد مردانگی دیتے رہے مگر اب دونوں جنگ سے تھک کر چور ہو گئے تھے اور بحس وحرکت ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں خارجیوں کی امداد کے لئے ایک اور دستہ آگیا جس نے اس لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا چونکہ یہ تازہ دم تھا اس لیے اس نے میدان مصاف میں آتے ہی عبدالقیس کی جانب سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا اور اب تمام اہل بصرہ کو شکست ہوئی ربیعۃ الاجذم ان کا سردار برابر لڑتا رہا اور مارا گیا اسکے بعد اہل بصرہ کے علم کو حارثہ بن بدر نے اوٹھا لیا اور لڑتا رہا مگر اس وقت تمام فوج شکست کھا کر میدان چھوڑ چکی تھی یہ چند غیور بہادروں کے ہمراہ اپنی فوج کے عقب کو بچانے کے لئے لڑتا رہا اور پھر سب کو لیکر اہواز میں کسی مقام پر فروکش ہوا جب اس واقعے کی اطلاع بصرے پہونچی تو لوگوں کو سخت خوف پیدا ہوا ابن الزبیر نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ القرشی کو ان خارجی فتنہ پردازوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ یہ بصرے آیا اور اس نے عبداللہ بن الحارث کو معزول کر دیا اب خارجیوں نے بصرہ کا رخ کیا۔

تمام لوگ اسی پریشانی میں مبتلا تھے کہ مہلب بن ابی صفرہ عبداللہ بن الزبیر کی طرف سے اپنا خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لے کر آئے احنف نے حارث بن ابی ربیعۃ اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ خارجیوں کا کامیابی سے

مقابلہ مہلب کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا چنانچہ عمائدین کی ایک جماعت ان کے پاس آئی اور اس بارے میں ان سے گفتگو کی مگر مہلب نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرونگا میرے پاس امیر المومنین کا فرمان موجود ہے جس میں انھوں نے مجھے خراسان کا والی مقرر کیا ہے میں ان کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا ابن ابی ربیعۃ نے بھی انھیں بلاکر اسی معاملے میں گفتگو کی مگر مہلب نے اس سے بھی انکار ہی کردیا۔ اب ابن ابی ربیعۃ اور اہل بصرہ کی یہ رائے ہوئی کہ عبداللہ بن الزبیر کی جانب سے ایک خط مہلب کے نام لکھا جائے چنانچہ حسب ذیل خط ان کی طرف سے لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط عبداللہ بن الزبیر کی طرف سے مہلب بن ابی صفرہ کو لکھا جاتا ہے۔ السلام علیک خدائے واحد یکتا کی تعریف کے بعد میں تم کو مطلع کرتا ہوں کہ حارث بن عبداللہ نے مجھے لکھا ہے کہ گمراہ خارجیوں کے ایک گروہ نے مسلمانوں کی ایک بڑی فوج اور بہت سے سرداروں کو ہلاک کردیا ہے اور اب وہ بصرے کی جانب پیشقدمی کررہے ہیں میں نے تمھیں خراسان بھیجا تھا اور خراسان کی ولایت کا فرمان بھی لکھکر تم کو دیدیا تھا مگر جب مجھے خارجیوں کی اس شورش کا علم ہوا تو اب میری رائے یہ ہے کہ تم ہی ان کا مقابلہ کرتے کیونکہ مجھے یہ امید ہے کہ تمھاری قیادت تمھارے اہالی شہر کے لئے بہت ہی مبارک ومسعود ہوگی اور نیز خراسان جانے کے مقابلے میں اس کارروائی کا اجر بھی تم کو زیادہ ملے گا پس بہتر یہ ہے کہ تم خارجیوں کے مقابلہ کو جاؤ ان سے لڑو اور اپنے شہر والوں کے حقوق کی مدافعت کرو اور جب تک ہمارا اقتدار ہے خراسان وغیرہ خراسان کسی جگہ کی ولایت بھی تمھارے ہاتھ سے نہیں جاسکتی والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

جب یہ خط مہلب کے حوالے کیا گیا انھوں نے کہا تا وقتیکہ اس کا تصفیہ نہ ہوجائے کہ جس چیز پر میں تسلط حاصل کروں وہ میری ہوگی اور بیت المال سے مجھے اپنے ساتھیوں کو قوی کرنے کے لئے جس قدر روپیہ درکار ہوگا مل سکے گا اور اس بات کا حق نہ دیا جائے کہ اشراف سرداروں اور شہسواروں میں سے

ہیں جسے چاہوں اس مہم پر اپنے ساتھ لیجاؤں میں ہرگز اون کے مقابلے کے لیئے نہ جاؤں گا اس پر تمام اہل بصرہ نے کہا ہمیں آپ کے یہ تمام شرائط منظور ہیں مہلب نے کہا فوج کی پانچوں جماعتوں کو میرے ماتحت کردو اور اس کے لیئے اون کے نام باقاعدہ ہدایات لکھدی جائیں بصرے والوں نے اس تجویز پر عمل کیا مگر مالک بن مسمع اور بکر بن وائل کے بعض لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور اسی وجہ سے مہلب کے دل میں اون کی جانب سے عداوت جاگزیں ہو گئی عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان اور بصرے کے اور عمایدین نے مہلب سے کہا کہ جبکہ اور تمام اہل بصرہ نے آپ کے شرائط تسلیم کر لیئے ہیں تو اگر مالک بن مسمع یا اوس کے طرف داروں نے اس معاملے میں آپ کی مخالفت کی ہے تو اوس کی مخالفت سے کیا ہو سکتا ہے آپ اس بات سے بالکل قطع نظر کیجیئے اپنے ارادے کو مصمم کر کے دشمن کی طرف پیشقدمی فرمائیں۔

مہلب نے اس تجویز پر عمل کیا اور فوج کے پانچوں دستوں پر امیر مقرر کر دیئے اوس نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو بکر بن وائل کے دستے پر اور حریش بن ہلال السعدی کو بنی تمیم کے دستے پر امیر مقرر کیا۔

خارجی عبیداللہ بن ماحوز کی قیادت میں بڑھتے ہوئے جسر اصغر (چھوٹے پل) تک پہونچے مہلب تمام عمائدین اور بہادروں کو لیکر اون کے مقابلے پر آئے اور انہیں اس پل سے مار بھگایا اہل بصرہ کی پہلی کارروائی ان کے مقابلے میں یہی تھی حالانکہ قریب تھا کہ وہ شہر میں در آتے۔ خارجی اس پل سے ہٹ کر بڑے پل کی جانب چلے مگر اب مہلب نے بھی پوری ترتیب و تنظیم کے ساتھ رسالے اور پیدل سپاہ کو لیکر اُدھر کا رخ کیا جب خارجیوں نے دیکھا کہ یہ لوگ تو سائے کی طرح ساتھ ساتھ ہیں پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اور ادھر مہلب بھی اون کے قریب آ گئے تو وہ اس پل سے بھی ایک منزل آگے نکل گئے مگر مہلب اون کا تعاقب کرتے رہے جہاں وہ منزل کرتے یہ اون تک پہونچتے اور وہاں سے کوچ کر جانے پر انھیں مجبور کر دیتے۔ اسی طرح ایک منزل سے دوسری اور دوسری سے تیسری منزل چھوڑنے پر انھیں مجبور کرتے رہے۔

یہاں تک کہ خارجی اہواز کی ایک منزل پر پہونچے جس کا نام سلی سلبری تھا اور یہاں اونھوں نے پڑاؤ کیا۔

جب حارثہ بن بدر الغدانی کو معلوم ہوا کہ خارجیوں سے جنگ کرنے کے لئے مہلب مقرر ہوئے ہیں اوس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کر بنوا و ولبوا و حیث شئتم فاذھبوا قد امر المہلب (ترجمہ) چاہے کرنب جیلو یا دولتہ اور جہاں چاہو چلو اب مہلب امیر بنائے گئے ہیں۔

یہ اپنے ساتھیوں کو لیکر بصرے روانہ ہوا مگر حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ نے اسے مہلب کے پاس بھیجدیا۔

جب مہلب خارجیوں کے سامنے آئے اونھوں نے اپنے چاروں طرف خندق کھودلی اور دشمن کی نگرانی کے لئے چوکیاں بٹھادیں جاسوس مقرر کردیئے اور پہرے لگا دیئے فوج ہر وقت جنگ کے لئے اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے باقاعدہ پانچوں دستوں میں منقسم ہوکر آمادہ و مستعد تھی خندق کے دروازوں پر پہرہ دار متعین تھے چنانچہ خارجی جب کبھی شب خون مارنے کا ارادہ کرتے وہ اس کا کوئی موقع نہ پاتے اور واپس چلے جاتے اسی بنا پر آج تک جو جو ان سے لڑچکا تھا ان میں سے مہلب سے زیادہ نہ کوئی ان کے لئے سخت ثابت ہوا تھا اور نہ خارجیوں کو کسی اور سے اتنی عداوت اور اس کے خلاف جوش نفرت تھا۔

ایک رات کو خارجیوں نے عُبیدہ بن ہلال اور زبیر بن الماحوز کو رسالے کے دو زبردست دستوں کے ہمراہ مہلب کی فوج پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ زبیر داہنی اور عبیدہ بائیں سمت سے اس پڑاؤ پر آئے تکبیر کہی اور دشمن کو للکارا مگر دیکھا کہ مہلب کی فوج ہر وقت آمادۂ پیکار ہے انھیں ان پر شب خون مارنے کا کوئی موقع نہ مل سکا اور خارجی بغیر کسی کارروائی کے واپس چلے گئے۔

جب وہ جانے لگے تو عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان نے انھیں للکارا اور یہ شعر پڑھا۔

وجدتمونا وقراً انجاداً لا کشفاً خوراً ولا اوغاداً

(ترجمہ) تم نے ہمیں مقابلے میں ثابت قدم اور بہادر پایا نہ کہ بزدل اور بھگوڑا۔

خبردار رہو ہمیں جب للکارا جاتا ہے تو ہم مقابلے کے لئے بڑھ جاتے ہیں دوزخیو کل صبح تم دوزخ میں جاؤ گے وہی تمہاری جائے قرار ہے۔

خارجیوں نے جواب دیا اے فاسق آگ تیرے اور تجھ ایسے لوگوں کے لئے جمع کی گئی ہے اور وہ کفار کے لئے تیار کی گئی ہے اور تو بھی کفار میں سے ہے۔

ابن ظبیان نے کہا سن لو کہ اگر تم جنت میں داخل ہوئے تو وہ تمام مجوسی بھی جو سفوان سے لیکر خراسان کی انتہائی سرحد تک آباد ہیں جو اپنی ماں بیٹوں اور بہنوں سے نکاح کرتے ہیں وہ بھی ضرور جنت میں جائینگے اور اگر ایسا ہو تو میرے تمام لونڈی غلام آزاد ہیں۔

خارجی نے کہا اے فاسق تو پرہیزگار مسلمان کا دشمن اور شیطان مردود کا قائم مقام ہے اب اور لوگوں نے ابن ظبیان سے کہا اللہ تیرا بھلا کرے تو نے اس فاسق کو بہت صحیح جواب دیا۔ صبح کو مہلب نے اپنی فوج کو پوری جنگی ترتیب کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے پر کھڑا کیا۔ ازد اور تمیم مہلب کے میمنے پر بکر بن وائل اور عبدالقیس میسرے پر اور اہل العالیہ قلب میں متعین تھے خارجی بھی اس ترتیب سے ان کے مقابل ہوئے کہ عبیدہ بن ہلال الشکری میمنے پر اور زبیر بن الماحوز میسرے پر تھا اہل البصرہ کے مقابلے میں خارجیوں کے پاس نہایت عمدہ اور کثرت سے اسلحہ اور گھوڑے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے کرمان سے اہواز تک تمام علاقہ پر پورا تسلط کر لیا تھا۔

خارجی ایسے خود پہنے تھے کہ جس کی لڑیاں سینوں پر پڑی ہوئی تھیں اور زرہ پوش بھی تھے اس کے علاوہ فولادی کڑیوں کی چادریں ان کے کمر کے پٹکے سے قلابوں کے ذریعے سے پیوستہ تھیں جو زمین پر گھسٹی پھرتی تھیں۔

اب دونوں گتھ گئے اور تمام دن دونوں حریفوں نے پوری ثابت قدمی اور شجاعت سے خوب ہی داد مردانگی دی جس سے سخت رن پڑا پھر خارجیوں نے اپنی پوری قوت سے مسلمانوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ سے ایسے بے اوسان ہو کر بھاگے کہ ماں نے اپنے بچہ کی خبر نہ لی اس شکست کی خبر بصرے بھی پہونچ گئی جس سے انھیں اپنے لونڈی غلام بنائے جانے کا خوف پیدا ہو گیا گر مہلب نے بھی ان کی

پیشقدمی کو روکنے میں کوئی تاخیر نہ کی اور وہ ان سے پہلے ایک ایسے بلند مقام پر پہونچ گئے جو مفرورسپاہ کے بھاگنے کے راستوں کے ایک پہلو میں واقع تھا۔

اس بلند مقام پر چڑھکر انھوں نے اپنی فوج کو للکارا اور اپنی جانب بلایا ان کی فوج کی ایک جماعت اون کے پاس پلٹ آئی۔ اسی طرح عمان کا دستہ بھی اون کے پاس ٹھہر گیا اور اب تقریباً تین ہزار فوج ان کے پاس آگئی۔ اس تعداد کو دیکھکر انکی اطمینان ہوا اونھوں نے حمد و ثنا کے بعد کہا بسا اوقات ایک جماعت کثیر کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہو جاتا ہے اور وہ مغلوب ہو جاتی ہے اور بسا اوقات اللہ ایک چھوٹی جماعت پر اپنی امداد نازل فرماتا ہے اور وہ غالب آجاتی ہے اس کے علاوہ اس وقت یوں بھی تمھاری تعداد تھوڑی نہیں ہے بلکہ میرے خیال میں بالکل کافی ہے اور آپ لوگ تو اپنے شہر کے مشہور بہادر اور ثابت قدم لڑنے والے ہیں میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ جنھوں نے راہ فرار اختیار کی ہے وہ آپ لوگوں میں شامل ہوں کیونکہ اون کی شرکت صرف ضعف ہی کا باعث ہوگی۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ میں سے ہر شخص دس دس پتھر اپنے ساتھ لے لے اور پھر ہم سب خارجیوں کے پڑاؤ پر حملہ کریں کیونکہ اس وقت وہ اپنے پڑاؤ میں بالکل بے خطر بیٹھے ہوں گے اون کا رسالہ بھی ہمارے بھائیوں کے تعاقب میں جا چکا ہے اس لئے مجھے امید یہ ہے کہ اون کے رسالے کی واپسی سے پیشتر ہی ہم اون کے پڑاؤ کو تباہ و برباد کر کے لوٹ لینگے اور اون کے امیر کو قتل کر دینگے۔ سب نے اون کی تجویز کو پسند کیا اب مہلب اپنی جماعت کو لیکر خارجیوں کے پڑاؤ پر لوٹ پڑے اور جب تک خارجیوں کو کچھ بھی خبر ہو مہلب اور اون کی جماعت نے ان کے پڑاؤ کی ایک سمت ان پر تلواروں سے ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ اب یہ لڑتے لڑتے عبید اللہ بن الماحوز اور اس کی فوج کے سامنے آئے جو پوری طرح مسلح تھی حالت یہ تھی کہ مہلب کی فوج والے خارجی کا مقابلہ کرنے سے پہلے اوس کے منہ پر پتھر مار مار کر اوسے بدحواس کر دیتے اور پھر نیزے یا تلوار سے اوس کا کام تمام کر دیتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر کے مقابلے کے بعد عبید اللہ بن الماحوز مارا گیا نیز اوس کے

بڑے بڑے سرداروں کو بھی زخمی کر دیا گیا مہلب نے خارجیوں کے پڑاؤ اور جو کچھ وہاں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور وہ بری طرح قتل کر دیئے گئے اب وہ خارجی جو بصرے والوں کے تعاقب میں گئے تھے واپس آئے مگر مہلب نے پہلے ہی سے ان کے مقابلے کے لئے اون کے واپسی کے راستوں پر سوار اور پیدل مقرر کر دیئے تھے خارجیوں میں سے جو ان کے ہاتھ پڑتا اوسے یہ قتل کر دیتے بقیۃ السیف نے نہایت بری حالت میں کرمان اور اصفہان کی راہ لی اور مہلب نے اہواز ہی میں قیام کر دیا۔

اسی جنگ کے متعلق صلتان العبدی نے یہ شعر کہا:

بسلی وسلبری مصارع فتیۃ کرام وقتلی لم توسد خدودھا

(ترجمہ) مقام سلی اور سلبری اون شریف بہادروں اور مقتولین کا مقتل عام ہے جن کے گالوں کے لیئے تکیے نہیں رکھے گئے۔

واپسی میں خارجیوں کی ایسی بری حالت تھی کہ پانچ پانچ اور چھ چھ لاؤ کے لوگ ایک ہی لاؤ پر جمع ہوتے تھے اس کی وجہ کچھ تو بے سر و سامانی تھی اور کچھ قلت تعداد جو جنگ کے بعد اون میں نمایاں تھی پھر بحرین سے سامان خوراک و لباس اونہیں پہونچا اور اب وہ کرمان اور اصفہان کی جانب چلدیئے۔

مہلب نے اہواز ہی میں قیام کیا اور مصعب کے بصرے آنے اور حارث بن عبید اللہ بن ربیعہ کے بصرے کی ولایت سے معزول ہونے تک یہیں مقیم رہے۔

خارجیوں پر فتح پانے کے بعد مہلب نے یہ خط حارث کو لکھا۔ حمد و ثنا کے بعد اوس خدا کا شکر ہے کہ جس نے امیر المومنین کو فتح دی فاسقین کو ہزیمت دی اون پر اپنا قہر نازل کیا اونھیں بری طرح قتل کیا اور اونھیں تتر بتر کر دیا میں امیر کو مطلع کرتا ہوں کہ اہواز کے علاقے میں بمقام سلی وسلبری ہمارا خارجیوں سے مقابلہ ہوا ہم نے اون پر حملہ کیا اون سے لڑے دن کے بیشتر حصے میں اون سے نہایت شدید جنگ ہوئی پھر خارجیوں کے دستوں نے یکجا ہو کر مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کیا اور اونھیں شکست دی مسلمانوں میں ایسی بھاگڑ مچ گئی کہ

سب مجھے خوف ہوا کہ مبادا یہ ہمارے لئے ہزیمت کا ملہ ہو اس خطرے کو محسوس کرتے ہی میں ایک بلند مقام پر چڑھ گیا وہاں میں نے اپنے قبیلے کو خاص کر اور عامہ مسلمین کو عموماً اپنے پاس بلانے کے لئے للکارا۔ میری اس دعوت پر مسلمانوں کا ایک ایسا گروہ جس نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے فروخت کر دی تھیں جس میں نہایت ہی ثابت قدم صابر اور سچّے لوگ تھے میرے پاس جمع ہو گیا۔ میں اسی جماعت کو لیکر دشمن کے عسکر پر جہاں اون کے کچھ لوگ اون کا سردار اور جائے بازگشت تھی پلٹا ہمارے بہادروں نے دشمن کے پڑاؤ کا محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع ہوئی ہم نے پہلے تیر اندازی کی پھر نیزہ بازی تھوڑی دیر اس طرح لڑنے کے بعد حریفوں کی نوبت تلوار پر آگئی کچھ دیر دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر بہادری سے بڑھ کر وار کئے مگر پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی خارجی بری طرح مارے گئے پھر میں نے ان کی منتشر شدہ جماعتوں کے لئے رسالے متعین کر دیئے جو دیہات میں راستوں میں اور گڑھوں میں سے چن چن کر قتل کر دیئے گئے والحمدللہ رب العالمین وسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

جب یہ خط حارث بن عبید اللہ بن ابی ربیعہ کے پاس پہونچا اوس نے اسے ابن الزبیر کے پاس بھیجدیا جو مکے کے سب لوگوں کے سامنے پڑھا گیا۔

حارث نے یہ خط مہلب کو لکھا

سب مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے اوس نصرت کا ذکر کیا ہے جو اللہ نے تمہیں دی اور جس کی بدولت مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اسے برادر ازد تم کو یہ فتح عزت دنیا اور ثواب آخرت کے ساتھ مبارک ہو والسلام۔

مہلب اس خط کو پڑھ کر ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ صرف مجھے برادر ازدی کے نام سے جانتا ہے بے شک اہل مکہ اعرابی ہی ہیں۔

نوجوان ابو علقمۃ الیحمدی اس جنگ میں جس دلیری اور جرات سے لڑا ایسا کوئی اور بہادر نہ لڑ سکا۔ یہ ازد اور یحمد کے شہسواروں میں جا تا اور پکارتا کہ اپنی یہ گھنی زلفیں مجھے عاریت دیدو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے کچھ جوانمرد جوانی ظاہر کرتے

اور دشمن سے لڑکر ہنستے ہوئے اون کی طرف واپس آتے تو کہتے آئے ابو علقمہ دلیگیر ہستغار دی جاتی ہیں جب مہلب کو فتح ہوئی اور ان کی شجاعت اور حسن کارگزاری اونھوں نے دیکھی تو ایک لاکھ درہم دیئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ مہلب سے پہلے اہل بصرہ نے احنف سے کہا تھا کہ آپ ہمیں لیکر خارجیوں کا مقابلہ کیجئے مگر اونھوں نے مہلب کا نام تجویز کیا اور کہا کہ اس کام کے لیئے وہ مجھ سے زیادہ اہل ہیں اور جب مہلب نے اون کی درخواست قبول کی تو یہ شرط کی کہ اس جنگ میں وہ جس علاقے پر قبضہ کریں گے وہ تین سال تک انھیں اور ان کے ساتھیوں کو دیدیا جائے گا اور جو لوگ اون کے ساتھ اس جنگ میں شرکت نہ کریں گے انھیں اس علاقے کی آمدنی سے کوئی فائدہ نہ پہونچ سکے گا اہل بصرہ نے یہ شرط مان لی اور اس کے لیئے باقاعدہ تحریر دیدی پھر اس تحریر کو وہ ابن الزبیر کے پاس منظوری کے لیے لے گئے جسے اونھوں نے بھی منظور کر لیا اور اوسے مہلب کے لیئے نافذ بھی کر دیا۔

جب مہلب کی شرط مان لی گئی اونھوں نے اپنے بیٹے حبیب کو چھ سو سواروں کے ہمراہ عمر والقنا کی سمت بھیجا جہاں وہ چھوٹے پل کے پیچھے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا مہلب کے حکم سے چھوٹا پل باندھا گیا حبیب نے دریا کو اس پل سے عبور کر کے عمر اور اوسکے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انھیں دونوں پلوں کے درمیان سے ہٹا دیا یہ شکست کھا کر فرات کی سمت سے پسپا ہوئے۔

مہلب نے اپنی قوم والوں کو جو اون کے ساتھ رہ گئے تھے اور جن کی تعداد دیارہ ہزار تھی اور دوسری تمام فوجوں میں سے جو صرف ستر آدمی اوسکے ہمراہ رہ گئے تھے اونھیں کوچ کے لیئے تیار کیا اور آگے بڑھ کر بڑے پل پر ٹھہر گیا اون کے سامنے ہی عمر وچھ سو خارجیوں کے ہمراہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔

مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ کو رسالے اور پیدل کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیئے بھیجا پیدل سپاہ نے تیروں کی اون پر ایسی بوچھار کی کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اب رسالے نے ان کا تعاقب شروع کیا مہلب کے حکم سے یہاں بھی پل بنایا گیا انھوں نے اپنی تمام فوج کے ساتھ اوسے عبور کیا

عمرو القنا اور اوس کی تمام فوج ابن الماحوز سے جا ملی جو اوس وقت مفتح میں مقیم تھا اور اس سے اپنی ساری سرگزشت بیان کی اب یہ سب کے سب یہاں سے چلدیئے اور اہواز سے آٹھ فرسنگ کے فاصلے پر پہونچ کر انھوں نے قیام کیا۔

اس سال کی بقیہ مدت میں مہلب وہیں قیام پذیر رہے اونھوں نے دجلہ کے پرگنے کا خراج وصول کیا اور اوس سے اپنی فوج کو تنخواہیں دیں۔

جب اہل بصرہ کو مہلب کی اس کامیابی کا علم ہوا اونھوں نے اون کی امداد کے لئے مزید فوج بھیجدی جو مہلب کے پاس آگئی۔ مہلب نے اون کے نام سیاہے میں درج کر کے اون کی معاشیں دیدیں اس طرح اب اون کے پاس تیس ہزار فوج ہو گئی۔

اس بیان کے مطابق یہ معرکہ جس میں خارجیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ بصرے اور اہواز کی سمت چھوڑ کر اصبہان اور کرمان چلے گئے ۶۶ ہجری میں واقع ہوا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب خارجیوں نے اہواز سے کوچ کیا ہے اون کی تعداد تین ہزار تھی اور سلی سلبری میں مہلب سے ان کی جو لڑائی ہوئی تھی اوس میں سات ہزار خارجی کام آچکے تھے۔

اس سنہ میں مروان نے اپنے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے محمدؒ کو مصر بھیجنے سے پہلے جزیرے بھیجا اس سنہ میں حضرت عبداللہؓ ابن الزبیر نے عبداللہ بن یزید کو کوفے کی ولایت سے برطرف کر کے اون کی جگہ عبداللہ بن مطیع کو مقرر کیا نیز عبیدۃ بن زبیر اپنے بھائی کو مدینے کی ولایت سے برطرف کر کے اوس کی جگہ اپنے دوسرے بھائی مصعب بن الزبیر کو مامور کیا۔

عبیدہ کے عزل کی وجہ واقدی نے یہ بیان کی ہے کہ اس نے اپنے کسی خطبے میں کہا تھا "تمھیں معلوم ہے کہ اونٹنی کے معاملے میں جس کی قیمت پانسو درہم تھی اس قوم کے ساتھ کیا برتاؤ ہوا" اس جملے سے اوس کا نام مقوم الناقہ (اونٹنی کی قیمت لگانے والا) پڑ گیا جب ابن الزبیرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی اونھوں نے

کہا یہ تکلف وتصنع ہے۔

اسی سال عبداللہؓ بن الزبیرؓ نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور مقام حجر کو اوس میں داخل کر دیا زیاد بن جبیل کہتے ہیں کہ مکے پر متصرف ہونے کے بعد میں نے عبداللہؓ بن الزبیرؓ کو یہ کہتے سنا کہ مجھ سے میری ماں اسما بنت ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر تمھاری قوم کفر سے قریب العہد نہ ہوتی تو میں کعبے کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر دوبارہ بناتا اور حجر کو کعبے میں داخل کرتا۔ چنانچہ عبداللہ بن الزبیر کے حکم سے بنیاد کھودی گئی اور اونٹ کے برابر پتھر کی سلیں دستیاب ہوئیں اون میں سے ایک سل کو سرکایا گیا اوس کے ساتھ بجلی کوندگئی اون کے حکم سے وہ پتھر اوسی جگہ پر رکھ دیا گیا اوسی پر اونھوں نے کعبے کی تعمیر کی اور اوسکے دو دروازے ایک اندر جانے کے لیئے اور ایک باہر آنے کے لیئے قائم کیئے۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر کی امارت میں اُسی سال حج ہوا اون کے بھائی مصعب مدینے کے والی تھے اس سنہ کے آخری حصے میں عبداللہ بن مطیع کوفے کا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعۃ المخزومی بصرے کا والی تھا انھیں کو قباع کہا جاتا تھا۔ ہشام بن ہبیرہ بصرے کے قاضی تھے اور عبداللہ بن خازم خراسان کا والی تھا۔

اسی سال ان بنی تمیم نے جو خراسان میں تھے عبداللہ بن خازم کی مخالفت شروع کی اور ان میں جنگ تک نوبت پہونچی۔

"بنی تمیم کی عبداللہ بن خازم سے سرکشی وجنگ"

خراسان کے تمیمیوں نے بنی ربیعہ اور اوس بن ثعلبہ کے مقابلے میں عبداللہ بن خازم کی امداد کی اور اسی وجہ سے اس نے اپنے معاندین کو قتل کیا اور ان پر فتح پائی جب خراسان میں عبداللہ بن خازم کا کوئی مخالف نہ رہا تو اوس نے بنی تمیم کے ساتھ ظلم و زیادتی کی اس نے ہرات کو اپنے بیٹے محمد کے ماتحت کر دیا بکیر بن وشاح کو اوس کی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا نیز شماس بن دثار العطاردی کو اوس کا مددگار بنایا۔ محمد کی ماں صفیہ بنی تمیم میں سے تھی۔

جب ابن خازم نے بنی تمیم پر ظلم و زیادتی شروع کی یہ محمد کے پاس ہرات آئے ابن خازم نے بکیر و شماس کو لکھا کہ بنی تمیم کو ہرات میں نہ آنے دیں شماس نے تو اس حکم کی بجا آوری سے انکار کر دیا اور خود ہرات چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو لیا البتہ بکیر نے انھیں ہرات میں نہ آنے دیا۔

جب بکیر نے انھیں ہرات نہ آنے دیا تو وہ اوس کے علاقے میں قیام پذیر ہو گئے مگر شماس اون کے پاس آگیا۔ بکیر نے شماس سے کہلا بھیجا کہ میں تم کو تیس ہزار درہم دیتا ہوں اور ہر تمیمی کو ایک ایک ہزار دوں گا بشرطیکہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔ بنی تمیم نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور اب زبردستی شہر میں داخل ہو گئے اور محمد بن عبداللہ بن خازم کو قتل کر دیا۔

اس کے قتل کے متعلق یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ اس نے بنی تمیم کو شہر میں آنے سے روک دیا اور خود ایک دن باہر شکار کے لئے گیا بنی تمیم اوس کی گھات میں بیٹھے ہوئے تھے اونھیں نے اسے گرفتار کر کے بے دست و پا کر دیا اور خود ساری رات شراب پیتے رہے اون میں سے جب کسی کو پیشاب معلوم ہوتا وہ محمد پر جا کر پیشاب کرتا اس پر شماس نے اون سے کہا کہ جب تم نے اوس کی یہ حالت کر دی ہے تو اس سے بہتر تو یہ ہے کہ اسے اپنے اون دو تمیمیوں کے عوض میں جنھیں اس نے کوڑوں سے ہلاک کیا ہے قتل کر ڈالو۔

اس واقعے سے پہلے یہ ہو چکا تھا کہ محمد نے بنی تمیم کے دو شخصوں کو پکڑا اور اون کے اتنے کوڑے مارے کہ وہ مر گئے۔

ایک ایسا شخص جو واقعے میں شریک تھا بیان کرتا ہے جب بنی تمیم نے محمد کو قتل کرنا چاہا تو جیہان بن مشجعۃ الضبی نے انھیں منع کیا اور اوسے بچانے کے لئے اپنے آپ کو اوس پر ڈال دیا بعد میں اسی احسان کے عوض میں ابن خازم نے واقعہ فرتنا میں اسے قتل نہیں کیا بلکہ اس کی جاں بخشی کی بنی مالک بن سعد کے دو شخصوں عجلہ اور کسیب نے محمد بن خازم کو قتل کیا جب ابن خازم کو اس کی اطلاع ملی تو اوس نے کہا کہ کسیب نے اپنی قوم کے لئے بہت برا کسب کیا اور عجلہ اپنی قوم کے لئے جلد مصیبت لے آیا۔

محمدؑ کو قتل کر کے بنی تمیم نے مرو کا رخ کیا بکیر بن وشاح نے اس کا تعاقب کیا اور بنی عطارد کے ایک شخص شمیج کو پکڑ کر قتل کر دیا۔

جب شماس وغیرہ مرد آئے تو انھوں نے بنی سعد سے کہا کہ ہم نے محمدؑ کو قتل کر کے تمھارا بدلا لیا ہے (اس سے مراد جشمی کا بدلا تھا جو مرد میں مارا گیا تھا) اس بات پر یہ سب کے سب ابن خازم سے لڑنے کے لیئے آمادہ ہو گئے اور سب نے حریش بن ہلال القریعی کو اپنا امیر مقرر کیا۔

بنی تمیم میں سے بیشتر ابن خازم سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے حریش کے ہمراہ بعض ایسے بہادر بھی تھے جن کی نظیر نہ تھی ان میں سے ہر ایک فرد فوج کے ایک ایک دستے کے برابر تھا اس میں شماس بن دثار بکیر بن ورقا الصریمی شعبہ بن ظہیر النہشلی ورد بن العلق العنبری حجاج بن ناشب العدوی (جو بہترین قادر انداز تھا) اور عاصم بن حبیب العدوی شامل تھے حریش بن ہلال دو سال تک بن خازم سے برسرِ پیکار رہا۔

جب جنگ نے اس قدر طول کھینچا اور فریقین کو نقصانات برداشت کرنا پڑے تو وہ بھی لڑائی سے تنگ آ گئے آخر کار حریش میدان میں نکلا اس نے ابن خازم کو آواز دی اور کہا کہ ہمارے درمیان اس طویل مدت سے جنگ ہو رہی ہے تم کیوں اپنی اور میری قوم کو تباہ کرتے ہو آؤ ہم تم نبٹ لیں جو دوسرے کو قتل کر دیگا وہی اس ملک کا امیر بن جائے۔

ابن خازم نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور اب دونوں ایک دوسرے پر سانڈوں کی طرح حملہ کرنے لگے کچھ دیر تک اسی طرح مقابلہ رہا اور کوئی ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکا ابن خازم ذرا غافل ہوا حریش نے اس کے سر پر تلوار ماری اس کے سر کی کھال منہ پر آپڑی حریش کی رکاب ٹوٹ گئی اور تلوار اچیٹ گئی۔

ابن خازم اپنے گھوڑے کی گردن سے چمٹا ہوا اپنی فوج میں واپس آ گیا اس کے سر پر زخم آ گیا تھا دوسرے دن صبح پھر دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہوئی مگر اب ابن خازم کے زخمی ہونے کی وجہ سے دونوں فریق چند روز تک جنگ سے باز رہے اور تنگ آ کر متفرق ہو گئے ان کی تین جماعتیں ہو گئیں بکیر بن ورقاء

ایک جماعت کے ساتھ ابرشہر چلا گیا۔ شماس بن دثار العطاردی نے دوسری سمت اختیار کی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ سیستان چلا گیا عثمان بن بشیر بن المحتفز قرتنا آیا اور وہاں ایک قلعے میں فروکش ہو گیا خود حریش نے مروالروز کی سمت اختیار کی ابن خازم نے اوس کا تعاقب کیا اور مروالروز کے ایک گاؤں میں جس کا نام الملحمہ یا قصر الملحمہ تھا اسے آلیا حریش بن ہلال کے ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی اس کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے تھے یہ مختصری جماعت ایک ویرانے میں قیام پذیر تھی حریش نے وہاں ایک نیزہ اور ڈھال جو اس کے پاس تھی نصب کر دی تھی جب بن خازم اس کے پاس پہنچا حریش اپنی جماعت کے ساتھ مقابلے کے لئے نکلا ابن خازم کے ہمراہ اسکا ایک بڑا دلاور غلام بھی تھا اس نے حریش پر تلوار کی ضرب لگائی مگر اوس کا کچھ نہ بگاڑ سکا اس پر بنی ضبہ کے ایک شخص نے حریش کو اس کی جانب متوجہ کیا اوس نے کہا کہ یہ پوری طرح مسلح ہے میری تلوار اس کی زرہ پر کچھ اثر نہیں کر سکتی البتہ ایک موٹا ڈنڈا میرے لئے لاؤ اوس سے اس کی خبر لونگا چنانچہ عناب کے درخت سے ایک موٹا ڈنڈا کاٹ کر حریش کو دیا گیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے یہ ڈنڈا اوس شخص کو قلعے میں ملگیا وہ اوس نے حریش کو دیدیا۔ اب حریش نے اس ڈنڈے سے ابن خازم کے غلام پر حملہ کیا اور ایک ہی ضرب میں اوس کا کام تمام کر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر وہ ابن خازم کی طرف آیا اور اس سے کہا کہ اب تم کو مجھ سے کیا سروکار رہا میں نے تمام علاقے کو تمھارے لئے چھوڑ دیا ہے ابن خازم نے کہا تم پھر واپس آؤ گے حریش نے کہا میں اب نہیں آؤں گا اس وعدے پر ابن خازم نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ خراسان چھوڑ کر چلا جائے اور پھر کبھی اسکے مقابلے پر نہ آئے نیز ابن خازم نے حریش کو چالیس ہزار درہم بھی دیئے۔

حریش نے قلعے کا دروازہ ابن خازم کے لئے کھولدیا ابن خازم قلعہ میں آکر اس سے ملا اوسے صلہ دیا اس کا قرض ادا کرنے کا بار اپنے سر لیا اور دیر تک دونوں باتیں کرتے رہے اثنائے ملاقات میں ابن خازم کے سر کے زخم پر جو روئی کا پھایا چپکا ہوا تھا ہوا سے اڑ گیا حریش نے اوٹھ کر اوسے اوٹھا لیا اور اپنے ہی ہاتھ سے اوسے پھر زخم پر رکھدیا۔ ابن خازم کہنے لگا اے

ابو قدامہ آج تمہارا چھونا مجھے کل کے تمہارے چھونے سے بہت نرم معلوم ہوا حریش نے کہا میں اللہ سے اور تم سے اس کی معذرت کرتا ہوں اور اگر میری رکاب نہ ٹوٹ جاتی تو تلوار تمہارے دانتوں تک اترتی ابن خازم یہ سنکر ہنسا اور واپس چلا گیا اس واقعے سے بنی تمیم کی جماعت پراگندہ ہوگئی اور ان میں کوئی اتحاد باقی نہ رہا۔

اشعث بن ذویب زہیر بن ذویب العدوی کا بھائی اسی جنگ میں مارا گیا ابھی اوس میں جان باقی تھی کہ زہیر نے اوس سے اوس کے قاتل کو دریافت کیا اوس نے کہا مجھے اوس کا نام معلوم نہیں البتہ اتنا یاد ہے کہ وہ ایک زرد ترکی گھوڑے پر سوار تھا زہیر نے جس کسی سوار کو زرد ترکی گھوڑے پر دیکھا اوس پر حملہ کیا اون میں سے بعض لوگوں کو قتل کر دیا اور بعضوں نے بھاگ کر جان بچائی اوس کے خوف سے تمام اون لوگوں نے جن کے پاس زرد رنگ کا گھوڑا تھا اوس پر سواری ترک کر دی اور اس وجہ سے اس رنگ کے گھوڑے پڑاؤ میں کوتل پھر رہے تھے۔

۶۶ھ ہجری شروع ہوا

اس سنہ میں مختار بن ابی عبید نے حضرت حسین کے خون کا بدلہ لینے کے لیئے کوفے میں خروج کیا اور ابن الزبیرؓ کے عامل عبداللہ بن مطیع العدوی کو کوفے سے نکال باہر کیا۔

کوفے میں مختار کا خروج اور شیعوں کو اس کی دعوت

جب سلیمان بن صرد کے ہمراہی کوفے میں آئے تو مختار نے انھیں یہ خط لکھا "اما بعد۔ چونکہ تم نے ظالموں سے علحدگی اختیار کی اور اون سے جہاد کیا اس لیئے اللہ تم کو اس کا بڑا اجر دے گا اور گناہوں کے بوجھ کو اوتار لے گا اگر تم نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا کسی گھاٹی پر چڑھے یا کوئی قدم اوٹھایا اوس کے عوض میں اللہ نے تمہارا ایک درجہ آخرت میں بڑھا دیا اور اوس کے صلے میں ایسی نیکیاں تمہارے نام لکھیں کہ اون کا شمار صرف خدا ہی کر سکتا ہے اگر میں

خروج کرکے تمھارے پاس آؤں تو اللہ کی عنایت سے پھر ہر سمت سے تمھارے دشمنوں کے لئے تلوار نیام سے باہر نکالوں گا اور پھر ان کے پرخچے اڑا دوں گا جو تم سے قریب ہوں اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوں اللہ انھیں اپنے سے نزدیک کرے اور جو اس کے قبول کرنے سے انکار کریں انھیں اللہ دور کردے اے اہل ہدایت تم پر سلام ہو"۔

سیحان بن عمرو جو عبد القیس کے خاندان بنی لیث سے تھا اس خط کو اپنی ٹوپی کی اندرونی استر اور ابرے کے درمیان چھپا کر رفاعہ بن شداد مثنیٰ بن مخربہ العبدی سعد بن حذیفہ بن الیمان، یزید بن انس۔ احمر بن شمیط الاحمسی عبداللہ بن شداد البجلی اور عبداللہ بن کامل کے پاس لایا اور ان سب کو یہ خط پڑھ کر سنایا۔

اس جماعت نے ابن کامل کو اپنا قائم مقام بنا کر مختار کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ ہم آپ کی دعوت کو قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں جس طرح آپ چاہیں ہم سے کام لیں اگر آپ کی رائے ہو تو ہم آ کر آپ کو قید سے نکال لائیں۔

کامل قید میں آ کر مختار سے ملا جو پیام لایا تھا وہ اس نے سنا دیا شیعوں کے اس ارادے سے مختار بہت خوش ہوا اور انھیں کہلا بھیجا کہ وہ لوگ مجھے چھڑانے نہ آئیں بلکہ میں خود ہی صبح و شام یہاں سے نکل آؤں گا۔

مختار نے زربی نام غلام کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس یہ خط دے کر بھیجا تھا۔

"اما بعد مجھے بلا وجہ قید کر دیا گیا ہے والیوں نے جھوٹے الزام مجھ پر لگائے ہیں آپ مہربانی فرما کر ان دونوں ظالموں کے نام میری سفارش کا ایک خط لکھ دیں ممکن ہے کہ اللہ آپ کی برکت سے ان کے پنجے سے مجھے رہائی دے والسلام علیک۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے دونوں کے نام یہ خط لکھا

اما بعد تم کو معلوم ہے کہ مختار بن ابی عبید میرے سسرالی رشتہ دار ہیں اور میرے تم دونوں سے جو دوستانہ مراسم ہیں ان سے بھی تم واقف ہو اسی لئے

میں تم کو اپنی اس دوستی کے حق کی قسم دیکر لکھتا ہوں کہ میرے اس خط کو دیکھتے ہی تم مختار کو چھوڑ دو والسلام علیکما ورحمۃ اللہ۔

جب عبید اللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے پاس حضرت عبد اللہ بن عمر کا یہ خط پہونچا انھوں نے مختار سے کہا کہ تم اپنے ضامن پیش کر دو اس کے بہت سے طرفدار اس غرض سے اوس کے پاس آئے یزید بن الحارث بن یزید بن ردیم نے عبد اللہ بن یزید سے کہا کہ ان سب کی ضمانت سے کیا فائدہ ان میں سے جو دس مشہور اشخاص ہوں صرف اون کی ضمانت لے لو عبد اللہ بن یزید نے اسی تجویز پر عمل کیا اور جب ان سے ضمانت لے لی تو عبد اللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے مختار کو بلایا اور اوس سے کہا خدا کے سامنے یہ قسم کھاؤ کہ جب تک ہم دونوں برسر اقتدار ہیں تم ہمارے خلاف کوئی سازش یا بغاوت نہ کروگے اگر تم اس عہد کی خلاف ورزی کروگے تو تم کو ایک ہزار جانور کفارۂ یمین کے لئے کعبے کے دروازے پر ذبح کرنے پڑیں گے اور تمہارے تمام لونڈی غلام آزاد ہو جائینگے۔

مختار نے یہ قسم کھائی۔ اوس کو رہائی مل گئی اور وہ اپنے گھر آگیا اس کے بعد ایک صاحب نے مختار کو یہ کہتے سنا کہ یہ لوگ کس قدر احمق ہیں سمجھتے ہیں کہ میں نے اون سے حلف کیا ہے اوسے میں پورا کروں گا اگرچہ میں نے اون کے لئے خدا کی قسم کھائی ہے مگر مناسب یہ ہے کہ میں دیکھوں کہ جس بات کے لئے میں نے قسم کھائی وہ میرے لئے بہتر ہے یا اس کی خلاف ورزی اور ان میں سے جو میرے لئے بہتر ہوگی وہی میں کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ کر دوں گا اب میرے اون کے خلاف خروج کرنا خروج نہ کرنے سے بہتر ہے اسی لئے میں ضرور خروج کروں گا اپنی قسم کا کفّارہ کروں گا ہزار جانوروں کا ذبح کرنا میرے لئے بالکل سہل ہے ایک ہزار جانوروں کی قیمت بھی کچھ ایسی زیادہ نہیں جو مجھے پریشان کر دے اب رہا غلاموں کا آزاد کرنا تو میں خود ہی چاہتا ہوں کہ اگر مجھے میرے اس ارادے میں کامیابی ہو جائے تو میں کبھی کسی کو اپنا غلام نہ بناؤں۔

قید سے رہائی کے بعد جب مختار نے اپنے مکان میں سکونت اختیار کی تو شیعہ اس کے پاس آئے اور سب نے اس کو اپنا امیر بنا لیا جس وقت وہ قید تھا اسوقت بھی یہہ پانچ آدمی اس کے لئے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے سائب بن مالک الاشعری یزید بن انس احمر بن شمیط رفاعہ بن شداد الفیتانی اور عبداللہ بن شداد الجشمی روز بروز اس کے طرفداروں میں اضافہ اور اسکی تحریک کو قوت پہونچتی رہی۔

اس اثنا میں ابن الزبیر نے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد طلحہ کو علٰحدہ کر کے ان کی جگہہ عبداللہ بن مطیع کو کوفے بھیجدیا ابن الزبیر نے بنی عدی بن کعب کے عبداللہ بن مطیع کو بلا کر کوفے کا والی مقرر کیا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرے کا والی مقرر کر کے بصرے بھیجا۔

ان کے تقرر کی اطلاع بجیر بن ریسان الحمیری کو ملی وہ ان سے ملنے آیا اور کہا کہ آج چاند رات مقام ناطح میں ہے آج تم دونوں سفر نہ کرنا۔ ابن ربی ربیعہ نے اون کا کہا مانا اور اوس روز نہ روانہ ہوا بلکہ چند سے اور ٹھہر گیا اور پھر اپنے مستقر روانہ ہوا اور محفوظ رہا مگر عبداللہ بن مطیع نے اوس سے کہا اگر چاند مقام ناطح میں ہے تو ہوا کرے ہم بھی تو سینگوں سے لڑنا ہی چاہتے ہیں در واقعہ بھی ایسا ہی ہوا کہ لڑائی ہوئی اور اوس میں عبداللہ بن مطیع کو ذلت اوٹھانا پڑی۔

جب عبدالملک بن مروان کو معلوم ہوا کہ ابن الزبیر نے جدید عمال مقرر کیے ہیں اس نے دریافت کیا کہ بصرے پر کسے مقرر کیا ہے لوگوں نے کہا حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو عبدالملک نے کہا وادی عوف میں کوئی شریف آدمی نہیں ہے اس لئے ایک عوفی کو بصرے پر مقرر کیا ہے۔ یہ کہکر عبدالملک بیٹھ گیا اور پوچھا کہ کوفے پر کسے مقرر کیا ہے بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن مطیع کو عبدالملک نے کہا کہ یہ محتاط آدمی ہے مگر بعض اوقات احتیاط ترک کر دیتا ہے بہادر ہے مگر بھاگنے کو برائی نہیں سمجھتا۔ پھر پوچھا مدینے پر کسے مقرر کیا معلوم ہوا کہ اپنے بھائی مصعب کو عبدالملک نے کہا بے شک یہ بہادر شیر ہے اور ان کے گھر کا آدمی ہے۔

جمعرات کے دن ۶۵ھ ہجری کے ماہ رمضان کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ عبداللہ بن مطیع کوفے آیا اس نے عبداللہ بن یزید سے کہا کہ اگر تم پسند کرو تو یہاں میرے پاس رہو میں ہر طرح تمھاری خاطر مدارات کروں گا۔

اور چاہو تو امیر المومنین کے پاس چلے جاؤ کیونکہ تم نے ان کے ساتھ اور ان کی مسلم آبادی کے ساتھ خیر خواہی کی ہے ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس چلے جاؤ۔

ابراہیم مکے آ گیا۔ چونکہ اس کے عہد میں مالگزاری میں کمی ہوئی تھی اس کے متعلق اس سے باز پرس کی گئی اس نے فتنہ و فساد کو اس کمی کا باعث بتایا ابن الزبیر نے پھر اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کی۔

مطیع نے کوفے میں اپنے دونوں عہدوں کا جائزہ لے لیا یہی نماز بھی پڑھاتا تھا اور مالگزاری کا بھی افسر تھا اس نے ایاس بن مضارب العجلی کو اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا اور حکم دیا کہ سب سے اچھا سلوک کرنا البتہ مشتبہ اشخاص پر سختی کرنا۔ حصیرہ بن عبداللہ بن الحارث بن درید الازدی جس نے یہ زمانہ پایا ہے اور جو مصعب بن الزبیر کے قتل میں موجود تھا راوی ہے کہ جب عبداللہ بن مطیع مسجد کوفہ میں آیا میں وہاں موجود تھا اس نے منبر پر چڑھ کر حمد و ثنا کے بعد کہا "امیر المومنین عبداللہ بن الزبیر نے مجھے تمہارے شہر اور علاقے کا حاکم مقرر کر کے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ مالگزاری وصول کروں اور یہاں کے اخراجات کے بعد جو روپیہ فاضل ہو وہ تمہاری مرضی کے بغیر کسی اور جگہ منتقل نہ کروں حضرت عمرؓ نے بھی مرتے وقت یہی وصیت کی تھی اور اسی پر حضرت عثمانؓ نے عمل بھی کیا تھا اللہ سے ڈرو صراط مستقیم پر چلتے رہو اختلاف بیدا نہ کرو احمقوں کے ہاتھوں میں اپنے کو نہ دو اگر تم نے میرے کہنے کو نہ مانا تو پھر تم سب مجھے مورد الزام نہ بنانا بلکہ اپنے ہی کو برا بھلا کہنا ایسی صورت میں بخدا میں مجرم کو سخت سزا دوں گا اور مشتبہ اشخاص کو سیدھا کر دوں گا۔

اس تقریر کے بعد سائب بن مالک الاشعری نے کھڑے ہو کر کہا ابن الزبیر نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم ہماری فاضل آمدنی کو ہماری مرضی کے بغیر منتقل نہ کرو گے تو ہم علانیہ اس بات کا اشہاد کہتے ہیں کہ ہماری آمدنی کہیں اور نہ بھیجی جائے بلکہ اس کو ہم میں تقسیم کر دیا جائے اور ہمارے ساتھ حضرت علی کا سا طرز عمل اختیار کیا جائے ہم حضرت عثمان کے طرز عمل کو اپنے مال و جان کے لئے پسند نہیں کرتے کیونکہ اس کی بنیاد اثر و اغراض پر مبنی تھی اور نہ ہم اپنے مال کے متعلق حضرت عمر کے طرز عمل کو پسند کرتے ہیں اگرچہ ان کا طرز جہاں بانی دونوں

مذکورالصدر طرق حکومت سے ہمارے لئے نقصان میں کم اور خلق اللہ کے لئے فائدہ میں کم نہ تھا۔
یزید بن انس سے کہا سائب بن مالک نے بالکل واجبی بات کہی ہے ہماری رائے ان کے ساتھ ہے ابن مطیع نے کہا میں تم پر ہر اس طرز عمل سے حکومت کروں گا جسے تم پسند کروگے اس کے بعد وہ منبر سے اترا آیا یزید بن انس الاسعدی نے سائب سے کہا تم نے خوب کیا کہ اس کی ساری شیخی خاک میں ملادی اللہ مسلمانوں کے لئے تمہاری عمر دراز کرے بخدا میں خود چاہتا تھا کہ کھڑے ہو کر وہی کہوں جو تم نے کہا اور یہ بھی بہت اچھا ہوا کہ اس کی تردید کوفے والے لئے کی جسے ہماری جماعت سے تعلق نہیں ہے۔
ایاس بن مضارب نے ابن مطیع سے آکر کہا کہ سائب مختار کے طرفداروں کا سرگروہ ہے اور اس لئے مجھے مختار کی جانب سے خطرہ ہے تم اسے اپنے پاس بلا کر اس وقت تک کے لئے قید کردو جب تک کہ لوگوں کی حالت درست نہ ہو جائے میرے مخبروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اس کی تحریک مکمل ہو چکی ہے اور وہ صبح شام ہی کوفے پر حملہ کرنے والا ہے" ابن مطیع نے زائدہ بن قدامہ اور حسین بن عبداللہ البرسمی الہمدانی کو مختار کے بلانے کے لئے بھیجا۔ یہ دونوں ان کے پاس آئے اور کہا کہ امیر بلاتے ہیں چلئے۔ مختار نے کپڑے منگوائے اور سواری کو زین لگانے کا حکم دیا اور ان دونوں کے ہمراہ چلنے کے لئے تیار ہو گیا جب زائدہ بن قدامہ نے یہ دیکھا اس نے یہ آیت پڑھی۔
واذ یمکر بك الذین كفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك ویمكرون ویمكر الله والله خیر الماكرین۔ (ترجمہ) اور جب ان لوگوں نے جنھوں نے خدا کی ہستی سے انکار کیا تیرے ساتھ چال چلی کہ تجھے روک لیں یا قتل کردیں یا خارج البلد کردیں۔ وہ اپنی چال چلتے ہیں اور اللہ اپنی چال چلتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے" اس کو سن کر مختار تاڑ گیا پھر بیٹھ گیا کپڑے اتار دیئے اور کہا کہ مجھ پر لحاف ڈالو مجھے شدید لرزہ آگیا ہے اس نے اس وقت عبدالعزی بن سہل الازدی کا یہ شعر پڑھا۔

اذا ما معشر ترکوا ندا ھم ولم یاتوا الکریھۃ لم یھابوا

(ترجمہ) جب کسی گروہ نے اپنے دیوانخانہ کو نہ چھوڑا اور وہ جنگ میں شریک نہ ہوا اس سے کوئی نہیں ڈرتا۔
مختار نے ان دونوں سے کہا کہ آپ ابن مطیع کے پاس جائیں اور میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں میری جانب سے معذرت کر دیجئے بیمار نہیں چل سکتا اس پر زائدہ بن قدامہ نے کہا کہ میں تو اب اس کے پاس واپس نہیں جاؤنگا البتہ اے میرے ہمدانی دوست تم جاکر اس سے ان کی معذرت کر دینا۔

حسین بن عبداللہ کہتا ہے کہ اس وقت میں نے اپنے جی میں کہا اگر میں نے اس کی جانب سے وہ پیام نہ پہونچایا جو وہ چاہتا ہے تو مجھے یہ ڈر ہے کہ کل یہ مجھے ہلاک کر دے گا اس بناء پر میں نے مختار سے کہا اچھا میں ابن مطیع سے تمہارا عذر جس طرح تم چاہتے ہو اسی طرح بیان کر دوں گا۔

ہم اس کے پاس سے نکل آئے دیکھا کہ اس کے دروازے پر اس کے طرفدار جمع ہیں خود اس کے مکان میں بھی ان کی اچھی خاصی جماعت پہلے سے موجود تھی۔

اب ہم ابن مطیع کے پاس آنے کے لیئے روانہ ہوئے راستے میں میں نے زائدہ بن قدامہ سے کہا جب تم نے کلام اللہ کی آیت پڑھی میں تمہارا مقصد سمجھ گیا تھا اور اسی وجہ سے وہ باوجود کپڑے پہن لینے اور گھوڑے پر زین رکھنے کے ہمارے ساتھ آنے سے رک گیا نیز جب اس نے شعر پڑھا اس سے میں نے یہ بھی سمجھ لیا کہ اس شعر کے پڑھنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ تم کو جتادے کہ جو تم اسے بتانا چاہتے تھے اسے اس نے سمجھ لیا ہے اور اب وہ ابن مطیع کے پاس نہیں جائے گا۔

زائدہ نے اس ساری گفتگو سے انکار کیا اور کہا کہ اس سے میرا مقصد ہرگز کچھ اور نہ تھا میں نے کہا تم قسم نہ کھاؤ بخدا میں کوئی بات ابن مطیع سے تمہارے یا مختار کے خلاف مرضی بیان نہیں کروں گا میں جانتا ہوں کہ تم اس کے لیئے خوف زدہ ہوا اور تم کو اس کا اتنا ہی خیال ہے جتنا کسی کو اپنے ابن عم کے لیئے ہوا کرتا ہے۔

ہم نے ابن مطیع سے آکر اس کی بیماری کا حال بیان کر دیا ابن مطیع نے

ہماری بات یاد رکی نیز اسے بھی معذور سمجھا۔

مختار نے اپنے طرفداروں کو بلانا شروع کیا یہ انھیں اپنے گرد وپیش کے مکانوں میں جمع کرتا رہا اس کا ارادہ تھا کہ محرم ہی میں کوفے پر قبضہ کرلے۔

مختار کے طرفداروں میں سے بنی شبام کا ایک معزز شخص عبدالرحمان بن شریح نامی سعید بن منقذ الثوری سعر بن ابی سعر الحنفی اسود بن جراد الکندی اور قدامہ بن مالک الجشمی سے آکر ملا یہ سب لوگ سعر الحنفی کے مکان میں جمع ہوئے یہاں عبدالرحمان بن شریح نے ان کے سامنے تقریر کی اور اس میں کہا۔

حمد وثنا کے بعد مختار ہمیں لے کر خروج کرنا چاہتے ہیں ہم نے ان کی بیعت کرلی ہے مگر ہمیں معلوم نہیں کہ انھیں ابن الحنفیہ نے ہمارے پاس بھیجا ہے یا نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم سب ابن الحنفیہ کے پاس چلیں اور انھیں مختار کی دعوت سے آگاہ کردیں اگر وہ ہمیں مختار کی متابعت کی اجازت دینگے تو ان کی متابعت کرینگے ورنہ نہیں بخدا دین کی سلامتی ہمارے لئے دنیا کے ہر فائدہ سے زیادہ قابل پذیرائی ہے۔

سب نے کہا تمھاری رائے بالکل درست ہے تم جب چاہو ہمیں لیکر ابن الحنفیہ کے پاس چلو انھیں دنوں میں یہ سب لوگ ابن الحنفیہ سے ملنے روانہ ہوئے ادنکے پاس آئے عبدالرحمان بن شریح ان کا سرگروہ تھا ابن الحنفیہ نے ان سے اہل کوفہ کی حالت دریافت کی انھوں نے ساری کیفیت سنائی۔

اسود بن جراد الکندی کہتا ہے کہ ہم نے ان سے کہا کہ ہمیں آپ سے ایک بات کہنا ہے انھوں نے کہا علانیہ یا راز میں ہم نے کہا کہ وہ راز ہے انھوں نے کہا تو ذرا ٹھہر جاؤ۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک جانب اٹھ آئے انھوں نے ہمیں اپنے پاس بلایا ہم ان کے پاس گئے عبدالرحمان بن شریح نے گفتگو شروع کی اور حمد وثنا کے بعد کہا آپ اہل بیت ہیں اللہ نے آپ کو فضیلت دی اور شرف نبوت سے سرفراز فرمایا اور اس امت پر آپ کا بڑا حق قرار دیا ہے کہ جس سے صرف بے عقل اور بدنصیب انکار کرسکتے ہیں حضرت حسینؓ کی شہادت سے جو مصیبت آپ لوگوں کو اٹھانا پڑی اس سے آپ کو ایک خاص حق حاصل ہوگیا کیونکہ تمام مسلمانوں کو اس

حادثے کا صدمہ ہے مختار بن ابی عبید ہمارے پاس آئے اور وہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ آپ لوگوں کی جانب سے ہمارے پاس آئے ہیں انھوں نے ہمیں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے اور ضعیفوں کی حمایت کرنے کے لئے دعوت دی ہم نے ان سب باتوں کیلئے ان کی بیعت کرلی مگر اب ہم نے مناسب سمجھا کہ آپ سے ان باتوں کا ذکر کردیں اگر آپ ان کی اتباع کا ہمیں حکم دینگے تو ہم انکی اتباع کرینگے اور اگر آپ منع کردینگے تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرینگے۔

اس کے بعد ہم نے فرداً فرداً اسی طرح کی تقریر کی وہ سب کی باتوں کو سنتے رہے جب ہم سب کہہ چکے تو اب انھوں نے اللہ کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد کہا آپ نے ہمارے متعلق کہا ہے کہ ہمیں اللہ نے اپنے فضل خاص سے مشرف فرمایا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور بے شک اللہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے) اس فضل پر اسکا شکر واجب ہے آپ نے حسینؓ کی شہادت کی مصیبت کا ذکر کیا ہے یہ ایک ایسا سفاکانہ قتل عام تھا جو ان کی تقدیر میں تحریر تھا اور ایسی کرامت تھی جو اللہ نے بعض لوگوں کے مراتب کے اضافے کے لئے اور دوسروں کے مراتب کی کمی کے لئے انھیں عطا کی تھی وکان امراللہ مفعولا وکان امر اللہ قدرا مقدورا (اللہ کا حکم پورا ہوا اور اللہ کا حکم پہلے سے ہوچکا تھا) آپ نے ہمارے خون کا بدلہ لینے والوں کا ذکر کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جس کسی کے ذریعہ سے چاہے ہمارے دشمن سے بدلہ لے اس کے بعد میں اپنے اور آپ کے لئے اللہ سے طلب مغفرت کرتا ہوں۔

ہم ان کے پاس سے چلے آئے اور ہم نے کہا کہ ان کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ہمیں مختار کی متابعت کی اجازت دیدی ہے کیونکہ اگر وہ اسے برا سمجھتے تو ہمیں منع کردیتے۔

ہم اپنے مقام پر واپس آئے یہاں ہمارے کچھ شیعہ ہم خیال جنھیں ہم نے اپنے ابن الحنفیہ کے پاس جانے اور اس کی غرض سے اطلاع دیدی تھی ہمارا انتظار کررہے تھے مختار کو بھی ہمارے اس جانے کی خبر ہوچکی تھی یہ بات اس پر

مشتاق تھی اور یہ خوف تھا کہ کہیں ہم اس کی عدم نصرت کا حکم لیکر نہ آئیں اسی خوف سے اسکا ارادہ تھا کہ ہمارے آنے سے پہلے ہی وہ شیعوں کو لیکر خروج کر دے مگر اسے اس ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی اسی اثنا میں مختار شیعوں سے کہا کرتا تھا کہ تمہارے کچھ لوگوں کو شک پیدا ہو گیا ہے متحیر ہیں اور اس وجہ سے وہ محروم ہیں اگر ان میں اصابت رائے ہے تو وہ واپس آکر میرے ساتھ شریک ہو جائینگے اور اگر وہ ڈر کر منحرف ہو گئے اور انھوں نے میری تجویز کو مسترد کر دیا تو وہ ہلاک ہوئے اور محروم رہینگے

ایک ماہ سے کچھ زیادہ مدت اسی تعطل میں گزری اس کے بعد یہ وفد ابن الحنفیہ کے پاس سے بغیر اپنے گھروں کو گئے سیدھا مختار کے پاس آیا مختار نے ان سے پوچھا کہ کیا قصہ ہے معلوم ہوتا ہے تم فتنے میں پڑ گئے ہو اور میری تحریک کو مشتبہ نگاہوں سے دیکھتے ہو سب نے کہا ہمیں آپ کی مدد کرنے کا حکم ہوا ہے مختار نے تکبیر کہی اور کہا میں ابو اسحاق ہوں تمام شیعوں کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ قریب کے تمام شیعہ اس کے پاس جمع ہوئے مختار نے کہا اے جماعت شیعہ تمہارے بعض لوگوں نے میری دعوت کی تصدیق کرنا چاہی اور وہ امام المہدی ابن الحنفیہ کے پاس گئے جو علی مرتضےٰ کے بیٹے ہیں اور رسول اللہ کے خاندان میں ہیں ان لوگوں نے ان سے میری دعوت کی تصدیق چاہی اور انھوں نے انھیں مطلع کیا کہ میں ان کا وزیر مددگار پیامبر اور دوست ہوں اور انھیں حکم دیا ہے کہ میری اتباع کریں ظالموں سے لڑنے اور اہل بیت رسول اللہ کے خون کا بدلہ لینے میں میرے حکم کی بجاآوری کریں۔

اس کے بعد عبدالرحمان بن شریح نے کھڑے ہو کر تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے جماعت شیعہ ہم نے اپنے لئے خاصکر اور آپ سب کے لئے عامۃً اصابت کو مناسب خیال کیا کہ اس معاملے میں مشورہ کر لیں اس وجہ سے ہم مہدی ابن علی کے پاس گئے ہم نے ان سے اپنی اس جنگ کے برحق ہونے اور مختار کی دعوت کی صداقت دریافت کی انھوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم مختار کی دعوت کو قبول کریں اور اس کی پوری طرح امداد و پشت پناہی کریں اس حکم کو سنکر ہم باغ باغ ہو گئے اور ہمارے سینے صاف ہو گئے جو شک و شبہ ہمارے دل میں اس تحریک کے متعلق تھا وہ سب اللہ نے دور کر دیا اور اب ہم نے اپنے مشترکہ دشمن سے

لڑنے کا عزم کر لیا ہے۔ جو لوگ اس وقت موجود ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اس بات کو ان لوگوں کو پہونچا دیں جو یہاں موجود نہیں نیز آپ لوگ اب تیاری کیجئے اس تقریر کو ختم کرنیکے بعد عبدالرحمان بیٹھ گیا پھر ہم میں سے ہر شخص نے فرداً فرداً ایسی تقریر کی اس کا اثر یہ ہوا کہ تمام شیعہ اس تحریک میں شرکت کے لیئے پوری طرح آمادہ ہو گئے۔

عامر الشعبی لکھتا ہے کہ سب سے پہلے میں نے اور میرے باپ نے مختار کی دعوت پر لبیک کہا۔

جب پوری تیاری ہو گئی اور خروج کا وقت قریب آگیا تو احمر بن شمیط اور یزید بن انس عبداللہ بن کامل اور عبداللہ بن شداد نے مختار سے کہا کہ کوفے کے تمام اشراف تمہارے مقابلے کے لیئے ابن مطیع کے پاس جمع ہیں اگر ہم ابراہیم بن الاشتر کو اپنا سپہ سالار مقرر کر لینگے تو چونکہ وہ ایک بہادر جوان اور شریف زادے ہیں نیز کافی شہرت بھی رکھتے ہیں اور معزز و کثیر خاندان کے فرد بھی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ کی مدد سے ہمیں دشمن کے خلاف بڑی قوت حاصل ہو جائیگی اور اس کی مخالفت بے ضرر ہو جائیگی۔

مختار نے کہا ان کے پاس جاؤ انھیں دعوت دو اور مطلع کرو کہ ہمیں حسینؓ اور ان کے خاندان والوں کے خون کا بدلہ لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

شعبی کہتا ہے کہ ہم سب لوگ ابراہیم کے پاس آئے میں اور میرے والد بھی اس جماعت میں شریک تھے یزید بن انس نے گفتگو شروع کی اور کہا کہ ہم ایک اہم بات آپ سے کہنے اور اس کی دعوت دینے آئے ہیں اگر آپ اسے قبول فرمائینگے تو آپ کے لیئے بہتری ہے اور اگر قبول نہ کرینگے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا اور ہم یہ درخواست کرینگے کہ اسے آپ کسی سے بیان نہ کریں۔

ابراہیم نے کہا میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ مجھ سے کسی بات کو بیان کرتے ہوئے کسی قسم کا اندیشہ کیا جائے یا میرے تقرب سلطانی سے کسی کو خوف ہو وہ بیچارے تنگ ظرف ہوتے ہیں جو اس قسم کی رعایتیں ملحوظ نہیں رکھتے۔

یزید بن انس نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو ایسی بات کے لیئے دعوت دیتے ہیں جس پر شیعوں کی جماعت نے اتفاق کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ پر

قتل کیا جائے اہل بیت کا بدلہ لیا جائے اور کمزوروں کی حفاظت کی جائے۔

اس کے بعد احمر بن شمیط نے تقریر کی اور کہا کہ میں آپ کا مخلص دوست ہوں آپ کے والد کا انتقال ہو چکا ہے وہ ایک بڑے شریف سردار تھے ان کی وجہ سے اگر آپ اسے سمجھیں تو اللہ کا آپ پر حق باقی ہے جو دعوت ہم نے آپ کو دی ہے اگر آپ اسے قبول فرمائینگے تو آپ کو وہی مرتبۂ عزت حاصل ہو جائے گا جو آپ کے والد کا تھا اور اس طرح آپ ایک مردہ عزت کو جو آپ کے آبا نے آپ کے لئے حاصل کی تھی پھر زندہ کر دینگے آپ ایسے بہادر شخص کی ادنیٰ کوشش اس کام کو کامیابی کی انتہائی حد تک پہونچانے کے لئے بالکل کافی ہے۔

اس تقریر کو سنکر وہ سوچنے لگے اب سب نے ملکر انھیں دعوت د ترغیب دتحریص دینا شروع کی ابراہیم نے کہا میں تمھاری اس دعوت کو کہ حسین اور ان کے اہل بیت کا بدلہ لیا جائے اس شرط پر قبول کرتا ہوں کہ تم اس تمام کارروائی کو میرے سپرد کر دو لوگوں نے کہا ہم تو اس کے لئے بالکل تیار ہیں کہ تم کو اپنا امیر بنائیں مگر اس کی کوئی سبیل نہیں کیونکہ مختار مہدی کی جانب سے ہمارے پاس ان کے پیغام پر اور اس جنگ پر مامور ہو کر آیا ہے اور ہمیں اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

ابن الاشتر یہ سنکر خاموش ہو رہے انھوں نے ہماری دعوت قبول نہیں کی ہم نے مختار سے آکر سارا واقعہ بیان کر دیا۔

تین دن گزر گئے پھر مختار نے اپنے بعض سربرآوردہ دوستوں کو جنھیں میں اور میرے باپ بھی تھے اپنے پاس بلایا اور سب کو لیکر روانہ ہوا۔ وہ ہمارے آگے کوفے کے مکانات سے یکے بعد دیگرے گزرتا جاتا تھا ہمیں معلوم نہ تھا کہ کہاں جارہا ہے اسی طرح چلتے چلتے ابراہیم بن الاشتر کے دروازے پر ٹھہرے ہم نے اس سے اندر آنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دی اور ہمارے لئے مسندیں بچھا دیں، ہم سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے مختار خود ابراہیم کی مسند پر بیٹھ گیا مختار نے کہا۔ الحمد للّٰہ واشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وصلی اللّٰہ علی محمد والسلام علیہ اما بعد یہ مہدی محمد بن امیر المومنین وصی کا خط آپ کے نام ہے جو خود بہترین انسان اور انبیا کے بعد بہترین انسان کے بیٹے ہیں اس خط میں وہ آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہماری مدد کیجئے اگر آپ مدد کرینگے تو اسمیں

آپ ہی کا فائدہ ہے اور اگر نہ کرینگے تو یہ خط آپ کے خلاف حجت ہے اور اللہ مہدی محمد اور ان کے دوستوں کو آپ کی عدم شرکت سے بے پروا کردے گا۔

مکان سے روانہ ہوتے وقت مختار نے اس خط کو میرے حوالے کر دیا تھا جب انھوں نے اپنی اس گفتگو کو ختم کر دیا تو مجھ سے کہا کہ وہ خط ابراہیم کو دیدیں میں نے وہ خط اسے دیدیا اس نے چراغ منگوایا۔ اس کی مہر توڑی اور پڑھا اس خط میں مرقوم تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط محمد المہدی کی طرف سے ابراہیم بن مالک الاشتر کو بھیجا جاتا ہے سلام علیک اس خدا کی تعریف کے بعد جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اپنے وزیر معتمد علیہ کو تمھارے پاس بھیجا ہے اور انھیں حکم دیا ہے کہ وہ میرے دشمن سے لڑیں اور میرے اہل بیت کا بدلہ لیں تم ان کی اپنے خاندان اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ مدد کرو اگر تم ایسا کروگے تو یہ تمھارا مجھ پر احسان ہوگا علاوہ ازیں تم ہر فوج کے جو لڑنے جائے امیر بنائے جاؤگے اور کوفے سے لیکر شامیوں کے انتہائی شہروں تک جس جگہ پر تم قبضہ کروگے وہ تمھاری تفویض کر دیئے جائینگے میں اس وعدے کے ایفا کے لئے اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں نیز اگر تم نے میری خواہش کو منظور کر لیا تو اللہ کے یہاں بھی تم کو اس کا بڑا اجر ملے گا اگر تم نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو تم اس طرح تباہ و برباد ہو جاؤگے کہ پھر کبھی اس کی تلافی ممکن نہ ہوگی والسلام خط کو پڑھ کر ابراہیم نے کہا کہ اس سے پہلے میرے اور ان کے درمیان خط و کتابت رہ چکی ہے وہ ہمیشہ اپنے خطوں کو اپنے اور اپنے باپ کے نام سے شروع کرتے ہیں مختار نے کہا کہ ہاں وہ اور زمانہ تھا یہ اور زمانہ ہے ابراہیم نے کہا کہ اسے کون جانتا ہے کہ یہ خط ابن الحنفیہ نے لکھا ہے اس پر زید بن انس۔ احمر بن شمیط عبداللہ بن کامل اور ان کے اور ساتھیوں نے اس سے کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ خط محمد بن علی ہی نے تم کو لکھا ہے صرف میں نے اور میرے والد نے اس شہادت میں حصہ نہیں لیا۔

یہ سن کر ابراہیم صدر مسند سے اٹھ آیا اور اس جگہ مختار کو بٹھا دیا۔ اور کہا کہ اپنا ہاتھ لائیے میں بیعت کرتا ہوں مختار نے ہاتھ بڑھا دیا ابراہیم نے بیعت کر لی پھر ہم سب کے لئے میوہ اور شہد کا شربت منگوایا کھا پی کر ہم وہاں سے اٹھ آئے ابن الاشتر

بھی ہمارے ساتھ آیا مختار کے ساتھ سوار ہو کر اس کے فرودگاہ میں آیا جب یہاں سے اپنے مکان واپس جانے لگا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا اے شعبی ٹھیں واپس لے چلو میں اس کے ساتھ واپس ہوا جب ہم دونوں اس کے مقام پر آئے تو اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ تم نے اور تمھارے والد نے مختار کی تائید میں شہادت نہیں دی کیا ان لوگوں نے سچ کہا میں نے کہا کہ جس طرح انھوں نے شہادت دی ہے اس سے تم خود واقف ہو ان میں بڑے بڑے قاری محدث شیوخ اور عرب کے سردار شامل تھے میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں نے کوئی غلط بیانی کی ہوگی۔

کہنے کو تو میں نے یہ کہدیا مگر بخدا مجھے خود ان کی شہادت پر اعتبار نہ تھا البتہ اتنا ضرور تھا کہ مختار کے خروج کو میں دل سے چاہتا تھا ان سب کا ہم خیال تھا اور چاہتا تھا کہ یہ کارروائی انجام کو پہونچے۔ اس خیال سے میں نے اپنے دلی منشاء سے اسے آگاہ نہ کیا ابن الاشتر نے مجھ سے کہا کہ چونکہ میں ان سب صاحبوں کو پہچانتا نہیں ہوں اس لئے تم ان سب کے نام مجھے لکھ دو اس نے کاغذ اور دوات منگوائی اور یہ تحریر لکھ لی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سائب بن مالک الاشعری یزید بن انس الاسدی احمر بن شمیط الاحمسی اور مالک بن عمرو النہدی اسی طرح اس نے اور سب لوگوں کے نام لکھکر لکھا کہ ان لوگوں نے یہ شہادت دی ہے کہ محمد بن علی نے ابراہیم بن الاشتر کو یہ تحریری حکم بھیجا ہے کہ وہ ظالموں سے جنگ اور اہل بیت کا بدلہ لینے کے لئے مختار کی اعانت و نصرت کرے اور اس شہادت کی صداقت پر شراحیل بن عبد جو ابو عامر الشعبی مشہور فقیہ ہیں عبد الرحمان بن عبد اللہ الحنفی اور عامر شراحیل الشعبی نے شہادت دی ہے اس پر میں نے ابراہیم سے کہا اللہ آپ پر رحم کرے یہ آپ کیا کر رہے ہیں ابراہیم نے کہا رہنے دو ممکن ہے کہ یہ مفید ہو۔

ابراہیم نے اپنے عزیزوں بھائیوں اور دوسرے اپنے طرفداروں کو اپنے پاس بلایا اور اب یہ مختار کے پاس جانے لگا یحیی بن ابی عیسی الازدی حمید بن مسلم الاسدی ابراہیم بن الاشتر کا دوست تھا یہ اسکے پاس جایا کرتا تھا نیز اسکے ہمراہ مختار کے پاس بھی جاتا تھا۔ ابراہیم مغرب کے قریب مختار کے پاس آجاتا اور تارے چھٹکنے تک اس کے پاس رہتا پھر گھر آجاتا کچھ زمانہ تک یہ

آپس میں اپنے معاملات پر غور کرتے رہے آخر کار انھوں نے تصفیہ کیا کہ ۱۴ ربیع اول پنجشنبہ کے دن خروج کریں ان کے شیعہ اور دوسرے طرفداروں نے بھی اس پر پوری طرح آمادگی ظاہر کی۔

غروب آفتاب کے وقت ابراہیم نے اذان دی اور خود ہی آگے بڑھ کر امامت کی اور ہمیں نماز پڑھائی مغرب کی نماز کے بعد جب کہ ابھی طرح تاریکی چھاگئی یہ ہمیں لیکر مختار کی طرف چلا ہم پوری طرح مسلح ہوکر مختار کی جانب چلے اس اثنا میں ایاس بن مضارب نے عبداللہ بن مطیع سے یہ بات کہدی تھی کہ ان دو راتوں میں سے کسی ایک رات میں مختار تم پر خروج کرنے والا ہے۔

ایاس جنگی پولیس کو لیکر گشت کے لئے نکلا اس نے اپنے بیٹے راشد کو کناسہ بھیجا اور اور خود بازاروں کے گرد گشت کرتا رہا اس نے ابن مطیع سے جاکر کہا کہ میں نے اپنے بیٹے راشد کو کناسہ بھیجدیا ہے اگر آپ کوفے کے ہر بازار میں اپنے کسی بڑے سردار کو وفادار جماعت کے ساتھ بھیجدیں تو مجھے امید ہے کہ اس سے مختار ڈر جائے گا اور خروج نہ کرے گا چنانچہ ابن مطیع نے عبدالرحمان بن سعد بن قیس کو جبانۂ السبیع بھیجا اور کہا کہ تم اپنی قوم والوں کو روکے رکھو جس حلقہ پر میں تم کو بھیجتا ہوں اس کی تم اچھی طرح نگرانی کرو اور کسی کو اپنے حلقے سے آگے نہ بڑھنے دو اگر وہاں کوئی واقعہ پیش آجائے تو پوری قوت اور جانبازی سے اسے فرد کرو۔

ابن مطیع نے کعب بن ابی کعب الخثعمی کو جبانۂ بشر بھیجا زحر بن قیس کو جبانۂ کندہ شمر بن ذی الجوشن کو جبانۂ سالم عبدالرحمان بن مخنف بن سلیم کو جبانۂ صائدین اور یزید بن الحارث بن رویم ابو حوشب کو جبانۂ مراد بھیجا ان تمام سرداروں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے ہم قوموں کو ہماری مخالفت سے باز رکھیں اور کسی کو اپنے حلقے سے آگے نہ آنے دیں اور جس حلقے پر انھیں متعین کیا جاتا ہے اس کی پوری نگرانی رکھیں۔

شبث بن ربعی کو سبخہ بھیجا اور کہا کہ اگر دشمن کی آواز سنو تو فوراً اس کا رخ کرنا۔

دوشنبے کو یہ سردار اپنی اپنی جماعت کے ساتھ اپنے اپنے مفوضہ حلقوں پر آگئے دوسری جانب ابراہیم بن الاشتر مغرب کے بعد مختار کے پاس آنے کے ارادے سے اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوا اسے یہ اطلاع مل چکی تھی کہ تمام بازاروں میں فوجیں متعین ہیں نیز

جنگی پولیس نے بڑے بازار اور قصر امارت کو گھیر رکھا ہے حمید بن مسلم بیان کرتا ہے کہ منگل کی رات کو بعد مغرب میں ابراہیم کے ہمراہ اس کے مکان سے روانہ ہوا ہم عمرو بن حریث کے مکان سے گذرے ہماری جماعت سو افراد پر مشتمل تھی ابراہیم ہمارا سردار تھا ہم زرہیں اور قبائیں پہنے ہوئے تھے تلواریں ہمارے ساتھ تھیں تلواروں کے سوا جنھیں ہم نے کاندھوں پر لٹکا لیا تھا اور کوئی ہتیار ہمارے پاس نہ تھا البتہ زرہیں قباؤں کے نیچے پہنے ہوئے تھے جب ہم سعد بن قیس کے مکان سے گزر کر اسامہ کے مکان پہونچے تو ہم نے ابراہیم سے کہا کہ آپ ہمیں خالد بن عرفطہ کے مکان سے ہو کر بنی بجلیہ کے محلے میں لے چلیے وہاں پہونچکر ہم ان کے مکانات میں سے ہو کر مختار کے پاس جا نکلیں گے

ابراہیم جو ایک بہادر جوان تھا اور دشمن کے مقابلے میں باک نہیں کرتا تھا کہنے لگا کہ میں عمرو بن حریث کے مکان پر قصر امارت کے پہلو میں وسط بازار میں سے گزروں گا اس طرح اپنے دشمن کو مرعوب کردوں گا اور بتاؤں گا کہ مجھے ان کی کچھ پروا نہیں۔

اب ہم باب الفیل کے راستے سے مختار کے مکان کی طرف سب چلے ابراہیم داہنی سمت کو مڑ کر عمرو بن حریث کے مکان کی طرف چلنے لگا جب اس مکان سے ہم گزرے ہم نے دیکھا کہ ایاس بن مضارب پولیس کے ساتھ ہتیار کھولے کھڑا ہوا ہے اس نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں جارہے ہو ابراہیم نے جواب دیا میں ابراہیم بن الاشتر ہوں ابن مضارب نے پوچھا تمھارے ساتھ یہ جماعت کیسی ہے اور کیا ارادہ ہے بخدا تمھاری نیت بخیر معلوم نہیں ہوتی مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ تم ہر شام اس مقام سے گزرا کرتے ہو میں تم کو بغیر امیر کے سامنے پیش کیے نہیں جانے دوں گا ان کے سامنے چلو جیسا وہ مناسب خیال کریں گے تمھارے بارے میں حکم دینگے۔

ابراہیم نے کہا تم مجھے نہ روکو اور جانے دو ایاس نے کہا بخدا میں ہرگز تم کو جانے نہ دوں گا۔

ایاس بن مضارب کے ہمراہ ایک ہمدانی ابو قطن نامی بھی تھا جو ہر کوتوال کے ساتھ رہا کرتا تھا اسی بنا پر سب لوگ اس کی عزت و تعظیم کرتے تھے یہ

ابن الاشتر کا دوست تھا اس نے اسے اپنے پاس بلایا ابوقطن کے پاس ایک طویل نیزہ تھا یہ نیزہ لیے اس کے قریب پہونچا اور اس کا خیال تھا کہ اس نے مجھے اس لیے بلایا ہے کہ میں ابن مضارب سے اس کی سفارش کر دوں کہ وہ اسے جانے دے ابن الاشتر نے اس نیزے کو لیکر کہا کہ یہ بہت لانبا ہے اور وہ فوراً ہی ابن مضارب پر حملہ آور ہوا اور نیزہ اس کے حلقوم میں پیوست کر دیا اور گھوڑے سے گرا دیا۔ اپنے ایک ہم قوم سے کہا کہ اُتر کر اس کا سر کاٹ لو اس شخص نے اس حکم کی بجا آوری کی اس واقعے سے ابن مضارب کی جماعت منتشر ہو کر ابن مطیع کے پاس آئی اس نے ایاس کے بیٹے راشد کو اس کی جگہ کوتوال مقرر کیا اور ایاس رات کو اس کی جگہ کناسہ میں سوید بن عبد الرحمان المنقری ابو قعقاع بن سوید کو بھیجا۔

ابراہیم بدھ کی رات مختار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اگرچہ ہم نے کل آنے والی رات میں خروج کا ارادہ کیا تھا مگر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے آج ہی رات کو خروج کرنا ضروری ہوا مختار نے پوچھا کیا ہوا ابراہیم نے کہا کہ ایاس بن مضارب نے میرا راستہ روکا وہ اس گھمنڈ میں تھا کہ مجھے روک دے گا میں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر سے ساتھیوں کے ہمراہ موجود ہے مختار نے کہا اللہ تجھے نیک بشارت دے یہ نیک شگون ہے اللہ نے چاہا تو یہ پہلی فتح ثابت ہوگی۔

مختار نے سعید بن منقذ کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے لکڑی کے مٹھوں میں آگ روشن کر و عبد اللہ بن شداد کو حکم دیا کہ تم ہمارا شعار بلند کرو سفیان بن لیل اور قدامہ بن مالک سے کہا کہ تم لوگوں میں منادی کر دو کہ حسین کا بدلہ لینے کون آتا ہے پھر مختار نے اپنی زرہ اور ہتھیار منگائے جب وہ آ گئے تو زیب بدن کرنے لگا اور یہ پڑھتا جاتا تھا۔

قد علمت بیضاء حسناء الطلل واضحۃ الخدین عجزاء الکفل انی غداۃ الروع مقدام بطل

(ترجمہ) گداز بدن گوری چٹی، روشن رخسار، موٹے سرین والی خوبصورت عورت اس بات سے واقف ہے کہ میں جنگ میں آگے بڑھنے والا دلیر ہوں۔

ابراہیم نے مختار سے کہا کہ یہ سردار جنھیں ابن مطیع نے محلوں میں مقرر کیا ہے ہمارے

طرفداروں کو ہمارے پاس آنے نہیں دیتے اگر میں اپنی جماعت کے ساتھ اپنی قوم کے پاس جاؤں تو میری قوم کے وہ تمام لوگ جنھوں نے میری بیعت کی ہے میرے گرد جمع ہو جائینگے انھیں لیکر میں کوفے کے اطراف میں چلا جاؤں گا اور پھر ہم اپنا شعار بلند کرینگے جو میرے پاس آنا چاہے گا وہ میرے پاس آجائیگا۔ اور جس سے ہو سکے گا وہ تمہارے پاس چلا آئیگا جو تمہارے پاس آجائے اسے تم اپنے اور طرفداروں کے ساتھ روک لینا تاکہ اگر ہمارے مقررہ وقت سے پہلے تم پر حملہ کر دیا جائے تو اسطرح تمہارے پاس ایسی جماعت ہو جس سے دشمن کا مقابلہ کیا جا سکے نیز اگر میں اپنی کارروائی سے فارغ ہو گیا تو رسالہ اور پیدل لیکر فوراً تمہارے پاس آجاؤنگا۔

مختار نے کہا تم فوراً جاؤ مگر دشمن کے سردار کی طرف لڑنے نہ جانا بلکہ جب تک جنگ سے بچ سکو بچنا میری اس نصیحت کو یاد رکھو کہ جب تک جنگ کی ابتدا حریف مقابل کی طرف سے نہ ہو تم پیشدستی نہ کرنا۔

ابراہیم بن الاشتر اپنے اس دستے کے ساتھ جسے وہ لیکر آیا تھا مختار سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس آیا جن لوگوں نے اس کی بیعت کی تھی اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے اکثر نے ایفائے عہد کیا یہ ان سب کو لیکر کوفے کی گلیوں میں رات گئے تک چلتا رہا کیونکہ وہ ان راستوں سے بچ رہا تھا جو ان احاطوں کو جاتے تھے جہاں ابن مطیع نے اپنے سردار متعین کر دیئے تھے اسی طرح وہ شاہراہوں کے ناکوں سے بھی بچتا جاتا تھا چلتے چلتے جب یہ مسجد سکون کے پاس پہونچے تو زحر بن قیس کے رسالے کے ایک دستے نے جس کا کوئی قاید یا میر نہ تھا ابراہیم کی جماعت پر حملہ کر دیا ابراہیم اور اس کے ساتھیوں نے بھی ان پر حملہ کر کے انھیں بھگا دیا یہ شکست خوردہ جماعت محلہ کندہ پہونچی ابراہیم نے دریافت کیا کہ کندہ کے احاطے میں کون رسالدار مقرر ہے قبل اس کے کہ اس کا جواب اسے معلوم ہو اس نے اپنے ساتھیوں سمیت حملہ کر دیا ابراہیم کہتا جاتا تھا کہ اے خداوندا تو جانتا ہے کہ ہم تیرے نبی کے خاندان کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں تو ہمیں دشمن پر فتح دے اور ہماری اس تحریک کو پایہ تکمیل کو پہونچا۔

جب ابراہیم دشمن کے رسالے تک جا پہونچا اور اسے مار بھگایا تو اس سے کہا گیا کہ اس رسالے کا سردار زحر بن قیس ہے یہ سنتے ہی ابراہیم نے مراجعت کا حکم دیا

جب یہ پسپا ہوئے تو ان کی ترتیب بگڑ گئی ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا راستے میں اگر کوئی گلی ملتی تو کچھ لوگ اس میں ہو جاتے تھے اس کے بعد یہ لوگ آہستہ آہستہ مراجعت کرنے لگے۔

ابراہیم اثیر کے احاطے پہونچا وہاں دیر تک ٹھہرا رہا اس کے ساتھیوں نے اپنا شعار بلند کیا سوید بن عبداللہ المنقری کو معلوم ہوا کہ یہ جماعت اثیر کے احاطے میں موجود ہے اس نے اس توقع پر کہ میں اس جماعت کو اچانک جا کر تباہ کروں گا اور اس طرح ابن مطیع کے دل میں گھر کرونگا ابراہیم بن الاشتر اور اس کی جماعت پر بے خبری میں حملہ کر دیا۔

ابراہیم نے اس حالت کو محسوس کر کے اپنی جماعت سے کہا اے اللہ کے سپاہیوں اُترپڑو ان فاسقوں کے مقابلے میں جنھوں نے اہل بیت رسول کے خون بہائے ہیں تم اس بات کے زیادہ سزاوار ہو کہ اللہ تمھاری مدد کرے اس حکم پر سب اُتر پڑے ابراہیم نے ان پر حملہ کیا اور اس قدر مارا کہ انھیں میدان سے بھاگنا ہی پڑا کوئی ترتیب باقی نہ رہی ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے جاتے تھے ان میں سے کسی نے کہا ہم بھی تو یہی چاہتے تھے ہماری جو جماعت ان کا مقابلہ کریگی اسے یہ شکست دینگے۔

ابراہیم اسی طرح انھیں شکست دیتا رہا آخر کو وہ کناسے میں گھس گئے ابراہیم کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ آپ ان کا تعاقب کریں وہ مرعوب ہو گئے ہیں اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیئے کیونکہ اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ ہماری اس کارروائی کا مقصد کیا ہے اور خدا ان کی دعوت اور مقصد سے بھی واقف ہے۔

ابراہیم نے ان کے مشورے کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ پہلے ہمیں اپنے امیر کے پاس چلنا چاہیئے تاکہ ہماری خیریت سے ان کو جو پریشانی لاحق ہوگی وہ دور ہو اور ہمیں ان کی حالت سے اور انھیں ہماری کارروائی سے واقفیت ہو اس طرح ان کی اور ان کے دوستوں کی قوت میں اضافہ ہوگا نیز باہمی مشورے سے کوئی عمدہ طرز عمل پیدا ہوگا اور مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ ان پر یورش ہو گئی ہوگی۔

ابراہیم اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھا مسجد اشعث کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرا

وہاں سے چلا پھر مختار کے مکان آیا۔ دیکھا کہ شور وغو غا برپا ہے اور جنگ ہو رہی ہے شبث بن ربعی سبخہ کی جانب سے مختار پر حملہ آور ہوا مختار نے یزید بن انس کو اسکے مقابلے پر بھیجا۔ حجار بن ابجر العجلی بڑھا مختار نے احمر بن شمیط کو اس کے مقابلے کے لئے حکم دیا۔ جنگ خوب ہو رہی تھی کہ ابراہیم قصر امارت کی جانب سے یہاں پہونچا۔ حجار اور اس کی فوج کو معلوم ہوا کہ ابراہیم ہماری پشت پر آگیا ہے اس کے آنے سے پہلے ہی وہ متفرق ہو کر گلی کوچوں میں منتشر ہو گئے۔

بنی نہد کے تقریباً سو طرفداران مختار کے ہمراہ قیس بن طہفہ آیا اور اس نے شبث بن ربعی پر جو اس وقت یزید بن انس سے مصروف پیکار تھا حملہ کر دیا شبث نے اس کی مزاحمت نہیں کی اسے راستہ دیدیا اور جب قیس اور یزید دونوں کی فوجیں یکجا ہو گئیں تو شبث راستہ ان کے لئے چھوڑ کر ابن مطیع کے پاس آگیا اور اس سے کہا کہ آپ اپنے ان تمام سرداروں کو جن کو مختلف حلقوں میں آپ نے متعین کیا ہے اپنے پاس بلا لیجئے اور جب سب جمع ہو جائیں تو ایک قابل اعتماد سردار کو سپہ سالار مقرر کر کے ان سے لڑنے بھیجئے دشمن کی طاقت بہت زیادہ ہو گئی ہے مختار نے علی الاعلان خروج کر دیا ہے اور اسکی دعوت کامیاب ہو گئی ہے

دوسری طرف مختار کو معلوم ہوا کہ شبث نے ابن مطیع کو اس قسم کا مشورہ دیا ہے وہ اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ اپنی قیام گاہ سے چلکر سبخہ آیا اور زائدہ کے باغ کے متصل دیر ہند کی پشت پر فروکش ہوا۔

ابو عثمان نے خروج کر کے بنو شاکر میں آکر منادی کی یہ لوگ خروج کے لئے اپنے مکانات میں جمع تھے مگر چونکہ کعب بن ابی کعب الخثعمی ان کے قریب ہی بشر کے احاطے میں متعین تھا اس کے خوف سے یہ لوگ خروج نہ کر سکتے تھے کعب کو یہ معلوم ہوا تھا کہ بنی شاکر خروج کرنے والے ہیں وہ اپنے مقام سے چلکر میدان میں آیا اور ان کے گلی کوچوں کے ناکے اس نے روک دیئے اب ابو عثمان نے اپنی ایک مختصر جماعت کے ساتھ آکر منادی کی حسین کا بدلہ لینے آؤ اے ہدایت یافتہ قبیلے امیر وزیر آل محمدؐ نے خروج کر دیا ہے وہ دیر ہند میں فروکش ہیں انھوں نے اس کی بشارت دینے

اور تم کو دعوت دینے بھیجا ہے اللہ تم پر رحم کرے خروج کرو۔

یہ سنتے ہی بنی شاکر "حسین کا بدلہ لینے" کا نعرہ لگاتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور کعب بن ابی کعب سے لپٹ گئے پھر کعب کی فوج نے انھیں راستہ دیدیا یہ مختار کے پاس آکر اس کی چھاؤنی میں خیمہ زن ہو گئے عبداللہ بن قراد الخثعمی نے قبیلہ خثعم کے تقریباً دو سو آدمیوں کے ہمراہ خروج کیا اور یہ بھی مختار کے پاس اس کے پڑاؤ میں آگیا کعب بن ابی کعب نے اس کی بھی مزاحمت کرنا چاہی اور ایک دوسرے کے مقابل صف بستہ بھی ہو گئے مگر جب کعب کو معلوم ہوا کہ یہ اسکے قبیلے والے ہیں اس نے بغیر لڑے انھیں راستہ دیدیا۔

بنی شبام آخر شب میں جنگ کے لئے نکلے اور مراد کے احاطے میں آکر جمع ہوئے جب عبدالرحمان بن سعید بن قیس کو ان کے خروج کا علم ہوا اس نے انسے کہلا بھیجا کہ اگر تم مختار کے پاس جانا چاہتے ہو تو سبیع کے محلے سے نہ گزرو یہ جماعت بھی مختار سے آملی۔

ان بارہ ہزار آدمیوں میں سے جنہوں نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تین ہزار آٹھ سو آدمی طلوع فجر سے پہلے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ان کی ترتیب وغیرہ بھی قائم کر دی۔

والبی کہتا ہے کہ میں حمید بن مسلم اور نعمان بن ابی جعد مختار کی شب خروج میں پہلے اس کے مکان آئے اور پھر اسی کے ہمراہ اس کے فوجی پڑاؤ چلے آئے ابھی صبح بھی نمودار نہیں ہوئی تھی کہ مختار اپنی فوج کی ترتیب و آراستگی سے فارغ ہو گیا جب صبح ہوئی تو اس نے اندھیرے ہی سے خود امام بنکر ہمیں نماز صبح پڑھائی اور سورۂ نازعات اور عبس و تولیٰ تلاوت کی ہم نے اس سے پہلے کسی امام کو اس سے زیادہ خوش لہجہ میں کلام پاک کی قرأت کرتے نہ سنا تھا۔

ابن مطیع نے تمام محلوں کے امرا کو یہ حکم دیا کہ سب کے سب مسجد اعظم میں جمع ہوں نیز یہ اعلان کر دیا کہ آج رات کو جو مسجد میں نہ آئے گا اس کے حقوق حفاظت زایل ہو جائینگے اس اعلان سے بہت سے لوگ مسجد میں جمع ہوئے جب سب جمع ہو گئے تو ابن مطیع نے شبث بن ربعی کو تقریباً تین ہزار فوج کے ساتھ مختار کے

مقابلے میں بھیجا اور راشد بن ایاس کو چار ہزار فوج خاصہ دیکر روانہ کیا۔
ابی سعید الصیقل کہتا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد جب مختار پلٹا تو ہم نے بنی سلیم کے محلہ اور ڈاک کی سڑک کے درمیان شور وغو غاسنا مختار نے کہا کون اس کی خبر لا سکتا ہے میں نے کہا میں مختار نے کہا تو اچھا اپنے ہتھیار اتار ڈالو اور محض تماشائیوں کی طرح ان میں جا ملو اور جو واقعہ ہو اس سے آکر مجھے آگاہ کرو۔
اس کی ہدایت کے بموجب جب میں اس جماعت کے قریب پہونچا تو اس وقت ان کا موذن تکبیر قامت کہہ رہا تھا میں نے دیکھا کہ شبث بن ربعی وہاں زبردست فوج کے ساتھ موجود ہے قیسان بن حریث الضبی اس کے رسالے کا سردار تھا اور خود شبث پیدل سپاہ میں تھا جنگی تعداد بھی کثیر تھی۔
تکبیر اقامت کے بعد شبث نے امامت کی پہلی رکعت میں اذا زلزلت الارض زلزالها تلاوت کی میں نے اپنے جی میں کہا خدا نے چاہا تو اللہ تمھیں کو متزلزل کردے گا دوسری رکعت میں اس نے والعادیات ضبحا تلاوت کی اس پر اس کے بعض ساتھیوں نے کہا آپ کو زیبا تھا کہ ان سے زیادہ طویل سورتیں قرائت کرتے اس نے کہا کہ دیکھ رہے ہو کہ دیلم (یعنے کفار) تمھارے سامنے ہیں اور تم چاہتے ہو کہ میں اس وقت سورۂ بقر یا آل عمران تلاوت کرتا اس فوج کی تعداد تین ہزار تھی میں بہت شتابی سے مختار کے پاس آیا شبث اور اس کی فوج کی مختار کو اطلاع دی اسی وقت سعر بن ابی سعر الحنفی گھوڑا دوڑاتا ہوا محلہ مراد کی جانب سے مختار کے پاس آیا تھا اس نے بھی مختار کی بیعت کی تھی مگر یہ اسی رات مختار کے ہمراہ کوتوالی کی نگرانی کے خوف سے خروج نہ کر سکا صبح ہوتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مراد کے محلے سے گزرا یہاں راشد بن ایاس متعین تھا اس کے سپاہیوں نے اس کا نام اور ارادہ دریافت کیا اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور انھیں پیچھے چھوڑ کر مختار کے پاس آگیا اس نے مختار سے راشد کی خبر سنائی اور میں نے انھیں شبث کی پیشقدمی کی اطلاع دی۔
مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو نوسو سواروں یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھ سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ہمراہ راشد بن ایاس کے مقابلے پر بھیجا۔ نیز نعیم بن ہبیرہ مصقلہ بن ہبیرہ کے بھائی کو تین سو سواروں اور چھ سو پیادوں کے ساتھ روانہ کیا

اور ہدایت کی کہ تم دونوں جاؤ جب دشمن سے مقابل ہو تو دونوں پیدل سپاہ ہیں گھوڑوں سے اتر پڑنا اور جاتے ہی اس کام سے فراغت کرنا خود ہی بڑھ کر حملہ کر دینا اپنے آپ کو دشمن کا ہدف نہ بنا لینا کیونکہ اس کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بغیر غلبہ پائے مجھے اپنا منہ نہ دکھانا اور جان دیدینا۔

ابراہیم نے راشد کا رخ کیا مختار نے یزید بن انس کو نو سو سپاہ کے ہمراہ اپنے آگے مسجد شبث کے مقام میں روانہ کیا اور نعیم بن ہبیرہ شبث کی جانب بڑھا۔ میں اس فوج میں تھا جسے مختار نے نعیم بن ہبیرہ کے ہمراہ شبث کی سمت روانہ کیا تھا میرے ہمراہ سعر بن ابی سعر الحنفی بھی تھا ہم نے شبث تک پہونچتے ہی حملہ کر دیا اور خوب ہی داد مردانگی دی نعیم بن ہبیرہ نے سعر بن ابی سعر الحنفی کو اپنے رسالے پر مقرر کیا تھا اور وہ خود پیدل سپاہ میں پیادہ چل رہا تھا اب آفتاب عالم تاب طلوع ہوا اس کی روشنی اچھی طرح پھیل گئی ہم نے انھیں اس قدر مارا کہ انھیں مکانات میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا اس پر شبث نے انھیں للکارا اے برے حامیو تم بالکل نکمے ہو گیا تم اپنے غلاموں سے بھاگتے ہو۔

اس زجر کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جماعت اس کے پاس ٹھہری رہی اور اس نے ہم پر شدید حملہ کیا ہم اس سے پہلے ہی پراگندہ ہو گئے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں ہزیمت ہوئی نعیم بن ہبیرہ میدان میں جمارہا اور مارا گیا سعر قید کر لیا گیا میں اور خلید حسان بن یخدج کا آزاد غلام دونوں قید کر لئے گئے شبث نے خلید سے جو ایک وجیہہ اور جسیم آدمی تھا پوچھا تم کون ہو اس نے کہا خلید حسان بن یخدج الذہلی کا آزاد غلام شبث نے اس سے کہا اے حرامزادے تو نے کناسے میں برتن بیچنا اب چھوڑ دیا ہے جس نے تجھکو آزاد کیا اس کا عوض تو نے یہ دیا کہ اسی کے خلاف تلوار لیکر لڑنے آیا ہے اسکی گردن مار دو خلید قتل کر دیا گیا۔

سعر کو شبث نے پہچانا اور کہا تم بنی حنیفہ سے متعلق ہو اس نے کہا ہاں شبث نے کہا تم نے ان لونڈی بچوں کی کیوں اتباع کی اللہ تیرا برا کرے اچھا اسے چھوڑ دو میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس نے آزاد غلام کو قتل کر دیا اور عرب کو چھوڑ دیا میں بھی آزاد غلام ہوں وہ مجھے قتل کر دے گا اسی خوف سے جب اس کے سامنے پیش ہوا

اور اس نے مجھے دریافت کیا میں نے کہا میں بنی تیم اللہ سے ہوں اس نے پوچھا آزاد غلام ہو یا عرب ہو میں نے کہا میں عرب ہوں زیاد بن خصفہ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں شبث نے کہا ہاں ہاں ٹھیک ہے تم نے ایک مشہور شریف کا ذکر کیا ہے اچھا اپنے گھر جاؤ میں وہاں سے روانہ ہو کر حمرا آیا چونکہ میں نے دشمن سے لڑنے کا غور و فکر کے بعد عزم کیا تھا میں مختار کے پاس چلا آیا اور میں نے اپنے جی میں کہا کہ اب مجھے اپنے دوستوں کے پاس چلکر خود ان کی غمخواری کرنا چاہئے کیونکہ ان کے بعد زندگی تلخ ہے جب میں اپنے دوستوں کے پاس پہونچا تو اس سے پہلے ہی سعر الحنفی ان کے پاس آگیا تھا اب شبث کا رسالہ مختار کی فوج کی طرف بڑھا مختار کو نعیم بن ہبیرہ کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی جسے اس کی فوج نے سخت نقصان محسوس کیا۔

میں نے مختار سے آکر اپنی داستان سنائی اس نے مجھے خاموش رہنے کی ہدایت کی اور کہا کہ یہ وقت باتوں کا نہیں ہے شبث نے آتے ہی مختار اور یزید بن انس کو گھیر لیا دوسری طرف سے ابن مطیع نے یزید بن الحارث بن رویم کو دو ہزار سپاہ کے ہمراہ لحام جریر کی سڑک سے ہمارے مقابلے کے لیئے بھیجا یہ فوج ناکوں کو روک کر ٹھہر گئی مختار نے یزید بن انس کو اپنے رسالے کا سردار مقرر کیا اور خود پیدل سپاہ لیکر بڑھا۔

حارث بن کعب الوالبی (والبۂ ازد) بیان کرتا ہے کہ شبث کے رسالے نے ہم پر دو حملے کیئے مگر ہمارا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا یزید بن انس نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا اے گروہ شیعہ تم کو اب تک قتل کیا جاتا رہا ہے تمہارے ہاتھ پاؤں قطع کیئے جاتے رہے ہیں تم کو اندھا کیا جاتا رہا ہے اور تم کو کھجور کے درختوں پر سولی دی جاتی رہی ہے یہ سب کچھ تم اپنے نبی کے اہل بیت کی محبت میں برداشت کرتے رہے ہو اور یہ بھی اس وقت کہ تم اپنے گھروں میں دشمن کی اطاعت میں خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے ہو اب یاد رکھو اگر آج ہمارے دشمن نے ہم پر غلبہ پالیا تو ہم میں سے کوئی زندہ نہ بچے گا یہ تم سب کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دینگے تمہاری اولاد ازواج اور مال و جائداد کے ساتھ وہ سلوک کرینگے جس کے دیکھنے سے موت بہتر ہے ان سے بچنے کی آج صرف ایک یہی صورت ہے کہ ثابت قدم ہو

دشمن کی آنکھوں میں نیزے کے کاری وار لگاؤ ان کے سروں پر پوری ضرب لگاؤ اب تم شدید جنگ اور حملے کے لئے تیار رہو اور جب میں اپنے پرچم کو دو مرتبہ حرکت دوں فوراً حملہ کر دینا۔

اس تقریر کے بعد ہم حملے کے لئے بالکل تیار ہو گئے اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور اس کے حکم کا انتظار کرنے لگے ابراہیم بن الاشتر راشد بن ایاس کی جانب چلا محلہ مراد میں دونوں کا مقابلہ ہوا راشد کے ہمراہ چار ہزار فوج تھی اس پر ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن کی کثرت سے مرعوب نہ ہو جانا بخدا اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک آدمی دس سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔ ولو ب فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین سا اوقات ایک چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے ایک بڑی جماعت پر غالب آگئی اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو حکم دیا کہ تم رسالے کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو خود ابراہیم پیدل سپاہ کے ساتھ پیادہ چلتا رہا اس کا پرچم مزاحم بن طفیل کے پاس تھا ابراہیم نے اس سے کہا کہ پرچم لیکر آہستہ آہستہ چلو۔

اب دونوں فریق ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گئے نہایت شدید و خوں ریز جنگ ہوتی رہی۔ خزیمہ بن نصر العبسی نے راشد بن ایاس کو دیکھا اس پر حملہ کیا اور نیزے سے اسے ہلاک کر دیا اور اعلان کیا کہ رب کعبہ کی قسم میں نے راشد کو قتل کر دیا۔ راشد کی سپاہ کو ہزیمت ہو گئی۔

راشد کے قتل کے بعد ابراہیم اور خزیمہ بن نصر اپنے ساتھیوں کو لیکر مختار کی طرف پلٹے انھوں نے نعمان بن ابی جعد کو راشد کے قتل اور فتح کی خوشخبری دینے کے لئے مختار کے پاس بھیجا جب یہ خبر مختار کو معلوم ہوئی اس کی فوج نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا ان کے حوصلے بڑھ گئے اور ابن مطیع کی فوج کی ہمتیں پست ہو گئیں اب ابن مطیع نے حسان بن قائد بن بکیر العبسی کو تقریباً دو ہزار سپاہ کے ساتھ مقابلے کے لئے بھیجا۔ یہ مقام حمراء سے کچھ ہی اوپر ابراہیم بن الاشتر کا مزاحم ہوا تاکہ اسے وہ ابن مطیع کی اس فوج پر جو سبخہ میں تھی حملہ نہ کرنے دے ابراہیم نے خزیمہ بن نصر کو رسالے کے ہمراہ حسان بن قائد کے مقابلے کے لئے بھیجا اور خود پیدلوں کے ساتھ ساتھ اس کی

جانب چلا۔ بغیر کسی قسم کی نیزہ بازی یا شمشیر زنی کے پیر حسان کی فوج بھاگ گئی۔ خود حسان فوج کی عقبی جماعتوں کے ہمراہ اہل سپاہ کو بچاتا جاتا تھا خزیمہ بن نصر نے اس پر حملہ کیا مگر پھر اسے پہچانا اور کہا اے حسان بن قائد اگر میرے اور تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی تو میں تمہارے قتل کرنے میں پوری کوشش صرف کر دیتا لیکن اب چھوڑے دیتا ہوں بھاگ جاؤ مگر حسان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور یہ گر پڑا خزیمہ نے کہا اے ابو عبداللہ تمہارے لئے ہلاکت ہو اور لوگوں نے دوڑ کر اسے گھیر لیا یہ تلوار پکڑ کر انسے لڑتا رہا خزیمہ نے اسے پکارا اے ابو عبداللہ تم کو امان دیجاتی ہے تم خود کو ہلاک نہ کرو اس کے بعد خود خزیمہ اس کے بچانے کے لئے آگیا اور لوگ بھی اس سے علیحدہ ہو گئے ابراہیم اس کے پاس سے گزرا خزیمہ نے ابراہیم سے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے میں نے اسے امان دیدی ہے ابراہیم نے کہا تم نے اچھا کیا اس کے بعد خزیمہ نے حسان کا گھوڑا منگوایا اسے سوار کیا اور کہا کہ اپنے گھر چلے جاؤ ابراہیم مختار کی جانب آیا اس وقت شبث نے مختار اور یزید بن انس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا یزید بن حارث نے جو سبخہ کے قریب کوفہ کے ناکوں پر متعین تھا دیکھا کہ ابراہیم شبث کی طرف بڑھ رہا ہے وہ خود ابراہیم کو روکنے بڑھا اس نے خزیمہ بن نصر کو ایک جماعت کے ساتھ اس کے مقابلے پر بھیجا اور ہدایت کی کہ تم یزید بن حارث کو مجھ تک نہ آنے دینا۔ خود ابراہیم اب شبث کی سمت چلا حارث بن کعب راوی ہے کہ جب ابراہیم ہمارے پاس آنے لگا تو ہم نے دیکھا کہ شبث اور اس کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی ہے ابراہیم نے اس کے قریب پہنچتے ہی اس پر حملہ کر دیا اب یزید بن انس نے ہمیں بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے حملہ کیا دشمن پیچھے ہٹ کر کوفے کے مکانات تک جا پہونچا ادھر خزیمہ بن نصر نے یزید بن حارث بن رویم کو حملہ کر کے شکست دی اور اب یہ سب کوفے کے ناکوں پر جمع ہو گئے یزید بن حارث نے ان مکانوں کی چھتوں پر جو راستوں کے ناکوں پر تھے قادر انداز دل کو متعین کر دیا تھا مختار بھی ایک جماعت کے ساتھ یزید بن حارث کی سمت بڑھا جب یہ جماعت ناکوں پر پہونچی تو تیر اندازوں نے ان پر ایسی ناوک فگنی کی کہ اس سمت سے وہ کوفے میں داخل نہ ہو سکے لوگ سبخہ سے شکست کھا کر

ابن مطیع کے پاس چلے آئے جب راشد بن ایاس کے قتل کی خبر اسے معلوم ہوئی تو اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔

یحییٰ بن ہانی راوی ہے کہ اس موقع پر عمرو بن الحجاج الزبیدی نے ابن مطیع سے کہا کہ یہ سر پکڑے بیٹھے رہنے کا وقت نہیں ہے تم خود چلو اور سب لوگوں کو دشمن کے مقابلے کے لئے دعوت دو اور اس سے لڑو شہر کی آبادی کثیر ہے اور صرف اس ایک چھوٹی سی باغی جماعت کے علاوہ جس نے خروج کیا ہے اور جسے اللہ رسوا اور ہلاک کر دیگا باقی سب آپ کے ساتھ ہیں سب سے پہلے میں ان کے مقابلے کے لئے تیار ہوں ایک جماعت میرے ساتھ کیجئے اسی طرح اور دیگر ساتھ اور کسی جماعت کو بھیجئے۔

اس مشورہ سے متاثر ہو کر ابن مطیع نے سب کے سامنے اگر تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایک ذلیل و حقیر اور گمراہ چھوٹی سی جماعت کے مقابلے سے عاجز آگئے ان کے مقابلے پر چلو اپنے حریم کی ان کے مقابلے میں حفاظت کرو اپنے شہر اور زرلگان کو ان سے بچاؤ ورنہ یاد رکھو کہ تمھاری آمدنی میں غیر مستحق شریک ہو جائینگے بخدا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان باغیوں میں پانسو آدمی ایسے ہیں جو تمھارے آزاد کردہ ہیں ان کا امیر بھی انھیں میں سے ہے اگر ان کی تعداد زیادہ ہوگئی تو اس سے تمھاری عزت، تمھاری حکومت تمھارا دین سب خاک میں مل جائے گا یہ کہکر ابن مطیع نے اپنی تقریر ختم کر دی یزید بن حارث نے باغیوں کو کوفے میں داخل ہونے سے رد کدیا۔

مختار سبخہ سے چلکر جبانہ کی پشت پر ظاہر ہوا وہاں سے بھی اور اوپر ہٹ کر مزینہ احمس اور یارق کے مکانات کے قریب ان کی مسجد اور مکانات کے نزدیک آتر پڑا ان لوگوں کے مکانات اہل کوفہ کے مکانات سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں اور خود یہ مکانات بھی ایک دوسرے سے پیوستہ نہیں ہیں۔ یہاں کے رہنے والے مختار کے لئے پانی لائے اس کی فوج نے پانی پیا مگر خود مختار نے نہیں پیا اس پر اس کے احباب نے خیال کیا کہ وہ روزہ رکھے ہوئے ہے احمر بن بدیج الہمدانی نے ابن کامل سے پوچھا کیا امیر روزے سے ہیں اس نے کہا ہاں احمر نے

کہا اگر آج وہ روزے سے نہ ہوتا تو یہ بات اس کے لئے زیادہ قوت کا باعث ہوتی
ابن کامل نے کہا وہ معصوم ہیں وہ اپنے اعمال کی خوبی اور بدی سے زیادہ واقف ہیں
احمر نے کہا تم سچ کہتے ہو میں اللہ سے اپنے کہے کی معافی طلب کرتا ہوں۔

اس مقام کو دیکھکر مختار نے کہا لڑنے کے لئے یہ مناسب جگہ ہے مگر ابراہیم نے
اس سے کہا اللہ نے دشمنوں کو ہزیمت دی ہے ان کے دلوں میں ہمارا رعب
بیٹھ گیا ہے آپ یہاں قیام کئے لیتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے آپ ہمیں لیکر چلئے
اب ہمیں قصر کے فتح کرنے سے کوئی طاقت روکنے والی نہیں ہے اور مجھے
یہ امید ہے کہ ہماری ایسی کوئی زیادہ مزاحمت بھی نہ کیجائیگی مختار نے کہا بس قدر ضعفا یا
مریض ہیں وہ یہاں ٹھہر جائیں نیز اپنا تمام سامان و اسباب بھی یہاں رکھ دیا جائے
اور دشمن کے مقابلے پر چلو سب نے اس تجویز پر عمل کیا مختار نے ابوعثمان الہندی
کو اس جماعت پر اپنا قائم مقام بنایا ابراہیم بن الاشتر کو اپنے آگے روانہ کیا اور یہاں بھی
اس نے فوج کی وہی ترتیب قائم رکھی جو مقام سبخہ میں تھی ابن مطیع نے عمر بن الحجاج کو
دو ہزار فوج کے ہمراہ مقابلے کے لئے روانہ کیا یہ توریوں کی سڑک سے انکے
مقابلے کے لئے آیا مختار نے ابراہیم سے کہا تم اسے نظر انداز کردو اور اس کا
مقابلہ نہ کرو چنانچہ ابراہیم نے اس کی کچھ پروا نہیں کی۔

مختار نے یزید بن انس کو بلا کر عمرو بن الحجاج کے مقابلے کے لئے جانے
کا حکم دیا اس نے اس کا رخ کیا اور خود مختار ابراہیم کے پیچھے ہو لیا اب یہ
سب کے سب دشمن کی طرف چلے جب مختار خالد بن عبداللہ کی عیدگاہ کے
قریب پہونچا تو خود تو وہیں ٹھہر گیا اور ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ اسی طرح سیدھا بڑھتا
ہوا چلا جائے اور کناسہ کی سمت سے کوفے میں داخل ہوا۔

ابراہیم برابر بڑھتا چلا گیا شمر ذی الجوشن دو ہزار فوج کے ساتھ ابن محرز
کی سڑک سے ابراہیم کے مقابلے پر آیا مختار نے سعید بن منقذ الہمدانی کو اسکے
روکنے کے لئے بھیجا سعید اس کے سامنے آگیا نیز مختار نے ابراہیم سے کہلا
بھیجا کہ تم اس کی بھی کچھ پروا نہ کرو بلکہ سیدھے اپنے مقصد کے لئے بڑھتے چلے جاؤ
یہ اسی طرح بڑھتے ہوئے شبث کی سڑک پر پہونچا وہاں نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ

پانچ ہزار فوج کے ساتھ مقابلے کے لیے تیار تھا دوسری جانب ابن مطیع نے سوید بن عبدالرحمان کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں میں منادی کردے کہ سب ابن مساحق کے پاس جمع ہوں اس نے شبث بن ربعی کو قصر امارت پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور خود کناسے میں ٹھہرا ہوا تھا۔

حصیرہ بن عبداللہ راوی ہے کہ جب ابن الاشتر اپنی جماعت کے ساتھ دشمن کے مقابل آیا میں اسے دیکھ رہا تھا اس نے دشمن کے قریب پہونچتے ہی اپنی فوج سے کہا کہ اُتر پڑو اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے سے بالکل قریب کرلو اور پھر اسی طرح پیدل دشمن کی سمت تلواریں نیام سے نکالے ہوئے چلو اگر یہ کہا جائے کہ شبث بن ربعی آگیا ہے یا عتیبہ بن النحاس کا خاندان یا اشعث کا خاندان یا یزید بن حارث کا خاندان آتا ہے (یہاں اس نے کوفے کے بعض مشہور خاندانوں کا نام لیا) تو اس سے تم خوفزدہ نہ ہو جانا یہ لوگ جب تلوار کی حرارت محسوس کرینگے تو ابن مطیع کا اس طرح ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائینگے جس طرح بھیڑیں بھیڑئے سے ڈر کر فرار ہو جاتی ہیں۔

ابن الاشتر کی فوج نے اپنے گھوڑے ایک دوسرے کے بالکل قریب کرلئے اس نے اپنی قبا کے دامن کا سرا اٹھا کر اپنے سرخ شامی پٹکے میں لگا لیا جسے اس نے اپنی قبا پر باندھ رکھا تھا اور قبا کو زرہ پر پہن رکھا تھا پھر اس نے کہا میرا چچا اور ماموں تم پر سے قربان ہوں دشمن پر حملہ کرو بخدا لڑائی شروع ہوئی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ابراہیم کی فوج نے ان کو شکست دی ان میں ایسی گڑبڑ مچی کہ سڑک کے ناکے پر ایک پر ایک گرا پڑتا تھا اور سب گڈمڈ ہوگئے ابن الاشتر ابن مساحق کے پاس پہونچا اس نے اس کے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور تلوار اٹھائی ابن مساحق نے کہا اے ابن الاشتر میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کیا کسی کے عوض میں تم مجھ کو قتل کرتے ہو یا کبھی میرے اور تمہارے درمیان کوئی عداوت تھی ابن الاشتر نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس واقعے کو یاد رکھنا چنانچہ ابن مساحق ہمیشہ اس بات کو یاد کیا کرتا تھا اب ابراہیم کی فوج دشمن کے تعاقب میں بڑھتی ہوئی کناسے میں در آئی یہاں تک کہ

بازار اور مسجد میں داخل ہوگئی اور انھوں نے ابن مطیع کا محاصرہ کرلیا جو تین دن تک قائم رہا۔

ابن مطیع نے صرف تین دن تک اپنے ساتھیوں کو حالت محاصرہ میں کھانا دیا کیونکہ آٹا روک دیا گیا تھا اس کے ہمراہ کوفے کے اشراف موجود تھے البتہ عمرو بن حریث نے قصر میں جاکر محاصرے کے شدائد کے مقابلے میں اپنے گھر کی راحت کو ترجیح دی تین دن کے بعد ابن مطیع قصر سے نکل کر آبادی کے باہر چلا گیا۔

جنگ کے بعد مختار بازار کے ایک پہلو میں ٹھہر گیا قصر امارت کے حصار کا کام اس نے ابراہیم بن الاشتر یزید بن انس اور احمر بن شمیط کے سپرد کر دیا ابن الاشتر قصر کے دروازے اور مسجد کے متصل متعین تھا یزید بن انس بنی حذیفہ اور دار الرومیین کی گلی پر متعین اور احمر بن شمیط عمارہ اور ابو موسیٰ کے مکان کے متصل متعین تھا۔

جب محاصرہ شدید ہوگیا تو اس معاملے پر اشراف نے ابن مطیع سے گفتگو کی شبث نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے آپ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لیے غور فرمائیے نہ ہم آپ ہی سے بے پروائی کرسکتے ہیں اور نہ خود اپنی ذات سے ابن مطیع نے کہا اچھا تو آپ لوگ مجھے مشورہ دیجئے شبث نے کہا آپ مختار سے اپنے اور ہمارے لیئے امان حاصل کیجئے اور خود کو اور اپنے طرفداروں کو ہلاکت میں نہ ڈالیئے ابن مطیع نے کہا ایسی صورت میں کہ امیر المومنین عبداللہ بن الزبیر کی حکومت تمام حجاز اور بصرے میں مضبوطی سے قائم ہے میں خود اس سے امان طلب نہیں کرنا چاہتا شبث نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خفیہ طور سے قصر امارت سے نکل کر شہر میں کسی ایسے شخص کے پاس جس پر آپ کو پورا اعتماد ہو جاکر قیام کریں اور اس بات کی کوشش کیجئے کہ آپ کی سکونت کا مختار کو علم نہ ہوا اور پھر آپ امیر المومنین کے پاس چلے جائیں۔

ابن مطیع نے اسماء بن خارجہ عبدالرحمان بن مخنف عبدالرحمان بن سعد بن قیس اور دوسرے اشراف کوفہ سے پوچھا کہ کیا آپ بھی شبث کی رائے سے متفق ہیں سب نے کہا ہم ان کی رائے سے بالکل اتفاق کرتے ہیں ابن مطیع نے کہا اچھا تو رات ہو جانے دو۔

شام کے وقت عبداللہ بن عبداللہ اللیثی قصر کی دیوار پر مختار کی فوج سے

سامنے آیا اور انہیں خوب گالیاں دیں مالک بن عمرو ابو تمر النہدی نے اس کے تیر مارا جو اس کے حلق کی کھال کو زخمی کرتا ہوا گزر گیا یہ چکر کھا کر گر پڑا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور اچھا ہوگیا جب تیر اس کے لگا تھا تو مالک نے کہا تھا کہ یہ اپنی گالیوں کا انعام لے۔

حسان بن فائد بن بکیر بیان کرتا ہے کہ محاصرے کے تیسرے دن جب قصر امارت میں شام ہوئی تو ابن مطیع نے ہم سب کو اپنے پاس بلایا حمد وثنا کے بعد اپنی تقریر میں کہا جن لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے ان کی حیثیت سے میں واقف ہوں ان میں دو ایک شخصوں کے سوا باقی تمام کوفے کے اراذل کمینے اور احمق ہیں آپ کے تمام اشراف باعزت اور سربرآوردہ لوگ ہمیشہ میرے اطاعت کیش اور سچے ہی خواہ رہے ہیں میں یہ بات امیر المومنین کو پہنچا دوں گا اور کہونگا کہ آپ لوگوں نے اپنی پوری کوشش اور خلوص نیت سے ہمارا ساتھ دیا مگر کیا کیا جاتا اللہ کا حکم سب پر غالب آیا۔ آپ حضرات نے مجھے جو مشورہ دیا ہے اُسے آپ جانتے ہیں میں نے اب یہ مناسب سمجھا ہے کہ ابھی ابھی قصر سے باہر چلا جاؤں اس پر شبث نے کہا اللہ امیر کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے ہمارے مال ومتاع کو محفوظ کردیا ہمارے اشراف کی عزت افزائی کی۔ اپنے آقا کی خیر خواہی کی اپنے فرض کو بخوبی انجام دیا بغیر آپ کی اجازت کے ہم بھی کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑتے ابن مطیع نے بھی شبث کے جذبات کی تعریف کی اور کہا ہر شخص کو اپنی صوابدید پر کام کرنے کا اختیار ہے ابن مطیع رومیوں کے کوچے سے ہوکر ابو موسیٰ کے مکان چلا آیا اور قصر چھوڑ دیا اسکے جانے کے بعد اس کے اور احباب نے قصر کا دروازہ کھول دیا اور ابن الاشتر سے کہا ہمیں امان دیجئے ابن الاشتر نے سب کو امان دی انھوں نے قصر سے باہر آکر مختار کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

ابوالاشعر راوی ہے کہ مختار قصر میں آگیا یہیں اس نے شب بسر کی صبح کے وقت تمام عمائد شہر مسجد اعظم اور قصر امارت کے دروازے پر جمع ہوئے مختار نے قصر سے نکل کر برسر منبر تقریر کی حمد وثنا کے بعد کہا اس خدا کی تعریف ہے جس نے اپنے دوست سے ہمیشہ کے لئے نصرت واعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے دشمن سے ذلت وناکامی کا اس کا یہ وعدہ ایسا یقینی ہے کہ گویا وہ واقع ہوچکا

جس نے اس میں شک کیا وہ محروم رہا تمہارے لیئے ایک علم بلند کیا گیا اور مقصد پیش نظر کیا گیا علم کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسے بلند رکھو پیچھے نہ گرنے دو غرض وغایت کے لیئے کہا گیا ہے کہ اس کے حصول کے لیئے پوری کوشش کرو ہم نے ایک داعی کی دعوت کو سنا اور اسے قبول کیا اب دیکھیئے کتنے مرد اور عورتیں مرنے والوں کی خبر مرگ دیتی ہیں وہ ہلاک ہو جس نے سرکشی روگردانی اور نافرمانی کی ہمیں جھٹلایا اور ہماری دعوت سے منہ پھیر لیا پس اسے لوگو آؤ ہدایت کے لیئے بیعت کرو اس خدا کی قسم جس نے آسمان وزمین بنائے علی بن ابی طالبؓ اور ان کی آل کی بیعت کے علاوہ اس بیعت سے جس کی میں دعوت دیتا ہوں کوئی بیعت بہتر نہیں (ہائی) تقریر کرنے کے بعد مختار منبر سے اوتر آیا مقصوری میں چلا گیا ہم اور تمام اشراف اس کے پاس آئے اس نے بیعت کے لیئے اپنا ہاتھ پھیلا دیا لوگ بڑھ بڑھ کر بیعت کرنے لگے مختار کہتا جاتا تھا بیعت کرو میری کتاب اللہ سنت رسول اللہ اہل بیت کے خون کا بدلا لینے ظالموں سے لڑنے اور کمزوروں کی حفاظت کے لیئے نیز اس بات کے لیئے کہ جس سے ہم لڑینگے تم بھی لڑو گے اور جس سے ہم صلح کرینگے تم بھی صلح کرو گے اور ہماری بیعت کو پورا کرو گے نہ ہم تم کو معاف کرینگے نہ تم سے اپنے لیئے معافی کے خواستگار رہو گے“

جو شخص ان باتوں کو تسلیم کر لیتا تھا مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا تھا منذر بن حسان بن ضرار الضبی کی صورت اس وقت بھی میرے سامنے ہے کہ وہ مختار کے پاس آیا اسے امیر کہکر سلام کیا بیعت کی اور واپس چلا گیا جب یہ قصر سے واپس آنے لگا سعید بن منقذ الثوری شیعوں کی ایک جماعت کے ہمراہ دہلیز پر کھڑا ہوا تھا جب ان لوگوں نے اسے اور اس کے ہمراہ اس کے بیٹے حیان بن المنذر کو دیکھا تو ایک بیوقوف نے ان میں سے کہا کہ یہ سرکشوں کے عمائد سے ہے اور یہ کہتے ہی انھوں نے حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا اگرچہ سعید بن منقذ نے منع بھی کیا کہ جلدی نہ کرو ان کے بارے میں اپنے امیر کی رائے معلوم کر لینے دو مگر اوروں نے اس کی بات نہ مانی جب مختار کو اس واقعہ کا علم ہوا اسے یہ سخت ناگوار گزرا جس کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں تھے اب مختار لوگوں کو امیدیں دلاتا رہا ان کی اور عمائد کی دوستی کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا اور اس مقصد کے لیئے

وہ ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا۔
ابن کامل نے مختار سے آکر کہا کہ ابن مطیع ابو موسیٰ کے گھر میں مقیم ہے مختار نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابن مالک نے تین مرتبہ یہی، کہا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا کامل کو محسوس ہوا کہ یہ بات انھیں گوارا نہیں ہے۔
واقعہ یہ ہے کہ مختار اور ابن مطیع اس ہنگامہ سے پہلے باہم مخلص دوست تھے شام کو مختار نے ایک لاکھ درہم ابن مطیع کو بھیجے اور کہا کہ اس روپیہ سے سفر کا انتظام کر کے چلے جاؤ مجھے تمھاری جائے سکونت معلوم تھی اور مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ محض روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے تم اب تک روانگی سے رکے رہے۔
مختار کو کوفے کے خزانے سے نوکرور درہم ملے اس میں سے اس نے ان لوگوں کو جو ابن مطیع کو قصر میں محصور کرتے وقت اس کے ہمراہ تھے اور جنکی تعداد تین ہزار آٹھ سو تھی پان سو درہم فی کس دیئے اور جو لوگ قصر کو محصور کرنے کے بعد اس کے علم کے نیچے آئے اور محاصرہ کی تینوں راتوں میں برابر اس کے ساتھ رہے انھیں دو دو سو دیئے ان کی تعداد چھ ہزار تھی مختار سب کے ساتھ نیکی سے پیش آتا ان کے ساتھ عدل وانصاف کرتا اس نے شرفا کو اپنا مصاحب بنایا جو ہر وقت اس کے ساتھ بیٹھتے اور باتیں کرتے عبداللہ بن کامل الشاکری کو کوتوال مقرر کیا عرینہ کے آزاد غلام کیسان ابوعمرہ کو اپنی فوج خاصہ کا سردار مقرر کیا۔
ایک دن ابوعمرہ مختار کے سرہانے کھڑا تھا اور مختار اشراف کوفہ سے بہت ہی توجہ سے باتیں کر رہا تھا موالیوں میں سے کسی شخص نے اس سے کہا کہ دیکھو ابو اسحٰق (مختار) ہمیشہ عربوں ہی سے ہمکلام رہتا ہے اور ہماری طرف دیکھتا ہی نہیں مختار نے ابوعمرہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ شخص جسے میں نے تم سے باتیں کرتے دیکھا ہے تم سے کیا کہہ رہا تھا اس نے کہا کہ اللہ آپ کو نیک ہدایت دے آپ کا ان کی طرف سے منہ پھیر کر عربوں سے متوجہ ہونا انھیں ناگوار اور شاق گزرا مختار نے کہا ان سے کہدو کہ اس بات سے تم رنجیدہ نہ ہو ہم تم ایک ہی ہیں اس کے بعد دیر تک خاموش رہنے کے بعد مختار نے کہا۔ انا من المجرمین منتقمون۔
(ترجمہ)، ہم مجرموں سے بدلا لینے والے ہیں اس بات کو موالیوں نے بھی اس کی

زبانی سن لیا تو انھوں نے آپس میں کہا کہ بشارت ہو اب تم ان سب کو قتل کر دو گے۔
مختار نے سب سے پہلے عبداللہ بن الحارث اشتر کے بھائی کو پرچم (باندھ کر) دیا اور اُسے آرمینا بھیجا محمد بن عمر بن عطارد کو آذربیجان روانہ کیا عبدالرحمان بن سعید بن قیس کو موصل اسحق بن مسعود کو مدائن اور علاقہ جوخی قدامہ بن ابی عیسیٰ بن ربیعۃ النصری بنی ثقیف کے حلیف کو بہقبا ذالاعلی محمد بن کعب بن قرظبہ کو بہقباذ الاوسط حبیب بن منقذ الشوری کو بہقباذ الاسفل اور سعد بن حذیفہ بن یمان کو حلوان بھیجا۔ حلوان میں ان کے ہمراہ دو ہزار سوار تھے ایک ہزار ماہانہ اس کی تنخواہ مقرر کی اسے کردوں سے لڑنے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ راستوں کی حفاظت کیجائے نیز مختار نے اپنے علاقہ جبال کے عمال کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے پرگنوں کے تمام محاصل سعد بن حذیفہ کو حلوان میں دیدیا کریں۔
اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے محمد بن الاشعث بن قیس کو موصل کا والی مقرر کیا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ وہ تمام سرکاری معاملات میں ابن مطیع کو لکھکر احکام حاصل کرے اور اس کے احکام کی اطاعت کرے البتہ ابن مطیع کو بغیر ابن الزبیر کے حکم کے محمد بن الاشعث کو برطرف کر دینے کا حق حاصل نہ تھا اس سے پہلے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد موصل کے بااختیار حاکم تھے ابن زبیرؓ کے سوا کسی اور والی کے ماتحت نہ تھے جب عبدالرحمان بن سعید بن قیس مختار کی جانب سے والی مقرر ہو کر موصل آیا تو محمد بن الاشعث موصل چھوڑ کر عراق روانہ ہوا اور تکریت میں اپنی قوم کے اشراف اور دوسرے عمائد کے ساتھ سب سے الگ تھلگ قیام پذیر ہو گیا اور دیکھنے لگا کہ اس تحریک کے ساتھ لوگوں کا طرزِ عمل کیا ہوتا ہے اور اسے کہاں تک کامیابی ہوتی ہے پھر یہ بھی مختار کے پاس آگیا اور جس طرح کوفے کے اور لوگوں نے مختار کا ساتھ دینے کے لئے اس کی بیعت کی تھی اس نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔
مسلم بن عبداللہ الضبابی راوی ہے کہ جب مختار نے ظہور کیا اس کی طاقت جم گئی ابن مطیع کو نکال دیا اور اپنے عمال بھیجدیے تو اب یہ صبح و شام دربار عام کرنے لگا پہلے فصل خصومات بھی کرتا تھا بعد میں اس نے کہا کہ مجھے اور اہم امور

سو انجام دینا ہیں اس لئے اب میں قضائت نہیں کروں گا اس کے بعد اس نے شریح کو قاضی مقرر کیا یہ چند روز اس عہدے کا کام کرتے رہے پھر یہ شیعوں سے ڈر کر بیمار بن گئے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ شیعہ کہا کرتے تھے کہ یہ عثمانؓ کے طرفدار ہیں انھوں نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی تھی اور انھوں نے ہانی بن عروہ کا وہ پیام نہیں پہونچایا تھا انھیں حضرت علیؓ نے عہدۂ قضا سے علٰحدہ کردیا تھا۔

شریح نے جب دیکھا کہ لوگ اس قسم کی چہ مگوئیاں ان کے متعلق کر رہے ہیں وہ بیمار بن گئے مختار نے ان کی جگہ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو قاضی مقرر کیا یہ بیمار پڑے تو ان کی جگہ عبداللہ بن مالک الطائی کو قاضی بنایا۔

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ بن ہمام نے ابو عمرو کو حضرت علیؓ کی طرفداری میں اور حضرت عثمانؓ کی برائی میں باتیں بیان کرتے سنا اس بنا پر ان کے کوڑے لگوائے جب مختار نے ظہور کیا تو یہ گوشہ نشین ہوگیا مگر عبداللہ بن شداد نے مختار سے اس کے لیے امان لے لی اس کے بعد یہ مختار کے پاس آیا اور اس کی شان میں قصیدہ خوانی کی جب قصیدہ سنا چکا تو مختار نے اپنے دوستوں سے کہا آپ لوگوں نے سنا اس نے کیسی عمدہ آپ کی تعریف کی ہے مناسب یہ ہے کہ ایسا ہی عمدہ اس کا صلہ بھی اسے دیا جائے یہ کہکر وہ خود اندر اٹھ کر چلا گیا اور اپنے مصاحبوں سے کہا کہ تم سب میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو۔

عبداللہ بن شداد الجشمی نے ابن ہمام سے کہا میں تم کو گھوڑا اور شال دوں گا قیس بن طہفۃ النہدی نے جس کی بیوی رباب اشعث کی بیٹی تھی کہا کہ میں بھی تم کو گھوڑا اور شال دوں گا اسے اس بات سے شرم آئی کہ اس کا کوئی ہمسر معاصر ابن ہمام کو ایسی شے دے جو یہ اسے نہ دے سکے اس نے یزید بن انس سے پوچھا تم اسے کیا دو گے اس نے کہا اگر اس کے مدحیہ قصیدہ کی غرض اللہ سے ثواب کا حصول ہے تو وہ اسے ملے گا اور اگر اس نے ہم سے روپیہ وصول کرنے کے لئے یہ قصیدہ کہا ہے تو بخدا ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ ہم اسے دے سکیں میری تنخواہ میں سے جو کچھ بچا تھا وہ میں نے اپنے ساتھیوں کو دیدیا۔

اس تقریر کے بعد قبل اس کے کہ کوئی اور احمر بن شمیط سے اس کے متعلق کہے خود اس نے ابن ہمام کو مخاطب کر کے کہا اگر اس مدح سے تمہارا مقصد اللہ کی خوشنودی ہے تو اسے حاصل کر دا اور اگر اس سے تمہارا مقصد لوگوں کی خوشنودی اور ان کے مال کا حصول ہے تو اس میں تم کو کبھی کامیابی نہ ہوگی کیونکہ بخدا خدا کے علاوہ اگر کسی نے کسی اور ذات کی تعریف کی تو وہ ہرگز کسی صلے کا مستحق نہیں ہے۔

ابن ہمام نے اس پر اسے گالی دی یزید بن انس نے اس کے مارنے کے لئے درہ اٹھایا اور ابن شمیط سے کہا کہ یہ فاسق تمہارے متعلق یہ کہہ رہا ہے تم تلوار سے اس کی خبر لو ابن شمیط تلوار اٹھا کر اس پر دوڑا ان دونوں کے طرفدار بھی ابن ہمام پر جھپٹے مگر ابراہیم بن الاشتر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پیچھے کر لیا اور کہا میں اس کا محافظ ہوں تم اس پر کیوں حملہ کرتے ہو بخدا یہ ہمارا دوست ہے ہماری تحریک میں شامل ہے اس نے ہماری بہت اچھی تعریف کی اگر تم اس کی مدح گوئی کا صلہ نہیں دے سکتے تو کم از کم اسے گالیاں تو نہ دو اور مار تو نہ ڈالو۔

بنی مذحج فوراً اس کے اور اس کے حملہ آوروں کے درمیان حائل ہو گئے اور کہا کہ اسے ابراہیم نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اب کسی کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

ان کی یہ گفتگو سن کر مختار باہر نکل آیا اور ہاتھ سے سب کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا جب سب بیٹھ گئے تو ان سے کہا کہ اگر تم سے کوئی اچھی بات کہی جائے تو اسے قبول کر دا اگر اس کا کچھ صلہ دے سکتے ہو تو صلہ دو ورنہ خاموش رہو اور ہو شاعر کی زبان سے بچو جو کچھ وہ کہہ دے گا وہ ہر جگہ مشہور ہو جائے گا۔

سب نے کہا ہم اسے قتل کیوں نہ کر دیں مختار نے کہا یہ نہیں ہو سکتا ہے ہم نے اسے امان و پناہ دی ہے نیز تمہارے بھائی ابراہیم نے بھی اسے پناہ دی ہے مختار بھی سب کے ساتھ بیٹھ گیا ابراہیم مجلس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا گیا۔

اس نے ابن ہمام کو گھوڑا اور شال دی یہ اسے لیکر واپس چلا گیا اور کہنے لگا کہ اب میں کبھی ان کے پاس نہ جاؤنگا بنی ہوازن کو جب اس واقعے کا علم ہوا انھیں ابن ہمام کی حمایت میں بہت جوش آیا اور وہ سب مسجد میں جمع ہوئے

مختار نے اپنے قاصد کے ذریعے سے درخواست کی کہ آپ اس واقعے سے درگذر کیجئے بنی ہوازن نے یہ درخواست منظور کی اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ابن ہمام نے اس واقعے کی بنا پر ابراہیم کی تعریف میں چند شعر کہے۔

دوسرے دن عبداللہ بن شداد مسجد میں آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ بنو اسد اور احمس ہم پر دوڑ آئے، ہم کبھی ان کی اس جرأت سے درگزر نہیں کریں گے مختار کو اس بات کا علم ہوا اس نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا اور یزید بن انس اور احمر بن شمیط کو بھی بلایا اور حمد و ثنا کے بعد مختار نے کہا اے ابن شداد تم نے جو کچھ کیا یہ محض شیطان کی تحریک تھی اب تم اللہ کے سامنے توبہ کرو ابن شداد نے کہا میں نے توبہ کی مختار نے کہا یہ دونوں تمھارے بھائی ہیں تم ان کی جانب بڑھو اور ان کی معذرت کو قبول کرو اور ان کی اس بات کو میری خاطر معاف کرو ابن شداد نے کہا میں نے معاف کر دیا۔ ابن ہمام نے مختار کی تحریک کے بارے میں ایک اور قصیدہ لکھا۔

اس سنہ میں مختار نے قاتلان حسینؓ اور ان کے طرفداروں پر جو کوفہ میں تھے اچانک حملہ کر دیا اور جس پر اس کی دسترس ہو گئی اسے قتل کر دیا بعض کوفہ سے بھاگ گئے اور مختار کی زد سے نکل گئے۔

قاتلان حسینؓ کا قتل اور انکے نام اور جو بھاگ گئے انکے نام

شام میں مروان بن الحکم کی حکومت جب اچھی طرح قائم ہو گئی اس نے دو بڑی فوجیں ایک حبیش بن دلجۃ القینی کی قیادت میں حجاز بھیجی اس کا واقعہ حبیش کی ہلاکت کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں دوسرے عبیداللہ بن زیاد کی قیادت میں عراق روانہ کی مقام عین الوردہ میں اسی فوج اور شیعان اہل بیت کے گروہ توابین سے جو واقعہ جنگ پیش آیا اسے بھی ہم بیان کر چکے مروان نے عبیداللہ بن زیاد کو عراق روانہ کرتے وقت اس تمام علاقہ کا حاکم مقرر کیا تھا جس پر اس کا تصرف ہو جائے نیز اسے تین دن تک کوفہ کو لوٹنے کا بھی حکم دیا تھا۔

اسے جزیرے میں پہونچکر اس وجہ سے رکنا پڑا کہ وہاں قیس عیلان موجود تھے

جنھوں نے ابن الزبیر کی بیعت کر لی تھی اور چونکہ مرج راہط کی جنگ میں مروان نے انھیں بری طرح قتل کیا تھا اس وجہ سے یہ اس کی اور اس کے بیٹے عبدالملک کی حکومت کی ضحاک بن قیس کے زیر قیادت برابر مخالفت کرتے رہے اسی وجہ سے عبیداللہ بن زیاد ایک سال تک ان کی مخالفت کی وجہ سے عراق نہ جا سکا اس کے بعد یہ موصل کی سمت بڑھا۔

عبدالرحمان بن سعید بن قیس نے جو مختار کی جانب سے موصل کا عامل تھا اسے لکھا کہ عبیداللہ بن زیاد علاقہ موصل میں داخل ہو گیا ہے اس نے اپنی پیدل اور سوارہ فوج میری طرف بھیج دی ہے میں مقابلہ سے گریز کر کے تکریت آ گیا ہوں اور یہاں آپ کی ہدایت کا منتظر ہوں۔

مختار نے جواب دیا کہ جب تک میرا حکم تم کو موصول نہ ہو تم تکریت نہ چھوڑنا۔

جب عبدالرحمان بن سعید کا خط مختار کے پاس آیا مختار نے یزید بن انس کو بلایا اور کہا اے یزید عالم و جاہل برابر نہیں اسی طرح حق و باطل بھی ایک نہیں ہیں عبدالرحمان بن سعید نے جو ایک سچا آدمی ہے دشمن کی پیشقدمی کی اطلاع دی ہے تمھارے پاس رسالہ کی زبردست طاقت ہے تم دن و رات منزلیں طے کرتے ہوئے موصل روانہ ہو جاؤ اور اس کی سرحد میں پہونچکر منزل کر دینا میں تمھاری امداد کے لئے پیدل سپاہ کے دستے یکے بعد دیگرے بھیجتا رہوں گا۔

یزید بن انس نے کہا کہ مجھے تین ہزار ایسے شہسوار دیدیجئے جنھیں میں خود انتخاب کر لوں اس کے بعد آپ اس مہم کو میرے سپرد کر دیجئے میں اسے کامیابی تک پہونچانے کا ذمہ دار ہوں اگر مجھے پیدل سپاہ کی ضرورت ہوئی تو میں آپ کو بعد میں لکھ دوں گا۔

مختار نے کہا اچھی بات ہے اللہ کا نام لیکر جسے چاہو منتخب کر لو یزید نے تین ہزار سواروں کا انتخاب کیا مدینہ کے دستہ پر نعمان بن عوف بن ابی جابر الازدی کو سردار مقرر کیا تمیم و ہمدان کے دستہ پر عاصم بن قیس بن حبیب الہمدانی کو مذحج اور اسد کے دستہ پر ورقا بن عازب الاسدی کو اور بنی ربیعہ اور کندہ کے دستہ پر سعر بن ابی سعر الحنفی کو سردار بنایا۔

اب یہ فوج کوفہ سے روانہ ہوئی مختار اور دوسرے لوگ مشایعت کے لئے

دیر ابی موسیٰ تک اس فوج کے ہمراہ آئے یہاں مختار نے اس فوج کو رخصت کیا اور خود واپس پلٹا یہ ہدایت کی کہ دشمن کا سامنا ہوتے ہی حملہ کرنا۔ اگر کوئی موقع ملے تو اس سے فوراً فائدہ اٹھانا مگر اپنی حالت سے مجھے روزانہ مطلع کرتے رہنا اگر مزید امداد کی ضرورت ہو تو مجھے فوراً لکھ دینا اور چاہے تم مدد نہ بھی طلب کرو تب بھی میں تم کو امدادی فوج بھیجدوں گا اس سے تمھاری قوت میں اضافہ ہوگا تمھاری فوج کی ہمت بڑھیگی اور تمھارے دشمن مرعوب ہوں گے یزید نے کہا آپ کی دعا ہی ہماری لئے سب سے بڑی مدد ہے اور لوگوں نے اس سے کہا کہ اللہ تمھارے ساتھ ہو اور تمھاری تائید کرے پھرا ہے خدا حافظ کہا۔ یزید نے اس سے کہا کہ آپ میرے لئے شہادت کی دعا مانگئے بخدا اگر دشمن سے میرا مقابلہ ہوا تو چاہے فتح مجھے حاصل نہ ہو سکے مگر شہادت سے میں محروم نہ رہونگا انشاء اللہ۔

مختار نے عبدالرحمان بن سعید کو لکھد یا کہ میں یزید کو بھیجتا ہوں اب تمام اس علاقہ کی حکومت تم ان کے سپرد کردو وہی اس کے ذمہ دار ہیں یزید بن انس نے کوفہ سے روانہ ہوکر سوراءمیں رات بسر کی دوسرے دن پھر کوچ شروع کیا سارے دن چلکر مدائن میں رات بسر کی یہاں لوگوں نے اس سے شدت سفر کی شکایت کی اس وجہ سے یزید نے ایک دن اور رات وہیں قیام کیا پھر علاقہ جوخی سے گزرکر رذانات ہوتا ہوا موصل کے علاقہ میں بنات تلی پر فروکش ہوگیا اس کے آنے اور مقام کی اطلاع عبیداللہ بن زیاد کو ہوئی اس نے اس کی فوج کی تعداد دریافت کی مخبروں نے اسے بتایا کہ یہ کوفہ سے تین ہزار سواروں کے ہمراہ روانہ ہوا تھا عبیداللہ نے کہا میں اس کے مقابلہ میں دو چند فوج بھیجے دیتا ہوں اس نے ربیعہ بن المخارق الغنوی اور عبداللہ بن حملۃ الخثعمی کو تین ہزار سواروں کے ہمراہ یزید کے مقابلہ پر روانہ کیا پہلے ربیعہ بن المخارق کو روانہ کیا ایک دن خاموش رہا دوسرے دن عبیداللہ بن حملۃ کو روانہ کیا اور دونوں کے نام یہ حکم لکھا کہ دشمن کے مقابلہ میں جو پہلے پہونچے وہ پوری فوج کا سپہ سالار ہے اگر دونوں ایک ساتھ پہونچیں تو دونوں میں سے جو عمر میں بڑا ہو وہی تمام فوج کا سپہ سالار ہوگا۔

ربیعہ بن المخارق یزید کے مقابلہ پر پہلے پہونچ گیا اور اس کے مقابلہ میں جو بنات تلی پر فروکش تھا مورچہ زن ہو گیا یزید بن انس جو اس وقت صاحب فراش تھا اس کے مقابلہ پر نکلا۔

ابو سعید الصیقل کہتا ہے کہ یزید اس حالت میں ہمارے پاس آیا کہ وہ مرض کی وجہ سے ایک گدھے پر سوار تھا لوگ اس کے آس پاس پیدل چل رہے تھے اور اسے ہر طرف سے سنبھالے ہوئے تھے کسی نے اس کے دونوں بازو تھام رکھے تھے اور کوئی اس کے دونوں پہلو روکے ہوئے تھا یہ اپنے ہر دستہ فوج کے پاس آکر ٹھہرتا اور ان سے کہتا۔ اے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سپاہیو ثابت قدم رہو اس کا تم کو اجر ملیگا دشمن کے مقابلہ میں پوری ثابت قدمی دکھاؤ تم کو فتح نصیب ہو گی شیطان کے پیروؤں سے لڑو بے شک شیطان کا مکر بہت ہی کمزور ہے اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو ورقا بن عازب الاسدی تمہارے امیر ہوں گے اگر وہ بھی ہلاک ہو جائیں تو عبداللہ بن ضمرۃ العذری تمہارے امیر ہوں گے اگر وہ بھی ہلاک ہو جائیں تو سعر بن سعر الحنفی امیر مقرر کیئے جائیں۔ میں اس کے بازو اور ہاتھ کو پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہا تھا میں نے جب اس کے چہرہ پر نظر کی تو مجھے محسوس ہوا کہ اس کی موت کا وقت بالکل قریب آگیا ہے یزید بن انس نے عبداللہ بن ضمرۃ العذری کو اپنے میمنہ پر مقرر کیا سعر بن ابی سعر کو اپنے میسرہ پر اور ورقا بن عازب الاسدی کو تمام رسالہ کا افسر مقرر کیا خود یزید سواری سے اتر کر پیدل سپاہ میں بستر پر لیٹا ہوا سا تھا ہوا اور حکم دیا کہ کھلے میدان میں دشمن پر حملہ کرو مجھے پیدل سپاہ کے ساتھ ساتھ آگے رکھو تمہارا جی چاہے تو اپنے امیر کی حمایت میں جانبازی دکھاؤ اور چاہو تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ۔

سنہ ۶۶ ہجری کے ماہ ذی حجہ کے عرفہ کے دن ہم یزید بن انس کو لیکر دشمن کے مقابلہ پر نکلے کبھی ہم ان کی پیٹ کو سہارا دیئے تھے اور وہ ہمیں جنگ کے متعلق ہدایات دینے لگتا تھا مگر پھر درد کی شدت کی وجہ سے ہمیں اسے زمین پر لٹا دیا جاتا تھا اور فوج جنگ میں مصروف ہو جاتی جنگ کی یہ کیفیت

طلوع آفتاب سے پہلے پو پھٹنے کے وقت تھی۔

دشمن کے میسرہ نے ہمارے میمنہ پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں میں شدید جنگ ہوتی رہی ہمارے میسرہ نے ان کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے شکست دی اس وقت ورقا بن عازب الاسدی نے رسالہ کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا اور ابھی دھوپ بھی اچھی طرح نہیں پھیلی تھی کہ ہم نے انھیں شکست دی اور ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔

موسیٰ بن عامر العدوی راوی ہے کہ ہم بڑھتے ہوئے اہل شام کے سپہ سالار ربیعہ بن المخارق کے قریب پہونچ گئے اس کے ساتھی اس کا ساتھ چھوڑ چکے تھے اور یہ گھوڑے سے اترا ہوا انھیں بلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے حق کے حامیو اے وفادار اطاعت شعارو میرے پاس آؤ میں ابن المخارق ہوں میں خود چونکہ بالکل نوجوان تھا اس لیئے اس سے خوف زدہ ہوکر علیحدہ کھڑا رہا عبداللہ بن ورقا الاسدی اور عبداللہ بن ضمرۃ العذوی دونوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

عمرو بن مالک ابوکبشہ القینی راوی ہے کہ میں بالکل نوجوان لڑکا تھا اور اپنے ایک چچا کے ہمراہ شامیوں کے لشکر میں تھا جب ہم کوفیوں کے پڑاؤ پر پہنچے تو ربیعہ بن المخارق نے فوج کی جنگی ترتیب خوش اسلوبی سے قائم کی میمنہ پر اپنے بھانجے کو مقرر کیا میسرہ پر عبدربہ السلمی کو مقرر کیا اور اب وہ رسالہ اور پیدل لیکر جنگ کے لئے نکلا اس نے شامیوں سے کہا کہ اس وقت تمھارا مقابلہ مفرور غلاموں سے ہے جو اسلام سے خارج ہو گئے ہیں انھیں اللہ کا خوف نہیں رہا اور ان کی زبان بھی عربی نہیں رہی۔

اس وقت میرا بھی یہ خیال تھا کہ ربیعہ نے دشمن کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہی درست ہے اب جنگ شروع ہو گئی اسی حالت میں ایک عراقی تلوار لئے ہمارے سامنے آیا اور وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

برئت من دین المحکمینا ۔۔۔ وذاك فینا شر دین دینا

میں خارجیوں کے دین سے علیحدہ ہوں اور ہم اسے مذہب کے اعتبار سے

بہت برا سمجھتے ہیں۔

اب ہمارے اور ان کے درمیان کچھ دن نکلے تک نہایت شدید جنگ ہوئی چاشت کے وقت عراقیوں نے ہمیں شکست دی ہمارے امیر کو قتل کر دیا۔ ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اب ہم نے کامل شکست کھا کر میدان چھوڑ دیا موضع نبات تلی سے ایک گھنٹہ کی مسافت پر عبداللہ بن حملہ ہمارے پاس آ پہونچا ہم پھر اس کے ہمراہ واپس آئے اور وہ یزید بن انس کے مقابل آ جما ساری رات ہم نے پوری نگہبانی سے بسر کی صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اب ہم پھر بڑی عمدہ جنگی ترتیب کے ساتھ میدان کارزار میں مقابلہ کے لئے آئے۔

عبداللہ بن حملہ نے زبیر بن حریمہ الخثعمی کو اپنے میمنہ پر اور ابن القیصر القحافی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور خود رسالہ اور پیدل کے ہمراہ عین قربان کے دن دشمن کے مقابلہ پر آگے بڑھا ہم نے ان سے نہایت شدید جنگ کی مگر پھر انھیں نے ہمیں بری طرح شکست دی بری طرح قتل کیا ہمارے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا ہم بھاگ کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئے اور اپنی سرگزشت اس سے بیان کی۔

موسیٰ ابن عامر راوی ہے کہ پہلے عبیداللہ بن حملۃ الخثعمی ہمارے سامنے آیا پھر یہاں سے ہٹ کر اس نے ربیعہ بن المخارق الغنوی کی شکست خوردہ فوج کے سامنے آ کر اسے روکا اور پھر اسے میدان جنگ واپس لے آیا موضع نبات تلی پر اس نے منزل کی دوسرے دن صبح ہی سے ہمارے اور دشمن کے درمیان رسالہ کی جنگ شروع ہوئی کچھ دیر کے بعد دونوں فریق اپنے اپنے پڑاؤ واپس چلے گئے ظہر کی نماز کے بعد ہم پھر دشمن کے مقابل آئے جنگ شروع ہوئی اور ہم نے شامیوں کو بھگا دیا۔

عبداللہ بن حملہ گھوڑے سے اتر پڑا اپنی فوج کو للکارنے لگا اے وفادار اطاعت شعار و بھاگنے کے بعد جوابی حملہ کرو اسی حالت میں عبداللہ بن قراد الخثعمی نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ ہم نے اس کے تمام پڑاؤ پر قبضہ کر لیا تین سو قیدی یزید بن انس کے سامنے جب کہ وہ بازار میں تھا پیش کئے گئے

اس نے اشارے سے ان کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور وہ سب کے سب بلا استثناء قتل کر دیئے گئے

یزید بن انس نے کہا اگر میں مر جاؤں تو ورقا بن عازب امیر ہوں اسی شام کو اس نے قضا کی ورقا نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا۔

اس کی موت نے اس کی فوج پر بہت بڑا اثر کیا ان کے دل ٹوٹ گئے جب یہ سب کے سب اس کو دفن کرنے گئے تو ورقا نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کے ہمراہ اسّی ہزار شامی فوج ہے اب آپ لوگوں کی کیا رائے ہے یہ سنتے ہی یہ لوگ وہاں سے ایک ایک کر کے جانے لگے ورقا نے اپنے مختلف دستوں کے سرداروں اور دوسرے شہسواروں کو اپنے پاس مشورے کے لئے بلایا اور کہا کہ جو بات میں نے آپ سے بیان کی ہے اس کے متعلق آپ حضرات کی کیا رائے ہے میں بھی آپ ہی ایسا آدمی ہوں آپ سے کسی طرح افضل نہیں ہوں اس لئے مہربانی کر کے آپ حضرات اس معاملے میں مجھے مشورہ دیجئے واقعہ یہ ہے کہ ابن زیاد شام کی زبردست فوج لیکر جس کے ساتھ شام کے بڑے بڑے بہادر اور شہسوار ہیں ہمارے مقابلے کے لئے آرہا ہے اس موجودہ حالت میں تو ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ہمارے امیر کا انتقال ہو چکا ہے ان کی موت کی وجہ سے بعض لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں اگر ان کا مقابلہ کرنے اور ان تک پہونچنے سے پہلے ہی ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں تو اس سے صرف یہ سمجھا جائیگا کہ ہم صرف اپنے امیر کی موت کی وجہ سے واپس چلے آئے نیز چونکہ ہم نے انکی فوج کے امیروں کو قتل کر دیا ہے اس وجہ سے وہ ہم سے ڈرتے رہیں گے ہم آج تو اپنی مراجعت کے لئے اپنے امیر کی موت کا بہانہ بنا سکتے ہیں اور اگر ہم نے ان سے جنگ کی تو گویا ہم نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالدیا اگر ہمیں آج ہزیمت ہوئی تو ہماری وہ فتح جو ہم نے دشمن پر کل حاصل کی ہے ہمارے لئے بالکل بے سود ہو گی۔

اس تجویز کو سب نے پسند کیا ورقا واپس روانہ ہوا اس کی واپسی کی اطلاع

مختار اور اہل کوفہ کو معلوم ہوئی اس پر لوگوں نے عجیب وغریب خبریں مشہور کیں اصل واقعہ تو کسی کو معلوم نہ تھا لوگوں نے مشہور کیا کہ یزید بن انس ہلاک ہو گیا اور فوج کو شکست ہوئی مختار کے عامل نے جو مدائن پر متعین تھا علاقۂ سواد کے ایک نبطی کو جو اس کا خبر رساں تھا مختار کے پاس بھیجا اس نے اصل واقعہ سے مختار کو آکر اطلاع دی مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو سات ہزار فوج دیکر روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تم کو یزید بن انس کی فوج ملے اسے اپنے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر واپس لیجانا۔ اور اس مجموعی طاقت کے ساتھ دشمن کی سمت بڑھنا مقابلہ ہوتے ہی جنگ شروع کر دینا۔ ابراہیم اس مہم پر روانہ ہوا اور حمام اعین پر آکر اس نے اپنا پڑاؤ کیا۔

نضر بن صالح راوی ہے کہ یزید بن انس کے مرنے کے بعد کوفہ کے اشراف ایک جگہ جمع ہوئے اور انھوں نے مختار کی نسبت بری بری خبریں بیان کیں انھوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ یزید بن انس اپنی طبعی موت سے مرا بلکہ کہا کہ وہ جنگ میں مارا گیا نیز وہ کہنے لگے کہ مختار نے اسے ہماری مرضی کے بغیر ہماری فوج کا امیر بنایا ہمارے آزاد کردہ غلاموں کو تقرب دیا انھیں سواریاں دیں ہماری مالگزاری کے روپیہ سے ان کی تنخواہیں دیں اور مختار کی وجہ سے ہمارے غلام بھی ہم سے سرکش ہو گئے جس کی وجہ سے ہمارے شہر کے یتیم اور بیوائیں سخت تکلیف میں مبتلا ہو گئی ہیں سب لوگوں نے کہا کہ شبث بن ربعی کے مکان میں جمع ہو کر ان معاملات پر گفتگو کریں کیونکہ وہی ہمارے شیخ ہیں شبث نے زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں پائے تھے یہ سب جمع ہو کر اس کے مکان آئے شبث نے سب کو نماز پڑھائی اس کے بعد یہ لوگ اسی قسم کی گفتگو کرنے لگے مختار کے خلاف ان کے غصہ کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ سرکاری مالگزاری میں اس نے موالیوں کو بھی شریک کر لیا تھا اس گفتگو کو سننے کے بعد شبث نے کہا کہ پہلے میں خود مختار سے مل کر ان باتوں کا تذکرہ کرتا ہوں اس نے اس کے پاس آکر تمام شکایتیں بیان کیں مختار نے ہر بات کے متعلق کہا کہ میں اسے ان کے منشاء کے مطابق کر لوں گا جب اس نے غلاموں کا ذکر کیا تو مختار نے کہا کہ

میں ان کو ان کے مالکوں کے پاس واپس بھیجدوں گا اب اس نے موالیوں کا ذکر کیا اور کہا کہ جس طرح اللہ نے اس ملک کو ہمیں عطا فرمایا ہے اسی طرح موالیوں کو بھی بطور مال غنیمت ہمیں دیا مگر آپ نے یہ غضب کیا کہ ان کو اپنا شریک کار بنایا ہم نے انھیں آزاد کر دیا تاکہ اس کا ہمیں اللہ کے یہاں اجر ملے اور یہ لوگ ہمارے شکر گزار رہیں آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انھیں ہماری آمدنی میں شریک کر لیا۔

مختار نے کہا اگر آپ لوگ یہ موثق وعدہ کریں کہ میری حمایت میں آپ بنی امیہ اور ابن الزبیر سے لڑینگے تو میں ان موالیوں کو بھی آپ کے سپرد کئے دیتا ہوں اور آپ کی مالگزاری کی آمدنی آپ ہی پر خرچ کرنے کے لئے آمادہ ہوں مگر آپ لوگ میری حمایت کا ایسا عہد کیجئے جس سے مجھے اطمینان ہو شبث نے کہا میں اپنے دوستوں سے اس کا تذکرہ کروں گا پھر اس کے متعلق آپ کو جواب دونگا یہ وہاں سے چلا آیا پھر مختار کے پاس نہیں گیا دوسری طرف کوفہ کے اشراف نے باتفاق مختار سے لڑنے کا تصفیہ کیا۔

قدامہ بن حوشب راوی ہے کہ اس کے بعد شبث بن ربعی شمر بن ذی الجوشن محمد بن الاشعث اور عبدالرحمان بن سعد بن قیس کعب بن ابی کعب الخثعمی کے پاس آئے شبث نے حمد وثنا کے بعد اس سے کہا کہ ہم سب نے مختار سے لڑنے کا تصفیہ کر لیا ہے آپ بھی اس میں شریک ہوں شبث نے مختار کی شکایت میں بیان کیا کہ اس نے بغیر ہماری مرضی کے ایک شخص کو ہماری فوج کا امیر مقرر کیا اس کا یہ بیان ہے کہ ابن الحنفیہ نے اسے اپنا قائم مقام بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے حالانکہ ہمیں معلوم ہے کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا اس نے ہماری آمدنی ہمارے موالیوں کو کھلا دی ہمارے غلاموں کو اپنے ساتھ شریک کر کے ہمارے اور بیوہ خاتونوں کو تکلیف ومصیبت میں مبتلا کر دیا اس نے اور اسکے غلام طرفداروں نے ہمارے سلف صالحوں سے اپنی برات کا اظہار کیا کعب نے اس تقریر پر مرحبا کہی اور ان کی دعوت کو بخوشی قبول کر لیا۔

ابو یحییٰ بن سعید راوی ہے کوفہ کے اشراف عبدالرحمان بن مخنف کے پاس آئے اور مختار سے لڑنے کی اسے دعوت دی عبدالرحمان نے کہا اگر

تم لوگوں نے اس کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا مگر میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ایسا نہ کرو لوگوں نے پوچھا کیوں عبدالرحمان نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم میں اختلاف پیدا ہو جائے گا ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دو گے اور متفرق ہو جاؤ گے مختار کے ہمراہ خود تمہارے بڑے بڑے بہادر اور رئائد شریک ہیں دیکھو فلاں فلاں شخص اس کے ہمراہ ہیں اس کے علاوہ تمہارے غلام اور موالی بھی اسکے ہمراہ ہیں یہ آپس میں پوری طرح متحد ہیں تمہارے غلام اور موالی تمہارے دوسرے دشمنوں کے مقابلے میں ہم سے بہت زیادہ شدید عداوت و کینہ رکھتے ہیں عرب کی شجاعت اور عجم کی عداوت کے ساتھ وہ تم سے لڑے گا اگر تم لوگ کچھ زمانے تک انتظار کرلو تو خود تم کو کوئی کارروائی اس کے خلاف نہ کرنا پڑیگی شام یا بصرہ کی فوجیں آکر اس سے نبٹ لینگی خود تم کو اس کے مقابلہ میں کچھ نہ کرنا پڑے گا اور تم کو اپنی قوت اپنے ہی مقابلے میں صرف نہ کرنا پڑیگی۔

اس پر سب نے کہا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ہماری مخالفت نہ کریں اور اس کام میں روڑے نہ ڈالیں عبدالرحمان نے کہا میں تمہارا ہی آدمی ہوں جب چاہو خروج کرو اب اس معاملہ پر یہ لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کرنے لگے اور سب نے کہا کہ ابراہیم بن الاشتر کو مختار کے پاس سے چلے جانے دو چنانچہ ابراہیم بن الاشتر کے ساباط پہنچنے تک یہ لوگ چپ بیٹھے رہے اور پھر مختار پر چڑھ دوڑے۔

عبدالرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی بنی ہمدان کے ساتھ خروج کرکے سبیع کے احاطہ میں آیا۔ زحر بن قیس الجعفی اور اسحق بن محمد بن الاشعث کندہ کے احاطہ میں جمع ہوئے۔

سلیمان بن محمد الحضرمی بیان کرتا ہے کہ جبیر الحضرمی ان دونوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے احاطہ سے چلے جائیے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا کریں۔ اسحق بن محمد نے کہا تمہارے اس احاطہ سے اس نے کہا جی ہاں لہٰذا یہ لوگ وہاں سے پلٹ کر چلے گئے۔

کعب بن ابی کعب الخثعمی بشر کے احاطہ میں نکل کر آیا۔ بشیر بن جریر بن عبداللہ

بنی بجیلہ کے ہمراہ ان لوگوں کے پاس آیا عبدالرحمان بن مخنف مخنف کے احاطہ میں اپنی جمعیت کے ہمراہ آیا اسحق بن محمد اور زحر بن قیس سبیع کے احاطہ میں عبدالرحمان بن سعید بن قیس کے پاس آئے بجیلہ اور خثعم عبدالرحمان بن مخنف کی طرف روانہ ہوئے جو بنی ازد کے ہمراہ آمادہ تھا۔

سبیع کے احاطہ میں جو لوگ جمع ہوئے انھیں معلوم ہوا کہ مختار نے ان کے مقابلہ کے لئے رسالہ تیار کیا ہے انھوں نے یکے بعد دیگرے کئی قاصد ازد بجیلہ اور خثعم کے پاس دوڑائے انھیں اپنی قرابت کا اور اللہ کا واسطہ دیا کہ فوراً ہماری مدد کو آؤ یہ لوگ ان کی طرف روانہ ہوئے اور اب سب کے سب سبیع کے احاطہ میں جمع ہو گئے جب مختار کو ان کے اجتماع کا علم ہوا تو ان کے ایک جا جمع ہو جانے سے اسے خوشی ہوئی۔

شمر بن ذی الجوشن قیس کے ہمراہ سلول کے احاطہ میں آیا شبث بن ربعی حسان بن فائد العبسی اور ربیعہ بن ثروان الضبی مضر کے ہمراہ کناسے میں جمع ہوئے حجار بن ابجر اور زید بن الحارث بن رویم بنی ربیعہ کے ہمراہ تمارین اور سبخہ کے درمیان آکر ٹھہرے عمرو بن الحجاج الزبیدی اپنے مذحج کے طرفداروں کے ہمراہ مراد کے احاطے میں آکر ٹھہرا اہل یمن نے اسے اپنے پاس بلایا مگر اس نے جانے سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ تیار رہو میں خود تمھارے پاس ابھی آتا ہوں۔

مختار نے اسی دن عمرو بن توبہ کو ابراہیم بن الاشتر کے پاس روانہ کیا اسے بہت تیز جانے کی ہدایت کی اور ابراہیم کو جو ساباط میں تھا حکم دیا کہ میرے اس خط کے دیکھتے ہی اپنی فوج کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔

مختار نے اہل کوفہ سے کہلوایا کہ تم کیا چاہتے ہو انھوں نے کہا تم نے ادعا کیا تھا کہ اس کام کے لئے ابن الحنفیہ نے تم کو بھیجا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اس لئے تم یہاں سے چلے جاؤ مختار نے کہا تم اور میں دونوں ایک ایک وفد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجیں اس سے اصل حقیقت کا تم پر انکشاف ہو جائے گا اس تجویز سے اس کی غرض یہ تھی کہ اس طرح آتنی مہلت مل جائیگی کہ ابراہیم اسکے پاس آجائے اور مختار کے حکم سے اس کے ساتھیوں نے اپنے ہاتھ جنگ سے

روک لیئے اہل کوفہ نے تمام راستے اس پر رسد د دکر دیئے کوئی چیز مختار اور اس کے ساتھیوں کو پہنچ نہ سکتی تھی حتیٰ کہ پانی بھی اگر پانی ان کی غفلت کی وجہ سے کبھی پہنچ بھی جاتا تو وہ بہت ہی تھوڑا ہوتا تھا۔

عبداللہ بن سبیع میدان میں آیا شاکر نے اس سے خوب ہی جنگ کی پھر عقبہ بن طارق الجشمی بھی اس کے ساتھ آکر جنگ میں شریک ہوا اور کچھ دیر تک لڑتا رہا پھر خود اس کا حریف ان سے علحدہ ہوگیا اور یہ دونوں اپنی فوج کے عقب میں اس کو بچاتے ہوئے آگے بڑھے عقبہ بن طارق قیس کے ہمراہ احاطۂ بنی سلول میں ٹھہر گیا اور عبداللہ بن سبیع یمنیوں کے ہمراہ سبیع کے احاطہ میں رک گیا شمر بن ذی الجوشن نے اہل یمن سے آکر کہا بہتر یہ ہے کہ ایسی جگہ جمع ہو جہاں ہم فوج کے دو پہلو مقرر کرسکیں اور صرف ایک طرف سے دشمن سے لڑیں میں تمھارا ہم قبیلہ ہوں اگر چاہتے ہو تو میری رائے پر عمل کرو ورنہ ان تنگ گلیوں میں بغیر کسی رخ کے مجھ سے نہیں لڑا جائے گا اس کے بعد یہ اپنی قوم کے پاس سلول کے احاطہ میں آگیا۔

مختار کا قاصد کوفہ سے روانہ ہوکر اسی دن سرشام ابراہیم کے پاس پہونچگیا اور فوج میں اعلان کردیا کہ کوفہ واپس چلو ابراہیم اسی وقت روانہ ہوگیا اور جب رات زیادہ بڑھ گئی اس نے قیام کردیا اس کی فوج نے کھانا کھایا اپنے جانوروں کو برائے نام آرام دینے کے بعد وہ تمام رات برابر چلتا رہا۔ صبح کی نماز سوراء میں پڑھی پھر سارے دن چلنے کے بعد عصر کی نماز کوفہ کے پل کے دروازے پر پڑھی کوفہ آکر ساری رات مسجد میں لسبر کی اس کے ہمراہ اس کے بڑے بڑے بہادر اور شجاع طرفدار تھے مختار کے خلاف اہل کوفہ نے جب خروج کیا تو اسی کی تیسری صبح کو مختار قصر سے نکلکر مسجد اعظم کے منبر پر چڑھا۔

ابوحیات الکلبی راوی ہے کہ شبث بن ربعی نے اپنے بیٹے عبدالمومن کے ذریعے سے مختار سے کہلا بھیجا کہ ہم تمھارے قریب کے رشتہ دار ہیں ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے ہمارے اس وعدے پر تم اعتماد کرو مگر حقیقت اس کے خلاف تھی اس کی نیت لڑائی کی تھی اور یہ اس نے صرف ایک چال چلی تھی۔

جب یمنی سبیع کے احاطے میں جمع ہو گئے تو نماز کا وقت آگیا جتنے یمنی سردار تھے وہ اس بات سے پہلو تہی کرنے لگے کہ کسی دوسرے کو امام بنائیں ابو عبدالرحمان بن مخنف نے کہا کہ یہ اختلاف کی پہلی بات ہے تمہارے شہر کے سب سے بڑے قاری تمہارے ہی قبیلے میں رفاعہ بن شداد الفیتانی موجود ہیں (یہ قبیلہ بجیلہ سے تھا) انہیں سب پسند بھی کرتے ہیں انہیں امام بناؤ اسے سب نے پسند کیا اور اب جنگ ہونے تک یہی ان کو نماز پڑھانے لگے۔

انس بن عمرو الازدی نے اہل یمن میں آکر ان کی باتیں سنیں یہ کہہ رہے تھے کہ اگر مختار ہمارے بھائی مضریوں کی طرف بڑھے گا ہم ان کی امداد کے لئے جائینگے اور اگر وہ ہم پر پیشقدمی کرے گا مضری ہماری مدد کے لئے آئیں گے اس بات کو سن کر ان میں سے ایک شخص ڈورتا ہوا مختار کے پاس گیا مختار اس وقت منبر پر تھا یہ منبر پر چڑھ گیا اور یہ خبر اس سے بیان کی مختار نے کہا اہل یمن تو بیشک ایسے صادق القول ہیں کہ اگر میں مضریوں پر حملہ کردوں تو یہ ان کی مدد کے لئے ضرور جائینگے مگر مضری یمنیوں کی مدد کے لئے نہیں آئینگے اس کے بعد یہ دستور ہو گیا کہ مختار اس شخص کو اپنے پاس اکثر بلاتا تھا اور اس کی تعظیم وتکریم کرتا تھا۔

مختار منبر سے اترا آیا اس نے اپنی فوج کو بازار میں ترتیب دیا (اس وقت بازار میں اتنی عمارت نہ تھی جیسی اب ہے) ابراہیم سے پوچھا کہ تم کس جماعت کے مقابلے پر جانا چاہتے ہو اس نے کہا جہاں چاہیں آپ مجھے بھیجدیں مگر چونکہ مختار خود ایک بڑا عقلمند ہوشیار آدمی تھا اس نے یہ گوارا نہ کیا کہ ابراہیم کو خود اس کی قوم کے مقابلے پر بھیجے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ ان کے خلاف اپنی پوری شجاعت وتدبیر جنگ سے کام نہ لے سکے اس خیال سے اس نے ابراہیم کو مضریوں کے مقابلے پر بھیجا جو کناسے ہیں شبث بن ربعی اور محمد بن عمیر بن عطارد کی قیادت میں جمع تھے اور خود مختار نے اہل یمن کے مقابلے پر جانے کا ارادہ کیا۔

مختار کی یہ عادت تھی کہ جب وہ اہل یمن وغیرہ پر فتح پاتا تھا تو ان کے ساتھ سختی سے پیش آتا اور بہت کم رحم کرتا۔ ابراہیم بن الاشتر کناسے کی طرف چلا

اور خود مختار سبیع کے احاطے کی سمت مختار عمرو بن ابی وقاص کے مکان کے پاس آکر ٹھہر گیا۔ اس نے احمر بن شمیط البجلی الاحمسی کو اور عبداللہ بن کامل الشاکری کو اپنے سامنے سے آگے روانہ کیا ابن شمیط سے کہا تم اسی راستے سے بڑھتے ہوئے اپنی قوم کے مکانات میں سے ہو کر دشمن کی فوج تک جو سبیع کے احاطے میں جمع ہے پہنچو عبداللہ بن کامل سے کہا کہ تم اس دوسرے راستے سے بڑھو اور اخنس بن شریق کی اولاد کے مکان سے ہو کر سبیع کے احاطے پہنچو پھر دونوں کو پاس بلا کر انسے چپکے سے کہا کہ بنی شبام نے مجھ سے کہلا کے بھیجا ہے کہ وہ دشمن کے عقب سے اس پر حملہ آور ہونے والے ہیں اب یہ دونوں سردار اپنے اپنے مقررہ راستے سے روانہ ہو گئے۔

اہل یمن کو ان دونوں کی پیشقدمی کا علم ہوا انھوں نے ان دونوں راستوں کو جس سے ان کی فوجیں بڑھ رہی تھیں مدافعت کے لئے تقسیم کر لیا مسجد احمس کے عقبی راستے پر عبدالرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی اسحق بن الاشعث اور زحر بن قیس ان کے مقابلے کے لئے مستعد ہو گئے اور فرات کے قریب جو راستہ واقع تھا اس پر عبدالرحمان بن مخنف بشر بن جریر بن عبداللہ اور کعب بن ابی کعب مقابلے کے لئے کھڑے ہو گئے اب حریفوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی احمر بن شمیط اور عبداللہ بن کامل کی فوجیں پسپا ہوئیں ان شکست خوردہ جماعتوں کو دیکھکر مختار خوفزدہ ہو گیا اس نے انسے واقعہ دریافت کیا انھوں نے کہا ہمیں ہزیمت ہوئی مختار نے پوچھا احمر بن شمیط نے کیا کیا انھوں نے کہا وہ مسجد قصاص کے پاس سواری سے ایک قبر کے احاطہ میں اتر پڑا ہے اس سے ان کی مراد مسجد ابو داؤد تھی (اس زمانے کے لوگ اس احاطے میں جمع ہو کر قصے بیان کیا کرتے تھے) اس کے ہمراہ اس کی قوم کے کچھ اور لوگ بھی اتر پڑے تھے عبداللہ بن کامل کے ساتھیوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں کہ عبداللہ نے کیا کیا۔

مختار نے انھیں فوراً واپس جانے کا حکم دیا بلکہ خود انھیں لیکر ابی عبداللہ الجدلی کے مکان تک آیا عبداللہ بن قراد الخثعمی کو جس کے ماتحت چار سو جنگجو تھے

حکم دیا کہ تم ابن کامل کے پاس جاؤ اگر وہ مارا گیا ہو تو تم اس کی جگہ متعین کیئے جاتے ہو اپنی اور اس کی فوج کو لیکر دشمن کا مقابلہ کرو اور اگر وہ زندہ ہو تو خود صرف سو سوار اپنے ساتھ لے لینا بقیہ کو ابن کامل کے سپرد کر دینا اور انھیں ہدایت کرنا کہ وہ نہایت وفاداری اور خلوص نیت کے ساتھ اس کے احکام پر چلیں کیونکہ اس مخلصانہ طرز عمل کا فائدہ مجھے ہوگا اور جو میرے ساتھ اخلاص برتے گا اسے بشارت ہونی چاہیئے خود تم اپنے سو سواروں کو لیکر دشمن کی احاطۂ سبیع والی جماعت کے مقابلہ پر جاؤ اور حمام اعین کے متصل اس پر حملہ کرد۔

عبداللہ بن قراد روانہ ہو کر ابن کامل کے پاس آیا یہ زندہ تھا اور عمرو بن حریث کے حمام کے پاس اپنے بعض طرفداروں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ میدان سعر کہیں جمے ہوئے تھے دشمن سے لڑ رہا تھا عبداللہ نے تین سو آدمی اس کے حوالے کیئے اور خود سبیع کے احاطے کی طرف بڑھا پھر انہیں راستوں میں سے ہو کر مسجد عبد القیس پہونچا اور ٹھہر گیا یہ سو سپاہی اس کی فوج کے تھے اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا رائے دیتے ہو انھوں نے کہا جو آپ کی رائے ہو ہم بھی اس پر عمل کرینگے اس نے کہا بخدا میں دل سے چاہتا ہوں کہ مختار کو کامیابی ہو مگر اس کے ساتھ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ آج میرے خاندان کے اشراف ہلاک ہو جائیں بلکہ اپنے ہاتھوں ان کی ہلاکت کے بجائے میں خود مر جانا اچھا سمجھتا ہوں بہرحال تھوڑی دیر توقف کرو میں نے سنا ہے کہ بنی شبام عقب سے ان پر حملہ کرنے والے ہیں اگر وہ ایسا کریں تو بہتر ہے ہم اس ناخوشگوار فرض کی انجام دہی سے بچ جائینگے اس کے ساتھیوں نے اس کی رائے پسند کی عبداللہ بن قراد وہیں بنی عبد القیس کی مسجد کے پاس رک گیا۔

مختار نے مالک بن عمرو النہدی کو دو سو پیادوں کے ہمراہ دشمن کے مقابلے پر بھیجا یہ ایک نہایت ہی شجاع آدمی تھا نیز مختار نے عبداللہ بن شریک النہدی کو دو سو سواروں کے ہمراہ احمر بن شمیط کی مدد کے لیئے روانہ کیا احمر بن شمیط برابر اپنی جگہ جما ہوا تھا یہ امدادی فوج اس وقت اس کے پاس پہونچی جب کہ دشمن نے کثیر تعداد میں اسے آلیا تھا اس بنا پر اس مقام پر طرفین میں

نہایت خونریز معرکہ ہوا۔

ابن الاشتر شبث بن ربعی اور اس کے ہمراہی مضریوں کی کثیر جماعت کے سامنے آیا جس میں حسان بن فائد العبسی بھی تھا ابراہیم نے اس سے کہا کہ میدان سے چلے جاؤ میں نہیں چاہتا کہ کوئی مضری میرے ہاتھوں ہلاک ہو تم اپنے تئیں ہلاک نہ کرو مگر انھوں نے مراجعت سے انکار کیا اور لڑے ابراہیم نے انھیں شکست دی حسان زخمی ہوگیا اور میدان سے اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا اور یہاں پہونچکر مر گیا مرنے سے پہلے اسے بستر مرگ پر کچھ افاقہ ہوگیا تھا اس افاقے میں اس نے کہا میں اپنے ان زخموں سے اچھا ہونا نہیں چاہتا میری آرزو یہی تھی کہ میں نیزے یا تلوار کے وار سے مروں مضریوں کی شکست کی خوشخبری ابراہیم نے مختار کو بھیجی مختار نے اس خبر کو اپنی طرف سے احمر بن شمیط اور ابن کامل کو بھیجا جو فوجیں راستوں پر متعین تھیں وہ اپنے قریب کے ساتھیوں کی مدد کر رہی تھیں۔

اب بنی شبام یکجا ہوئے ابو القلوص کو اپنا سردار بنایا اور سب کی یہ رائے ہوئی کہ اہل یمن کے عقب سے ان پر حملہ کیا جائے اس تجویز کے متعلق بعضوں نے کہا اگر تم اپنی کوشش اپنے ان دشمنوں کے مقابلے میں صرف کرو جو تمھاری قوم سے نہیں ہیں تو یہ زیادہ اچھا ہے اس لئے مضر اور ربیعہ سے چلکر لڑو۔

اس گفتگو میں ان کے شیخ ابو القلوص نے کوئی حصہ نہیں لیا وہ خاموش رہا لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وقاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ۔

(ترجمہ) تم ان کافروں سے لڑو جو تمھارے قریب ہیں اور انھیں ضرور تم میں سختی محسوس ہونا چاہیئے) کھڑے ہو جاؤ سب کھڑے ہوگئے قیس انھیں دو یا تین نیزوں کے طول کی مسافت تک لیگیا اور پھر کہا بیٹھ جاؤ سب بیٹھ گئے اس کے بعد پھر انھیں پہلی مرتبہ سے زیادہ مسافت تک لیکر چلا اور پھر انھیں بٹھا دیا۔ اب پھر انھیں کھڑا کر کے تیسری مرتبہ ذرا اور زیادہ دور لیگیا اور پھر کہا بیٹھ جاؤ اس پر انھوں نے کہا ابو القلوص ہم تم کو عرب کے شجاع ترین لوگوں میں سمجھتے ہیں تم یہ کیا کر رہے ہو اس نے کہا تجربہ کار اور ناتجربہ کار برابر نہیں ہیں میں

چاہتا ہوں کہ اس طرح تمہارے دل ٹھکانے ہو جائیں اور تم لڑنے کے لیے پوری طرح آمادہ ہو جاؤ دہشت کی حالت میں تم کو لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑنے کو میں نے مناسب خیال نہیں کیا سب نے کہا تم ہی اپنے فعل کو خوب سمجھتے ہو۔

جب بنی شبام سبیع کے احاطے ہو چکے تو راستے کے منہ پر اعسر الشاکری نے ان کا مقابلہ کیا جندعی اور ابوالزبیر بن کریب نے اس پر حملہ کر کے زمین پر گرا دیا اور یہ دونوں احاطے میں در آئے اور ان کے پیچھے ایک بڑی جماعت حسینؓ کا بدلہ حسینؓ کا بدلہ نعرے لگاتے ہوئے احاطے میں داخل ہو گئی دوسری جانب سے ابن شمیط کی فوج نے اس نعرے کے جواب میں یہی نعرہ بلند کیا اسے سنکر یزید بن عمیر بن ذی مران الہمدانی نے یالثارات عثمان کا نعرہ لگایا رفاعہ بن شداد نے اس پر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم ایسے لوگوں کی حمایت میں لڑنے نہیں آئے ہیں جو عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا چاہیں اس کی قوم کے بعض لوگوں نے اس سے کہا تم ہم کو مقابلہ پر لائے ہم نے تمہاری اطاعت کی اب جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم پر تلواریں پڑ رہی ہیں تم کہتے ہو کہ دشمن کا مقابلہ چھوڑ کر پلٹ جائیں یہ نہیں ہو سکتا رفاعہ بن شداد رجز پڑھتا ہوا مختار کی فوج پر پلٹا لڑا اور مارا گیا۔

اس جنگ میں یزید بن عمیر بن ذی مران نعمان بن صہبان الجرمی الراسبی جو ایک عابد وزاہد آدمی تھا اور رفاعہ بن شداد بن عوسجۃ الفتیانی مہران کے حمام کے قریب جو سبخہ میں واقع ہے مارے گئے رفاعہ بھی عابد وزاہد تھا فرات بن زحر بن قیس الجعفی بھی مارا گیا زحر بن قیس زخمی میدان سے اٹھایا گیا عبدالرحمان بن سعید بن قیس اور عمرو بن مخنف بھی مارے گئے عبدالرحمان بن مخنف لڑتا ہوا زخمی گر پڑا پیدلوں نے اسے بیہوشی کی حالت میں اپنے ہاتھوں پر اٹھالیا اور اس کے گرد بعض ازدی بڑی جوانمردی سے لڑتے رہے۔

وادعیین کے مکانات سے پانسو قیدی جن کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں مختار کے سامنے پیش کئے گئے اس پر بنی نہد کے عبداللہ بن شریک نے جو

مختار کے سرداروں میں تھا یہ کیا کہ جو عرب اس کے سامنے پیش کیا گیا اسے چھوڑ دیتا۔ بنی نہد کے آزاد غلام درہم نے مختار سے ان کے اس طرزِ عمل کی شکایت کی مختار نے اس سے کہا کہ تمام قیدی میرے سامنے لائے جائیں اور ان میں سے جو حسینؓ کے قتل میں موجود تھے وہ مجھے بتائے جائیں چنانچہ جس شخص کے متعلق مختار سے کہا جاتا کہ یہ حسینؓ کے قتل میں موجود تھا یہ اسے قتل کرا دیتا قبل اسکے کہ یہ پوری تعداد ختم ہو ان میں سے دو سو اڑتالیس آدمی مختار نے قتل کر دیئے۔

ان قیدیوں میں سے اس جنگ سے پہلے جس نے مختار کے ساتھیوں کو کوئی تکلیف یا نقصان پہونچایا تھا انھوں نے اسے علیحدہ لیجا کر قتل کر دیا اس طرح انھوں نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور مختار کو اس کا علم بھی نہ ہوا جب بعد میں اسے معلوم ہوا تو اس نے بقیہ قیدیوں کو رہا کر دیا اور یہ وعدہ لے لیا کہ وہ اس کے کسی دشمن کے ساتھ بھی یکجا نہ ہوں گے اور نہ اس کے طرفداروں کے ساتھ کوئی دھوکا یا فریب کریں گے۔ البتہ سراقہ بن مرداس البارقی کے متعلق اس نے حکم دیا کہ یہ مسجد تک میرے ساتھ گھسیٹ کر لایا جائے۔

مختار نے یہ اعلان کر دیا کہ ان لوگوں کے علاوہ جو آل نبی کے قتل میں شریک رہے ہیں اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرلیگا وہ مامون ہے۔

یزید بن الحارث بن یزید بن رویم اور حجار بن ابجر نے اپنے دو قاصد نتیجہ جنگ معلوم کرنے کے لئے اہل یمن کی طرف روانہ کئے اور انھیں ہدایت کی کہ تم یمنیوں کی قریب جاؤ اور دیکھو اگر ان کو فتح نصیب ہو تو تم میں سے جو شخص پہلے ہمارے پاس آئے وہ لفظ صرفان کہے اور انھیں شکست ہوئی ہو تو لفظ جمزان کہے چونکہ اہل یمن کو شکست ہو چکی تھی اس لئے جو پہلا قاصد خبر لیکر ان کے پاس آیا اس نے جمزان کہا یہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اپنی قوم والوں سے کہا کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ یہ سب واپس چلے گئے۔

عمرو بن الحجاج الزبیدی جو حسینؓ کے قتل میں شریک تھا اپنی سواری پر سوار ہو کر شراف اور رقصہ کے راستے ہو لیا مگر پھر آج تک اس کی کوئی خبر نہ ملی معلوم نہیں زمین اسے کھا گئی یا آسمان نے اسے اٹھا لیا۔

فرات بن زحر بن قیس جب مارا گیا تو عائشہ بنت خلیفہ بن عبداللہ الحنیفہ نے جو حضرت حسین کی بیوی تھیں مختار سے اس کے دفن کرنے کی اجازت طلب کی مختار نے اجازت دیدی اور عائشہ نے اسے دفن کر دیا۔

مختار نے اپنے غلام زربی کو شمر بن ذی الجوشن کی تلاش میں روانہ کیا۔

مسلم بن عبداللہ الضبابی راوی ہے کہ مختار کے غلام زربی نے ہمارا تعاقب کیا اور ہمیں آلیا ہم اپنے دبلے پتلے تیز رو گھوڑوں پر کوفے سے نکل چلے تھے ہم نے دیکھا کہ یہ اپنے گھوڑے پر اڑا ہوا چلا آرہا ہے اس کے قریب آتے ہی شمر نے ہم سے کہا کہ تم اپنے گھوڑوں کو ایڑ دو اور مجھ سے دور چلے جاؤ شاید یہ غلام میری تاک میں آیا ہے ہم نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ دی اور خوب تیزی سے بھگایا غلام نے شمر پر حملہ کیا پہلے تو شمر اس کے وار کو بچانے کے لئے گھوڑے کو کاوا دیتا رہا اور جب زربی اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا شمر نے ایک ہی وار میں اس کی کمر توڑ دی جب یہ مختار کے سامنے لایا گیا اور اس واقعہ کی اسے اطلاع دی گئی اس نے کہا کہ اگر یہ مجھ سے مشورہ لیتا تو میں اسے کبھی شمر پر حملہ آور ہونے کا حکم نہ دیتا۔

زربی کو قتل کر کے شمر ساتید ما پہونچا یہاں سے روانہ ہو کر یہ کلتانیہ نام ایک گاؤں کے پہلو میں جو دریا کے کنارے واقع تھا ایک ٹیلہ کے پہلو میں فروکش ہوا گاؤں سے ایک کسان کو بلا کر اسے پیٹا اور کہا مصعب بن الزبیر کے پاس میرا یہ خط لیجا۔ اس خط پر یہ پتہ مرقوم تھا۔

''امیر مصعب بن الزبیر کے نام شمر ذی الجوشن کی طرف سے'' یہ کسان اس خط کو لیکر روانہ ہوا ایک ایسے گاؤں میں پہونچا جو زیادہ آباد تھا اور یہاں ابوعمرہ متعین تھا ان دنوں اسے مختار نے اپنے اور اہل بصرہ کے درمیان جنگی چوکی کے فرائض انجام دینے کی غرض سے گاؤں میں متعین کر دیا تھا اس گاؤں کا ایک کسان اس کسان سے ملا اور شمر نے اس کے ساتھ جو زیادتی کی تھی اس کی شکایت کی یہ دونوں کھڑے ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ ابوعمرہ کا ایک سپاہی ان کے پاس سے گزرا اور اس نے اس خط کو اور اس کے پتے کو دیکھا اور

اس سے شمر کا مقام پوچھا اس نے بتا دیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ ان سے صرف تین فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اب یہ لوگ شمر کی طرف چلے۔
میں اس شب شمر ہی کے ہمراہ تھا ہم نے اس سے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں لیکر یہاں سے روانہ ہو جائیں ہمیں یہاں ڈر معلوم ہوتا ہے شمر نے کہا کہ میں اسے مختار کذاب کے خوف پہ محمول کرتا ہوں بخدا میں تین دن تک یہاں سے کوچ نہیں کروں گا تم لوگ مرعوب ہو گئے ہو جس جگہ ہم ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ریچھ کثرت سے تھے میں نیم بیدار تھا جب میں نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ ریچھ ہونگے مگر جب آواز زیادہ تیز آنے لگی تو میں جاگ اُٹھا آنکھیں ملیں اور پھر میں نے کہا کہ یہ ہرگز ریچھوں کی آواز نہیں ہے میں اُٹھنے لگا کہ اتنے ہی میں وہ لوگ ٹیلے سے اوتر کر ہمارے پاس پہونچ گئے انھوں نے تکبیر کہی اور ہماری جھونپڑیوں کا احاطہ کرلیا ہم اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر پیدل ہی بھاگے یہ سب شمر پر ٹوٹ پڑے یہ اس وقت ایک پرانی چادر اوڑھے ہوئے تھا چونکہ یہ ببروص تھا مجھے اسکی کوکھ کی سپیدی چادر پر سے نظر آرہی تھی یہ نیزے سے ان پر وار کرنے لگا اسے زرہ یا کپڑے پہننے کا بھی موقع ان لوگوں نے نہیں دیا ہم اسے چھوڑ کر چلتے بنے میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ میں نے تکبیر کی آواز کے ساتھ یہ سنا کہ خبیث قتل کر دیا گیا۔
عبدالرحمان بن عبید ابوالکنود کہتا ہے کہ میں نے ہی اس کسان کے پاس شمر کا خط دیکھا تھا اسے میں ابو عمرہ کے پاس لایا اور میں نے ہی شمر کو قتل کیا یہ تھوڑی دیر تک ہم پر نیزے سے وار کرتا رہا پھر نیزہ چھوڑ کر اپنی جھونپڑی میں گیا اور تلوار لیکر ہم پر حملہ آور ہوا۔
یونس بن ابی اسحٰق راوی ہے جب سبیع کے احاطہ سے نکل کر مختار قصر کی طرف روانہ ہوا سراقہ بن مرداس نے نہایت بلند آواز سے ان مصرعوں کو پڑھکر مختار کو مخاطب کیا۔
امنن علی الیوم یا خیر معد وخیر من حل بشحر والجند وخیر من حین ولبی وسجد؛

اے وہ شخص جو تمام عرب کا بہترین فرد ہے اور جو نجد اور رجند کے قیام کرنے والوں میں بہترین ہے اور جوان سب سے بہتر ہے جنھوں نے اذان دی لبیک کہا یا سجدہ کیا آج تو مجھ پر احسان کر۔

مختار نے اسے جیل خانے بھیجدیا یہ ساری رات قید رہا دوسری صبح کو اسے جیل سے نکالا گیا یہ مختار کی تعریف میں قصیدہ پڑھتا ہوا اس کی طرف بڑھا جب مختار کے پاس پہونچا تو خود سراقہ نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت کرے میں خدائے واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ملائکہ کو ابلق گھوڑوں پر سوار زمین و آسمان کے درمیان لڑتے ہوئے دیکھا ہے مختار نے کہا اچھا منبر پر چڑھ کر سب کو اس کی اطلاع کر دو اس نے منبر پر چڑھ کر اس بات کو بیان کر دیا اور اتر آیا مختار نے تخلیئے میں بلا کر اس سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم نے ملائکہ کو نہیں دیکھا ہے اور جس غرض سے تم نے یہ بات بنائی ہے کہ میں تم کو قتل نہ کروں میں اس سے بھی واقف ہوں اچھا جہاں تمھارا جی چاہے چلے جاؤ مگر میرے طرفداروں کو میرے خلاف نہ ورغلانا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے کبھی ایسی غلیظ قسمیں نہیں کھائی تھیں جیسی کہ اس موقع پر کھائیں کہ میں نے ملائکہ کو لڑتے ہوئے دیکھا ہے مختار نے اسے رہا کر دیا یہ بھاگ کر عبدالرحمان بن مخنف کے ساتھ ہو گیا جو بصرہ میں مصعب بن الزبیر کے پاس تھا کوفہ کے تمام اشراف اور عمائد مصعب بن الزبیر کے پاس بصرہ چلے آئے۔

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب سراقۃ البارقی گرفتار کیا گیا تو اس نے اپنے پکڑنے والوں سے کہا بخدا تم نے مجھے گرفتار نہیں کیا مجھے تو ایسے نفوس نے گرفتار کیا ہے جو سفید لباس پہنے ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اس پر مختار نے کہا بلاشبہ یہ ملائکہ تھے اس کے بعد مختار نے اسے رہا کر دیا۔

عمیر بن زیاد بیان کرتا ہے کہ احاطۂ سبیع کے معرکہ کے دن عبدالرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جو ہمارے عقب سے حملہ کر رہے ہیں لوگوں نے کہا یہ بنی شبام ہیں عبدالرحمان نے کہا کیسے تعجب کی بات ہے کہ وہ شخص جس کی خود کوئی قوم نہیں ہے وہ ہماری ہی قوم کو ہمارے

خلاف لڑ رہا ہے۔

ابو روق راوی ہے کہ اس معرکہ میں شرحبیل بن ذی بقلان (جو ناعطیوں میں سے تھا) مارا گیا ناعطی ہمدان کے قبیلہ کا ایک خاندان ہے اپنے مارے جانے سے پہلے اس نے کہا تھا "اس جنگ میں جو شخص مارا جائے گا وہ کیسی گمراہی کی موت مرے گا نہ ہمارے ساتھ امام ہے نہ ہمارا کوئی مقصد ہے اور دوستوں کی جدائی کا وقت قریب آپہونچا ہے اگر ہم نے اپنے مقابل کو آج قتل بھی کر دیا تب بھی ہم ان سے بچ نہیں سکتے" انا للہ وانا الیہ راجعون بخدا میں محض اپنی قوم کی ہمدردی کے لئے لڑنے آیا ہوں تاکہ انھیں کوئی آسیب نہ پہونچے مگر بخدا اس سے نہ میں بچونگا اور نہ میری قوم بچیگی اور نہ میں نے انھیں کوئی فائدہ پہونچایا اور نہ مجھے ان سے کوئی فائدہ پہونچا۔

ابھی وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ہمدان ہی کے فائیشیین کے خاندان کے ایک شخص احمد بن ہدیج نے اسے تیر سے ہلاک کر دیا سعد بن ابی سعد الحنفی ابو الزبیر الشبامی اور ایک تیسرے شخص نے عبدالرحمان بن سعید بن قیس الہمدانی کے قتل کا دعویٰ کیا سعد نے کہا میں نے اس پر نیزے کا وار کیا تھا ابو الزبیر نے کہا مگر میں نے تلوار سے دس سے زیادہ اس پر وار کئے تھے اور میرے بیٹے نے مجھ سے کہا تھا کہ تم اپنے ہی قوم کے سردار کو قتل کر رہے ہو اس پر میں نے یہ جواب دیا تھا۔

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔

(ترجمہ) تم ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے ہیں ان لوگوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤ گے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی چاہے وہ انکے باپ بیٹے بھائی یا خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ مختار نے کہا تم سب نے مجھ پر احسان کیا۔

نضر بن صالح بیان کرتا ہے کہ اس جنگ میں اہل یمن بہت مارے گئے اور مضریوں کے تو صرف چند آدمی کنارے میں کام آئے تھے کہ اس کے بعد ہی یہ بنی ربیعہ کے پاس چلے گئے حجار بن ابجر یزید بن الحارث بن رویم شداد بن

المنذر حصین کا بھائی اور عکرمہ بن ربعی یہ سب کے سب اپنے اپنے ٹھکانوں کو واپس جانے لگے مگر واپس جاتے جاتے عکرمہ دشمن پر ٹوٹ پڑا اور نہایت بے جگری سے لڑتا رہا نہ زخمی ہو کر پلٹا اور اپنے گھر چلا آیا مکان میں اس سے کسی نے کہا کہ رسالہ ہمارے قبیلہ کی طرف آیا ہے یہ اپنے گھر سے نکلا اور چاہتا تھا کہ اپنے مکان کی دیوار پھاند کر دوسرے کے مکان میں کود جائے مگر زخمی ہونے کی وجہ سے پھاند نہ سکا تو اس کے غلام نے سہارا دیکر اسے دیوار پر چڑھا دیا۔

احاطۂ سبیع کی یہ جنگ ۶۶ھ ہجری میں جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی چھ راتیں باقی تھیں بدھ کے دن واقع ہوئی کوفہ کے اشراف بصرہ چلے گئے اور اب مختار نے صرف قاتلین حسینؓ کی تلاش شروع کی مختار نے کہا ہمارا یہ مسلک نہیں ہے کہ ہم قاتلین حسینؓ کو دنیا میں زندہ چلتا پھرتا رہنے دیں اگر میں ایسا کروں تو بخدا میں اہل بیت رسول اللہؐ کا برا حامی و مددگار ثابت ہوں گا اور پھر میں واقعی کذاب کہلانے کا مستحق ہوں جیسا کہ یہ آج سب مجھے کہتے ہیں میں قاتلان حسینؓ کے خلاف اللہ سے اعانت طلب کرتا ہوں اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنے انتقام لینے کا ذریعہ بنایا ہے کہ ان کے خون کا بدلہ لیا جائے ان کے حق کو قایم کیا جائے اور اللہ کے لئے یہ بات سزاوار ہے کہ ان کے قاتلوں کو قتل کرے اور ان لوگوں کو ذلیل کردے جو اہل بیت رسول اللہؐ کے حقوق کو نہیں سمجھتے مجھے ان سب کے نام بتاؤ پھر میرے حکم سے ان کو تلاش کر کے سب کو فنا کردو۔

موسیٰ ابن عامر راوی ہے مختار نے کہا قاتلان حسینؓ کو تلاش کر کے میرے سامنے لاؤ بخدا جب تک میں اس شہر اور زمین کو ان کے ناپاک اجسام سے پاک نہ کر دوں گا مجھے کھانا اور پینا بھلا معلوم نہیں ہوتا۔

مالک بن اعین الجہنی راوی ہے کہ عبداللہ بن دباس نے جس نے محمد بن عمار بن یاسر کو قتل کیا تھا قاتلان حسینؓ میں سے مختار کو چند آدمیوں کے نام بتا دیئے جن میں عبداللہ بن اسید بن النزال الجہنی (از حرقہ)، مالک بن

النیہ البدی اور حمل بن مالک المحاربی تھے مختار نے اپنے سرداروں میں سے ابونمر مالک بن عمرو النہدی کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا یہ لوگ قادسیہ میں تھے اس نے انہیں جاکر پکڑ لیا اور عشاء کے وقت مختار کے پاس لے آیا مختار نے ان سے کہا اے اللہ اور اس کے رسول اس کی کتاب آل رسول کے دشمن حسین ابن علی کہاں ہیں میرے پاس حسین کو لاؤ تم نے اس شخص کو قتل کیا جس پر نماز میں درود بھیجنے کا تم کو حکم دیا گیا تھا انھوں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے ہمیں ان کے مقابلہ پر بھیجدیا گیا تھا حالانکہ ہم اسے ناپسند کرتے تھے آپ ہم پر احسان کریں اور ہمیں چھوڑ دیں مختار نے کہا تم نے نبی کے نواسے پر احسان نہیں کیا اس پر تم کو رحم نہ آیا اسے تم نے پیر اسبا نہ ہونے دیا۔ مختار نے بدی سے کہا تو نے ان کی ٹوپی اتاری تھی عبداللہ بن کامل نے کہا جی ہاں یہی وہ شخص ہے مختار نے حکم دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کر کے چھوڑ دیا جائے تاکہ یہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر جان دیدے چنانچہ اس حکم پر عمل کیا گیا اور اسی طرح خون نکلتے نکلتے وہ مر گیا جو دو اور تھے ان میں سے عبداللہ الجہنی کو عبداللہ بن کامل نے قتل کر دیا اور حمل بن مالک المحاربی کو سعد بن ابی سعد الحنفی نے قتل کر دیا۔

ابوسعید الصیقل راوی ہے کہ کئی قاتلان حسینؓ کا پتا مختار کو سعر الحنفی نے دیا مختار نے عبداللہ بن کامل کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا ہم اس کے ہمراہ روانہ ہوئے یہ بنی ضبیعہ سے گزرا اور ان میں سے اس نے زیاد بن مالک کو گرفتار کر لیا پھر بنی عنزہ کی طرف آیا اور ان میں سے عمران بن خالد کو گرفتار کیا پھر اس نے مجھے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جو دباء کہلاتے تھے حمرا میں ایک مکان کی طرف بھیجا جس میں عبدالرحمان بن ابی خشکارہ البجلی اور عبداللہ بن قیس الخولانی تھے ہم انہیں مختار کے پاس لے آئے اس نے ان سے کہا اے نیک بندوں اور جنت کے نوجوانوں کے سردار کے قاتلو آج اللہ تم سے بدلہ لے گا آج تمہارے پاس کثم ایک منحوس دن لیکر آئی ہے ان لوگوں نے اس کثم پر بھی قبضہ کیا تھا جو حسینؓ کے ساتھ تھی

مختار نے حکم دیا کہ سر بازار انھیں قتل کر دیا جائے اس حکم کے مطابق وہ قتل کر دیئے گئے یہ کل چار ہوئے۔

حمید بن مسلم بیان کرتا ہے کہ سائب بن مالک الاشعری مختار کا رسالہ لیکر ہم پر آگیا میں عبدالقیس کی طرف بھاگا عبداللہ اور عبدالرحمان صلحب کے بیٹے بھی میرے پیچھے ہی بھاگے سائب بن مالک الاشعری ان دونوں کے گرفتار کرنے میں مصروف ہوگیا اور اس طرح مجھے بھاگنے کا موقع مل گیا وہ دونوں پکڑ لیئے گئے اور سائب انھیں لیکر عبداللہ بن وھب بن عمر وانشی ہمدان کے چچیرے بھائی کے مکان پر بنی عبد سے ہوکر آیا اور اسے بھی پکڑ کر مختار کے پاس لایا مختار نے ان کے قتل کا حکم دیدیا اور انھیں بھی سر بازار قتل کر دیا گیا یہ تین ہوئے حمید بن مسلم نے اپنے بھاگ کر بچ جانے پر دو شعر بھی کہے۔

موسیٰ بن عامر العدوی (از جہینیہ) راوی ہے کہ مختار نے عبداللہ بن کامل کو عثمان بن خالد بن اسید الاہمانی (از جہینیہ) اور ابو اسماء بشر بن سوط القابضی کو گرفتار کرنے بھیجا یہ دونوں حسین کے قتل میں موجود تھے اور عبدالرحمان بن عقیل بن ابی طالب کے قتل کرنے میں شریک تھے اور ان کے اسلحہ اور لباس پر بھی انھوں نے قبضہ کر لیا تھا عبداللہ بن کامل نے عصر کے وقت بنی دہمان کی مسجد کو گھیر لیا اور کہا اگر عثمان بن خالد بن کریز الدہمانی میرے پاس نہ لایا گیا تو آفرینش عالم سے لیکر قیامت تک جتنے گناہ بنی دہمان نے کیئے ہیں ان سب کا وبال مجھ پر پڑے اگر میں ان سب کی گردن نہ مار دوں ہم نے کہا آپ ہمیں مہلت دیجئے ہم اسے تلاش کرتے ہیں ہم سب رسالہ کے ہمراہ اس کی تلاش میں روانہ ہوئے ہم نے ان دونوں کو احاطے میں بیٹھا ہوا پایا یہ جزیرے بھاگ جانا چاہتے تھے یہ دونوں عبداللہ بن کامل کے پاس لائے گئے اس نے انھیں دیکھکر کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے مومنین کو جنگ سے بچایا اگر یہ ابو اسماء اس کے ہمراہ نہ ملتا تو ہم اس کی تلاش میں اس کے مکان جاتے بہر حال خدا کا شکر ہے اس نے تجھ کو ہمارے قبضے میں دیدیا۔

یہ انھیں لیکر روانہ ہوا اور جب جعد کے کنوئیں کے مقام پر آیا ان دونوں کی

گردن مار دی اور مختار سے اگران کا واقعہ بیان کیا مختار نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ اور ان کی لاشوں کو جلا ڈالو جبتک لاش جل نہ جائے یہ دفن نہ ہونے پائیں۔

الختی ہمدانی نے عثمان الجھنی کا مرثیہ لکھا۔

مختار نے معاذ بن ہانی بن عدی الکندی حجر کے بھتیجے اور ابو عمرہ اپنے کوتوال کو خولی بن یزید الاصبحی کی گرفتاری کے لئے بھیجا یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت حسینؓ کا سر کاٹا تھا۔ ان دونوں نے اس کے مکان کو جا کر گھیر لیا یہ ایک کوٹھی میں جا چھپا معاذ نے ابو عمرہ کو اس کے گھر کی تلاشی کا حکم دیا اس کی بیوی باہر نکل آئی انھوں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے اس نے زبان سے تو اپنی لاعلمی ظاہر کی مگر ہاتھ کے اشارے سے اس کے چھپنے کا مقام بتا دیا یہ اس جگہ پہونچے اور دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ایک ٹوکرا رکھے ہوئے ہے یہ اسے نکال لائے مختار اس وقت کوفے میں سیر کر رہا تھا پھر یہ خود اپنے ان سرداروں کے پیچھے روانہ ہوا اس سے پہلے ہی ابو عمرہ نے مختار کے پاس اپنا قاصد بھیجدیا تھا یہ ابی بلال کے مکان کے پاس اس کے پاس پہونچا اسوقت مختار کے ہمراہ ابن کامل بھی تھا اس قاصد نے خولی کی گرفتاری کی خبر اس سے بیان کی مختار انھیں کی طرف چلا آگے بڑھ کر وہ مل گئے مگر مختار کے حکم سے خولی کو اس کے گھر والوں کے سامنے لا کر قتل کر دیا گیا پھر اسے جلا دیا۔ اور جب تک اس کی لاش جلکر راکھ نہ بنگئی مختار وہاں ٹھہرا رہا اور اس کے بعد چلا آیا۔

اس کی بیوی عیوف بنت مالک بن نہار بن عقرب حضرموت کی رہنے والی تھی جس وقت سے یہ حسینؓ کا سر لایا تھا وہ اس کی دشمن ہو گئی تھی۔

ایک دن مختار نے اپنے جلیسوں سے کہا کل میں ایسے شخص کو قتل کرونگا جس کے پاؤں بڑے جس کی آنکھیں گڑی ہوئی اور بھنویں ابھری ہوئی ہیں اس کے قتل سے تمام مومن اور ملائکہ مقربین خوش ہونگے۔

ہثیم بن الاسود النخعی اس وقت مختار کے پاس بیٹھا تھا اس بات کو سنکر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس سے اس کی مراد عمرو بن سعد بن ابی وقاص ہے مکان آکر اس نے اپنے بیٹے عریان سے کہا کہ آج ہی

رات جاکر تم عمر بن سعد کو اس کی اطلاع کر دو اور کہہ دو کہ تم اپنی حفاظت کا انتظام کر دو وہ تمھیں کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

عریان نے اس کے پاس آکر تنہائی میں یہ واقعہ بیان کیا عمر بن سعد نے کہا اللہ تمھارے باپ کو اس کی جزائے خیر دے مگر وعدۂ امان اور عہد و میثاق کے بعد وہ کیونکر میرے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے۔ اپنے خروج کے ابتدائی زمانے میں مختار لوگوں کے ساتھ نہایت ہی اخلاق و مہربانی سے پیش آتا تھا اور عبد اللہ بن جعدہ بن ہبیرہ کی حضرت علی سے قرابت کی وجہ سے سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا تھا عمر بن سعد نے عبد اللہ بن جعدہ سے کہا کہ مجھے مختار کی جانب سے اپنے متعلق خوف ہے آپ مہربانی فرما کر اس سے میرے لئے امان حاصل کیجئے موسیٰ ابن عامر ابوالاشعر اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس وعدۂ امان کو خود دیکھا ہے وہ حسب ذیل ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ وعدۂ امان مختار بن ابی عبید کی جانب سے عمر بن سعد بن ابی وقاص کے لئے لکھا جاتا ہے تمھاری جان تمھارے مال اعزا اقربا اور اولاد کو امان دی جاتی ہے تمھارے سابقہ اعمال کا تم سے اس وقت تک کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا جب تک تم ہمارے احکام کی اطاعت کرو گے ہمارے فرماں بردار رہو گے اپنے مکان اپنے خاندان اور اپنے شہر میں قیام رکھو گے شیعیان اہل بیت اور ہماری فوج وغیرہ سب کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ عمر بن سعد کے ساتھ کوئی برائی نہ کریں ۔

سائب بن مالک احمر بن شمیط عبد اللہ بن شداد اور عبد اللہ بن کامل اس عہد پر شاہد بنے نیز مختار نے اللہ کے سامنے یہ عہد واثق کیا کہ وہ اس امان کو عمر بن سعد کے لئے ایفا کریگا البتہ اگر کوئی نیا واقعہ رونما ہو نیز اس نے کہا کہ میں اللہ کو اس عہد پر شاہد کرتا ہوں اور اسی کی شہادت بالکل کافی ہے ۔

ابو جعفر محمد بن علی کہا کرتے تھے کہ مختار نے عمر بن سعد سے جو وعدۂ امان کیا تھا اور اس میں یہ استثنا کی تھی کہ ان حدث حدثاً اس سے اس کی مراد خروج ریح تھی

جب عریان عمر بن سعد کے پاس آیا یہ اسی رات اپنے گھر سے روانہ ہو کر اپنے حمام آگیا پھر اس نے اپنے دل میں کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں اپنے ہی مکان چلوں اس خیال سے وہ بلیطار وحاو سے گزر کر صبح اپنے مکان آیا۔ اس نے اپنے حمام آکر اپنے آزاد غلام سے کہا تھا کہ مختار نے مجھے یہ وعدۂ امان لکھکر دیا تھا اور اب مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اس نے کہا کہ آپ نے یہ بڑی غلطی کی کہ اپنے مقام اور گھر کو چھوڑ کر یہاں آگئے آپ اپنے گھر واپس جائیں اور مختار کو اپنے خلاف کوئی موقع نہ دیں اس مشورہ پر عمل کر کے عمر بن سعد اپنے مکان آگیا۔

مختار کو معلوم ہوا کہ عمر بن سعد اپنے مکان سے چلا گیا ہے مختار نے کہا وہ جا نہیں سکتا اس کی گردن میں ایسی زنجیر پڑی ہے کہ اگر وہ بھاگنا بھی چاہے تو بھاگ نہیں سکتا۔

صبح کو مختار نے ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے بلانے کے لئے بھیجا ابو عمرہ اسکے پاس آیا اور اس سے کہا کہ امیر نے تم کو بلایا ہے چلو عمر اٹھا اس کا پاؤں اس کے جبہ میں الجھا اور یہ گر پڑا ابو عمرہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اس کا سر کاٹ کر اپنی قبا کے دامن میں رکھکر مختار کے پاس آیا اور اسے مختار کے سامنے ڈالدیا مختار نے عمر بن سعد کے بیٹے حفص بن عمر سے جو اس وقت اس کے پاس بیٹھا تھا پوچھا پہچانتے ہو یہ کون ہے اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا ہاں اب ان کے بعد زندگی کا مزا نہیں مختار نے کہا تم نے سچ کہا اور تم زندہ بھی نہ رہو گے مختار نے اسے بھی قتل کرا دیا اور اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے پاس رکھ دیا گیا مختار کہنے لگا یہ حسین کے عوض اور یہ علی بن حسین کے عوض ہیں اگرچہ یہ برابر نہیں ہو سکتے بخدا اگر میں قریش کے تین دستے بھی قتل کر دوں تب بھی یہ ان کی انگلیوں کا معاوضہ نہیں ہو سکتے۔

حمیدہ بنت عمر بن سعد نے اپنے باپ کا مرثیہ لکھا۔ ان دونوں کو قتل کر کے مختار نے ان کے سر مسافر بن سعید بن نمران الناعطی اور ظبیان بن عمارۃ التمیمی کے ہاتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجے اور اس کے متعلق ایک خط بھی لکھا موسیٰ بن عامر راوی ہے کہ جس شے نے مختار کو عمر بن سعد کے قتل کی ترغیب دی وہ یہ واقعہ تھا

کہ یزید بن شراحیل الانصاری محمد بن الحنفیہ کے پاس آیا سلام علیک کے بعد دونوں میں مختار کے خروج اور اس کی تحریک دعوت کے متعلق جو اہل بیت نبی کے خون کا بدلہ لینے کے بارے میں تھی گفتگو ہونے لگی محمد بن الحنفیہ نے نہایت ہی آہستگی سے کہا کہ مختار دعویٰ تو کرتا ہے کہ وہ ہمارے شیعوں میں ہے حالانکہ قاتلان حسین اس کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اس سے باتیں کرتے ہیں۔

یزید نے اس بات کو یاد رکھا اور جب یہ کوفے آیا اور مختار سے ملا تو مختار نے اس سے دریافت کیا کیا تم مہدی سے ملے تھے ان سے کیا بات چیت ہوئی یزید نے سارا واقعہ سنا دیا اسے سنتے ہی مختار نے عمر بن سعد اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے ان کے سر مذکور الصدر دو شخصوں کے ہاتھ محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیج دیئے اور یہ خط انھیں لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط مہدی محمد بن علی کے نام مختار بن ابی عبید کی جانب سے بھیجا جاتا ہے السلام علیک ایہا المہدی خدائے واحد کی حمد کے بعد اللہ نے آپ کے دشمنوں سے بدلہ لینے کے لئے مجھ کو مقرر فرمایا۔ ان میں سے بہت سے قتل ہوئے بہت سے قید ہوئے بہت سے اپنا گھر بار چھوڑ کر فرار ہو گئے اس احسان پر خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے قاتلوں کو قتل کیا اور آپ کے حامیوں کی اعانت کی میں عمر بن سعد اور اسکے بیٹے کے سر کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں قاتلان حسینؑ اور اہل بیت میں سے جس پر ہماری دسترس ہوئی ہم نے اسے قتل کر دیا جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے اور جب تک صفحۂ ارض کو میں ان سے بالکل پاک نہ کردوں گا ان کی تلاش سے باز نہ رہوں گا اب اس معاملے میں اے مہدی آپکی جو رائے ہو اس سے مجھے مطلع کیجئے تاکہ میں اس پر عمل کروں والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مختار نے عبداللہ بن کامل کو حکیم بن طفیل الطائی السنبسی کی گرفتاری کے لئے بھیجا اس نے مقتل کربلا میں عباس بن علی کے لباس واسلحہ پر قبضہ کیا تھا اور حضرت حسینؑ کے تیر مارا تھا یہ کہا کرتا تھا کہ میرا تیر ان کے پائجامے میں لگا تھا

مگر حسین کو اس سے کوئی ضرر نہ ہوا۔
عبداللہ بن کامل نے جاکر اسے پکڑ لیا اور مختار کے پاس لے چلا اس کے گھر والے عدی بن حاتم کے پاس اس کی فریاد رسی کو گئے کہ وہ اس کے بارے میں مختار سے سفارش کریں عدی انھیں راستہ ہی میں ملگیا اس نے عبداللہ بن کامل سے اس کی سفارش کی اس نے کہا میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا امیر مختار حاکم مجاز ہیں عدی نے کہا میں ان کے پاس آتا ہوں عبداللہ نے کہا شوق سے تشریف لائیے عدی مختار کی طرف روانہ ہوا۔
اس سے پہلے یہ واقعہ پیش آچکا تھا کہ سبیع کے احاطہ کی جنگ میں جو لوگ قید ہوئے ان میں سے کئی کے متعلق عدی نے مختار سے سفارش کی اور محض اس کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیا گیا مگر وہ سب ایسے لوگ تھے جن کے متعلق حسین یا اہل بیت حسین کے قتل میں شرکت کی کوئی بات نہیں سنی گئی تھی شیعوں نے ابن کامل سے کہا ہمیں یہ خوف ہے کہ امیر اس خبیث کے متعلق عدی کی سفارش قبول کر لیں گے حالانکہ اس کے جرم سے آپ بخوبی واقف ہیں بہتر ہے کہ ہم ہی اسے قتل کر دیں ابن کامل نے انھیں اجازت دیدی جب یہ عنزیین کے مکان پہونچے تو انھوں نے حکیم کو جس کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں ایک جگہ نشانہ بنا کر کھڑا کیا اور کہا کہ تو نے ابن علی کے کپڑے اوتارے تھے ہم تیری آنکھوں کے سامنے تیری زندگی میں تیرا اسارالباس اوتارتے ہیں چنانچہ انھوں نے اسے بالکل برہنہ کر دیا پھر اس سے کہا تو نے حسین کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا تھا اور تو کہا کرتا ہے کہ تیرا تیر ان کے پائجامے سے لگ گیا تھا اور اس سے حسین کو کوئی گزند نہیں پہونچا بخدا ہم بھی تیرے اسی طرح تیر مارتے ہیں کہ وہ تیرے جسم کو نہ لگیں اور اگرچہ انھوں نے اس کے صرف ایک تیر مارا مگر اسی میں سے بہت سے پیکان نکل کر اسے آلگے اور وہ مرگیا ایک عینی شاہد بیان کرتا ہے کہ پیکانوں کی کثرت سے وہ سیہ معلوم ہوتا ہے۔
اب عدی بن حاتم مختار کے پاس آیا مختار نے اسے اپنے پاس بٹھایا عدی نے اپنے آنے کی غرض بیان کی مختار نے کہا کیا اے ابو طریف تم قاتلان حسین

کی بھی سفارش کرتے ہو اس نے جواب دیا کہ اس پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے مختار نے کہا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے۔

ابھی یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ ابن کامل بھی آگیا مختار نے پوچھا اُس کے ساتھ کیا کیا ابن کامل نے کہا شیعوں نے اسے قتل کر ڈالا مختار نے کہا میرے پاس لائے بغیر تو نے کیوں اسقدر جلد اسے قتل کر دیا (حالانکہ واقعہ یہ تھا اگر ابن کامل اسے قتل نہ کر دیتا تو یہ بات مختار کو بھلی نہ معلوم ہوتی) دیکھو یہ عدی اس کی سفارش کے لئے آئے ہیں اور یہ اس بات کے اہل ہیں کہ ان کی سفارش قبول کیجائے ابن کامل نے کہا میں مجبور تھا شیعوں نے نہ مانا عدی نے اس سے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹ بولتا ہے تجھے یہ گمان تھا کہ وہ شخص جو تجھ سے بہتر ہے وہ اسکے معاملے میں میری سفارش قبول کرے گا اس لئے میرے آنے سے پہلے ہی تو نے اس کا کام تمام کر دیا اس کے علاوہ اور کوئی خطرہ تجھے نہ تھا۔

ابن کامل عدی کو گالیاں دینا چاہتا تھا مگر مختار نے فوراً اپنی انگلی اپنے منہ پر رکھکر اسے خاموش رہنے کی ہدایت کر دی عدی مختار سے خوش ہو کر اور ابن کامل سے ناراض ہو کر مختار کی مجلس سے چلا آیا ابن کامل کی قوم میں سے جس شخص سے یہ ملتا اس سے ابن کامل کی شکایت کرتا۔

مختار نے ابن کامل کو علیؓ ابن الحسینؓ کے قاتل مرۃ بن منقذ بن النعمان العبدی (از قبیلۂ عبدالقیس) کی گرفتاری کے لئے بھیجا یہ ایک بہادر آدمی تھا ابن کامل نے اس کے مکان کو گھیر لیا یہ نیزہ لیکر تیز رو گھوڑے پر سوار مقابلہ کے لئے نکلا اور اس نے عبداللہ بن ناجیۃ الشبامی کے نیزہ مارا جس سے وہ گر پڑا مگر نیزہ سے اسے کوئی گزند نہ پہونچا ابن کامل نے تلوار سے اس پر وار کئے مگر وہ اپنے بائیں ہاتھ سے روکتا گیا اس طرح تلوار ہاتھ میں آ رہی مگر گھوڑا اس تیزی سے اسے لے اڑا کہ یہ اسے نہ پا سکے اور وہ مصعب سے جا ملا۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ بیکار ہو گیا۔

نیز مختار نے عبداللہ الشاکری کو بنی جنب کے زید بن رقاد کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے حسین کے خاندان کے ایک ایسے نوجوان کے تیر مارا جس نے پیکان سے اپنی پیشانی کو بچانے کیلئے اس پر اپنا ہاتھ رکھ لیا مگر میرے تیر نے اس ہاتھ کو پیشانی سے ایسا پیوست کر دیا کہ وہ اسے اپنی

پیشانی سے ہٹا ہی نہ سکا اس سے اس کی مراد عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھے جب ان کا ہاتھ پیشانی سے جدا نہ ہو سکا تو انھوں نے یہ دعا مانگی کہ اے خداوند ہمارے دشمنوں نے جیسا حقیر اور ذلیل ہمیں کیا ہے تو بھی ان کو ایسا ہی ذلیل کر اور جس طرح انھوں نے ہمیں قتل کیا ہے تو انھیں قتل کر اس نے ایک اور تیر سے اس لڑکے کا خاتمہ کر دیا یہ شخص یہ بھی کہا کرتا تھا کہ میں اپنے مقتول کے پاس آیا جس تیر سے ان کی ہلاکت واقع ہوئی تھی وہ تو میں نے آسانی سے ان کے شکم میں سے نکال لیا مگر دوسرے تیر کو جو پیشانی پر لگا تھا نکالنے کی بہت کوشش کی تیر تو نکل آیا مگر پیکان پیشانی ہی میں پیوست رہا اور اسے میں نہ نکال سکا جب ابن کامل اس کے مکان پہونچا بہت سے لوگ اس پر ٹوٹ پڑے یہ بھی ایک بڑا بہادر آدمی تھا تلوار لیکر مقابلہ پر آیا ابن کامل نے کہا اسے نیزہ یا تلوار سے ہلاک نہ کرو بلکہ تیر اور پتھر سے اس کا خاتمہ کر دو لوگوں نے اس قدر تیر اور پتھر مارے کہ یہ گر پڑا ابن کامل نے کہا دیکھو اگر اس کے جان ہو تو اسے باہر نکال لاؤ چونکہ ابھی اس میں جان تھی لوگ اسے باہر نکال لائے ابھی وہ زندہ ہی تھا کہ ابن کامل نے اسے آگ منگا کر جلا ڈالا۔

مختار نے سنان بن انس کو جو حضرت امام حسینؓ کے قتل کا مدعی تھا تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ بھاگ گیا ہے مختار نے اس کا گھر منہدم کر دیا نیز اس نے عبداللہ بن عقبۃ الغنوی کو تلاش کیا یہ بھی بھاگ کر جزیرے چلا گیا تھا مختار نے اس کے گھر کو بھی منہدم کرا دیا۔ اس شخص نے اہل بیت حسین کے ایک لڑکے کو قتل کیا تھا اسی طرح بنی اسد کے ایک اور شخص حرملہ بن کاہل نے آل حسین میں سے کسی کو قتل کیا تھا۔

مختار نے عبداللہ بن عروۃ الخثعمی کو جو کہا کرتا تھا کہ میں نے آل حسین پر بارہ تیر چلائے مگر وہ سب ضائع گئے تلاش کیا مگر یہ بھی بھاگ کر مصعب کے پاس آگیا تھا مختار نے اس کے مکان کو بھی ڈھا دیا۔

مختار نے بنی صدا کے ایک شخص عمر بن صبیح کی گرفتاری کا حکم دیا۔ یہ شخص کہا کرتا تھا کہ میں نے حسین کے ساتھیوں کو تیر سے زخمی کیا مگر کسی کو قتل نہیں کیا جب سب لوگ سو گئے تب پولیس اس کی گرفتاری کے لئے اس کے مکان آئی یہ

اس وقت اپنی چھت پر بے خبر سو رہا تھا تلوار اس کے سرھانے رکھی تھی پولیس نے اسے پکڑ لیا اور تلوار پر بھی قبضہ کر لیا یہ کہنے لگا اللہ اس تلوار کا برا کرے یہ مجھ سے کس قدر قریب تھی اور کس قدر دور ہوگئی یہ مختار کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت تو مختار نے اسے قصر ہی میں قید کر دیا اور صبح کو دربار عام کیا جب بہت سے لوگ جمع ہوگئے تو یہ شخص مقید اس کے سامنے لایا گیا تو نہایت ڈھٹائی سے کہنے لگا اے کافر و فاجر اگر میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو تم کو معلوم ہو جاتا کہ میں اس وقت نکما اور بزدل نہیں ہوں یہ میری عین خوشی ہوتی اگر میں تمھارے علاوہ کسی اور کے ہاتھ سے مارا جاتا کیونکہ میں تم کو بدترین خلائق سمجھتا ہوں کاش اس وقت تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی کہ میں تھوڑی دیر تمھارا مقابلہ کرتا اس کے بعد اس نے ابن کامل کی آنکھ پر طمانچہ مارا ابن کامل ہنسا اور اسے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر کہنے لگا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ اسنے آل محمدؐ کو زخمی کیا ہے اور ان پر نیزہ بازی کی ہے اب اس کی بارے میں آپ حکم دیجئے مختار نے کہا نیزے لاؤ نیزے لائے گئے مختار نے حکم دیا کہ نیزوں سے اسکا کام تمام کردو اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

مختار کے طرفدار ابو زرعہ بن مسعود کے بیٹوں کے مکان کے پاس سے گزر رہے تھے انھوں نے مکان پر سے ان کے تیر مارے ان لوگوں نے مکان میں گھس کر ہیاط بن ابی زرعہ الثقفی اور عبدالرحمان بن عثمان بن ابی زرعۃ الثقفی کو قتل کر دیا البتہ عبدالملک بن ابی زرعہ سر پر زخم کھا کر ان کی گرفت سے نکل گیا اور وہ بھاگتا ہوا مختار کے پاس آیا مختار نے اپنی بیوی ام ثابت سمرہ بن جندب کی بیوی سے اس کے پٹی باندھنے کو کہا اور پھر اسے اپنے پاس بلایا اور کہا اس میں میرا کیا قصور ہے تم نے ان پر تیر اندازی کی اور اس طرح انھیں جوش انتقام آگیا۔

محمد بن الاشعث بن قیس اشعث کے گاؤں میں جو قادسیہ کے پہلو میں واقع تھا مقیم تھا مختار نے حوشب سادن[1] الکرسی کو سو آدمیوں کے ہمراہ اس کی تلاش میں روانہ کیا اور کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ تو وہ سیر و شکار میں مزے اڑا رہا ہوگا یا کسی جگہ ٹھہرا ہوگا یا خوف کی حالت میں جھگڑ رہا ہوگا یا کسی جگہ چھپا ہوگا اگر ہو سکے تو اس کا سر لے آؤ حوشب اس کی جانب روانہ ہوا وہاں پہنچ کر اس لئے اس کے قصر کو گھیر لیا مگر یہ اس قصر

[1] اس مشہور کرسی کے پروہت کا جسکا مختار نے تابوت سکینہ بنا کر جلوس نکالا تھا (مترجم)

سے پہلے ہی اپنے قصر سے نکل کر مصعب بن الزبیر کے پاس چلا گیا تھا شبث یہی سمجھتا رہا کہ وہ قصر میں ہے جب اسکی فوج قصر میں داخل ہوئی تو انھیں اُس کے نکل جانے کا حال معلوم ہوا یہ مختار کے پاس واپس چلے آئے مختار نے اسکے مکان کو منہدم کرا دیا اور اس کے چونے اور اینٹ سے حجر بن عدی الکندی کا مکان تعمیر کرایا جسے زیاد بن سمیہ نے منہدم کر دیا تھا۔

بصرہ میں مختار کے لئے بیعت کی تحریک

مثنیٰ بن مخربۃ العبدی سلیمان بن صرد کے ساتھ عین الوردہ کی جنگ میں شریک ہوا پھر گروہ توابین میں سے جو لوگ بچ کر کوفہ واپس آئے یہ ان کے ہمراہ کوفے آیا اسوقت مختار قید تھا اب یہ کوفے ہی میں رہا جب مختار قید سے آزاد ہوا تو اُس نے پوشیدہ طور پر اسکی بیعت کی مختار نے اس سے کہا کہ تم اپنے شہر بصرہ جاؤ اور میرے لئے چپکے چپکے دعوت دو اُس نے بصرہ آکر مختار کیلئے تحریک شروع کی اسکی قوم کے کچھ لوگوں نے اور بعض دوسرے لوگوں نے بھی اُس کی دعوت قبول کر لی۔

جب مختار نے ابن مطیع کو کوفے سے نکالدیا اور عمر بن عبد الرحمان بن الحارث بن ہشام کو کوفے آنے سے روکدیا تو مثنیٰ ابن مخربۃ بصرہ میں خروج کر کے مسجد اعظم آیا اس کی قوم والے اس کے پاس جمع ہو گئے اس نے مختار کیلئے لوگوں کو دعوت دی پھر مسجد سے گنج آیا اور اسی کے قریب اس نے اپنی چھاؤنی قائم کی وہیں انھوں نے سامان خوراک جمع کیا اور قربانی کی۔

قباع نے اپنے کوتوال عباد بن حصین اور قیس بن الہیثم کو پولیس اور فوج کے ہمراہ ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا یہ دونوں موالیوں کی گلی سے سبخہ کی مسجد آئے اور وہیں ٹھہر گئے تمام لوگ اپنے اپنے مکانات میں ٹھہرے رہے باہر نہیں نکلے عباد دیکھنے لگا کہ کوئی شخص نظر آئے تو اُس سے حال دریافت کرے مگر کوئی نظر نہیں آیا اُسپر اُس نے کہا کیا یہاں بنی تمیم کا کوئی آدمی نہیں ہے خلیفۃ الاعور بنی عدی کے (عدی الرباب) آزاد غلام نے اُس سے کہا کہ یہ وراد بنی عبد شمس کے

موئی کا مکان ہے عباد نے کہا اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ خلیفۃ الاعور نے دروازہ کھٹ کھٹایا ورواد نکلکر آیا عباد نے اسے گالی دی اور کہا کہ میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں اور تو میرے پاس نہیں آیا اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں عباد نے کہا ابھی جاؤ ہتھیار سنبھالو اور گھوڑے پر سوار ہو کر آؤ یہ مسلح ہو کر آگیا اور اب یہ سب وہیں ٹھہرے رہے۔

دوسری جانب مثنی کے ساتھی سامنے آئے اور وہ بھی ان کے مقابل آکر ٹھہر گئے عباد نے ورواد سے کہا تم قیس کے ہمراہ کھڑے رہو قیس بن الہیثم اور ورواد وہیں ٹھہرے اور خود عباد وہاں سے پلٹ کر قصابوں کے راستے سے ہوتا ہوا کلا آیا گنج کے چار دروازے تھے ایک بصرہ کے متصل تھا ایک خلالین کے محلہ کی طرف ایک مسجد کی طرف اور ایک شمالی رخ تھا عباد اس دروازے پر آیا جو نہر کے قریب کباڑیوں کے محلہ کے متصل واقع تھا یہ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا عباد ٹھہر گیا اسنے سیڑھی منگائی اسے گنج کی دیوار پر نصب کیا تیس آدمی چڑھ گئے عباد نے انھیں چھتوں پر رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ جب تکبیر کی آواز سنو تو تم چھتوں پر تکبیر کہنا۔

ان ہدایات کے دینے کے بعد عباد قیس بن الہیثم کے پاس آگیا اس نے ورواد سے کہا دشمن کو چھیڑو ورواد نے ان پر رسالہ سے حملہ کیا حریفوں میں جنگ شروع ہوگئی مثنی کے چالیس آدمی کام آئے اور عباد کے بھی کچھ آدمی مارے گئے جب ان لوگوں نے جو چھتوں پر تھے جنگ کا شور اور تکبیر کی آواز سنی تو انھوں نے بھی تکبیر کہی اسے سنکر گنج میں جتنے آدمی تھے وہ سب بھاگے مثنی اور اس کی فوج نے جب اپنے عقب میں تکبیر کی آواز سنی تو وہ بھاگے عباد اور قیس بن الہیثم نے ان کے تعاقب سے اپنی فوج کو روکدیا اور پورے گنج پر قبضہ کرلیا مثنی اور اس کے ہمراہی بنی عبدالقیس کے پاس چلے آئے۔

عباد اور قیس اپنے ہمراہیوں کو لیکر قباع کے پاس چلے آئے قباع نے ان کو اب عبدالقیس کی طرف روانہ کیا قیس تویل کی سمت سے اور عباد مربد کے راستے سے ان کے مقابلہ پر آیا اور جنگ شروع ہوئی۔

زیاد بن عمرو العتکی قباع کے پاس آیا جو اس وقت مسجد میں منبر پر بیٹھا ہوا تھا یہ اپنے

گھوڑے پر سوار ہی مسجد میں چلا آیا اور اس نے قباع سے کہا کہ یا تو تم اپنے رسالہ کو ہمارے بھائیوں کے مقابلہ سے ہٹالو ورنہ ہم اس کا مقابلہ کرتے ہیں قباع نے احنف بن قیس اور عمرو بن عبدالرحمان المخزومی کو بھیجا تاکہ یہ لوگوں میں صلح کرا دیں یہ دونوں عبدالقیس کے پاس آئے احنف نے بنی بکر ازد اور تمام لوگوں سے سوال کیا کہ کیا تم ابن الزبیر کی بیعت پر قائم نہیں ہو انھوں نے کہا ہم قائم ہیں مگر ہم اپنے اہل برادری کا ساتھ چھوڑ نہیں سکتے احنف نے کہا اچھا تم ان سے علیحدہ ہو جاؤ اس شرط پر انھیں امان دی جاتی ہے کہ وہ اس شہر میں فتنہ وفساد برپا نہ کریں اور یہاں سے جہاں چاہیں چلے جائیں مالک بن المسمع اور زیاد بن عمرو اپنے اور سربرآوردہ طرفداروں کے ساتھ مثنی کے پاس آئے اس سے اور اس کے دوستوں سے کہا کہ ہم تمہارے مقصد میں شریک رائے نہیں ہیں مگر اس کے ساتھ ہم اسے بھی برا سمجھتے ہیں کہ تم پر سختی کیجائے بہتر یہ ہے کہ چونکہ تمہارے شرکائے عمل کی تعداد تھوڑی ہے تم اپنے امیر کے پاس چلے جاؤ اور تم کو پوری امان حاصل ہے مثنی نے ان کے مشورہ کو قبول کر لیا اور واپس چلا گیا احنف بھی واپس آکر کہنے لگا آج کے علاوہ میری رائے نے کبھی غلطی نہیں کی میں ان کے پاس تو گیا مگر میں نے بکر اور ازد کو پس پشت ڈالدیا۔

عباد اور قیس قباع کے پاس آگئے مثنی اپنے معدودے چند آدمیوں کے ساتھ کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا۔

اس جنگ میں سوید بن رئاب الشنی اور عقبہ بن عشیرۃ الشنی مارے گئے ایک تیمی نے ان دونوں کو قتل کیا تھا پھر یہ تیمی بھی مارا گیا تو عقبہ بن عشیرہ کا بھائی اسکا خون پی گیا اور کہنے لگا کہ میں اپنے بھائی کا بدلہ لے رہا ہوں۔

مثنی نے کوفہ جاکر مختار سے اپنی ساری سرگذشت بیان کی اور کہا کہ مالک بن مسمع اور زیاد بن عمرو میرے پاس آئے اور میری بصرہ سے روانگی تک ان دونوں نے میری حفاظت کی اس بات سے مختار کے دل میں انھیں ملانے کا لالچ پیدا ہوا اور اس نے ان کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا تم میری دعوت کو قبول کرو اور میری اطاعت کرو دنیا میں جو تم چاہو گے تم کو دیا جائے گا اور جنت کا تمہارے لئے

میں ضامن ہوں، اس خط کے موصول ہونیکے بعد مالک نے زیاد سے کہا اے ابو المغیرہ مختار دین و دنیا تمکو دے رہا ہے زیاد نے مذاقاً جواب دیا اے ابو غسان میں تو وعدہ پر لڑتا نہیں جو مجھے درہم دے گا اُسکے ہمراہ لڑوں گا۔

مختار نے احنف اور اُسکے دوسرے ساتھیوں کو یہ خط لکھا "اسلام علیکم بنی مضر اور ربیعہ کا برا ہو احنف اپنی قوم کو اس طرح دوزخ کی طرف لیجا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی ممکن ہی نہیں تقدیر کو میں بدل نہیں سکتا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھے کذاب کہتے ہو مجھسے پہلے انبیا کو بھی اسطرح جھٹلایا گیا ہے اور میں اُن میں سے اکثر سے اچھا نہیں ہوں اس لیۓ اگر مجھے کاذب سمجھا گیا تو کیا ہوا۔"

شعبی کہتا ہے میں بصرہ آیا اور ایک جلسہ میں شریک ہوا جس میں احنف بن قیس بھی تھا حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے مجھے دریافت کیا میں نے کہا کوفہ کا باشندہ ہوں اُس نے کہا تم ہمارے موالی ہو میں نے کہا کیونکر اُس نے کہا ہم نے تمکو مختار کے ساتھیوں سے جو تمہارے غلام ہیں بچالیا میں نے کہا تم جانتے ہو کہ ہمارے اور تمہارے متعلق ہمدان کے شیخ نے کیا کہا ہے احنف نے پوچھا کیا میں نے اُس کے یہ اشعار سنائے کیا تم اسبات پر فخر کرتے ہو کہ تم نے غلاموں کو قتل کیا ہے اور ایکمرتبہ آل عزل کو شکست دی اگر تم اس بات پر فخر کرتے ہو تو یہ بھی یاد کرو کہ جنگ جمل میں ہم نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا؛

یہ سنکر احنف ناراض ہوا اُس نے اپنے غلام کو خط لانے کا حکم دیا غلام ایک خط لایا جس میں مرقوم تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط احنف بن قیس کی جانب لکھا جاتا ہے اما بعد ربیعہ اور مضر ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ احنف اپنی قوم کو اسطرح دوزخ کی جانب لے جا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی ممکن نہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھکو جھوٹا کہتے ہو مجھسے پہلے بہت سے انبیا کو جھوٹا کہا گیا ہے اور میں اُنسے بہتر نہیں ہوں" احنف نے کہا بتاؤ مختار تم میں سے ہے یا ہم میں سے؟

مسکین بن عامر بن انیف بن شریح بن عمرو بن عدس بھی مختار سے لڑا تھا جب سب کو شکست ہوئی تو یہ محمد بن عمیر بن عطارد کے پاس آذربیجان چلا گیا۔

اس سنہ میں مختار نے ایک فوج مدینہ اس غرض سے روانہ کی کہ یہ دھوکہ سے

ابن الزبیر کو قتل کر دے حالانکہ اُس نے ابن الزبیر پر یہ ظاہر کیا کہ میں اس فوج کو آپ کی امداد کے لئے بھیج رہا ہوں تاکہ آپ اس کی مدد سے اُس فوج کا مقابلہ کریں جو عبدالملک نے آپ کے مقابلہ پر بھیجی ہے اور جو وادی القریٰ میں آکر فروکش ہوئی تھی۔

مختار کا ابن الزبیر کی اعانت کے لئے فوج بھیجنا

موسیٰ بن عامر راوی ہے کہ جب مختار نے ابن مطیع کو کوفہ سے نکال دیا یہ بصرہ آگیا اس نے شکست کھا کر ابن الزبیر کے پاس جانا مناسب نہ سمجھا اور بصرہ ہی میں قیام پذیر ہو گیا اس کے بعد عمر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام بھی بصرہ آگیا اور اب یہ دونوں بصرہ میں رہنے لگے۔

عمر کے بصرہ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب مختار نے کوفہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور اُسکی حکومت مضبوطی سے قایم ہو گئی تو اب تک شیعہ سمجھتے تھے کہ یہ ابن الحنفیہ کیلئے دعوت دے رہا ہے اور اِسکا مقصد اہل بیت کے خون کا بدلا لینا ہے مگر اب اُس نے ابن الزبیر سے چال چلی اور اُنھیں لکھا میں نے آپکی جیسی خیر خواہی کی اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں جو کوشش کی اُسے آپ جانتے ہیں آپ نے خود ہی مجھسے بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا بشرطیکہ آپکی خیر خواہی میں کامیاب ثابت ہوں میں نے جو عہد کیا تھا وہ پورا کیا مگر آپنے وعدہ کا ایفا نہیں کیا اب جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے آپ واقف ہیں اگر آپ پھر میرے ساتھ تعلقات قایم کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں ؛

اس خط کے لکھنے سے اُس کا مقصد محض یہ تھا کہ اپنے اقتدار کے پوری طرح قایم ہونے تک وہ ابن زبیر کو اپنی مخالفت سے باز رکھے اس کارروائی سے اُس نے شیعوں کو مطلقاً آگاہ نہیں کیا اور اگر اتفاقیہ طور پر اُس کے متعلق کوئی بات اُنھیں معلوم بھی ہوئی تو اُنھوں نے اُسے باور کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔

اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابن الزبیر نے چاہا کہ معلوم کریں کہ آیا مختار صلح کرنا چاہتا ہے یا لڑنا چاہتا ہے اس غرض سے انھوں نے عمر بن

عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام المخزومی کو بلا کر حکم دیا کہ تم کوفہ جاؤ، ہم نے تم کو کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے کہا میں وہاں کیسے جاؤں وہاں تو مختار نے قبضہ کر رکھا ہے ابن الزبیر نے کہا جاؤ وہ ہماری اطاعت و فرماں برداری کا مدعی ہے ابن الزبیر نے اسے اخراجات سفر کیلئے تیس چالیس ہزار درہم دیئے عمر اب کوفہ روانہ ہوا۔

مختار کا جاسوس مکہ سے مختار کے پاس آیا مختار نے دریافت کیا کہ ابن الزبیر نے عمر کو کس قدر رقم دی ہے اس نے کہا تیس اور چالیس ہزار کے درمیان۔

مختار نے زائد بن قدامہ کو بلایا اور کہا کہ اپنے ساتھ ستّر ہزار لیجاؤ یہ اس رقم سے دوگنی ہے جو ابن الزبیر نے عمر کو کوفہ آنے کے لئے دی ہے اور صحرا میں عمر سے جا کر ملو مسافر بن سعید بن نمران الناعطی کو پانسو نیزہ باز شہسواروں کے ساتھ جو خود و زرہ سے مسلح ہوں اپنے ہمراہ لیجاؤ اور عمر سے کہو کہ جس قدر روپیہ تم کو دیا گیا ہے یہ اس سے دوچند موجود ہے ہم نہیں چاہتے کہ تمہارا نقصان ہو اسے لیلو اور واپس چلے جاؤ اگر وہ مجرد اتنا کہنے پر واپس چلا جائے تو بہتر ورنہ رسالہ دکھا دینا اور کہہ دینا کہ اس کے پیچھے اسی طرح رسالے کے سو دستے اور موجود ہیں۔

زائدہ یہ رقم اور رسالہ لیکر عمر سے ملنے روانہ ہوا صحرا میں اس سے ملاقات کی اور کہا یہ روپیہ لو اور واپس چلے جاؤ عمر نے کہا مجھے امیر المومنین نے کوفہ کا والی مقرر کیا ہے ان کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے زائدہ نے اسے رسالہ دکھایا جسے اس نے ایک جانب کمیں گاہ میں متعین کر رکھا تھا اسے دیکھکر عمر نے کہا کہ اب میں مجبور ہوں میں نے اپنا فرض پورا کیا اب وہ مجھ پر کوئی الزام نہیں رکھ سکتے لائیے وہ روپیہ مجھے دیجئے زائدہ نے کہا اگر مختار تمہارا دوست نہ ہوتا تو وہ کبھی یہ رقم تم کو نہ بھیجتا عمر نے اس روپیہ کو لیکر بصرہ کا رخ کیا اور اب وہ اور ابن مطیع حارث بن عبداللہ ابی ربیعہ کی ولایت میں بصرہ میں جمع ہوئے ابھی تک مثنیٰ بن مخربۃ العبدی نے بصرہ میں وہ فتنہ برپا نہیں کیا تھا جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

ابو مخنف راوی ہے کہ مختار کو معلوم ہوا کہ شامی عراق کی جانب آرہے ہیں اس نے ارادہ کیا کہ پہلے ان سے نبٹ لینا چاہیئے مگر اس کے ساتھ اسے یہ بھی خوف ہوا کہ مبادا شامی مغرب سے مجھ پر آجائیں اور مصعب بصرہ سے

پیشقدمی کریں اس بنا پر اس نے ابن الزبیر سے صلح کی اور اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ وقت ٹال دیا جائے اور پھر ان سے بھی نبٹ لیا جائے گا اس وقت عبدالملک نے عبدالملک بن الحارث بن الحکم بن العاص کو وادی القریٰ ابن الزبیر سے مقابلہ کے لئے بھیج دیا تھا اور مختار نے اب ابن الزبیر سے یہ چال چلی کہ صلح کر لی۔

مختار نے ابن الزبیر کو یہ خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے آپ سے لڑنے کیلئے ایک فوج بھیجی ہے اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کی مدد کے لئے امدادی فوج بھیج دوں۔

ابن الزبیر نے اسے لکھا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم میرے پاس فوج بھیجو اور وہاں میرے لئے بیعت لو جب مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے میری بیعت کر لی ہے تو میں تمہاری اس بات کو سچ سمجھوں گا اور تمہارے علاقہ پر اپنی فوجیں روانہ نہیں کروں گا جو فوج تم میری امداد کے لئے بھیجنا چاہتے ہو اسے فوراً بھیج دو اور اسے حکم دو کہ وادی القریٰ میں عبدالملک کی فرستادہ فوج کے مقابلہ پر جا کر لڑے والسلام۔

مختار نے شرحبیل بن ورس الہمدانی کو بلایا اور اسے تین ہزار فوج کے ہمراہ جن میں تعداد غالب موالیوں کی تھی اور عرب صرف سات سو تھے مدینہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ مدینہ پہونچتے ہی اپنی رسید سے مجھے مطلع کرنا اس کے بعد میں آئندہ کے لئے تم کو ہدایت بھیجوں گا مختار اصل میں یہ چاہتا تھا کہ جب یہ مدینہ پہونچ جائے تو اس فوج پر کسی اور شخص کو اپنی طرف سے سپہ سالار مقرر کر کے بھیجے اور شرحبیل کو مکہ جانے کا حکم دے تاکہ یہ وہاں جا کر ابن الزبیر کا محاصرہ کر لے اور لڑے۔

شرحبیل کوفہ سے مدینہ روانہ ہوا ابن الزبیر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا مختار نے میرے ساتھ کوئی فریب کیا ہو اس لئے انھوں نے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار فوج کے ساتھ مدینہ بھیجا اور ہدایت کی کہ عربوں کو نفرت دلائے اور اس جماعت کو نظر میں رکھے اگر یہ ان کے مطیع و فرماں بردار ہوں تو خیر ورنہ کسی حیلہ سے ان سب کو تباہ کر دے عراقی بھی آ گئے اور عباس بن سہل رقیم میں ابن الورس سے

اگرملا ابنِ ورس نے اپنی فوج کی جنگی ترتیب قایم کردی تھی میمنہ پر سلیمان بن حمیر الثوری الہمدانی کو متعین کیا تھا اور میسرہ پر عباس بن جعدۃ الجدلی کو اُسکا سارا رسالہ ان دونوں بازوں میں متعین تھا ابن ورس نے قریب پہنچکر عباس کو سلام کیا اور خود وہ پاپیادہ پیدل سپاہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

عباس اس طرح اُنکے پاس پہنچا کہ اُسکے تمام سپاہی علیحدہ علیحدہ چل رہے تھے کوئی نظام ان میں نہ تھا یہاں آکر اُس نے دیکھا کہ ابن ورس پانی پر پوری جنگی ترتیب کے ساتھ فروکش ہے عباس نے عراقیوں کے قریب پہنچکر اُنھیں سلام کیا اور ابن ورس سے کہا کہ تم سے تخلیہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ابن ورس تنہائی میں اُس سے ملا۔ عباس نے اُس سے پوچھا کیا تم ابن الزبیر کی اطاعت میں نہیں ہو اُس نے کہا ہاں میں ہوں عباس نے کہا تو وادی القریٰ میں اُن کے دشمن فروکش ہیں تم ہمارے ساتھ اُن کے مقابلہ پر چلو ابن ورس نے کہا مجھے تمہارے احکام بجالانے کی ہدایت نہیں کی گئی مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مدینہ پہنچکر ٹھہروں اور پھر جو مناسب سمجھوں کروں عباس بن سہل نے کہا اگر تم ابن الزبیر کی اطاعت میں ہو تو اُنھوں نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمکو اور تمہاری فوج کو وادی القریٰ اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر لیجاؤں ابن ورس نے کہا مجھے تمہارا حکم ماننے کا حکم نہیں دیا گیا اور نہ میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ جاؤں گا البتہ مدینہ پہنچکر اپنے حاکم مجاز کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دوں گا پھر وہ جو حکم مجھے دینگے ویسا کروں گا۔

عباس بن سہل نے جب اُسکی یہ لجاجت آمیز گفتگو سنی تو اُسے معلوم ہوگیا کہ وہ اُسکے خلاف ہے مگر اُس نے مناسب نہ سمجھا کہ ابن ورس اس بات سے آگاہ ہو کہ اُس نے اُس کے رویہ کو سمجھ لیا ہے اس لئے عباس نے اُس سے کہا اچھا تمھیں جو مناسب معلوم ہو وہ کرو میں تو وادی القریٰ جاتا ہوں۔

عباس بن سہل بھی پانی پر آکر فروکش ہوا اُس نے کچھ قیمتی اشیاء جو اُسکے ساتھ تھیں تحفتہً ابن ورس کو بھیجیں نیز آٹا اور چرم کشیدہ بھیڑیں بھیجیں ابن ورس اور اُس کی فوج بھوکوں مر رہی تھی ابن سہل نے ہر دس آدمی کے لئے

ایک بکری بھیجدی ان لوگوں نے انھیں ذبح کیا اور گوشت کے صاف کرنے میں مصروف ہوگئے اکثر پانی کے کنارے جمع ہوگئے ان میں جنگی ترتیب قائم نہ رہی اور وہ ایک دوسرے سے بے خطر اپنے کاروبار میں مشغول ہوگئے۔

عباس نے ان کی اس بے خبری کی حالت کا اندازہ کرکے اپنی فوج میں سے ایک ہزار جوانمرد بہادر منتخب کئے اور انھیں لیکر شرجیل ابن ورس کے خیمہ کی طرف بڑھا ابن ورس نے انھیں اپنے جانب آتا دیکھ کر اپنی فوج کو للکارا مگر ابھی سو آدمی بھی اس کے پاس جمع نہ ہوئے تھے کہ عباس بن سہل اس کے پاس آگیا اس وقت ابن ورس کہہ رہا تھا اے اللہ کے سپاہیو میرے پاس آؤ ان ظالموں سے جو شیطان ملعون کے پیرو ہیں لڑو تم حق اور راہ راست پر ہو اور انھوں نے دھوکا اور فریب کیا ہے ابو یوسف راوی ہے کہ عباس رجز پڑھتا ہوا عراقیوں پر ٹوٹ پڑا تھوڑی دیر لڑائی ہونے کے بعد ابن ورس ستر اور جوانمردوں کے ساتھ مارا گیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد عباس نے ابن ورس کی فوج کو عام امان دیدی اور اسکے لئے امان کا جھنڈا بلند کردیا۔ تین سو آدمیوں کے ماسوا جو سلیمان بن حمیر الہمدانی اور عباس بن حمدۃ الجدلی کے ساتھ واپس چلے گئے اور سب کے سب ابن عباس کے پاس چلے آئے عباس نے ان سب کو قتل کرادیا البتہ دو سو آدمی اس طرح بچ گئے کہ جن لوگوں کے حوالے قتل کرنے کے لئے ان کو کیا گیا ان میں سے کچھ لوگوں نے انھیں قتل کرنا برا سمجھا اور چھوڑ دیا یہ بقیہ السیف عراق واپس روانہ ہوئے مگر ان میں سے بھی اکثر راستہ ہی میں مر گئے۔

جب مختار کو ان کے حشر کا علم ہوا اور جب کچھ لوگ واپس آئے اس نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ شریر فاجروں نے اچھے پاک بندوں کو قتل کردیا مگر یہ مقدر ہوچکا تھا اور وہ پورا ہوا۔

مختار نے حسب ذیل خط صالح بن مسعود الخثعمی کے ہاتھ ابن الحنفیہ کو ارسال کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں نے ایک فوج آپ کے پاس اس غرض سے بھیجی تھی کہ وہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل کرے آپ کے لئے ملکوں کو فتح کرے۔ جب یہ لوگ آپ کے پاس آنے کے لئے مدینہ طیبہ کے قریب پہونچے تو ملحد کی

ایک فوج ان سے ملی اور ہا وجود عہد امان کے انھوں نے دھوکہ سے میری فوج پر اچانک حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا اب اگر آپ مناسب خیال کریں تو میں اہل مدینہ کی جانب ایک زبردست فوج بھیجتا ہوں اور آپ ان کے پاس اپنے سفرا بھیجدیں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں اور یہ فوج میں آپ کے حکم سے بھیج رہا ہوں اگر آپ اس غرض کے لئے اپنے سفیر روانہ فرمادیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ لوگ بمحد ظالم آل زبیر کے مقابلہ میں آپ کے اور اہل بیت نبی کے حق کو زیادہ سمجھنے والے ہیں اور زیادہ نرمی و خلق سے پیش آنے والے ہیں۔

ابن الحنفیہ نے اسے لکھا تمہارے خط کو میں نے پڑھا اور مجھے معلوم ہوا کہ تم کسقدر میرے حق کو سمجھتے ہو اور میری خوشنودی کے لئے تم کیا کرنا چاہتے ہو نیز یہ بات بھی مجھے معلوم ہوئی کہ جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں گا تمام امور سیاسی کی باگ میرے ہی ہاتھ میں ہوگی اس لئے جہاں تک ہو سکے ہر بات میں جسے تم نے علانیہ کیا ہے یا حصہ لیا ہے اللہ کی اطاعت کرو تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر میں لڑائی کا ارادہ کروں تو میرے بہت سے مددگار فوراً میری حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے مگر میں سب سے الگ تھلگ ہوں اور چپ بیٹھا ہوں اب جو اللہ کرے اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

صالح بن مسعود رخصت ہونے کے لئے ابن الحنفیہ کے پاس آیا انھوں نے اسے رخصت کیا اور مختار کے نام خط دیا اور کہا کہ زبانی کہدینا کہ اللہ سے ہر وقت ڈرتا رہے اور خونریزی سے بچے صالح بن مسعود نے ان سے کہا کیا آپ نے یہ باتیں اپنے خط میں انھیں نہیں لکھیں ابن الحنفیہ نے کہا میں نے تم کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اللہ کی اطاعت تمام خوبیوں کی جامع اور تمام برائیوں کی مانع ہے۔

جب مختار کو یہ خط ملا اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھے ایسی بات کا حکم دیا گیا ہے جس سے نیکی اور فارغ البالی حاصل ہوگی اور کفر و فریب دور ہو جائیگا۔

"خشبیہ جماعت کا موسم حج میں مکّے آنا"

ابن الزبیر نے محمدؒ بن الحنفیہ کو ان کے ہمراہیوں اور اہل خاندان کے ساتھ مع کوفے کے سترہ عائد کے زمزم میں اس وجہ سے قید کر دیا کہ چونکہ تمام امت سے ابن الزبیر کی خلافت پر اجماع نہیں کیا تھا اس لئے ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی یہ لوگ بھاگ کر حرم میں پناہ گزیں ہوئے ابن الزبیر نے یہ دھمکی دی کہ میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں سب کو قتل کر کے جلا دوں گا اس کے لئے انھوں نے ایک مہلت مقرر کر دی کہ وہ اس اثناء میں بیعت کر لیں۔

ابن الحنفیہ کے ساتھیوں میں سے بعضوں نے انھیں یہ مشورہ دیا کہ آپ مختار اور کوفیوں کے پاس قاصد بھیجئے تاکہ وہ ہماری حالت اور ابن الزبیر کی دھمکیوں سے ان کو آگاہ کرے ابن الحنفیہ نے تین کوفیوں کو مختار کے پاس اس غرض سے روانہ کیا جب باب زمزم کے پہرہ دار سو گئے تو یہ تینوں کوفے روانہ ہوئے ان کے ہاتھ انھوں نے مختار اور اہل کوفہ کے نام ایک خط بھیجا جس میں اپنی اور اپنے رفقا کی حالت اور ابن الزبیر کی انھیں قتل کرنے اور جلا ڈالنے کی دھمکی سے انھیں آگاہ کیا اور درخواست کی کہ وہ اس موقع پر انھیں اس طرح بے یار و مددگار نہ چھوڑ دینگے جس طرح انھوں نے حسینؓ اور ان کے خاندان کو چھوڑ دیا تھا۔

یہ قاصد مختار کے پاس آئے اور وہ خط اس کے حوالے کیا مختار نے دربار عام کے لئے منادی کر دی جب سب لوگ جمع ہو گئے تو انھیں وہ خط پڑھکر سنایا اور کہا کہ یہ تمہارے مہدی کا خط ہے جو تمہارے اہل بیت نبیؐ کے قائم مقام ہیں غضب خدا کا انھیں اس طرح باڑہ میں بند کر دیا گیا ہے جس طرح بھیڑ بکریاں بند کی جاتی ہیں اور یہ اب انتظار کر رہے ہیں کہ رات دن کے کسی وقت بھی انھیں قتل کر کے جلا دیا جائے میں ابواسحٰق نہیں اگر میں ان کی پوری مدد نہ کروں اور رسالہ کا ایسا سیلاب اس کے مقابلے پر نہ بھیجدوں جو ابن الکاہلیہ کو برباد

اور تباہ کر دے۔

مختار نے ابو عبداللہ الجدلی کو ستر بہادر شہسواروں کے ہمراہ مکّے روانہ کیا ظبیان بن عثمان التمیمی کو چار سو آدمیوں کے ساتھ ابو المعتمر اور ہانی بن قیس سو سو آدمیوں کے ساتھ عمیر بن طارق اور یونس بن عمران کو چالیس چالیس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔

مختار نے طفیل بن عامر اور محمد بن قیس کے ہاتھ ابن الحنفیہ کو خط لکھا کہ میں نے آپ کے لیے فوجیں روانہ کر دی ہیں اب یہ سب سردار ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوئے ابو عبداللہ ستر سواروں کے ساتھ ذات عرق پہونچ گیا پھر عمیر بن طارق بھی چالیس شہسواروں کے ساتھ اس کے پاس پہونچ گیا نیز یونس بن عمران بھی چالیس شہسواروں کے ہمراہ آگیا اس طرح اب ان کی تعداد ایک سو پچاس ہو گئی ابو عبداللہ اس جماعت کو لیکر وہاں سے روانہ ہوا اور اب یہ حرم میں داخل ہوئے ان کے ہمراہ نوبت و نقارہ بھی تھا اور یہ یالثارات حسینؓ پکار رہے تھے اسی طرح یہ زمزم پہونچے وہاں ابن الزبیر نے ابن الحنفیہ وغیرہ کو جلانے کے لئے بہت سی لکڑی جمع کر رکھی تھی اور جو مہلت انھوں نے ان کے لئے مقرر کی تھی اس میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے۔

عراقیوں نے وہاں پہونچتے ہی پہرہ داروں کو بھگا دیا اور زمزم کے گرد لکڑیوں کے کٹ گر کو توڑ دیا اور ابن الحنفیہ کے پاس پہونچ گئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمیں دشمن خدا ابن الزبیر سے لڑنے کی اجازت دیجئے ہم ابھی ابھی اس کا قلع قمع کئے دیتے ہیں ابن الحنفیہ نے کہا میں حرم میں لڑنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

ابن الزبیر نے ان عراقیوں سے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ابن الحنفیہ اور دوسرے لوگوں سے بیعت لئے بغیر انھیں چھوڑ دوں گا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ابو عبداللہ الجدلی نے کہا ہاں تم کو ایسا کرنا پڑے گا ورنہ بخدا ہم تم سے اس طرح لڑیں گے جس سے باطل پرستوں کے ہوش و حواس جاتے رہیں ابن الزبیر نے کہا یہ کیا کہتا ہے یہ ایک مٹھی بھر جماعت ہے اگر میں اپنی فوج کو حکم دیدوں تو

وہ ابھی ان سب کے سرا و تار ے قیس بن مالک نے کہا تمہارا یہ خیال غلط ہے اگر تم نے اس کا ارادہ کیا تو قبل اس کے کہ تم ہمارے ساتھ وہ سلوک کرسکو جو تم چاہتے ہو خود تم پر ایک زبردست فوج آپڑیگی ابن الحنفیہ نے اپنے حامیوں کو روکا اور فتنہ وفساد برپا کرنے سے انھیں ڈرایا اس کے بعد ابوالمعتمر سوسواروں کے ہمراہ ہانی بن قیس سو کے ساتھ اور ظبیانی بن عمارہ دوسو سواروں کے ساتھ پہونچ گئے آخرالذکر کے ہمراہ روپیہ بھی تھا انھوں نے مسجد میں داخل ہوکر یالثارات حسین کا شور برپا کیا ابن الزبیر انھیں دیکھکر ڈر گئے۔

محمد بن الحنفیہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زمزم سے نکل کر شعب علی آئے عراقی ابن الزبیر کو گالیاں دیتے جاتے تھے اور ان سے لڑنے کی اجازت مانگتے تھے مگر انھوں نے لڑنے کی اجازت نہیں دی اسی گھاٹی میں محمد بن علی کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہوگئے انھوں نے وہ روپیہ جو مختار نے بھیجا تھا انھیں لوگوں میں تقسیم کردیا۔

اس سنہ میں عبداللہ بن خازم نے اپنے بیٹے محمد کے قاتلوں کا جو بنی تمیم میں سے تھے محاصرہ کرلیا۔

عبداللہ بن خازم نے بنی تمیم کا محاصرہ کرلیا

ابن خازم کے دور ولایت خراسان میں جب بنی تمیم متفرق ہوگئے تو ان کے ستر یا اسی شہسوار قصر فرتنا میں آگر فروکش ہوئے انھوں نے عثمان بن بشر بن المحتفز المزنی کو اپنا امیر بنایا۔ اس کے ہمراہ شعبہ بن ظہیر النہشلی ورد بن الفلق العنبری زہیر بن ذویب العدوی حیان بن مشجعۃ الضبی حجاج بن ناشب العدوی اور رقبہ بن الحر بنی تمیم کے اور شہسواروں کے ساتھ موجود تھے۔

ابن خازم نے ان کا محاصرہ کرلیا اور ایک مضبوط خندق ان کے گرد بنائی یہ قصر سے نکل کر اس سے لڑتے اور پھر قلعے میں واپس چلے آتے ایک دن ابن خازم پورے سازوسامان سے چھ ہزار فوج لیکر اپنی خندق سے لڑنے نکلا عثمان بن

بشیر بن المحتفز نے اپنے دوستوں سے کہا کہ واپس چلے چلو میں گمان نہیں کرتا کہ آج تم اس کا مقابلہ کر سکو گے زہیر بن زویب العدوی نے کہا میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں ابن خازم کی صفوں کو توڑے بغیر واپس ہو جاؤں۔

ان کے پہلو ہی میں ایک ایسی ندی تھی جس میں صرف جاڑے کے زمانے میں پانی بہتا تھا اور آج کل یہ خشک تھی زہیر اس ندی کی رہگزار میں ہو لیا اور بے خبری میں ابن خازم کی فوج پر حملہ آور ہوا اول سے آخر تک ان کی ترتیب درہم برہم کر دی اور وہ گھوم گئے اس نے پلٹتے پلٹتے پھر حملہ کیا ابن خازم کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور ندی کے دونوں کناروں سے اُسے للکارتے ہوئے چلے مگر کسی کو یہ جرات نہ ہوئی کہ ندی میں اتر کر اس پر حملہ کرتا جب وہ اس موقع پر پہونچا جہاں سے وہ ندی میں اترا تھا تو یہ پھر اس میں سے نکل کر اس پر حملہ آور ہوا یہ لوگ پھٹ گئے اور وہ واپس چلا آیا ابن خازم نے اپنے سپاہیوں سے کہا جب تم زہیر پر نیزہ کا وار کرو تو اپنے نیزوں میں کانٹے لگا لینا اور انھیں اس کی زرہ میں اُلجھا دینا۔ زہیر ایک دن ان کے مقابلے پر نکلا ابن خازم کے آدمیوں نے اسے گرفتار کرنے کے لئے پہلے ہی سے اپنے نیزوں میں آنکڑے لگا رکھے تھے چنانچہ انھوں نے نیزوں سے اس پر حملہ کیا اور چار نیزے اس کی زرہ میں اٹکا دیئے یہ ادھر حملہ کرنے کے لئے جھپٹا ان کے ہاتھ لڑکھڑا گئے اور نیزے چھوٹ گئے یہ ان چاروں نیزوں کو اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا قلعہ میں چلا آیا۔

ابن خازم نے غزوان بن جز العدوی کو زہیر کے پاس بھیجا اور کہا کہ زہیر سے کہدو کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو امان دیتا ہوں ایک لاکھ درہم دوں گا اور باسان تمہاری جاگیر میں دیدوں گا بشرطیکہ تم میرے دوست بن جاؤ زہیر نے غزوان سے کہا میں کیونکر ایسے لوگوں کا دوست بن سکتا ہوں جنہوں نے اشعث بن زویب کو قتل کیا ہے غزوان نے یہ بات موسیٰ بن عبداللہ بن خازم سے کہہ دی۔

جب محاصرے کو ایک طویل مدت گذر گئی تو محصورین نے ابن خازم سے

درخواست کی کہ تم نکل جانے دو ہم خود تتر بتر ہو جائیں گے ابن خازم نے کہا یہ نہیں ہو سکتا مگر اس شرط پر کہ تم سب اپنے کو میرے سپرد کر دو یہ لوگ اس کے لئے بھی تیار ہو گئے مگر زہیر نے کہا غضب ہے تم یہ کیا کرتے ہو بخدا یہ سب کو قتل کر دیگا اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو شریف بہادروں کی موت اختیار کرو ہم سب مقابلے پر چلیں یا تو سب مارے جائینگے یا بعض بچ جائینگے اور بعض مارے جائینگے بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ اگر تم پوری شجاعت و بسالت سے ان پر حملہ کرو گے تو وہ تم کو راستہ دیدینگے اگر تم چاہو تو میں سب کے آگے رہتا ہوں اور اگر چاہو تو سب سے پیچھے رہوں۔

مگر دوسرے لوگوں نے اس کی رائے نہ مانی زہیر نے کہا اچھا میں تم کو دکھا دیتا ہوں یہ اور رقبہ بن الحر سعہ اپنے ترکی غلام کے اور شعبہ بن ظہیر دشمن کے سامنے آئے اور اس دلیری سے ان پر حملہ آور ہوئے کہ دشمن کائی کی طرح پھٹ گئے اور لوگ تو نکل گئے مگر زہیر پھر قلعے میں واپس آگیا اور ان سے کہا تم نے دیکھا کہ اس حملہ کا کیا نتیجہ ہوا اب تو تم میرا کہنا مانو رقبہ اس کا غلام اور شعبہ نکل گئے محصورین نے کہا ہم میں بعض ایسے لوگ ہیں جو اس قدر جرأت نہیں کر سکتے اور وہ زندگی کے زیادہ شائق ہیں زہیر نے کہا اللہ تم کو دور کر دے تم اپنے دوستوں سے علٰحدگی چاہتے ہو بخدا اب مجھے موت کی کوئی فکر نہیں ہے۔

محصورین نے قلعے کا دروازہ کھولدیا اور سب نے ہتھیار رکھدیئے ابن خازم نے سب کے بیڑیاں ڈلوا دیں اور اب ایک ایک شخص اس کے سامنے لایا گیا وہ خود تو چاہتا تھا کہ انھیں چھوڑ دے مگر اس کے بیٹے موسیٰ نے نہ مانا اور کہا اگر آپ نے انھیں معاف کر دیا تو میں خودکشی کر لوں گا ابن خازم نے کہا بخدا میں جانتا ہوں کہ تم مجھے بہت غلط مشورہ دے رہے ہو مگر پھر اس نے تین آدمیوں کے علاوہ سب کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک حجاج بن ناشب العدوی تھا اس نے محاصرے کے وقت ابن خازم کے تیر مارا تھا جس سے اس کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا تھا ابن خازم نے قسم کھائی تھی کہ اگر اس پر میرا قابو ہوا تو میں اسے یا تو ضرور قتل کر دوں گا یا اس کے

ہاتھ کٹوادوں گا یہ بالکل نوجوان تھا اس وجہ سے بنی تمیم کے کئی ایسے شخصوں نے جو عمرو بن حنظلہ سے علیحدہ رہے تھے اور اس کی کارروائی میں شریک نہ تھے ابن خازم سے اس کی سفارش کی ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا چچیرا بھائی ہے یہ بالکل نوعمر ہے آپ اسے میری خاطر معاف کر دیجئے ابن خازم نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ بھاگ جاؤ اب میں تجھے نہ دیکھ پاؤں اس قتل عام سے جیہال بن مشجعتہ الضبی بھی بچ گیا یہ وہ شخص ہے کہ جس روز ابن خازم کا بیٹا محمد مارا گیا ہے اس نے اسے بچانے کے لئے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا تھا ابن خازم نے کہا اس فنجر کو چھوڑ دو نیز بنی سعد کا ایک شخص بھی بچ گیا جس روز اس کا ابن خازم سے مقابلہ ہوا تھا اس نے کہا تھا کہ شہسوار دمضر کے مقابلے سے واپس چلو۔

اب لوگ زہیر بن ذویب کو ابن خازم کے سامنے لائے پہلے ان لوگوں نے چاہا تھا کہ کسی سواری پر اسے سوار کریں مگر اس نے انکار کیا حالانکہ بیڑیاں پہنے ہوئے تھا یہ اسی طرح جھنکارتا ہوا ابن خازم کے سامنے آکر بیٹھ گیا ابن خازم نے اس سے کہا اگر میں تم کو رہا کر دوں اور باسان تمہاری جاگیر میں دیدوں تو تم پر کس قدر احسان مانو گے اس نے کہا اگر آپ میری صرف جان ہی بخشدیں تو بھی میں آپ کا شکر گذار رہوں گا اس کے بیٹے موسیٰ نے کہا آپ کیا غضب کرتے ہیں بجو کو قتل کرتے ہیں اور گورگ کو چھوڑ دیتے ہیں شیرنی کو قتل کرتے ہیں اور شیر کو آزادی دیتے ہیں ابن خازم نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم زہیر ایسے بہادر کو قتل کردیں مسلمانوں کے دشمنوں سے کون لڑیگا اور پھر کون عرب عورتوں کی حفاظت کرے گا موسیٰ نے اپنے باپ سے کہا بخدا اگر آپ بھی میرے بھائی کے قتل میں شریک ہوتے تو میں آپ کو بھی قتل کر دیتا۔ اس پر بنی سلیم کے ایک شخص نے ابن خازم سے کہا میں زہیر کے بارے میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اسے قتل نہ کریں موسیٰ نے کہا ہاں اب تم اسے اپنی بیٹیوں کے لئے ایک نر بنا کر رکھ لو ابن خازم کو غصہ آگیا اور اس نے زہیر کے قتل کا حکم دیدیا۔

زہیر نے اس سے کہا میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ ابن خازم نے پوچھا کیا اس نے کہا آپ مجھے اور لوگوں سے علحدہ قتل کریں اور میرے خون کو

ان کمینوں کے خون سے نہ ملائیں میں نے ان کو ہتیار رکھنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ تلواریں کھینچ کر تم پر ٹوٹ پڑیں اور عزت کی موت مر جائیں بخدا اگر یہ لوگ میرے مشورے پر عمل کرتے تو پھر نہ تمہارے بیٹے کو یہ کہنے کی نوبت ہی نہ آتی اور نہ اسے اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کا ہی خیال آتا مگر انھوں نے میری رائے نہ مانی اگر یہ میرے مشورہ پر عمل کرتے تو ان میں کا کوئی شخص بغیر تمہارے کئی آدمیوں کے قتل ہوئے قتل نہ ہوتا۔ ابن خازم نے اس کے قتل کا حکم دیدیا اور یہ ایک جانب لیجاکر قتل کر دیا گیا۔

مسلمہ بن محارب راوی ہے کہ جب احنف بن قیس ان لوگوں کو یاد کرتا تو کہا کرتا تھا اللہ ابن خازم کا برا کرے اس نے اپنے ایک احمق بزدل نو عمر لڑکے کے بدلے میں بنی تمیم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اگر ایک آدمی کو قتل کر دیتا تو بدلہ پورا ہو جاتا۔

بنو عدی کہتے ہیں کہ جب ابن خازم کے طرفداروں نے زہیر کو سوار کرنا چاہا تو اس نے انکار کیا اور نیزے پر پورا زور ڈالکر اپنے دونوں پیروں پر جم کر خندق میں کود گیا۔

حریش بن بلال کو جب ان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے ان کا مرثیہ لکھا اس موقع پر زہیر بن زویب عثمان بن بشر بن المحتفز المازنی ورود بن فلق العنبری اور سلیمان بن المحتفز بشر کا بھائی سب کے سب مارے گئے۔

اس سنہ میں ابن الزبیر کی امارت میں حج ہوا مصعب بن الزبیر اپنے بھائی کی جانب سے مدینے اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بصرے کا والی تھا ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے کوفے پر مختار کا قبضہ تھا اور عبداللہ بن خازم خراسان میں تھا۔

اس سنہ میں ابراہیم بن الاشتر عبیداللہ بن زیاد سے لڑنے اس وقت روانہ ہوا جب کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی آٹھ راتیں باقی تھی۔

عبیداللہ بن زیاد کے مقابلے کیلئے ابراہیم بن الاشتر کی روانگی

اہل سبیع اور اہل کناسہ سے فارغ ہونے کے بعد ابراہیم صرف دو دن کوفے میں مقیم رہا اس کے بعد ہی مختار نے اسے اہل شام کے مقابلے کے لیئے روانہ کر دیا۔

سنہ ۶۶ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی آٹھ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم سنیچر کے دن اہل شام کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ مختار نے اس کے ہمراہ اور کئی جنگ آزمودہ و تجربہ کار اور بہادر و ہوشیار سرداروں کو روانہ کیا اس کے ہمراہ قیس بن طہفۃ النہدی اہل مدینہ کے دستے کے ساتھ عبداللہ بن حیۃ الاسدی مذحج اور اسد کے دستے کے ساتھ اسود بن جراد الکندی کندہ اور ربیعہ کے دستہ کے ساتھ حبیب بن منقذ الثوری الہمدانی تمیم اور ہمدان کے دستہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

خود مختار اسے رخصت کرنے کے لئے کوفے سے دیر عبدالرحمن ابن ام الحکم تک آیا۔ یہاں مختار کے پیرو ایک کرسی کو ایک سفید خچر پر رکھے ہوئے ایک جلوس کی شکل میں اس کے سامنے آئے اس کرسی کو انھوں نے پل پر ٹھہرا دیا۔ اس کرسی کے جلوس کا منتظم اور مرتب حوشب البرسمی تھا اور وہ کہتا جاتا تھا۔ اے خداوند تو ہمیں اپنی اطاعت کے لئے ہماری عمروں کو دراز کر ہمیں دشمنوں کے خلاف مدد دے ہمیں یاد رکھ اور نہ بھول اور ہمیں اپنے رحمت کے پردے سے ڈھانپ لے اس کے اور ساتھی آمین کہتے جاتے تھے۔

جب مختار اور ابراہیم اس جماعت کے پاس پہونچے تو پل پر ان کا انبوہ بہت زیادہ ہوگیا۔ یہ دونوں راس الجالوت کے پلوں کی طرف، جو دیر عبدالرحمن کے پہلو میں واقع تھا چلے گئے مگر یہاں بھی وہ کرسی والے آپہونچے اور اللہ سے امداد طلب کرتے رہے۔

مختار کوفے واپس آنے کے ارادے سے دیر عبدالرحمن کے پل اور راس الجالوت کے پلوں کے درمیاں پہونچکر ٹھہر گیا ابن الاشتر سے کہا میری یہ تین نصیحتیں غور سے سن لو اور انھیں یاد رکھو ایک یہ کہ اللہ سے اپنے علانیہ اور خفیہ ہر کام میں ڈرتے رہو تیزی سے سفر طے کرو جس وقت دشمن سے تمہارا سامنا ہو فوراً اس سے جنگ کرنا۔ اگر رات کو دشمن کے پاس پہونچو تو صبح ہونے سے پہلے ہی اس سے جنگ میں مصروف ہو جانا اگر دن میں پہونچو تو رات کا انتظار کئے بغیر اسی وقت دشمن سے نپٹ لینا اس کے بعد مختار نے کہا تم نے میری ہدایتوں کو یاد کر لیا۔ ابراہیم نے کہا جی ہاں مختار نے کہا خدا تمہارے ساتھ ہو اس کے

بعد مختار واپس آگیا ابراہیم کا فوجی پڑاؤ اسی جگہ تھا جہاں حمام اعین واقع ہے اور یہیں سے وہ شامیوں کے مقابلے پر اپنی فوج کو لے گیا۔

مختار کی واپسی کے بعد ابراہیم اپنے ساتھی سرداروں کے ہمراہ روانہ ہوا جب کرسی والوں کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ وہ اس کے چاروں طرف جمع ہیں اور آسماں کی طرف ہاتھ اٹھائے دشمنوں کے خلاف مدد مانگ رہے ہیں ابراہیم نے ان کی حالت کو دیکھکر کہا اے اللہ تو ان جاہل احمقوں کی حرکت کا ہمیں ذمہ دار قرار نہ دینا بخدا انھوں نے تو بالکل بنی اسرائیل کی نقل اوتاری ہے جس طرح کہ بنی اسرائیل گو سالہ کے گرد جمع ہو گئے تھے یہ کرسی کے گرد جمع ہوئے ہیں۔

جب ابراہیم اور اس کی فوج پل سے گذر گئی تو یہ کرسی والے واپس چلے آئے۔

کرسی کا واقعہ

طفیل بن جعدۃ بن ہبیرہ راوی ہے کہ ایک مرتبہ میں بالکل قلاش ہو گیا تھا، اور بہت ہی تنگدست تھا کہ ایک دن میں نے اپنے پڑوسی تیلی کے پاس ایک ایسی کرسی دیکھی جس پر اس قدر تیل جم گیا تھا کہ لکڑی نظر نہ آتی تھی میں نے اپنے جی میں کہا چلو اس کی متعلق مختار سے چلکر کہیں میں نے وہ کرسی تیلی کے یہاں سے منگوالی اور مختار سے آکر کہا میں ایک بات آپ سے کہنا تو نہیں چاہتا تھا مگر پھر مناسب ہی سمجھا کہ بیان کر دوں مختار نے کہا کیا ہے میں نے کہا جس کرسی پر جعدہ بن ہبیرہ بیٹھا کرتا تھا وہ موجود ہے اس کے متعلق خیال ہے کہ اس میں ایک خاص اثر اور تصرف ہے مختار نے کہا سبحان اللہ تم نے آجتک یہ بات بیان نہیں کی تھی۔ اسے ابھی منگا ڈاسے جب دھویا گیا تو بہت عمدہ لکڑی نمایاں ہوئی اور چونکہ اس نے خوب زیتون کا تیل پیا تھا اس لئے وہ چمک رہی تھی یہ کپڑے سے ڈھانپ کر مختار کے پاس لائی گئی مختار نے مجھے بارہ ہزار درہم دلائے پھر سب لوگوں سے کہا کہ نماز میں شرکت کریں۔

معبد بن خالد الجدلی بیان کرتا ہے کہ مختار میرے اسماعیل بن طلحہ بن عبید اللہ اور شبث بن ربعی کے ساتھ مسجد آیا تمام لوگ جوق در جوق مسجد میں جمع ہو رہے تھے

مختار نے اپنی تقریر میں کہا کہ اقوام گذشتہ میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی ہے جو ہماری قوم میں موجود نہ ہو بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت تھا جس میں آل موسیٰ و آل ہارون کا بقیہ موجود تھا اسی طرح ہمارے پاس بھی ایک چیز موجود ہے۔

مختار نے کرسی برداروں کو حکم دیا کہ اسے کھولا جائے کپڑے کا غلاف ہٹایا گیا اس پر سبائیہ فرقے والے کھڑے ہوئے اور انھوں نے ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں شبث بن ربعی نے کھڑے ہو کر کہا اے معشر مضر کافر نہ ہو جاؤ لوگوں نے اسے دھکے دے دے کر مسجد سے نکال دیا۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مجھے اس خلفشار سے یہ یقین ہوا کہ یہ ضرور شبث ہی ہوگا اس کے کچھ زمانے کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ عُبیداللہ بن زیاد شامیوں کے ساتھ باجمیرا پہونچ گیا ہے شیعوں نے ایک خچر پر اسی کرسی کا جلوس نکالا اس پر غلاف پڑا ہوا تھا سات آدمی داہنی جانب سے اور سات بائیں جانب سے اسے روکے ہوئے تھے چونکہ اس جنگ میں اہل شام اس بری طرح قتل کئے گئے تھے کہ اس سے پہلے انہیں کبھی ایسا روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا اس وجہ سے اس کرسی پر ان کا اعتقاد اور بھی جم گیا تھا اور اس میں ان کی افراط کفر صریح کی حد تک پہونچ گئی میں اپنے کئے پر بہت نادم ہوا کہ میں نے یہ کیا فتنہ پیدا کر دیا اس کے متعلق لوگوں میں بھی چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کرسی کہیں چھپا دی گئی اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

اعشیٰ ہمدان نے اس کرسی کا قصہ اپنے چند شعروں میں بیان کیا ہے اس کرسی کے متعلق ابومخنف نے اپنے شیوخ سے اس مذکورہ بالا بیان کے علاوہ حسب ذیل قصہ بیان کیا ہے۔

مختار نے جعدہ بن ہبیرہ ابی وہب المخزومی کی اولاد سے جس کی ماں ام ہانی رضی اللہ عنہا ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علیؓ کی حقیقی بہن تھیں کہا کہ مجھے علیؓ بن ابی طالب کی کرسی لا دو انھوں نے کہا نہ وہ ہمارے پاس ہے اور نہ ہم جانتے ہیں کہ کہاں سے لائیں مختار نے کہا احمق نہ بن جاؤ اور مجھے لا دو۔ اس اب سے انھوں نے سمجھ لیا کہ وہ جس کرسی کو لا کر دیدیں گے مختار اسے قبول کریگا

چنانچہ یہ لوگ ایک کرسی مختار کے پاس لائے اور کہا کہ یہ حضرت علیؓ کی کرسی ہے مختار نے اسے قبول کر لیا اب بنی شبام بنی شاکر اور مختار کے اور سرداروں نے اس کرسی پر حریر و دیباج لپیٹ کر اس کا جلوس نکالا۔

موسیٰ بن عامر ابو اشعر الجہنی بیان کرتا ہے کہ جب اس کرسی کی اطلاع ابن الزبیر کو ہوئی تو کہنے لگے کہ بنی ازد کے ٹڈے کیوں اس کرسی کے ساتھ نہ ہوئے جب یہ کرسی نکالی گئی تو سب سے پہلے موسیٰ بن ابو موسیٰ الاشعری اس کا محافظ اور متولی بنا اس کا یہ حال تھا کہ صبح کو سب سے پہلے ہی مختار کے پاس آتا تھا اور مختار اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا تھا کیونکہ اس کی ماں ام کلثوم بنت الفضل بن العباس بن عبد المطلب تھی اس کے بعد جب اس معاملے میں اس پر طعن کی گئی تو اس نے وہ کرسی حوشب البرسمی کے حوالے کر دی اور پھر بھی مختار کی ہلاکت تک اس کرسی کا متولی یا مالک رہا۔

اعشی کے دادھیالی رشتہ داروں میں سے ایک شخص جس کی کنیت ابوامامہ تھی اور حوشب کی مجلس میں شریک ہوا کرتا تھا کہتا تھا کہ آج ہمارے لئے مجبط وحی رکھی گئی ہے جیسے کسی نے آج تک نہیں سنا تھا اور یہ ہر واقع ہونے والی بات کی خبر دیدیتی ہے موسیٰ بن عامر کہتا ہے کہ اس قسم کی باتیں عبد اللہ بن نوف بنایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ مختار نے مجھے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ مختار اپنے آپ کو اس سے بے تعلق ظاہر کرتا تھا۔

صحتنامہ

تاریخ طبری جلد دوم حصۂ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۵	۲۵	حادثہ	حارثہ	۳۴	۲۲	سنجنہ	سَنجَہ
۸	۱۴	زیادبن طبیاں	زیادبن ظبیاں	۳۷	۲۰	اے	اسے
۹	۵	شِعتُم	شِتُم	۳۸	۱۰	سپاہیوں	سپاہیو
″	″	دولت	دولب	۴۰	۹	شبام	شِبام
″	۱۲	مستبعد	مستعد	″	۲۴	علان	اعلان
″	۲۴	وجد تھونا	وَجَدُ تھونا	۴۱	۹	شبت	شبث
۱۴	۱۲	اوے	اوسے	۴۷	۲۰	ہوا	ہو
۱۵	۷	ابل	اہل	۵۶	۱۸	کرچلے	کرچکے
۱۶	۳	برجبل	بن جبل	۶۰	۲۳	اصمر	احمر
″	۹	بی ضبتہ	بنی ضبتہ	۶۲	۱۸	الفضیتانی	الضیابی
۲۱	۷	کی	کے	۸۴	۲۵	تبر	تیر
۲۵	۲۴	شدیہ	شدید	۸۸	۲۴	جوشب	حوشب
۲۶	۹	مں	میں	۹۲	۱۰	مجھے	مجھسے
۳۰	۱۹	بجھیں کے	سمجھیں گے	۱۰۰	۳	التیمسی	التمیمی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱۰۰	۱۲	بالثارات	یالثارات	۱۰۶	۱۰	جوشب	حوشب
″	۲۲	چوڑدوں گا	چھوڑدونگا۔	۱۰۸	۴	برادروں	برداروں
۱۰۱	۱۹	زہیریں	زہیر بن	″	۲۵	اب سے	بات سے
۱۰۳	۱۳	رقبہ	رقیہ	۱۰۹	۲	بنی شبام	بنی شیام
۱۰۴	۱۸	لڑگیا	لڑیگا	۰	۰	۰	۰

تمت

فہرست مضامین

تاریخ طبری

جلد دوم حصہ دوم

اس تیسری جلد کو جلد دوم شمار کیا جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری (حصۂ دوم)

تیسری جلد

۶۷ھ ہجری کے واقعات کا بیان

اس سنہ میں عبید اللہ بن زیاد معہ اپنے ہمراہی شامیوں کے قتل کیے گئے اس واقعے کی تفصیل یہ ہے:

ابی سعید الصیقل کہتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم بن الاشتر کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ہمراہی شامیوں کا رُخ کیا۔ اس لیے ہم تیزی کے ساتھ اپنے مقصود کی طرف سیدھے چلے جا رہے تھے۔ تاکہ ہم قبل اس کے کہ عبید اللہ بن زیاد سرزمین عراق میں داخل ہو اسے جا لیں۔ ہم عراق کی سرحد میں اس سے بہت پہلے پہنچ گئے۔ اور علاقۂ موصل میں داخل ہوئے۔ ہم نے اپنی رفتار اور بھی تیز کر دی۔ اور دریائے خازر پر جو موضع باربیثا کے پہلو میں واقع ہے اسے جا لیا (اس موضع اور موصل کے درمیان پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے)

ابن اشتر نے اپنی فوج کے مقدمۃ الجیش پر طفیل بن لقیط کو سردار مقرر کیا تھا۔ یہ شخص اس کا ہم قبیلہ جوانمرد اور شجاع تھا۔ جب یہ ابن زیاد کے قریب پہنچ گیا تو ابن الاشتر نے حمید بن حریث کو بھی اپنے پاس بلایا۔ اس وقت ابن الاشتر بغیر پورے ساز و سامان کے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ اس نے اپنے تمام ہمراہیوں رسالہ اور پیدل کو اپنے قریب ایک جتھے میں رکھ کر کوچ کرنا شروع کیا اور سوائے اس کے کہ طفیل بن لقیط کو گرداوری کے لیے

روانہ کیا اپنی جماعت کو علیحدہ علیحدہ ہونے نہ دیا۔ یہاں تک کہ اس نے موضع میں آکر مورچے باندھے ٭

دوسری جانب سے عبید اللہ بن زیاد بھی آپہنچا۔ اور ان کے قریب ہی خازر کے کنارے ڈیرے ڈال دئے۔ عمیر بن الحباب السلمی نے ابن الاشتر کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آج رات کو تم سے ملوں۔ ابن الاشتر نے جواب دیا کہ جب چاہیں آپ مجھ سے مل لیں۔ اس وقت پورا قبیلہ بنی قیس ملک جزیرہ میں موجود تھا۔ اور یہ لوگ مروان اور اس کے خاندان کے مخالف تھے۔ مروان کی فوج بنی کلب پر مشتمل تھی اور ابن بحدل اسکا سردار تھا ٭

عمیر رات کو ابن الاشتر کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا کہ میں اپنے سردار کے میسرے پر ہوں اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں معہ اپنی فوج کے شکست کھا جاؤنگا۔ ابن الاشتر نے اس سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے۔ آیا میں اپنے گرداگرد خندق کھودلوں اور دو یا تین روز تک جنگ کو ٹالتا رہوں۔ عمیر نے کہا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا کیونکہ تمھاری مخالف جماعت یہی تو چاہتی ہے کہ وہ جنگ کو طول دے کیونکہ یہ بات ان کے لئے مفید ہے۔ وہ تم سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور جنگ کے طول دینے میں تھوڑی فوج اپنے سے زائد فوج کے مقابلے میں کبھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتی۔ اس لیئے تمھیں چاہیئے کہ اپنے مدمقابل سے فوراً دو دو ہاتھ کرلو۔ اس لیئے کہ تمھاری طرف سے ان کے دلوں میں رعب بیٹھا ہوا ہے۔ تمھیں چاہیئے کہ تم فوراً ان پر حملہ کردو۔ اور اگر تمھاری فوج سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور مسلسل کئی روز تک وہ لڑتے رہے تو تمھاری فوج کا رعب ان کے دل سے جاتا رہے گا۔ انھیں معلوم ہو جائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو۔ وہ تم پر دلیر ہو جائیں گے ٭

ابراہیم نے جواب دیا کہ مجھے اب معلوم ہوا کہ تم میرے مخلص دوست ہو۔ اور تمھاری رائے بھی ٹھیک ہے۔ میرے رئیس نے بھی مجھے یہی ہدایت کی تھی۔ اس پر عمیر نے کہا کہ بس مناسب یہ ہے کہ تم اس بڈھے تجربہ کار کی رائے سے تجاوز نہ کرو کیونکہ مصائب و مکائد جنگ کا جسقدر اسے تجربہ ہے ہمیں تمھیں نہیں۔ صبح ہوتے ہی کارروائی شروع کردو۔ اور اپنے مقابل پر حملہ کردو ٭

عمیر واپس چلا گیا۔ ابن الاشتر نے اس تمام رات میں اپنے محافظ دستے کو ہوشیار رہنے کا حکم دیا۔ اور اس کی آنکھ تک نہ جھپکی۔ جب صبح کاذب نمودار ہوئی اور پو پھٹی اس نے

اپنے ہمراہیوں کو مسلح کیا۔ اپنی فوج کے دستوں کو قاعدہ سے تقسیم کیا اور اپنے ماتحت سرداروں کو احکام دئے۔ سفیان بن یزید بن مفضل الازدی کو اپنے میمنہ پر علی بن مالک الجشمی ابوالاحوص کے بھائی کو میسرے پر اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو جو ابن الاشتر کا ہم بطن بھائی تھا رسالے پر سردار مقرر کیا۔

چونکہ سواروں کی تعداد تھوڑی تھی اس لیئے ابراہیم نے انھیں اپنے قریب رکھا۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے فوج کے حصۂ میمنہ اور قلب میں متعین تھے۔ اسیطرح اس نے اپنی پیدل سپاہ پر طفیل بن لقیط کو سردار مقرر کیا۔ مزاحم بن مالک ابن الاشتر کے علم بردار تھے۔

اب صبح ہو گئی۔ ابراہیم نے جھٹ پٹے کے وقت اپنی فوج کو صبح کی نماز پڑھائی۔ اور اس کے بعد میدان جنگ میں سب کو لے کر چلا۔ صف بندی کی۔ فوج کے مختلف حصوں کے سرداروں کو اپنی اپنی جگہ متعین کر دیا۔ میمنے کا سردار میمنے پر میسرے کا سردار میسرے پر۔ اور پیدل سپاہ کا پیدل سپاہ پر متعین کر دیا گیا۔ رسالے کو اپنے قریب رکھا جس کا سردار عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابراہیم کا اخیافی بھائی تھا۔ اور اس طرح رسالہ تمام فوج کے وسط میں تھا۔

ابراہیم میدان جنگ میں پاپیادہ ہو گیا۔ اور اپنے ہمراہیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ فوج نے اس کے ہمراہ اطمینان سے آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گیا۔ جہاں سے وہ دشمن کو اچھی طرح سے دیکھ سکتا تھا اس لیئے وہ اس پر بیٹھ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مقابل فوج میں سے کسی شخص نے حرکت تک نہیں کی تو عبداللہ بن زہیر السلولی کو جو اپنے ایک بیمار گھوڑے پر سوار تھا حکم دیا کہ تم فوراً دشمن کی فوج میں جاؤ اور ان کی حالت سے اطلاع دو۔

عبداللہ اس حکم کی تعمیل کے لیئے روانہ ہوا اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ واپس آگیا اور کہا کہ ہمارے دشمنوں پر ہماری طرف سے خوف و دہشت طاری ہے۔ ان میں سے ایک شخص مجھ سے ملا اور اس نے بیہودگی سے مجھے یا شیعۃ ابی تراب اور یا شیعۃ المختار الکذاب کے لقب سے پکارا۔ میں نے اس سے کہا کہ اب ہمارے اور تمھارے درمیان جو معاملہ درپیش ہے وہ گالی گلوج سے بہت زیادہ اہم ہے پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو مجھے کس طرف بلا رہا ہے حالانکہ تم بغیر امام کے لڑنے آئے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم حسین ؓ ابن رسول اللہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیئے جنگ کرنے آئے ہیں۔ عبیداللہ ابن زیاد کو

ہمارے حوالے کردو کیونکہ اس نے رسول اللہ صلعم کے فرزند کو جو جوانان جنت کے سردار ہیں قتل کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حسینؓ کے ساتھ جو بعض آزاد غلام قتل ہوئے ہیں ان کے خونبہا میں اسے قتل کر ڈالیں۔ کیونکہ اس قابل تو ہم اسے سمجھتے نہیں کہ اسے حسینؓ کا بدل سمجھیں اور ان کے خون کے عوض اسے قتل کر ڈالیں۔ جب تم اسے ہمارے حوالے کردو گے اور ہم اسے اپنے کسی غلام کے عوض جسے اس نے قتل کیا ہو قتل کر ڈالیں گے تو ہم اپنے اور تمھارے درمیان کتاب اللہ کو حکم بنائیں گے یا مسلمانوں میں سے کسی اور قابل اور اس کام کے اہل کو جسے تم کہو گے حکم بنالیں گے۔

اس پر اس نے جواب دیا کہ اس حکم مقرر کرنے کے معاملے میں ہم تمھارا ایک مرتبہ سے زیادہ تجربہ کر چکے ہیں۔ مگر تم نے دھوکہ دیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ کب اور کیونکر اس نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے اور تمھارے درمیان دو منصف فیصلے کے لیئے مقرر کیئے تھے مگر تم نے ان کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ میں نے پھر جواب دیا کہ یہ تمھارا بیان بلا دلیل ہے۔ ہم نے اس امر پر آمادگی ظاہر کی تھی کہ اگر وہ دونوں بالاتفاق کسی ایک شخص کو امیر منتخب کریں گے تو ہم اس کی پیروی کریں گے۔ اس پر اظہار طمانیت کریں گے۔ اور اسی کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے مگر کیا کیا جائے کہ ان دونوں نے ایک شخص پر اتفاق نہیں کیا۔ اور اختلاف رائے ہوا۔ خدا نے ان دونوں کو نہ توفیق خیر عطا فرمائی نہ راستی بخشی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ میں نے اسے بتا دیا میں کون ہوں۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اس پر اس نے اپنے خچر کو جسے وہ ہانک رہا تھا جھڑکی دی کہ چل۔ میں نے کہا اس معاملے میں تم نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ یہ تمھاری پہلی بے ایمانی ہے۔

ابراہیم نے اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر سوار ہو کر جس قدر نشان بردار سردار تھے سب کے پاس پہنچا۔ جب کبھی کسی ایک جھنڈے کے پاس پہنچتا تو ٹہر جاتا اور حسب ذیل الفاظ کہتا۔ اے دین کے مددگارو۔ اے حق و صداقت کے ساتھیو۔ اور اے اللہ کے سپاہیو! یہ عبیداللہ بن مرجانہ حضرت حسینؓ ابن علیؓ اور ابن فاطمہ بنت رسولؐ اللہ کا قاتل ہے۔ جو حسینؓ اور ان کی صاحبزادیوں۔ عورتوں اور ان کے شیعوں کے درمیان حائل ہوگیا۔ اور انھیں نصرت کو آنے نہیں دیا۔ باوجودیکہ دریائے فرات انھیں نظر آرہا تھا مگر اس نے پانی تک حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں پر بند کردیا۔ وہ اپنے چچیرے بھائی کے پاس صلح کرنے کی غرض سے

جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس بات سے بھی روک دیا۔ وہ اپنے وطن اور اہل وعیال کیطرف واپس جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس سے بھی آپ کو باز رکھا۔ آپ اللہ کی زمین میں کسی طرف چلے جانا چاہتے تھے مگر اس نے اس سے بھی آپ کو روک دیا اور آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو شہید کر ڈالا۔ خدا کی قسم فرعون نے بنی اسرائیل کے شرفا کے ساتھ ایسی بد سلوکی نہیں کی جیسی کہ ابن مرجانہ نے اہل بیت رسول اللہ سے کی ہے جو بالکل پاک اور بے گناہ تھے! یہ اللہ تمھیں اور اسے ایک دوسرے کے مقابلے میں لے آیا ہے۔ پس خدا کی قسم میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اللہ تعالٰے نے تمھیں اور اسے اس میدان میں اسی لیئے جمع کیا ہے کہ تمھارے کلیجے تمھارے ہاتھوں اس کے خون بہنے سے ٹھنڈے ہوں۔ کیونکہ خدا خوب جانتا ہے کہ تم اپنے نبی کریم کے اہل بیت کی حمایت میں جہاد کے لیئے نکلے ہو۔

ابراہیم نے اسی طرح میمنہ اور میسرہ اور تمام فوج کا چکر لگایا۔ اور لوگوں کو جہاد اور مارنے مرنے پر ترغیب دی۔ پھر واپس آکر اپنے جھنڈے کے نیچے گھوڑے سے اُتر پڑا۔

اب فوج ابن زیاد کی طرف بڑھی۔ ابن زیاد نے اپنے میمنے پر حصین بن نمیر السکونی کو میسرے پر عمیر بن الحباب السلمی اور سواروں پر شرحبیل بن ذی الکلاع کو سردار مقرر کیا تھا۔ اور خود وہ پیدل فوج میں پاپیادہ چل رہا تھا۔ دونوں صفیں ایک دوسرے کے مقابل آگئیں۔ حصین بن نمیر نے اہل شام کے میمنے کو لے کر اہل کوفہ کے میسرے پر حملہ کر دیا۔ اہل کوفہ کے میسرے پر علی بن مالک الجشمی سردار تھا جو خود نہایت ثابت قدمی سے لڑا اور مارا گیا۔ اس کے بعد فوج کے جھنڈے کو قرۃ بن علی نے لے لیا مگر وہ بھی اور بہت سے غیور جوانمردوں کے ساتھ مارا گیا اور اہل کوفہ کا میسرہ شکست کھا کر پیچھے ہٹا۔ علی بن مالک کے جھنڈے کو عبداللہ بن ورقاء بن جنادۃ السلولی نے جو حبشی بن جنادہ رسول اللہ کے صحابی کے بھتیجے تھے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور جب یہ فوج بھاگی تو اس کے سامنے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے سپاہیو میری طرف آؤ۔ فوج کی ایک کثیر تعداد ان کی طرف چلی۔ اور انھوں نے کہا کہ دیکھو یہ تمھارا سردار خود لڑ رہا ہے۔ آؤ میرے ساتھ اس کی طرف چلو۔ چنانچہ یہ سب کے سب اس طرف چلے! اور وہاں جا کر دیکھا کہ ابراہیم ننگے سر پکار رہا ہے۔ کہ اے اللہ کے سپاہیو میں ابن الاشتر ہوں تمھارے لیئے بھاگنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم جوابی حملہ کرو۔ وہ شخص قابل الزام نہیں جس نے اپنے اوپر سے الزام ہٹا دیا۔ اس کے ہمراہی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابراہیم نے اپنے میمنے کے سردار کو حکم بھیجا کہ تم دشمن کے میسرے پر حملہ کرو کیونکہ اوسے بہروسہ تھا کہ عمیر بن الحباب حسب وعدہ شکست کھاجائے گا۔ پس سفیان بن یزید بن المغفل میمنے کے سردار نے عمیر پر حملہ کیا مگر عمیر اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور نہایت سخت جنگ کی ابراہیم نے لڑائی کی یہ حالت دیکھکر اپنی فوج کو دشمن کے بڑے جتھے پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اپنی فوج سے کہا کہ خدا کی قسم اگر ہم نے اس حصہ فوج کے پرزے پرزے کر ڈالے تو وہ فوجیں جو ان کے میمنے اور میسرے پر لڑ رہی ہیں اس طرح ہمارے سامنے سے دُوک دم بھاگ جائیں گی جس طرح کوئی پرند تم سے خوف زدہ ہو کر اڑ جاتا ہے ؛

ابن عازب بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمنوں کی جانب بڑھے اور جب ان سے بالکل قریب ہو گئے تو تھوڑی دیر نیزوں سے لڑتے رہے۔ پھر تلوار اور ڈنڈوں پر نوبت پہنچی۔ اور تمام دن اسیطرح جنگ ہوتی رہی۔ خدا کی قسم ہے کہ جب تلوار پر تلوار پڑتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ ولید بن عقبہ بن ابی میط کے گھر کے دھوبیوں کے موسل ہیں جن سے وہ کپڑے دھو رہے ہیں۔ عرصہ تک یہی حالت قائم رہی مگر پھر اللہ نے انہیں شکست دی اور وہ دُوک دم بھاگ گئے ؛

ابراہیم اپنے نشان بردار سے کہہ رہے تھے کہ تم اپنا جھنڈا لے کر دشمنوں میں گھس جاؤ۔ اوس نے جواب دیا کہ میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں میرے بڑھنے کا وقت نہیں آیا ابراہیم نے کہا ایسا نہیں ہے کیونکہ تمھارے ہمراہی سب جنگ میں مصروف ہیں۔ اور انشاء اللہ اُن کے پاؤں میدان جنگ سے نہ اکھڑیں گے ؛

جب علم بردار جھنڈا لے کر آگے بڑھا۔ ابراہیم نے اپنی تلوار سے حملہ کیا۔ اور جس شخص پر تلوار مارتے تھے اسے فوراً گرا دیتے تھے۔ اور دشمنوں کو اپنے سامنے سے بھیڑ بکریوں کی طرح ہٹا دیتے تھے۔ جب ابراہیم نے جھنڈا لے کر دشمنوں پر حملہ کیا تو ان کے ہمراہی بھی یکدل ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑے ؛

عبید اللہ بن زیاد کے پاس اس روز ایک ایسی تلوار تھی کہ جس چیز پر پڑتی اس پر کچھ اثر نہ کرتی۔ جب اس کی فوج شکست کھا کر بھاگی تو عُیَینہ ابن اسماد نے اپنی بہن ہند بنت اسماد کو جو ابن زیاد کی بیوی تھی گھوڑے پر سوار کر لیا اور لے کر چلتا ہوا اور یہ شعر رجز میں پڑھنے لگا ؛

ان تصرمی حبالنا فربما اردیت فی الہیجا الکمی المعلما ؛

اگرچہ تو نے ہمارے باہمی رشتۂ قرابت کو قطع کر دیا ہے خیر مگر میں نے بارہا میدان جنگ میں مسلح سردار کو ہلاک کر ڈالا ہے ؛

ابراہیم نے جب ابن زیاد اور اس کی فوج پر حملہ کیا تو وہ نہایت شدید جنگ کے بعد بھاگے اور فریقین کا شدید جانی نقصان ہوا ؛

عمیر بن الحباب نے جب دیکھا کہ ابراہیم کی فوج نے ابن زیاد کی فوج کو شکست دیدی ہے تو ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ میں اب آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تک اللہ کے سپاہیوں کا غیظ و غضب گم نہ ہو جائے تم ہرگز میرے پاس نہ آنا۔ کیونکہ مبادا تمھیں ان سے ضرر پہنچے ؛

خود ابراہیم کہتے ہیں کہ دریائے خازر کے کنارے ایک اکیلے جھنڈے کے نیچے میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا جس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ مشرق میں اور دونوں پاؤں مغرب کی طرف اڑ گئے تھے۔ لوگوں نے اس کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ یہی تو عبیداللہ بن زیاد تھا جو مقتول پڑا ہوا تھا۔ ابراہیم نے اس کو دو کر دیا تھا اس لیئے اس کے دونوں ہاتھ مشرق اور پیر مغرب کی طرف علٰحدہ علٰحدہ پڑے ہوئے تھے ؛

شریک بن جدیر التغلبی نے ابن زیاد کے دھوکے میں حصین بن نمیر السکونی پر حملہ کیا اور وہ دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ شریک نے پکار کر کہا کہ مجھے اور ابن زیاد کو قتل کر ڈالو۔ اس طرح ابن نمیر قتل کر دیا گیا ؛

شریک بن جدیر تغلبی حضرت علیؓ کے ساتھ بھی جنگ میں شریک تھے۔ اور ان کی ایک آنکھ بھی جنگ میں جاتی رہی تھی۔ جب حضرت علیؓ کی لڑائیاں ختم ہو گئیں تو یہ بیت المقدس چلے گئے اور وہیں رہ پڑے۔ پھر حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر انھیں معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اگر میرا بس چلا تو میں ابن زیاد کو قتل کر ڈالوں گا۔ یا خود جان دیدوں گا۔ جب انھیں یہ خبر ملی کہ مختار حضرت حسینؓ کا بدلہ لینے کے لیئے کھڑا ہوا ہے تو شریک مختار کے پاس آئے۔ مختار نے انھیں ابراہیم کے ساتھ بنی ربیعہ کے رسالے پر سردار مقرر کر کے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ شریک نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ میں نے اس کام کے لیئے اللہ سے عہد کیا ہے تو تین سو جوانمردوں نے ان کے ہاتھ پر آخر دم تک لڑنے کے لیئے بیعت کر لی۔ جب دونوں فوجیں آپس میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گئیں تو انھوں نے اپنے ہمراہیوں سمیت ایسا شدید حملہ کیا کہ پرے کے پرے صاف کر ڈالے اور ابن نمیر تک جا پہنچے۔ غبار کا ایک طوفان اٹھا اور تلواروں کی کھٹا کھٹ کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی جب غبار فرو ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں تغلبی وابن زیاد

مقتول پڑے ہیں اور دونوں کے بیچ میں کوئی نہیں ہے۔ شریک یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

کل عیش قد اراہ قذراً غیر رکز الرمح فی ظل الفرس

(گھوڑوں کے سایہ میں نیزہ بازی کے علاوہ میں ہر قسم کی زندگی بیہودہ سمجھتا ہوں)

مقتولوں میں شرجیل بن ذی الکلاع بھی تھا۔ سفیان بن یزید بن المغفل الازدی۔ ورقا بن عازب الاسدی اور عبیداللہ بن زہیر السلمیؓ تینوں نے اس کے قتل کا دعوی کیا۔

جب ابن زیاد کی فوج ہزیمت کھا کر بھاگی تو ابراہیم کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور مقتولین سے کہیں زیادہ اس کی فوج کے سپاہی دریا میں غرق ہو گئے۔ اور پھر انھوں نے ابن زیاد کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا جس میں ہر قسم کے اشیا موجود تھیں۔

مختار کو بھی اس واقعے کی خبر پہنچی۔ حالانکہ وہ خود اپنے ہمراہیوں سے کہہ رہا تھا کہ انشاء اللہ آج یا کل ہمیں ابراہیم کی جانب سے فتح کی خوشخبری ملنے والی ہے۔ ان کی فوج نے ابن زیاد کی فوج کو شکست فاحش دی ہے۔

مختار سائب بن مالک الاشعری کو کوفے پر اپنا جانشین مقرر کر کے خود اپنے لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا اور ساباط میں آکر قیام کیا۔ ایک راوی کہتا ہے کہ جب ہم ساباط سے گزرے تو مختار نے لوگوں سے کہا کہ اللہ کی جماعت نے مقام نصیبین یا اس کے قریب ہی دشمنوں سے ان کے قیام کرنے کے مقامات سے بالکل قریب ہی تمام دن شمشیر زنی کی ہے۔ اور ان کی بڑی تعداد نصیبین میں محصور ہے۔ جب ہم مدائن پہنچے تو سب لوگ مختار کے گرد جمع ہو گئے۔ مختار منبر پر خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا۔ اور ہمیں سوچ سمجھ کر کام کرنے۔ کوشش کرنے۔ اور اطاعت امیر میں ثابت قدم رہنے اور اہل بیت رسول کے خون کا بدلہ لینے کے لیئے مخاطب کر رہا تھا کہ اتنے میں متواتر کئی قاصد ابن زیاد کے قتل اس کی فوج کے شکست کھانے۔ گرفتار کئے جانے اور شام والوں کے بڑے بڑے سرداروں کے قتل کی خوش خبری لائے۔ اس پر مختار نے کہا کہ اے اللہ والو کیا میں نے قبل وقوع اس فتح کی تمھیں خوش خبری نہیں دی تھی۔ سب نے کہا کہ بیشک آپ نے یہی کہا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت مجھ سے میرے ایک پڑوسی ہمدانی شخص نے کہا کہ اے شعبی کیا تم اب ایمان لے آؤ گے۔ میں نے کہا کس چیز پر ایمان لاؤں کیا اس بات پر ایمان لاؤں کہ مختار غیب سے واقف ہے۔ اس پر تو میں ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ کیا مختار نے

ہم سے یہ نہیں کہہ دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کو شکست فاحش نصیب ہوئی۔ میں نے جواب دیا کہ اس نے بیان کیا تھا کہ مقام نصیبین پر انھیں شکست ہوئی ہے۔ حالانکہ دریائے خسازر علاقۂ موصل میں یہ واقعہ پیش آیا۔ اس نے کہا اے شعبی خدا کی قسم جب تک تم دردناک عذاب نہ دیکھوگے ایمان نہ لاؤگے جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ ہمدانی کون تھا جو تم سے اس قسم کے سوالات کر رہا تھا تو راوی نے بتایا کہ ایک شجاع آدمی تھا جو اس جنگ کے بعد جنگ حرورا میں مختار کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔ سلمان بن عمیر اس کا نام تھا اور ہمدان میں جو قبیلۂ تور تھا اس سے تعلق رکھتا تھا۔

مختار کوفہ واپس آگیا اور ابراہیم موصل آگیا اور اس کے تمام علاقے پر اپنے عاملوں کو روانہ کردیا۔ اپنے بھائی عبدالرحمن کو نصیبین کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اور مقامات سنجار۔ دارا اور اس کے متصل ملک جزیرہ کا جو علاقہ تھا اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

اہل کوفہ جن سے مختار پہلے لڑ چکا تھا اور انھیں شکست دے چکا تھا وہ اب مصعب بن زبیر سے بصرے میں جا ملے۔ اُن لوگوں میں جو مصعب کے پاس آئے شبث بن ربعی بھی تھا۔ سراقہ بن مرداس البارقی نے عبیداللہ بن زیاد کے قتل کرنے کی وجہ سے ابراہیم اور اس کے ہمراہیوں کی تعریف میں چند شعر بھی کہے۔

اسی سال میں عبداللہ بن زبیر نے قباع کو بصرے سے معزول کردیا اور اس کی جگہ اپنے بھائی مصعب کو حاکم بصرہ مقرر کرکے روانہ کیا۔

عمرو بن سرح حضرت زبیر کے آزاد غلام بیان کرتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو مکے سے مصعب کے ساتھ بصرہ آئے تھے، جب تک کہ وہ مسجد کے دروازے کے سامنے اتر نہ پڑے انھوں نے اپنے چہرے کو نقاب میں پوشیدہ رکھا۔ مسجد میں داخل ہوکر منبر پر چڑھے اور لوگوں نے کہا کہ امیر آگئے۔ اتنے میں حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی جو پہلے بصرے کے امیر تھے مسجد میں آئے۔ مصعب نے اپنا چہرہ بے نقاب کیا تب لوگوں نے انھیں شناخت کیا اور کہا کہ آپ مصعب بن زبیر ہیں۔ مصعب نے حارث سے کہا کہ منبر پر آؤ۔ چنانچہ حارث بھی منبر پر چڑھے اور مصعب سے ایک درجہ نیچے بیٹھ گئے۔ مصعب خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد کلام پاک کی یہ آیات تلاوت کیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(طٰسٓمٓ تِلْكَ اٰيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِيْنِ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی) (اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ) تک (ترجمہ) (طسم یہ خدا کی روشن کتاب کی آیات ہیں ہم تمہارے سامنے موسیٰ کا حال بیان کرتے ہیں) (بیشک فرعون فساد کرنے والوں میں تھا۔) تک تلاوت کرنے کے بعد ملک شام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پھر مصعب نے یہ آیت پڑھی۔ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ۔ ترجمہ (اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو اس سرزمین میں ذلیل کئے گئے ہیں۔ ہم انھیں کو سردار بنا دیں گے اور انھیں کو ملک کا وارث کر دیں گے۔) اس آیت کو پڑھ کے مصعب نے مجاز کی طرف اشارہ کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ۔ (اور ہم فرعون وہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان کی جانب سے وہ دکھائیں گے جن کا انھیں ڈر لگا ہوا تھا۔) اور پھر شام کی طرف اشارہ کیا۔

عوانہ کہتے ہیں کہ مصعب نے بصرے میں خطبے کے وقت اہل بصرہ کو مخاطب کر کے کہا کہ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنے حاکموں کے نام رکھ لیا کرتے ہو اور اس لیئے میں نے پہلے ہی سے اپنا نام قصاب رکھا ہے۔

اسی سال مصعب نے مختار کی طرف رخ کیا اور اسے قتل کیا۔

مصعب کے مختار پر حملہ کرنے اور مختار کے قتل ہونیکا بیان

جب شبث بصرہ میں مصعب کے پاس آیا تو اس کی یہ حالت تھی کہ ایک خچر پر سوار تھا اس کی دم اور کان کے کنارے قطع کر دئے تھے۔ اپنی قبا کو بھی چاک کر دیا تھا اور پکار رہا تھا یا غوثاہ۔ یا غوثاہ (میری فریاد رسی کیجئے۔ میری فریاد رسی کیجئے) مصعب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا ہوا ہے اور اپنی فریاد رسی چاہتا ہے اور اس کی یہ حالت ہے کہ قبا پھٹی ہوئی ہے اور اسی طرح اس کے خچر کی دم اور کان کاٹ لئے ہیں۔ مصعب نے کہا بے شک یہ شبث بن ربعی ہے اس کے سوا اور کوئی یہ ہیئت نہیں بنا سکتا اسے اندر بلا لو۔ شبث اندر آیا۔ کوفے کے اور سر برآوردہ اشخاص بھی مصعب کے

پاس آئے۔ اپنے آنے کا حال بیان کیا مصیبت کی داستان سنائی اور کہا کہ ہمارے ہی غلام اور آزاد غلام ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ اب آپ ہماری اعانت کیجئے اور ہمارے ساتھ مختار پر فوج کشی کیجئے ؛

محمد بن الاشعث بن قیس بھی مصعب کے پاس آئے۔ یہ کوفے کی جنگ میں موجود نہ تھے بلکہ اس وقت اپنے قصر واقع طیزن آباد میں جو قادسیہ کے قریب ہے مقیم تھے۔ جب اہل کوفہ کی ہزیمت کی انھیں اطلاع ہوئی تو بھاگ کر نکل جانے کا ارادہ کیا۔ مختار نے دریافت کیا کہ محمد بن الاشعث کہاں ہے؟ اس پر لوگوں نے ان کے مکان کا پتہ دیا۔ مختار نے عبداللہ بن قراد الخثعمی کو سو سواروں کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ فوجی دستہ ان کی طرف چلا تو انھیں بھی خبر ہوگئی کہ دشمن سر پر آپہنچا ہے۔ فوراً بلے آب و گیاہ جنگل میں مصعب کی طرف جانے کا قصد کر کے نکل کھڑے ہوے اور مصعب سے جا ملے۔ اور انھیں مختار کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارا مصعب نے ان کے مرتبے اور علو شان کی وجہ سے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ مختار نے فوج بھیجکر محمد بن الاشعث کے محل کو منہدم کرا دیا ؛

جب مصعب کے جھنڈے کے نیچے ایک بڑی جماعت جمع ہوگئی انھوں نے کوفے پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا مگر محمد بن الاشعث سے کہا میں اس وقت تک کوچ نہیں کرونگا جب تک کہ مہلب بن ابی صفرہ نہ آجائیں گے ؛

مہلب مصعب کی طرف سے فارس کے گورنر تھے۔ مصعب نے انھیں لکھا کہ تم میرے پاس آؤ تاکہ ہماری کارروائیوں میں شریک رہو۔ کیونکہ ہم کوفے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ مہلب اور اس کے ساتھیوں نے آنے میں دیر کی۔ اور چونکہ وہ لڑائی میں جانا نہ چاہتے تھے اس لیئے خراج کے وصول کرنے کا بہانہ کر دیا۔ مصعب نے محمد بن الاشعث کو کچھ وعدے وعید کر کے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ خود جا کر مہلب کو لے آئیں۔ اور ان سے یہ کہدیں کہ میں بغیر تمہارے آئے جنگ کے لیئے نہیں نکلوں گا ؛

محمد بن الاشعث مصعب کا خط لے کر مہلب کے پاس آے۔ جب مہلب نے خط پڑھا تو محمد سے طنزاً کہا کہ کیا تمھیں کو قاصد بن کر آنا چاہئے تھا مصعب کو تمھارے سوا کوئی اور قاصد ہی نہیں ملا۔ محمد بن الاشعث نے کہا کہ میں ہرگز کسی شخص کا قاصد نہیں ہوں۔ مگر کیا کہا جائے حالت یہ ہے کہ ہمارے ہی غلام اور آزاد غلاموں نے ہماری آل و اولاد اور عورتوں پر قبضہ کر لیا ہے ؛

غرض الاب مہلب ایک ایسی زبردست جمعیت۔ اس قدر روپیہ اور ساز وسامان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ کسی بصرے والے کو نصیب نہ تھا۔

جب مہلب بصرے میں آئے تو مصعب کے دروازے پر پہنچے تاکہ ان سے ملیں۔ حالانکہ لوگوں کو اندر جانے کی اجازت تھی مگر پھر بھی چونکہ حاجب انھیں پہچانتا نہ تھا اس نے انھیں اندر جانے سے روک دیا مہلب نے اس کے ایک گھونسہ ایسا رسید کیا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی حاجب اسی حالت میں مصعب کے پاس چلا آیا اس کی ناک سے خون جاری تھا مصعب نے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ ایک شخص نے مجھے مارا ہے۔ مگر میں اسے نہیں پہچانتا۔ جب مہلب مصعب کے پاس پہنچ گئے تب حاجب نے پہچانا یہی وہ شخص ہے جس نے مجھے مارا ہے مصعب نے حاجب کو حکم دیا کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔ اس کے بعد مصعب نے لوگوں کو بڑے پل کے پاس چھاونی کے میدان میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلاکر کہا کہ تم کوفہ جاؤ اور جس قدر لوگوں پر تمھارا بس چل سکے انھیں میری جماعت میں شامل کرو۔ اور خفیہ طور پر انھیں ترغیب دو۔ کہ وہ میری بیعت کریں۔ اور مختار کے ساتھیوں سے قطع تعلق کریں۔

عبدالرحمٰن بن مخنف چپکے سے مصعب کے پاس سے چلے آئے اور اپنے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

مصعب نے کوفے کا رخ کیا۔ قبیلۂ بنی تمیم کے عباد بن الحصین الحبطی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر آگے روانہ کیا۔ عمر بن عبیداللہ بن معمر کو اپنے میمنے پر اور مہلب بن ابی صفرہ کو اپنے میسرے پر سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ مالک بن مسمع کو قبیلہ بکر بن وائل کے دستے پر۔ مالک بن منذر کو قبیلہ عبدقیس کے دستے پر۔ احنف بن قیس کو بنی تمیم کے دستے پر۔ زیاد بن عمر الازدی کو قبیلۂ ازد کے دستے پر اور قیس بن ہیثم کو اہل نجد کے دستے پر سردار مقرر کیا۔

جب مختار کو ان واقعات کی خبر پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں میں خطبہ پڑھنے کھڑا ہوا۔ حمد وثنا کے بعد اس نے کہا کہ اے کوفے والو۔ اے دین والو۔ صداقت اور کمزوروں کے مددگارو۔ اور اے رسول اور آل رسول کے حامی گروہ۔ تم نے ان باغیوں کو بھگا دیا جنھوں نے تم سے سرکشی کی وہ اپنے ہی ایسے فاسقوں کے پاس آئے اور انھیں تمھارے خلاف ابھار کر لائے ہیں تاکہ حق مٹ جائے اور باطل کو عروج ہو۔ اور اللہ کی جماعت بدل جائے۔ خدا کی قسم اگر تم لوگ ہلاک ہو گئے تو اللہ تعالےٰ کی پرستش صرف اس طرح ہو گی کہ اس پہ بہتان لگائے

جائیں گے اور اس کے رسول کے اہل بیت پر لعن وطعن کیا جائے گا۔ اس لیئے تم فوراً احمر بن شمیط کے ساتھ میدان جنگ میں جانے کے لیئے مستعد ہو جاؤ۔ کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر تم ان سے لڑو گے تو انشاء اللہ تم انھیں ہلاک کر دو گے جس طرح عاد اور ارم ہلاک ہو گئے۔

احمر بن شمیط جنگ کے لیئے آمادہ ہوا اور مقام حمام اعین پر فوج ترتیب اور جمع کیگئی مختار نے ان تمام سرداران فوج کو بلایا جو ابن الاشتر کے ساتھ تھے اور اسی ترتیب سے انھیں احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ سردار ابن الاشتر سے علحدہ ہو چکے تھے کیونکہ انھوں نے دیکھ لیا تھا کہ ابراہیم ابن الاشتر مختار کی سیادت کی مطلقاً پروانہ کرتا تھا۔ مختار نے ان سرداروںکو ایک زبردست لشکر کے ساتھ ابن شمیط کے ہمراہ روانہ کیا۔

احمر بن شمیط جنگ کے لیئے روانہ ہوا اور انھوں نے مقدمۃ الجیش پر ابن کامل الشاکری کو روانہ کیا۔ ابن شمیط چلتے چلتے چشمۂ ہذار پر اتر پڑا۔ دوسری سمت سے مصعب بھی آگئے اور اسی کے قریب خیمہ زن ہو گئے۔ دونوں سرداروں نے اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے۔ احمر بن شمیط نے اپنے میمنے پر عبداللہ بن کامل الشاکری کو۔ میسرے پر عبداللہ بن وہب بن نضلۃ الجشمی کو۔ سواروں پر رزین عبد السلولی کو اور پیدل سپاہ پر کثیر بن اسمٰعیل الکندی کو جو جنگ خازر میں ابن الاشتر کے ہمراہ تھا سردار مقرر کیا۔ اسی طرح کیسان ابی عمرہ عرمینہ کے آزاد غلام کو موالیوں کی جماعت کا افسر مقرر کیا۔

عبداللہ بن وہب بن انس الجشمی میسرے کا سردار ابن شمیط کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ غلام اور موالی شدید جنگ کے موقعے پر ثابت قدم رہنے والے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بڑی تعداد سواروں کی ہے آپ یا پیادہ ہیں آپ انھیں حکم دیں تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ گھوڑوں سے اتر پڑیں۔ اس لیئے کہ جو آپ کریں گے انھیں اس کی ضرور متابعت کرنا پڑے گی کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر نیزہ اور شمشیر سے ان پر سخت حملہ کیا گیا تو وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر میدان جنگ سے پرندوں کی طرح اڑ جائیں گے۔ اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ البتہ اگر آپ نے انھیں پا پیادہ کر دیا تو پھر انھیں ثابت قدم رہکر لڑنے کے سوا چارہ کار نہ ہوگا۔ چونکہ موالیوں کے ہاتھوں انھیں کوفے میں تکلیف اٹھانا پڑی تھی اس لیئے یہ ان سے عداوت رکھتے تھے اور اب یہ تدبیر اس لیئے کی تھی کہ اگر یہ پیدل ہو جائیں گے تو ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ ابن شمیط نے اس رائے پر بدگمانی نہیں کی بلکہ یہی خیال کیا کہ اس میں اسی کی خیر خواہی ہے۔

اور اس ترکیب کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ گروہ استقلال سے جنگ کرے ؛

چنانچہ اس نے اس جماعت کو مخاطب کرکے کہا کہ اے آزاد شدہ غلامو میرے ساتھ تم بھی گھوڑوں سے اتر کر جنگ کرو۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ پاپیادہ ہو گئے۔ اور ابن شمیط اور اس کے علم کے سامنے پاپیادہ ہو کر چلنے لگے۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو اپنے رسالے کا افسر مقرر کیا تھا۔ عباد ابن شمیط اور ان کے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کو کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت اور امیر المومنین عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیئے دعوت دیتے ہیں۔ فریق مخالف نے کہا کہ ہم تمہیں کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت اور امیر مختار کے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دیتے ہیں تاکہ ہم آل رسول میں سے کسی شخص کو باہم مشورے سے امیر مقرر کرلیں۔ اگر کوئی اور شخص اس بات کا مطالبہ کرے گا کہ وہ آل رسول پر حکمرانی کرے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ہم اس کے خلاف جہاد کریں گے ؛

عباد مصعب کے پاس واپس آئے اور جو کچھ پیش آیا تھا اس سے انہیں آگاہ کیا۔ مصعب نے انہیں حکم دیا کہ واپس جاؤ اور دشمنوں پر حملہ کرو۔ عباد نے ابن شمیط اور ان کی فوج پر حملہ کر دیا مگر ان میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ اس کے بعد وہ پھر اپنی جگہ پر پلٹ آئے ؛

مہلب نے ابن کامل پر حملہ کیا۔ ابن کامل کی فوج میں ایسی برہمی پڑی کہ کوئی نظام قائم نہیں رہا۔ اور صفیں آپس میں مختلط ہو گئیں۔ ابن کامل گھوڑے سے اتر پڑا ؛

مہلب ان کی جانب سے پلٹ آئے اور پھر اپنی جگہ آکر کھڑے ہو گئے۔ اور ان کے ساتھی بھی تھوڑی دیر تک اپنی اپنی جگہ چپ کھڑے رہے۔ پھر مہلب نے اپنے فوج والوں کو ایک فیصلہ کن حملہ کرنے کا حکم دیا اور انہیں بتا دیا کہ تمہارا دشمن تمہاری شجاعت کا مزا چکھ چکا ہے کیونکہ ان میں سخت بدنظمی پڑ چکی تھی۔ مہلب کی فوج نے اس مرتبہ ایسا شدید حملہ کیا کہ ابن کامل کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مگر خود ابن کامل ہمدان کے کچھ لوگوں کے ساتھ برابر اپنی جگہ جما رہا اب مہلب نے اپنا قومی لقب لوگوں کو سنانا شروع کیا کہ میں بنی شاکر کا جوانمرد ہوں، میں بنی شبامہ کا بہادر ہوں، میں بنی ثور کا نوجوان ہوں اور اس کے تھوڑے ہی دیر بعد ابن کامل کی فوج کو شکست ہو گئی ؛

عمر بن عبید اللہ بن معمر نے عبداللہ بن انس پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر لڑنے کے بعد پھر

اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد تمام فوج نے ابن شمیط پر حملہ کر دیا۔ ابن شمیط لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ میدان جنگ میں کام آیا۔ اب اس کے گروہ نے ایک دوسرے سے پکار کر کہا کہ اے بجیلہ وخثعم کے گروہ استقلال اور ثابت قدمی سے جمے رہو۔ دوسری جانب سے مہلب نے بلند آواز سے ان سے کہا کہ اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ تم کیوں خواہ مخواہ اپنی عزیز جانوں کو ان غلاموں کے (ساتھ) ورطۂ ہلاکت میں ڈال رہے ہو (خدا تمھاری کوششوں کو کبھی بارآور نہ ہونے دے)۔

پھر اس نے اپنی فوج کی طرف دیکھ کر کہا کہ خدا کی قسم آج موت نے میری ہی قوم میں اپنی گرماگرمی ظاہر کی ہے۔

اب رسالے نے ابن شمیط کی پیدل سپاہ پر حملہ کر دیا۔ پیدل سپاہ بے ترتیبی سے پسپا ہوگئی اور بیابان کی سمت اس نے راہ فرار اختیار کی۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو سالہ دیکران کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جو قیدی تمھارے ہاتھ لگے اس کی گردن مار دینا اسی طرح مصعب نے محمد بن الاشعث کو بھی اہل کوفہ کے رسالے کے بڑے دستے کے ساتھ جنھیں مختار نے اس سے پہلے شکست دی تھی ابن شمیط کی فوج کے تعاقب میں روانہ کیا اور کہا کہ اب موقع ہے کہ تم اپنا بدلہ لے لو۔

ہزیمت خوردہ فوج کے لیئے یہ لوگ بصرے والوں سے بھی زیادہ سخت تھے جس شخص کو پکڑتے تھے فوراً اسے قتل کر ڈالتے تھے اور کوئی ایسا قیدی نہ تھا جسے انھوں نے معاف کیا ہو۔ اس فوج میں سے سوائے چند سواروں کے اور کوئی نہ بچ سکا۔ اور پیدل سپاہ تو تقریباً بالکل تباہ ہوگئی۔

معاویہ بن قرۃ المزنی کہتے ہیں کہ ہزیمت خوردہ فوج کے ایک سپاہی تک میں پہنچ گیا اور میں نے اپنے برچھے کی انی اسکی آنکھ میں بھونک دی اور اس کی آنکھ کو انی سے ہلانے لگا۔ جب اس سے میں نے کہا کہ تم نے بھی ایسا ہی کیا ہے تو کہنے لگا کہ بیشک ان لوگوں کا خون ہمارے لیئے ترک اور دیلم کے خون سے بھی زیادہ حلال ہے۔ معاویہ بن قرۃ بصرے کے قاضی تھے۔

مصعب خود روانہ ہوئے۔ اور جس جگہ اب واسط القصب واقع ہے اس مقام سے انھوں نے دریا کو عبور کیا (شہر واسط اس وقت موجود نہ تھا۔ اس واقعے کے کچھ عرصے بعد

آباد کیا گیا ہے۔) پھر بیابان کو طے کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد مصعب نے پیدل سپاہ اسکے ساز وسامان اور ضعیف العمر لوگوں کو کشتیوں میں سوار کر دیا۔ اور دریائے خرشاذ سے ہوتے ہوئے دریائے قوسان کو عبور کیا اور اسی دریا کے راہ سے دریائے فرات میں آپہنچ گئے ۔

اہل بصرہ جب کشتیاں چلا رہے تھے تو یہ شعر پڑھتے جاتے تھے :-

عودنا المصعب جر القلس والزنبريات الطوال القعس

(ترجمہ) مصعب نے ہمیں لانبے کوزہ پشت جہازوں کے اور ان کی رسی کے کھینچنے کا عادی بنا دیا۔

جب ان عجمیوں کو جو مختار کے ساتھ تھے اپنے بھائیوں کی مصیبت کا علم ہوا جو انھیں ابن شمیط کے ساتھ پیش آئی تھی تو کہنے لگے کہ ایں بار دروغ گفت۔ یعنی اس مرتبہ تو جھوٹ کہا۔

عبدالرحمن بن ابی عمیر الثقفی کہتے ہیں کہ میں اس وقت مختار کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب اسے اپنی فوج کی ہزیمت کی خبر پہنچی۔ مختار میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ یہ غلام اس طرح قتل کر ڈالے گئے جس کی نظیر سے میرے کان آشنا نہیں۔ پھر اس نے بتایا کہ ابن شمیط اور ابن کامل اور فلاں فلاں شخص بھی مارے گئے۔ پھر اہل عرب کے چند بہادروں کے نام لیئے جو اس جنگ میں کام آئے تھے۔ اور کہنے لگا کہ بخدا ان میں سے ہر ایک ایک بڑی جماعت سے بھی بہتر تھا۔ اس پر میں نے کہا کہ بیشک یہ تو ایک مصیبت ہے جو آپ پر نازل ہوئی۔ مختار نے کہا کہ موت سے تو چارہ نہیں اور ابن شمیط جس طرح میدان جنگ میں بہادروں کی موت مرے ہیں اس موت سے زیادہ اور کوئی موت مجھے محبوب نہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ اسی طرح اپنی جان دوں ۔

راوی کہتے ہیں کہ مختار کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوگیا کہ اس نے اپنے دل سے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اپنے حصول مقصد کے لیئے آخر دم تک لڑتا رہے گا ۔

جب مختار کو معلوم ہوا کہ دشمن ان کی جانب گھوڑوں اونٹوں کشتیوں پر چلا آرہا ہے تو وہ خود بھی مقابلے کے لیئے آگے بڑھے۔ اور مقام سلحین پر آکر اپنے ڈیرے ڈال دیئے اس مقام کو دیکھکر معلوم ہوگیا کہ یہ مختلف دریاؤں کا سنگم ہے۔ اس مقام پر دریائے حیرۃ۔ دریائے سلحین۔ دریائے قادسیہ۔ دریائے برسف فرات کسے ملتے تھے۔ مختار نے اسی سنگم پر ایک بند بنا کر دریائے فرات کا پانی روک دیا۔ اور اس طرح فرات کا تمام پانی ان معاون دریاؤں میں چڑھ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بصرے والے جو کشتیوں میں سوار ہوکر

چلے آ رہے تھے ان کی کشتیاں کیچڑ میں پھنس گئیں۔ بصرے والوں نے یہ حالت دیکھ کر کشتیاں چھوڑ دیں اور پا پیادہ کوچ کرنا شروع کیا۔ ان کا رسالہ ان کے آگے دریائے فرات کے اس بند تک پہنچ گیا اور اسے منہدم کر کے کوفے کی طرف اس نے اپنی باگیں اٹھا دیں۔

مختار کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ بھی مقابلے کے لیئے آگے بڑھا۔ اور مقام حروراء میں اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ اور اہل بصرہ اور کوفہ کے درمیان مورچے باندھ لیئے۔ مختار نے اپنے قصر اور مسجد کو مستحکم کر لیا تھا۔ بلکہ اپنے قصر میں وہ تمام سامان بھی مہیا کر رکھا تھا جس کی محاصرہ میں ضرورت پیش آتی ہے۔ مختار نے اپنی غیبت کی وجہ سے عبداللہ بن شداد کو کوفے کا عامل مقرر کر دیا تھا۔

مختار ابھی حروراء ہی میں تھا کہ مصعب آ گئے۔ مختار بھی اُن کے مقابلے کے لیئے نکلا۔ اُس نے اپنے میمنے پر سُلیم بن یزید الکندی کو۔ میسرے پر سعید بن منقذ ہمدانی ثوری کو سردار مقرر کیا۔ اور (باڈی گارڈ) شخصی محافظتی دستے کا عبداللہ بن قراد الخثعمی سردار تھا۔ اسی طرح مختار نے اپنے رسالے پر عمر بن عبداللہ النہدی کو اور پیدل فوج پر مالک بن عمر النہدی کو سردار مقرر کیا۔

دوسری جانب مصعب نے اپنے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ۔ اور میسرے پر عمر بن عبداللہ بن معمر التیمی کو۔ سواروں پر عباد بن حصین الحبطی کو اور پیدل سپاہ پر مقاتل بن مسمع البکری کو سردار مقرر کیا۔ خود مصعب گھوڑے پر سے اتر آئے اور اپنی کمان کو ٹیک ٹیک کے چلنے لگے مصعب نے اہل کوفہ پر محمد بن الاشعث کو امیر مقرر کیا تھا۔ اب محمد بھی میدان جنگ میں آ گئے اور مصعب اور مختار کے درمیان داہنی جانب مغرب رویہ ایک جگہ جم گئے۔

جب مختار نے میدان جنگ کا یہ نقشہ دیکھا تو اس نے بصرے والوں کے ہر ایک فوج پر اپنے ایک ایک سردار کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ سعید بن منقذ کو جو میسرہ کا سردار تھا قبیلۂ بنی بکر بن وائل کے دستے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مالک بن مسمع البکری اس دستے کا سردار تھا عبدالرحمٰن بن شریح الشامی اپنے افسر بیت المال کو قبیلۂ عبدالقیس پر جس کا سردار مالک بن المنذر تھا عبداللہ بن جعدۃ القرشی ثم المخزومی کو اہل نجد پر جس کا سردار قیس بن الہیثم السلمی تھا مسافر بن سعید بن نمران الناعطی کو قبیلۂ ازد پر جس کا سردار زیاد بن عمرو العتکی تھا سلیم بن یزید الکندی اپنے میمنے کے افسر کو قبیلۂ بنی تمیم پر جس کے سردار احنف بن قیس تھے۔ اسی طرح سائب بن

مالک الاشعری کو محمد بن الاشعث پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خود مختار اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور آپس میں بھڑ گئیں ؛

سعید بن منقذ اور عبد الرحمٰن بن شریح بکر بن وائل اور بنی عبد القیس کے دستوں پر حملہ کر رہے تھے۔ (یہ دونوں قبیلے مصعب کی فوج کے میسرے میں متعین تھے۔ اور عمر بن عبد اللہ بن معمر ان پر سردار تھے) بنی ربیعہ نے ان سے شدید جنگ کی اور نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ سعید بن منقذ اور عبد الرحمٰن بن شریح کی یہ حالت تھی کہ جب حملہ کرتے تھے تو منھ پھیرنے کا نام نہ لیتے تھے۔ اور جب ایک حملہ کرتا اور واپس آجاتا تو دوسرا اس کی جگہ حملہ کر دیتا۔ اور بسا اوقات دونوں ایک ساتھ حملہ کرتے تھے ؛

لڑائی کی یہی حالت قائم تھی۔ مصعب نے مہلب سے کہلا بھیجا کہ اب کیا انتظار کر رہے ہو کیوں نہیں اپنی مدمقابل فوج پر حملہ کر دیتے کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آج صبح سے ہمارے ان دو فوجی دستوں کو جنگ کا کس قدر بار اٹھانا پڑا ہے اپنی فوج کے ساتھ حملہ کرو۔ مہلب نے کہا کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے اہل کوفہ کے خوف سے میرا یہ ارادہ تھا کہ میں بنی ازد اور تمیم کو تاوقتیکہ موقع نہ دیکھ لوں مفت میں نہ کٹوا ڈالوں ؛

مختار نے عبد اللہ بن جعدہ کو حکم بھیجا کہ تم ان لوگوں پر جو تمھارے مقابل صف بستہ ہیں حملہ کرو۔ عبد اللہ نے اہل نجد پر حملہ کیا، ان کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ اور انھیں اتنا پیچھے ہٹایا کہ وہ مصعب تک پہنچ گئے۔ مصعب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ (وہ کبھی میدان جنگ سے بھاگتے نہ تھے بلکہ بدستور اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تیر اندازی کرتے رہے) ان کی فوج کے اکثر لوگ ان کے قریب ہی گھوڑوں سے اتر پڑے اور تھوڑی دیر تک اسی مقام پر جنگ ہوتی رہی۔ پھر دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہو گئے ؛

مہلب کے تحت میں پیدل سپاہ کے دو کثیر التعداد دستے اور سوار بھی تھے مصعب نے ان سے کہلا بھیجا کہ تم کیسے بزدل ہو کہ حملہ کرنے میں انتظار کر رہے ہو ؛

تھوڑی ہی دیر بعد مہلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ دوسرے لوگ آج صبح سے جنگ کر رہے ہیں اور تم لوگ کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہو۔ ہمارے دوسرے ساتھی نہایت خوبی سے لڑے ہیں بس اب تم پر (اس) معاملہ کا مدار ہے حملہ کرو۔ اللہ سے اعانت طلب کرو اور ثابت قدم رہو ؛

مہلب اور اس کی فوج نے اپنے مقابل لوگوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ پیچھے اڑا دیا اور میدان کو ان سے صاف کر دیا۔

عبداللہ بن عمر الہندی جو جنگ صفین میں بھی شریک تھے کہنے لگے کہ اے اللہ میں اسی عقیدے پر قائم ہوں جیسا کہ میں جنگ صفین میں پنجشنبہ کی شب تھا۔ میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں جو میدان جنگ سے پیچھے ہٹ گئے۔ اور اپنے ساتھیوں کو چھوڑ اسی طرح مجھے مصعب کے طرفداروں سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد شمشیر زنی کرتے رہے۔ اور مارے گئے۔

مالک ابن عمر ابو نمران النہدی پیدل سپاہ کے سردار تھے انکے پاس ان کا گھوڑا لایا گیا۔ اور وہ سوار ہوئے۔ اس وقت تک مختار کی فوج شدید ترین نقصان اٹھا چکی تھی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک جھاڑی ہے جس میں آگ لگی ہوئی ہے۔ جب مالک گھوڑے پر سوار ہوئے تو کہنے لگے کہ میں اب سوار ہو کر کیا کروں۔

خدا کی قسم اپنے گھر میں مرنے سے مجھے یہاں مرنا زیادہ محبوب ہے کہاں ہیں۔ دور اندیش لوگ! اور کہاں ہیں صبر و استقامت والے یہ سن کر پچاس آدمی ان کی طرف چلے اب شام کا وقت ہو گیا تھا۔ اس جماعت نے محمد بن الاشعث کے ہمراہیوں پر حملہ کیا۔ اور محمد بن الاشعث اپنے تمام ہمراہیوں سمیت وہیں مارے گئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مالک ہی نے محمد بن الاشعث کو قتل کیا۔ ابو نمران بھی محمد بن الاشعث کے پہلو ہی میں مقتول پایا گیا۔ بنی کندہ کا دعویٰ ہے کہ عبدالملک بن اشاۃ الکندی نے ابو نمران کو قتل کیا۔

جب مختار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ محمد بن الاشعث کی لاش پر گزرا تو اس نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے انصار کے گروہ ان مکار لومڑیوں پر حملہ کرو چنانچہ انھوں نے حملہ کیا۔ اور عبدالملک بن اشاۃ الکندی مارا گیا۔ بنی خثعم کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہ بن قراد نے ابن اشاۃ کو قتل کیا ہے۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ عوف ابن عمر الجشمی اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ ان کے قبیلہ کے ایک آزاد غلام نے ابن اشاۃ کو قتل کیا۔ اسی طرح چار مختلف اشخاص نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم نے ابن اشارۃ کو قتل کیا ہے۔

سعید بن منقذ کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور وہ اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ نبرد آزمائی کرتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے ۔

اسی طرح سلیم بن یزید الکندی نوے آدمیوں کی جماعت کے ساتھ جس میں اسکے خاندان اور دوسرے قبیلے کے بھی لوگ تھے شمشیر زنی کرتا رہا۔ اور وہ بھی مارے گئے ۔

مختار شبث کی سڑک کے سرے پر لڑتا رہا۔ گھوڑے پر سے اتر پڑا اس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا اور تمام رات لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے دشمن پیچھے ہٹ گئے۔ اس رات مختار کے ساتھیوں میں کئی شجاع اور بہادر شخص میدان جنگ میں کام آئے۔ ان میں عاصم بن عبداللہ الازدی۔ عیاش بن خازم الہمدانی الثوری اور احمر بن ہدیج الہمدانی الفائشی بھی تھے ۔

اسی رات کو بنی ہمدان نے پکار کر کہا کہ اے ہمدان کے گروہ دشمن سے آگے بڑھ کر مقابلہ کرو۔ اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت شدید جنگ کی جب دشمن مختار سے پیچھے ہٹ گیا تو اس کے ساتھیوں نے عرض کی کہ اے امیر دشمن پسپا ہو گیا ہے۔ اب آپ بھی اپنے محل میں تشریف لے جائیں۔ مختار نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں اس لیئے گھوڑے سے نہیں اترا تھا کہ واپس اپنے محل کو جاؤں گا۔ مگر اب جب کہ خود دشمن ہی پیچھے ہٹ گیا ہے تو بہتر ہے اللہ کا نام لے کر ہمارے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر چلو۔ مختار اپنے محل واپس چلا آیا ۔

سائب بھی مصعب ابن زبیر کے ہمراہ لڑائی میں آیا تھا۔ قبیلۂ بنی وہیل کے ورقاء التخعی نے اسے قتل کیا ۔

ہند بنت المتکلفۃ الناعطیۃ ایک عورت تھی جس کے مکان میں تمام غالی شیعہ جمع ہوتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔ اسی طرح لیلیٰ بنت قمامۃ المزنیہ کے مکان میں بھی شیعہ جمع ہوتے تھے اس کا بھائی رفاعۃ بن قمامۃ اگرچہ شیعان علیؓ میں سے تھا مگر غالی نہ تھا اور اسوجہ سے لیلیٰ اسے اچھا نہیں سمجھتی تھی۔ ابو عبداللہ الجدلی اور یزید بن شراحیل نے دونوں عورتوں کے غلو کی حالت سے ابن حنفیہ کو اطلاع دی۔ اور اسی طرح ابوالاحراس المرادی بشطین اللیثی اور ابوالحارث الکندی کی بھی شکایت کی۔ اس پر ابن حنفیہ نے یزید بن شراحیل کے ہاتھ ایک خط شیعان کوفہ کے نام لکھا۔ جس میں انھیں ان لوگوں سے ڈرایا۔ اور وہ خط یہ ہے :۔

"یہ خط محمد بن علی کی طرف سے ہمارے ان شیعوں کے نام بھیجا جاتا ہے جو کوفہ میں ہیں

تمھیں چاہیئے کہ مجالس اور مساجد میں جمع ہو کر خفیہ اور علانیہ اللہ کو یاد کرو۔ اور مومنین کے علاوہ کسی کو اپنا ہمراز نہ بناؤ اگر تمھیں اپنی جانوں کا خوف ہو تو تمھیں اپنے دین و مذہب کے لیئے جھوٹے وعیداروں سے خوف کرنا چاہیئے۔ نماز روزے پر مداومت کرو۔ اور اللہ کو پکارتے رہو۔ اور یقین جانو کہ مخلوقات میں کوئی ایسا نہیں جو سوائے حکم ربانی کے کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکے۔ ہر شخص اپنے اعمال میں گرفتار ہے۔ اور ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں پڑیگا۔ اللہ تعالےٰ ہر شخص سے اس کے اعمال کا حساب لے گا۔ پس تمھیں چاہیئے کہ اچھے کام کرو۔ اور نیکیوں کو اپنے لیئے پہلے سے بھیج دو۔ اور غافل نہ بنو۔ والسلام علیکم"۔

جب جنگ حرورہ کے لیئے لوگ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن نوف بھی ہند بنت المتکلفہ کے گھر سے یہ کہتے ہوے نکلا" بدھ کے دن آسمان بلند ہوگا۔ اور موت دشمنوں کی شکست کے ساتھ اترے گی۔ پس اللہ کا نام لے کر حرورا کی طرف بڑھو"۔ جب میدان جنگ آراستہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی تو عبداللہ بن نوف کے چہرے پر ایک زخم آیا۔ اور لوگ شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ عبداللہ بن شریک النہدی ابن نوف سے ملاوہ پہلے سے ان کے فخریہ مقولہ کو سن چکا تھا۔ عبداللہ بن شریک نے ابن نوف سے کہا کہ کیا تم نے ہمارے سامنے یہ دعوے نہیں کیا تھا کہ ہم اپنے دشمن کو بھگا دیں گے؟ ابن نوف نے کہا کہ تم نے کلام اللہ میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے؟۔

صبح کو مصعب اپنے ہمراہیوں کو لے کر جن میں بصرے اور کوفے والے سب شریک تھے سیبختہ کی طرف چلے۔ جب مہلب کے پاس آئے تو مہلب نے ان سے کہا کہ اگر محمد بن الاشعث نہ مارے جاتے تو یہ فتح آپ کو نہایت ہی خوش آیند ہوتی۔ مصعب نے کہا کہ بے شک تم ٹھیک کہتے ہو اللہ تعالےٰ محمد پر اپنا رحم نازل کرے۔ یہ کہتے ہی مصعب آگے بڑھے اور پھر مہلب کو مخاطب کر کے کہا کہ عبیداللہ بن علیؓ مارے گئے۔ مہلب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مصعب نے کہا یہ وہ شخص تھے کہ کاش وہ زندہ ہوتے اور ہماری اس فتح کی خوش خبری سنتے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم انھیں اپنے اوپر ترجیح دیتے اور جو اقتدار ہمیں حاصل ہے اس کے وہی مستحق ہوتے۔ کیا تم ان کے قاتل کو جانتے ہو۔ مہلب نے کہا میں نہیں جانتا۔ مصعب نے کہا کہ اس شخص نے انھیں قتل کیا ہے جو اپنے کو شیعان علی میں سے کہتا ہے۔ مگر پھر بھی

جان بوجھ کے انھیں قتل کر ڈالا۔

مصعب سنجہ پہنچے اور اپنے دشمنوں پر پانی اور رسد کی بہم رسانی مسدود کردی مصعب نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کو ایک سمت روانہ کیا اور انھوں نے مقام کناسہ پر مورچے لگائے۔ اسی طرح عبدالرحمٰن ابن مخنف بن سلیم کو بنی سبیع کے قبرستان کی طرف بھیجا۔ مصعب نے ان سے کہا کہ جو کام تمھارے تفویض کیا گیا تھا اسے تم نے اچھی طرح انجام نہیں دیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے دو قسم کے لوگ دیکھے ایک تو وہ جو آپ کی طرف مائل تھے وہ تو آپ کے ساتھ ہو گئے دوسرے وہ جو مختار کی رائے کو اچھا سمجھتے ہیں انھوں نے مختار کو نہیں چھوڑا اور نہ وہ کسی اور شخص کو ان سے بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر میں تو آپ کے یہاں آنے تک اپنے مکان ہی میں مقیم رہا مصعب نے کہا بیشک تمھارا بیان درست ہے۔

مصعب نے عباد بن الحصین کو بنی کندہ کے قبرستان کی طرف زجر ابن قیس کو بنی مراد کے قبرستان اور عبیداللہ بن الحر کو صائدیین کے قبرستان کی طرف روانہ کیا۔ ان تمام سرداروں نے مختار اور ان کی فوج پر پانی اور رسد کو بند کر دیا۔ اس وقت مختار اور اس کے ہمراہی مختار کے محل میں محصور تھے۔ عبیداللہ بن الحر صائدیین کے قبرستان میں مختار کے رسالے سے جنگ میں مصروف تھے۔ کبھی وہ مختار کے رسالے کو پیچھے ہٹا دیتے تھے اور کبھی مختار کا رسالہ انھیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ عبیداللہ اپنے رسالے کے پیچھے رہتے اور اپنے سواروں کو بچاتے بچاتے عکرمہ کے مکان تک ہٹ آتے اور پھر جوابی حملہ کرکے اپنے مقابل کے رسالے کو صائدیین کے قبرستان تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے۔ عبیداللہ کے رسالے والے سقاؤں کی مشکیزوں پر قبضہ کر لیتے اور بھشتیوں کو پکڑ کر انھیں زدوکوب کرتے۔ کیونکہ یہ لوگ مختار کی فوج کو پانی پہنچاتے تھے اور مختار کی فوج والے شدت ضرورت کی وجہ سے ایک مشک کے عوض ایک دینار یا دو دینار ادا کرتے تھے۔

ایسا بھی ہوتا تھا کہ مختار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ محل سے نکلکر دشمن سے معمولی سی جھڑپ کرکے کوئی سخت نقصان پہنچائے بغیر واپس چلا جاتا تھا۔ جب کبھی مختار کا رسالہ حملہ کرنے کے لیے نکلتا تو مکانات کی چھتوں پر سے اُن پر پتھر اور کیچڑ پھینکی جاتی۔ اور اس طرح لوگ ان پر دلیر ہو گئے۔ ان کی زندگی عورتوں کی بدولت قائم تھی۔ حالت یہ تھی کہ عورتیں اپنے مکان سے کھانا پانی اور اشیاء لطیفہ کسی چیز سے ڈھانک کر لے کر چلتیں۔ ظاہر اوکھلاتیں کہ وہ نماز کیلیے

بڑی مسجد میں جا رہی ہیں یا کسی اپنے عزیز و اقارب سے ملنے جا رہی ہیں اور جب مختار کے محل کے پاس پہنچتیں تو ان کے لیئے دروازہ کھول دیا جاتا۔ اور جب اپنے عزیز یا خاوند کیلئے وہ کھانا لے جاتیں اس طرح اسے پہنچ جاتا۔

جب اس کی اطلاع مصعب اور ان کے ہمراہیوں کو ہوئی تو مہلب نے جو ان معاملات کا وسیع تجربہ رکھتا تھا یہ تجویز پیش کی کہ ان پر پہرے بٹھا دینے چاہئیں اور کسی شخص کو محل میں جانے نہ دیا جائے۔ تاکہ محصورین اسی طرح تمام ہو جائیں۔

دوسری جانب محصورین کی یہ حالت تھی کہ جب زیادہ پیاس معلوم ہوئی تو کنوئیں کا کھاری پانی ہی پینے لگے۔ یہ دیکھ کر مختار نے حکم دیدیا کہ کنوئیں میں شہد ڈالدیا جائے تاکہ پانی کا مزہ بدل جائے اور پینے کے قابل ہو جائے اس طرح بھی اکثر لوگ سیراب ہو جاتے۔

اب مصعب نے اپنے ہمراہیوں کو محل سے اور زیادہ قریب رہنے کا حکم دیا۔ عباد بن الحصین الحبطی نے مسجد جہینہ کے قریب مورچہ لگائے، عباد دوران جنگ میں لڑتے لڑتے اکثر بنی مخزوم کی مسجد تک پہنچ گیا تھا۔ بلکہ اس قدر قریب پہنچ جاتے تھے جہاں سے ان کی فوج والے مختار کے اُن ہمراہیوں پر جو محل پر دکھائی دیتے تیر اندازی کرتے تھے۔ محل کے نزدیک جو عورت ملتی اس سے اس کا نام پتہ اور منزل مقصود دریافت کرتے۔ ایک ہی دن میں تین عورتیں گرفتار کیں۔ جن میں سے دو بنی شمامہ کے دو شخصوں کی بیویاں تھیں۔ اور ایک بنی شاکر کے کسی شخص کی اہلیہ تھی۔ یہ اپنے خاوند کے پاس جو قصر میں محصور تھے آئی تھیں کھانا بھی ان کے پاس تھا۔ عباد نے انھیں مصعب کے پاس بھیج دیا۔ مصعب نے ان سے کوئی تعارض نہیں کیا اور واپس بھیج دیا۔

زحر بن قیس بھی مصعب کے حکم سے لوہاروں کے محلہ میں جہاں گھوڑے خچر وغیرہ کرایہ پر ملتے تھے مورچہ لگائے ہوئے تھے۔ عبیداللہ بن الحر بلال کے مکان کے قریب ٹھہرے محمد بن عبدالرحمٰن ابن سعید بن قیس اپنے باپ کے مکان کے قریب ٹھہر گئے حوشب بن یزید بصریوں کی گلی میں جو بنی جذیمہ ابن مالک کی شاہراہ عام کے سرے پر واقع ہے مقیم ہوئے مہلب بھی بڑھتے بڑھتے چہار سوخنیس پر اتر پڑے۔ اور عبدالرحمٰن بن مخنف دار السقایہ کی جانب سے آئے۔

بصرے اور کوفے کے کچھ نوجوان جو جنگ کی افتادوں سے بالکل ناواقف تھے

بغیر کسی سردار کے بڑے بازار میں نکل پڑے۔ اور مختار کو ابن دومہ خطاب کرکے پکارنے لگے۔ مختار اپنے قصر پر برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کوفے اور بصرے کا کوئی بڑا معتبر سردار نہیں ہے ورنہ یہ کبھی مجھے اس نام سے نہ پکارتے۔ جب اس نے ان نوجوانوں کے گروہ کی یہ ہئیت اور غیر منتظم حالت دیکھی تو ان کے قتل پر آمادہ ہوگیا اور اپنی فوج کے ایک دستے کو قصر سے باہر نکلکر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مختار کے ساتھ دوسو آدمیوں کی ایک جماعت نے قصر سے نکل کر ان نوجوانوں پر حملہ کیا۔ تقریباً ستّو وہیں کھیت رہے۔ باقی نہایت بے ترتیبی سے کہ ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بھاگے۔ مگر فرات بن حیان العجلی کے مکان تک پہنچتے پہنچتے مختار کے ساتھیوں نے انھیں پھر جالیا۔

ایک شخص قبیلۂ بنی ضبہ کا بصرے کا رہنے والا یحیٰی بن ضمضم نامی تھا۔ اس کے پاؤں اس قدر لانبے تھے کہ جب گھوڑے پر سوار ہوتا تھا تو زمین کو چھو جاتے تھے۔ بڑا سفاک و مہیب تھا کوئی شخص اس کے سامنے نہیں ٹھہرتا تھا۔ اس نے مختار کے اصحاب پر حملہ کردیا۔ جدھر وہ بڑھتا کوئی اس کے سامنے نہ ٹھہرتا۔ مختار نے اسے دیکھا اور حملہ کرکے ایک ہی وار پیشانی پر ایسا لگایا کہ پیشانی اور کاسۂ سر دونوں غائب ہوگئے۔ اور وہ صحن سے زمین پر مردہ ہوکر گر پڑا جب اس جھڑپ کا علم مصعب کے سرداروں کو ہوا وہ چاروں طرف سے بڑھے۔ مختار کے ہمراہیوں میں اتنی طاقت کہاں تھی کہ وہ اس متحدہ قوت کا مقابلہ کرتے۔ مجبوراً انھیں قصر میں واپس جانا پڑا۔

مختار اور ان کے ساتھی قصر میں محصور تھے۔ محاصرہ کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی ایک روز مختار نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ جس قدر محاصرہ طویل ہوگا تمھاری طاقت گھٹتی جائے گی۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ کھلے میدان میں اتر کر دشمنوں سے ایک فیصلہ کن لڑائی لڑلو۔ تاکہ عزت سے ہم اپنی جانیں دیدیں۔ اگر تم لوگ بہادری سے لڑے تو مجھے اب بھی اپنی فتح سے یاس نہیں۔ مگر وہ لوگ کب اس نصیحت پر عمل کرتے وہ تو اور بھی بزدل بن گئے۔ پھر مختار نے کہا کہ خدا کی قسم ہے میں نہ تو کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کروں گا اور نہ خود کو دشمنوں کے سپرد کروں گا۔

عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب نے جب مختار کے اس استقلال اور عزم کو دیکھا تو چپکے سے رسّی کے ذریعے قصر سے اتر آئے اور اپنے بھائی بندوں میں مل گئے اور پوشیدہ ہوگئے

جب مختار کو اپنے ہمراہیوں کی بزدلی اور بے ہمتی کا اچھی طرح علم ہوگیا تو اس نے فیصلہ کرلیا کہ قلعے سے نکل کر دشمن سے آخری جنگ کرے۔ اپنی بیوی ام ثابت بنت سمرۃ ابن جندب الفزاری کے پاس قاصد بھیجا۔ اس نے بہت سی خوشبو بھیجدی۔ مختار نے غسل کیا اپنے سر اور داڑھی میں خوشبو لگائی۔ اور کل انیس جاں نثاروں کے ساتھ جن میں سائب بن مالک الاشعری بھی تھا قلعے سے نکلے۔ یہ وہی شخص ہے جو مختار کے مدائن جانے کے وقت کوفے پر اسکا جانشین بھی ہو چکا تھا ان کی بیوی کا نام عمرۃ تھا جو ابوموسی شعری کی بیٹی تھیں ان کے بطن سے ایک لڑکا بھی تھا۔ جس کا نام محمد تھا۔ یہ لڑکا اس محاصرے کے وقت باپ کے ساتھ قلعے میں موجود تھا جب باپ مارا گیا اور قلعے میں جس قدر لوگ تھے سب گرفتار ہوگئے یہ بچہ بھی ان میں تھا۔ صغرسنی کیوجہ سے چھوڑ دیا گیا۔

جب مختار قلعے سے نکلا تو سائب کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تمھاری کیا رائے ہے۔ سائب نے کہا کہ اصل میں رائے تو آپ کی رائے ہے۔ مختار نے کہا کہ بھلا میری رائے یا ارادہ کوئی چیز ہے۔ یا اللہ کا ارادہ۔ سائب نے کہا کہ حقیقت میں خدا کا ارادہ ارادہ ہے۔ مختار کہنے لگے افسوس ہے تم پر تم بالکل بے وقوف ہو۔ میں بھی عرب ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر اور نجدہ نے یمامہ پر اور مروان نے شام پر اپنا اپنا تسلط جما لیا ہے تو میں بھی بہ حیثیت عرب ہونیکے کسی طرح ان سے کم نہیں تھا۔ میں نے ان ممالک پر قبضہ کرلیا اس لیئے میں بھی انھیں کے مثل تھا البتہ جب اہل بیت رسول کے خون کا بدلہ لینے کی طرف سے عربوں نے خواب خرگوش کی سی بے پروائی کی تو میں نے اس فرض کو بھی انجام دیا۔ اور جو جو لوگ اہل بیت کے قتل میں شریک تھے انھیں ان کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ اسی بنا پر مجھے آج یہ دن دیکھنا پڑا ہے۔ اگر تمھاری نیت خالص ہے تم اپنی خاندانی شرافت کے اعتبار سے جوہر مردانگی دکھاؤ۔ سائب کہنے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں اپنی شرافت کے لیئے لڑ کر کیا کرلونگا۔

مختار کل انیس ۱۹ ہمراہیوں کے ساتھ قلعے سے نکلا اور دشمنوں سے کہنے لگا کہ میں تمھارے پاس چلا آؤں تو کیا تم مجھے امان دوگے؟ مصعب کے ساتھیوں نے کہا کہ صرف اس شرط پر کہ تمھارا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ مختار کہنے لگا کہ میں اپنی قسمت کی باگ کبھی بھی تمھارے ہاتھ میں نہ دونگا۔ یہ کہا اور شمشیر زنی کرتا ہوا مارا گیا۔

مختار نے اپنے ہمراہیوں کو قلعے سے نکل کر لڑنے کے لیئے کہا انھوں نے نہ مانا اس پر

مختار نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں قلعے سے نکل کر دشمن سے لڑتا ہوا کام آجاؤں گا تمہاری کمزوری اور ذلت اور زیادہ ہوگی۔ اگر تم نے اپنے دشمنوں کو اپنی قسمتوں کا حاکم بنا دیا تو تمہارے وہ تمام دشمن جنھیں تمہارے ہاتھوں تکلیف یا صدمہ اٹھانا پڑا ہے تم پر جھپٹ پڑیں گے۔ اور ہر شخص یہ کہے گا کہ فلاں شخص سے میں اپنا بدلہ لوں گا اور اس طرح تم قتل کر ڈالے جاؤگے۔ تم میں سے بقیۃ السیف جب اپنے ہمراہیوں کے اس عبرت انگیز انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اس وقت نادم ہو کر کہیں گے کہ کاش ہم نے مختار کا کہا مانا ہوتا اور اس کی رائے پر عمل کیا ہوتا اگر تم اب میرے ساتھ قلعے سے نکل کر دشمن پر حملہ آور ہوتے ہو تو چاہے فتح ہمیں نصیب ہو پھر بھی یہ کیا کم ہے کہ عزت سے جان دوگے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص بھاگ کر اپنے خاندان میں جا ملے گا تو تمام خاندان والے اسے گھیر لیں گے۔ مختصر یہ ہے کہ کل اسی وقت تم اس قدر ذلیل وخوار ہو جاؤگے کہ روے زمین پر تم سا بے آبرو نہ نکلے گا۔

مختار کا کہا حرف بحرف سچ ہوا۔

بعض لوگوں کا یہ دعوےٰ ہے کہ مختار اسی روز موضع زیاتین کے قریب قتل کیا گیا قبیلۂ بنی حنیفہ کے دو بھائیوں نے اس کے قتل کرنے کا دعوی کیا۔ ایک کا نام طرفہ اور دوسرے کا طرآفا تھا، یہ عبداللہ بن دجاجۃ کے لڑکے تھے۔

مختار کے قتل کے دوسرے دن بجیر بن عبداللہ المسلی اپنی فوج والوں کو مخاطب کرکے کہنے لگے کہ کل مختار نے ایک اچھی رائے دی تھی۔ کاش تم اس کا کہنا مانتے۔ اب اگر آج تم نے خود کو دشمن کے حوالے کردیا تو بھیڑ بکری کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیے جاؤگے۔ اب بھی موقع ہے۔ تلواریں لے کر میدان جنگ میں اتر پڑو۔ آخر دم تک لڑتے رہو اور باعزت موت مرو اس کی کوشش بھی رائگاں گئی۔ فوج نے صاف طور پر کہدیا کہ اگر ہمیں اس مشورہ پر عمل کرنا ہوتا تو اس شخص کا کہا نہ مانتے جو ہمارے نزدیک تم سے کہیں زیادہ واجب الاطاعت تھا۔ اس کے حکم کو جب ہم نے نہ مانا تو ہم تمہاری اطاعت کب کرسکتے ہیں۔

آخر کار اس محصور فوج نے اپنے تئیں مصعب کے حوالے کردیا۔ مصعب نے عباد بن الحصین کو قلعے کی طرف روانہ کیا۔ عباد نے مشکیں بندھوا کر محصورین کو نکالنا شروع کیا۔ عبداللہ بن شداد الجشمی عباد بن الحصین کے سپرد کیا گیا۔ عبداللہ بن قراد نے لڑنے کے لیے لکڑی۔ تلوار وغیرہ تلاش کی مگر کچھ نہ ملا۔ کیونکہ جب یہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو

ایک ندامت سی اس پر طاری ہوگئی۔ بہر حال لوگوں نے ان کی تلوار لے لی۔ اور مشکیں باندھکر اسے بھی قلعے سے باہر نکالا۔

عبدالرحمن بن محمد اس کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا کہ اسے میرے حوالے کردو۔ تاکہ میں اس کی گردن ماروں۔ اس پر عبداللہ بن قراد کہنے لگا اس بات کی قسم کھا کر میں نے تمھارے باپ کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا میں تمھارے دادا کے دین پر نہیں ہوں جو پہلے ایمان لے آئے اور پھر مرتد ہوگئے۔ یہ سنتے ہی عبدالرحمن گھوڑے سے اتر پڑا اور کہا کہ اسے میرے قریب لے آؤ۔ لوگوں نے اس کے قریب کردیا اور عبدالرحمن نے عبداللہ بن قراد کو قتل کرڈالا۔ اس پر عباد ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے اسے قتل کرڈالا۔ حالانکہ اس کے قتل کرنے کا تمھیں حکم نہیں دیا گیا۔

عبدالرحمن عبداللہ بن شداد الجشمی کے پاس آیا جو ایک شریف آدمی تھا اور عباد سے درخواست کی کہ آپ انھیں اس وقت تک قید رکھیئے جبتک کہ خود امیر ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہ کریں۔ عبدالرحمن مصعب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن شداد کو آپ مجھے دیدیں تاکہ میں اسے قتل کرڈالوں کیونکہ میرے باپ کو اس نے قتل کیا تھا۔ مصعب نے انکی درخواست منظور کرلی۔ اور عبدالرحمن نے ابن شداد کی گردن ماردی۔ جب عباد کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگے کہ خدا کی قسم اگر مجھے تمھاری نیت کا علم ہوتا تو میں ابن شداد کو کسی اور کے حوالے کرتا کہ وہ اسے قتل کرڈالے۔ مگر مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم مصعب سے سفارش کرکے انھیں رہائی دلاؤگے۔

عبداللہ ابن شداد کا بیٹا بھی سامنے لایا گیا۔ اس کا نام بھی شداد تھا اور سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے موئے زیر ناف چونے وغیرہ سے گرا رکھے تھے، عباد نے حکم دیا کہ دیکھا جائے کہ آیا یہ بالغ ہے یا نہیں لوگوں نے کہہ دیا کہ ابھی بچہ ہے۔ اور اس طرح اس کی گلوخلاصی ہوئی۔

اسود بن سعید نے مصعب سے درخواست کی کہ اگر میرا بھائی اپنے کو ہمارے حوالے کردے تو اس کو امان دی جائے۔ اس کی درخواست منظور ہوئی۔ اسود اپنے بھائی کے پاس آیا اور کہا کہ میں امان دی گئی ہے۔ اس نے اپنے کو حوالہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مرنے کو تمھارے ساتھ جینے پر ترجیح دیتا ہوں۔ قیس ابن کا نام تھا

یہ بھی قلعے سے نکالا گیا اور دوسرے اسیروں کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔ بجیر بن عبداللہ المسلی جن کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موالیوں میں سے تھے۔ جب یہ مصعب کے سامنے پیش کئے گئے تو ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے۔ بجیر نے مصعب کو مخاطب کر کے کہا کہ "سب تعریف اسی خدائے برتر کے لئے ثابت ہے جس نے ہمیں قید کی مصیبت میں مبتلا کیا اور تمھیں یہ طاقت دی کہ تم ہمیں معافی دو۔ یہ دونوں وہ مرتبے ہیں کہ ایک سے اللہ کی خوشنودی اور دوسرے سے اس کی ناراضی حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص درگذر کر دیتا ہے اللہ تعالےٰ بھی اس سے درگذر کرتا ہے اور اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص سزا دیتا ہے وہ کبھی اس کے بدلے سے مامون نہیں رہ سکتا۔ اے ابن زبیر ہمارا تمھارا قبلہ ایک۔ مذہب ایک ہے۔ ہم ترک یا دیلم نہیں ہیں۔ بالفرض اپنے ہموطن بھائیوں سے ہم نے مخالفت کی بھی تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا ہم راستی پر تھے اور وہ غلطی پر یا اس کے برعکس پھر ہم آپس میں جنگ وجدال میں مصروف ہو گئے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ اسی طرح اس سے پہلے اہل شام اور اہل بصرہ اختلاف رائے کی وجہ سے باہمی جدال و قتال میں مبتلا رہے اور پھر صلح بھی کر لی۔ اور اتحاد کر لیا۔ اب آپ ہمارے مالک ہیں، معاف کیجئے، اور ہماری قسمتیں آپ کے ہاتھ میں ہیں درگذر کیجئے۔

بجیر اسی طرح عاجزی سے رحم کی درخواست کرتا رہا۔ یہاں تک کہ لوگوں پر اور خود مصعب پر اس کا اثر پڑا اور انھوں نے سب کے چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس پر عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث اٹھے اور کہنے لگے کہ آپ ان سے درگذر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا یا تو آپ ہمیں اپنا بنالیں یا انھیں۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس الہمدانی بھی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میرے باپ اور بنی ہمدان کے پانسو آدمی مارے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے خاندان کے تمام بڑے بڑے لوگ اور دوسرے شہر والے ان کے ہاتھوں مقتول ہوئے ہیں باوجود اس کے آپ انھیں یوں ہی چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ ہمارا خون ان کے شکموں میں رہا یا آپ ہمیں اپنا بنالیں یا انھیں۔

اسی طرح ہر قبیلے اور خاندان والے جن کے عزیز و اقارب مارے گئے تھے اٹھے اور یہی مطالبہ پیش کرنے لگے۔

جب مصعب نے اپنی فوج کا یہ رنگ دیکھا قیدیوں کے قتل کر دینے کا حکم دیدیا۔

اس حکم کے سنتے ہی تمام قیدی باآواز بلند کہنے لگے کہ اے ابن زبیر آپ ہمیں قتل نہ کیجئے۔ بلکہ جب آپ کی اہل شام سے جنگ ہو تو اپنے مقدمۃ الجیش پر آپ ہمیں متعین کر دیجئے کیونکہ خدا کی قسم جب اہل شام سے آپ کا مقابلہ ہو گا تو ہم جانتے ہیں کہ آپ کی اور آپ کے فوج والوں کی ایسی حالت نہیں کہ ہماری مدد کی اس وقت ضرورت نہو۔ اگر ہم مارے بھی جائیں گے تو انھیں اس قدر کمزور کر دیں گے کہ آپ آسانی سے ان پر غلبہ حاصل کر لیں۔ اور اگر ہم فتحمند ہوئے تو اس فتح کے فوائد سے آپ اور آپ کے ہمراہی متمتع ہوں گے۔

مصعب نے ان کی ایک نہ سنی اور رائے عامہ کی پیروی کی۔ اس پر بجیر المسلی نے کہا کہ یہ میری ایک آرزو ہے اسے آپ منظور کریں۔ کہ میں ان دوسرے قیدیوں کے ساتھ نہ مارا جاؤں کیونکہ میں نے انھیں حکم دیا تھا کہ تلواریں لے کر کھلے میدان میں آخری دم تک دشمن کا مقابلہ کرو اور عزت سے جان دو۔ مگر ان لوگوں نے میرے حکم کا اتباع نہیں کیا۔ چنانچہ بجیر سب سے پہلے قتل کیا گیا۔

مسافر بن سعید بن نمران نے مصعب سے کہا کہ اے ابن زبیر جب تم خداوند عالم کے سامنے جاؤ گے تو اس کا کیا جواب دو گے کہ تم نے مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت کو جنھوں نے اپنی قسمت تمھارے سپرد کر دی تھی اس بے رحمی سے قتل کر ڈالا۔ انصاف تو یہ ہے کہ ایک مسلم کی جان ایک مسلم کے بدلے کے علاوہ نہ لی جائے اس لئے جس قدر آدمی ہم نے تمھارے قتل کئے ہیں اتنے ہی تم ان کے عوض ہمارے قتل کر ڈالو مگر باقی جو بچیں انھیں تو رہا کر دینا چاہیئے۔ ہم میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ہماری تمھاری جنگ میں کبھی ایک مرتبہ بھی شریک نہیں ہوئے۔ یہ لوگ پہاڑی اور میدانی علاقے میں لگان وصول کرنے اور راستے کی حفاظت میں مشغول تھے۔ مگر مصعب نے ان کی اس درخواست پر مطلقاً کان نہیں دھرا۔

مسافر نے کہا کہ خدا اس جماعت کا برا کرے باوجودیکہ میں نے ان سے کہا کہ رات کے وقت قلعے سے نکل چلو اور سڑکوں کے پہرہ داروں کو قتل کر کے اپنے قبائل میں ملجاؤ۔ مگر انھوں نے میرا حکم نہ مانا۔ مجھے مجبور کیا کہ اس انتہائی ذلت وخواری کی حالت کو قبول کروں۔ انھوں نے ذلیل غلاموں کی موت کو باعزت موت پر ترجیح دی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے خون کو ان کے خون سے نہ ملائیں۔ چنانچہ انھیں اوروں سے پہلے ایک سمت لے جا کر قتل کر دیا گیا۔

مصعب کے حکم سے مختار کی کف دست قطع کیے گئے اور مسجد کے پہلو میں کیلوں سے ٹھونک کر نصب کر دیے گئے۔ ایک عرصے کے بعد حجاج ابن یوسف کی اس پر نظر پڑی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مختار کی کف دست ہیں۔ اس پر اس نے حکم دیا کہ اتار دیے جائیں۔

مصعب نے اپنے عاملوں کو علاقۂ کوہستانی اور میدانی کی طرف روانہ کر دیا۔ مصعب نے ابن الاشتر کو ایک خط لکھا جس میں انھیں دعوت دی کہ تم میری اطاعت کر لو۔ اور اگر تم میری دعوت کو قبول کر کے میری اطاعت منظور کرتے ہو تو شام کا ملک تمھیں دیدیا جائے گا۔ رسالے کے سردار بنا دیے جاؤ گے۔ اور مغرب الاقصیٰ کا وہ تمام علاقہ جس پر تم نے تسلط کر لیا ہے بدستور تمھارے ہی حیطۂ اقتدار میں رہے گا۔ جب تک کہ خاندان زبیرؓ میں حکومت ہے۔

دوسری جانب سے عبدالملک بن مروان نے بھی ابن الاشتر کو اسی مضمون کا ایک خط بھیجا اور لکھا کہ تم میری اطاعت قبول کرتے ہو تو تمام علاقۂ عراق تمھارے قبضۂ تصرف میں دیدیا جائے گا۔

ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا اور اس معاملہ میں ان کا مشورہ طلب کیا۔ بعض لوگوں نے ابن زبیرؓ کی اطاعت کرنے کا مشورہ دیا۔ بعضوں نے عبدالملک کے حق میں رائے دی۔

ابن الاشتر نے کہا کہ اگر عبیداللہ بن زیاد اور اہل شام کے دوسرے سرداروں کو میں نے قتل نہ کیا ہوتا تو میں عبدالملک کی دعوت قبول کر لیتا۔ علاوہ بریں میں اسے بھی پسند نہیں کرتا کہ اپنے شہر یا قبیلے پر دوسرے کو ترجیح دوں۔

ابن الاشتر نے مصعب کی دعوت منظور کر لی۔ مصعب نے انھیں لکھا کہ میرے پاس آؤ۔ ابراہیم گئے اور حلف اطاعت بھی اٹھایا۔

مصعب نے جو خط ابراہیم کو لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے:۔

"اللہ تعالیٰ نے جھوٹے دعویدار مختار کو اس کے کیفر کردار کو پہنچا دیا۔ ان کے طرفداروں کا بھی جن کا طرز عمل کفر کی حد تک پہنچ چکا تھا اور جادو سے شعبدہ بازیاں کرنے لگے تھے یہی حشر ہوا۔ اب میں تمھیں اللہ کی کتاب۔ اس کے نبی کی سنت اور امیرالمومنین کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم اس دعوت کو قبول کرو تو میرے پاس آجاؤ۔ ملک جزیرہ اور تمام مغرب الاقصیٰ جب تک تم زندہ ہو اور حکومت خاندان زبیر میں ہے

تمہارے ہی زیر نگین کر دئے جائیں گے۔ اس وعدے کے ایفا کے لیۓ ہم خدا سے عہد کرتے ہیں یہ عہد ان معاہدات سے جو خدا نے نبیوں سے لیا تھا زیادہ موثر ہے۔ والسلام ؂

اسی طرح عبد الملک بن مروان نے جو خط ابراہیم کو بھیجا تھا وہ بھی حسب ذیل ہے:۔

"حمد وصلواۃ کے بعد تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ آل زبیر نے ائمۂ ہادیین کے خلاف بغاوت برپا کی اور مستحقین حکومت سے اقتدار سلب کر لیا۔ کعبۃ اللہ میں خلاف شرع کارروائیاں کیں۔ اللہ تعالٰے ان پر قابو پا کر سخت ذلت و عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔ میں تمھیں اللہ اور اسکے رسول کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اگر میری دعوت تم نے منظور کر لی تو جب تک میں اور تم زندہ ہیں عراق کی عنان حکومت تمہارے سپرد کر دی جائے گی تمھیں یہ حق ہوگا کہ مجھ سے یہ وعدہ بطور اپنے حق کے ایفا کراؤ میں اللہ کے سامنے بھی یہی عہد کرتا ہوں ؂

ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے یہ خط سنایا۔ اور پوچھا کہ مجھے کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ کسی نے عبد الملک کے حق میں اور کسی نے ابن زبیر کے حق میں رائے دی اس پر ابراہیم بولے کہ میری ذاتی رائے بھی یہی ہے کہ اہل شام کا اتباع کروں۔ مگر یہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے۔ شام میں جس قدر قبائل سکونت پذیر ہیں ان میں کوئی بھی تو ایسا نہیں کہ جسے میرے ہاتھوں گزند نہ پہنچا ہو اور اس کا خونبہا میرے ذمے نہ ہو۔ اس کے علاوہ میں اپنے شہر اور قبیلے کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ ابراہیم نے مصعب کی طرف رخ کیا جب مصعب کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے مہلب کو اپنے مستقر پر بھیج دیا

یہ اسی سال کا واقعہ ہے کہ جب مہلب دریائے فرات پر آ کر خیمہ زن ہوا ؂

مصعب نے ام ثابت بنت سمرۃ بن جندب اور عمرۃ بنت النعمان بن بشیر الانصاری کو اپنے سامنے بلایا۔ یہ دونوں مختار کی بیویاں تھیں ان سے پوچھا کہ مختار کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ ام ثابت نے جواب دیا کہ جس معاملے میں ہم سے رائے لی جا رہی ہے اس کے متعلق ہمارے لیۓ سوائے اس کے اور کوئی چارۂ کار نہیں کہ آپ کی رائے کی تائید کریں۔ یہ سن کر مصعب نے اسے رہائی دیدی۔ مگر عمرہ نے کہا مختار خدا کے نیک بندوں میں تھے اللہ تعالٰے اپنا رحم و کرم ان کے شامل حال کرے۔ اس جواب پر مصعب نے اسے جیل خانہ بھیجدیا۔ اور ان کے معاملے میں حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کو لکھا کہ یہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ مختار ایک نبی تھے۔ حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ نے

اس کے جواب میں حکم دیا کہ انھیں جیل خانے سے نکال کر قتل کر ڈالو۔ چنانچہ رات گئے ان کو حیرہ اور کوفے کے درمیان لائے۔ مسطر نے تلوار کے تین ہاتھ ان کے رسید کیے۔ یہ شخص بنی قفل متعلقہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کا شاگرد پیشہ تھا۔ اور پولیس کے ہمراہ رہا کرتا تھا۔ عمرہ نے اپنے قبیلے عزیزوں اور باپ وغیرہ کو مدد کے لیے حسب دستور عرب پکارا۔ ابان بن نعمان بن بشیر نے یہ فریاد سنی۔ فوراً مسطر کی طرف جھپٹا اور ایک تھپڑ اس کے رسید کیا۔ اور کہا حرامزادے تو نے اسے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے دست راست کو قطع کر دے گا۔ مسطر نے ابان کو پکڑ لیا۔ اور اسے مصعب کے پاس لایا ابان نے کہا کہ میری ماں مسلمان تھیں۔ بنی قفل اس پر شاہد ہیں۔ مگر کسی شخص نے اس کے بیان کی تصدیق نہیں کی۔ مصعب نے حکم دیا کہ اس شخص کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس نے ایک ایسا واقعہ جانکاہ دیکھا تھا جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

مصعب کی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے ملاقات ہوئی۔ مصعب نے انھیں سلام کیا۔ اور کہا میں آپ کا بھتیجا مصعب ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا جی ہاں آپ ہی نے سات ہزار مسلمانوں کو ایک دن میں قتل کیا ہے۔ جب تک جیتے ہو جیو۔ مصعب کہنے لگے کہ وہ سب کے سب کافر اور جادوگر تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرمانے لگے کہ اگر اپنے باپ کی میراث میں سے بھی تم نے اس قدر بھیڑ بکریاں ذبح کی ہوتیں تو یہ بھی اسراف میں داخل ہوتا۔

سوید بن غفلہ علاقۂ نجف میں سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص نے پیچھے سے اپنی کمر کے سہارے کی لکڑی سے ان کے ہولا دیا۔ انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس شخص نے کہا کہ بتاؤ شیخ کے متعلق کیا رائے ہے۔ سوید نے دریافت کیا کہ کون سے شیخ کے متعلق دریافت کرتے ہو۔ اس نے کہا علیؓ ابن ابی طالب۔ سوید کہنے لگے میں اس امر پر گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علیؓ کو اپنے کان۔ آنکھ۔ دل اور زبان سے محبوب رکھتا ہوں۔ دوسرا شخص بولا تم گواہ رہو کہ میں انھیں اپنی آنکھ۔ کان۔ دل اور زبان سے ناپسند کرتا ہوں۔ یہ دونوں چلتے چلتے کوفہ آئے اور علیحدہ ہو گئے۔ اس واقعے کو کئی سال یا ایک عرصہ گزر گیا۔ سوید ایک روز مسجد اعظم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص عمامہ باندھے مسجد میں آیا اور ایک ایک شخص کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ اسی طرح دیکھتے دیکھتے ہمدانیوں پر اس کی نظر پڑی ان لوگوں کی ڈاڑھیاں تمام جماعت میں بہت ہی کتروان اور تھوڑی تھوڑی تھیں۔ یہ اجنبی انھیں ہمدانیوں میں آکر بیٹھ گیا۔ سوید بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔ لوگوں نے

اُس شخص سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اُس نے کہا کہ میں تمہارے نبی کے اہل بیت کے پاس سے آیا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا لائے ہو۔ اُس نے کہا کہ یہ موقع اس کے اظہار کا نہیں ہے۔ کل فلاں مقام پر آؤ تو بتاؤں ۞

دوسرے روز سعید بھی اور لوگوں کے ساتھ اُس کے پاس پہنچے۔ اس شخص نے ایک خط نکالا جس کے نیچے سیسے سے مہر ثبت تھی۔ ایک لڑکے کو یہ خط دیا اور کہا کہ اسے پڑھو۔ یہ شخص خود جاہل تھا لکھنا نہیں جانتا تھا۔ لڑکے نے خط پڑھا جس میں لکھا تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط مختار بن ابی عبید کے لیئے وصی آل محمدؐ نے لکھا ہے۔ اس کے بعد اور باتیں تھیں جب یہ سنائی گئیں تو تمام جماعت زار و قطار رونے لگی۔ اس شخص نے لڑکے سے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ تاکہ یہ لوگ اپنی گریہ وزاری سے ذرا سنبھل جائیں۔ یہ حالت دیکھ کر سوید سے ضبط نہ ہوسکا انھوں نے لوگوں کو بتایا کہ یہ شخص مجھے نجف کے راستے میں ملا تھا اور یہ واقعہ میرے اور اس کے درمیان پیش آیا تھا۔ لوگوں نے ان کے بیان کو کچھ اچھا نہ سمجھا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے بیان سے تمھارا انکار کرنا ضرور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تم آل محمدؐ کی جانب سے ہمارے خیالات کو دوسری طرف متوجہ کرنا اور اُس صحائف آسمانی پھاڑنے والے ذلیل و کمین شخص کی حمایت پر آمادہ کرنا چاہتے ہو۔ اس پر سوید نے ہمدانیوں کو مخاطب کرکے کہا کہ میں ہرگز تم سے کوئی ایسی بات بیان نہیں کروں گا کہ جسے خود میرے کانوں نے حضرت علیؓ سے نہ سنا ہو یا جسے میرے دل نے یاد نہ رکھا ہو۔ میں نے خود حضرت علیؓ کو یہ کہتے سنا کہ عثمانؓ کو صحائف کا پھاڑنے والا مت کہو۔ خدا کی قسم انھوں نے جو کچھ کیا ہم اصحاب رسول اللہؐ کے مشورے سے کیا ہے۔ اگر یہ کام میرے سپرد کیا جاتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔ ہمدانی کہنے لگے کہ کیا خود تم نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے سنا ہے۔ سوید نے جواب دیا کہ بلاشک میں نے یہ خود انھیں سے سنا ہے ۞

اب لوگ اس شخص کے پاس سے دور ہوگئے۔ اس پر اس شخص نے غلاموں کا رُخ کیا اور ان سے طالب اعانت ہوا۔ اور خیر پھر جو کچھ اس نے کیا کیا ۞

مختار کے متعلق واقدی کا بیان اس بیان سے ذرا مختلف ہے۔ واقدی کہتا ہے کہ مختار نے ابن زبیر کی مخالفت کا اظہار اس وقت کیا ہے جب کہ مصعب بصرہ آچکے تھے مصعب مختار کی طرف بڑھے اور جب اس کا علم مختار کو ہوا تو اس نے احمر بن شمیط البجلی کو مصعب کا مقابلہ کرنے کے لیئے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ مقام مذار پر مصعب کی فوج سے لڑو۔

اس لیئے واقدی کے نزدیک یہ فتح مقام مذار پر حاصل ہوئی ؀

مختار کے اس حکم دینے کی وجہ یہ تھی کہ اس سے کہا گیا تھا کہ مقام مذار پر بنی ثقیف کے ایک شخص کو عظیم الشان فتح حاصل ہو گی۔ اس سے مختار یہ سمجھا کہ یہ پیشین گوئی میرے لیئے کہی گئی ہے حالانکہ اس کا اشارہ حجاج بن یوسف کی طرف تھا۔ جب وہ عبدالرحمٰن بن الاشعث سے اُسی مقام پر بعد اس کے لڑا ہے ؀

مصعب نے عبّاد الجبطی اپنے مقدمۃ الجیش کے سردار کو حکم دیا کہ تم مختار کی فوج کیطرف جاؤ۔ عبّاد آگے بڑھا۔ اُس کے ہمراہ عبیداللہ بن علی بھی تھے۔ مصعب دریائے فرات کے کنارے نہر بصریین پر ٹھہر گئے۔ اس مقام پر ایک نہر کھودی گئی اسی وجہ سے اس کا نام نہر البصریین رکھا گیا۔ مختار بیس ہزار فوج کے ساتھ مصعب کے مقابل صف آرا ہو گیا۔ دوسری جانب سے مصعب مع اپنے ہمراہیوں کے آگے بڑھے۔ مختار شام ہونے تک اپنے ہر مقابل کی طرح فوج کی ترتیب میں مصروف رہا۔ جب رات ہو گئی اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جب تک "یا محمدؐ" کوئی منادی باآواز بلند نہ پکارے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور جس وقت یہ لفظ تم سنو فوراً دشمن پر حملہ کر دینا۔ یہ حکم سن کر مختار کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ خدا کی قسم مختار محض جھوٹا شخص ہے۔ یہ شخص مع اپنے ہمراہیوں کے چپکے سے مصعب کی جماعت میں جا ملا ؀

جب چاندنی اچھی طرح پھیل گئی مختار نے ایک نقیب کو حکم دیا کہ "یا محمدؐ" ببانگ دہل پکارو۔ اس آواز کے سنتے ہی مختار کی فوج مصعب کی فوج پر ٹوٹ پڑی۔ انھیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔ یہانتک کہ خود مصعب کو اپنے فوجی قیام گاہ تک ہٹنا پڑا۔ تمام شب اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ مختار نے اپنے آپ کو تنہا پایا۔ اُس کے ہمراہی مصعب کی فوج میں خلط ملط ہو گئے تھے۔ مختار شکست کھا کر پیچھے ہٹا اور کوفہ کے قصر میں چلا آیا صبح کو مختار کے ساتھی جب واپس آئے تو بہت دیر تک کھڑے رہے۔ جب دیکھا کہ مختار نہیں ہے تو انھوں نے خیال کیا کہ مارا گیا۔ پھر کیا تھا جس سے بھاگا جا سکا وہ بھاگ گئے اور کوفہ کے مکانوں میں چھپ گئے۔ آٹھ ہزار نے کوفہ کے قصر کا رخ کیا۔ کوئی دشمن مقابلے کے لیئے نہیں تھا۔ مختار پہلے سے قصر میں داخل ہو چکا تھا۔ یہ لوگ بھی ان کے ہمراہ قصر بند ہو گئے اس رات کی جنگ میں مختار کی فوج نے مصعب کی فوج میں بہت سے لوگوں کو قتل کیا تھا

محمد بن الاشعث بھی اسی رات مارے گئے۔ صبح کے وقت مصعب بھی آگے بڑھے اور قصر کا محاصرہ کر لیا۔ چار ماہ تک محاصرہ قائم رہا۔ اس دوران میں مختار روزانہ قصر سے نکل کر کوفہ کے بڑے بازار کی ایک سمت میں مصعب کی فوج سے لڑتا مگر ان کا کچھ بگاڑ نہ سکتا یہانتک کہ مختار میدان جنگ میں کام آگیا۔

جب مختار مارا گیا تو قصر کے دوسرے محصورین نے مصعب سے امان طلب کی مصعب نے امان دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ بغیر کسی شرط کے خود آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ جب ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو مصعب نے تقریباً سات سو عرب اور بقیہ جس قدر اہل عجم تھے سب کو تلوار کے گھاٹ اُتارا۔

پہلے مصعب کا یہ ارادہ ہوا کہ عربوں کو چھوڑ دیں اور صرف عجمیوں کو قتل کر ڈالیں مگر اُن کے مصاحبین نے اس طرز عمل سے انھیں روکا اور کہا کہ اگر آپ عربوں کو چھوڑ دیں گے اور صرف عجمیوں کو قتل کر ڈالیں گے حالانکہ مذہب تو سب کا ایک ہی ہے آپ فتح حاصل نہیں کر سکینگے خیر پھر مصعب نے یہی کیا کہ عربوں کو سب سے پہلے قتل کر ڈالا۔

ان محصورین کے متعلق مصعب نے اپنے سرداروں سے مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن الاشعث اور محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس اور ایسے ہی دوسرے لوگوں نے جنکے عزیز و اقارب مختار کے ہاتھوں مارے گئے تھے کہا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیے۔

اس تجویز کو سن کر بنی ضبہ بہت گھبرائے اور کہا کہ منذر بن حسان کی جان بخشی کیجائے علبید اللہ بن الحر نے کہا کہ اے امیر جتنے قیدی آپ کے قبضے میں ہیں ان سب کو ان کے خاندان والوں کے سپرد کر دیجیے۔ اس طرح آپ ان خاندانوں پر ان کی جان بخشی کر کے احسان کریں گے۔ اگر انھوں نے ہمیں قتل کیا ہے تو ہم نے بھی انھیں قتل کیا۔ پھر جب ہماری سرحد پر جنگ ہوگی تو ہمیں ان کے نہونے سے ضرر پہنچے گا۔ ان قیدیوں میں جو غلام ہیں انھیں ان کے آقاؤں کے سپرد کر دینا چاہیے۔ تاکہ یہ ہمارے بعد ہمارے یتیم بچوں بیواؤں اور بوڑھے اعزا کا کام کاج کریں۔ البتہ یہ آزاد غلام جس قدر ہیں انھیں قتل کر ڈالیئے کیونکہ یہ سخت ناشکرے اور مغرور ہیں۔

مصعب ہنسے اور احنف سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے احنف نے کہا کہ زیاد نے مجھ سے اسی قسم کی خواہش کی تھی۔ مگر میں نے نہ مانا۔ آپ سب کو بلا لحاظ

قتل کر ڈالیئے۔ چنانچہ مصعب نے حکم دے دیا کہ تمام قیدی قتل کر ڈالے جائیں۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور چھ ہزار نفوس اس جوش انتقام کے نذر ہو گئے۔

مختار بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک ۶۷ھ بعمر ۶۷ سال قتل کیا گیا۔ اب مصعب مختار کے قصے سے فارغ ہو گئے اور ابراہیم بن الاشتر بھی ان کا طرفدار بن گیا۔ وہ خود کوفہ میں اقامت پذیر رہے۔ اور موصل۔ جزیرۂ آذربائیجان اور آرمینیا کی طرف مہلب بن ابی صفرہ کو روانہ کیا۔

اسی ۶۷ھ میں عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا۔ اور ان کی جگہ اپنے بیٹے حمزہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ مصعب کیوں اور کسطرح معزول ہوئے اس میں مورخین کا اختلاف ہے۔ ایک بیان تو اس کے متعلق یہ ہے کہ مصعب بصرہ کے گورنر تھے جب مختار کے مقابلہ کے لیئے میدان جنگ کی طرف چلے تو بصرہ پر عبیداللہ بن عبداللہ معمر کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ مختار کے قتل کے بعد مصعب عبداللہ بن زبیر کے پاس آئے۔ ابن زبیر نے نہ صرف انھیں اپنے عہدے سے برطرف کر دیا بلکہ اپنے پاس نظر بند بھی کر لیا۔ اور یہ عذر پیش کیا کہ باوجودیکہ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں کہ تم حمزہ سے کہیں زیادہ عہدۂ گورنری کے مستحق اور اہل ہو گر میرے سامنے حضرت عثمانؓ کی مثال موجود ہے کہ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری جیسے شخص کو برطرف کر دیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر کو گورنر مقرر کر دیا۔

حمزہ بصرہ کے گورنر بنا کر بھیج دیئے گئے۔ یہ اگرچہ بڑے سخی تھے گر مزاج میں استقلال نہ تھا۔ ان کی سخاوت بعض مرتبہ حد سے تجاوز کر جاتی کہ جو چیز ان کے پاس ہوتی سب لٹا دیتے اور دوسری دفعہ اس قدر بخل کرنے لگتے کہ اس کی نظیر نہ ملتی۔ بصرہ میں ان سے بعض خفیف اور سبک حرکتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک روز حمزہ بصرہ کے تالاب پر گئے اور کہنے لگے کہ اگر لوگ احتیاط کریں تو اس کا پانی گرمیوں میں بھی باقی رہے اور لوگوں کے کام آئے کچھ عرصے کے بعد پھر تالاب کی طرف سوار ہو کر گئے۔ تالاب کے پانی کو گھٹتا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ پہلے ایک دن میں نے اسے دیکھا تھا تو کہہ دیا تھا کہ یہ ہرگز کافی نہیں ہو سکتا۔ اس پر احنف نے کہا کہ اسکا پانی اسی طرح پہلے بڑھ جاتا ہے اور پھر خشک ہو جاتا ہے۔

ایک روز حمزہ اہواز گئے۔ اس کا پہاڑ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ مکہ کے کوہ قعیقعان کے مشابہ ہے۔ اس بنا پر اس کا بھی نام قعیقعان رکھ دیا گیا۔

حمزہ نے مردان شاہ کو اپنے وکیل کے ذریعے خراج ادا کرنے کا حکم دیا۔ مردان شاہ نے اس میں کچھ تساہل کیا حمزہ نے اسے تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں قتل کر ڈالا۔ اس پر احنف نے کہا کہ امیر کی تلوار کس قدر تیز ہے ؛

حمزہ نے بصرہ میں بہت بدنظمی پیدا کر دی۔ اور جو کچھ بدعنوانیاں ان سے سرزد ہوئیں وہ ہوئیں۔ انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ عبدالعزیز بن بشر کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا احنف نے اس واقعے کی ابن زبیر کو اطلاع کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مصعب پھر اپنے سابق عہدہ پر فائز کر دئے جائیں ؛

یہ حمزہ وہی ہیں جنھوں نے عبداللہ ابن عمیر اللیثی کو بحرین میں خارجیوں کے مقابلہ پر جنگ کرنے کے لئے متعین کیا تھا ؛

جب ابن زبیر نے حمزہ کو موقوف کر دیا تو یہ بصرہ کے خزانے سے بہت سا روپیہ لے کر چلے۔ مالک بن مسمع نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ تم ہماری تنخواہوں کی رقم بھی لئے جا رہے ہو۔ اس طرح ہم تمھیں نہیں جانے دیں گے۔ جب عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے ادائی روزینہ کی ضمانت کی۔ مالک خاموش رہے۔ اور حمزہ اس روپے کو لے کر اپنے باپ کے پاس بھی نہیں گئے بلکہ سیدھے مدینہ چلے گئے۔ مدینہ پہنچکر اس روپے کو کئی شخصوں کے پاس بطور امانت رکھوا دیا۔ مگر اور سب لوگ اس روپے کو لے کر چلتے ہوئے البتہ ایک یہودی نے اپنی امانت واپس کر دی ؛

عبداللہ ابن زبیر کو ان واقعات کا علم ہوا تو انھوں نے کہا کہ خدا اسے دور کرے۔ میں چاہتا تھا کہ حمزہ کی وجہ سے میں بنی مروان پر فخر کروں گا مگر وہ ہی نکما نکلا ؛

مصعب کی موقوفی اور بحالی کے اسباب اور واقعات واقدی نے جو بیان کئے ہیں وہ اس بیان سے قدرے مختلف ہیں۔ ان کے بیان سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب مصعب نے کوفہ پر فتح پائی تو ایک سال کوفہ میں مقیم رہے کیونکہ بصرے سے انھیں موقوف کر کے عبداللہ ابن زبیر نے اپنے بیٹے حمزہ کو گورنر مقرر کر دیا تھا۔ ایک سال اس طرح گزارنے کے بعد مصعب اپنے بھائی کے پاس مکہ میں آئے۔ ابن زبیر نے انھیں پھر بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مختار کی جنگ سے فراغت پانے کے بعد مصعب کوفہ پر حارث بن عبداللہ بن ربیعہ کو حاکم مقرر کر کے خود بصرہ چلے آئے تھے۔ ایک بیان یہ ہے کہ مختار کے

قتل کے بعد کوفہ اور بصرہ دونوں مصعب ہی کے زیرِ نگرانی رہے ۔

اس سال عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کو حج کرایا۔ مصعب اس وقت انکی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے ، اگرچہ اس امر میں اختلاف ہے کہ اس وقت بصرہ پر کون حاکم تھا۔ اس وقت کوفہ کے قاضی عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے ۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے ۔ عبدالملک بن مروان شام کے مالک تھے اور عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے ۔

۶۸ھ کے واقعات

اسی سال عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کو دوبارہ عراق کا گورنر مقرر کرکے روانہ کیا۔ برطرفی کے بعد ان کی بحالی کے واقعات و اسباب کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مصعب جب دوبارہ عراق کے گورنر مقرر ہوئے تو پہلے بصرہ آئے اور حارث بن ربیعہ کو کوفہ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا۔ اسی سال یہ خارجی فارس سے عراق واپس آئے۔ بڑھتے بڑھتے کوفہ تک پہنچ گئے اور مدائن میں داخل ہوگئے ۔

"خارجیوں کا فارس سے واپس آنا"

اہواز میں مہلب کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد خارجی فارس۔ کرمان اور مضافات اصفہان میں مقیم تھے ۔ جب مہلب موصل اور اس کے مضافات کے حاکم بناکر بھیجے گئے۔ تو ان کی جگہ مصعب نے عمر بن عبداللہ بن معمر کو فارس کا حاکم مقرر کیا۔ خارجیوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور زبیر بن الماحوز کی سرکردگی میں عمر بن عبیداللہ پر ٹوٹ پڑے ۔ مقام سابور پر عمر بن عبیداللہ نے خارجیوں سے مقابلہ کیا اور ایک شدید جنگ کے بعد نمایاں فتح حاصل کی ۔ البتہ اس جنگ میں خارجیوں کے زیادہ لوگ قتل نہیں ہوئے اور وہ بہت باقاعدگی اور ترتیب سے پسپا ہوگئے ۔ اس جنگ کے بعد انھیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔ اور کوئی مزاحمت ان کی نہیں کی گئی ۔ اس کے متعلق عمر بن عبیداللہ نے حسب ذیل خط مصعب کو لکھا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و ثنا کے بعد میں امیر کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے خارجیوں کو (جو کہ دین سے نکل گئے ہیں اور اپنی غرض کے بندے ہیں) جالیا۔ اور دن کے وقت کچھ عرصے تک مسلمانوں کے ساتھ ان سے شدید جنگ کی۔ ہم نے اللہ کی مدد سے ان کے چہروں اور پشتوں پر سخت ضربیں لگائیں اور انھیں بھگا دیا۔ کچھ ان میں سے مارے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگے۔ میں اس عریضے کو آپ کی خدمت میں گھوڑے پر بیٹھا ہوا لکھ رہا ہوں اور دشمن کے تعاقب میں چلا جا رہا ہوں اور مجھے توقع ہے کہ اگر خدا نے چاہا تو انھیں اچھی طرح ان کے کیفر کردار کو پہنچا دوں گا۔

عمر بن عبید اللہ نے ان کا تعاقب جاری رکھا۔ مگر خارجی بچ کر نکل گئے اور اصطخر پہنچے۔ عمر بن عبید اللہ پھر ان کی جانب بڑھے۔ طمستان کے پل پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ایک شدید جنگ کے بعد جس میں عمر بن عبید اللہ کا بیٹا بھی کام آیا عمر کو فتح نصیب ہوئی۔ خوارج نے طمستان کے پل کو توڑ ڈالا۔ اور اصفہان اور کرمان کے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ یہاں انھوں نے اپنے نقصانات کی تلافی کی۔ اور جب ان کی قوت و تعداد بڑھ گئی تو پھر فارس کی طرف آئے۔ عمر بن عبید اللہ بن معمر اس وقت بھی فارس کے گورنر تھے۔

اس مرتبہ خوارج نے اُس راستے کو چھوڑ کر جو انھوں نے سابور پر حملہ کرنے کے وقت اختیار کیا تھا دوسرے راستے سے فارس کو طے کیا اور اس مرتبہ ارجان کی سمت چلے۔ عمر بن عبید اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ خوارج کا رخ اس وقت بالا بالا بصرہ کی جانب ہے انھیں یہ خوف پیدا ہوا کہ میرے اس طرز عمل کو مصعب کبھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ لہٰذا وہ نہایت سرعت سے ان کے پیچھے چلے۔ جب ارجان آئے تو انھیں معلوم ہوا کہ خوارج یہاں سے آگے بڑھ کر اہواز کی سمت جا رہے ہیں۔ دوسری طرف مصعب کو بھی ان کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔ اور انھوں نے بڑے پل پر فوج کی صف آرائی کی۔

مصعب نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ عمر بن عبید اللہ کو فارس کا گورنر مقرر کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہوا حالانکہ جو فوج میں نے ان کے ساتھ روانہ کی ہے اُسے ماہ بماہ تنخواہ دی جاتی ہے اور ہر سال انھیں انعام و اکرام ملتے رہتے ہیں بلکہ اس مقررہ سالیانہ کے علاوہ بھی میں انھیں دیتا رہتا ہوں۔ اور یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ خوارج اس کے علاقے کو طے کر کے مجھ پر بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے لیے ان کے پاس کوئی معقول عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے

مزید امدادی فوج بھی اس کے پاس بھیجی ہے۔ اگر عمر بن عبید اللہ نے خوارج سے جنگ کی ہوتی اور ان کے مقابلے سے بھاگ گئے ہوتے تو بھی ان کے پاس میرے سامنے پیش کرنے کے لیے ایک عذر ہوتا۔ حالانکہ میدان جنگ سے بھاگنا نہ تو کوئی اچھا فعل ہے اور نہ بطور عذر کے قبول کیا جاسکتا ہے ؛

خوارج زبیر بن الماحوز کے ساتھ بڑھتے بڑھتے اہواز تک پہنچ گئے۔ یہاں انکے جاسوسوں نے انہیں اطلاع دی کہ عمر بن عبید اللہ تمہارے پیچھے چلے آرہے ہیں اور مصعب بن زبیر بصرہ سے تمہارے مقابلے کے لیئے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس خطرے کو محسوس کرکے زبیر بن الماحوز خطبے کے لیئے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد زبیر بن الماحوز نے اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا کہ دو دشمنوں کے درمیان واقع ہونا ہمارے لیئے نہایت خطرناک ہے۔ اس لیئے ہمیں فوراً ایک طرف اپنے دشمن سے نبٹ لینا چاہیئے ؛

زبیر بن الماحوز اپنی فوج کو لے کر چلا۔ علاقۂ جوخی کو طے کرتا ہوا نہر وانات پر آیا۔ اور یہاں سے دریائے دجلہ کے کنارے کنارے مدائن پر آدھمکا۔ کردم بن مرثد بن نجبۃ انفرادی مدائن کا حاکم تھا۔ خوارج نے مدائن میں سخت غارت گری کی۔ بچوں۔ عورتوں اور مردوں کو قتل کرڈالا۔ اور حاملہ عورتوں کے رحموں کو چیر ڈالا۔ کردم نے راہ فرار اختیار کی ؛

خوارج ساباط میں آئے۔ اور تمام لوگوں کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ انھوں نے ربیعہ ابن ناجد کی لونڈی کو جس کے بطن سے ان کا ایک لڑکا تھا قتل کر ڈالا۔ اسی طرح خارجیوں نے ابی یزید بن عاصم الازدی کی بیٹی نُبانۃ کو بھی تہ تیغ کیا۔ یہ قرآن کی حافظ تھیں اور اپنے زمانے میں سب سے زیادہ حسین عورت تھیں۔ جب خارجیوں نے تلواروں سے ان پر حملہ کیا تو انھوں نے کہا کہ صد افسوس! کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ مردوں نے عورتوں کو قتل کیا ہو۔ تم انہیں قتل کر رہے ہو جو تم پر ہاتھ نہیں اٹھاتیں تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں کرتیں۔ اور خود اپنے کو بھی وہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ جن کی نشوونما زیوروں میں ہوئی اور جو جھگڑوں سے ہمیشہ علٰحدہ رہی ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اسے قتل کر ڈالو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر تم اسے چھوڑ دو، اس پر دوسرے بولے اے خدا کے دشمن معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حسن کا جادو تجھ پر چل گیا ہے

تو کافر ہو گیا۔ یہ شخص ان لوگوں کے پاس سے ہٹ آیا۔ اور جب اونھیں یقین آگیا کہ وہ چلا گیا ہے پھر حملہ کیا اور اس خاتون کو قتل کر ڈالا۔

ریطہ بنت یزید کہنے لگیں کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالےٰ خوش ہو گا۔ تم عورتوں اور بچوں کو اور ان لوگوں کو جنھوں نے تمھارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی قتل کر رہے ہو۔ ریطہ یہ کہہ کر ہٹ گئیں۔ خارجی ان پر ٹوٹ پڑے۔ رواع ایاس بن شریح کی بیٹی جوان کی اخیافی بھائی کی بیٹی تھیں سامنے آگئیں۔ خارجیوں نے ان پر بھی حملہ کیا اور سر پر تلوار کا وار لگایا۔ تلوار کی دھار رواع کے سر پر پڑی اور یہ دونوں زمین پر گر پڑیں۔ ایاس بن شریح نے تھوڑی دیر خارجیوں کا مقابلہ کیا مگر یہ بھی زیر کر لیئے گئے۔ اور زمین پر گر پڑے خارجی انھیں مردہ سمجھ کر وہاں سے ہٹ گئے۔ زرین بن متوکل نامی ایک شخص قبیلۂ بکر بن وائل کا اس جھڑپ میں زخمی ہوا۔ خارجی اس کے پاس سے ہٹ گئے۔ بنانہ بنت ابی یزید اور ربیعہ ابن ماجد کی ام ولد تو جاں بحق ہو گئیں باقی اور جانبر ہو گئے۔ ایک نے دوسرے کو پانی پلایا۔ اپنے زخموں کی مرہم پٹی کی۔ اور کرایہ کی سواریوں پر کوفہ چلے آئے۔

رواع بنت ایاس نے کہا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کوئی بزدل آدمی نہیں دیکھا جو ہمارے ساتھ تھا اور اس کی بیٹی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ جب ہم پر حملہ کیا گیا تو وہ ہمیں اور خود اپنی بیٹی کو ہمارے پاس چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسی طرح میں نے اس شخص سے زیادہ بہادر نہیں دیکھا جو ہمارے ساتھ تھا۔ مگر نہ ہم اسے پہچانتے تھے اور نہ وہ ہمیں۔ مگر پھر بھی دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو ہماری مدافعت میں لڑتا رہا۔ یہانتک کہ زمین پر زخمی ہو کر گر پڑا۔ یہی زرین بن متوکل البکری تھا۔ اس واقعے کے بعد یہ اکثر ہم سے ملنے آتا تھا اور دوستی رکھتا تھا اس نے حجاج کے دور امارت میں انتقال کیا۔ تمام عربوں نے اس کی موت کا رنج کیا یہ ایک نیک آدمی تھا۔

مصعب نے ابوبکر بن مخنف کو استان عال کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ جب حارث بن ابی ربیعہ آگئے تو ابوبکر کو علٰحدہ کر دیا۔ مگر اس کے بعد پھر دوسرے سال انھیں کو اس مقام کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب خارجی مدائن پر چڑھ آئے انھوں نے اپنی ایک جماعت کو ابوبکر کے مقابلے کے لیئے روانہ کیا۔ صالح بن مخراق اس خوارج کی جماعت کا سردار تھا۔ مقام کرخ پر دونوں کی جنگ ہوئی۔ تھوڑی دیر جنگ ہونے کے بعد ایک دوسرے نے

پا پیادہ دست بدست جنگ کے لیئے آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ ابوبکر اور دوسری طرف خارجی گھوڑوں سے اتر پڑے۔ ابوبکر۔ یساران کا آزاد غلام عبدالرحمن بن ابی جعال اور ایک اور شخص انھیں کے قبیلے کا میدان جنگ میں کام آئے۔ اور ان کے تمام دوسرے ساتھی شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔

جب خارجیوں کے حملے کی اطلاع کوفے والوں کو ہوئی وہ حارث ابن ابی ربیعہ کے پاس آئے۔ داویلا مچائی۔ اور ان سے کہا کہ آپ جنگ کے لیئے جائیں کیونکہ یہ خوارج ہمارے دشمن ہیں جو ہم پر مسلط ہو گئے ہیں۔ یہ رحم کا نام بھی نہیں جانتے۔ حارث مقابلے کیلیئے بڑھے مگر نہایت آہستہ آہستہ چلے۔ نخیلہ پہنچے۔ کئی روز تک اسی مقام پر قیام پذیر رہے اس پر ابراہیم بن الاشتر کھڑے ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد انھوں نے کہا کہ ہماری طرف ایسا دشمن بڑھا چلا آرہا ہے جس میں رحم نہیں ہے۔ مرد۔ عورت اور بچوں کو قتل کر رہا ہے۔ شاہراہوں کو خطرناک اور علاقے کو برباد کر رہا ہے اس لیئے آپ ہمیں لے کر ان پر حملہ کیجئے۔ حارث نے پھر کوچ کا حکم دیا۔ اور کچھ اور چل کر دیر عبدالرحمن پر ڈیرے ڈال دئے۔ اس قیام کے دوران ہی میں شبث بن ربعی بھی آملے اور انھوں نے بھی ان سے وہی کہا جو ابن الاشتر پہلے کہہ چکے تھے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ جب لوگوں نے محسوس کیا کہ یہ آگے بڑھنے میں جان بوجھ کر دیر لگا رہے ہیں تو ایک رجزیہ شعر میں طنزاً اس بات کو ظاہر کر دیا۔ اور اس طرح انھیں مجبور کر دیا کہ اس مقام سے آگے بڑھیں۔ غرض کہ جہاں کہیں حارث قیام پذیر ہوتا تھا اس قدر دیر لگاتا کہ لوگ تنگ ہو جاتے اور اس کے خیمے کے گرد طنزیہ جملہ کہتے۔ خدا خدا کر کے انیس روز میں صراۃ پہونچا۔ دشمن کی دیکھ بھال اور گرداوری کرنے والی جماعتیں پہلے ہی اس مقام تک پہنچ چکی تھیں۔ دشمن کے مخبروں نے انھیں خبر دی کہ ایک جماعت تمہارے مقابلے کے لیئے آئی ہے انھوں نے اپنے اور مقابل فوج کے درمیان جو پل تھا اسے توڑ ڈالا۔ بنی سبیع کا ایک شخص سماک میں یزید نامی موضع جو بر میں سکونت پذیر تھا۔ یہ ذرا دیوانہ سا آدمی تھا خارجی اس کے گاؤں میں آئے۔ اسے اور اس کی بیٹی کو پکڑ لیا۔ اور اس کے سامنے اسے قتل کر ڈالا ام یزید اس کا نام تھا۔ اور اس نے خارجیوں سے کہا تھا کہ اے مسلمانو! میرا باپ دیوانہ ہے اسے قتل نہ کرو۔ اور میں ابھی لڑکی ہوں۔ میں نے کبھی کوئی برا فعل نہیں کیا۔ نہ اپنے ہمسایہ کو کبھی اذیت پہنچائی۔ بلکہ بالاخانے پر بھی نہیں چڑھی۔ خارجی اسے سامنے لائے تاکہ قتل کر دیا جائے

اس نے پھر چلانا شروع کیا کہ بتاؤ تو سہی کہ میں نے کیا قصور کیا ہے؟ مگر خارجیوں نے یک سعی تلواروں سے اس پر وار کرنے شروع کئے وہ زمین پر مردہ یا بیہوش ہو کر گر پڑی اور پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

سماک بن یزید خوارج کے ہاتھوں میں قید تھے۔ جب صراۃ پر خوارج نے حملہ کیا تو یہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ان کے مقابل حکومت وقت کی فوج صف بستہ ہوئی تو سماک نے اپنی حمایتی فوج کی کثرت تعداد کو دیکھکر چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ ان خوارج خبیثوں کی تعداد بہت کم ہے تم دریا کو عبور کر کے ان پر ٹوٹ پڑو۔ اس پر خارجیوں نے اس فوج کے سامنے ہی اُس کی گردن ماردی۔ اور سولی پہ لٹکا دیا۔

رات کے وقت اس فوج کے دو شخص دریا کے اس پار پہنچے اور سماک کے لاشے کو سولی سے اتار کر سپرد خاک کر دیا۔

ابراہیم بن الاشتر نے حارث سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے ان کتوں تک پہنچوں اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے سر کاٹ کر آپ کے سامنے لاتا ہوں۔ اس پر شبث بن ربعی۔ اسماء بن خارجہ۔ یزید بن الحارث۔ محمد بن الحارث اور محمد بن عمیر نے کہا کہ اللہ امیر کو نیک صلاح دے۔ بہتر ہے کہ آپ خارجیوں سے تعارض نہ کریں اور خود جارحانہ کارروائی نہ کریں۔

یہ لوگ ابراہیم سے حسد کرتے تھے اس وجہ سے یہ رائے دی تھی۔

خارجیوں کو صراۃ کے پل پر پہنچکر معلوم ہوا کہ کوفے سے ایک فوج ان کے مقابلے کے لئے آئی ہے انھوں نے فوراً پل توڑ ڈالا۔ حارث نے بھی اس فعل کو غنیمت سمجھا اور اپنی جگہ رُکا رہا۔ پھر بیٹھ کر خطبہ شروع کیا۔ حسب معمول حمد و ثنا کے بعد کہا کہ جنگ کی ابتدا تیر اندازی سے کرنا پھر نیزہ بازی اور آخر میں تلواریں سونت کر دشمن سے دو دو ہاتھ کر لینا اور اس آخری مرحلے ہی میں وارا نیارا ہو جاتا ہے۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا خدا امیر کو نیک صلاح دے۔ آپ نے بیان تو خوب کیا ہے۔ مگر ہم اس پر اس وقت تک عمل نہیں کر سکتے جب تک کہ یہ دریا ہمارے اور انکے درمیان حائل ہے۔ ہمیں آپ حکم دیں کہ پھر پل بنائیں۔ اس کے بعد آپ ہمیں لے کر دریا کو عبور کر کے دشمن پر حملہ کریں پھر اللہ آپ کو ان کی وہ بری گت دکھاویگا جس کی آپ کو تمنا ہے

پل کی ساخت کا حکم دیا گیا۔ پل بنا۔ اور فوج نے اسے عبور کر کے خوارج پر حملہ کیا۔ خارجی بھاگے۔ مدائن پہنچے۔ مسلمان بھی ان کے تعاقب میں مدائن پہنچے۔ خارجیوں کے رسالے کا ایک دستہ مسلمانوں سے مقابلے کے لیئے نکلا۔ اور پل کے قریب ایک معمولی سی جھڑپ ہوئی۔ خارجی مدائن سے بھی پیچھے ہٹے۔ حارث نے عبدالرحمن بن مخنف کو چھ ہزار سوار دے کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا تاکہ انھیں کوفے کے علاقے سے نکال دیں۔ اور جب وہ بصرے کے علاقے میں داخل ہوجائیں۔ ان کا تعاقب چھوڑ دیں ؂

عبدالرحمن حسب الحکم ان کے تعاقب میں چلے۔ اور جب خارجی کوفے کے علاقے سے نکل کر اصفہان کی طرف چلے عبدالرحمن واپس چلے آئے۔ نہ انھوں نے جنگ کی اور نہ کوئی اور جنگ ان کے اور خارجیوں کے درمیان اس تعاقب کے دوران میں ہوئی ؂

خارجیوں نے چلتے چلتے عتاب بن ورقہ پر مقام حیّ[1] پر حملہ کر دیا۔ اور محاصرہ کر لیا عتاب نے قلعے سے نکل کر جنگ کی۔ مگر ان سے عہدہ برآ نہ ہوسکے۔ خارجیوں نے عتاب کے ہمراہیوں پر شدید حملہ کر کے انھیں پھر شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا ؂

اصفہان اس زمانے میں اسماعیل بن طلحہ بن مصعب بن زبیر کی جاگیر میں تھا۔ اور عتاب اس کے حاکم تھے۔ عتاب صبر و سکون سے خوارج کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور ہر روز شہر سے نکل کر دروازۂ شہر کے سامنے خوارج سے جنگ کرتے اور فصیل پر سے تیر اور پتھروں کا مینہ برساتے رہتے ؂

عتاب کی فوج میں حضرموت کا رہنے والا ایک شخص ابوہریرہ بن شریح نامی تھا یہ بھی عتاب کے ہمراہ شہر سے نکل کر خارجیوں سے نبرد آزمائی کرتا تھا اور نہایت بہادر شخص تھا۔ جب حملہ کرتا تو رجز کے اشعار پڑھتا۔ جن میں خوارج پر طنز ہوتا۔ عرصہ تک اس کا یہی طریقہ رہا۔ آخرکار ایک خارجی جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عبیدہ بن ہلال تھا کمیں گاہ میں چھپ کر اس کی تاک میں بیٹھ گیا۔ ابوہریرہ حسب عادت رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ میں نکلا عبیدہ بن ہلال نے کمیں گاہ سے جست کر کے اس کے مونڈھے پر

---

[1] حیّ اصفہان سے دو میل کے فاصلے پر ایک قصبہ تھا۔ جو اب ویران پڑا ہے۔ اہل عجم اسے شہرستان بھی کہتے تھے ؂ (مترجم)

تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ زمین پر آ رہا۔ ابوہریرہ کے ساتھی دوڑ پڑے اور انھیں اپنے فرودگاہ میں اٹھا لائے۔ ان کا علاج کیا گیا۔ اس کے بعد خارجی طنزاً چلا چلا کر کہنے لگے کہ اے اللہ کے دشمنو! ابوہریرہ ہرار (بھونکنے والے) پر کیا گذری اس پر عتاب کے ہمراہی جواب دیتے کہ اے دشمنان خدا ابوہریرہ کے لئے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ چنانچہ ابوہریرہ چند ہی عرصے میں شفایاب ہو کر پھر بدستور سابق خوارج پر حملہ آور ہونے لگا اس مرتبہ خوارج نے کہنا شروع کیا کہ اے دشمن خدا ہم تو یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ تجھے عنقریب تیری ماں کے پاس بھیج دیں گے۔ ابوہریرہ نے جواب دیا۔ اے فاسقو تم میری ماں کا کیوں ذکر کرتے ہو۔ خارجی کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ماں کا ذکر کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ بہت جلد اس کے پاس پہنچنے والا ہے۔ ابوہریرہ کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ افسوس تم سمجھے بھی کہ خارجی ماں سے کیا مراد لے رہے ہیں وہ جہنم کو ماں سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اب ابوہریرہ ان کے فقرے کو سمجھ گئے۔ اور کہنے لگے کہ "اے دشمنان خدا کس چیز نے تمھیں تمھاری ماں سے علیحدہ کر دیا ہے کہ اب تم اس سے منکر ہو؟ یاد رکھو کہ دوزخ ہی تمھاری ماں اور وہیں تمھاری بازگشت ہے!"

محاصرے کو کئی مہینے گذر گئے۔ شہر کے جانور ہلاک ہو گئے۔ سامان خوراک ختم ہو گیا۔ محاصرے کی تکلیف نہایت سخت ہو گئی۔ عتاب نے اپنے ہمراہیوں کو بلایا تاکہ تقریر کریں۔ حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ تم لوگ جانتے ہو جو تکلیف تمھیں اٹھانی پڑی ہے اب صرف یہی مرحلہ باقی ہے کہ اگر کوئی اپنے میں سے مر جائے تو اس کا بھائی آ کر اگر اس میں استطاعت ہے اسے سپرد خاک کر دے اور سزاوار یہ ہے کہ تم اس سے بھی زیادہ کمزور ہو جاؤ کہ اگر کوئی مرے تو اسے دفن کرنے والا یا نماز پڑھنے والا بھی نہ ملے۔ اللہ سے ڈرو۔ تمھاری تعداد اتنی تھوڑی نہیں ہے کہ جس کا اثر تمھارے دشمنوں پر نہو۔ تم میں کوفے کے بڑے بڑے شہسوار ہیں اور ایسے لوگ ہیں جو اپنے قبائل اور خاندانوں میں سب سے زیادہ نیک و متقی ہیں۔ ہمارے ساتھ ان دشمنوں پر حملہ کرو اور جب تک تمھاری یہ حالت نہ ہو جائے کہ چلنے کی طاقت نہ رہے یا اس قدر ضعف نہو جائے کہ اگر کوئی عورت بھی تم پر حملہ کرے تو تم اسے نہ روک سکو۔ اس وقت تک تم میں قوت حیات موجود ہے۔ ہر شخص کو چاہیے اپنی مدافعت کرے۔ ثابت قدم رہے اور شجاعت دکھائے

مجھے پوری توقع ہے کہ اگر تم بہادری سے لڑے تو ضرور اللہ تعالےٰ تمھیں ان پر فتح دے گا۔ اور تمھیں غالب کرے گا۔ اس تقریر کو سن کر ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ امیر کی رائے صائب اور مناسب ہے آپ ہمیں لے کر دشمن پر حملہ کر دیجئے۔

رات کے وقت تمام لوگ امیر کے پاس جمع ہوئے۔ عتاب نے حکم دیا کہ تمام فوج والوں کے لیئے بہت سا کھانا پکایا جائے۔ تمام فوج نے رات کا کھانا عتاب کے ساتھ کھایا۔ اور صبح ہوتے ہی اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ خارجیوں پر اونجی کے کیمپ میں دھاوا کر دیا۔ خارجی اپنی جگہ بالکل بے خوف و خطر تھے۔ انھیں کبھی خیال بھی نہیں آتا تھا کہ محصور فوج خود انکے کیمپ میں درّانہ چلی آئے گی۔ عتاب کے ساتھیوں نے کیمپ کے ایک طرف سے حملہ کیا۔ اور دشمنوں کو اس قدر نقصان پہنچایا کہ وہ فرودگاہ کے دروازے سے ہٹ گئے۔ عتاب کے ہمراہی زبیر بن الماحوز تک پہنچ گئے ابن ماحوز ایک جماعت کے ساتھ جنگ میں نبرد آزمائی کے لیئے آیا مگر کام آیا۔ اپنے سردار کی موت کے بعد خارجی قطری کے پاس گئے۔ ان کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی۔

عتاب خارجیوں کے لشکرگاہ کو خوب اچھی طرح لوٹ کر شہر میں واپس آ گئے۔ قطری ان کے پیچھے پیچھے آیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جنگ کرنا چاہتا ہے اور زبیر ابن الماحوز کے فرودگاہ پر آکر یہ بھی قیام پذیر ہو گیا۔

خارجی یہ کہتے ہیں کہ قطری کے ایک مخبر نے اس سے کہا کہ میں نے عتاب کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر خارجی خچروں پر سوار ہوں۔ گھوڑیوں کو جلو میں لے جائیں۔ آج ایک جگہ قیام کریں اور کل دوسرے مقام پر ڈیرے ڈالیں تب زندہ رہ سکتے ہیں۔ جب قطری کو اس بات کا علم ہوا وہاں سے چل دیا۔ اور عتاب کے ساتھیوں نے بھی ان کی مزاحمت نہیں کی۔

ابو زہیر عبسی جو عتاب کے ساتھ تھے کہتے ہیں کہ ہم دوسرے دن ننگی تلواریں لیکر قطری کی طرف بڑھے، مگر خارجی اپنے فرودگاہ سے کوچ کر چکے تھے۔ اس موقعے کے بعد پھر کبھی ان سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی۔

اس کے بعد قطری اطراف کرمان پہنچا۔ کچھ عرصہ یہاں دم لیا۔ ایک بڑی جماعت اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر لی۔ غلے کی فصلیں ہضم کر ڈالیں۔ بہت سا روپیہ جمع کیا۔ اور جب طاقت بڑھ گئی پھر مقابلے کے لیئے سامنے آیا۔ اصفہان کا علاقہ طے کرتا ہوا نشط کے

درے سے ایذج آیا اور اھواز میں ٹھہر گیا۔ اس وقت حارث بن ابی ربیعہ مصعب کی طرف سے بصرے کے حاکم تھے ان واقعات کی اطلاع حارث نے انھیں کی۔ اور یہ بھی لکھا کہ مہلب ہی ان خارجیوں کا کامیابی سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مصعب نے مہلب کو جو اس وقت موصل اور جزیرہ کے والی تھے حکم بھیجا کہ تم خوارج سے نبرد آزمائی کرو۔ اور مہلب کی جگہ ابراہیم بن الاشتر کو اس علاقے کی کارفرمائی کے لیئے روانہ کیا ؛

مہلب بصرہ آئے۔ اور منتخب بہادروں کو اپنے ہم کاب لے کر خارجیوں کے مقابلے کو نکلے۔ مقام سولاف پر دونوں فوجوں میں معرکۂ کارزار گرم ہوا مسلسل آٹھ ماہ تک ایسی شدید جنگ ہوئی اور طرفین میں ایسا سخت رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

اسی ۶۸ھ ہجری میں شام میں شدید قحط پڑا۔ شدت قحط کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ اسی وجہ سے اس سال کوئی جہاد نہیں ہوسکا ؛

اسی سنہ میں عبدالملک بن مروان مقام بُطنان حبیب واقع علاقۂ قنسرین میں اپنی فوج کے ساتھ قیام پذیر رہا۔ جب بارش ہوئی تو کیچڑ بہت زیادہ ہوئی۔ اسی وجہ سے اس مقام کا نام بطنان الطین پڑ گیا۔ عبدالملک نے موسم سرما بھی اسی مقام میں بسر کیا۔ اور پھر وہاں سے دمشق کا رخ کیا ؛

نیز اسی سنہ میں عبیداللہ بن الحُر بھی مقتول ہوا ؛

عُبیداللہ بن الحُر کے قتل کے واقعات و اسباب

یہ شخص باعتبار اپنی دانائی۔ علم و فضل۔ پابندی احکام شرعیہ اور اجتہاد کے اپنی قوم کے ممتاز افراد میں سے تھا۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے تعلقات خراب ہوئے۔ تو اس نے کہا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کو محبوب رکھتا ہوں اور اگرچہ وہ اب اس دار فانی سے رحلت کر گئے ہیں مگر میں ان کی امداد کروں گا ؛

عبیداللہ بن الحُر حضرت معاویہؓ کے پاس مقیم تھا۔ مالک بن مسمع بھی چونکہ حضرت عثمانؓ کا حامی تھا حضرت معاویہؓ کے پاس جا پہنچا۔ ابن الحُر برابر معاویہؓ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جنگ صفین میں بھی شریک ہوا جب حضرت علیؓ شہید ہوئے تو کوفہ آیا۔ اپنے عزیزوں اور ان لوگوں سے ملا جنھیں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے باہمی تنازعہ کیوجہ سے

ہر طرح کے نقصانات برداشت کرنا پڑے تھے۔ اور ان سے کہا کہ دولت گزینی کسی کے لیئے مفید نہیں میں شام میں رہ چکا ہوں مگر وہاں معاویہؓ کی حکومت کی یہ کیفیت ہے اسی طرح کوفہ والوں نے حضرت علیؓ کے دور حکومت کی برائی کی۔ ابن حرؒ نے کہا اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ حکومت تمھارے ہاتھ میں آجائے تو عذر لنگ چھوڑ کر اپنی سیادت اپنے ہاتھ میں لے لو۔ سب نے جواب دیا کہ ہم اس معاملے میں مشورہ کرنے کے لیئے پھر ملیں گے۔ اور اسی طریقۂ کار کے اختیار کرنے کے لیئے وہ آپس میں ساز باز بھی کرنے لگے ؛

حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر کے دعوی خلافت کے خلفشار کے زمانے میں یہ شورش پھر نمودار ہوئی ابن حرؒ کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ قریش عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔ کہاں ہیں شریف و نجیب ماؤں کے بیٹے! وہ میرے پاس آئیں۔ چنانچہ تمام قبائل کے چھٹے ہوئے سرکش سات سو شہسوار ابن حرؒ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اور سب نے استدعا کی کہ جدھر چاہیں آپ ہمیں لے چلیں ؛

جب عبیداللہ بن زیاد فرار ہو چکا۔ اور یزید ابن معاویہ نے بھی انتقال کیا۔ ابن حرؒ نے اپنے شہسواروں سے کہا کہ اب تمھارے لیئے موقع ہے ؛

ابن حرؒ اپنی جماعت کے ساتھ مدائن پہنچا۔ اور یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو خراج علاقۂ جبل سے سلطان کے لیئے بھیجا جاتا یہ راستے میں زبردستی چھین لیتا۔ اس میں سے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا روزینہ وصول کر لیتا۔ ابن حرؒ نے اپنے ہمراہیوں سے یہ بھی کہا کہ اس مال میں ہمارے ان بھائیوں کا بھی حق ہے جو کوفے میں ہیں اور انھیں بھی دینا ضروری ہے مگر وہ لوگ کب ایسی باتوں پر کان دھرنے والے تھے۔ اس مال میں سے انھوں نے ایکسال کا پیشگی وظیفہ حاصل کر لیا۔ ابن حرؒ نے وزیر مال کو اپنے اس طرز عمل کی صفائی لکھ بھیجی ؛

غرضکہ عرصے تک ابن الحر اسی قسم کی غیر آئینی زندگی بسر کرتا رہا۔ مگر کسی شخص کی ذاتی دولت یا تاجروں سے کسی قسم کا تعارض نہیں کرتا تھا۔ بلکہ عورتوں کی عصمت وعزت کا جس قدر وہ محافظ تھا کوئی عرب اس کے مقابل میں نہ تھا۔ اسی طرح تمام دوسری منہیات اور مسکرات سے ہمیشہ پرہیز کرتا تھا۔ لوگوں میں اس کے متعلق جو برے خیالات پیدا ہوئے اس کی وجہ اس کی شاعری ہے۔ اور بے شک وہ اپنے ہمعصروں میں بہترین شاعر تھا؛ ابن حرؒ کا یہی رویہ مختار کے برسر اقتدار ہوئے تک قائم رہا۔ جب انھیں معلوم ہوا

کہ ابن حر نے مفصلات میں اس قسم کی شورش مچا رکھی ہے تو اس کی بیوی ام سلمہ کو قید کر لیا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ میں یا تو ابن حر کو قتل کروں گا یا اس کے اہل و عیال کو تہ تیغ کر دوں گا۔
ابن حر کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اپنے شہسواروں کے ساتھ رات کے وقت کوفے میں در آیا۔ جیل خانہ کا دروازہ توڑ ڈالا۔ اور نہ صرف اپنی بیوی بلکہ جس قدر مرد اور عورتیں مقید تھیں سب کو آزاد کر دیا۔ مختار نے مقابلے کے لیئے فوج روانہ کی۔ مگر یہ لڑتا بھڑتا کوفے سے صاف بچ کر نکل گیا۔ پھر اس نے مختار کے عاملوں اور طرفداروں کو سخت تنگ کرنا شروع کیا۔ ہمدانی مختار کے ساتھ اس کے مکان پر جھپٹ پڑے۔ اس کے مکان کو جلا کر خاک کر دیا اس کی تمام جائداد کو جو جبہ اور بداۃ میں تھی لوٹ لیا۔ اس کے بدلے میں ابن حر ماہ کی طرف چلا۔ عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس اور ہمدانیوں کی جس قدر املاک و جاگیریں وہاں تھیں سب لوٹ لیں۔ پھر دوآبہ کے علاقے میں آیا۔ اور یہاں بھی جس قدر املاک ہمدانیوں کی تھی سب پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح کبھی مدائن کا رُخ کرتا اور جوخی کے عاملوں پر حملہ کر کے ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیتا اور کوہستانی علاقے کی طرف چلا جاتا تھا اب وہ زمانہ آیا کہ مختار مارے گئے۔ اور مصعب دوبارہ گورنر کوفہ مقرر ہو کر آئے لوگوں نے ان سے کہا کہ ابن حر نے زیاد اور مختار دونوں کو تنگ کر رکھا تھا اور اب ہمیں پھر خوف ہے کہ وہ علاقہ سواد کو پھر سابق کی طرح تاخت و تاراج کرے گا۔ اس لیئے مصعب نے ابن الحر کو قید کر دیا۔
ابن الحر نے بنی مذحج کے بعض لوگوں سے درخواست کی کہ وہ مصعب کے پاس جا کر اس کی سفارش کریں۔ بنی مذحج کے سربرآوردہ لوگوں سے قاصد کے ذریعے درخواست کی کہ آپ لوگ مصعب کے پاس جائیں اور میرے متعلق خود ان سے گفتگو کریں کیونکہ مصعب نے مجھے بغیر کسی جرم کے محض لوگوں کی شکایت پر قید کر دیا ہے اور میری جانب سے ایسی باتوں کا خوف دلایا ہے کہ میں نے نہ ان کا ارتکاب کیا اور نہ میری یہ شان ہے کہ میں انھیں کروں اس کے ساتھ اس نے بنی مذحج کے شہسواروں کو لکھا کہ تم زرہ بکتر سے مسلح ہو ہتیار سج کر تیار ہو میں نے بعض لوگوں کو مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ وہ میرے متعلق ان سے گفتگو کریں۔ اگر انکی سعی سفارش بارآور ہو تو تم کسی سے تعارض نہ کرنا۔ اپنے ہتیاروں کو معمولی لباس کے نیچے چھپائے رکھنا۔
چنانچہ بنی مذحج کے بعض لوگ اسی غرض کے لیئے مصعب کے پاس آئے ان کی سفارش

کارگر ہوئی۔ مصعب نے ابن حُرؒ کو چھوڑ دیا۔ ابن حُرؒ نے اپنے ہمراہیوں سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر یہ جماعت اپنے مقصد میں ناکامیاب ہو کر واپس آئے تو تم لوگ فوراً محبس پر حملہ کر دینا۔ میں اندر سے تمہاری امداد کروں گا۔

جب ابن حُرؒ جیل سے نکلا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ اب اپنے ہتیاروں کو ظاہر کر دو۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ بغیر کسی تعارض کے ابن حُرؒ اپنے گھر واپس آ گیا۔ مصعب ابن حُرؒ کے رہا کر دینے پر نادم ہوئے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس نے مخالفت شروع کر دی۔ لوگ اسے مبارک باد دینے آئے۔ کہنے لگا کہ حکومت صرف خلفاء ماضیین کو زیبا تھی۔ اب کے لوگوں میں کسی کو بھی ان کے مماثل نہیں پاتا کہ اسکے ہاتھ میں ہم اپنی عنان حکومت تفویض کر دیں۔ یا خیر خواہی سے پیش آئیں۔ اس وقت محض غاصبوں نے تسلط حاصل کر لیا ہے۔ اس لئے ہم کیوں ان کی بیعت کے طوق سے اپنی گردنوں کو ذلیل و رسوا کریں۔ میدان جنگ میں وہ ہم سے دلیر نہیں۔ اور نہ کسی سخت مشکل کے وقت میں وہ ہم سے زیادہ سود مند ہیں۔ علاوہ بریں خود رسول اللہ صلعم نے ہم سے یہ فرما دیا ہے کہ جو کوئی برے کام کرے تم اس کی اطاعت نہ کرو۔ خلفاء اربعہ کے بعد ہم نے نہ کسی امام صالح کو دیکھا اور نہ کسی وزیر کو جو متقی ہو۔ سب کے سب اللہ کی نافرمانی اور خلاف منشاء خداوندی کرنے پر آمادہ ہیں۔ دنیا کی محبت ان پر غالب ہے آخرت کا کچھ خیال نہیں ہماری عزتوں پر حملہ کرنا ان کے لیئے کس طرح جائز ہے۔ ہم وہ مجاہد ہیں جنھوں نے نخیلہ قادسیہ جلولا اور نہاوند کے معرکے سر کیئے۔ ہم نیزوں کے لیئے اپنے سینے اور تلواروں کے لیئے اپنی پیشانیاں پیش کر دیتے ہیں۔ مگر باوجود ان تمام خدمات و حقوق کے ہمارا کوئی حق سمجھا جاتا ہے نہ افضلیت۔ اس لیئے تمھیں چاہئیے کہ تم اپنی عزت و حمیت کی حفاظت کے لئے تلوار نیام سے نکال لو۔ اب جس کی بھی حکومت ہوگی اس میں تمہارے حقوق سب پر افضل ہوں گے۔ میں نے تو اب مخالفت اور جنگ کا کھلم کھلا اظہار کر دیا ہے۔ اور اللہ ہی میں تمام قدرتیں ہیں۔

ابن حُرؒ نے اپنے ہمراہیوں کی مدد سے جنگ اور لوٹ مار شروع کر دی۔ مصعب نے سیف بن ہانی المرادی کو اس کے پاس بھیجا۔ سیف نے ابن حُرؒ سے کہا کہ اگر تم مصعب کی بیعت کر لو اور ان کی اطاعت قبول کر لو تو بادوریا کا خراج تمہیں دیا جایا کریگا۔ ابن حُرؒ نے

جواب دیا کہ کیا اب بادوریا اور دوسرے مقامات کا خراج میرے قبضۂ قدرت میں نہیں ہے؟ نہ میں کچھ قبول کروں گا اور نہ کسی بات میں ان پر اعتماد کروں گا۔ مگر اے جوان میں تمھیں ایک عاقل آدمی سمجھتا ہوں (سیف اس وقت بالکل نوجوان تھا)، اگر تم میرا اتباع کرنے پر آمادہ ہو تو میں تمھیں دولتمند بنا دوں گا۔

سیف نے اس خواہش کو رد کر دیا۔ مصعب نے ابرد بن قرۃ الریاحی کو ابن حُر کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ ابن حُر نے اسے شکست دی اور اس کے چہرہ پر ایک زخم بھی لگایا۔ اس کے بعد مصعب نے حریث بن زید (بایزید) کو مقابلے میں بھیجا۔ ان دونوں میں تنہا جنگ ہوئی۔ ابن حُر نے حریث کو قتل کر ڈالا۔ پھر مصعب نے حجاج بن حارثۃ الخثعمی اور مسلم ابن عمرو کو مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ نہر صرصر پر طرفین میں معرکۂ کارزار گرم ہوا ابن حُر نے دونوں کو شکست دی۔

اب مصعب نے ایک وفد ابن حُر کے پاس بھیجا۔ اس نے ابن حُر کو دعوت دی کہ تم کو امان عطا کی جائے گی۔ تمھاری عزت کی جائے گی۔ اور جس علاقہ کی حکومت چاہو تمھارے سپرد کر دی جائے۔ مگر اس نے قبول نہ کیا۔ اور مقام نرسی میں آیا۔ یہاں کا زمیندار مسمی طیر جشنس مقام فلوجہ کے خراج کا روپیہ لے کر بھاگ گیا۔ ابن حُر اس کے تعاقب میں چلا، زمیندار عین التمر پہنچا۔ بسطام بن مصقلۃ بن ہبیرۃ الشیبانی اس جگہ حاکم تھے ان کے پاس پناہ لی۔ بسطام اپنی فوج کے ساتھ جو ایک سو پچاس سواروں پر مشتمل تھی ابن حُر کے مقابلے کے لئے نکلے۔ یونس بن ہاعان المرادی نے جب کہ ابن حُر نے اسے پکارا کہ آؤ مجھ سے مقابلہ کرو، یہ بات کہی کہ سب سے بدتر زمانہ آخر عمر کا ہوتا ہے مجھے خیال نہ تھا کہ میں اتنے دنوں تک بقید حیات رہوں گا کہ مجھے کوئی شخص مقابلے کیلئے پکارے گا۔ ابن حُر نے اپنے مقابل کے ایک کاری وار لگایا۔ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ اور اپنے گھوڑوں سے گر پڑے۔ ابن حُر نے یونس کا عمامہ لے لیا اور اسی سے اس کی مشکیں کس دیں۔ اور پھر سوار ہو گیا۔

حجاج بن حارثۃ الخثعمی بھی پہنچ گئے۔ ابن حُر نے حملہ کر کے انھیں بھی قید کر لیا پھر بسطام بن مصقلۃ اور مجشر میں مقابلہ ہوا۔ اس طرح ایک نے دوسرے پر وار کیئے کہ دونوں تنگ آ گئے۔ آخر کار بسطام مجشر پر غالب آ گئے۔ ابن حُر یہ دیکھتے ہی بسطام پر

جھپٹ پڑا۔ بسطام اس سے لپٹ گئے۔ اور دونوں زمین پر آرہے۔ مگر ابن حر بسطام کے سینے پر گرا اور انھیں قید کرلیا۔ اس روز بہت سے لوگ اس نے قید کیے۔ جس کا تذکرہ بعد تک لوگ کرتے رہے جس قدر قیدی تھے سب کی یہ ہی خواہش تھی کہ ہم آزاد کردئے جائیں۔

ابن حر نے اپنے شہسواروں میں سے ایک جماعت کو دلہم مرادی کے ماتحت زمیندار کی تلاش میں روانہ کیا۔ یہ لوگ اسے پا گئے مگر جنگ سے پہلے اس کے روپے پر قبضہ کرلیا۔

ابن حر تکریت پہنچا۔ مہلب کی طرف سے جو عامل مقرر تھا وہ خوف سے بھاگ گیا ابن حر نے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ مصعب نے پھر ابرو بن قرۃ الریاحی اور جون بن کعب الہمدانی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلے کو بھیجا۔ علاوہ بریں مہلب نے پانسو سوار بسرکردگی یزید بن المغفل ان کی امداد کے لئے روانہ کئے۔ بنی جعفی کے ایک شخص نے ابن حر کو مشورہ دیا کہ اس قدر فوج کے مقابلہ میں آپ نہ لڑیں۔ مگر وہ کب ماننے والا تھا مجشر سے جنھیں اس نے اپنا جھنڈا دیدیا تھا کہا کہ حملہ کرو اور دلہم المرادی کو بھی اس کے ساتھ آگے بڑھایا۔ چنانچہ دو روز برابر صرف تین سو ہمراہیوں کے ساتھ ابن حر لڑتا رہا۔ جریر بن کریب زخمی ہوئے عمرو بن جندب الازدی اور اس کے شہسواروں کی ایک بڑی تعداد اس جنگ میں کام آئی۔ شام کے قریب دونوں فوجیں ہٹ گئیں۔

ابن حر تکریت سے روانہ ہوا۔ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میں تمہیں عبدالملک بن مروان کے پاس لے جا رہا ہوں۔ چنانچہ لوگ آمادہ ہوگئے۔ پھر کہنے لگا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ مبادا میں مصعب اور اس کے ساتھیوں کو قرار واقعی مزا چکھائے بغیر مرجاؤں اس لئے پھر کوفہ چلو۔ کوفے کے ارادے سے کسکر پہنچا، اس کے عامل کو نکال دیا۔ اور بیت المال میں جس قدر روپیہ تھا اس پر قبضہ کرلیا۔ غرضکہ اسی طرح کوفہ پہنچا اور قصابوں کے محلے میں فروکش ہوا۔ مصعب نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ پھر ابن حر دیرالاعور کی طرف چلا۔ اس مرتبہ مصعب نے مختار بن ابجر کو اس کے مقابلے میں بھیجا۔ یہ بھی شکست کھا کر واپس آئے۔ مصعب نے انھیں بہت کچھ برا بھلا کہا اور پھر مقابلے کے لئے بھیجا اور اس مرتبہ جون بن کعب الہمدانی۔ اور عمرو بن عبیداللہ بن معمر کو بھی مقابلے

کے لئے بھیجا۔ یہ تمام سردار اپنی اپنی فوج کے ساتھ ابن حُر پر ٹوٹ پڑے۔ ابن حُر کے ساتھیوں کا اکثر زخمی ہوگئے۔ ان کے گھوڑے پے کر ڈالے گئے۔ مجشر بھی جس کے پاس ابن حُر کا جھنڈا تھا زخمی ہوئے مگر انھوں نے جھنڈا احمر طئی کے سپرد کر دیا۔ حجار بن ابجر پیچھے ہٹے۔ مگر پھر حجار نے جوابی حملہ کیا اور شام تک نہایت شدید جنگ ہوتی رہی اور پھر ابن حُر کوفے سے چلدیا۔

مصعب نے یزید بن الحارث ابن رویم الشیبانی کو جو مدائن کا حاکم تھا حکم بھیجا کہ تم ابن حُر کا مقابلہ کرو۔ یزید نے پہلے اپنے بیٹے حوشب کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ مقام باجرایا پر دونوں میں معرکہ جنگ پیش آیا۔ ابن حُر نے اپنے مقابل کو شکست دی اور کچھ لوگ بھی قتل کئے۔

ابن حُر مدائن پہنچا۔ یہاں لوگ مقابلے کے لئے قلعہ بند ہوگئے۔ ابن حُر یہاں سے بھی آگے بڑھا۔ جون ابن کعب الہمدانی اور بشر بن عبید اللہ الاسدی اس کے مقابلہ کے لئے چلے۔ جون نے مقام حولایا پر مورچہ باندھا اور بشر تامرا آیا۔ اور ابن حُر سے سرگرم پیکار ہوا۔ ابن حُر نے بشر کو قتل کیا اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ ادھر سے نبٹ کر ابن حُر نے جون کا مقابلہ کرنے کے لئے حولایا کا رخ کیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ اس کے مقابل ہوئے مگر ابن حُر نے انھیں بھی اپنے نیزے سے قتل کر ڈالا۔ اس کے ساتھیوں کو شکست دی اور ان کے تعاقب میں چلا۔ اب بشر بن عبدالرحمٰن بن بشر العجلی اُس کا مقابل ہوا۔ مقام سورا پر دونوں میں شدید جنگ ہوئی۔ پھر بشر خود پیچھے ہٹکر اپنے مستقر پر واپس چلا گیا۔ اور کہا کہ میں نے ابن حُر کو شکست دی۔ جب اس کے ایسے ہونے کی خبر مصعب کو ہوئی۔ کہنے لگے کہ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو چاہتے ہیں کہ ایسے کام کے لئے ان کی تعریف کی جائے جسے انھوں نے نہیں کیا۔

اب ابن حُر نے علاقہ سواد میں قیام اختیار کیا۔ لوٹ مار کرنے لگا اور خود ہی خراج وصول کر لیتا تھا۔

ابن حُر عبدالملک بن مروان کے پاس آیا۔ عبدالملک نے دس آدمیوں کے ساتھ اسے کوفہ روانہ کیا۔ اور کہا کہ تم کوفہ روانہ ہو جاؤ ان کے علاوہ اور سپاہی تم سے مل جائینگے ابن حُر اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا۔ جب انبار پہنچا، ایک شخص کو کوفہ اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ اس کے آنے کی لوگوں کو خبر کر دے۔ اور لوگوں سے یہ بھی درخواست کرے

کہ وہ میرے شریک ہو جائیں۔ اس کے آنے کی اطلاع بنی قیس کو ہو گئی۔ وہ حارث بن عبداللہ کے پاس جو ابن الزبیر کی طرف سے کوفے کا عامل تھا آئے۔ اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک لشکر ابن حُر کے مقابلے کے لئے روانہ کیجئے۔ چنانچہ ایک لشکر بھیجا گیا اور ابن حُر سے مقابلہ ہوا۔ تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد ابن حُر کا گھوڑا غرق ہو گیا۔ ابن حُر ایک کشتی پر سوار ہو گیا۔ یہ دیکھتے ہی ایک حبشی کشتی میں کود پڑا۔ اس نے ابن حُر کے دونوں بازو پکڑ لئے اور دوسرے لوگوں نے اسے کشتی کی پتواروں سے مارنا شروع کیا۔ ان لوگوں نے چلا کر کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس کی امیر المومنین کو تلاش تھی۔ یہ دونوں لپٹ گئے اور دریا میں ڈوب گئے بعد میں لوگوں نے ابن حُر کو نکال لیا۔ اس کا سر جدا کر کے کوفہ بھیجدیا اور پھر کوفہ سے اس سر کو بصرہ بھیجدیا۔

بعض لوگوں نے ابن حُر کے مارے جانے کی اور وجہ لکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن حُر کوفے میں مصعب کے پاس آیا کرتا تھا اس نے دیکھا کہ اہل بصرہ کو ان پر تقدیم دیجاتی ہے اسے یہ بات ناگوار گزری۔ اس پر حضرت عبداللہ ابن زبیر کو ایک قصیدہ لکھ بھیجا جس میں مصعب کی شکایت تھی اور یہ بھی دھمکی دی تھی کہ میں عبدالملک بن مروان سے جاملونگا۔

عطیہ بن عمر البکری اور ابن حُر ایک ساتھ قید کئے گئے تھے جب عطیہ رہا کر دیئے گئے تو اس موقعے پر بھی ابن حُر نے مصعب کو مخاطب کر کے بعض شکایت آمیز اشعار کہے۔

مصعب سوید بن منجوف کو جس کی چگی ڈاڑھی تھی عزیز رکھتے تھے۔ ابن حُر کو یہ بات بھی ناپسند ہوئی۔ اسی پر ایک قصیدہ لکھ ڈالا۔

ایک قصیدہ قبیلۂ قیس عیلان کی ہجو میں لکھا۔ اس پر زفر بن الحارث نے مصعب کو لکھا کہ ابن زرقا کے مقابلے میں میں ہی آپ کی جانب سے لڑا ہوں اور اب ابن حُر نے بنی قیس کی ہجو لکھی ہے۔ آپ اس کا تدارک کیجئے۔ اس پر بنی سلیم کے کچھ لوگوں نے ابن حُر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ابن حُر نے کہا کہ میں نے تو یہ شعر کہا تھا:۔

الم تر قیساً قیس عیلان اقبلت۔ الینا وسارت بالقنا والقنابل۔

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ قبیلہ قیس عیلان ہماری سمت نیزے اور رسالونکے دستے لیکر آئے۔

اور انھیں میں سے کسی نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس پر زفر بن حارث نے خوشی منائی اور فخریہ اشعار لکھے

اسی طرح عبداللہ بن ہمام نے بھی فخریہ قصیدہ لکھا ہے

اس سال عرفات میں چار جھنڈے چار مختلف لوگوں کے آئے۔ ابن الحنفیہ کا علم کوہ مشاۃ کے قریب نصب تھا۔ ابن الزبیر کا جھنڈا اُس مقام پر نصب تھا جہاں عرفات کے اجتماع کے دن امام کھڑا ہوتا ہے بعد میں ابن حنفیہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے اور ابن الزبیر کے مقابل ٹھہر گئے۔ نجدۃ الحروری ان دونوں کے پیچھے تھے اور بنی امیہ کا جھنڈا ان دونوں کے بائیں جانب ایستادہ تھا۔ سب سے پہلے ابن حنفیہ کی جماعت منتشر ہوئی۔ پھر نجدہ اس کے بعد بنی امیہ اور سب کے آخر میں (حضرت) عبداللہ ابن زبیر کا جھنڈا اکھاڑا گیا اور لوگوں نے اُن کی پیروی کی۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضؓ شام کو اس وقت تک عرفات سے روانہ نہیں ہوئے۔ جب تک ابن زبیر روانہ نہیں ہوئے ابن زبیر نے روانگی میں دیر کی۔ حالانکہ ابن الحنفیہ اور نجدۃ اور بنو امیہ روانہ ہو چکے تھے اس پر ابن عمر رضؓ نے فرمایا کہ ابن زبیر ایام جاہلیت کے طریقے پر عمل کرنا چاہتے ہیں یہ کہہ کر حضرت عبداللہ ابن عمر رضؓ روانہ ہوئے۔ ابن زبیر بھی آپ کے پیچھے ہی چل کھڑے ہوئے ہے

محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس موقع پر بھی مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں فتنہ و فساد نہ اٹھ کھڑا ہو۔ اس کی روک کے لئے میں ان چاروں سرداروں کے پاس گیا۔ سب سے پہلے میں محمد بن علی کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اے ابوالقاسم اللہ سے ڈرو۔ ہم ایک مقدس مقام اور اکرنے محترم سرزمین میں جمع ہوئے ہیں جس قدر آدمی یہاں جمع ہیں یہ اللہ کا ایک وفد ہے جو اس بیت مبارک کی زیارت کو حاضر ہوا ہے۔ آپ کوئی بات ایسی نہ کریں جس سے ان کا حج فاسد ہو جائے۔ محمد بن علی نے کہا کہ میرا ہرگز ایسا ارادہ نہیں۔ میں کسی کو بیت اللہ آنے سے نہیں روکوں گا۔ اور نہ میرے سبب سے کسی حاجی کو کوئی ضرر پہنچے گا۔ میں صرف ابن زبیر اور میرے خلاف جو ان کا ارادہ ہے اس سے اپنی حفاظت کرنا چاہتا ہوں اور میں امارت کی خواہش نہ کروں گا جب تک دو شخص بھی میرے متعلق اختلاف رائے رکھیں۔ تم ابن الزبیر سے جا کر اس معاملے میں گفتگو کرو اور نجدہ کے پاس بھی جاؤ ہے

محمد بن جبیر ابن زبیر کے پاس آئے ان سے وہی گفتگو کی جو ابن حنفیہ سے کر چکے تھے ابن زبیر نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ میرے ہاتھوں پر تمام لوگوں نے بیعت کی ہے مگر یہ میرے معاند ہیں۔ محمد بن جبیر نے عرض کیا کہ اس وقت تو یہی بہتر ہے کہ آپ رُکے رہیں انھوں نے

کہا بہتر ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ اس کے بعد محمد ابن جبیر نجدۃ کے پاس آئے۔ نجدہ اپنے ساتھیوں سے ہم جلسہ تھے۔ عکرمہ ابن عباس کا غلام بھی وہاں موجود تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں تمھارے آقا سے ملنا چاہتا ہوں جاؤ اور اجازت طلب کرو فوراً ہی وہ اجازت لیکر واپس آیا۔ یہ ان کے سامنے پہنچے ان کی تعظیم کی اور وہی گفتگو ان سے بھی کی جو پہلے دونوں سابق الذکر اصحاب سے کر چکے تھے۔ نجدہ نے جواب دیا کہ میں ایسا تو نہیں کروں گا کہ خود کسی کے خلاف جنگ و جدل کی ابتدا کروں۔ البتہ اگر کوئی خود چھیڑ کرے گا تو میں ضرور اس سے لڑوں گا۔ ابن جبیر نے انھیں بتایا کہ ابن حنفیہ اور ابن زبیر بھی آپ سے لڑنا نہیں چاہتے اس کے بعد محمد بن جبیر طرفداران خاندان بنی امیہ کے پاس پہنچے اور حسب سابق ان سے بھی وہی گفتگو پیش آئی ان لوگوں نے کہا کہ جب تک ہم پر کوئی حملہ نہ کرے گا ہم خود کسی سے نہیں لڑینگے ؂

محمد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس موقع پر سب سے زیادہ امن و آشتی آمیز طریقے پر محمد بن الحنفیہ کے طرفدار عرفات سے روانہ ہوئے ؂

جابر بن اسود بن عوف الزہری اس سال ابن زبیر کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے۔ کوفہ اور بصرہ کے عامل ان کے بھائی مصعب تھے۔ بصرہ کے قاضی ہشام بن ہبیرہ۔ اور کوفے کے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود تھے۔ خراسان کے حاکم عبداللہ بن خازم السلمی تھے اور شام میں عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی ؂

۶۹ھ کے واقعات

جب عبدالملک بن مروان مقام عین وردہ کو گئے۔ دمشق پر عمرو بن سعید بن العاص کو اپنا قائم مقام بنا گئے۔ عمرو بن سعید دمشق میں قلعہ بند ہو کر مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔ عبدالملک کو اس کی خبر ہوئی۔ دمشق واپس آئے اور شہر کا محاصرہ کر لیا ؂

بعض راویوں نے اس واقعے کے متعلق یہ بھی کہا ہے کہ عمرو بن سعید عبدالملک بن مروان کے ہم رکاب تھا جب مقام بطنان حبیب پر عبدالملک فروکش ہوئے تو عمرو دمشق واپس آکر قلعہ بند ہو گیا۔ پھر عبدالملک بھی دمشق کو واپس آئے ؂

ایک یہ بھی روایت ہے کہ عبدالملک بطنان حبیب سے دمشق کو واپس آئے۔

کچھ عرصہ قیام کر کے قرقیسیا کا رخ کیا۔ زفر بن حارث الکلابی اور ان کے ہمراہ عمرو بن سعید بھی اس مقام میں تھے۔ عمرو بن سعید ایک رات چپکے سے چل دیا۔ حمید بن حریث بن بجدل الکلبی اور زہیر بن ابرد الکلبی ان کے ساتھ ہوئے۔ یہ دمشق آئے۔ عبدالرحمن بن ام الحکم الثقفی دمشق پر عبدالملک کے قائم مقام تھے۔ انھیں جب معلوم ہوا کہ عمرو بن سعید واپس آرہا ہے شہر کی حکومت ترک کر کے فرار ہو گئے عمرو نے دمشق پر قبضہ کرلیا اور جس قدر خزانے تھے ان پر بھی قبضہ کرلیا۔

اور لوگوں نے یہ بیان کیا کہ یہ واقعہ ۷۰ھ میں پیش آیا۔

عبدالملک دمشق سے عراق کی جانب مصعب کے مقابلے کے ارادے سے نکلے۔ عمرو بن سعید نے کہا کہ آپ خود عراق جارہے ہیں حالانکہ آپ کے والد نے اپنے بعد مجھے خلافت دینے کا وعدہ کیا تھا، اور اسی وجہ سے میں ان کی حمایت میں لڑتا رہا ہوں اور جس طرح میں نے ان کی خدمات انجام دی ہیں اُن سے آپ ناواقف نہیں ہیں۔ بہتر ہے کہ اپنے بعد آپ مجھے اپنا جانشین نامزد فرمائیں عبدالملک سن کر خاموش ہو گئے۔ عمرو بن سعید ناراض ہو کر دمشق پلٹا۔ عبدالملک بھی اس کے پیچھے پیچھے دمشق آگئے۔

پہلے بیان کے مطابق جب عمرو بن سعید نے دمشق پر قبضہ کرلیا۔ عبدالرحمن ابن ام حکیم الثقفی کو طلب کیا۔ جب یہ نہ ملے حکم دیا کہ ان کا مکان منہدم کر دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل ہو گئی۔ عمرو ایک بڑے مجمع کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا منبر پر چڑھا حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ مجھ سے پہلے قریش کا کوئی شخص ایسا نہیں گذرا کہ جس نے منبر پر چڑھ کر یہ دعویٰ نہ کیا ہو کہ جنت اور دوزخ اس کے قبضۂ تصرف میں ہے جو اسکی اطاعت کرے گا اسے جنت ملے گی اور جو نافرمانی کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ مگر میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ جنت دوزخ سب کچھ اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ میں اس معاملے میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہتا کہ یہ میرے فرائض میں ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کروں اور انعام و اکرام دیتا رہوں۔

اتنا کہکر عمرو بن سعید منبر پر سے اتر آیا۔

اُدھر جب عبدالملک صبح کو بیدار ہوئے انھیں معلوم ہوا کہ عمرو بن سعید غائب ہے

دریافت حال پر اصل کیفیت معلوم ہوگئی۔ عبدالملک دمشق کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ یہاں آکر کیا دیکھتے ہیں کہ عمرو بن سعید نے تمام شہر پر کمبل اڑھادے ہیں چند روز تک دونوں میں جنگ ہوئی۔ عمرو بن سعید نے حمید بن حریث الکلبی کو رسالے پر سردار مقرر کرکے میدان جنگ روانہ کیا اس کے مقابلے میں عبدالملک نے سفیان بن الابرد الکلبی کو بھیجا اور جب عمرو نے زہیر بن الابرد الکلبی کو میدان جنگ میں روانہ کیا۔ اس کے مقابلے پر عبدالملک نے حسان بن مالک بن بجدل الکلبی کو بھیجا۔

ایک روز دونوں طرف کے سواروں میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ عمرو بن سعید کے ہمراہ بنی کلب کا ایک شخص رجا ابن سراج تھا۔ اُس نے عبدالرحمٰن بن سلیم کو تنہا مقابلے کے لئے پکارا۔ یہ عبدالملک کے ہمراہ تھا۔ عبدالرحمٰن نے یہ ضرب المثل مصرع پڑھا۔ ع قد انصف القارۃ من راماھا۔ یعنی قبیلۂ قارۃ کے قدر اندازوں کو جس نے تیر مارا بے شک اس نے تیر افگنی کی داد دی۔ دونوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ ایک دوسرے پر نیزے سے وار کرنے لگے۔ عبدالرحمٰن کی رکاب ٹوٹ گئی اور اس طرح ابن سراج نے اپنی جان بچائی۔ اس پر عبدالرحمٰن نے کہا کہ اگر میری رکاب نہ ٹوٹ جاتی تو جتنے انجیر تو نے کھائے تھے سب پیٹ سے نکل پڑتے۔

ایک عرصے تک عمرو اور عبدالملک میں مقابلہ رہا۔ آخر کار بنی کلب کے بچے اور عورتیں روتی ہوئی آئیں اور سفیان بن الابرد اور ابن بجدل الکلبی سے کہا کہ بھلا تم کاہے کو قریش کی خاطر آپس میں لڑ رہے ہو، مگر کوئی بھی واپسی کے لئے تیار نہ تھا تاوقتیکہ اس کا مدمقابل واپسی کی ابتدا نہ کرے۔ بہر حال جب اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ ایک دوسرے کو مقابلے سے باز رہنا چاہئے تو لوگوں نے غور کیا کہ ابتدا کس کی جانب سے ہو سفیان عمر میں حریث سے بڑے تھے۔ لوگوں نے حریث سے مطالبہ کیا کہ پہلے تمہیں میدان جنگ سے واپس ہوجانا چاہئے چنانچہ حریث نے ایسا ہی کیا۔

پھر عبدالملک اور عمرو میں صلح ہوگئی ایک صلحنامہ پر دونوں کے دستخط ہوگئے عبدالملک نے عمرو بن سعید کو امان دی یہ واقعہ جمعرات کی شام کو وقوع پذیر ہوا۔ عمرو بن سعید اپنے شہسواروں کے ساتھ ایک سیاہ کمان حمائل کئے ہوئے عبدالملک کے کیمپ میں آیا۔ عبدالملک کے خیمے کی قنات کی طنابیں ان کے گھوڑے نے روند ڈالیں

جس کی وجہ سے سراپردہ سلطانی گر پڑا عمرو گھوڑے سے اُتر پڑا اور بیٹھ گیا۔ عبد الملک غصّے میں بھرے ہوئے تھے۔ عمرو کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے اے ابوامیہ کیا آپ نے یہ سیاہ قوس اس لئے حمائل کی ہے کہ آپ بنی قیس کے مشابہ بننا چاہتے ہیں عمرو نے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ میں اس شخص کے مماثل ہونا چاہتا ہوں جو ان سب سے بہترین تھا یعنے عاص بن امیہ ؂

اسی غیظ کی حالت میں عمرو بن سعید اٹھ کھڑا ہوا اور اسپنے سواروں کیساتھ دمشق میں داخل ہوا ؂

روز پنجشنبہ عبد الملک بھی دمشق میں داخل ہوئے انھوں نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ لوگوں کے واجبات انھیں دے دو۔ عمرو نے جواب دیا کہ آپ کو اس شہر میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں آپ یہاں سے چلے جائیں ؂

دمشق میں داخل ہونے کے چار روز بعد دوشنبہ کے دن عبد الملک نے حکم دیا کہ عمرو سامنے لایا جائے عمرو اس وقت اپنی کلبیہ بیوی کے پاس تھا اس سے پہلے عبد الملک نے کریب بن ابرہۃ بن الصباح الحمیری کو اس لئے اپنے پاس بلایا تھا کہ وہ عمرو کے معاملے میں ان سے مشورہ کریں۔ کریب نے کہا کہ بنی حمیر اسی وجہ سے تو تباہ ہوئے ہیں آپ کو اس معاملہ میں مشورہ نہیں دیتا کیونکہ اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ؂

عبد الملک کا قاصد عمرو کو بلانے آیا۔ عبد اللہ بن یزید بن معاویہ بھی عمرو کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ عبد اللہ نے عمرو سے کہا کہ بخدا میں اپنی جان سے بھی زیادہ تمکو عزیز رکھتا ہوں۔ عبد الملک نے تمھیں بلایا ہے۔ میری رائے نہیں کہ تم جاؤ۔ عمرو نے پوچھا کیوں۔ عبد اللہ نے کہا اس لئے کہ تبیع کعب الاحبار کی بیوی کے بیٹے نے یہ پیشین گوئی کی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک سردار واپس آکر دمشق کے دروازے بند کرلے گا۔ پھر وہ نکل جائے گا اور کچھ ہی عرصے کے بعد قتل کر ڈالا جائے گا۔ عمرو نے کہا بخدا اگر میں سوتا بھی ہوتا تو مجھے یہ خوف نہوتا کہ ابن زرقا مجھے جگا بھی سکیگا یا مجھ پر حملہ کرنے کی وہ جراءت کرے گا۔ علاوہ بریں گذشتہ شب میں نے حضرت عثمان کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لائے اور آپ نے اپنا قمیص مجھے پہنا دیا۔ عبد اللہ عمرو کا داماد تھا۔ عمرو نے عبد الملک کے قاصد سے کہا کہ جاکر میرا سلام کہدو اور کہدینا کہ

میں انشاء اللہ شام کے وقت آؤں گا۔ جب شام ہوئی عمرو نے ایک مضبوط زرہ پہنی جس کے اوپر قبائے قوہی اور نیچے قمیص قوہی تھا۔ اور تلوار حمائل کی۔ اس وقت اسکے پاس اس کی بیوی اور حمید بن حریث بن بجدل الکلبی موجود تھے۔ جب عمرو نے اٹھ کر جانے کا ارادہ کیا۔ اس کا پاؤں فرش میں اولجھ گیا اور وہ گر پڑا۔ حمید نے کہا کہ بخدا اگر تم میرا کہا مانتے ہو تو ہرگز نہ جاؤ۔ اس کی بیوی نے بھی اس قول کی تائید کی۔ مگر عمرو نے ایک نہ سنی اور اپنے موالیوں میں سے سو آدمیوں کو لے کر عبد الملک کی طرف چلا۔ عبد الملک نے بھی تمام خاندان بنی مروان کو اپنے پاس حاضر رہنے کا حکم دیا تھا۔ جب عبد الملک کو معلوم ہوا کہ عمرو دروازے تک پہنچا حکم دیا کہ جس قدر آدمی اس کے ساتھ ہیں وہیں روک دئے جائیں ۔

عمرو کو اندر آنے کی اجازت دی۔ اسی طرح عمرو کے تمام ساتھی ہر ایک دروازے پر روک دئے جاتے تھے۔ عمرو محل کے صحن میں پہنچا تو اس کے ساتھ سوائے ایک خادم کے اور کوئی نہ تھا۔ عمرو نے عبد الملک کی طرف نظر دوڑائی تو دیکھا کہ تمام مروانی اسکے پاس جمع ہیں۔ ان میں حسان ابن مالک بن بجدل الکلبی اور قبیصہ بن ذوئب الخزاعی بھی ہیں عمرو فوراً سمجھ گیا کہ اب خیر نہیں۔ اپنے خادم کی طرف مڑ کر اس سے کہا کہ تو فوراً یحییٰ بن سعید کے پاس جا اور انھیں بلا کر میرے پاس لا خادم نے بغیر مطلب کے سمجھے کہدیا میں حاضر ہوں۔ اس پر عمرو نے غصہ میں کہا دور ہو جہنم میں جا ۔

عمرو اب مکان میں آچکا تھا۔ عبد الملک نے حسان اور قبیصہ سے کہا کہ جب چاہو تم اٹھ کھڑے ہو اور عمرو سے جا کر ملو۔ عبد الملک نے اس خیال سے کہ عمرو کو کوئی شبہ نہ پیدا ہو اور وہ بالکل مطمئن رہے مذاقاً ان دونوں شخصوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ بتاؤ تم دونوں میں کون زیادہ دراز قد ہے۔ حسان نے جواب دیا امیر المومنین قبیصہ مجھ سے اپنے عہدے کی وجہ سے زیادہ بڑے ہیں۔ اس وقت قبیصہ عبد الملک کی شاہی مہر کے محافظ تھے ۔

عمرو نے پھر اپنے غلام سے مڑ کر کہا کہ تو یحییٰ کو میرے پاس بلا لا۔ غلام نے اس مرتبہ بھی بات سمجھے بغیر جواب دیا کہ حاضر۔ عمرو نے ڈانٹ کر کہا چل ہٹ، دور ہو ۔

حسان اور قبیصہ کے باہر نکل جانے کے بعد عبد الملک نے حکم دیا کہ تمام دروازے

بند کر دیئے جائیں۔ چنانچہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ عمرو اب عبدالملک کے قریب پہنچ گیا عبدالملک نے اس کے آنے پر مرحبا کہا اور کہا کہ یہاں آئیے اور اپنے ساتھ تخت خلافت پر اسے بھی بٹھایا۔ دیر تک اس سے باتیں کرتا رہا۔ پھر غلام کو حکم دیا کہ انکی تلوار لے لو۔ عمرو نے کہا افسوس۔ کیا امیر المومنین مجھے مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں عبدالملک نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میرے پاس بھی بیٹھو اور تلوار بھی باندھے رہو۔ غرض کہ تلوار لے لی گئی اور پھر دونوں کچھ عرصے تک باتیں کرتے رہے۔

عبدالملک نے عمرو سے کہا کہ جب تم مجھ سے باغی ہو گئے تھے میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے کبھی تمھیں دیکھا اور تم میرے دست قدرت میں آئے تو تمھیں بیڑیاں پہناؤں گا۔ مروانی بولے "اور پھر آپ انھیں چھوڑ دیں گے"۔ عبدالملک نے کہا کہ "ہاں"۔ پھر میں انھیں چھوڑ دوں گا اور میں ابو امیہ کے ساتھ کر ہی کیا سکتا ہوں۔ مروانیوں نے کہا امیر المومنین کی قسم پوری کیجئے۔ عمرو نے بھی کہا کہ خدا امیر المومنین کی قسم پوری کرے۔

عبدالملک نے اپنی گدی کے نیچے سے ایک بیڑی نکالی اور اسے عمرو کی طرف پھینک دیا اور غلام کو حکم دیا کہ عمرو کو اس میں کس لو۔ چنانچہ غلام نے اٹھ کر حکم کی تعمیل کر دی عمرو نے کہا کہ میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے اس حیثیت سے لوگوں کے سامنے نہ نکالیں۔ عبدالملک نے کہا اے ابو امیہ اس وقت جب کہ موت سر پر ہے تم اپنی مکاری سے باز نہیں آتے۔ ہم ہرگز تمھیں اس حالت میں لوگوں کے سامنے نہیں نکالیں گے! اور یہ بیڑی تمھاری عذاب شدید کے بعد اتاری جائے گی پھر عبدالملک نے ایسا جھٹکا دے کر اسے اپنی طرف کھینچا کہ اس کا منھ تخت پر پڑا اور اگلا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ عمرو نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا خوف دلاتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا دانت توڑنے کے بعد آپ اور سخت سزا مجھے دے بیٹھیں۔ عبدالملک نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمھارے اوپر رحم کرنے سے تم بھی مجھ پر رحم کرو گے۔ اور قریش کی حالت درست ہو جائے گی تو تمھیں قطعی رہا کر دیتا۔ مگر ہماری سی حیثیت کے دو شخص کبھی ایک ملک میں ایک طرح نہیں رہ سکتے بلکہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو دور کر دے۔ جب عمرو نے دیکھا کہ دانت تو ٹوٹ چکا ہے اور عبدالملک کے

ارادہ کو وہ سمجھ گیا تو کہنے لگا کہ اے ابن زرقا تو نے دھوکا دیا۔

عمرو کے قتل کا واقعہ اور لوگوں نے یوں بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک نے اسے اپنی طرف کھینچا اس کا ایک دانت گر پڑا۔ عمرو اسے ٹٹولنے لگا۔ عبدالملک نے کہا کہ تمھارا دانت ایسے موقعے پر گرا ہے کہ اب تم مجھ سے کبھی خوش نہیں رہو گے۔ چنانچہ عبدالملک نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس کی تعمیل ہو گئی۔

(روایت سابقہ کے مطابق) جب موذن نے عصر کی اذاں دی عبدالملک نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور عبدالعزیز بن مروان کو عمرو کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ عبدالعزیز تلوار لے کر عمرو کی طرف چلے عمرو نے انھیں خدا کا خوف اور آپس کی قرابت کا واسطہ دلایا اور کہا۔ بھلا آپ میرے قتل کے لئے آئے ہیں کوئی اور شخص جو قرابت میں دور ہوتا اس کام کے لیے متعین ہوتا تو مناسب تھا۔ عبدالعزیز نے تلوار پھینک دی اور بیٹھ گئے۔ عبدالملک نے مختصر سی نماز پڑھی۔ محل میں چلے آئے اور دروازے بند کر دئے گئے۔

عبدالملک جب نماز کے لئے محل سے نکلے تو لوگوں نے دیکھا کہ عمرو ان کے ہمراہ نہیں فوراً جا کر یحییٰ بن سعید کو اطلاع دی۔ یحییٰ عمرو کے ایک ہزار غلاموں اور ان کے پیچھے اور بہت سے ان کے طرفداروں کے ساتھ محل کے سامنے آئے۔ عمرو کے طرفداروں نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ اے ابوامیہ آپ ہمیں اپنی آواز سنائیں۔

یحییٰ بن سعید کے ہمراہ حمید بن حریث اور زہیر بن الابرد بھی آئے۔ اور انھوں نے محل کا باب المقصورہ توڑ کر لوگوں پر شمشیر زنی شروع کی۔ عمرو بن سعید کے غلام مصقلہ نے ولید بن عبدالملک کے سر پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ ابراہیم بن عربی میر منشی انھیں اٹھا کر منشی خانہ میں لے گئے۔ نماز کے بعد عبدالملک جب پھر محل میں واپس آئے تو دیکھا کہ عمرو زندہ موجود ہے۔ عبدالعزیز سے پوچھا کہ تم نے کیوں اب تک اسے قتل نہیں کیا۔ عبدالعزیز نے کہا کہ اس نے اللہ کا واسطہ دیا اور میرے صلۂ رحم سے شفاعت کی درخواست کی۔ مجھے رحم آ گیا۔ عبدالملک نے کہا خدا تیری ذلیل ماں کو رسوا کرے! تو بھی اسی کا ساہے۔

عبدالملک کی ماں عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھی اور عبدالعزیز کی ماں کا نام لیلیٰ تھا۔

عبدالملک نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ چھوٹا بھالا لائے کر آ وہ لایا۔ عبدالملک نے بھالے کو ہوا میں جنبش دے کر عمرو پر وار کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ دوبارہ وار کیا یہ بھی کارگر نہوا ہاتھ سے ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ عمرو زرہ پہنے ہوئے ہے۔ عبدالملک کو ہنسی آ گئی۔ عمرو سے کہا اے ابوامیہ تم زرہ بھی پہنے ہوئے ہو۔ گویا پہلے سے تیار ہو کر آئے تھے ۔

پھر غلام کو حکم دیا کہ تلوار لاؤ۔ تلوار آئی۔ عبدالملک کے حکم سے عمرو پچھاڑا گیا وہ عمرو کے سینے پر بیٹھ گیا اور اسے ذبح کر ڈالا۔ قتل کرنے کے بعد عبدالملک کانپنے اور تھرتھرانے لگا۔ لوگوں نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جب کبھی کوئی شخص کسی اپنے عزیز کو قتل کرتا ہے اس کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ بہرحال اور لوگوں نے عمرو کے سینے پر سے اسے اٹھا کر تخت پر بٹھا دیا ۔

راوی کہتے ہیں کہ کسی دنیادار یا دیندار نے کبھی اس بیرحمی سے کسی کو قتل نہیں کیا ۔

یحییٰ بن سعید اور ان کے ہمراہی محل میں گھسکر بنی مروان اور ان کے حامی موالیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور اکثروں کو انھوں نے زخمی کر دیا۔ انھوں نے بھی ان کا مقابلہ کیا اسی اثنا میں عبدالرحمن بن ام الحکم الثقفی آ گئے۔ عمرو کا سر ان کے حوالے کیا گیا انھوں نے اسے لوگوں کے سامنے ڈال دیا۔ عبدالعزیز بن مروان نے اس موقع پر یہ چال کی کہ تھیلیوں میں روپیہ بھر کر لوگوں کے سامنے ڈال دیں۔ انھوں نے جب یہ روپیہ دیکھا اور اس کے ساتھ عمرو کے سر کو بھی دیکھا۔ فوراً روپے کی تھیلیوں پر ٹوٹ پڑے اور لوٹکر منتشر ہو گئے ۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عبدالملک نماز کے لئے جانے لگے تو اپنے غلام ابوزعیزعہ کو عمرو کے قتل کر دینے کا حکم دیتے گئے۔ ابوزعیزعہ نے عمرو کو قتل کر کے اس کے سر کو اس کے طرفداروں اور سب لوگوں کے سامنے ڈال دیا ۔

جو روپیہ لوگوں کے سامنے ان کے بہلانے کو ڈالا گیا تھا اس کے متعلق بعد میں عبدالملک نے حکم دیا کہ سب واپس کیا جائے چنانچہ وہ سب وصول کر کے بیت المال میں داخل کر دیا گیا ۔

اس روز کے ہنگامے میں یحییٰ بن سعید کے سر میں ایک پتھر لگا ۔

عبد الملک نے حکم دیا کہ تخت باہر لایا جائے چنانچہ مسجد کے قریب تخت بچھایا گیا اور وہیں عبد الملک نے جلوس کیا۔ دیکھا کہ ولید بن عبد الملک نہیں ہے پوچھا کہ ولید کہاں ہے اور ساتھ ہی قسم کھا کر یہ بھی کہا کہ اگر باغیوں نے ولید کو قتل کر ڈالا ہے تو وہ اپنا قصاص لے چکے۔ ابراہیم بن عربی الکنانی آگے بڑھے اور عرض کی کہ ولید میرے پاس ہیں۔ آپ فکر نہ کریں ایک اوچھا سا زخم ان کے آگیا ہے جس سے کوئی خطرہ نہیں۔

یحییٰ بن سعید عبد الملک کے سامنے لایا گیا۔ عبد الملک نے اس کے قتل کا حکم دیا عبد العزیز کھڑے ہوئے اور عرض کی خدا مجھے امیر المومنین پر سے قربان کر دے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ تمام بنی امیہ کو ایک ہی روز میں قتل کر ڈالیں۔ اس پر عبد الملک نے حکم دیا کہ اچھا یحییٰ کو قید کر دیا جائے۔

اس کے بعد عنبسہ بن سعید سامنے لایا گیا۔ اس کے لئے بھی قتل کا حکم ہوا۔ پھر عبد العزیز سفارش کرنے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ کو بنی امیہ کے استیصال و ہلاک کرنے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ چنانچہ عنبسہ کے لیے بھی حکم ہوا کہ قید کر دیا جائے۔

عامر بن الاسود الکلبی پیش کیے گئے۔ عبد الملک کے ہاتھ میں بانس کی ایک لکڑی تھی۔ اس کے سر پر رسید کی اور کہا کہ کیوں جی تم ہی عمرو کی حمایت میں مجھ سے جنگ کرنے آئے تھے۔ عامر نے کہا بے شک۔ عمرو نے میرا اعزاز کیا اور تو نے میری توہین کی اس نے مجھے اپنے سے قریب کیا۔ اور تو نے دور۔ اس نے احسانات کیے اور تو نے برائی، اس لیے میں اس کے ہمراہ تیرے مقابلہ کے لئے آیا۔ عبد الملک نے حکم دیا کہ قتل کر دیا جائے۔ عبد العزیز کھڑے ہوئے اور عرض کی اے امیر المومنین یہ میرے ماموں ہیں آپ خدا کے واسطے انکی جاں بخشی کیجئے۔ عامر کو عبد العزیز کے حوالے کر دیا اور سعید کے بیٹوں کو قید کرنے کا حکم دیا۔ وہ سب قید کرلئے گئے۔

یحییٰ کو قید ہوئے ایک ماہ یا اس سے کچھ زیادہ ہوا ہوگا کہ عبد الملک منبر پر خطبے کے لئے کھڑے ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے یحییٰ کے قتل کے متعلق مشورہ لیا لوگوں کی طرف سے کوئی صاحب تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔ انھوں نے کہا اے امیر المومنین سانپ سے ہمیشہ سپولیا ہی پیدا ہوتا ہے۔ ہماری رائے ہے کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ وہ

منافق اور دشمن ہے ۞

پھر عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا اے امیرالمومنین یحییٰ آپ کے چچا کا لڑکا ہے۔ اور جو رشتہ داری آپ سے اور اس سے ہے آپ اس سے واقف ہیں۔ جو کچھ اس نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ اور جو آپ نے اس کے ساتھ طرز عمل اختیار کیا کیا۔ میں خود بھی ان کی طرف سے بے خوف نہیں ہوں۔ مگر میں آپ کو یہ رائے بھی نہیں دیتا کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ اس کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ اسے اپنے دشمن کے مقابلے میں جنگ کرنے بھیج دیجئے۔ اگر وہ جنگ میں کام آیا تو اس کے قتل کی ذمہ داری سے آپ بچ جائیں گے۔ اگر وہ صحیح و سالم بچ گیا تو پھر جیسا آپ مناسب سمجھیں کیجئےگا ۞

عبدالملک نے اس رائے کو پسند کیا اور سعید کی اولاد کو مصعب کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ یہ خاندان مصعب کے پاس پہنچا۔ یحییٰ بن سعید مصعب سے ملنے گئے۔ مصعب نے ان سے کہا تم تو بچ کر نکل آئے مگر دم جھڑ گئی۔ یحییٰ نے جواب دیا کہ واقعی دُم تو اپنے بالوں ہی سے اچھی معلوم ہوتی ہے ۞

عبدالملک نے عمرو کی کلبیہ بیوی کے پاس قاصد بھیجا اور مطالبہ کیا کہ وہ صلح نامہ مجھے دے دو۔ جو میرے اور عمرو کے درمیان ہوا تھا۔ عمرو کی بیوی نے جواب دیا کہ میں نے اُسے عمرو کے کفن میں لپیٹ دیا ہے تاکہ خدا کے سامنے اسے پیش کرکے تمہارے مقابلے میں دادخواہی کرے ۞

عمرو اور عبدالملک ایک ہی دادا کی اولاد تھے۔ امیہ پر جا کر دونوں مل جاتے تھے عمرو کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن العاص عبدالملک کی پھوپی تھیں ۞

اصل واقعہ یہ ہے کہ عمرو اور عبدالملک میں بچپن سے رنج چلا آتا تھا۔ سعید کے بیٹوں کی ماں ام البنین تھیں اور عبدالملک اور معاویہ مروان کے بیٹے تھے۔ یہ سب کے سب بچپن کے زمانے میں مروان بن حکم کی ماں کے پاس جو بنی کنانہ کی بیٹی تھی آیا کرتے تھے اور آپس میں باتیں کرتے تھے۔ عبدالملک اور معاویہ کے ہمراہ ان کا غلام اسود بھی ہوتا تھا ام مروان کا یہ دستور تھا کہ جب یہ لڑکے اس کے پاس آتے ان کے لئے کھانا پکاتی اور ہر ایک کے سامنے علیحدہ علیحدہ رکابیاں رکھ دیتی۔ معاویہ بن مروان اور محمد بن سعید

عبدالملک بن مروان اور عمرو بن سعید میں جھگڑا کرا دیتی یہ لڑتے اور مشت مشت کرتے۔ اور پھر آپس میں بات چیت موقوف ہو جاتی تھی۔ ام مروان یہ بھی کہا کرتی تھی کہ اگر ان دونوں میں عقل نہ ہوگی تو ان دونوں میں تو ہوگی۔ غرض کہ جب یہ لوگ اپنے بچپن کے زمانے میں اس کے پاس آتے تھے وہ ہمیشہ یہی طریقہ اختیار کرتی۔ اسی طرح شدہ شدہ ان کے دلوں میں عداوت بیٹھ گئی۔

عبداللہ بن یزید القسری ابو خالد یحییٰ بن سعید کے مسجد میں داخل ہونے کے وقت اس کے ساتھ تھا اس نے باب المقصورہ کو توڑ ڈالا۔ اور بنی مروان سے لڑتا رہا۔ جب عمرو قتل کر دیا گیا اور اس کا سر لوگوں کے سامنے ڈال دیا گیا۔ یہ اور اس کا بھائی خالد دونوں عراق چلے گئے اور سعید کے بیٹوں کے ہمراہ جو مصعب کے پاس تھے قیام پذیر ہو گئے۔ اور اس وقت تک وہیں رہے جب تک کہ ان کی جماعت پھر عبدالملک کے پاس نہ آئی۔ جنگ مرج میں عبداللہ کی ایک آنکھ بھی ضائع ہو گئی تھی یہ مصعب کی حمایت میں بنی امیہ سے لڑتا رہا تھا۔ جب تمام لوگوں نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی اُن سب کے بعد عبداللہ عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے پوچھا اے آلِ یزید تمہارا کیا حال ہے عبداللہ نے جواب دیا کہ (حربا حربا یا حزبا حزبا) یعنی جنگ نے یا جماعت بندی نے حالت خراب کر دی۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں "ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ" پڑھا۔ (ترجمہ یہ روز بد تم نے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے دیکھا اور اللہ تو ہرگز بھی بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں)۔

جب سب نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی تو اس کے بعد عمرو بن سعید کے چاروں لڑکے امیہ۔ سعید۔ اسمٰعیل اور محمد عبدالملک کے پاس آئے۔ عبدالملک نے ان کی طرف دیکھ کر کہا تم ایسے گھرانے کے رکن ہو جو ہمیشہ بغیر کسی استحقاق کے اپنے کو تمام قوم پر افضل سمجھتا رہا ہے۔ میرے اور تمہارے باپ کے درمیان کوئی نئی عداوت نہ تھی بلکہ ہمارے آبا و اجداد اور تمہارے بزرگوں میں جاہلیت کے زمانے سے چلی آتی تھی۔ عبدالملک نے اس تحکمانہ لہجے سے گفتگو کی ابتدا عمرو کے سب سے بڑے بیٹے امیہ سے کی۔

حالانکہ یہ اپنے سب بھائیوں میں زیادہ ہوشیار اور عقلمند تھا مگر جواب نہ دلیکا اس پر سعید بن عمرو منجھلا بھائی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ امیرالمومنین نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ ایام جاہلیت کی باتیں ہیں۔ اسلام نے ان تمام باتوں کو اب محو کر دیا ہے اور ہم سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور دوزخ سے ڈرایا ہے عمرو اور آپ کے درمیان چاہے عداوت ہو مگر وہ آپ کے ابن عم تھے اسے آپ خوب جانتے ہیں اور جو سلوک آپ نے ان سے کیا اس سے بھی آپ واقف ہیں۔ عمرو واصل بحق ہو گئے اب اللہ ہی ان سے حساب کرنے کے لیے کافی ہے۔ اگر آپ محض اس عداوت کی بنا پر جو آپکے اور عمرو کے درمیان تھی ہمیں مستوجب سزا سمجھتے ہیں تو اس صورت سے تو ہمارے لیے پیوند زمیں ہو جانا ہی بہتر ہے ❖

اس تقریر نے عبدالملک پر بہت اثر کیا۔ اس نے کہا کہ صورت ایسی واقع ہو چکی تھی کہ یا عمرو مجھے قتل کر دیتے یا میں انھیں۔ اس لیے میں نے ان کے قتل کر ڈالنے کو اپنے مقتول ہونے پر ترجیح دی۔ اور اب رہے تم لوگ۔ تم سے میں بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔ صلہ رحم کروں گا۔ تمھارے حقوق کی نگہداشت کروں گا۔ چنانچہ عبدالملک ان سے حق یگانگی ادا کرنے لگا۔ اور دربار میں عزت دینے لگا۔ اور اس نے ان کے مناصب میں اضافہ کر دیا ❖

خالد بن یزید بن معاویہ نے ایک روز عبدالملک سے کہا مجھے تعجب ہے کہ کس طرح آپ نے عمرو کو بھلاوے میں پایا جو اُسے قتل کر ڈالا۔ عبدالملک نے جواب میں دو شعر پڑھے :-

دانیتہ منّی لیسکن روعہ　　فاصول صولہ حازم مستمکن
غضبًا ومحمیۃً لدینی انّہ　　لیس المسئی سبیلہ کالمحسن

(ترجمہ) میں نے اسے اپنے قریب کر لیا تھا کہ اس کا خوف جاتا رہے تاکہ پھر میں ایک مقتدر ہوشیار کی طرح اپنی دین کی خاطر غصہ اور جوش میں بھرا ہوا حملہ کروں اور یہ ظاہر ہے کہ بدکردار کا طریقہ عمل نیک کام کرنے والے کی طرح کبھی نہیں ہو سکتا ❖

ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں سعید بن عمرو سے ایک شخص ملا۔ اور کہنے لگا کہ رب کعبہ

کی قسم بنی امیہ میں تمھارے باپ کا سا کوئی شخص نہ تھا۔ مگر انھوں نے خاندان بنی امیہ سے حکومت حاصل کرنے کے لیئے مخالفت کی اور ہلاک ہوئے ؛

واقدی کہتے ہیں کہ عمرو بن سعید اور عبدالملک کے درمیان محاصرہ و مقابلے کا واقعہ ۶۹ھ میں پیش آیا۔ عمرو دمشق میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ اور عبدالملک نے بطنان حبیب سے واپس آکر دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ مگر عمرو کا قتل ۷۰ھ میں عبدالملک کے ہاتھوں واقع ہوا۔ اسی سال حج کے موقعے پر مقام خیف منیٰ میں ایک خارجی نے اپنا اشعار لا حکم الا للہ پکارا مگر جمرہ کے پاس قتل کر دیا گیا ؛

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسے جمرہ کے پاس تلوار کھینچتے دیکھا وہ اکیلا نہ تھا بلکہ خارجیوں کی ایک جماعت تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے ہاتھ روکے رکھے۔ یہ شخص ان میں سے آگے بڑھا اور اپنا شعار پکارنے لگا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا ؛

اس سال بھی حضرت عبداللہ بن زبیر کی زیر امارت لوگوں نے حج کیا۔ کوفے اور بصرے پر ان کے بھائی مصعب گورنر تھے شریح کوفے کے قاضی تھے۔ بصرے کے منصب قضا پر ہشام بن ہبیرہ تھے اور عبداللہ بن خازم خراسان کے گورنر تھے ؛

۷۰ھ ہجری کے حالات

اس سال رومیوں نے جنگ کی تیاری کی اور شام میں جو مسلمان آباد تھے ان پر حملہ کر دیا۔ عبدالملک نے اس خوف سے کہ رومیوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا بادشاہ روم سے ہزار دینار ہر جمعہ ادا کرنے پر صلح کرلی ؛

اسی سال مصعب بہت سا مال متاع اور مویشی لے کر مکہ آئے اپنے خاندان اور دوسرے لوگوں میں اسے تقسیم کیا۔ عبداللہ بن صفوان اور جبیر بن شیبہ۔ اور عبداللہ بن مطیع کو بہت سا روپیہ وغیرہ دیا اور خوب قربانی کی ؛

حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس سال لوگوں کو حج کرایا مختلف صوبجات پر ان کے گورنر اور قاضی وہی لوگ تھے جو سنہ سابق میں تھے ؛

۷۱ھ ہجری کے واقعات

۷۱ھ ہجری میں عبدالملک مصعب کے مقابلے کے لیۓ عراق کی طرف چلے اب تلک یہ ہوتا آیا تھا کہ جب عبدالملک بطنان جیب پہنچتے اور مصعب مقام باجمیرا تک بڑھ آتے۔ موسم سرما شروع ہوجاتا۔ دونوں صاحب اپنے اپنے مستقر کو واپس ہوجاتے اور پھر آیندہ سال اسی طرح مقابلے کی تیاریاں کرتے۔

۷۰ھ ہجری میں عبدالملک شام سے مصعب کے ارادے سے چلے۔ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید بھی ان کے ہمراہ تھا۔ خالد نے عبدالملک سے کہا اگر آپ مجھے کچھ سواروں کے ساتھ بصرہ بھیجدیں تو میں امید کرتا ہوں کہ اس پر قبضہ کرلوں گا۔ عبدالملک نے اس کی خواہش کے مطابق اسے روانہ کیا۔ خالد پوشیدہ طور پر اپنے موالی اور خاصے کے سواروں کے ساتھ بصرہ آیا اور عمرو بن اصمع الباہلی کے پاس فروکش ہوا۔ عمرو نے خالد کو پناہ دی۔ عباد بن الحصین ابن معمر کی پولیس کا افسر اعلیٰ تھا۔ مصعب نے اپنے مکے کی روانگی کے وقت عبداللہ بن عبیداللہ ابن معمر کو بصرے پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔

عمرو بن اصمع نے اس امید سے کہ عباد بھی خالد کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ عباد کو کہلا بھیجا کہ میں نے خالد کو پناہ دی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اس اس بات کا علم ہوجائے تاکہ آپ میری پشت پناہ رہیں۔

عمرو بن اصمع کا قاصد ایسے وقت پہنچا جب کہ عباد گھوڑے سے اتر رہا تھا۔ اس نے پیام پہنچا دیا۔ عباد نے اس سے کہا کہ اپنے آقا سے جاکر کہہ دے بخدا میں اپنے گھوڑے سے زین بھی نہیں اتاروں گا اور سواروں کو لے کر تیرے پاس ابھی پہنچتا ہوں۔ یہ خبر سنتے ہی عمرو نے خالد سے کہا کہ میں تمھیں دھوکہ نہیں دینا چاہتا یہ قول عباد کا ہے وہ ابھی آتا ہی ہوگا اور میں تمھاری مدافعت کرنے سے قاصر ہوں بہتر ہے کہ تم مالک بن مسمع کے پاس فوراً چلے جاؤ۔

ایک یہ بھی روایت ہے کہ خالد علی بن اصمع کے پاس مقیم ہوا تھا۔ جب عباد کو

اس کی خبر لگی اس نے کہلا بھیجا کہ میں ابھی تیرے پاس آتا ہوں۔

خالد ابن اصمع کے پاس سے اس بے سروسامانی میں نکل کر بھاگا کہ ایک باریک قوہی قمیص اس کے جسم پر تھا۔ دونوں رانیں کھلی ہوئی تھیں۔ پاؤں رکابوں سے نکلے ہوئے تھے۔ مالک کے پاس پہنچا اپنی روئداد سنائی اور کہا کہ تم مجھے پناہ دو۔ مالک نے کہا بہتر ہے مالک اور اس کا بیٹا مقابلے کے لیئے نکلے۔ مالک نے بکر بن وائل اور ازد کو اپنی حمایت کے لئے بلایا۔ سب سے پہلے بنی یشکر کا جھنڈا مالک کے پاس پہنچا۔ دوسری طرف عباد بھی سواروں کا دستہ لیئے ہوئے آموجود ہوا۔ دونوں جماعتیں ٹھہری رہیں اور آپس میں جنگ و جدال واقع نہیں ہوئی۔

دوسرے دن صبح کو خالد نافع بن حارث کے جفرۃ کی طرف چلا۔ (یہ موضع اس کے بعد سے خالد ہی کی طرف منسوب کیا جانے لگا) خالد کے ساتھ بنی تمیم کے کچھ لوگ آکر شریک ہوگئے تھے۔ ان میں صعصعہ بن معاویہ عبدالعزیز بن بشر۔ اور مرہ بن محکان بھی بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھے۔ خالد کے ساتھی جفریہ کہلاتے تھے۔ اور ابن معمر کے سپاہی زبیریہ کہلاتے تھے۔ جفریوں میں عبیداللہ بن ابی بکرۃ حمران اور مغیرہ بن المہلب تھے۔ زبیریوں کی جانب سے قیس بن ہیثم السلمی تھے یہ اجرت دیکر لوگوں کو اپنے ساتھ بھرتی کر لیتے تھے ایک شخص نے اجرت کا تقاضا کیا۔ قیس نے کہا کل دونگا اس پر غطیفان بن انیف قبیلہ بنی کعب بن عمرو کے ایک شخص نے طنزیہ اشعار کہے۔

قیس اپنے گھوڑے کی گردن میں گھونگرو ڈالے رہتا تھا۔ عمرو بن وبرۃ القحیفی بنی حنظلہ کے سواروں پر سردار تھا۔ ان کے جو خدمت گار تھے ان کی تنخواہ تیس درہم یومیہ مقرر تھی مگر یہ انھیں صرف دس ہی دیا کرتا تھا۔ ایک شعر میں ان کے اس طرز عمل کی بھی شکایت کی گئی شعر یہ ہے:۔

لبئس ما حکمت یا ابن وبرہ   تعطی ثلثین وتعطی عشرہ

(ترجمہ) اے ابن وبرہ تمھارا یہ طرز عمل اچھا نہیں کہ تمھیں تو تیس ملیں اور تم صرف دس ادا کرو۔

مصعب نے زحر بن قیس الجعفی کو ابن معمر کی مدد کے لیئے ایک ہزار سوار دے کر روانہ کیا۔ اس کے مقابلے میں عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان کو

خالد کی مدد پر بھیجا۔ عبید اللہ نے بصرے میں داخل ہونا مناسب نہ سمجھا بلکہ مطر بن توام کو دریافت حالت کے لیئے روانہ کیا۔ مطر نے بصرے سے واپس جاکر عبید اللہ کو اطلاع دی کہ ہمارے ساتھی منتشر ہو گئے ہیں عبید اللہ پھر چکے سے عبد الملک کے پاس واپس چلا آیا:

مالک اور عباد میں چوبیس روز برابر جنگ ہوتی رہی۔ جب مالک کی ایک آنکھ ضائع ہوئی تو وہ جنگ سے باز آیا۔ یوسف بن عبد اللہ بن عثمان بن ابی العاص نے بیچ میں پڑکر دونوں میں صلح کرادی۔ شرط یہ ہوئی کہ مالک خالد کو بصرے سے نکال دے اور خود اسے امان دی جاتی ہے۔ چنانچہ خالد بصرے سے چلا گیا:

مالک کو یہ خوف پیدا ہوا کہ ممکن ہے مصعب عبید اللہ کی اس امان دینے کی تصدیق نہ کریں اس لیئے وہ ثاج چلا گیا:

فرزدق نے مالک کے قصہ بنی تمیم کے اس سے اور خالد سے مل جانے کے واقعے کو اپنے چند اشعار میں نظم بھی کر دیا ہے:

جب عبد الملک دمشق واپس ہو گئے۔ مصعب کی پوری ہمت اس بات پر تھی کہ بصرہ پہنچ جائیں۔ انھیں خیال تھا کہ بصرہ پہنچ کر خالد کی سرکوبی کروں گا مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ خالد یہاں سے امان پاکر نکل چکا ہے اور ابن معمر نے لوگوں کو امان دے دی ہے۔ اکثر لوگ تو بصرے میں مقیم رہے اور کچھ مصعب کے خوف سے بصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ مصعب ابن معمر پر بہت خفا ہوئے اور کہا کہ اب میں تمھیں کوئی ذمہ دار عہدہ نہ دوں گا، اور جھریہ جماعت کو بلا بھیجا انھیں گالیاں دیں اور ڈنڈے بھی مارے:

مصعب نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ سب ان کے سامنے لائے گئے۔ سب سے پہلے مصعب عبید اللہ بن ابی بکرہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ اے ابن مسرق تو اس کتیا کا بیٹا ہے جس سے باری باری کتوں نے اپنی خواہش ہیمی کو پورا کیا اس نے مختلف رنگ کے سیاہ۔ سرخ۔ اور زرد پلے کتوں کے سے جنے۔ تیرا باپ ایک غلام تھا اور جو طایف کے قلعے سے حضور رسالت مآب کی جناب میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ تم نے ایک نیا شگوفہ چھوڑا اور ادعا کیا کہ ابوسفیان نے تمھاری

ماں کے ساتھ زنا کیا ہے۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو پھر تمہاری اصلیت سے تمہیں ملا دوں گا۔

پھر حمران کو مخاطب کر کے کہا اے یہودیہ کے بیٹے تو ایک نبطی کافر ہے۔ جنگ عین التمر میں اسیر کیا گیا۔ حکم بن منذر بن الجارود سے کہا اے خبیث تو جانتا ہے کہ تو کون ہے اور جارود کون تھا؟ جارود ایک کافر تھا جو جزیرہ ابن کاوان واقعہ علاقہ فارس میں رہا کرتا تھا۔ پھر سمندر کے کنارے پہنچ کر قبیلہ عبد القیس میں شامل ہو گیا۔ اور بخدا میں جانتا ہوں کہ دنیا میں کوئی قبیلہ اس قبیلے سے زیادہ برائیوں میں مبتلا نہیں۔ بعد میں اس کی بہن سے مکعبر الفارسی نے شادی کر لی یہ ہی اس کی انتہائے شرافت ہے اے ابن قباذ یہ ہی اس عورت کے جنے ہیں۔

عبداللہ بن فضالہ الزہرانی سامنے لایا گیا۔ مصعب نے کہا کہ کیا تو اہل ہجر اور پھر سماہیج سے نہیں ہے بخدا میں تجھے تیرے نسب کی طرف پلٹا دوں گا۔

علی بن اصمع سامنے لایا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا کہ کبھی تو بنی تمیم کا غلام ہوتا ہے اور کبھی جھوٹ موٹ اپنی نسبت بنی باہلہ سے کرتا ہے۔

عبدالعزیز بن بشر بن حناط سامنے لایا گیا۔ مصعب نے کہا اے ابن مشتور کیا تیرے چچا نے حضرت عمرؓ کے عہد میں بکری نہیں چرائی تھی؟ جس کے پاداش میں حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ بخدا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے بہنوئی نے تیری اعانت کی ہے (اس کی بہن مقاتل ابن مسمع کی بیوی تھی)۔

ابی ماضر الاسدی پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا اے اصطخریہ کے بیٹے بھلا تو کہاں اور شرافت کہاں۔ تو تو اونٹ چرانے والے خانہ بدوشوں میں سے ہے جھوٹ موٹ اپنے کو بنی اسد سے کہتا ہے۔ بنی اسد میں نہ تیرا کوئی رشتہ دار ہے اور نہ ہم نسب ہے۔

زیاد بن عمرو پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا اے ابن کرمانی۔ تو تو کرمانی کفاروں میں سے ہے فارس پہنچ کر ملاح بن گیا۔ کجا تو اور کجا میدان جنگ و جدال ہاں البتہ کشتی چلانے میں تو مشاق ہے۔

عبداللہ بن عثمان بن ابی العاص پیش کیا گیا۔ مصعب نے اس سے کہا۔ تیری

یہ شان کہ تو مجھ پر چڑھائی کرے۔ تو ہجر کے کفاریں سے ہے۔ تیرا باپ طایف میں رہ پڑا تھا اہل طایف کا قاعدہ تھا کہ جو شخص ان میں ملنا چاہتا اسے شریک کر لیتے تھے اور اسے وہ اپنی عزت سمجھتے تھے بخدا میں تجھے تیری اصلیت کی طرف پلٹا دوں گا۔

پھر شیخ بن النعمان پیش کیا گیا مصعب نے کہا اے ابن خبیث تو زندرود کے کفاریں سے ہے تیری ماں بھاگ گئی تھی اور تیرا باپ قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی بہن سے بنی یشکر کے ایک شخص نے شادی کر لی تھی جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ انھوں نے تجھ کو اپنے نسب میں ملا لیا تھا۔

اس کے بعد مصعب نے ان کو سو سو کوڑے لگوائے سر اور داڑھیاں منڈوا دیں ان کے مکانات منہدم کر دئے گئے۔ تین روز تک دھوپ میں کھڑے رکھے گئے۔ ان سے ان کی بیویوں کو طلاق دلوائی گئی۔ ان کے لڑکے دشمن سے مقابلہ کرنے والی فوج میں بھرتی کر لئے گئے۔ تمام بصرہ میں انھیں پھرایا گیا۔ اور ان سے قسم لے لی گئی کہ وہ کبھی کسی آزاد شریف عورت سے نکاح نہیں کریں گے۔

خالد کے جو ہمراہی فرار ہو گئے تھے۔ ان کے تعاقب میں مصعب نے خداش بن یزید الاسدی کو روانہ کیا خداش مرۃ بن محکان کے عقب میں جا پہنچا اور گرفتار کر لیا پھر اپنی طرف گھسیٹ کر قتل کر ڈالا۔ خداش اس وقت مصعب کے باڈی گارڈ کا افسر اعلیٰ تھا۔

سنان بن ذہل (قبیلۂ بنی عمرو بن مرثد کے ایک شخص کو) مصعب نے مالک بن مسمع کے مکان کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ سنان نے اس کے مکان کو منہدم کر دیا اور جس قدر اثاث البیت اس میں تھا اس سب پر مصعب نے قبضہ کر لیا منجملہ اور چیزوں کے ایک لونڈی بھی تھی اسی کے بطن سے مصعب کا لڑکا عمر بن مصعب پیدا ہوا۔

مصعب کوفہ جانے سے پہلے تک بصرہ ہی میں مقیم رہے پھر اس وقت تک کوفہ میں قیام پذیر رہے جب تک کہ انھیں عبد الملک سے جنگ کرنے کے لئے نہ جانا پڑا۔

عبد الملک مقام مسکن میں فروکش تھے۔ خاندان مروان کے جس قدر افراد

عراق میں بود و باش رکھتے تھے سب کے نام عبدالملک نے خطوط لکھے۔ سب نے اس کی امداد کا وعدہ کیا اور یہ شرط کی کہ اصفہان کا صوبہ ہمیں دے دیا جائے۔ چنانچہ عبدالملک نے ایسا ہی کیا کہ تمام ولایت اصفہان ان لوگوں کی جاگیر میں دے دی! ان میں حجار بن ابجر غضبان ابن القبعثری۔ عتاب بن ورقا قطن بن عبداللہ حارثی۔ محمد ابن عبدالرحمن بن سعید بن قیس زحر بن قیس اور محمد ابن عمیر شامل تھے۔

عبدالملک نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مروان کو میمنہ پر عبداللہ بن یزید بن معاویہ میسرہ پر خالد بن یزید کو سردار مقرر کیا۔ مصعب بھی مقابلے کے لیئے بڑھے مگر حسب عادت قدیمہ اہل کوفہ نے ان کے ساتھ بیوفائی کی اور تنہا چھوڑ دیا۔

عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ جب مصعب میدان جنگ کے لئے نکلے وہ اپنے گھوڑے کی یال پر سہارا لیئے ہوئے تھے۔ اور داہنے بائیں لوگوں کو غور سے دیکھتے جاتے تھے۔ مجھ پر نظر پڑی۔ مجھے قریب بلا کر کہا حسینؓ ابن علیؓ نے اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے کرنے سے انکار کیا اور جنگ پر اڑے رہے۔ بتاؤ ان کا یہ طرز عمل مناسب تھا یا نہیں۔ پھر خود ہی ایک شعر بھی پڑھا جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ آخر دم تک مقابلہ کریں گے۔

عمرو بن سعید کے قتل کر دینے کے بعد عبدالملک کو اب کچھ خوف نہ تھا جس نے مخالفت کی اسے قتل کر ڈالا۔ تمام ملک شام بلا شرکت غیرے اس کا مطیع ہو چکا تھا۔ جب مصعب سے مقابلے کی ٹھہر گئی عبدالملک خطبے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لوگوں سے کہا کہ مصعب کے مقابلے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ شام کے عمائدین نے اس سے اختلاف کیا۔ اگرچہ ان کا یہ اختلاف اصل مقصد سے نہ تھا بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ عبدالملک وہیں قیام کریں اور فوج مصعب کے مقابلے کے لئے بھیجی جائے۔ اگر کامیابی نصیب ہو تو فبہا ورنہ دوسری امدادی فوج سے اس کی مدد کی جا سکے۔ کیونکہ انھیں یہ خوف دامنگیر تھا کہ اگر عبدالملک مصعب کے مقابلے میں کام آئے تو ان کے بعد اہل شام کا کوئی بادشاہ نہ رہے گا۔ اس لئے انھوں نے درخواست کی کہ اے امیر المومنین کیا اچھا ہو کہ آپ خود نہ جائیں بلکہ ان فوجوں پر اپنے خاندان کے کسی شخص کو سردار مقرر کر کے مصعب کے مقابلے کو روانہ فرما دیں۔

عبد الملک نے جواب دیا کہ اس اہم خدمت کو صرف وہ قریشی اچھی طرح انجام دے سکتا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ میں ایسا شخص منتخب کر کے بھیجدوں جو بہادر تو ہو مگر صاحب عقل نہ ہو۔ البتہ میں اپنے کو اس کا مستحق سمجھتا ہوں میں فنون جنگ سے اچھی طرح واقف ہوں اور ضرورت کے موقع پر تلوار کا بھی دھنی ہوں۔ میرے مقابلے میں مصعب ہیں۔ جن کا خاندان کا خاندان بہادر ہے۔ اس شخص کے بیٹے ہیں جو تمام قریش میں سب سے بہادر تھا مگر وہ فن حرب سے نا واقف ہیں۔ عیش و عشرت کو پسند کرتے ہیں ان کے ساتھ وہ لوگ ہیں جو در پردہ ان کے مخالف ہیں۔ میرے ساتھی وفادار اور مخلص ہیں۔

عبد الملک شام سے چل کر مسکن پر فروکش ہوئے۔ مصعب باجمیرا تک بڑھے عبد الملک نے اپنے تمام طرفداروں کو جو عراق میں مقیم تھے خطوط لکھے تھے۔ ابراہیم بن الاشتر عبد الملک کا ایک سربمہر لفافہ لئے ہوئے مصعب کے پاس آئے جسے انھوں نے اس وقت تک پڑھا نہ تھا۔ یہ خط مصعب کو دے دیا۔ مصعب نے پوچھا اس میں کیا ہے ابراہیم نے کہا میں نے اسے اب تک پڑھا نہیں ہے۔ خود مصعب نے اس خط کو پڑھا جس میں عبد الملک نے ابراہیم کو اپنا طرفدار بنانے کے لئے اس وعدہ پر انھیں دعوت دی تھی کہ عراق کی صوبہ داری ان کے تفویض کردی جائے گی۔ ابراہیم نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں سب سے زیادہ مایوسی انھیں میری طرف سے ہوگی۔ مجھے ہی نہیں بلکہ اسی طرح کے خط عبد الملک نے آپ کے اکثر طرفداروں کو لکھے ہیں۔ آپ میرے کہنے پر عمل کریں اور ان سب کو قتل کر ڈالیں۔

مصعب نے کہا اگر اس تجویز پر عمل کیا گیا تو ان کے تمام خاندان و قبیلہ والے ہم سے بگڑ جائیں گے۔ ابراہیم نے کہا اس کی دوسری سبیل بھی ہے۔ سب کو بیڑیاں پہنا کر ابیض کسریٰ کے جیل بھیجدیجئے اور جو نگران ہو اسے یہ ہدایت کردی جائے کہ اگر آپ کو شکست ہو تو وہ ان سب کو قتل کر ڈالے اور اگر آپ فاتح ہوں تو انھیں رہا کر کے ان کے خاندانوں پر احسان کا بوجھ رکھ دیجئے گا۔ مصعب کہنے لگے اے ابو نعمان میں اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اللہ ابو بحر پر رحم کرے وہ مجھے اہل عراق کی غداری سے ڈرا رہے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مصیبت کا ہمیں سامنا ہے وہ اسکے

منتظر ہی تھے ؛

جب اہل عراق نے مصعب سے غداری کرنے کا قصد کیا قیس بن ہثیم نے انھیں لعنت ملامت کی اور کہا کہ شامیوں کو ہرگز بھی فاتحانہ حیثیت سے اپنے شہر میں داخل نہ ہونے دینا۔ اگر وہ تمھارے اسباب معیشت میں شریک بن گئے تو تمھارے مکانات میں کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ یہ معلوم ہوگا کہ کسی نے جھاڑو پھیر دی ہے بخدا میں نے خود ایک شامی سردار کو خلیفہ کے دروازہ پر دیکھا جو اس آرزو پر خوش ہو رہا تھا کہ کاش وہ بھی کسی کام کے لئے عراق بھیجدیا جائے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں پیداوار کی کثرت ہے ہر طرف سرسبزی و شادابی ہے۔ ہمارے یہاں ایک ایک شخص کے پاس ہزار ہزار اونٹ ہیں حالانکہ شام کے سرداروں کے پاس صرف ایک ہی گھوڑا ہوتا ہے جس پر وہ جنگ کے لئے جاتے ہیں اور اس پر اپنے پیچھے سامان خوراک وغیرہ رکھ لیتے ہیں ؛

مقام مسکن میں دیر جاثلیق کے قریب دونوں فوجوں میں معرکۂ کارزار گرم ہوا ابراہیم بن الاشتر نے آگے بڑھ کر محمد بن مروان پر حملہ کیا اور محمد کو اس کی جگہ سے ہٹا دیا۔ عبدالملک نے عبداللہ بن یزید کو آگے بھیجا۔ عبداللہ محمد بن مروان کے قریب پہنچ گیا طرفین کی فوجیں درہم و برہم ہو کے مل گئیں مسلم بن عمرو الباہلی۔ یحییٰ بن مبشر (متعلقہ قبیلۂ بنی ثعلبہ بن یربوع) اور ابراہیم بن الاشتر میدان جنگ میں کام آئے ؛

یہ دیکھتے ہی عتاب بن ورقا جو مصعب کے ہمراہ رسالہ کا سردار تھا میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ مصعب نے قطن بن عبداللہ الحارثی سے کہا اے ابو عثمان اپنے سواروں کو آگے بڑھاؤ۔ قطن نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا۔ مصعب نے پوچھا کیوں قطن نے جواب دیا کہ میں اسے برا سمجھتا ہوں کہ تنہا بنی مذحج نخواہ مخواہ قتل کروائے جائیں ؛

مصعب نے حجار ابن ابجر سے کہا اے ابو اسید تم اپنا نشان آگے بڑھاؤ۔ اس نے کہا ان نجس لوگوں کی طرف بڑھوں ؟ مصعب نے کہا بخدا جس لئے تم پیچھے ہٹتے ہو وہ نہایت ہی مذموم اور قبیح فعل ہے۔ اس کے بعد مصعب نے محمد بن عبدالرحمن ابن سعید بن قیس کو اسی طرح کا حکم دیا۔ محمد نے جواب دیا کہ جب کسی اور نے آپ کے حکم کی پروا نہیں کی تو میں کوئی وجہ نہیں سمجھتا کہ میں اس کو بجا لاؤں ؛

اس وقت حالت یاس میں مصعب نے کہا " اے ابراہیم اور آج ابراہیم میرے پاس نہیں ہے" (ابراہیم سے مراد ابراہیم بن الاشتر نخعی) ابن خازم والی خراسان کو معلوم ہوا کہ مصعب عبد الملک کے مقابلے کے لیئے روانہ ہوئے ہیں۔ اس نے دریافت کیا کہ آیا؟ ان کے ہمراہ عمر بن عبید اللہ بن معمر ہے۔ کہا گیا کہ وہ فارس پر مصعب کی جانب سے عامل ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا مہلب بن ابی صفرہ ان کے ساتھ ہے جواب ملا کہ وہ موصل کا عامل ہے پھر کہا کہ کیا عباد بن الحصین ان کے ہمراہ ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ بصرہ کا عامل ہے۔ اس پر ابن خازم نے کہا " اور میں خراسان میں ہوں"۔ پھر ایک شعر پڑھا جس میں مصعب کی ناکامیابی کا اندیشہ ظاہر کیا گیا تھا۔

مصعب نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم مع اپنے ہمراہیوں کے اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ۔ اور اہل عراق نے جو غداری میرے ساتھ کی اس کی اطلاع کردو۔ میری تم پروا نہ کرو کیونکہ میں تو مارا ہی جاؤں گا۔

عیسیٰ نے جواب دیا کہ میں ہرگز کسی قریش سے آپ کی خطرناک حالت کا اظہار نہ کروں گا۔ البتہ اگر آپ چاہتے ہیں تو بصرہ چلے جائیے۔ کیونکہ یہاں ان کی ایک اچھی جماعت ہے یا امیر المومنین کے پاس چلے جائیے۔ مصعب نے کہا۔ بخدا میں قریش کو ہرگز یہ موقعہ نہ دوں گا کہ وہ بعد میں اس بات پر طعن آمیز گفتگو کریں کہ میں بنی ربیعہ کی ترک نصرت کرنے سے میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ تاوقتیکہ میں خود حرم محترم میں شکست کھا کر نہ داخل ہوں۔ بلکہ میں برابر لڑتا رہوں گا۔ اگر میں مارا گیا تو میدان جنگ میں تلوار سے مارا جانا کوئی عار نہیں۔ بھاگنے کی میری عادت اور خصلت نہیں۔ اگر تمھارا ارادہ بھی میدان جنگ میں واپس جانے کا ہے تو بہتر ہے جاؤ اور لڑو۔ چنانچہ عیسیٰ نے میدان جنگ کا رُخ کیا لڑا اور مارا گیا۔

عبد الملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان کے ذریعے مصعب کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ کو امان دیتا ہوں مصعب نے جواب دیا کہ مجھ سا شخص اس موقعے سے دو ہی صورتوں میں واپس ہٹ سکتا ہے کہ یا وہ غالب ہو یا مغلوب۔

عین دوران جنگ میں زیاد بن عمرو نے عبد الملک کے پاس آکر عرض کی اے امیر المومنین اسماعیل بن طلحہ میرا مخلص ہمسایہ تھا۔ ایسا بہت کم ہوا ہے کہ

مصعب نے میرے لئے کوئی برائی سوچی ہو اور اس نے اس کا توڑ نہ کر دیا ہو مہربانی فرما کر آپ اسے امان دے دیجئے۔ عبدالملک نے کہا ہاں اسے امان ہے زیاد دونوں مقابل صفوں کے درمیان آیا یہ ایک نہایت قوی ہیکل جسیم و شحیم آدمی تھا۔ زیاد نے چلاکر کہا ابوالبختری اسماعیل بن طلحہ کہاں ہے۔ اسمٰعیل سامنے آئیو زیاد نے کہا میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ اسمٰعیل اس قدر قریب ہو گیا کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں باہم مل گئیں۔ اس زمانے میں لوگ حاشیہ دار پٹکہ باندھتے تھے زیاد نے اسمٰعیل کے پٹکہ میں ہاتھ ڈال کر زین سے اکھاڑ دیا۔ اسمٰعیل نے کہا اے ابومغیرہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تیرا کیا ارادہ ہے یہ تو مصعب سے وفاداری کے خلاف ہے زیاد نے جواب دیا ہاں میں اس بات کو اس سے اچھا سمجھتا ہوں کہ کل تمہیں مقتول دیکھوں۔

جب مصعب نے امان قبول کرنے سے انکار کیا تو محمد بن مروان نے عیسیٰ بن مصعب کو آواز دی کہ اے میرے بھتیجے تو اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈال۔ تجھے امان ہے مصعب نے بھی اس سے کہا کہ تیرے چچا نے تجھے امان دی ہے تو ان کے پاس چلا جا۔ عیسیٰ نے جواب دیا مبادا قریش کی عورتیں اس بات کا تذکرہ کریں کہ میں نے آپ کو قتل ہونے کے لئے سپرد کر دیا اور خود اپنی جان بچالی مصعب نے کہا اچھا پھر میرے سامنے آگے بڑھو اور جنگ کرو عیسیٰ نے مقابل آکر داد مردانگی دی اور کام آیا۔

تیروں نے مصعب کو چھلنی کر دیا تھا۔ زایدہ بن قدامہ نے یہ حالت دیکھکر مصعب پر حملہ کیا اور نیزے سے ایک کاری وار کیا۔ اور کہا یہ مختار کا بدلہ ہے۔ نیزہ کھاکر مصعب زمین پر گر پڑے عبیداللہ بن زیاد بن ظبیان نے ان کے قریب گھوڑے سے اتر کر ان کا سر جدا کر دیا اور کہا کہ اس نے میرے بھائی نابی بن زیاد کو قتل کیا تھا۔ عبیداللہ سر لے کر عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے آپ کے حکم کی اطاعت میں انھیں قتل نہیں کیا ہے بلکہ ان سے مجھے اپنے بھائی کا بدلہ لینا تھا۔ اور محض سر اٹھا کر لانے کا میں کوئی معاوضہ لینا نہیں چاہتا۔ اور اس سر کو عبدالملک کے پاس چھوڑ دیا۔ انتقام کی وجہ یہ تھی کہ مصعب نے اپنے کسی صوبہ کی

پولیس پر مطرف بن سیدان الباہلی (ثم احد بنی جاوۃ) کو افسر اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ نابیؔ بن زیاد بن ظبیان اور قبیلۂ بنی نمیر کا ایک اور شخص ڈکیتی کے مرتکب ہوئے تھے۔ یہ دونوں مطرف کے پاس لائے گئے۔ نابیؔ قتل کر ڈالا گیا اور دوسرے شخص کے کوڑے لگا کر چھوڑ دیا گیا ؎

اس وجہ سے عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان نے۔ جسے مصعب نے بصرہ کی ولایت سے برطرف کرکے اہواز کا والی مقرر کر دیا تھا مطرف کے مقابلے کے لیئے فوج جمع کی۔ دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔ کچھ دیر ٹھہرے رہے بیچ میں دریا حائل تھا مطرف نے عبید اللہ کا مقابلہ کرنے کے لیئے دریا کو عبور کیا مگر اس سے پہلے ہی عبید اللہ آپہنچا اور نیزہ کے ایک وار سے اس کا کام تمام کر دیا ؎

مصعب نے مطرف کے بیٹے کرم کو عبید اللہ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ کرم بڑھتا بڑھتا اس مقام تک پہنچ گیا جو اب اس کے نام سے عسکر کرم پکارا جاتا ہے مگر ابن ظبیان کو نہ پا سکا۔ عبید اللہ ابن ظبیان اپنے بھائی کے قتل کے بعد عبد الملک سے جا ملا تھا ؎

ایک مرتبہ ابن ظبیان بصرہ میں مطرف کی ایک بیٹی کے پاس سے گزرا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ یہی تیرے باپ کا قاتل ہے۔ لڑکی نے جواب دیا میرا باپ فی سبیل اللہ شہید ہوا۔ اس پر ظبیان نے یہ شعر پڑھا:۔

فلا فی سبیل اللہ لاقی حمامہ　　ابوك ولکن فی سبیل الدراہم

(ترجمہ) تیرا باپ خدا کی راہ میں شہید نہیں ہوا بلکہ روپیہ کے پیچھے اس نے اپنی جان دی ؎

مصعب کے قتل کے بعد عبد الملک نے اہل عراق کو بیعت کرنے کے لیئے بلایا۔ لوگوں نے آکر بیعت کی! مصعب دیر جاثلیق کے متصل دریائے دارون پر قتل کیئے گئے۔ عبد الملک نے مصعب اور ان کے بیٹے عیسیٰ کی تجہیز و تدفین کا حکم دیا اور دونوں دفن کر دئیے گئے۔ جب مصعب قتل کیئے گئے تو عبد الملک نے حکم دیا کہ انھیں سپرد خاک کردو۔ اور کہا کہ بخدا میری اور ان کی قدیم دوستی تھی مگر کیا کیا جائے سلطنت ایک ایسی شئے ہے جس میں ان باتوں کا مطلق لحاظ

نہیں کیا جاتا ؎

عبداللہ بن شریک العامری کہتے ہیں کہ میں مصعب کے پہلو میں کھڑا تھا میں نے اپنی قبا سے ایک خط نکال کر انھیں دیا اور عرض کی کہ یہ عبدالملک کا خط ہے مصعب نے کہا پھر تم کیا چاہتے ہو۔ اسی اثنا میں ایک شامی مصعب کے کیمپ میں آیا اس نے ایک لونڈی کو باہر نکالا۔ اس نے چلا کر کہا (واذلاہ[1]) مصعب نے پہلے تو اس کی طرف دیکھا پھر اس کی طرف سے منھ پھیر لیا ؎

مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے لایا گیا۔ عبدالملک نے اس کی طرف دیکھکر کہا قریش میں تمھارا مثل اب نہیں رہا۔ یہ دونوں جب مدینہ میں رہتے تھے ایک عورت مسماۃ جبی کے پاس جایا کرتے اور آپس میں باتیں کیا کرتے تھے جبی سے جب کہا گیا کہ مصعب قتل کئے گئے تو کہنے لگی اس کا قاتل ہلاک و برباد ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ عبدالملک نے انھیں قتل کیا ہے۔ اس پر جبی نے کہا میرا باپ قاتل اور مقتول دونوں پر قربان ہو ؎

اس واقعے کے بعد عبدالملک حج کرنے گئے۔ جبی ان سے ملنے آئی اور کہنے لگی کہ کیا تمھیں نے اپنے بھائی مصعب کو قتل کیا ہے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ جو شخص جنگ میں شریک ہوگا وہ ضرور اس کا مزہ چکھکر رہے گا ؎

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مصعب اور عبدالملک کی جنگ اور مصعب کا قتل یہ واقعات سنہ ۷۲ھ ہجری میں پیش آئے۔ البتہ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کا واقعہ اور عبدالملک کی جانب سے ان کا بصرہ جانا یہ واقعات سنہ ۷۱ھ کے ہیں ؎

مصعب جمادی الآخر میں قتل کئے گئے۔ اور اسی سنہ ۷۱ھ ہجری میں عبدالملک کوفہ آئے اور عراق اور ان دونوں شہروں کوفہ اور بصرہ کی اہم خدمات اپنے عاملوں کے سپرد کیں (یہ واقدی کا بیان ہے) ابوالحسن کا یہ بیان ہے کہ یہ واقعہ سنہ ۷۲ھ ہجری میں پیش آیا۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصعب

---

[1] یہ لفظ اپنی توہین کے اظہار اور اس کے دفیعہ کے لیے امداد طلب کرنے کے لئے بولا جاتا ہے ؎

منگل کے دن ۱۲ ماہ جمادی الآخر یا جمادی الاول ۲۰ہجری میں قتل کیئے گئے ۔

پہلے بیان کے مطابق عبد الملک جب کوفہ آئے نخیلہ پر فروکش ہوئے اور انھوں نے لوگوں کو بیعت کے لیئے بلایا۔ سب سے پہلے بنی قضاعة بیعت کرنے آئے عبدالملک نے دیکھا کہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کس طرح بنی مضر سے اب تک بچے رہے۔ حالانکہ تمھاری تعداد بھی کم ہے۔ عبداللہ بن یعلی النہدی نے جواب دیا کہ ہم ان سے زیادہ معزز اور بہادر ہیں۔ عبدالملک نے پوچھا کن لوگوں کی وجہ سے تمھیں یہ رتبہ حاصل ہے، عبداللہ نے جواب دیا کہ ان لوگوں کی وجہ سے جو ہمارے قبیلے کے امیرالمومنین کے ساتھ ہیں ۔

پھر بنی مذحج اور بنی ہمدان آئے۔ عبدالملک نے کہا ان لوگوں سے تعرض کرنے کی کوئی بات میں نہیں پاتا میں نہیں دیکھتا کہ کوفہ میں ان میں سے کسی کو بھی کوئی خاص مرتبہ حاصل ہو ۔

ان کے بعد بنی جعفی پیش ہوئے۔ عبدالملک نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے بھانجے کو چھپا رکھا ہے۔ اس سے عبدالملک کی مراد یحییٰ بن سعید بن العاص تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ایسا ہی ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا انھیں امان عطا کی گئی ہے۔ عبدالملک نے کہا کیا تم مجھ سے کوئی شرط بھی کرنا چاہتے ہو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا ہمارا آپ کے ساتھ کسی معاملے کے لیئے شرط کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہم آپ کے اختیار اور حق سے بے خبر ہیں بلکہ ہماری یہ جرأت اور گستاخی ایسی ہی ہے جیسا کہ بیٹا اپنے باپ سے کرتا ہے۔ عبدالملک نے کہا بے شک تم اچھے لوگ ہو۔ تم جاہلیت میں بھی اور اسلام میں بھی شہسوار و نمیں شمار ہوئے۔ میں یحییٰ کو امان دیتا ہوں۔ چنانچہ بنی جعفی یحییٰ بن سعید کو عبدالملک کے پاس لے آئے۔ ابوایوب اس کی کنیت تھی۔ جب عبدالملک نے اس کی طرف دیکھا تو کہا اے ابو قبیح اب کس منہ سے تم اپنے رب کے سامنے جاؤ گے۔ تم نے تو مجھے خلافت سے معزول کر دیا تھا۔ یحییٰ نے جواب دیا اسی منہ سے جسے اس نے بنایا ہے ۔

پھر اس نے بیعت کی اور جب پشت پھیر کر جانے لگا عبدالملک نے اس کی

پشت کی طرف دیکھ کر کہا خدا اس کا بھلا کرے۔ کیسا زیرک آدمی ہے۔

معبد بن خالد الجُدلی کہتا ہے کہ پھر ہم بنی عدوان عبد الملک کے سامنے آئے سب کے آگے ہم نے ایک نہایت حسین و جمیل شخص کو کھڑا کیا۔ اور میں پیچھے رہا (معبد بدصورت تھا)۔

عبد الملک نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں۔ معتمد نے کہا بنی عدوان اس پر عبد الملک نے کچھ شعر پڑھے پھر اس خوبصورت شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہو اس نے جواب دیا میں نہیں جانتا میں اس کے پیچھے سے بول اٹھا اور کچھ شعر پڑھے جس میں بعض افراد قوم کی کچھ خوبیاں بیان کی تھیں۔ عبد الملک مجھے چھوڑ کر پھر اس حسین آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا یہ کس کا ذکر ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس پر میں نے اس کے پیچھے سے کہا ذوالاصبع کا ذکر ہے۔ عبد الملک نے اسی سے دریافت کیا یہ نام کیوں رکھا گیا۔ اس نے جواب دیا میں نہیں جانتا۔ پھر میں نے اس کے عقب سے عرض کیا کہ سانپ نے اس کی انگلی میں کاٹ لیا تھا وہ قطع کردی گئی اس لیئے یہ نام ہوا۔ پھر اس حسین شخص کی طرف متوجہ ہوکر دریافت کیا کہ اس کا نام کیا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے عرض کیا حرثان بن الحارث۔ اس مرتبہ پھر عبد الملک نے اس شخص کی طرف متوجہ ہوکر دریافت کیا کہ یہ تمھارے قبیلے کا شخص ہے۔ اس نے کہا میں نہیں جانتا میں نے عقب سے عرض کیا کہ بنی ناج سے ہے اس پر عبد الملک نے کچھ شعر پڑھے اور پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوکر مستفسر ہوا کہ تمھاری تنخواہ کتنی ہے اس نے کہا سات سو۔ مجھ سے پوچھا تمھیں کتنا ملتا ہے۔ میں نے عرض کی تین سو۔ ابن عبد الملک نے اپنے دونوں معتمدوں کو حکم دیا کہ اس شخص کی تنخواہ سے چار سو کم کرکے اس کی تنخواہ میں اضافہ کردیا جائے۔ میں اپنی تنخواہ سات سو کراکے واپس آیا اور اس شخص کی کل تین سو تنخواہ رہ گئی۔

اس کے بعد بنی کندہ عبد الملک کے سامنے پیش کیئے گئے۔ عبد الملک نے عبد اللہ بن اسحٰق ابن الاشعث کی طرف نظر کی اور اسے اپنے بھائی بشر بن مروان کے سپرد کردیا اور ہدایت کی کہ اپنی مصاحبت میں انھیں بھی مقرر کرلو۔

داؤد بن قحذم بنی بکر بن وائل کے دو سو آدمیوں کے ہمراہ عبد الملک کے

سامنے آئے۔ یہ سب لوگ داؤدی قبائیں پہنے ہوئے تھے جو اسی داؤد کی طرف منسوب ہیں۔ داؤد عبد الملک کے پہلو بہ پہلو اس کے تخت پر بیٹھ گیا۔ عبد الملک ان کی طرف متوجہ ہوا۔ کچھ ہی دیر کے بعد داؤد دربار سے اٹھا۔ اس کے ہمراہی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور جانے لگے ان کے پیچھے عبد الملک نے انھیں جاتے ہوئے دیکھا اور کہا اگر ان کا سردار میرے پاس نہ آیا ہوتا تو یہ فاسق کبھی میری اطاعت نہ کرتے۔

عبد الملک نے قطن بن عبد اللہ الحارثی کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ مگر صرف چالیس روز قطن اس عہدے پر سرفراز رہے پھر عبد الملک نے انھیں موقوف کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔ عبد الملک خطبے کے لیئے منبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر واقعی عبد اللہ بن زبیر خلیفہ ہیں جیسا کہ وہ دعوے کرتے ہیں تو انھیں خود آکر لوگوں کی خبر گیری کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ وہ حرم میں بیٹھے ہوئے اپنے گناہوں میں اضافہ کر رہے ہیں میں نے بشر بن مروان کو تمھارا گورنر مقرر کیا ہے اور انھیں ہدایت کر دی ہے کہ اطاعت شعار رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور نافرمانوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کریں۔ تمھیں چاہیئے کہ جو وہ کہیں اسے سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

محمد بن عمیر کو عبد الملک نے ہمدان کا حاکم مقرر کیا۔ اور یزید بن رویم کو رے کا حاکم مقرر کیا۔ اسی طرح اور عامل مقرر کیئے گئے۔ مگر جس جس سے اصفہان کی صوبہ داری دینے کا وعدہ کیا تھا وہ ایک سے بھی پورا نہیں کیا۔

پھر عبد الملک نے کہا میرے پاس ان بدکرداروں کو لاؤ جنھوں نے شام اور عراق میں ادھم مچا رکھا تھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ ان لوگوں کو ان کے قبائل کے سرداروں نے اپنی پناہ میں رکھا ہے۔ عبد الملک نے کہا کیا میرے مقابلے میں کسی شخص کو پناہ دی جا سکتی ہے۔ حالانکہ عبد اللہ بن یزید بن اسد اور یحییٰ بن معیوف الہمدانی نے علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس اور ہذیل بن زفر بن الحارث اور عمرو بن زید الحکمی نے خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس پناہ لی تھی۔ عبد الملک نے ان سب لوگوں کی خطا معاف کر دی اور یہ لوگ نکل آئے۔

اسی سال عبید اللہ بن ابی بکرۃ اور حمران بن ابان میں بصرہ کی حکومت کے متعلق تنازعہ ہوا اس کی روئداد یہ ہے کہ مصعب کے قتل ہونے کے بعد یہ دونوں بصرہ پر سیادت حاصل کرنے کے لیئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں اس منصب کے مدعی ہوئے۔ ابن ابی بکرۃ نے حمران سے کہا میں تم سے دولت وثروت میں زیادہ ہوں جنگ جفرۃ کے موقع پر خالد کی فوج کا تمام خرچ میں نے ہی برداشت کیا تھا۔ اس پر لوگوں نے حمران کو صلاح دی کہ تم ابن ابی بکرۃ کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ عبد اللہ بن الاہتم کی امداد حاصل نہ کرلو اور اس صورت میں پھر تمھارا پایہ بردست ہو جائے گا۔ اور ابن ابی بکرۃ تمھارے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ حمران نے ایسا ہی کیا اور بصرہ پر اقتدار حاصل کرلیا اور ابن الاہتم کو بصرہ کی پولیس کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔

حمران کو بنی امیہ میں ایک خاص رتبہ حاصل تھا اور وہ ان کی بڑی عزت کرتے تھے ایک معمر اعرابی نے آکر حمران کو پوچھا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حمران ہے۔ اس معمر شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حمران کو دیکھا کہ ان کی چادر مونڈھے سے ڈھل گئی تھی۔ مروان اور سعید بن العاص دونوں لپکے تاکہ ایک سے پہلے دوسرا اس کی چادر درست کردے۔

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حمران نے اپنے پاؤں پھیلا دیئے معاویہ اور عبد اللہ بن عامر دونوں نے مل کر دبانا شروع کیا۔

اسی سال عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔

کچھ روز حمران بصرہ کے حاکم رہے اور ابن ابی بکرۃ مصعب کے قتل کے بعد کوفہ میں عبد الملک کے پاس آئے۔ عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ ابن خالد ابن اسید کو بصرہ اور اس کے ماتحت علاقے کا گورنر مقرر کیا۔ خالد نے عبید اللہ ابن ابی بکرۃ کو اپنا قائم مقام کرکے بصرہ کی گورنری پر روانہ کیا عبید اللہ جب حمران کے پاس پہنچے تو حمران نے کہا تم آگئے کاش نہ آتے۔ غرض ابن ابو بکرۃ خالد کے بصرہ آنے تک انکے قائم مقام کی حیثیت سے گورنری کی خدمت انجام دیتے رہے واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال عبد الملک شام واپس چلے گئے۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود بن عوف کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ طلحہ بن عبداللہ بن عوف کو مقرر کیا۔ یہ عبداللہ بن زبیر کی جانب سے مدینہ کے آخری گورنر ہوئے ہیں۔ جب طارق بن عمرو حضرت عثمانؓ کے آزاد غلام نے مدینہ پر تسلط کر لیا طلحہ وہاں سے بھاگ گئے طارق مدینہ ہی میں مقیم رہا۔ یہانتک کہ عبدالملک نے اسے خط لکھا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کو حج کرایا۔

جب حضرت عبداللہ بن زبیر کو مصعب کے قتل کی خبر ہوئی خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا۔ تمام تعریف اسی خدا کے لیئے ہے جس نے پیدا کیا جس کے ہاتھ میں حکومت ہے۔ جسے چاہتا ہے سلطنت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ جان لو حق و صداقت جس کے ساتھ ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا چاہے وہ تنہا ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح اسے کبھی عزت نصیب نہیں ہوتی۔ جس کی دوستی شیطان اور اس کے گروہ سے ہو چاہے اس کی امداد کے لیئے تمام بنی نوع انسان ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمیں عراق سے ایک خبر معلوم ہوئی ہے جس نے ہمیں رنجیدہ بھی کیا ہے اور خوش بھی اور وہ یہ ہے کہ مصعب (خدا کی رحمت ان پر نازل ہو) قتل ہو گئے۔ ہمیں خوشی اس لیئے ہوئی کہ انھیں درجۂ شہادت نصیب ہوا۔ اور غم اس لیئے کہ ایک محب صادق کی جدائی ایک سوزش نہانی ہے جو اس کے دوست کو مصیبت کے وقت ستاتی ہے۔ مگر عقلا ان تمام باتوں کے بعد صبر جمیل اختیار کرتے ہیں۔ اس وقت مجھے مصعب کی موت کا صدمہ اٹھانا پڑا حالانکہ اس سے پہلے زبیر کی موت کا صدمہ سہ چکا ہوں۔ نیز حضرت عثمانؓ کی موت کا رنج بھی ایسا نہیں جسے میں نے فراموش کر دیا ہو۔ مصعب بھی اللہ کے ایک بندے اور میرے دست و بازو تھے مگر صدمہ اس بات کا ہے کہ اہل عراق نے ان سے بے وفائی کی۔ منافقت کی اور بہت تھوڑی قیمت کے عوض انھیں دشمن کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور سپرد کر دیا۔ پس اگر وہ مارے گئے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ ہم اپنے بستروں پر پڑے رہ کر مرنے کے عادی نہیں جیسا ابی العاص کی اولاد ہے۔

بخدا ان کے خاندان کا کوئی شخص بھی زمانۂ جاہلیت یا اسلام کی جنگ میں کام نہیں آیا اور ہم ہمیشہ نیزوں کا نشانہ بنا کئے اور تلواروں کے سائے میں جان دیتے رہے ہیں رہی دنیا یہ اس شہنشاہ اعلیٰ و اعظم کی طرف سے کہ صرف اسی کی حکومت و سلطنت کو بقائے دوام حاصل ہے ایک عاریت ہے۔ اگر وہ سامنے آئے گی تو اسے غرور اور خوشی کے عالم میں سنبھالنے والا نہیں اور اگر وہ پیٹھ پھیرے گی تو ذلیل بے وقوفوں کی طرح میں روؤں گا نہیں۔ یہ کہکر میں اپنے اور تمھارے لیئے خدا سے مغفرت مانگتا ہوں۔

مصعب کے قتل کرلے کے بعد عبد الملک کوفہ میں داخل ہوئے۔ حکم دیا کہ بہت سا کھانا پکایا جائے۔ چنانچہ کھانا تیار کیا گیا۔ حکم دیا کہ قصر خورنق میں کھانا چُنا جائے۔ تمام لوگوں کو عام دعوت دی۔ لوگ آ آ کر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اتنے میں عمرو بن حریث المخزومی بھی آئے۔ عبد الملک نے انھیں اپنے پاس بلایا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پوچھا کہ کونسا کھانا آپ کو زیادہ مرغوب ہے۔ عمرو بن حریث نے جواب دیا کہ سرخ رنگ کا بزغالہ جس میں خوب نمک لگا ہوا اور اچھی طرح سے بھنا ہوا ہو عبد الملک نے کہا یہ تو کچھ نہ ہوا آپ بکری کے شیر خوار بچے کو کیوں بھول گئے جس میں خوب مسالہ لگا ہوا ہو۔ اچھی طرح صاف کیا گیا ہو۔ جس کی ران کبھی آپ کے ہاتھ میں ہو اور کبھی دست اور جس کی پرورش دودھ اور گھی سے ہوئی ہو۔

اس کے بعد خوان چنے گئے اور سب نے کھانا کھایا۔

عبد الملک نے کہا کہ ہماری زندگی اس وقت کس قدر خوش آیند ہے۔ کاش کسی شے کو بقا ہوتی مگر ہماری تو یہ حالت ہے کہ ہر روز زوال کی طرف راستہ طے کر رہے ہیں۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد عبد الملک نے تمام قصر میں پھرنا شروع کیا عمرو بن حریث سے پوچھتے جاتے تھے کہ کون اس مکان کا مالک ہے اور کس نے اسے بنایا تھا۔ عمرو انھیں بتلاتے جاتے تھے اور یہ شعر عبد الملک کے ورد زبان تھا۔

وکل جدید یا امیم الی بلی وکل امرئ یوماً یصیر الی کان

(ترجمہ) اے امیمہ ہر نئی چیز پرانی ہونے والی ہے اور ہر شخص کے لیئے

ایک دن یہ کہا جائے گا کہ (تھا)۔

اس کے بعد عبدالملک اپنی نشست گاہ میں آ گئے اور لیٹ گئے۔ واقدی کے قول کے مطابق اسی سنہ میں عبدالملک نے قیساریہ کو فتح کیا۔

۷۲ھ ہجری کے اہم واقعات

خارجیوں کا خروج۔ مہلب بن ابی صفرہ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید کے واقعات۔

مقام سولاف پر مہلب اور خارجیوں کے درمیان مسلسل آٹھ ماہ تک شدید جنگ ہوتی رہی۔ آٹھ ماہ گزرنے کے بعد مصعب کے قتل کی اطلاع انھیں ملی۔ اس خبر کا علم خارجیوں کو مہلب اور ان کے ہمراہیوں سے پہلے ہو گیا۔ خارجیوں نے ان سے دریافت کیا کہ مصعب کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔ مہلب کی جماعت نے کہا وہ ہمارے پیشوا ہیں خارجیوں نے دریافت کیا کہ کیا وہ دنیا و عقبیٰ میں تمھارے آقا ہیں؟ مہلب کی جماعت نے جواب دیا بے شک، خارجیوں نے دریافت کیا کہ کیا تم زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ان کے دوست ہو؟ انھوں نے جواب دیا بلاشبہ ہم ان کے سامنے اور ان کے بعد ان کے جاں نثار اور وفادار ہیں۔

پھر خارجیوں نے پوچھا کہ عبدالملک بن مروان کے متعلق کیا کہتے ہو۔ مہلب کے طرفداروں نے جواب دیا وہ ملعون کا بیٹا ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں اس کی جان ہمارے لیے تمھاری جانوں سے بھی زیادہ حلال ہے۔

خارجیوں نے دریافت کیا پھر تم اس کی زندگی اور موت دونوں حالتوں میں اس کے دشمن ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے بھی ایسے ہی دشمن ہیں جیسے کہ ہم تمھارے ہیں۔

اس تمام گفتگو کے بعد خارجیوں نے کہا تمھارے امام مصعب کو عبدالملک بن مروان نے قتل کر ڈالا۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جس عبدالملک سے تم آج اپنی بے تعلقی ظاہر کر رہے ہو اور اس پر لعنت بھیج رہے ہو کل اسی کو تم اپنا امام بنا لو گے،

مہلب کی جماعت والوں نے کہا اے دشمنان خدا تم جھوٹ بولتے ہو۔

جب دوسرا دن ہوا تو مصعب کے قتل ہو جانے کی خبر معلوم ہو گئی۔ مہلب نے عبدالملک بن مروان کے لیئے لوگوں سے بیعت لی۔ پھر خارجی آکر کہنے لگے کہ مصعب کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔ مہلب کی جماعت والوں نے جواب دیا۔ اے دشمنان خدا ہم تمھیں نہیں بتاتے کہ ان کے متعلق ہماری کیا رائے ہے۔ بات اصل میں یہ تھی کہ وہ اب خارجیوں کے سامنے اپنی زبان سے اپنے آپ کو جھٹلانا نہیں چاہتے تھے۔

خارجیوں نے کہا کل تو تم نے ہم سے کہا تھا کہ مصعب دنیا و عقبیٰ میں تمھارے آقا و ولی ہیں اور تم لوگ زندگی اور موت سب میں ان کے شریک اور دوست ہو۔ اب بتاؤ عبدالملک کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے امام اور خلیفہ ہیں۔

چونکہ عبدالملک کے لیئے حلف وفاداری اٹھا چکے تھے لہٰذا اس قول کے کہنے کے سوا اور کوئی چارہ ان کے لیئے باقی نہ تھا۔

خارجیوں نے کہا اے دشمنان خدا کل تک تو تم اس سے اپنی دنیا و آخرۃ میں کامل بے تعلقی ظاہر کر رہے تھے اور مدعی تھے کہ تم زندگی اور موت میں اس کے مخالف رہوگے اور یا آج ہی اسے تم نے اپنا امام اور خلیفہ بنا لیا۔ یہ وہی شخص تو ہے جس نے تمھارے امام کو جس کی دوستی کا تم دم بھرتے تھے قتل کر ڈالا۔ بتاؤ کہ ان میں سے کون سچا اور راہ راست پر ہے اور کون گمراہ ہے۔

مہلب کی جماعت والوں نے کہا اے دشمنان خدا جب ہماری قسمتوں کی باگ مصعب کے ہاتھ میں تھی ہم اس پر خوش تھے اور اب عبدالملک ہمارے معاملات کے سربراہ کار ہو گئے ہیں ہم اس پر بھی خوش ہیں۔

خارجیوں نے کہا نہیں یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ تم بدکردار۔ ظالم اور دنیا کے بندے ہو۔

عبدالملک نے بشر بن مروان کو کوفہ کا اور خالد بن عبداللہ بن خالد ابن اسید کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا جب خالد بصرہ آئے انھوں نے اہواز کا خراج وصول

کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کے عہدے پر مہلب کو برقرار رکھا۔ عامر بن مسمع کو سابور کا مقاتل ابن مسمع کو اردشیر خرہ کا۔ مسمع بن مالک بن مسمع کو فسا اور دراب جرد کا اور مغیرہ بن المہلب کو اصطخر کا عامل مقرر کیا۔

خالد نے مقاتل کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ عبدالعزیز سے جا کر مل جاؤ۔ عبدالعزیز خارجیوں کی تلاش میں چلا۔ خوارج عبدالعزیز پر کرمان کی طرف سے دراب جرد میں اتر آئے یہ ان کی طرف بڑھا۔ خارجیوں کے سردار قطری نے صالح بن مخراق کو نوسو سواروں کے ہمراہ مقابلے کے لیے بھیجا۔ صالح اس جماعت کو لے کر آگے بڑھا یہاں تک کہ عبدالعزیز بھی سامنے آگیا۔ عبدالعزیز اپنی فوج کو لیئے ہوئے رات کو چل رہا تھا فوج کو نہ جنگ کا خیال تھا اور نہ وہ اس کام کے لئے تیار تھی کہ یکایک خارجیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی اور انھیں شکست ہوئی۔ مقاتل بن مسمع گھوڑے سے اتر پڑا۔ لڑا اور کام آیا۔

عبدالعزیز بن عبداللہ کو شکست ہوئی۔ اس کی بیوی جو منذر ابن جارود کی بیٹی تھی خارجیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئی۔ اس کو بذریعہ نیلام فروخت کیا جانے لگا اور ایک لاکھ درہم تک اس کی قیمت لگی۔ یہ ایک خوبصورت عورت تھی۔ اس کا ہم قبیلہ ایک شخص ابوالحدید الشنی جو خارجیوں کے سرداروں میں سے تھا آگے بڑھا۔ اور اس نے دوسروں سے کہا کہ اس سے الگ ہو جاؤ معلوم ہوتا ہے کہ اس مشرکہ کے حسن و جمال کا جادو تم پر چل گیا ہے اور پھر اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ابوالحدید جب بصرہ آیا تو خاندان منذر کے لوگوں نے اسے دیکھکر کہا بخدا ہم نہیں جانتے آیا تیری تعریف کریں یا مذمت۔ ابوالحدید کہا کرتا تھا کہ میں نے یہ فعل عزت و حمیت قومی کے تقاضے سے کیا تھا۔

عبدالعزیز شکست کھا کر مقام رام ہرمز پہنچا۔ مہلب کو اس کے شکست کھانے کی خبر ہوئی مہلب نے اس کے ہم قوم ایک معتبر سربرآوردہ شخص کو جو مہلب کے بہادر شہسواروں میں تھا عبدالعزیز کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ تم اس کے پاس جاؤ۔ اگر واقعی اسے شکست ہوئی ہے تو تم اس کی عزت افزائی کرنا اور جتا دینا کہ تم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے جو تم سے پہلے اور لوگ نہ کر چکے ہوں۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ

عنقریب اور فوج تمھاری مدد کے لیئے آتی ہے پھر اللہ تمیں عزت و نصرت دیگا۔ یہ شخص عبدالعزیز کے پاس آیا۔ عبدالعزیز صرف تیس ہمراہیوں کے ساتھ فروکش تھا نہایت پژمردہ خاطر اور رنجیدہ۔ اس ازدی شخص نے اسے سلام کیا اور بتایا کہ میں مہلب کا فرستادہ قاصد ہوں اور جو پیام لایا تھا وہ حرف بحرف پہنچا دیا۔ یہ بھی کہا کہ تمھیں جو ضرورت ہو اس سے مجھے مطلع کردو۔

اس فرض کو انجام دینے کے بعد یہ شخص پھر مہلب کے پاس آیا اور روئداد سنائی۔ مہلب نے اس سے کہا کہ اب تم خالد کے پاس بصرہ جاؤ اور انھیں ان واقعات کی اطلاع کردو۔ اس شخص نے کہا کہ بھلا میں خالد کے پاس جاؤں اور اس سے جاکر کہوں کہ تمھارے بھائی کو شکست ہوئی؟ بخدا میں ان کے پاس نہیں جاؤنگا۔

اس پر مہلب نے کہا پھر تمھارے سوا اور کون شخص جائے۔ تم بچشم خود اسے دیکھ چکے ہو اور میرے قاصد بن کر جا چکے ہو۔ اس پر اس شخص نے کہا اے مہلب پھر اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ اس مرتبہ کسی اور شخص کو تم خالد کے پاس بھیجو۔ یہ کہہ کر یہ شخص باہر نکل آیا۔ مہلب نے کہا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ تم میری جانب سے بالکل بے پروا ہو۔ اگر کسی اور شخص کے ساتھ ہوتے اور وہ تمھیں پیدل کہیں روانہ کرتا تو دوڑتے ہوئے جاتے۔ وہ شخص پھر سامنے آیا اور اس نے کہا کہ کیا آپ اپنی بردباری کا ہم پر احسان رکھتے ہیں۔ بخدا ہم آپ کے ہمسر ہیں بلکہ آپ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم آپ کی خاطر اپنی جانوں کو تلواروں کے سامنے پیش کردیتے ہیں۔ اور آپ کے دشمنوں سے آپ کی مدافعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ ہوتے جو ہماری پروانہ کرتا اور اپنی ضروریات کے لیئے ہمیں پیدل بھیجتا اور پھر اسے جنگ میں ہماری امداد کی ضرورت ہوتی تو ہم اپنے اور دشمن کے درمیان اسے کردیتے اور اس کی آڑ میں اپنی جانیں بچاتے۔

مہلب نے کہا جو کچھ تم نے کہا بالکل درست ہے۔ اور ایک دوسرے نوجوان ازدی کو جو اس کے ساتھ تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم خالد کے پاس جاؤ اور ان کے بھائی کی حالت سے انھیں مطلع کردو۔

یہ نوجوان شخص خالد کے پاس آیا۔ خالد کے چاروں طرف لوگ حلقہ باندھے

ہوئے تھے خالد ایک سبز جبہ اور اس پر سبز ہی ریشمی چوبغلہ پہنے ہوئے تھے۔ اس نوجوان نے خالد کو سلام کیا۔ خالد نے سلام کا جواب دے کر دریافت کیا کہ کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے مہلب نے آپ کے پاس اس لیئے بھیجا ہے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بیان کر دوں۔ خالد نے پوچھا کیا؟ اس نوجوان نے کہا کہ عبدالعزیز شکست کھا کر رام ہرمز میں مقیم ہے۔ خالد نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے مطلقاً جھوٹ نہیں کہا۔ بلکہ سچا سچا واقعہ بیان کر دیا ہے اگر میں جھوٹا ثابت ہوں تو آپ میری گردن مار دیجئے گا۔ اور اگر میرا بیان سچا ہو تو آپ اپنا جبہ اور چوبغلہ دونوں مجھے عنایت کر دیجئے گا۔ خالد نے کہا تو نے تو بہت ہی چھوٹی شئے مانگی۔ تیری صداقت ثابت ہونے کی شکل میں جو معمولی نقصان مجھے ہو گا اس کے مقابلے میں میں تیرے جھوٹا ثابت ہونے کی صورت میں جو نقصان عظیم ہو گا اس کے برداشت کرنے کے لیئے تیار ہوں۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اس شخص کو قید کر دیا جائے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور جب اس کے بیان کی تصدیق ہو گئی وہ رہا کر دیا گیا۔

پھر اس نے عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھا:

حمد و ثنا کے بعد میں امیر المومنین کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے عبدالعزیز بن عبداللہ کو خارجیوں کی تلاش میں بھیجا تھا فارس میں ان سے مڈبھیڑ ہوئی اور شدید جنگ ہونے کے بعد عبدالعزیز کو اس وقت شکست ہوئی جب کہ ان کی فوج والے انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مقاتل بن مسمع میدان جنگ میں کام آئے۔ یہ شکست خوردہ فوج اہواز میں مقیم ہے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان واقعات کی امیر المومنین کو اطلاع دیدوں تاکہ جناب والا اپنی رائے اور نیز مزید احکام سے مجھے ایما فرمائیں۔ تاکہ میں حسب الحکم عمل پیرا ہوں۔ انشاء اللہ آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت نازل ہو۔

اس کے جواب میں عبدالملک نے حسب ذیل خط خالد کو لکھا:

حمد و ثنا کے بعد۔ تمہارا قاصد تمہارا خط لے کر آیا جس سے معلوم ہوا کہ تم نے اپنے بھائی کو خارجیوں کے مقابلے میں بھیجا تھا نیز اس سے معلوم ہوا کہ اس نے شکست کھائی اور کون کون شخص میدان جنگ میں کام آیا۔ تمہارے قاصد سے دریافت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ مہلب تمہاری جانب سے اہواز کے عامل ہیں۔

اسی وجہ سے اللہ نے تمہاری رائے کو ذلیل کیا کہ تم نے مکہ والوں میں سے اپنے ایک اعرابی بھائی کو جنگ کے لیئے بھیجا اور مہلب کو اپنے قریب ہی خراج وصول کرنے پر مامور کیا۔ حالانکہ فتح مہلب کے ساتھ رہتی ہے۔ سیاست کے وہ ماہر ہیں فن جنگ سے خوب واقف تجربہ کار اور جنگی چالوں کو اچھی طرح جانتے ہیں! اسلیئے اب تم اس بات کا انتظام کرو کہ خود فوج لے کر جاؤ اور اہواز یا اس کے اور آگے جہاں کہیں خارجی ملیں ان کا مقابلہ کرو میں نے بشر کو اطلاع دے دی ہے کہ وہ کوفے والوں کی فوج سے تمہاری امداد کریں۔ جب دشمن تمہارے مقابل آجائے اس وقت تم کسی تجویز پر عمل نہ کرنا تا وقتیکہ مہلب اس میں موجود نہ ہوں اور تم نے ان سے مشورہ نہ لے لیا ہو انشاء اللہ والسلام علیک و رحمۃ اللہ۔

خالد کو یہ بات بہت ناگوار گزری کہ عبدالملک نے ان کی اس کارروائی کو کہ انھوں نے مہلب کو چھوڑ کر اپنے بھائی کو خارجیوں کے مقابلے میں بھیجا احمقانہ خیال کیا اور نیز محض ان کی رائے کی کوئی وقعت نہیں تا وقتیکہ مہلب اس مشورہ میں شریک نہ ہوں۔

عبدالملک نے بشر بن مروان کو لکھا کہ میں نے خالد کو خارجیوں کے مقابلے میں چڑھائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ تم پانچ ہزار فوج ان کی امداد کے لیئے کسی اپنے شخص کی زیر قیادت جسے تم پسند کرو بھیجدو۔ جب یہ مہم ختم ہو جائے۔ تم اس فوج کو رے بھیجدینا تاکہ یہ وہاں اپنے دشمنوں کے خلاف عمل کرے اور اپنی چھاؤنیوں میں اپنی مقررہ میعاد ملازمت تک مقیم رہے جب ان کی واپسی کا وقت آئے انھیں واپس بھیجنا اور بجائے ان کے دوسری فوج بھیجدینا۔

بشر نے پانچ ہزار سپاہی چنے اور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی زیر سیادت انھیں روانہ کیا اور ان سے یہ کہہ دیا کہ جب اس مہم سے تم فارغ ہو جاؤ تو رے واپس آجانا۔ اور اس بات کے لیئے ایک تحریری وعدہ انھیں دیدیا گیا۔

خالد اہل بصرہ کے ساتھ اور عبدالرحمٰن کوفے والوں کے ساتھ اہواز آئے دوسری جانب سے خارجی بھی بڑھے اور شہر اہواز اور ان فوجوں کے پڑاؤ کے قریب آگئے۔ مہلب نے خالد سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں بہت سی کشتیاں موجود ہیں

تم فوراً انھیں اپنے قبضے میں کرلو ورنہ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ خارجی ان میں آگ لگا دیں گے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ خارجیوں کی ایک جماعت کشتیوں کی طرف چلی اور انھیں جلا دیا۔

خالد نے اپنے میمنے پر مہلب کو اور میسرے پر داؤد بن قحذم (متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ) کو سردار مقرر کیا۔ مہلب عبدالرحمٰن کے پاس سے گزرے۔ انھوں نے اس وقت تک اپنے گرد خندق نہیں بنائی تھی۔ مہلب نے پوچھا اے میرے بھتیجے تم نے کیوں اب تک خندق نہیں کھودی؟ عبدالرحمٰن نے کہا میں انھیں گوز شتر سے زیادہ نہیں سمجھتا۔ مہلب نے کہا نہیں تم انھیں اس قدر حقیر و ذلیل نہ سمجھو۔ وہ عرب کے درندے ہیں۔ جب تک تم خندق نہ کھودلوگے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ آخرکار عبدالرحمٰن نے مہلب کی رائے پر عمل کیا۔ شدہ شدہ عبدالرحمٰن کے اس قول کی اطلاع کہ میں خارجیوں کو گوز شتر سے زیادہ نہیں سمجھتا خارجیوں کو پہنچی۔ ان کے ایک شاعر نے اس پر طنزیہ چند شعر بھی کہے۔

دونوں فوجیں بیس روز تک ایک دوسرے کے مقابل جمی رہیں۔ آخرکار خالد نے فوج لے کر ان پر حملہ کیا۔ جب خارجیوں نے دیکھا کہ مقابل فوج کی تعداد اور ساز و سامان بہت زیادہ ہے انھوں نے محسوس کیا کہ اس طرح جنگ کرنا ہمارے لیئے خطرناک ہے۔ اور پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اس طرح خالد کی فوج کے دل بڑھ گئے اور اس نے بڑھ کر حملے کرنے شروع کئے۔ خارجی قاعدے کے ساتھ پسپا ہوئے، ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ اس ٹڈی دل کا مقابلہ کرتے۔ خالد نے داؤد بن قحذم کو بصرے کی فوج دے کر ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ اس کے بعد خود خالد تو بصرہ واپس آگئے۔ عبدالرحمٰن بن محمد رے چلے گئے اور مہلب نے اہواز میں قیام کیا۔

اس واقعے کے متعلق خالد نے عبدالملک کو یہ خط لکھا "میں امیرالمومنین کو مطلع کرتا ہوں کہ میں خارجیوں کے مقابلے کے لیئے (جو دین سے اور مسلمانوں کی حکومت سے علیحدہ ہوگئے ہیں) روانہ ہوا۔ شہر اہواز میں ہمارا ان کا مقابلہ ہوا۔ دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ نہایت ہی شدید جنگ ہوئی بعدازاں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ اس کے بعد

مسلمانوں نے انھیں قتل کرنا شروع کیا نہ انھیں کوئی ہٹا سکتا تھا اور نہ وہ خود رکتے تھے۔ علاوہ بریں جس قدر مال و متاع ان کے لشکر میں تھا وہ سب بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ پھر میں نے داؤد بن قحذم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا ہے اور اللہ نے اگر چاہا تو وہ خود انھیں ہلاک اور تباہ کردے گا۔ والسلام علیک۔

عبدالملک نے اس خط کو پڑھ کر بشر بن مروان کو لکھا کہ تم ایک بہادر جنگ کا تجربہ رکھنے والے شخص کو چار ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کی تلاش میں فارس بھیجو۔ چونکہ خالد نے مجھے لکھا ہے کہ اس نے داؤد بن قحذم کو اس فرض کی بجاآوری کے لیئے بھیجدیا ہے۔ اس لیئے تم جس شخص کا انتخاب کرکے اس مہم کو اس کے تفویض کرو اسے یہ ہدایت کردینا کہ جب تمھاری داؤد سے ملاقات ہو تم اس کے مشورے کے خلاف کوئی کام نہ کرنا کیونکہ تمھارے اختلاف سے دشمن کو تقویت پہنچے گی۔ والسلام علیک۔

اس حکم کی تعمیل میں بشر نے عتاب بن ورقا کو کوفے کے چار ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور سرزمین فارس میں یہ اور داؤد بن قحذم مل گئے۔ پھر یہ سب متفقہ طور پر خارجیوں کی تلاش میں چلے۔ یہاں تک کہ اکثر سپاہیوں کے گھوڑے ہلاک ہوگئے تکلیف سفر اور سامان خوراک کے ختم ہو جانے سے انھیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی۔ اور ان دونوں فوجوں کا بیشتر حصہ پیدل چل کر اہواز واپس آیا۔

عبدالعزیز کی شکست اور اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھاگ جانے کے واقعہ کو ابن قیس الرقیات المخزومی نے اپنے چند اشعار میں نظم کر دیا ہے۔

اسی سال ابی فدیک الخارجی (جو بنی قیس بن ثعلبہ سے تھا) نے سر اٹھایا۔ بحرین پر قبضہ کرلیا اور نجدہ بن عامر الحنفی کو قتل کر ڈالا۔

خالد بن عبداللہ کو قطری کے اہواز پر حملہ کرنے اور دوسری طرف ابی فدیک کے خروج کی خبریں دونوں ساتھ ہی پہنچیں۔ خالد نے اپنے بھائی امیہ بن عبداللہ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ ابی فدیک کی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا۔ ابو فدیک نے انھیں شکست دی۔ اور ان کی لونڈی کو گرفتار کرکے اسے خود اپنے لیئے مخصوص کرلیا

امیہ نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بصرے کا رخ کیا۔ اور تین دن میں بصرہ پہنچے خالد نے عبدالملک کو امیہ کی شکست اور خارجیوں کی حالت سے بذریعہ خط کے مطلع کر دیا۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیئے مکہ روانہ کیا اس مہم پر حجاج ہی کو بھیجنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب عبدالملک نے شام کی طرف واپس جانے کا قصد کیا حجاج نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے امیرالمومنین میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کو گرفتار کرلیا ہے اور ان کی کھال کھینچی ہے۔ اس لیئے آپ مجھے ان کے مقابلے کے لیئے بھیجیئے۔ عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور شامیوں کی ایک زبردست فوج کے ساتھ حجاج کو روانہ کیا۔ حجاج مکہ پہنچا۔ عبدالملک نے اس سے پہلے مکہ والوں کو خط کے ذریعے سے مطلع کر دیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو تمھیں امان دی جاتی ہے۔

مصعب کے قتل کے بعد عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیئے مکہ روانہ کیا حجاج شامیوں کی دو ہزار فوج کے ساتھ ماہ جمادی ۷۲ھ میں روانہ ہوا۔ مدینہ چھوڑتا ہوا عراق کے راستے سے طائف پہنچا اور وہیں خیمہ زن ہوگیا۔ اس طرف سے حجاج مقام عرفہ پر جو حل[1] میں یعنی حرم مکہ کے باہر واقع ہے فوج بھیجتا دوسری طرف ابن زبیر اس کے مقابلے پر مہم روانہ کرتے۔ دونوں فوجوں میں اس مقام پر جنگ ہوتی۔ اور ہر مرتبہ ابن زبیر کے سواروں کو شکست ہوتی اور حجاج کے سوار مظفر و منصور واپس آتے۔

یہ حالت دیکھ کر حجاج نے عبدالملک سے خط لکھکر حضرت عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کرنے اور حرم میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اور انھیں بتایا کہ ابن زبیر کی طاقت زائل ہو چکی ہے ان کے اکثر ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور یہ بھی درخواست کی کہ مزید فوج سے میری امداد کی جائے۔ چنانچہ عبدالملک نے اس خط کے

---

[1] حل ماسوائے حرم کو کہتے ہیں جہاں جنگ کرنا جائز ہے۔

جواب میں حجاج کے ان معروضات کو منظور کر لیا اور طارق ابن عمرو کو حکم بھیجا کہ تم اپنی تمام فوج کے ساتھ حجاج سے جا ملو۔ طارق پانچ ہزار فوج کے ہمراہ حجاج کی امداد کے لیئے آیا شعبان ۷۲ھ میں حجاج طایف میں داخل ہوا تھا۔ جب ماہ ذی قعدہ شروع ہوا حجاج طایف سے روانہ ہو کر بئر میمون پر فروکش ہوا اور ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا۔ حاجیوں نے اس سنہ میں اسی حالت میں حج کیا کہ ابن زبیر محصور تھے ؛

طارق مکہ میں غرۂ ذی حجہ کو داخل ہوا۔ نہ اس نے بیت الحرام کا طواف کیا اور نہ وہاں تک پہنچا۔ اگرچہ وہ احرام باندھے تھا۔ مگر مسلح رہتا تھا البتہ عورتوں کی نزدیکی اور خوشبو سے پرہیز کرتا تھا۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے قتل [شہید] ہونے تک اس کی یہی روش رہی ؛

قربانی کے روز ابن زبیر نے مکے میں قربانی کی مگر اس سال نہ وہ حج کر سکے اور نہ ان کے ساتھی، اس لیئے کہ انھوں نے عرفات میں وقوف نہیں کیا تھا ؛

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ۷۲ھ میں حج کرنے گیا۔ مکہ پہنچا اور ان لوگوں میں سے ہو کر جنھوں نے مکے پر چڑھائی کی تھی ہم مکہ پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ حجاج اور طارق کی فوجیں حجوں سے لے کر بئر میمون تک پڑاؤ ڈالے پڑی ہیں۔ ہم نے بیت الحرام کا طواف کیا اور صفا اور مروہ میں سعی کر لی۔ حجاج نے لوگوں کو حج کرایا پھر میں نے اسے عرفات میں پہاڑ کی چٹانوں کے پاس اپنے گھوڑے پر سوار زرہ اور خود پہنے ہوئے دیکھا اس کے بعد حجاج اس مقام سے اتر آیا۔ اور میں نے اسے پھر بئر میمون کی طرف جاتے دیکھا۔ مگر حجاج نے کعبے کا طواف نہیں کیا اس کی تمام فوج مسلح تھی۔ بہت افراط سے سامان خوراک ان کے پاس تھا۔ سامان خوراک سے لدے ہوئے قافلے شام سے ان کے لیئے آتے تھے۔ جس میں کھانا بسکٹ ستو آٹا بھرا ہوتا تھا ان کے سپاہی عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ میں نے ایک سپاہی سے ایک درہم کے بسکٹ خریدے۔ اس نے اتنے دیئے جو ہم تین آدمیوں کے جحفہ پہنچنے تک بالکل کافی ہوئے ؛

۷۲ھ

ایک واقف حال کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر غرۂ ماہ ذی قعدہ میں محصور کیئے گئے۔ اسی سنہ میں عبدالملک نے عبداللہ بن خازم السلمی کو خط بھیجکر

اپنی بیعت کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ سات سال تک خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ ۷۲ھ میں مصعب بن زبیر قتل ہوئے۔ عبداللہ بن خازم اس وقت ابرشہر میں بحیر ابن ورقا الصریمی (صریم بن الحارث) سے مصروف پیکار تھے۔ عبدالملک بن مروان نے سورہ بن اشیم النمیری کو اپنا خط دے کر ان کے پاس بھیجا جس میں انھیں دعوت دی تھی کہ اگر تم میری بیعت کر لوگے تو سات سال تک خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ خط پڑھ کر ابن خازم نے سورہ سے کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ بنی سلیم اور بنی عامر کے درمیان فساد برپا ہو جائے گا تو ضرور تمھیں قتل کرڈالتا۔ مگر تم اس خط کو نگل جاؤ۔ چنانچہ سورہ نے اس خط کو کھا لیا:

بعض راوی یہ کہتے ہیں کہ اس کام کے لیے سوادہ بن عبید اللہ النمیری بھیجا گیا تھا۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ عبدالملک نے سنان بن مکمل الغنوی کو ابن خازم کے پاس بھیجا تھا۔ اور خط میں لکھا تھا کہ خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا:

ابن خازم نے سوادہ سے کہا کہ عبدالملک نے اس کام کے لیے تمھیں کو اسلئے بھیجا ہے کہ تم غنوی ہو اور انھیں معلوم ہے کہ میں بنی قیس کے کسی شخص کو قتل نہیں کرتا لیکن میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ تم اس خط کو نگل جاؤ:

عبدالملک نے بکیر بن وشاح (جو قبیلۂ بنی عوف بن سعد سے تھا) کو جو ابن خازم کی گورنری میں خراسان میں ان کی جانب سے مرو پر قائم مقام تھا ایک خط لکھا جسمیں ان سے بہت کچھ وعدے کیے اور امیدیں دلائیں۔ بکیر نے حضرت عبداللہ بن الزبیر کی بیعت سے انحراف کر کے لوگوں کو عبدالملک کی اطاعت کرنے کی دعوت دی اہل مرو نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ ابن خازم کو اس صورت حال کی خبر ہوئی۔ خوف پیدا ہوا کہ مبادا بکیر اہل مرو کو لے کر مجھ پر حملہ کر دے اور اس صورت میں تمام اہل مرو اور اہالی ابرشہر میرے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لیے اس نے بحیر کا مقابلہ چھوڑ کر مرو کا رخ کیا ان کا قصد یہ تھا کہ ترمذ میں اپنے بیٹے کے پاس چلے جائیں۔ بحیر نے ان کا تعاقب کیا اور ایک گاؤں میں جس کا نام شاہمیغد ہے انھیں جا لیا۔ اس موضع اور مرو کے درمیان آٹھ فرسخ کی مسافت ہے:

ابن خازم نے بحیر کا مقابلہ کیا۔ بنی لیث کا ایک آزاد غلام جو معرکہ جنگ سے

بالکل قریب تھا بیان کرتا ہے۔ کہ آفتاب طلوع ہوتے ہی دونوں فوجیں ذخار سمندروں کی طرح آپس میں گتھ گئیں۔ مجھے تلواروں کے کھٹا کھٹ کی آواز سنائی دیتی تھی جوں جوں آفتاب بلند ہوتا جاتا تھا شور کم ہوتا جاتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ چونکہ اب دن زیادہ آگیا ہے اس وجہ سے شور کم سنائی دیتا ہے۔ نماز ظہر سے فراغت کے بعد یا کچھ پہلے میں باہر نکلا۔ بنی تیم کا ایک شخص مجھے ملا میں نے اس سے جنگ کی کیفیت دریافت کی اس نے جواب دیا کہ میں نے دشمن خدا ابن خازم کو قتل کر ڈالا۔ اور یہ اس کی لاش موجود ہے:

اس کا لاشہ ایک خچر پر بار تھا۔ اس کے عضو تناسل میں ایک رسی اور پتھر بندھا ہوا تھا تاکہ خچر پر اس کا وزن برابر رہے:

وکیع بن عمیرہ القریعی نے جو دورقیہ کا بیٹا تھا ابن خازم کو قتل کیا تھا۔ بحیر بن ورقا، عمار بن عبد العزیز الجشمی اور وکیع نے اس پر حملہ کیا۔ پھر نیزوں سے وار کیا اور زمین پر گرا دیا وکیع نے ابن خازم کی چھاتی پر سوار ہو کر اسے قتل کر ڈالا:

کسی عہدہ دار نے وکیع سے دریافت کیا کہ تو نے کس طرح ابن خازم کو قتل کیا تھا وکیع نے کہا پہلے تو اپنے بھالے کی انی سے میں نے اس پر کاری وار کیے جب وہ زمین پر چت گر پڑا میں اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اگرچہ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر نہ اٹھ سکا اور میں نے اس سے کہا اب بولو میں دویلہ کا بدلہ لیتا ہوں (دویلہ وکیع کا ہم بطن بھائی تھا اور ان جنگوں میں نہیں بلکہ اس سے پہلے کسی اور لڑائی میں کام آیا تھا) ابن خازم نے وکیع کے منہ پر تھوک دیا اور کہا خدا کی لعنت تجھ پر ہو کیا تو عرب کے سردار کو اپنے ایک کافر بھائی کے بدلے میں قتل کرتا ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک:

وکیع کہتا ہے کہ میں نے کسی شخص کو اس کے سوا نہیں دیکھا کہ اس حال میں جب موت سر پر تھی اس کے اس قدر تھوک نکلا ہو:

ایک دن ابن ہبیرہ سے جب یہ قصہ بیان کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تھوک کا زیادہ نکلنا انتہائی شجاعت کی نشانی ہے:

ابن خازم کے قتل ہوتے ہی بحیر نے بنی غدانۃ کے ایک شخص کو عبد الملک کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ ابن خازم کی موت کی خوشخبری انھیں پہنچا دے۔ مگر ابن خازم

کا سر اس کے ساتھ نہ بھیجا۔

بکیر بن وشاح اہل مرو کے ساتھ بحیر سے آکر ملا۔ ابن خازم قتل ہو چکا تھا۔ بکیر نے چاہا کہ وہ ابن خازم کا سر لے لے۔ بحیر مانع ہوا۔ بکیر نے اسے ڈنڈے مارے سر پر قبضہ کر لیا اور بحیر کو قید کر دیا۔ اس سر کو عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ میں نے ابن خازم کو قتل کیا ہے۔

جب یہ سر عبدالملک کے پاس پہنچا تو اس نے بنی غدانہ کے اس شخص کو جو بحیر کا قاصد بن کر آیا تھا بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا البتہ یہ جانتا ہوں کہ ابھی میں فوج سے روانہ بھی نہیں ہوا تھا کہ ابن خازم قتل کیا جا چکا تھا۔

اس سال حجاج بن یوسف کے زیر اہتمام لوگوں نے حج کیا۔ عبدالملک کی جانب سے طارق حضرت عثمانؓ کا آزاد غلام مدینہ پر گورنر تھا۔ اور بشر بن مروان کوفے کا گورنر تھا عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کوفے کے منصب قضاء پر فائز تھا۔ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید بصرے کا گورنر تھا اور ہشام بن ہبیرہ بصرے کے قاضی تھے۔ بعض لوگوں کے بیان کے مطابق عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ بکیر بن وشاح گورنر خراسان تھے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ۷۲ھ میں عبداللہ بن خازم السلمی خراسان کے گورنر تھے ان کا یہ بھی بیان ہے کہ ابن خازم حضرت ابن زبیر کے قتل ہونے کے بعد قتل کیے گئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ عبدالملک نے ابن خازم کو خط بھیج کر دعوت دی تھی کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو دس سال تک خراسان تمہاری جاگیر میں رہے گا۔ یہ خط اس وقت بھیجا تھا جب کہ حضرت عبداللہ بن زبیر قتل ہو چکے تھے عبدالملک نے حضرت ابن زبیر کا سر بھی ابن خازم کے پاس بھیج دیا تھا۔ جب یہ سر ابن خازم کے پاس پہنچا ابن خازم نے قسم کھا کر کہا کہ میں اب تو کبھی بھی عبدالملک کی اطاعت نہیں کروں گا۔ پھر ایک طشت منگوایا۔ اس سر کو غسل دیا۔ خوشبو لگائی۔ کفن پہنایا۔ نماز پڑھی اور اس سر کو حضرت ابن زبیر کے اہل و عیال کے پاس مدینہ منورہ واپس بھیج دیا۔ اور قاصد کو حکم دیا کہ عبدالملک کا خط نگل جاؤ اور کہا کہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے قتل ہی کر دیتا بعض

لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابن خازم نے قاصد کے ہاتھ پاؤں قطع کرائے اور پھر گردن ماردی ؛

شروع اسلام سے اب تک جو اہل قلم ہوئے ہیں

ان کا تذکرہ

عربوں میں سب سے پہلے عربی حرب بن امیہ ابن عبد شمس نے لکھا۔ فارس کے اول کاتب کا نام بیوراسپ ہے یہ حضرت ادریس علیہ السلام کے عہد میں گزرا ہے۔ سب سے پہلے لہراسب بن کاوغان بن کیموس نے اہل قلم کا تذکرہ تصنیف کیا اور ان کے درجے قائم کیے ؛

بیان کیا گیا ہے کہ ابرویز نے اپنے میر منشی سے کہا کہ کلام کی چار قسمیں ہیں کسی چیز کا پوچھنا۔ کسی چیز کی حقیقت دریافت کرنا۔ کسی چیز کا حکم دینا۔ اور کسی بات کی خبر دینا۔ یہی چار باتیں گفتگو کی جان ہیں ان کے علاوہ کوئی پانچویں قسم نہیں ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بات کم کردی جائے تو بات پوری نہ ہو۔ پس اگر تو کوئی بات پوچھے تو نرمی و شائستگی سے سوال کرنا چاہیے اور اگر کسی شئے کی حقیقت دریافت کرے تو اپنے مطلب کو واضح طور پر بیان کردینا چاہیے۔ جب تو حکم دے تو اس میں ایسی تاکید ہو جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ حکم ناطق ہے۔ اور جب کوئی بات تو بیان کرے تو سچ سچ کہنا چاہیے ؛

لفظ امابعد سب سے پہلے حضرت داؤد نے استعمال فرمایا۔ یہ وہ جملہ ہے جہاں سے مقرر نفس مطلب کی طرف عود کرتا ہے۔ اس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد ہی کی نسبت اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے ؛

ایک صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس لفظ کو سب سے پہلے قیس بن ساعدۃ الایادی نے استعمال کیا ہے ؛

اُن اصحاب کے نام جو حضور رسالتمآب میں کاتب تھے

حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ وحی لکھا کرتے تھے۔ اور اگر کسی وقت یہ حضرات

نہ ہوتے تو پھر ابی بن کعب اور زید بن ثابت وحی لکھتے۔ خالد ابن سعید بن العاص۔ اور معاویہ بن ابی سفیان آنحضرت کے سامنے ان کے خانگی معاملات لکھا کرتے تھے۔ اور عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث۔ اور علا ابن عقبہ دوسرے صحابہ کے خانگی معاملات کے کاتب تھے۔ بسا اوقات عبداللہ بن ارقم نے رسول اللہ کی جانب سے دوسرے بادشاہوں کے نام خطوط بھی لکھے ہیں ؛

حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد میں کتابت کے فرائض حضرت عثمانؓ۔ زید بن ثابت عبداللہ ابن ارقم۔ عبداللہ بن خلف الخزاعی اور حنظلہ بن ربیع انجام دیتے تھے ؛

زید بن ثابت۔ اور عبداللہ بن ارقم۔ حضرت عمرؓ کے کاتب تھے۔ عبداللہ بن خلف الخزاعی ابو طلحہ الطلحات حضرت عمرؓ کی جانب سے بصرہ کے دفتر کے میر منشی تھے۔ اور ابو جبیرہ بن ضحاک الانصاری کوفہ کے دفتر کے میر منشی تھے ؛

حضرت عمرؓ نے اپنے کاتبوں سے فرمایا کہ تم کام پر اس طرح قابو رکھو کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ اس لیئے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو کام اس قدر جمع ہو جائے گا کہ پھر تم حیران ہو جاؤ گے کہ کس کام کو پہلے کریں اور کسے بعد ؛

ملک عرب عہد اسلام میں حضرت عمرؓ اول شخص ہیں جنھوں نے دفتر قائم کیا ؛

مروان بن الحکم حضرت عثمانؓ کا کاتب تھا۔ مدینہ کے دفتر کے میر منشی عبدالملک اور ابو جبیرۃ الانصاری کوفہ کے دفتر کے میر منشی تھے۔ ابو غطفان بن عوف بن سعد بن دینار (یعنی بنی دہمان یعنی قیس غیلان) اہیب اور عمران حضرت عثمانؓ کے آزاد غلام بھی آپ کی منشی کا کام کرتے تھے ؛

سعید بن نمران الہمدانی جو بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر کی جانب سے کوفہ کے قاضی بھی ہو گئے تھے حضرت علیؓ کے کاتب تھے۔ عبداللہ بن مسعود بھی حضرت علیؓ کی منشی کے منشی تھے۔ اسی طرح یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن جبیر بھی آپ کے منشی تھے۔ عبیداللہ بن ابی رافع بھی حضرت علیؓ کے کاتبوں میں تھے ابی رافع کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ابراہیم تھا۔ بعضوں نے اسلم۔ دوسروں نے سنان اور اور لوگوں نے عبدالرحمن بتایا ہے ؛

امیر معاویہؓ کے خطوط لکھنے کا کام عبداللہ بن اوس الغسانی کے تفویض تھا۔

اور محکمۂ مال کے میر منشی سرجون ابن منصور الرومی تھے۔ ان کے آزاد غلام عبدالرحمن بن دراج بھی ان کے منشی تھے۔ اور عبداللہ بن نصر بن الحجاج ابن علاء السلمی امیر معاویہ کے بعض اور دفاتر کے میر منشی تھے۔ زیان بن مسلم، معاویہ بن یزید کے منشی تھے۔ اور دفتر کے میر منشی سرجون تھے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابوزعیزعہ ان کے منشی تھے:

عبدالملک کے میر منشی قبیصہ بن ذویب بن حلحلۃ الخزاعی تھے۔ جن کی کنیت ابواسحٰق تھی۔ اور عبدالملک کے آزاد غلام ابوزعیزعہ دفتر مراسلات کے میر منشی تھے:

ولید کے منشی قعقاع بن خالد یا خلید العبسی تھے۔ دفتر مال وخزانہ کے میر منشی سلیمان بن سعد الخشنی تھے محکمۂ فرامین شاہی کے سکریٹری شعیب العمانی تھے دفتر مراسلات کے میر منشی جناح ولید کے آزاد غلام تھے۔ اور محکمۂ وصولی اجناس خام بطور لگان (محکمۂ بٹائی) کے میر منشی نفیع بن ذویب ولید کے آزاد غلام تھے:

سلیمان بن نعیم الحمیری سلیمان کے میر منشی تھے مسلمۃ کا میر منشی ان کا آزاد غلام سمیع تھا۔ محکمۂ مراسلات لیث بن ابی رقیہ ام الحکم بنت ابی سفیان کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ محکمۂ مال سلیمان بن سعد الخشنی اور محکمۂ فرامین شاہی نعیم بن سلامۃ کے متعلق تھا۔ جو فلسطین کا باشندہ اور اہل یمن کا آزاد غلام تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رجا بن حیوٰۃ کے پاس شاہی مہر رہتی تھی۔ مغیرہ بن ابی فروہ یزید بن المہلب کے میر منشی تھے:

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے منشی لیث بن ابی فروہ، ام الحکم بنت ابوسفیان کا آزاد غلام، اور رجا بن حیوٰۃ تھے، اسمٰعیل بن ابی حکیم حضرت زبیر کے آزاد غلام ان کے میر منشی تھے۔ سلیمان بن سعد الخشنی محکمۂ مال وخزانہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ ان کے بعد صالح ابن جبیر الغسانی (یا غدانی) اور عدی بن الصباح بن المثنی اس عہدے پر فائز ہوئے مؤخر الذکر کے متعلق ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بڑے مقتدر اہلکاروں میں تھے:

یزید بن عبدالملک کے خلیفہ ہونے سے پیشتر ایک شخص یزید بن عبداللہ ان کا میر منشی تھا۔ پھر انھوں نے اسامۃ بن یزید السلیحی کو اپنا منشی مقرر کیا:

سعید بن الولید بن عمرو بن جبلۃ الکلبی الابرش جن کی کنیت ابومجاشع تھی ہشام کے

میر منشی تھے۔ نصر بن سیار ہشام کی جانب سے خراسان کے محکمۂ مال و خزانہ کے افسر اعلیٰ تھے۔ اور ہشام کی جانب سے رصافہ میں جو اہلکار تھے ان میں شعیب بن دینار بھی تھے۔

بکیر بن الشماخ ولید بن یزید کے میر منشی تھے۔ محکمۂ مراسلات سالم سعید بن عبد الملک کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ ان کے دوسرے اہلکاروں میں سے عبداللہ بن ابی عمرو یا عبد الاعلیٰ بن ابی عمرو بھی تھے۔ اور ان کی خاص پیشی کا کام عمرو بن عتبہ کیا کرتے تھے۔

یزید بن ولید الناقص کے میر منشی عبداللہ بن نعیم تھے اور عمرو بن حارث بنی جمح کے آزاد غلام محکمۂ فرامین شاہی اور مہر کے افسر تھے۔ اور محکمۂ مراسلات ثابت بن سلیمان بن سعد الخشنی کے تفویض تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ربیع بن عرعرۃ الخشنی اس خدمت پر مامور تھے۔ محکمۂ مال و خزانہ اور چھوٹے دارالانشا کے افسر اعلیٰ نضر بن عمرو ایک یمنی شخص تھے۔

ابراہیم بن الولید کے میر منشی ابن ابی جمعہ تھے۔ جو ان کے فلسطین کے دفتر کے بھی افسر اعلیٰ تھے۔

اہل حمص کے علاوہ تمام لوگوں نے ابراہیم بن الولید کے ہاتھ پر بیعت کی اور حمص والوں نے مروان بن محمد الجعدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔

عبد الحمید بن یحییٰ (علاء بن وہب العامری کے آزاد غلام) مصعب بن ربیع الخثعمی اور زیاد بن ابی وردم مروان کے منشی تھے۔ محکمۂ مراسلات عثمان بن قیس خالد القسری کے آزاد غلام کے تفویض تھا۔ مروان کے بڑے انشاپردازوں میں مخلد بن محمد بن الحارث تھے جن کی کنیت ابو ہاشم تھی۔ اور مصعب بن ربیع الخثعمی تھے جن کی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ عبد الحمید بن یحییٰ نہایت ہی بلیغ و نغز گو اہل قلم اور شاعر تھے۔

خالد برمکی ابو العباس کے میر منشی تھے۔ ابو العباس نے اپنی صاحبزادی ریطہ کو خالد برمکی کے حوالے کر دیا تھا۔ اور خالد کی بیوی ام خالد بنت یزید نے خالد کی بیٹی ام یحییٰ کے ساتھ ابو العباس کی بیٹی ریطہ کو بھی دودھ پلایا۔ اسی طرح ابو العباس کی بیوی ام سلمہ نے خالد کی بیٹی ام یحییٰ کو اپنی بیٹی ریطہ کے ساتھ دودھ پلایا تھا۔

محکمۂ مراسلات صالح بن الہیثم ریطہ کے آزاد غلام کے سپرد تھا۔

ابو جعفر منصور کے میر منشی عبد الملک بن حمید حاتم بن نعمان الباہلی الخراسانی کے آزاد غلام تھے۔ ہاشم بن سعید الجعفی اور عبد الاعلیٰ بن ابی طلحۃ التمیمی واسطہ میں منصور کے میر منشی تھے ؛

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن مخلد بھی منصور کے منشی تھے۔ اسی طرح ربیع بھی ان کے منشی تھے۔ اور عمارۃ بن حمزہ نہایت ہی فاضل لوگوں میں تھے۔ ابو عبید اللہ مہدی کے میر منشی تھے۔ ابان بن صدقہ محکمۂ مراسلات کے افسر اعلیٰ تھے۔ محمد بن حمید الکاتب اور یعقوب بن داؤد محکمۂ فوج کے افسر اعلیٰ تھے۔ یعقوب بن داؤد کو بعد میں مہدی نے اپنا وزیر بھی مقرر کر لیا تھا۔ مہدی کے بیٹے کے میر منشی عبد اللہ بن یعقوب تھے۔ اور محمد اور یعقوب جو دونوں نہایت اچھے شاعر تھے وہ بھی اس کے منشیوں میں تھے ؛

یعقوب بن داؤد کے بعد مہدی نے فیض بن ابی صالح کو اپنا وزیر مقرر کیا یہ ایک سخی آدمی تھا ؛

ہادی موسیٰ کے میر منشی عبید اللہ بن زیاد بن ابی لیلی اور محمد بن حمید تھے۔ مہدی نے ایک روز ابو عبید اللہ سے کہا کہ عرب کے کچھ اشعار پڑھو۔ اس پر انھوں نے اشعار عرب کی قسمیں اور ان کی خوبیاں بیان کیں اور شعرا میں سے طرفہ۔ لبید نابغہ ہدبۃ بن خشرم۔ زیاد بن زید اور ابن مقبل کے اشعار پڑھ کر سنائے اور کہا کہ عرب کی شاعری کا یہ بہترین نمونہ ہیں ؛

یحییٰ بن خالد مہدی کا وزیر ہوا۔ ہارون الرشید کا وزیر جعفر بن یحییٰ بن خالد تھا یہ جملہ اس کی انشا پردازی کا بہترین نمونہ ہے ؛

الخط سمة الحكمة به تفصل شذ ورها۔ وينظم منثو رها ؛

(ترجمہ) تحریر حکمت کی ایک راہ ہے جس کے ذریعے سے حکمت کے نکتے واضح کئے جاتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی گوندھ لئے جاتے ہیں ؛

ثمامہ نے جعفر بن یحییٰ سے دریافت کیا کہ بیان کیا چیز ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ بیان کی یہ تعریف ہے کہ جو لفظ بولا جائے وہ قائل کے مطلب کو پورے طور پر احاطہ کئے ہوئے ہو اس کے مقصد کی خبر دے رہا ہو۔ کوئی اور مطلب اس کے سوا اس سے نہ سمجھا جا سکے۔ اور بغیر غور و تفحص کے مطلب کو واضح کر دے ؛

اصمعی کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ کو یہ کہتے سنا ہے۔ دنیا ہمیشہ گردش میں ہے۔ دولت ایک عاریت ہے ہمیں اپنے اسلاف کی پیروی کرنا چاہیئے اور ہم خود اپنی آیندہ نسلوں کیلئے سبق آموز عبرت ہیں؛

بنی عباس کے بقیہ اہل قلم اور انشا کا تذکرہ اور حال اس وقت بیان کیا جائیگا جب خلفائے بنی عباس کی تاریخ بیان ہوگی؛

۷۳ھ ہجری کے اہم واقعات

حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی جنگ اور انکا قتل ہونا

حجاج اور عبداللہ بن زبیر کے درمیان بطن مکہ میں چھ مہینے سترہ روز تک جنگ ہوتی رہی غرۂ ذی قعدہ ۷۲ھ کو حضرت عبداللہ بن زبیر محصور کیئے گئے۔ اور بتاریخ ۱۰ جمادی الاول ۷۳ھ مقتول ہوئے اس طرح آپ چھ ماہ سترہ روز محصور رہے۔ محاصرے کی حالت میں جب منجنیقوں سے پتھر برسائے جاتے تھے اس وقت آسمان پر گرج و چمک شروع ہوئی۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک نے اُن پتھروں میں جو پھینکے جارہے تھے ارتعاش پیدا کردیا۔ شامی خوف زدہ ہوکر ٹھٹک گئے۔ حجاج نے اپنی قبا کا دامن اپنے کمر کے پٹکے میں لپیٹ لیا اور خود پتھر اٹھا کر منجنیق میں رکھے اور فوج کو حکم دیا کہ پتھر برساؤ اور خود بھی اس عمل میں شریک ہوا؛

صبح کے وقت چمک اور کڑاک پھر شروع ہوئی اور پے در پے بجلی گری حجاج کی فوج کے بارہ آدمی نذر اجل ہوگئے۔ شامیوں پر اس واقعے سے ایک دہشت سی طاری ہوگئی۔ حجاج نے ان سے کہا کہ اس سرزمین تہامہ میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ میں اسی سرزمین کا رہنے والا ہوں یہ تو یہاں کے معمولات میں ہے۔ بلکہ یہ ہماری فتح کی فال نیک ہے۔ بس اب فتح حاصل ہوئی تمھیں خوش ہونا چاہیئے کہ تمھارے دشمنوں کو بھی ایسی ہی تکلیف پہونچے گی جیسی تمھیں پہونچی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دوسرے دن پھر بجلی گری اور اس مرتبہ حضرت ابن زبیر کی فوج کے چند آدمی ہلاک ہوئے۔ اس پر حجاج نے اپنی فوج والوں

سے کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ہمارے دشمن ہلاک ہو رہے ہیں۔ حالانکہ تم خلیفہ کی اطاعت کر رہے ہو اور وہ مخالفت ؛

بہرحال اسی طرح دونوں میں جنگ ہوتی رہی اور وہ وقت آگیا کہ اس کے بعد ہی حضرت ابن زبیر مقتول ہوئے۔ آپ کے ساتھی سب آپ کو چھوڑ کر جا چکے تھے اور مکے کے اکثر باشندے وعدۂ معافی لے کر حجاج کے پاس چلے گئے تھے ؛

منذر بن جہم الاسدی کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عبداللہ قتل ہوئے ہیں اس روز میں نے آپ کو دیکھا تھا آپ کے بیشتر ساتھی آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور تقریباً دس ہزار حجاج سے جاملے تھے ؛

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود منذر بن جہم نے بھی حضرت عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اسی طرح ان کے دو لڑکے حمزہ اور حبیب بھی حجاج کے پاس چلے گئے اور اپنے لیے حجاج سے وعدۂ امان لے لیا ؛

حضرت عبداللہ لوگوں کی اس بے وفائی اور ترک نصرت کو دیکھ کر اپنی والدہ اسما کے پاس گئے ان سے کہا کہ لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے یہانتک کہ میری اولاد اور رشتہ دار سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اب میرے ساتھ مٹھی بھر آدمی ہیں جنکی قوت مدافعت تھوڑی دیر کی مہمان ہے۔ میرے دشمن جو میں مانگوں مجھے دینے پر آمادہ ہیں اب بتائیے کہ آپ کی کیا رائے ہے ؛

انھوں نے کہا اے میرے بیٹے بخدا خود تم ہی اپنے حال سے زیادہ واقف ہو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم حق و صداقت پر ہو اور اس کی طرف دعوت دیتے ہو تو اسے پورا کرو کیونکہ اسی بنا پر تمھارے طرفداروں نے اپنی عزیز جانیں تمھاری خاطر قربان کی ہیں اپنی گردن پر دوسروں کو قبضہ نہ کرنے دو کہ بنی امیہ کے نوعمر لڑکے اس سے کھیلتے پھریں اور اگر تمھاری یہ تمام کوشش دنیا کے حاصل کرنے کے لیے ہے تو تم بدترین خلائق ہو۔ تم نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور جو تمھارے ساتھ مارے گئے ان کا خون بھی رائگاں گیا اگر تم یہ کہتے ہو کہ اگرچہ میں ہوں تو صداقت وراستی پر مگر چونکہ میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر دشمنوں سے جاملے اس لیے میں بھی اپنے میں کمزوری محسوس کرتا ہوں تو یہ شرفا یا نیک بندگان خدا کا مسلک نہیں۔ دنیا میں تم ہمیشہ تو رہ نہیں سکتے اسلیے

موت ہی تمھارے لیئے بہتر ہے ؛

اس گفتگو کو سن کر ابن زبیر اپنی ماں سے اور قریب ہو گئے۔ ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور عرض کی کہ بخدا میری بھی یہی رائے ہے۔ خدا کی قسم میں نے نہ تو دنیا کی طرف میلان کیا۔ اور نہ دنیا میں رہنا چاہتا ہوں۔ حکومت کے لیئے میری جد و جہد اغراض ذاتی پر مبنی نہ تھی بلکہ لوجہ اللہ میں نے یہ مہم اپنے سر لی تھی۔ میں نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ حرم محترم کی حرمت مٹا دی جائے۔ مگر اس وقت میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی رائے بھی لے لوں آپ نے میرے ارادے کو اور بھی مستحکم کر دیا۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں میں آج مارا جاؤں گا مگر آپ مجھ پر رنج و غم نہ کریں اور مجھے اللہ کے سپرد کر دیجیئے۔ میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ نہ میں نے کسی ایسے کام کے کرنے کا ارادہ کیا جس سے میری عزت پر دھبہ آئے اور نہ میں نے کوئی اور برا کام کیا۔ نہ خدا کے احکام کی تعمیل میں حد سے تجاوز کیا۔ نہ اماں دے کر اسے توڑا۔ نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا۔ جب کبھی کسی ماتحت افسر کے ظلم کی اطلاع مجھے ہوئی میں نے کبھی اسے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اسے سرزنش کر دی۔ خدا کی خوشنودی میرے نزدیک سب سے بڑھ کر سفارش تھی۔ جو میں کہہ رہا ہوں اس لیئے نہیں کہ میں نے برے اعمال کیئے ہیں ان سے اپنے آپ کو علٰحدہ کر رہا ہوں۔ بلکہ اے خدا تو خوب مجھ سے واقف ہے کوئی شئے تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اس بیان سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ میرے ان حالات کو معلوم کر کے میرے بعد میری ماں کو رنج نہ ہو بلکہ وہ میری خوبیوں سے ایک گونہ اطمینان و تسلی حاصل کر سکیں ؛

ان کی ماں نے فرمایا کہ مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اگر تم مجھ سے پہلے اس جہان فانی سے رحلت کر گئے تو میں ثبات و استقلال سے تمھاری موت پر صبر کروں گی اور اگر میں تم سے پہلے مر گئی تو میرے جی میں آتا ہے کہ کم از کم میں نکلکر دیکھ تو لوں کہ تمھاری اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوتا ہے ؛

حضرت ابن زبیر نے فرمایا اے والدۂ محترمہ۔ خدا آپ کو اس کی جزائے خیر دے۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیشہ میرے لیئے دعا فرماتی رہیں۔ انھوں نے کہا کہ نہیں میں ہرگز ایسا نہ کروں گی کہ تمھارے لیئے دعا نہ کروں کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ

چاہے جس شخص نے باطل کے لئے اپنی جان دی ہو مگر تم نے تو حق و صداقت کی راہ میں اپنی جان عزیز قربان کی ہے ؛

اس کے بعد انھوں نے یہ دعا مانگی: "اے اللہ تو اس کی شب ہائے دراز میں عبادت کے لئے شب بیداری۔ اور مکّہ اور مدینہ کی دوپہریوں میں تیری عبادت میں آہ و بکا کرنے اور روزے میں شدت تشنگی کے برداشت کرنے اور اپنے باپ اور مجھ سے حسن سلوک کرنے کی وجہ سے اس پر رحم فرما۔ اے اللہ اس کے معاملے کو میں نے تیرے سپرد کر دیا ہے۔ اور جو کچھ تونے فیصلہ کیا ہے میں اس پر خوش ہوں۔ میرے بیٹے عبداللہ کی وجہ سے تو مجھے صبر و شکر کرنے والوں کا سا ثواب عطا فرما"؛

حضرت عبداللہ کی ماں آپ کے قتل کے بعد صرف پانچ یا دس ہی دن اور زندہ رہیں ؛

جب حضرت عبداللہ اپنی والدہ کے پاس گئے تو زرہ اور خود پہنے ہوئے تھے سامنے جاکر کھڑے ہو گئے۔ سلام کیا۔ اور آگے بڑھے۔ اور اپنی والدہ کا ہاتھ لے کر اسے بوسہ دیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ آخری رخصت کا وقت ہے تم مجھ سے دور مت رہو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس جہان فانی میں قیام کا یہ آخری دن ہے۔ علاوہ بریں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میں ایک مضغۂ گوشت ہوں گا۔ جو کچھ میرے میرے ساتھ کیا جائے گا اس سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ؛

ان کی ماں نے کہا۔ اپنے ارادے کی تکمیل کرو اپنے آپ کو ابن ابی عقیل کے حوالے نہ کرو۔ میرے قریب آؤ۔ تاکہ میں تمھیں رخصت کروں ؛

چنانچہ حضرت عبداللہ اور قریب ہوئے۔ ان کے بوسے لئے اور گلے ملے۔ جب انھیں زرہ پہنچی تو انھوں نے فرمایا کہ جو لوگ جان دینے پر آمادہ ہوتے ہیں وہ زرہ نہیں پہنا کرتے۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں نے زرہ صرف اس لئے پہنی ہے تاکہ آپ کو تسلی رہے کہ میں پورے طور پر مسلح مقابلے کے لئے جا رہا ہوں۔ اس پر ان کی ضعیف العمر ماں نے فرمایا کہ ان باتوں سے مجھے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اس پر حضرت عبداللہ نے زرہ اتار دی اور آستین چڑھائی۔ اپنے قمیص کے دامن سے

کمر باندھ لی اور ململ کا جبہ جو قمیص کے نیچے تھا اس کے نیچے کے حصے کو بھی کمر کے ٹکے میں لپیٹ لیا۔ اُن کی ماں کہتی جاتی تھیں کہ کپڑے ایسے پہنو جس سے چستی و چالاکی معلوم ہو۔ پھر حضرت ابن زبیر یہ رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے واپس ہوئے:

انی اذا اعرف یومی اصبر اذ بعضھم یعرف ثم ینکر

(ترجمہ) میں جب اپنے معرکہ کو پہچان لیتا ہوں تو صبر کرتا ہوں حالانکہ بعض لوگ جانتے ہیں اور پھر ثابت قدم نہیں رہتے۔

اُن کی ضعیف ماں نے اس شعر کو سن کر کہا تم صبر کرو گے کیونکہ خدا کی قسم تمھارے باپ ابوبکر اور زبیر ہیں اور تمھاری ماں صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی ہے۔

اہل حمص کے ایک سردار نے جو خود اس واقعے میں شریک تھا بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ کو منگل کے روز دیکھا تھا اور ہم حمص والے پانسو آدمیوں کے دستے کی صورت میں ان پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ داخلے کے لیے بھی ایک خاص دروازہ مقرر کر دیا گیا تھا کہ جس سے صرف ہم ہی کو داخل ہونے کا حکم تھا۔ حضرت عبداللہ تنہا ہمارے مقابلے میں آتے اور ہم سب شکست کھا کر پیچھے ہٹ جاتے اور وہ رجزیہ شعر جو اوپر لکھا جا چکا ہے اور یہ مصرع:۔ اذ بعضھم یعرف ثم ینکر (جب کہ بعض دوسرے لوگ جان بوجھ کر ایسے وقت میں انجان ہو جاتے ہیں) پڑھتے۔ میں ان سے کہتا کہ بلاشبہ آپ ایک شریف جوانمرد ہیں۔ میں نے انھیں ابطح میں کھڑے ہوئے دیکھا کسی شخص کو آپ کے پاس جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور اس سے ہمیں خیال ہوا کہ آپ مارے ہی نہ جائیں گے۔

غرض کہ منگل ہی کے دن حرم کے تمام دروازے شامیوں سے بھر گئے۔ حضرت عبداللہ کی فوج والوں نے مدافعت کے مقامات دشمن کے حوالے کر دیئے دشمن کی تمام فوجیں ان میں سما گئیں۔ ہر دروازے پر خاص خاص جماعتیں افسر اور کئی ایک شہر کے لوگ متعین کر دیئے گئے۔ چنانچہ جس دروازے پر حمص والے متعین کیے گئے تھے وہ بالکل کعبہ کے سامنے تھا۔ اسی طرح دمشق والے باب بنی شیبہ پر اور اہل اردن باب الصفا پر اہل فلسطین باب بنی جمح پر اور اہل قنسرین باب بنی سہم پر متعین کر دیئے گئے تھے۔ حجاج اور طارق بن عمرو دونوں کی فوجیں ابطح کی سمت میں مروہ تک پھیلی ہوئی تھیں حضرت عبداللہ کبھی اس سمت میں دشمن کا مقابلہ کرتے اور کبھی دوسری جانب اس وقت آپ کی مثال

شیر نیستاں کی طرح تھی کہ جب دشمن کی جماعتیں آپ پر حملہ آور ہوتیں آپ ان کے پیچھے جھپٹتے حالانکہ وہ دروازے ہی پر کھڑی ہوتی تھیں۔ یہانتک کہ آپ دروازے سے بھی باہر انھیں نکال دیتے اور رجزیہ شعر پڑھتے۔ اور بآواز بلند کہتے "اے ابن صفوان تیری والدہ کو فتح کی خوشخبری حاصل نہ ہوگی کاش میرے ساتھی ہوتے :

لو کان قرنی واحد اکفیته

(اگر میرا مقابل ایک شخص ہوتا تو میں اس کے لیئے بس تھا) :

اس کے جواب میں ابن صفوان کہتے بخدا اگر ہزار بھی ہوتے تو آپ اُن سے عہدہ برآ ہو جاتے :

۱۷ جمادی الاول ۷۳ھ بروز سہ شنبہ صبح کے وقت حجاج نے تمام ناکوں پر قبضہ کرلیا۔ اس تمام رات حضرت ابن زبیر عبادت الٰہی میں معروف رہے پھر تلوار کے پرتلے سے کمر باندھ کر تھوڑی دیر سوگئے۔ بہت سویرے بیدار ہوئے سعد سے کہا کہ اذاں دو۔ سعد نے مقام ابراہیم کے پاس اذاں دی۔ آپ نے وضو کیا۔ دو رکعت سنت فجر پڑہی۔ پھر آگے بڑھے۔ موذن نے اقامت کہی۔ اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ دونوں رکعتوں میں سورۂ نون والقلم حرف بحرف تلاوت کی اور سلام پھیرا پھر خطبے کے لیئے کھڑے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ آپ لوگ اپنے چہرے کھولدیجئے تاکہ میں آپ کو دیکھوں (کیونکہ تمام لوگوں نے خود اور عماموں سے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے) اس حکم کی تعمیل میں لوگوں نے اپنے چہرے کھولے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے آل زبیر اگر تم نے میرے ساتھ خیر خواہی کی ہوتی تو عرب میں ہمارا وہ خاندان ہوتا کہ جس نے اللہ کے راستے میں اپنی جانیں قربان کی ہوتیں اور کبھی ہم پر یہ مصیبت نازل نہ ہوتی۔ اے آل زبیر تم ہرگز تلواروں کے لڑنے سے خائف نہ ہونا کیونکہ مجھے اس کا تجربہ ہے کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی کہ جس میں میں زخمی نہ ہوا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ زخم کے علاج کرنے کی تکلیف تلوار کے لگنے سے زیادہ سخت ہے۔ جس طرح تم اپنے چہروں کو بچاتے ہو اسی طرح تلواروں کو بھی بچانا۔ کیونکہ میں کسی ایسے شخص سے واقف نہیں ہوں کہ جس کی تلوار ٹوٹ گئی ہو۔ اور پھر وہ زندہ باقی رہا ہو کیونکہ مرد کے پاس ہتھیار نہ ہوں تو وہ عورت

کی طرح نہتا ہے جب بجلی چمکے اپنی آنکھیں بند کر لینا یا تلواروں سے اپنی آنکھیں بچانا۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ صرف اپنے مقابل کا دھیان رکھے۔ میرے متعلق سوال تمہاری اپنی توجہ کو نہ بٹائے۔ اور یہ ہرگز نہ کہنا کہ میں کہاں ہوں۔ البتہ جو شخص دریافت کرے اسے بتا دینا۔ میں سواروں کے سب سے اول دستے میں کھڑا ہوں گا۔ اللہ کا نام لے کر حملہ کرو۔

حضرت عبداللہ نے دشمن پر حملہ کیا اور حجون تک انھیں پیچھے ہٹا دیا۔ ایک اینٹ آپ کے چہرے پر لگی جس کی وجہ سے آپ کو چکر آ گیا اور تمام چہرہ لہولہان ہو گیا جب خون کی گرمی جو چہرے سے بہ رہا تھا آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

لسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا۔ ولکن علی اقدامنا تقطر الدما

(ترجمہ) ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جو پشت پر زخم کھاتے ہوں اور ایڑیاں ان کے خون سے حنائی ہوتی ہوں بلکہ خون ہمارے پنجوں پر گرتا ہے۔

اور پھر دشمن ان پر ٹوٹ پڑے۔

ایک مجنون لونڈی چلائی وَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَاہ[1] کیونکہ جہاں آپ گرے تھے اس نے آپ کو دیکھ لیا تھا اور لوگوں کو بتانے کے لیئے ان کی طرف اشارہ کیا۔ سفید ململ کا لباس آپ کے زیب تن تھا۔

حجاج کو جب اس کی خبر ہوئی اس نے سجدۂ شکر ادا کیا اور طارق اور وہ دونوں آپ کی لاش پر آئے۔ طارق نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ ان سے زیادہ جوانمرد آج تک پیدا نہیں ہوا۔ حجاج نے سن کر کہا تم ایسے شخص کی تعریف میں رطب اللسان ہو جس نے امیر المومنین کی مخالفت کی۔ طارق نے جواب دیا بے شک ان کی یہ ہی غیر معمولی بہادری اور شجاعت ہی تو ہمارے لیئے باعث تسلی ہو سکتی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوتا کہ ہم نے سات ماہ سے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا نہ انھوں نے خندق کھودی نہ کوئی قلعہ تھا نہ کوئی اور بلند مقام تھا جو قدرتی طور پر مدافعت کا کام دیتا مگر پھر بھی لڑائی میں انھوں نے اپنا پلہ ہلکا نہ ہونے دیا بلکہ انھیں کا پلہ بھاری رہا۔ جب

[1] ترجمہ افسوس امیر المومنین ہلاک ہو گئے۔

اس گفتگو کی خبر عبدالملک کو ہوئی اس نے طارق کے خیال کی تائید کی:
حضرت ابن زبیر نے ایک حبشی غلام کو قتل کیا پہلے اس پر تلوار کا وار کیا اور پھر پیچھے سے حملہ کرکے اس پر غالب آگئے۔ اپنے حملے کے دوران میں کہتے جاتے تھے اے حبشی صبر کر کیونکہ ایسے ہی موقعوں پر بہادر صبر کیا کرتے ہیں:
حجاج نے حضرت عبداللہ۔ عبداللہ بن صفوان اور عمارہ بن عمرو بن حزم کے سروں کو مدینے بھیجا جہاں وہ کسی جگہ نصب کر دیئے گئے۔ پھر وہ عبدالملک کے سامنے لائے گئے اس کے بعد حجاج مکہ میں داخل ہوا۔ اور تمام اہل قریش سے عبدالملک کے لیے بیعت لے لی:
اسی سنہ میں عبدالملک نے طارق حضرت عثمانؓ کے آزاد غلام کو مدینے کا والی مقرر کیا۔ طارق پانچ ماہ تک اس عہدے پر سرفراز رہا:
واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں بشر بن مروان نے انتقال کیا۔ واقدی کے علاوہ اور لوگوں کے بیان کے مطابق بشر کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی:

خارجیوں کے خلاف مہم کا بھیجا جانا

اسی سال عبدالملک نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو ابی فدیک خارجی کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ دونوں شہروں کوفے اور بصرے کے جن جن لوگوں کو چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ عمر پہلے کوفہ آئے۔ باشندوں کو جمع کیا اور اس طرح دس ہزار آدمی ان کے ساتھ ہوئے۔ اسی طرح بصرے سے بھی اتنے ہی آدمی شریک ہوئے اس کے بعد اس تمام فوج کی تنخواہیں اور خوراک تقسیم کر دی گئی اور اس لشکر جرار کو لیکر عمر روانہ ہوئے۔ کوفے والوں کو انھوں نے اپنے میمنہ پر رکھا اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ کو ان کا سردار مقرر کیا بصرے والوں کو میسرہ پر رکھا اور اپنے بھتیجے عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ کو ان پر سردار مقرر کیا۔ رسالے کو قلب فوج میں متعین کیا غرضکہ اس ترتیب کے ساتھ عمر بحرین پہنچے۔ عمر نے فوج کی صف بندی کی۔ سب سے آگے پیدل سپاہ کو رکھا ان کے پاس نیزے تھے۔ جو انھوں نے زمین سے لگا رکھے تھے اور عرق گیروں سے ڈھانک

رکھے تھے ؛

ابو فدیک اور اس کے ساتھیوں نے یکجان ہو کر حملہ کیا اور عمر بن عبید اللہ کے میسرے کو چیر ڈالا۔ اور یہ حصۂ فوج شکست کھا کر بھاگا۔ مگر مغیرہ بن المہلب معن بن المغیرہ مجاعہ بن عبدالرحمن اور اسی طرح دوسرے شہسوار برابر مقابلہ کرتے رہے۔ سب لوگ اہل کوفہ کی صف کی طرف مڑے جو ابھی دیوار آہنی بنے اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تھے ؛

عمر بن موسیٰ بن عبید اللہ ڈولی پر ڈال کر میدان جنگ سے اٹھائے گئے یہ ان لوگوں میں جو میدان جنگ میں گرے تھے پڑے تھے اور خون ان کے زخموں پر جم گیا تھا ؛

جب بصریوں نے دیکھا کہ اہل کوفہ بدستور اپنی جگہ پر ثابت قدم ہیں اور ایک انگل اپنی جگہ سے نہیں ہٹے ہیں انھوں نے اپنے اوپر نفرین کی پھر میدان جنگ میں آئے اور لڑنا شروع کر دیا۔ اب ان پر کوئی سردار نہ تھا یہاں تک کہ یہ بے سری فوج عمر بن موسیٰ ابن عبید اللہ کے پاس سے گذری جو زخمی پڑے تھے اور انھیں اٹھا لیا اور خارجیوں کے فرودگاہ میں جا گھسے یہاں گھانس کا انبار لگا ہوا تھا اس میں آگ لگا دی۔ ہوا بھی ان کے خلاف چلنے لگی ؛

اہل کوفہ اور بصرہ نے خارجیوں پر حملہ کیا اور انھیں سخت نقصان پہنچایا۔ ابو فدیک میدان جنگ میں کام آیا۔ اس فوج نے قلعۂ مشقر میں خارجیوں کا محاصرہ کر لیا۔ خارجیوں نے اپنے آپ کو بلا کسی شرط کے حوالے کر دیا۔ عمر بن عبید اللہ نے چھ ہزار کو تہ تیغ کرا دیا اور آٹھ سو کو قیدی بنا لیا۔ مال غنیمت میں امیہ بن عبد اللہ کی ایک لونڈی بھی جو ابو فدیک سے حاملہ تھی ملی۔ اور پھر یہ تمام لشکر بصرہ واپس آگیا ؛

اسی سال میں عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ کو بصرہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مقرر کیا۔ اور اس طرح کوفہ اور بصرہ دونوں کی صوبہ داری بشر ہی کے تفویض ہو گئی۔ بصرہ کے گورنر مقرر ہونے کے موقعے پر بشر عمرو بن حریث کو کوفے پر اپنا جانشین مقرر کر کے بصرہ آ گئے۔ اسی سال میں محمد بن مروان موسم گرما کی مہم لیکر رومیوں سے جہاد کرنے گئے اور رومیوں کو شکست دی ؛

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال میں عثمان بن الولید اور رومیوں کے

درمیان آرمینیا کے مضافات میں جنگ ہوئی۔ عثمان کے پاس کل چار ہزار فوج تھی حالانکہ ان کے مقابل رومیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی مگر عثمان نے انھیں شکست دی اور شدید نقصان پہنچایا ؛

اس سال حجاج نے لوگوں کو حج کرایا۔ یہ مکہ۔ یمن اور یمامہ کا صوبہ دار تھا واقدی کے بیان کے مطابق بصرہ اور کوفہ پر بشر بن مروان صوبہ دار تھے دوسرے لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ بشر کوفہ کے گورنر تھے اور بصرہ کے حاکم خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے ؛

شریح بن الحارث کوفہ کے قاضی تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے اور بکیر بن وشاح خراسان کے گورنر تھے ؛

۷۴ھ ہجری کے واقعات عظیمہ

اس سال عبدالملک نے طارق بن عمرو کو مدینۂ طیبہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ حجاج کو مقرر کر دیا۔ حجاج مدینہ آیا ایک ماہ قیام کیا اور پھر عمرہ ادا کرنے کے لیے روانہ ہوگیا

حجاج بن یوسف نے کعبہ کی ان دیواروں کو جنھیں حضرت عبداللہ نے بنایا تھا منہدم کرا دیا۔ حضرت عبداللہ نے حجر کو بھی کعبہ میں شامل کر لیا تھا اور اس کے دو دروازے بنا دیے تھے۔ مگر حجاج نے کعبہ کو پھر اس کی پہلی صورت پر بنا دیا ؛

حجاج ماہ صفر میں پھر مدینہ واپس آگیا اور اس مرتبہ تین ماہ مقیم رہا اہل مدینہ کے ساتھ بے حد بدی سے پیش آتا تھا انھیں تکالیف پہنچاتا تھا۔ محلہ بنی سلمہ میں ایک مسجد بنائی جو حجاج ہی کے نام سے مشہور ہے۔ اور تو اور حجاج کی توہین سے صحابۂ رسول اللہ بھی نہ بچے اور اس نے ان کی گردنوں میں داغ لگوا دئے چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ کے ہاتھ میں داغ لگائے اور حضرت انس بن مالک کی گردن میں داغ لگائے اس سے مقصد ان کی تذلیل اور توہین تھی ؛

حجاج نے حضرت سہل بن سعد کو بلوایا اور کہا کہ تو نے کیوں امیر المومنین

حضرت عثمان کی اعانت نہیں کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ضرور ان کی مدد کی۔ حجاج نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور پھر سیسہ گرم کرکے ان کی گردن پر داغ لگائے۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے ابوادریس الخولانی کو قاضی مقرر کیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسی سنہ میں بشر بن مروان کوفہ سے بصرہ کے گورنر مقرر ہو کر گئے۔

مہلب کا خارجیوں کے خلاف مہم لیکر جانا

اسی سنہ میں عبدالملک نے مہلب کو خارجیوں کے خلاف ایک مہم کا سردار مقرر کرکے روانہ کیا، واقعہ اس کا یہ ہے کہ جب بشر بصرہ آگئے عبدالملک نے انھیں لکھا کہ مہلب کو ان کے وطن بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے کے لیئے بھیجو اور مہلب کو یہ اختیار دے دو کہ وہ خود اپنے شہر کے سربرآوردہ شہسوار اور تجربہ کار لوگوں کو منتخب کریں کیونکہ اہالی بصرہ سے وہی خوب واقف ہیں جنگی معاملات میں ان کو بالکل آزادی دیدینا کیونکہ مجھے ان کے تجربے اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے اخلاص پر پورا اعتماد ہے۔ اور کوفہ والوں کی بھی ایک زبردست جمعیت ان کے ساتھ بھیجنا۔ اس فوج پر ایک مشہور و معروف اور شریف و نجیب اور ایسے شخص کو سردار مقرر کرنا۔ جس کی شجاعت و بسالت اور امور جنگ میں اس کا تجربہ محتاج تعارف نہ ہو۔ اِن دونوں شہروں کے منتخب لشکر کو خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کرنا اور حکم دینا کہ جہاں خارجی جائیں یہ فوج بھی انکے تعاقب میں اسی طرف جائے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ انھیں بالکل نیست و نابود کردے والسلام علیک۔

بشر نے مہلب کو بلا کر خط سنایا اور حکم دیا کہ جسے چاہو اپنے ساتھ لیجانے کے لیئے منتخب کرلو۔ مہلب نے اپنے سالے جدیع بن سعید بن قبیصہ بن سراق الازدی کو اپنے سامنے بلا کر حکم دیا کہ فوج کا رجسٹر لے آؤ تاکہ اس میں سے لوگوں کا انتخاب کرلیا جائے۔

بشر کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ مہلب کو اس مہم کی سرداری کی عزت براہ راست عبدالملک کی جانب سے حاصل ہوئی۔ اب انکی طاقت نہ تھی کہ وہ سوائے مہلب کے کسی دوسرے شخص کا انتخاب کرتے اور اس طرح ان سے جلنے لگے کہ گویا انھوں نے ان کے خلاف کوئی گناہ کیا ہے۔

بہر حال بشر نے عبدالرحمن بن مخنف کو بلایا اور کوفہ کے لوگوں کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ وہ شہسواروں دلیر اور شجاع لوگوں کو منتخب کریں۔

عبدالرحمن بن مخنف کہتے ہیں کہ بشر نے بلاکر مجھ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری کس قدر عزت و منزلت کرتا ہوں اور کس قدر تمھیں چاہتا ہوں۔ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں تمھیں اس فوج کا چونکہ میں تمھاری شرافت وشجاعت دولتمندی اور سخاوت سے بخوبی واقف ہوں سردار بناؤں یہ سمجھ لو کہ میں تمھارے متعلق نہایت اچھی رائے رکھتا ہوں مگر دیکھو کہ صورت معاملہ یہ واقع ہوئی ہے کہ مہلب اس کے سردار بنائے گئے ہیں۔ اس لئے تمھیں چاہیے کہ تم ان کے مقابلے میں اپنے حکم پر سختی سے جمے رہو ان کی رائے اور مشورے کو قبول نہ کرو۔ اور ان کی تذلیل و تحقیر کرتے رہو۔

یہ باتیں تو کہیں مگر یہ نہ کہا کہ فوج کا اس طرح انتظام کرنا دشمن سے لڑنا اور مسلمانوں کی خبرگیری کرنا بلکہ مجھے اپنے ایک عزیز دوست کی مخالفت پر آمادہ کیا گویا کہ میں ایسا ہی بے وقوف ننھا بچہ تھا جو ان کے داؤں میں آجاتا۔ میں نے کوئی ایسی مثال نہیں دیکھی کہ مجھ ایسے جہاں دیدہ بوڑھے اور صاحب مرتبہ سردار سے کسی نے ایسی خواہش کی ہو جیسی کہ اس کل کے لونڈے نے مجھ سے کی۔ اس نے وہ بات کی ہے جس کا انجام کو پہنچانا اس کی قابلیت و قدرت سے باہر تھا۔ جب بشر نے محسوس کیا کہ میں نے جواب دینے میں زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کیا تو مجھ سے دریافت کیا کہو کیا کہتے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ بھلا میں آپ کے حکم سے سرتابی کر سکتا ہوں میں تو اس امر پر مجبور ہوں کہ آپ کے ہر حکم کی چاہے اسے میں پسند کروں یا نہ کروں پوری طرح تعمیل کروں۔

بشر نے کہا بہتر ہے جاؤ ایسا ہی کرنا۔ پھر میں ان سے رخصت ہو کر چلا آیا۔

مہلب نے اہل بصرہ کو لے کر رام ہرمز پر مورچہ لگایا۔ اور خارجیوں سے مقابلہ شروع ہوا۔ مہلب نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی اتنے میں عبدالرحمٰن بھی اہل کوفہ کے ہمراہ مقام مذکور پر آپہنچے ان کے ہمراہ اہل مدینہ کا جو دستہ تھا اس کے سردار بشر بن جریر تھے بنی تمیم اور ہمدانیوں پر محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس۔ کندہ اور ربیعہ پر اسحٰق بن محمد بن الاشعث اور مذحج اور بنی اسد پر زحر ابن قیس سردار تھے ؀

عبدالرحمٰن نے مہلب سے میل یا ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایسی جگہ خیمہ لگایا جہاں سے دونوں فوجیں ایک دوسرے کو دیکھ سکتی تھیں۔ جنگ کو شروع ہوئے دس ہی روز گزرے تھے کہ خبر آئی کہ بشر بن مروان نے بصرہ میں انتقال کیا اب کیا تھا کوفہ اور بصرہ والوں میں سے اکثر اپنی فوج کو چھوڑ کر بھاگ گئے بشر نے اپنے بعد خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنا جانشین چھوڑا اور کوفہ پر عمرو بن حریث ان کے قائم مقام تھے ؀

اہل کوفہ میں سے جو لوگ میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے ان میں زحر بن قیس۔ اسحٰق بن محمد بن الاشعث اور محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس بھی تھے ؀

عبدالرحمٰن بن مخنف نے اپنے بیٹے جعفر کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا چنانچہ اسحٰق اور محمد کو تو یہ واپس لایا البتہ زحر کو نہ پا سکا۔ عبدالرحمٰن نے اول الذکر دونوں صاحبوں کو دو روز تک قید رکھا اور پھر ان سے یہ وعدہ لے لیا کہ اب کبھی وہ اس سے جدا نہ ہوں گے۔ مگر ان دونوں نے ایک ہی دن کے قیام کرنے کے بعد پھر راہِ فرار اختیار کی اور اس مرتبہ شاہ راہ عام چھوڑ کر دوسرے راستے سے چلے حسب سابق اس مرتبہ بھی ان کا تعاقب کیا گیا مگر ان تک دسترس نہ ہو سکی اور وہ دونوں اہواز پہنچکر زحر بن قیس سے جا ملے۔ اہواز میں اور بھی بہت سے ایسے لوگ جو بصرہ جانا چاہتے تھے جمع ہو گئے۔ اس کی اطلاع خالد بن عبداللہ کو ہوئی۔ خالد نے ان لوگوں کے نام ایک فرمان لکھا اور ایک قاصد کو حکم دے کر بھیجا کہ فوج کے سرداروں کو جسمانی سزا دینا اور ان سب کو واپس لے آنا ؀

خالد کا آزاد غلام ہی اس خط کا حامل بن کر قاصد بنا۔ تمام لوگ جمع ہوئے اس نے خط پڑھ کر سنایا۔ وہ خط یہ ہے :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط خالد بن عبداللہ کی جانب سے ہر اُس مسلمان اور مومن کے نام ہے جس تک یہ خط پہنچے۔ آپ سب پر اللہ کی سلامتی ہو۔ میں اس معبود کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں بعد ازیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے جہاد مسلمانوں پر فرض کیا ہے اسی طرح ان حاکمان بالادست کی جو جہاد کا اہتمام کرتے ہیں اطاعت کرنا بھی فرض ہے جو شخص جہاد کرتا ہے اس کا فائدہ خود اسی کو ہوگا۔ اور جو شخص جہاد نہ کرے گا۔ اللہ تعالےٰ کو اس کی ضرورت نہیں۔ اور جو شخص مسلمانوں کے اعلیٰ عہدہ دار اور سربراہ کاروں کی نافرمانی کرے گا اللہ تعالےٰ اس سے ناخوش ہوگا اور وہ سزا کا بھی مستحق ہوگا جس سے اس کا جسم اس کی عزت نفس اس کا مال اور تنخواہ سب متاثر ہوں گی۔ اور وہ دور دراز اور تکلیف دہ علاقوں میں خارج البلد کر دیا جائے گا۔ اے مسلمانوں! تمھیں کچھ خبر بھی ہے کہ تم نے کس شخص کے خلاف یہ جرأت کی ہے اور کس کی نافرمانی کی ہے۔ وہ امیر المومنین عبدالملک بن مروان ہے جس کی یہ عادت نہیں کہ مجرم سے چشم پوشی کرے۔ اور نہ وہ نافرمانوں کو معافی دیتا ہے۔ جو اس کے حکم کی اطاعت نہیں کرتا اس کی خبر کوڑے سے لیتا ہے۔ اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اس کی تلوار سے خبر لیتا ہے۔ اس لیئے میں تمھیں سمجھاتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نہ کرو جس کی وجہ سے تمھارے خلاف کارروائی کی جائے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنی فوجی بارکوں میں واپس چلے جاؤ۔ اپنے خلیفہ کی اطاعت کرو۔ اور سرکش و نافرمان نہ بنو ورنہ تمھارے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا جسے تم اچھا نہیں جانتے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس خط کے بعد جس نافرمان پر میں نے قابو پایا میں اسے فوراً قتل کر ڈالوں گا اگر خدا نے چاہا، والسلام علیکم ورحمتہ اللہ :۔

قاصد نے اس خط کی ایک یا دو سطریں ابھی پڑھی ہوں گی کہ زحر بن قیس نے کہا کہ اس کا مختصر مضمون بتا دو۔ خالد کے آزاد غلام نے کہا خدا کی قسم میں اس

شخص کا کلام سن رہا ہوں جس کا منشا ہے کہ جو کچھ وہ سنتا ہے اسے نہ سمجھے اور میں بتائے دیتا ہوں کہ اس میں کوئی بات نہیں جو اس کو بھلی معلوم ہو زنر نے کہا اے سرخ رنگ کے غلام جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے تو اس کی تعمیل کر اور اپنے گھر واپس چلا جا۔ تو نہیں جانتا کہ ہمارے کیا ارادے ہیں ؛

خط پڑھا جا چکا۔ کسی نے اس پر التفات نہیں کیا زحر۔ اسحٰق بن محمد۔ اور محمد بن عبدالرحمٰن کوفہ کے پہلو میں ایک گاؤں میں آکر مقیم ہوئے جو اشعث کی اولاد کی ملک تھا۔ اور یہاں سے انھوں نے عمرو بن حریث کو لکھا ؛

حمد وثنا کے بعد۔ جب لوگوں کو امیر مرحوم کے وفات کی خبر ہوئی وہ میدان جنگ سے منتشر ہو گئے اور ہمارے ساتھ کوئی نہیں رہا اس وجہ سے اب ہم آپ کے پاس اور اپنے وطن کی طرف واپس آئے ہیں مگر ہم نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے آپ چونکہ حاکم ہیں آپ کی اجازت لے لیں ؛

عمرو بن حریث نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم نے اپنے فوجی اقامت گاہوں کو بلا اجازت چھوڑ دیا۔ اور سرکش اور مخالف ہو گئے اس لئے نہ میں تمھیں شہر میں آنے کی اجازت دے سکتا ہوں اور نہ امان ؛

جب یہ خط ان لوگوں کے پاس آیا یہ انتظار کرتے رہے اور رات کے پردہ میں اپنے اپنے مکانات میں چلے آئے اور حجاج بن یوسف کے کوفہ آنے تک بغیر کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کے اقامت گزیں رہے ؛

اسی سنہ میں عبدالملک نے بکیر بن وشاح کو خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر کے ان کی جگہ امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو خراسان کا گورنر مقرر کیا بکیر کی برطرفی اور امیہ کے تقرر کے واقعات یہ ہیں ؛

ابوالحسن کے بیان کے مطابق بکیر دو سال تک خراسان کے گورنر رہے کیونکہ ۷۲ھ میں ابن خازم قتل ہوئے اور ۷۴ھ میں امیہ نے خراسان آکر اس عہدے کا جائزہ لیا ؛

بکیر کی برطرفی کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ابن خازم قتل کر ڈالے گئے تو ان کے سر کے بھیجنے کے متعلق بحیر اور بکیر بن وشاح میں اختلاف ہوا اور اسی بنا پر بکیر نے

بحیر کو قید کر دیا۔ اور جب تک امیہ خراسان کے گورنر مقرر ہو کر نہ آئے بحیر قید رہے۔

بکیر کو جب معلوم ہوا کہ عبد الملک نے ان کی جگہ امیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا ہے اس نے بحیر کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ سے راضی نامہ کرنا چاہتا ہوں مگر بحیر نے انکار کر دیا اور کہا کہ شاید بکیر نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تمام خراسان متفقہ طور پر ان کا طرفدار رہے گا غرضکہ کئی مرتبہ قاصد پیام لے کر گئے مگر بحیر انکار ہی کرتا رہا۔ آخر کار ضرار بن حصین الضبی بحیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم بالکل ہی بے وقوف ہو۔ تمھارا ایک بھائی تم سے معذرت کر رہا ہے۔ حالانکہ تلوار اس کے ہاتھ میں ہے اور تم اس کی قید میں ہو مگر پھر بھی انکار کر رہے ہو اگر وہ تمھیں قتل کر ڈالے تو اس کا کیا کر دگے! تمھاری حمایت میں کوئی چوں تک بھی تو نہیں کرے گا۔ اور جو چیز تمھیں مل رہی ہے تم اسے قبول نہیں کرتے۔ صلح کر لو اور پھر تمھیں بالکل آزادی ہے جہاں چاہے جانا۔ بحیر نے اس مشورے کو قبول کر لیا اور بکیر سے صلح کر لی۔ بکیر نے چالیس ہزار درہم اسے بھیجے اور یہ بھی شرط کر لی کہ میرے مقابلے پر کبھی نہ آنا۔

اس وقت خراسان میں قبیلۂ بنی تمیم تھا۔ ان میں خصومت ہو گئی تھی۔ بنی مقاعس اور دوسرے تحت کے قبیلے والے بکیر سے تعصب کرنے لگے تھے۔ اس سے قدرتی طور پر خراسانیوں کو یہ ڈر پیدا ہوا کہ صورت معاملات اگر یہی قائم رہی تو اس کا نتیجہ فساد و تباہی ہے اور ہماری خانہ جنگی سے ہمارے مشرک دشمن ضرور فائدہ اٹھائینگے اور اس طرح وہ ہمیں زیر کر لیں گے۔ ان تمام خیالات کی بنا پر انھوں نے عبد الملک کو ان واقعات کی اطلاع دی اور لکھا کہ بحیر اور بکیر کے جھگڑے کے بعد اس ملک کی حالت اس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی قریشی زادہ اس کا حاکم اعلیٰ نہ مقرر کیا جائے جس سے نہ لوگ حسد کریں اور نہ تعصب۔

عبد الملک نے ارباب سیاست کو مخاطب کر کے کہا کہ خراسان ہماری سلطنت کی مشرقی سرحد ہے اور جو کچھ فتنہ و فساد وہاں ہو چکا ہے وہ ہو چکا۔ اس وقت بنی تمیم کا ایک شخص اس پر گورنر ہے۔ لوگ اب اس سے تعصب کرتے ہیں اور انھیں یہ خوف دامنگیر ہے کہ مبادا پھر وہی فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو اور یہ تمام سرحدی علاقہ اس کے

نذر ہو جائے۔ اہل خراسان نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں ان پر ایک ایسے شخص کو حاکم بناؤں جو قریش سے ہو جس کی بات کو وہ سنیں اور جس کے احکام کی تعمیل کریں۔
اس پر امیہ بن عبداللہ نے عرض کیا کہ آپ اپنے قرابت داروں میں سے کسی شخص کو خراسان کا حاکم اعلیٰ مقرر فرمائیں۔
عبدالملک نے جواب دیا کہ اگر تم ابو فدیک کے مقابلے سے پسپا نہ ہوئے ہوتے تو میری نظر انتخاب تم ہی پر پڑتی۔
امیہ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین میں نے اس وقت ان کے مقابلے سے عنان مراجعت پھیری تھی جب کہ میرے ساتھ کوئی اور مقابلہ کرنے والا باقی نہیں رہا تھا۔ تمام لوگ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس وقت میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے گروہ کے پاس واپس جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ ایک مٹھی بھر فوج کے ساتھ میں دشمن کا مقابلہ کروں اور مفت میں سب کو ہلاکت میں ڈالوں۔ اس طرح میں نے مسلمانوں کو ہلاکت سے بچایا۔ مرار ابن عبدالرحمن بن ابی بکرہ اس سے خوب واقف ہیں اور خود خالد بن عبداللہ نے بھی جناب والا کو میری مجبوریوں سے پوری طور پر آگاہ کر دیا تھا۔
اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ خالد بن عبداللہ نے عبدالملک کو اس واقعہ کے متعلق لکھدیا تھا کہ چونکہ تمام لوگوں نے امیہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اس وجہ سے مجبوراً انھیں پلٹ آنا پڑا۔ مرار جو اس وقت موجود تھے انھوں نے عبدالملک کے سامنے امیہ کے بیان کی تائید کی اس پر عبدالملک نے امیہ کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا۔
عبدالملک امیہ کو بہت چاہتے تھے اور اپنی اولاد کے برابر سمجھتے تھے۔ امیہ کے خراسان کے گورنر مقرر ہونے پر لوگ کہنے لگے کہ یہ خوب ہوا کہ ایک طرف تو ابی فدیک کے مقابلے میں شکست کھائی اور دوسری طرف اس کا معاوضہ یہ ملا کہ خراسان کے گورنر مقرر ہوئے۔
بحیر اس وقت مقام سنج میں مقیم تھا۔ اور پوچھتا رہتا کہ امیہ کب آتے ہیں جب اسے معلوم ہوا کہ وہ ابرشہر کے قریب آگئے ہیں تو اس نے ایک عجمی باشندے

جس کا نام رزین یا زریر تھا کہا کہ تو مجھے ایک ایسے قریب کے راستے سے لے چل کہ میں ابر شہر امیہ کے پہنچنے سے پہلے پہنچ جاؤں۔ تجھے انعام داکرام دیا جائے گا بلکہ میں اور بھی بہت کچھ تجھے دوں گا۔

یہ شخص راستے سے خوب واقف تھا۔ چنانچہ بحیر اس شخص کے ساتھ روانہ ہوا اور ایک ہی رات میں سنج سے سرزمین سرخس میں پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے نیشاپور آیا اور امیہ سے ابر شہر میں جا ملا۔ ملاقات کے وقت اس نے خراسان کی پوری حالت سے انھیں مطلع کیا اور بتایا کہ کیا تدابیر اختیار کی جائیں جس سے کہ باشندوں کی حالت درست ہو۔ وہ اچھی طرح سے اطاعت و فرمانبرداری کریں اور ان کے انتظام کی تکلیف گورنر کے لیئے کم ہو جائے۔ علاوہ اس کے بحیر نے امیہ سے بکیر کے خلاف اس روپیہ کے لیئے جس پر انھوں نے قبضہ کر لیا تھا مرافعہ بھی کیا۔ اور کہا کہ بکیر ضرور بے وفائی کرے گا۔

بہرحال بحیر بھی امیہ کے ہمراہ مرو آیا۔ امیہ ایک نہایت شریف سردار تھا اس نے بکیر یا اس کے دوسرے عہدہ داروں سے کوئی تعارض نہیں کیا بلکہ بکیر سے کہا کہ تم میرے باڈی گارڈ کے سردار ہو جاؤ۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کیا اور اس لیئے یہ عہدہ بحیر کو دیدیا گیا۔

اس کے اس انکار کرنے پر بکیر کے ہم قوم چند لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہا "دیکھا تم نے تو اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بحیر اس پر مقرر ہو گیا اور تمھارے ان کے تعلقات جس قدر خراب ہیں اس سے تم بخوبی واقف ہو"۔

بکیر نے جواب دیا کہ نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کل تک تو میں اس صوبہ کا حاکم اعلیٰ تھا کہ جب میں چلتا تھا تو دوسرے میرے نیزے کو اٹھا کر چلتے تھے اب کیا آج میں اس ذلت کو گوارا کر لوں کہ دوسرے کے لیئے نیزہ ہاتھ میں لیکر چلوں۔

امیہ نے بکیر سے کہا کہ خراسان کے علاقہ میں جس جگہ کو تم چاہو پسند کر لو وہ تمھاری جاگیر میں دے دیا جائے۔ بکیر نے کہا طخارستان۔ امیہ نے کہا بہتر ہے طخارستان تمھاری جاگیر میں دیا جاتا ہے۔

بکیر نے اب روانگی کی تیاری شروع کی اور بے انتہا روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔

بحیر نے امیہ سے کہا کہ اگر بکیر طخارستان پہنچ گیا وہ ضرور تم سے دغا کرے گا غرضکہ بحیر ہمیشہ اسی طرح امیہ کے کان بکیر کی جانب سے بھرتا رہتا تھا آخرکار بار بار کہنے کا اثر ہوا اور امیہ نے بکیر کو حکم دیا کہ تم میرے ہی پاس رہو۔

اس سنہ میں حجاج بن یوسف نے لوگوں کو حج کرایا۔ حجاج نے اپنے مدینہ آنے سے پیشتر عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو مدینہ کا قاضی مقرر کردیا تھا۔

مکہ و مدینہ کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ کوفہ اور بصرہ پر بشر بن مروان خراسان پر امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید گورنر تھا۔

شریح بن الحارث کوفہ کے قاضی تھے۔ ہشام بن ہبیرہ بصرہ کے قاضی تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اس سال عمرہ ادا کیا مگر اس سال کی صحت میں کلام ہے۔

۷۵ ہجری کے واقعات

اس سنہ میں محمد بن مروان نے موسم گرما کی مہم کے ساتھ رومنوں سے جہاد کیا جب کہ رومی مرعش کی جانب سے آگے بڑھے تھے۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے یحییٰ بن الحکم بن ابی عاص کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا اور اسی طرح حجاج بن یوسف کو تمام عراق کا سوائے خراسان اور سجستان کے گورنر مقرر کیا۔ اور اسی سنہ میں حجاج کوفہ آیا۔

حجاج مدینہ میں مقیم تھا کہ عبدالملک کا حکم ملا کہ عراق جاؤ۔ کیونکہ بشر کا انتقال ہو چکا تھا۔ حجاج بارہ شہسواروں کے ساتھ نہایت اعلیٰ اور تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر کوفہ پہنچا۔

جس وقت کوفہ پہنچا ہے تو دن اچھی طرح چڑھ گیا تھا مگر حجاج کا آنا دفعتہ ہوا کیونکہ اس کے آنے کا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ مہلب بھی کوفہ میں نہ تھے کیونکہ

بشر نے مہلب کو خوارج پر بھیجدیا تھا:

حجاج سب سے پہلے مسجد میں آیا اور ممبر پر چڑھا:

اس نے ایک سرخ باریک کپڑے کے عمامے سے اپنے چہرے کو چھپا رکھا تھا۔ لوگوں سے کہا کہ میرے سامنے آؤ۔ تاکہ میں تقریر کروں۔ لوگوں نے پہلے تو اسے اور اس کے ساتھیوں کو خارجی خیال کیا۔ اور ان کے قتل کر دینے کی ٹھان لی تھی۔ مگر جب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے اپنا چہرہ بے نقاب کر دیا اور یہ شعر پڑھا۔

انا ابن جلا وطلاع الثنایا متی اضع العمامۃ تعرفونی

(ترجمہ) میں وہ آفتاب ہوں جو پردۂ ظلمت کو چاک کر دیتا ہے۔ اور گھاٹیوں پر چڑھنے والا ہوں۔ جب میں اپنا عمامہ اتار دوں گا تب تم مجھے پہچان لوگے)

بخدا میں شر کو اس کے کجاوہ میں لاد دیتا ہوں اور اسکے ویسے ہی نعل لگاتا ہوں اور جو جیسا کرتا ہے ویسے ہی اسکا بدلہ دیتا ہوں میں بہت سے سروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ پک گئے ہیں اور ان کے توڑ لینے کا وقت قریب آگیا ہے اور میں عماموں اور داڑھیوں کو خون سے زعفرانی دیکھ رہا ہوں۔ اے عراق کے لوگو جان لو کہ میں انجیر کی طرح دبایا نہیں جا سکتا اور نہ بوسیدہ خشک مشک سے میں ڈرایا جا سکتا ہوں میرا تقرر نہایت دانائی سے کیا گیا ہے اور مجھے بڑے اہم فرائض انجام دینا ہیں۔ امیر المومنین عبدالملک نے اپنے ترکش سے تمام تیر نکالے اور ان سب کی لکڑیوں کو دانت سے کاٹا اور مجھی کو سب سے زیادہ مضبوط اور ٹوٹنے میں سخت پایا اور اس لئے اونھوں نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کیونکہ عرصہ دراز سے فتنہ و فساد تمہارا شیوہ ہو گیا ہے اور بغاوت تمہارا دستور العمل۔ مگر اب سمجھ لو کہ میں تمہاری اسطرح کھال ادھیڑوں گا جس طرح لکڑی سے چھال اوتاری جاتی ہے اور اس طرح تمھیں قطع کر ڈالونگا جس طرح کہ خشک خار دار درخت ببول کاٹ ڈالا جاتا ہے اور اس طرح تمھیں مارونگا جس طرح کہ ایک اجنبی اونٹ پیٹا جاتا ہے۔ بخدا میں جب وعدہ کرتا ہوں اوسے وفا کرتا ہوں۔ اور جب میں کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اوسے پورا کرتا ہوں۔ اس لئے مجھ سے اور ان جماعتوں سے ڈرو اور قیل و قال سے بچو اور جس حالت میں تم اب ہو اوس سے اپنے آپ کو نکالو۔ بخدا یا تو تم راہ راست پر آجاؤ ورنہ یاد رکھو کہ مہلب کی فوج میں سے جو لوگ بھاگ کر

آئے ہیں وہ اگر آج سے تین دن کے بعد یہاں دیکھے گئے تو میں اونھیں قتل کر ڈالونگا اور اون کی جائداد ضبط کرلونگا۔ اس قدر خطبہ دینے کے بعد حجاج اپنے قیامگاہ کی طرف چلا گیا جب حجاج دیر تک خاموش بیٹھا رہا تو محمد بن عمیر نے کچھ کنکریاں ہاتھ میں اوٹھالیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ ارادہ کیا کہ اوسے مارے اور یہ بھی کہا کہ خدا اسے ہلاک کرے یہ کس قدر کریہ منظر اور بدشکل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو یہ کہیگا وہ بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ اوس کی ظاہری شکل وصورت ہے۔

جب حجاج نے خطبہ شروع کیا تو اوسکا اس قدر اثر ہوا کہ خود بخود یہ کنکر مٹھی سے گرنے لگے اور محمد بن عمیر کو خبر تک نہیں ہوئی۔

حجاج نے اپنے خطبہ میں یہ بھی کہا تھا "شاهت الوجوہ یعنی تمھارے منہ برے ہو جائیں"

ان الله ضرب مثلا قریة کانت امنة مطمئنة یاتیها رزقها رغدا من کل مکان فکفرت بانعم الله فاذاقها الله لباس الجوع والخوف بما کانو یصنعون۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال اوس قریہ سے دی ہے جو نہایت امن وسکون میں تھا ہر جگہ سے نہایت اطمینان وصبر کے ساتھ ماکولات اسے پہنچا کرتی تھیں اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی پس اللہ تعالیٰ نے اوس قریہ کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا اونھیں کے اعمال اسکے ذمہ دار تھے۔

تم لوگ بھی اس قریہ کے باشندوں کی طرح ہو۔ بہتر ہے کہ تم اپنی حالت درست کرلو اور راہ راست پر آجاؤ ورنہ یاد رکھو کہ تمھیں ایسی ذلت کا مزا چکھاؤنگا کہ تم یاد آجاؤ گے اور تمھیں خشک خاردار درخت ببول کی طرح قطع کرونگا پھر تم مطیع ومنقاد ہو جاؤ گے۔ میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یا تم میرے ہاتوں انصاف قبول کرو فتنہ وفساد اور جھوٹی افواہوں سے باز آؤ ورنہ معمولی قطع وبرید کیا شئے ہے میں تلوار سے تمھاری ایسی قطع وبرید کروں گا کہ تمھاری عورتیں بیوہ اور تمھارے بچے یتیم ہو جائینگے اور جبتک کہ تم ان غیر آئینی باتوں کو ترک نہ کرو گے اور ان باتوں سے باز نہ رہو گے میں ہوں اور یہ جماعتیں ہیں تم میں سے کوئی شخص سوار نہیں ہو سکتا مگر تنہا یاد رکھو کہ اگر باغیوں کو اون کی بغاوت اور سرکشی راست آگئی اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے تو نہ خراج وصول ہوگا۔ نہ دشمنوں سے کوئی لڑنے والا ہوگا۔ اور نہ سرحد کی حفاظت ہو سکیگی۔ اگر یہ لوگ زبردستی جہاد

میں شریک نہ ہوں گے تو خوشی سے تو کبھی بھی نہ ہوں گے۔ مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ تم لوگوں نے مہلب کو چھوڑ دیا اور عدول حکمی کر کے اپنے شہر واپس آ گئے ہو اور میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج سے تین دن کے بعد جس شخص کو میں یہاں دیکھوں گا اوسکی گردن مار دونگا۔

اسکے بعد حجاج نے تمام سربرآوردہ لوگوں کو بلایا اور اونھیں حکم دیا کہ تمام لوگوں کو مہلب کے پاس پہنچا دو۔ اور مجھے تحریری ثبوت اس بات کا دو کہ یہ لوگ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے۔ اس مدت کے ختم ہونے تک پُل کے دروازے شب و روز کھلے رہیں۔

تیسرے دن حجاج نے بازار میں تکبیر کی آواز سنی گھر سے نکلکر منبر پر متمکن ہوا اور کہنے لگا اے باشندگان عراق باغیو اور منافقو اور برے اخلاق والو میں نے تکبیر کی ایک آواز سنی ہے مگر یہ وہ تکبیر نہیں جس سے اللہ کے راستہ میں ترغیب و تحریص دلائی جاتی ہو بلکہ اس کا مقصد لوگونکو خوف زدہ کرنا ہے۔ اور میں نے خوب جان لیا ہے کہ یہ ایک غبار ہے جسکے پردہ میں سخت و تیز آندھی آنے والی ہے۔ اے بے وقوف لونڈی کے جنو اور بندگان سرکشی و نافرمانی اور رائے بیوہ اور لاوارث عورتوں کے بیٹو کیا تم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو اپنی کمزوری و ضعف کے باوجود خاموشی اور اطمینان سے بیٹھے اور اپنے خون کو مفت نہ بہانے دے اور پھونک پھونک کر قدم دھرے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب میں تمھیں ایسی سخت سزا دونگا جو اگلوں کے لئے عذاب اور آیندہ نسلوں کے لئے عبرت ثابت ہو گی۔

اس تقریر کے بعد عمیر بن ضابئ التمیمی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ خدا امیر کے کاموں کی ہمیشہ اصلاح کرتا رہے میں بھی اوس مہم میں شریک تھا اور اوس سے متعلق ہوں۔ مگر میں بیمار اور ضعیف سن رسیدہ شخص ہوں یہ میرا لڑکا بالکل نوجوان ہے یہ میرے بدلے حاضر ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ عمیر نے اپنا نام بتایا حجاج نے پھر پوچھا کہ کیا تم نے میری کل کی تقریر سنی ہے۔ عمیر نے کہا ہاں حجاج نے کہا کہ کیا تم ہی وہ شخص نہیں ہو

جس نے امیرالمومنین حضرت عثمان رضؓ سے جنگ کی تھی۔ عمیر نے اس کا بھی اقرار کیا حجاج نے پھر پوچھا کہ کس بنا پر تم نے ایسا کیا۔ عمیر نے کہا کہ اگرچہ میرا باپ ایک بہت بوڑھا شخص تھا مگر حضرت عثمان رضؓ نے اوسے جیل خانہ میں ڈال دیا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ کیا تم نے ہی یہ شعر کہا ہے۔

همت ولم افعل وکدت ولیتنی　　ترکت علی عثمان تبکی حلائله

ترجمہ۔ میں نے قصد کیا مگر اوسے عملی جامہ نہیں پہنایا۔ میں اس فعل کو کرنے ہی والا تھا۔ اور کاش کہ میں عثمان رضؓ کو ایسی حالت میں چھوڑتا کہ اون پر اون کی بیویاں نوحہ کر رہی ہوتیں۔

میں تو تمہارے قتل کر دینے میں دونوں شہروں بصرہ اور کوفہ کی بھلائی خیال کرتا ہوں۔

اسکے بعد حجاج نے اپنے پہرہ دار کو عمیر کی گردن مار دینے کا حکم دیا اور ایک شخص نے اوٹھکر اس حکم کی تعمیل میں اوسے قتل کر ڈالا۔ حجاج نے اوسکے تمام مال و دولت پر قبضہ کر لیا۔

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ عنبسہ بن سعید نے حجاج سے پوچھا کہ آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔ حجاج نے کہا نہیں۔ عنبسہ نے کہا کہ یہ بھی حضرت عثمان رضؓ کے قاتلوں میں سے ہے۔ اس پر حجاج نے اوس سے مخاطب ہو کر کہا اے دشمن خدا تو نے امیرالمومنین کے پاس اپنی طرف سے کیوں نہ کسی اور شخص کو بھیجا اوسوقت بھی اپنے معاوضہ میں کسی اور کو بھیجد یا ہوتا۔

اور پھر اوس کے قتل کر ڈالنے کا حکم دیا۔ اور بعد میں یہ اعلان کرا دیا کہ عمیر نے باوجود ہمارا حکم سن لینے کے اوس کی تعمیل نہیں کی اور تین دن کے بعد حاضر ہوا اس لئے ہم نے اوسے قتل کر ڈالا۔ اور اس لئے تمام لوگوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ جو لوگ مہلب کی فوج میں تھے اون میں سے اگر کوئی شخص آج رات یہاں بسر کریگا وہ اپنی جان کو معرض خطر میں سمجھے۔

اس اعلان کے سنتے ہی تمام لوگ پل پر جمع ہو گئے تمام سربرآوردہ لوگ مہلب کے پاس پہنچے جو اسوقت رام ہرمز میں مقیم تھے اور وہاں جاکر اون سے اپنے پہنچنے کی باقاعدہ رسیدیں حاصل کیں۔ اس پر مہلب نے کہا کہ آج عراق میں وہ شخص

آیا ہے جو اپنے زمانہ کا جوانمرد ہے اب دشمن قتل ہو جائینگے۔

ابو عبیدہ نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ اس شب میں صرف بنی مذحج کے چار ہزار آدمیوں نے پل کو عبور کیا مہلب نے اس پر کہا اب عراق میں ایک جوانمرد آیا ہے

جب عبد الملک کا خط لوگوں کے سامنے پڑھا جانے لگا تو پڑھنے والے نے پڑھا۔

اما بعد سلام علیکم میں تمہارے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ اس پر حجاج نے کہا چپ رہ اے نافرمان غلام بھلا امیر المومنین تو تم پر سلامتی بھیجیں اور تم میں سے کسی شخص کو یہ توفیق نہو کہ اوسکا جواب دے۔ یہ اخلاق موئی عورت کے لونڈونکا ہے۔ ٹھہرو بخدا اب میں تمہیں کچھ اور اخلاق سکھاؤنگا۔ اور جو شخص اوس خط کو پڑھ رہا تھا اوسے حکم دیا کہ پھر ابتدا سے پڑھے۔ چنانچہ جب پڑھنے والا اما بعد سلام علیکم پر پہنچا تو سب نے بلا استثنا کہا وعلی امیر المومنین السلام و رحمۃ اللہ

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ جب حجاج کوفہ آیا تو اوس نے لوگوں سے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ تم لوگ مہلب کی فوج میں سے چھوڑ کر بھاگ آئے ہو اس لئے میں حکم دیتا ہوں کہ آج سے تیسرے دن کی صبح کو اون کی فوج کا کوئی شخص یہاں نہ رہے۔

تیسرے دن کے بعد ایک شخص لہولہان حجاج کے پاس آیا۔ دریافت کرنے پر اوس نے بتایا کہ میں نے عمیر بن ضابی البرجمی کو حکم دیا تھا کہ تم اپنی فوج میں چلے جاؤ مگر اوس کے جواب میں اوس نے مجھے مارا اور اس حکم کی تکذیب کی حجاج نے عمیر کو بلایا ایک پیر فرتوت سامنے لایا گیا۔ حجاج نے دریافت کیا کہ تم کیوں اپنے فوجی مرکز سے بھاگ کر چلے آئے۔ عمیر نے کہا میں ایک بڈھا ضعیف ہوں حرکت تک نہیں کرسکتا اس لئے میں نے اپنے عوض اپنے بیٹے کو جو مجھ سے زیادہ شجاع اور عمر میں میرے مقابلہ میں بالکل جوان ہے بھیجدیا ہے۔ آپ میرے بیان کی تصدیق فرما لیجیے اگر میں سچا ہوں تو خیر ورنہ مجھے ضرور سزا دیجیگا۔ اس پر عنبسہ بن سعید نے کہا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جب حضرت عثمان رض مقتول پڑے تھے یہ اون کے لاشہ کے پاس آیا اون کے طمانچے مارے اون پر کود پڑا جس سے آپ کی دو پسلیاں چور ہو گئیں حجاج نے اوس کے قتل کا حکم دیا اور اوس کی

گردن ماردی گئی۔
عمرو بن سعید کہتے ہیں کہ میں کوفے سے حیرہ جارہا تھا کہ اثناء راہ میں میں نے چند لوگوں کو رجز پڑھتے سنا۔ میں اس طرف چلا۔ اور اون لوگوں سے پوچھا کہ کیا خبر ہے انھوں نے کہا کہ ہم پر قبایل عرب کے بدترین قبیلۂ ثمود کا ایک شخص حاکم ہو کر آیا ہے۔ جسکی پنڈلیاں ٹیڑھی۔ جسکے چوتڑ خشک سوکھے ہوے اور دن کا اندھا شپرہ چشم ہے ہمارے قبیلے کا عمیر بن ضابی اسکے پاس گیا تو اوس نے اوسے قتل ہی کرا ڈالا۔
حجاج اسی سنہ کے ماہ رمضان المبارک میں کوفے آیا۔
حکم بن ایوب الثقفی کو بصرے کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ پر تشدد کرنا۔ جب خالد کو اوسکا علم ہوا وہ حکم کے بصرے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور مقام جلحا میں قیام پذیر ہوا اہل بصرہ اوسکے ساتھ ہو لئے اور تا وقتیکہ اوس نے ہر شخص کو ہزار ہزار درہم نہ دیدیئے وہ اوس کے گھر سے نہ گئے۔
اس سال عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور اسی سال یحیٰ بن حکم عبدالملک کے پاس آیا اور مدینے پر ابان بن عثمان کو اپنا قائمقام مقرر کرایا۔ عبدالملک نے یحییٰ بن حکم کو حکم دیا کہ تم بدستور سابق مدینے کے حاکم رہو گے بصرے اور کوفے پر حجاج بن یوسف اور خراسان پر امیہ بن عبداللہ گورنر تھے تیج کوفے کے زرارۃ بن اوفی بصرے کے قاضی تھے۔
اسی سنہ میں حجاج کوفے سے بصرے گیا اور کوفے پر ابو یعفور عروۃ بن المغیرہ بن شعبہ کو اپنا قائم مقام کر دیا اور جب تک کہ حجاج جنگ رستقباذ کے بعد کوفے واپس نہ آگیا ابو یعفور برابر کوفے پر قائم مقام کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔
اور اسی سال میں بصرے میں لوگوں نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

عمیر کے قتل کرنے کے بعد حجاج کوفے سے بصرے آیا اور جس قسم کی تہدید آمیز تقریر اوس نے اہل کوفہ کے سامنے کی تھی اُسی قسم کی یہاں بھی کی۔
بنی یشکر کا ایک شخص اوس کے سامنے پیش کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ یہ شخص فوج سے بھاگ آیا ہے اوس شخص نے کہا کہ مجھے فتق کا عارضہ ہے بشر نے خود دیکھا تھا

اور میرے اس عذر کو قبول بھی کر لیا تھا جو کچھ مجھے بیت المال سے تنخواہ ملتی ہے۔ وہ یہ موجود ہے واپس کر لیجائے۔ حجاج نے اوس کی ایک نہ سنی اور قتل کروا ڈالا۔ اب اہل بصرہ اس واقعہ سے بہت ہی پریشان ہوئے۔ اور بصرے سے روانہ ہو کر رام ہرمز کے پل پر فوجی معائینے کے لئے باقاعدہ طور پر آگے پیچھے کھڑے ہو گئے اس پر مہلب نے کہا کہ اب لوگوں پر ایک جوانمرد شخص سردار مقرر ہو کر آیا ہے۔

ماہ شعبان ۷۵ھ ہجری کی ابتدائی تاریخوں میں حجاج بصرے سے روانہ ہو کر رستقباذ میں مقیم ہوا اور یہاں لوگوں نے اوس کے خلاف عبداللہ بن جارود کی زیر سیادت علم بغاوت بلند کیا حجاج نے عبداللہ بن جارود کو قتل کر ڈالا اور اوس نے اٹھارہ سر رام ہرمز میں نصب کرنے کے لئے روانہ کئے۔ اس ترکیب سے مسلمانوں کی حالت مضبوط ہو گئی۔ مگر دوسری طرف خارجیوں کو یہ بات بہت ناگوار گذری کیونکہ اونھیں توقع تھی کہ ہمارے دشمنوں میں پھوٹ اور نفاق پڑ جائیگا۔ اس کے بعد حجاج بصرے واپس آگیا۔

عبداللہ ابن الجارود کے قتل کا واقعہ

بصرے آکر جب حجاج نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم مہلب سے جا کر ملجاؤ تو تمام لوگ روانہ ہو گئے اب خود حجاج بھی بصرے سے چلا آخر شعبان میں رستقباذ میں مقام دستوی کے قریب فروکش ہوا۔ اوسکے ساتھ بصرے کے اکابر اور عمائدین بھی تھے۔ مہلب اور اوسکے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ تھا اس مقام پر حجاج لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ تمہاری تنخواہوں میں ابن زبیر نے جو اضافہ کیا تھا وہ ایک فاسق و منافق کا اضافہ ہے جسے میں کبھی جائز نہیں رکھ سکتا۔ یہ سنکر عبداللہ بن الجارود العبدی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یہ اضافہ کسی فاسق و منافق نے نہیں کیا ہے بلکہ امیرالمومنین عبدالملک نے اسکی توثیق کی ہے اور اوس اضافے کو ہمارے لئے بحال رکھا ہے۔ مگر حجاج نے اوسے جھٹلایا اور دھمکایا۔ اسپر عبداللہ بن الجارود حجاج پر جھپٹ پڑا جتنے عمائدین و اکابر تھے وہ بھی عبداللہ کے ساتھ ہو گئے۔ دونوں جماعتوں میں شدید معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ حجاج نے عبداللہ اور اوس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اوس کا اور اوسکے دس ساتھیوں کا

سر کاٹ کر مہلب کے پاس بھیجدیا اور خود بصرے واپس آگیا۔ مہلب اور عبدالرحمن بن مخنف کو خط لکھا کہ جس وقت میرا یہ خط تمھیں ملے تم فوراً خارجیوں پر حملہ کر دینا۔
اسی سنہ میں مہلب اور ابن مخنف نے خارجیوں کو رام ہرمز سے نکالا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

۲۰۔ شعبان یوم دوشنبہ ۷۵ھ میں حجاج کے تحریری حکم کی تعمیل میں مہلب اور ابن مخنف نے بمقام رام ہرمز خارجیوں پر حملہ کیا اور بغیر کسی شدید مقابلے کے اونھیں وہاں سے نکال دیا۔ اگرچہ کوئی خونریز معرکہ کارزار گرم نہیں ہوا تاہم ان دونوں سرداروں نے خارجیوں پر حملہ کیا اور خارجی باقاعدگی سے پسپا ہو گئے۔ اور مقام کازرون واقع علاقہ سابور میں جاکر مورچے لگائے۔
مہلب اور ابن مخنف بھی اونکے تعاقب میں چلے اور یکم رمضان کو اونھیں جالیا۔ مہلب نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی اب اہل بصرہ کا یہ بیان ہے کہ مہلب نے عبدالرحمن بن مخنف سے بھی کہا تھا کہ میری یہ رائے ہے کہ تم بھی ضرور اپنے گرد خندق کھود لو مگر اون کے ساتھی فوج والوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہماری تلوائیں ہی ہماری خندق ہیں۔
خارجیوں نے مہلب پر شب خون مارا اونکا مقصد یہ تھا کہ ظلمت شب میں انکا قلع قمع کر دیں مگر مہلب اس قسم کے اچانک حملے کے لئے بالکل تیار تھے چنانچہ جب خارجیوں کو معلوم ہو گیا کہ مہلب نے مدافعت کا پورا سامان پیشتر سے کر رکھا ہے وہ اس طرف سے ہٹکر عبدالرحمن پر حملہ آور ہوئے۔
یہاں کوئی خندق نہ تھی کہ اون کے حملے کو روکتی۔ خارجیوں نے اون سے جنگ شروع کی۔ اون کے ساتھی اونھیں چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ عبدالرحمن گھوڑے سے اوتر پڑے اور اپنی فوج کی ایک جماعت کے ساتھ لڑتے لڑتے مارے گئے اسی طرح جتنے لوگ اس وقت اون کے ساتھ تھے وہ سب بھی میدان جنگ میں اون کے گرد کام آئے۔
مگر کوفے والوں کا بیان یہ ہے کہ جب حجاج کا خط مہلب اور عبدالرحمن بن مخنف کو ملا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ اس حکم کے دیکھتے ہی تم دونوں خارجیوں پر حملہ کر دینا یہ دونوں

سردار بروز چہار شنبہ ۲۰۔ رمضان ۸۵ھ ہجری میں خارجیوں پر حملہ آور ہوئے اور اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اس سے پہلے خارجیوں سے جس قدر لڑائیاں لڑی گئی تھیں اون سب سے زیادہ یہ خونریز اور خوفناک تھی۔ یہ واقعہ ظہر کے بعد کا ہے۔ اب خارجی اپنی پوری قوت کے ساتھ صرف مہلب پر ٹوٹ پڑے اور مہلب کو مجبور کردیا کہ وہ اپنے فوجی قیام گاہ کی طرف واپس چلے آئیں۔ جنگ کی اس حالت کو دیکھکر مہلب نے چند نیک و متقی لوگوں کو جو فوج میں تھے عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ عبدالرحمٰن کے پاس آئے اور کہا کہ مہلب نے آپ سے کہا ہے کہ ہمارا اور آپ کا دشمن ایک ہی ہے۔ مسلمانوں پر اس وقت جو وقت ہے اوسے آپ دیکھ رہے ہیں اس لئے آپ اپنے برادران اسلام کی امداد فرمائیں خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے اب عبدالرحمٰن نے رسالے سے اور پیدل سپاہ سے جو یکے بعد دیگرے بھیجی جاتی تھی مہلب کو مدد دینا شروع کی۔ عرصے کے بعد جب خوارج نے یہ رنگ دیکھا کہ اس طرح عبدالرحمٰن کی فوج میں سے پیدل اور رسالہ برابر مہلب کی مدد کو آرہا ہے۔ اُنھوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب عبدالرحمٰن کی جمعیت کم ہوگئی ہوگی اس لئے انھوں نے اپنی فوج کے پانچ دستوں کو تو مہلب کے مقابلے پر چھوڑا اور باقی اپنی تمام طاقت کے ساتھ عبدالرحمٰن کا رخ کیا عبدالرحمٰن نے جب دیکھا کہ یہ میری طرف بڑھے چلے آرہے ہیں وہ اور اون کے ساتھ قرّا لوگ جنکے سردار ابوالاحوص حضرت عبداللہ بن مسعود کے قلبی دوست اور خزیمہ ابن نصر بن خزیمۃ العبسی جو زید بن علی کے ساتھ قتل اور کوفے میں دار پر کھینچے گئے تھے میدان جنگ میں گھوڑوں سے اوتر پڑے۔

اس طرح عبدالرحمٰن کے ساتھ خاص اون کے خاندان اور قبیلے کے اکثر شہسوار بھی اتر پڑے خارجیوں نے اون پر حملہ کیا اور سخت ترین جنگ ہوئی۔ اکثر لوگ عبدالرحمٰن سے علٰحدہ ہوگئے اور اب اہل بصرہ کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ جو برابر اپنی جگہ ڈٹی رہی عبدالرحمٰن رہ گئے۔

ان کا بیٹا جعفر اون لوگوں میں تھا جنھیں عبدالرحمٰن نے مہلب کی امداد کے لئے بھیجدیا تھا۔ اپنے باپ کو اس خطرے میں دیکھکر اوس نے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ چلو مگر صرف چند لوگ اوس کے ساتھ آئے۔ جب یہ اپنے باپ سے قریب

بچیا خارجی بیچ میں سد راہ ہوے۔ یہ لڑا اور زخمی ہوا خارجیوں نے اسے میدان جنگ سے اوٹھا لیا۔

عبد الرحمن بن مخنف اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر نصف سے زیادہ رات گئے تک لڑتے رہے اور پھر اسی جماعت میں مارے گئے۔

صبح کے وقت مہلب آئے۔ اونھیں دفن کیا اون کے لئے دُعا کی اور اون کی موت کی خبر حجاج کو لکھی۔ حجاج نے اُسکی اطلاع عبد الملک کو دی عبد الملک نے مقام منٰی میں عبد الرحمن کی خبر مرگ کا اعلان کیا اور اہل کوفہ کی مذمت کی۔

حجاج نے عبد الرحمن بن مخنف کی فوج کا عتاب بن ورقا کو سردار مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تم دونوں مہلب اور عتاب کسی جنگ میں شریک ہو تو مہلب کے مشورے پر عمل کرنا اور اون کی اطاعت کرنا۔ عتاب کو یہ بات ناگوار ہوئی۔ مگر کیا کرتا حجاج کے حکم کی تعمیل کے سوا چارہ نہ تھا۔ واپس جانے کی بہی کوشش کی مگر کامیاب نہوا ناچار آکر اپنی فوج میں فروکش ہوا اور خارجیوں سے جنگ میں مصروف ہوا۔ خارجیوں کے مقابلے میں جنگ کرنیکی تمام ذمہ داری مہلب پر تھی۔ مگر عتاب برابر اپنی صوابدید پر کام کرتا رہا اور کسی معاملے میں اُوس نے مہلب سے مشورہ نہیں لیا۔

جب مہلب نے اُوس کا یہ طرز عمل دیکھا تو اہل کوفہ میں بعض لوگوں کو جس میں بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ بھی تھے انتخاب کر کے اُونھیں عتاب کے خلاف برانگیختہ کیا۔

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ عتاب مہلب کے پاس آیا اور کہا کہ میری فوج والوں کی تنخواہ ادا کرو۔ مہلب نے اوسے اپنے پاس بٹھایا۔ مگر عتاب نے اپنی فوج کی تنخواہ کی ادائی کا مطالبہ درشت اور تحکمانہ لہجے میں کیا اس پر مہلب نے کہا کہ تو یہاں ہے اے ابن اللخناء۔ (لخناء وہ عورت جسکے بدن سے بدبو آتی ہو) اسکے متعلق بنی تمیم یہ کہتے ہیں کہ عتاب نے بھی اس لفظ کو مہلب کے لئے استعمال کیا مگر دوسرے لوگوں کا یہ بیان ہے کہ عتاب نے کہا کہ میری ماں تو بہت سے سنجی اور شجاع ماموں اور چچاؤں والی ہے کاش کہ خدا میرے اور تیرے درمیان تفریق کردے اور میں تیری صورت نہ دیکھوں۔

غرض کہ اس قسم کی سخت گفتگو دونوں میں ہوتی رہی کہ مہلب اُوٹھکر گئے اور

چاہتے ہی تھے کہ ڈنڈا اوٹھا کر عتاب کے رسید کریں کہ اون کے لڑکے مغیرہ نے ڈنڈا پکڑ لیا اور کہا کہ خدا امیر کو نیک صلاح دے عتاب عرب کے سر برآوردہ اور شریف لوگوں میں سے ہیں۔ اگر آپ نے کوئی بات خلاف طبیعت بھی اون سے سنی ہے تو آپ اوسے برداشت کریں اور معاف کردیں کیونکہ آپ ہی سے اس قسم کے تحمل کی توقع ہے۔ مہلب خاموش ہوگیا اور عتاب کو کچھ نہیں کہا۔ عتاب اوٹھکر چلا آیا۔ مگر بسطام بن مصقلہ نے سامنے آکر اوسے گالیاں دینا شروع کیں اور سخت برا بھلا کہا۔

عتاب نے حجاج کو مہلب کی شکایت لکھی اور لکھا کہ مہلب نے کوفے کے چند جاہل بے وقوفوں کو میرے خلاف برانگیختہ کیا اور ان سے میری توہین کرائی آپ مجھے اپنے پاس بلالیں۔

چونکہ شبیب کے ہاتھوں کوفے کے شرفا کو مصیبت اوٹھانی پڑی تھی اس لئے اوس کے تدارک کے لئے خود حجاج کو عتاب کی ضرورت پیش آگئی اس لئے حجاج نے عتاب کو لکھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ اور فوج کا انتظام و انصرام مہلب کے سپرد کردو۔ مہلب نے اس پر حبیب بن مہلب کو سردار مقرر کردیا۔

مہلب سابور میں ایک سال تک خارجیوں کے مقابلے میں مصروف رہے۔

اسی سنہ میں صالح بن مسرح (متعلقہ بنی امرئ القیس) نے شورش کے لئے سر اوٹھایا یہ شخص صفریہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ ہی پہلا شخص ہے کہ جس نے اس فرقے والوں میں سے سر اوٹھایا۔

اس شخص کی شورش کے اسباب اور وہ واقعات جو اس سنہ میں پیش آئے حسب ذیل ہیں۔

صالح بن مسرح ۷۵ھ ہجری میں حج کرنے گیا۔ اسکے ہمراہ شبیب بن یزید۔ سوید۔ بطین اور ایسے ہی اور لوگ بھی تھے اسی سنہ میں عبدالملک بن مروان بھی حج کرنے گیا تھا۔ شبیب نے دھوکے سے عبدالملک کو قتل کرنا چاہا۔ عبدالملک کو بھی اون کی خبر پہنچ گئی جب حج کرکے واپس گیا تو حجاج کو لکھا کہ ان لوگوں کو تلاش کرکے گرفتار کرلو۔

صالح کوفے میں آیا کرتا تھا اور ایک ایک ماہ تک قیام کرتا تھا۔ اپنے ہمرانہ

دوستوں سے ملتا جلتا اور وعدے وعید کرتا تھا۔ مگر کوفے میں صالح کی سازش بارآور نہ ہوسکی اور جب حجاج نے اوسے پکڑنا چاہا تو کوفے والوں نے اوسکی مطلق مخالفت نہیں کی۔

۷۶ سنہ ہجری کے واقعات

اسی سنہ میں صالح بن مسرح نے علم بغاوت بلند کیا اسکے اسباب و واقعات یہ ہیں صالح ابن مسرح التیمی ایک نہایت عابد و زاہد شخص تھا۔ اپنے معبود کے سامنے ہمیشہ گڑگڑاتا تھا۔ اوس کا چہرہ زرد تھا۔ مقام دارا اور علاقہ موصل اور جزیرے میں بہت سے لوگ اوس کے جاننے والے تھے جنھیں وہ قرآن پڑھاتا اور سمجھاتا اور خطبے دیا کرتا تھا۔

قبیضہ بن عبد الرحمن نے اپنے دوستوں سے بیان کیا کہ صالح میرے پاس خطبہ دیا کرتا تھا (خود یہ شخص اونھیں کے خیالات و عقاید کا ماننے والا تھا۔)

صالح سے اوس کے متبعین نے درخواست کی کہ آپ ہمارے پاس کوئی خط بھیجیں چنانچہ اوس نے ایسا کیا یہ اوس کا خطبہ تھا جو دیا کرتا تھا۔

الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور۔ ثم الذین کفروا بربھم یعدلون۔

(ترجمہ) تمام تعریفیں اوسی ذات کے لئے ثابت ہیں جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیاں اور روشنی بنائی۔ اسپر بھی کافر اپنے پروردگار کے ساتھ دوسرونکو شریک بناتے ہیں۔

اے خداوندا۔ ہم تیرے ساتھ کسی کو عدیل و شریک نہیں بناتے۔ اور نہ سوائے تیرے اور کسی کی طرف نہیں دوڑتے صرف تیری ہی عبادت و پرستش کرتے ہیں تو ہی نے پیدا کیا ہے تیری ہی حکومت ہے۔ تو ہی نفع و نقصان دینے والا ہے۔ اور تو ہی ہماری جائے بازگشت ہے۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمدؐ تیرے وہ بندے ہیں جنھیں تو نے برگزیدہ کیا۔ تیرے رسول ہیں جنھیں تو نے پسند فرمایا۔ تاکہ وہ تیرے احکام دنیا کو پہنچادیں۔ اور تیرے بندوں کے ساتھ خیر خواہی کریں۔ اور ہم اس بات پر بھی شاہد ہیں کہ اونھوں نے پیغام خداوندی کو

پہنچا دیا۔ قوم کی فلاح و بہبود میں پوری کوشش کی۔ حق کی دعوت دی۔ انصاف کیا۔ دین کی امداد کی۔ مشرکین سے جہاد کیا آخر کار خدا نے اونھیں اس دنیا سے اوٹھالیا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

اے لوگو میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ دنیا سے علیحدہ رہو آخرت کی خواہش کرو۔ موت کو اکثر یاد کرتے رہو۔ فاسق لوگوں سے علیحدہ رہو۔ مومنین سے دوستی پیدا کرو۔ کیونکہ دنیا کی خواہشیں کم کرنے سے اللہ تعالیٰ کے پاس جو جو نعمتیں ہیں اون کے حاصل کرنے کی آرزو پیدا ہوتی ہے۔ اور مادی جسم کو عبادت خداوندی میں مشغول ہونے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ موت کو اکثر یاد کرنے سے بندہ اپنے رب سے ڈرنے لگتا ہے اوس کے سامنے خضوع وخشوع کرتا ہے اور اوس کی طرف رجوع کرتا ہے فساق سے علیحدہ رہنا مسلمانوں پر فرض ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ۔

ترجمہ (جو شخص اون میں سے مرجائے اوس کے لئے تم اے محمدؐ کبھی دعا نہ کرنا اور نہ اوس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ اونھوں نے اللہ اور اوس کے رسول کی نافرمانی کی اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ گناہ گار تھے)۔

مومنین سے دوستی اس لئے کرنا ضروری ہے کہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اوسکی رحمت اور اوسکا کرم ہمیں حاصل ہوگا اور جنت ملیگی۔ خدا مجھے اور تمھیں سچے اور صابر لوگوں میں کردے۔

ایمان والوں پر اللہ کی بڑی نعمت تھی کہ اوس نے اونھیں میں سے ایک رسول بھیجا جس نے اونھیں کتاب اللہ بتائی۔ عقل و حکمت سکھائی۔ اون کے قلوب میں نور ایمان کے لئے صفائی پیدا کی۔ گناہوں سے اونھیں پاک کیا اور اونکے مذہب میں اون کی امداد کی۔ اور وہ مسلمانوں پر بے انتہا مہربان اور شفیق رہے۔ پھر اللہ نے اونھیں اس جہان فانی سے اوٹھالیا۔ (صلوات اللہ علیہ) آپ کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ جیسے متقی شخص تمام مسلمانوں کی خوشی سے سربراہ کار امور خلافت ہوئے۔ جو بالکل آنحضرت کے نقش قدم پر چلے اور اونھیں کے طریق عمل پر آپ نے

بھی کام کیا آخر کار رواصل بحق ہوئے (اللہ آپ پر اپنا رحم کرے)
اپنا جانشین حضرت عمر کو کیا جنکے ہاتھ میں اللہ نے اس قوم کی باگ دی۔ آپ نے کلام خداوندی کے مطابق کام کیا اور اوس کے رسول کی سنت کو زندہ کیا حق وصداقت کی راہ میں کبھی وہ ذاتی بغض وعداوت کو کام میں نہیں لائے اور نہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کو ملامت پر کبھی کان دہرا۔ آخر کار یہ بھی واصل بحق ہوگئے (اللہ اون پر اپنی رحمت نازل فرمائے)۔
اون کے بعد مسلمانوں کی زمام قیادت حضرت عثمان کے ہاتھ میں آئی۔ اونھوں نے مال غنیمت میں تصرف کیا حدود شرعی موقوف کردئے۔ انتظام وسیاست ملک میں حد سے تجاوز کر گئے۔ مسلم کی تذلیل اور مجرم کی عزت افزائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اون کے خلاف اوٹھ کھڑے ہوئے اور اونھیں قتل کر ڈالا۔ پس اللہ اور اوس کا رسولؐ اور تمام نیک مومنین کو اون سے کوئی تعلق نہیں بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب اون کے جانشین ہوئے گر تھوڑے ہی زمانے بعد اونھوں نے بہاں حکم خداوندی جاری کرنا چاہیئے تھا وہاں انسانوں کو حکم بنا دیا۔ گمراہ لوگوں کے متعلق بھی شک کیا۔ جادۂ مستقیم سے جھک گئے اور تملق وچاپلوسی سے کام لیا اور اس لئے ہم علی اور شیعان علی سے بالکل علیحدہ ہیں۔
پس اے لوگو اللہ تم پر اپنا رحم نازل فرمائے ان حق سے برگشتہ فرقوں اور گمراہی وتاریکی کے گروہوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے چلو۔ تاکہ ہم اس فانی دنیا سے عالم جاودانی میں چلے جائیں اور اپنے اون ایمان ویقین رکھنے والے برادران ملت سے جا ملیں جنھوں نے آخرت کے عوض دنیا کو بیچ ڈالا اور عاقبت میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال صرف کر ڈالا۔ قتل سے گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ میدان جنگ میں قتل ہونا موت سے زیادہ آسان ہے۔ اور موت تو ایک دن ضروری آنے والی ہے کہ تمھیں اوس کا سان گمان بھی نہ ہوگا کہ وہ کب آئیگی اور پھر وہ تم میں اور تمھارے باپوں۔ بیٹوں۔ بیویوں اور املاک وجائداد کے درمیان جدائی کردے گی۔ اور بجائے اس کے کہ تم موت سے اس قدر ڈرو اور گھبراؤ تمھیں نہایت خوشی سے اپنے جان ومال کو اللہ کے سپرد

کردینا چاہیئے۔ تمھیں اسکے معاوضے میں جنت الفردوس ملیگی خوبصورت حوروں سے تم بغلگیر ہوگے۔ خدا مجھے اور تمھیں اُن نیک اُسس کے شکر کرنے والے لوگوں میں بنادے جو ہمیشہ صداقت کی ہدایت کرتے ہیں اور اوسی پر انصاف کرتے ہیں"

صالح کے پیرو ہمیشہ اوس کے پاس آتے جاتے رہتے تھے کہ ایک دن اوس نے اون سے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تم کس بات کے منتظر ہو اور کب تک منتظر رہو گے۔ ظلم تو اب بالکل کھلم کھلا ہو رہا ہے اور عدل وانصاف کے حلق پر چھری پھیر دی گئی ہے ان عمال و حاکموں کا ظلم و تکبر روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ یہ لوگ جادۂ حق سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اپنے رب کے خلاف منشا افعال کرنے میں شیر ہو رہے ہیں اس لئے تم جنگ کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ اور اپنے اون برادران ملت کے پاس قاصد بھیجو جو باطل کے منکر اور حق کے داعی اور تمھارے اغراض و مقاصد سے ہمدردی رکھتے ہوں تاکہ ہم ایک جا جمع ہوں۔ اپنی حالت کا اندازہ کریں کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کس وقت ہمیں حق و انصاف کے لئے میدان جنگ میں نکل آنا چاہیئے۔

چنانچہ اوس کے متبعین نے اوس مقصد کے لئے آپس میں خط و کتابت کی اور پیامبر بھیجے اور آپس میں ملاقاتیں کیں۔ ابھی یہ ہی اُدھیڑ بُن ہو رہی تھی کہ محلل بن وائل الیشکری شبیب کا خط لیکر صالح کے پاس آیا اوس خط میں تحریر تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ جہاد کرنے کا ہے اوس غرض کے لئے آپ نے مجھے بھی دعوت دی ہے۔ میں اس دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور اگر آپ آج کے دن کو مناسب سمجھتے ہیں تو آپ شیخ المسلمین ہیں۔ ہم میں سے کوئی شخص بھی کبھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا اور اگر آپ ایک دن کی تاخیر کرنا چاہتے ہوں تو مجھے بتائیں زندگی کا اعتبار نہیں۔ صبح ہے تو شام کی امید نہیں اور شام ہے تو صبح کی خبر نہیں بہت ممکن ہے کہ موت آج ہی میری امیدوں کا خاتمہ کردے اور میں گمراہوں سے جہاد نہ کرسکوں۔ یہ کتنا عظیم الشان نقصان ہوگا اور یہ کیسی فضیلت ہوگی جو مجھے ترک کرنی پڑیگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اون جیسا کردے جو اپنے اعمال سے خدا اور اوسکی خوشنودی چاہتے ہیں اور اس بات کے متمنی ہیں کہ جنت میں خدا کا جلوہ دیکھینگے

اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہینگے وسلام علیک۔

جب صالح کے پاس محلل شبیب کا یہ خط لیکر آیا اوس نے اس کا یہ جواب دیا حمد وثنا کے بعد عرصے سے نہ تمھاری حالت معلوم ہوئی تھی اور نہ تمھارا کوئی خط آیا تھا جس نے مجھے غمگین کردیا تھا ایک مسلمان نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم جنگ کے لئے آمادہ ہو اور راہے ہو۔ میں اپنے مالک کے اس فیصلے پر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

قاصد خط لیکر آیا۔ جو کچھ اوس میں مذکور تھا میں نے بخوبی اوسے سمجھ لیا۔ ہم جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں صرف تمھاری وجہ سے میں اب تک رکا ہوا ہوں۔ تم یہاں آؤ تاکہ جب تمھاری رائے ہو ہم سب ساتھ جنگ کے لئے نکلیں۔ کیونکہ تمھاری رائے اور مشورے کے بغیر چارہ نہیں اور کوئی معاملہ بغیر تمھارے مشورے کے طے نہیں پاسکتا وسلام علیک۔

شبیب کے پاس جب یہ خط آیا اوس نے اپنے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں کو اپنے پاس بلا بھیجا اون میں اوس کا بھائی مصاد بن یزید بن نعیم۔ محلل بن وائل الیشکری صقر بن حاتم (قبیلہ بنی تیم شیبان سے)، ابراہیم بن حجر ابو الصعقیر (قبیلۂ بنی محلم سے اور فضل بن عامر (قبیلۂ بنی ذہل بن شیبان سے) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بہرحال شبیب روانہ ہوکر دارا میں صالح کے پاس آیا۔ جب صالح سے اوس کی ملاقات ہوئی تو اوس نے کہا اب جہاد کے لئے چلئے اللہ آپ پر اپنا رحم نازل فرمائے کیونکہ سنت نبوی روز بروز مٹ رہی ہے اور جبرین کی سرکشی و نافرمانی میں اضافہ ہو رہا ہے چنانچہ صالح نے اپنے پیرووں میں قاصد بھیجدیئے اور اون سے وعدہ کیا کہ ماہ صفر کے چاندرات بروز چہارشنبہ (۷۶ھ ہجری) کو جنگ کے لئے کوچ کرینگے اب لوگ جمع ہونے شروع ہوئے تاکہ شب میعاد کو میدان جنگ کا رخ کریں اور اون کی پوری جماعت اس رات میں اوس کے پاس اکٹھی ہوگئی۔

شبیب کا بیان ہے کہ جب ہم نے جنگ کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تو سب کے سب صالح کے پاس جس رات کو جنگ کے لئے چلے ہیں جمع ہوئے چونکہ اللہ کی زمین میں ہر طرف ظلم و عصیان کا دور دورہ تھا اس لئے میری رائے یہ تھی کہ جو لوگ ان زیادتیوں کے مرتکب ہوئے اون پر حملہ کردینا چاہیے۔

اس لیے میں نے صالح سے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ کی کیا رائے ہے آیا ہمیں اس پردہ ظلمت میں جنگ کے لیے روانہ ہوجانا چاہیئے اور قبل اس کے کہ ہم اونھیں حق کی دعوت دیں یا اونھیں قتل کرڈالیں یا اتمام حجت کے لئے پہلے انھیں دعوت دیں قبل اس کے کہ اس معاملے میں آپ کوئی رائے دیں میں اپنی رائے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ہمارے عقاید وخیالات کو نہ مانیں ہمیں اوسے قتل کرڈالنا چاہیئے چاہے وہ ہمارا قریبی رشتہ دار ہو یا غیر ہو۔ کیونکہ بلاشبہ ہم ایسے گمراہوں کے خلاف جنگ کے لئے نکلے ہیں۔ جنھوں نے احکام خداوندی کو پس پشت ڈالدیا ہے اور شیطان اون پر غالب ہے۔

اس پر صالح نے کہا نہیں پہلے ہم اونھیں دعوت دینگے۔ اس لئے کہ ہماری دعوت پر صرف وہ ہی لبیک کہیگا جسکے عقاید مثل ہمارے ہوں گے اور جو ہمارے مخالف عقاید کے ماننے والے ہیں وہ ضرور ہمارا مقابلہ کریں گے مگر اتمام حجت کے لئے دعوت لابدی ہے تاکہ بعد میں کوئی عذر شرعی باقی نہ رہے۔

شبیب نے پھر دریافت کیا کہ اچھا جن لوگوں سے ہم جنگ کرینگے اور ان پر فتح پانے کی صورت میں اون کے جان ومال کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے صالح نے جواب دیا اگر ہم نے اونھیں تہ تیغ کرڈالا اور مال غنیمت حاصل کیا تو وہ ہمارا ہے۔ اور اگر ہم نے درگذر کردیا تو یہ بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے۔

شبیب نے کہا آپ کی رائے (خدا آپ پر اپنا رحم نازل فرمائے) صایب ہے جس شب میں صالح جنگ کے لئے روانہ ہوا اُس نے اپنے پیروؤں سے کہا۔ " اے اللہ کے بندو خدا سے ڈرو صرف اونھیں لوگوں کو قتل کرنا جو تمھارے لئے اور تمھارے مقابلے پر آئیں ہرکس وناکس پر ہاتھ نہ اوٹھانا۔ اس لئے کہ یہ تمہارا جوش اور غیظ وغضب محض اللہ کی خاطر ہے۔ کیونکہ اوس کے محارم کو توڑ دیا گیا اور اوس کے احکام کی خلاف ورزی کی گئی۔ بلاوجہ لوگوں کا خون بہایا گیا۔ بغیر کسی حق کے لوگوں کے مال ومتاع پر قبضہ کرلیا گیا تم دوسروں پر ہرگز وہ الزام نہ لگاؤ جسکے بعد میں تم خود مرتکب ہو جاؤ۔ خوب سمجھ لو کہ تم اپنے فعل کے جواب دہ ہو۔ تم میں زیادہ تر پیدل چلنے والے لوگ ہیں۔

اس منڈی میں محمد بن مروان کے جانور موجود ہیں سب سے پہلے ان پر حملہ کر کے قبضہ کر لو تاکہ جس قدر لوگ تمہارے ساتھ ایسے ہیں کہ اون کے پاس سواریاں نہیں ہیں وہ سوار ہو جائیں۔ اور اس طرح تمہاری طاقت دشمن کے مقابلے میں زیادہ ہو جائیگی۔

چنانچہ اسی شب میں سب سے پہلے ان لوگوں نے جس قدر گھوڑے وہاں تھے اون سب پر قبضہ کر کے اپنی پیدل سپاہ کو سوار بنادیا۔

تیرہ یوم تک خارجی علاقۂ دارا میں مقیم رہے۔ انکے خوف سے باشندگان دارا، نصیبین اور سنجار نے اپنے شہروں کے دروازے بند کر لئے اور قلعہ بند ہو گئے

جس شب میں صالح پہلی مرتبہ جنگ کے لئے نکلا ہے۔ اوس کے ساتھ کل ایک سو بیس یا ایک سو دس شہسوار تھے۔

جب محمد ابن مروان کو جو اس وقت جزیرے کے حاکم تھے خارجیوں کے اس خروج کی اطلاع ہوئی اونھوں نے اسے ایک معمولی بات سمجھی اور عدی بن عدی بن عمیرہ جو بنی الحارث بن معاویہ بن ثور سے تھا پانسو فوج کے ساتھ انکے مقابلے پر روانہ کیا۔ عدی نے عرض کیا۔ خدا امیر کو نیک ہدایت دے۔ کیا آپ مجھے صرف پانسو فوج کے ساتھ خارجیوں کے سردار کے مقابلے پر بھیج رہے ہیں۔ حالانکہ آج بیس برس سے بنی ربیعہ کے کچھ ایسے لوگ اوس کے ساتھ ہیں جو میری تاک میں ہیں اور ہم سے جنگ کر رہے ہیں۔ اون میں کا ہر شخص ایک سو شہسواروں سے بھی جو پانسو پیدل کے ساتھ ہو زیادہ بہادر اور کارآمد ہے۔

محمد بن مروان نے کہا اچھا۔ میں پانسو فوج اور تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں اور ایک ہزار فوج سے تم اون کا مقابلہ کرنے کے لئے جاؤ۔

غرض کہ عدی یکہزار سپاہ کے ساتھ حران سے روانہ ہوا۔ یہ پہلی فوج تھی جو صالح کے مقابلے پر بھیجی گئی تھی۔ اگرچہ عدی صالح کے مقابلے پر روانہ ہو گیا مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت اوسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ عدی ایک عابد و زاہد شخص تھا۔

عدی اس مہم پر روانہ ہوا۔ دوغان آیا اور تمام فوج کے ساتھ خیمہ زن ہو گیا۔ اور زیاد بن عبداللہ نامی ایک شخص کو جو قبیلے بنی خالد بن الحارثہ سے تھا چپکے سے صالح کے پاس بھیجا۔ اس شخص نے صالح سے جا کر کہا کہ عدی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے

اور کہا ہے کہ چونکہ میں تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتا اس لئے تم اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر کا رخ کرو اور اوس کے باشندوں سے جا کر لڑو۔

صالح نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے عقاید کو مانتے ہو تو مجھے بتا دو ہم رات کے وقت اس شہر سے تمھارا مقابلہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کا رخ کریں گے اور اگر تم ظالموں اور سرکشوں اور برے لوگوں کے ہم خیال ہو تو اوس وقت ہمیں اختیار ہوگا مناسب سمجھینگے تو تمھیں سے جنگ کی ابتدا کر دینگے اور یا تمھارے علاوہ کسی دوسرے کے مقابلے کے لئے چلے جائینگے۔ قاصد نے یہ پیام عدی کو پہنچا دیا۔

عدی نے پھر پیام بھیجا کہ صالح سے جا کر کہو کہ اگرچہ میں تمھارے مذہب کا قائل نہیں مگر میں تو سرے سے جنگ ہی کو اچھا نہیں سمجھتا چاہے تم ہو یا کوئی اور اسلئے بہتر یہ ہے کہ کسی اور کا جا کر مقابلہ کرو۔ صالح نے اسے مان لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ سوار ہو جاؤ چنانچہ سب کے سب تیار ہو گئے۔

خارجیوں نے اس درمیانی شخص کو تاوقتیکہ وہ روانہ نہ ہو گئے اپنے پاس روکے رکھا صالح اپنے ساتھیوں کو لیکر دوغان کے بازار میں عدی کے پاس آیا۔ عدی نماز میں مشغول تھا اوسے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا معاملہ ہے حالانکہ رسالہ برابر اوس پر بڑھتا چلا آرہا تھا جب اون لوگوں نے دیکھا کہ دشمن سر پر آگیا تو چیخ پکار شروع ہوئی۔

صالح نے اپنے میمنہ پر شبیب کو اور سوید بن سلیم العبدی الشیبانی کو میسرہ پر مقرر کیا تھا اور خود قلب فوج میں تھا۔ جب یہ لوگ اپنے مقابل دشمن کے بالکل قریب جا پہنچے تو دیکھا کہ وہ مطلقاً جنگ کے لئے تیار نہ تھے اور سخت ابتری اور افراتفری اون میں پڑی ہوئی ہے۔ صالح نے شبیب کو حملہ کرنے کا حکم دیا شبیب نے حملہ کیا پھر سوید نے بھی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر لڑے بھڑے اونھیں شکست نصیب ہوئی۔ عدی کی شکست خوردہ اور مفرور فوج محمدؐ کے پاس آپہنچی۔ محمدؐ بہت خفا ہوا اور خالد بن جزء السلمی کو بلایا اور پندرہ سو فوج کے ساتھ خارجیوں کے مقابلے پر روانہ کیا۔ پھر حارث بن جعونہ کو جو بنی ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا بلایا اور اوسے بھی پندرہ سو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اور دونوں کو حکم دیا کہ تم خارجیوں کی اس مٹھی بھر خبیث جماعت کی طرف جس قدر جلد ممکن ہو جاؤ تم میں سے جو پہلے اونکے پاس پہونچ

وہ ہی اپنے ہمعصر پر سردار سمجھا جائے۔

غرض کہ یہ دونوں سردار اپنی اپنی جمعیت کو لئے ہوئے خارجیوں کی تلاش میں امکانی سرعت کے ساتھ چلے۔ راستے میں صالح کی نقل و حرکت کے متعلق دریافت کرتے جاتے تھے اون سے کہا گیا کہ وہ آمد کی طرف گیا ہے۔ اونھوں نے بھی اوس سمت اپنی باگیں پھیر دیں اور آمد پہنچے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ صالح نے باشندگان آمد کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ یہ دونوں رات کے وقت اس مقام پر پہنچے۔ اور اپنے گرد خندق کھود کر محفوظ ہو گئے اور صالح کے پاس پہنچ گئے۔ یہ دونوں علیحدہ اپنی اپنی فوج کے ساتھ مورچہ لگائے تھے صالح نے شبیب کو حارث بن جعونۃ العامری کے مقابلے پر بھیجا اور خود خالد بن جزء السلمی کی طرف چلا۔

صالح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ عصر کے ابتدائی وقت میں دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ صالح نے اپنی فوج کو نماز عصر پڑھائی اور پھر دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے اُنھیں تیار کیا معرکہ کارزار گرم ہوا اور ایسا شدید رن پڑا کہ جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اب ہماری ایسی حالت ہو گئی تھی کہ فتح بالکل ہمارے سامنے تھی۔ ہم میں سے ایک آدمی دشمن کے دس آدمیوں پر حملہ کرتا تھا اور اونھیں شکست دیتا تھا اس طرح اگر بیس آدمیوں پر بھی اوس نے حملہ کیا تو اونھیں بھی شکست دی۔ ہمارے مقابل کا رسالہ ہمارے رسالے کے سامنے ٹکتا نہ تھا۔ جب اون کے سرداران فوج نے جنگ کا یہ نقشہ دیکھا گھوڑوں پر سے کود پڑے اور اپنی فوج کے بیشتر حصے کو حکم دیا کہ پاپیادہ ہو جاؤ اب لڑائی کا رنگ دگرگوں ہو گیا اور اب ہم جس پر چاہتے تھے قابو نہیں پا سکتے تھے۔ جب ہم اُن پر حملہ آور ہوتے اون کی پیدل سپاہ نیزوں سے ہمارا مقابلہ کرتی۔ اون کے قادر اندازوں نے تیروں کی بوچھار کر دی۔ اور اس گھمسان میں اُن کا رسالہ بھی ہمیں کچلے ڈالتا تھا۔ غرض کہ رات ہونے تک ہم برابر اُن سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ظلمت شب نے ہمارے اور اُن کے درمیان بیچ بچاؤ کرا دیا۔ ہم میں سے بہت سے لوگ زخمی ہوئے اور اسی طرح دشمن کے بہت سے زخمی ہوئے۔ ہمارے تیس آدمی کام آئے مگر اپنے مقابل دشمن کے ستر سے زیادہ بہادر ہم نے موت کے گھاٹ اتارے بعد ازاں جب شام ہوئی ہے ہم

اُنھیں اور وہ ہمیں لڑائی کا پورا پورا تلخ مزا چکھا چکے تھے اب ہم دونوں مدمقابل اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہے نہ وہ ہم پر بڑھکر آتے تھے اور نہ اُن پر ہم بڑھتے تھے ۔ جب رات ہوگئی وہ اپنی فوجی قیامگاہ کو چلے گئے اور ہم اپنے ۔ ہم نے نماز پڑھی آرام کیا اور طیدہ کھایا ۔ اس کے بعد صالح نے شبیب اور دوسرے اپنے سرداروں کو بلایا اور کہا اے میرے دوستو بولو اب کیا رائے ہے شبیب نے کہا ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی ہم نے اُن سے جنگ کی اور اُنھوں نے خندقوں سے اپنا بچاؤ کیا اس لئے میری رائے میں ہم اُن کے مقابل نہیں ٹھیر سکتے صالح نے کہا بے شک میری بھی یہی رائے ہے ۔ چنانچہ رات ہی رات وہ وہاں سے روانہ ہوگئے علاقہ جزیرہ کو طے کرتے ہوئے موصل کے علاقے میں آئے اسے بھی طے کیا دسکرہ آئے ۔ اب حجاج کو بھی اس کی خبر معلوم ہوئی ۔ اُس نے حارث بن عمیرہ بن ذی المعشار الہمدانی کو تین ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقابلے پر روانہ کیا ۔ اس تین ہزار فوج میں سے ایک ہزار تو اوّل درجے کی باقاعدہ لڑنے والی فوج تھی باقی کوفہ کے رنگروٹ تھے جو اس وقت بھرتی کر لئے گئے تھے ۔

حارث اس فوج کے ساتھ روانہ ہوا ۔ جب دسکرہ پہنچا صالح یہاں سے بھی جلولاء اور خانقین کی سمت چلا گیا ۔ یہ بھی اُس کے پیچھے ہوا یہاں تک کہ مدبج نامی ایک گاؤں میں پہنچا ۔ یہ گاؤں علاقۂ موصل میں دریائے تخوم پر واقع ہے اور اسکے اور علاقہ جوخی کے درمیان واقع ہے ۔ صالح کے ساتھ اسوقت کل نوّے آدمی تھے ۔

حارث بن عمیرہ نے اپنی فوج کی صف بندی اور اسلحہ بندی کی اپنے میمنہ پر ابو رواع الشاکری کو اور میسرہ پر زبیر بن الاروح التمیمی کو سردار مقرر کیا ۔ اور عصر کے بعد خارجیوں پر حملہ کر دیا ۔

صالح نے اپنی جماعت کے تین حصّے کر دئے تھے ۔ میمنہ پر جو رسالے کا دستہ متعین تھا اس کا شبیب کو اور میسرہ کا سوید بن سلیم کو سردار مقرر کیا اور خود بھی ایک دستے کی قیادت کرتا رہا ۔ اس طرح ہر دستے میں کل تیس آدمی تھے ۔

جب حارث نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو سوید کا قدم میدان جنگ سے اکھڑ گیا اور صالح بن مسرح اپنی جگہ پر ڈٹا رہا اور مارا گیا ۔

شبیب لڑتا لڑتا اپنے گھوڑے سے دشمن کے پیدل سپاہ کے دستے میں گر پڑا۔ اور ایسا شدید حملہ کیا کہ وہ علیحدہ ہٹ گئے اور یہ اُس جگہ پہنچا جہاں صالح کھڑا ہوا تھا دیکھا کہ صالح مقتول پڑا ہے، شبیب نے اپنی فوج والوں کو اپنی طرف بلا لیا۔ اور وہ سب کے سب اُس کی آڑ میں آ گئے۔ شبیب نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی پیٹھ دوسرے سپاہی کی پیٹھ سے ملائے رکھے اور جب دشمن پر حملہ آور ہو تو نیزہ بازی کرتا رہے تاکہ جسطرح ہو سکے ہم اس قلعے میں داخل ہو جائیں پھر وہاں اطمینان سے تصفیہ کرینگے کہ کیا کرنا چاہیے۔

سب نے ایسا ہی کیا اور قلعے میں داخل ہو گئے۔ اور اب شبیب کے ساتھ کل ستر آدمی رہ گئے تھے

حارث نے سر شام ہی قلعے کا محاصرہ کر لیا اور فوج کو حکم دیا کہ قلعے کا پھاٹک جلا دو تاکہ جب یہ بالکل دہکتا ہوا انگارا ہو جائے اُسے چھوڑ دو کیونکہ اسطرح یہ قلعے سے نکل نہ سکینگے اور صبح ہوتے ہی ہم سب کو تہ تیغ کر ڈالینگے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حارث کے فوج والوں نے قلعے کے دروازہ کو آگ لگا دی اور پھر اپنے لشکر میں واپس آ گئے

شبیب اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ قلعے کی فصیل پر آیا۔ اس پر حارث کی فوج میں جو نئی فوج بھرتی ہو کر آئی تھی اس میں سے کسی شخص نے انھیں مخاطب کر کے کہا اے حرامیو کیا اللہ تعالیٰ نے تمھیں ذلیل و رسوا نہیں کیا اُنھوں نے جواب دیا اے فاسقو تم ہمارے مقابلے میں لڑ رہے ہو اس لیئے کہ ہم تم سے لڑ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اُس صداقت اور حق کی راہ سے اندھا کر دیا ہے جس پر ہم چل رہے ہیں۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے ہماری ماؤں پر جو تہمت لگائی ہے خدا کے سامنے اسکا کیا جواب پیش کروگے۔

اُن میں جو متین اور سمجھدار لوگ تھے اُنھوں نے کہا کہ ہماری فوج کے چند چھچھورے نوعمر لونڈوں نے یہ بات کہی ہے اُن کی اس بیہودہ حرکت سے نہ ہم خوش ہوئے اور نہ ہم اسے جائز رکھتے ہیں۔

پھر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا رائے ہے۔ یہ اچھی طرح جان لو کہ اگر صبح کو اُنھوں نے ہم پر حملہ کیا تو بس سب کے سب مارے جائینگے۔ اُنھوں نے

کہا جیسا آپ حکم دیں۔
شبیب نے کہا رات مصیبت کی بہترین پردہ پوش ہے - چاہیے میرے ہاتھ پر یا اپنے میں سے کسی اور شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور پھر ہمارے ساتھ قلعے سے نکلکر دشمن پر ٹوٹ پڑو اور اسکے لشکر گاہ میں پہنچکر حملہ کر دو۔ کیونکہ وہ اس بات سے بالکل بے خوف ہوں گے کہ ہم اُن پر شب خون مارینگے اور مجھے توقع ہے کہ اسطرح اللہ تعالیٰ تمھیں اُن پر فتح دیگا۔ سب نے کہا بہتر ہے آپ ہی اپنا ہاتھ پھیلایئے تاکہ ہم سب بیعت کریں۔ چنانچہ سب نے بیعت کی اور اُسے اپنا امیر مقرر کر لیا۔ اب سب کے سب قلعے سے باہر نکلنے کے لئے چلے۔ دروازے پر پہنچکر دیکھا کہ وہ تو ایک انگارا بنا ہوا ہے اُونی نمدے لائے۔ اُنھیں پانی سے بھگو کر آگ پر بچھا دیا اور اس طرح دروازہ سے گزر آئے۔ اس واقعہ کا علم حارث اور اُس کی فوج کو اُسوقت تک مطلقاً نہ ہوسکا۔ تاوقتیکہ شبیب کی فوج نے حارث کے لشکر گاہ کے وسط میں اُن پر تلوار چلانی شروع نہ کر دی حارث لڑتا ہوا میدان جنگ میں گر پڑا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے اُٹھا لیا اور شکست کھا کر بھاگے اور تمام لشکر اور راس میں جو کچھ تھا سب اپنے دشمن کے لیئے چھوڑ کر چلتے ہوے اور مداین جا کر دم لیا۔
یہ پہلی فوج تھی جسے شبیب نے شکست دی منگل کے دن ابھی ماہ جمادی الاول ۷۶ھ کے ختم ہونے میں تیرہ روز باقی تھے کہ صالح بن مسرح میدان جنگ میں مارا گیا۔
اُسی سنہ میں شبیب اپنی بیوی غزالہ کے ساتھ کوفے میں داخل ہوا۔

شبیب کے کوفہ آنیکے اسباب و واقعات اور اُس پر حجاج کی کارروائی کی تفصیل

جب صالح جنگ مدبح میں مارا گیا تو اوس کے ساتھیوں نے اب شبیب کو اپنا سردار مقرر کر لیا شبیب نے علاقۂ موصل کا رخ کیا سلامتہ بن سیار بن المضاء التیمی (تیم شیبان) سے ملاقات ہوئی۔ شبیب نے اسے دعوت دی کہ تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ۔ شبیب اسے اُسوقت سے جانتا تھا جب کہ وہ دفتر میں ملازم تھا اور غزوات میں شریک ہوتا تھا۔ سلامتہ نے یہ شرط پیش کی کہ میں اس فوج میں سے تیس سوار منتخب کئے لیتا ہوں اور اُنھیں لیکر جاتا ہوں صرف تین رات تم سے جدا رہوں گا پھر واپس آجاؤں گا۔ شبیب نے یہ شرط مان لی۔ سلامتہ تیس سواروں کو

منتخب کر کے اُنھیں بنی عنزہ کی طرف لے چلا۔ ارادہ اُس کا یہ تھا کہ چونکہ بنی عنزہ نے اسکے بھائی فضالہ کو قتل کرڈالا تھا یہ اُن شہسواروں کی مدد سے اپنا بدلہ لے۔

فضالہ کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ اس سے پہلے فضالہ اٹھارہ شہسواروں کی جمیعت کے ساتھ لوٹ مار کے لئے نکلا تھا۔ وہ علاقۂ جال کے چشمۂ آب پر پہونچا جسکا نام شجرہ تھا اس چشمے پر جھاؤ کا ایک درخت تھا اور قبیلہ بنی عنزہ اُس کے مالک تھے جب بنی عنزہ نے فضالہ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے کہ ہم اسے قتل کرڈالیں اور اُسکا سر امیر کے پاس لے چلیں گے تو ہمیں انعام واکرام ملیگا سب نے اس پر اتفاق کرلیا کہ ضرور اسے قتل کرنا چاہیئے۔ مگر بنو نصر جو فضالہ کے ماموں ہوتے تھے اُنھوں نے اسکی مخالفت کی اور کہا کہ ہم اپنے عزیز کے قتل میں ہرگز تمھاری موافقت نہ کرینگے۔

بہرحال بنی عنزہ نے فضالہ کی جماعت پر حملہ کیا اور اُن سب کو قتل کرکے اُن کے سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس بھیجدیے۔ اسی بنا پر عبدالملک نے اُن لوگوں کو بانقیا میں وطن دار بنادیا۔ اور اگرچہ اس واقعے سے پہلے اُن کی معاشیں تھوڑی تھیں اُنھیں اور جاگیریں عطا کردیں۔

سلامۃ نے اپنے بھائی کے قتل اور اس کے ماموں کی ترک نصرت پر یہ شعر کہا۔

وماخلت اخوال الفتی یسلمونہ لوقع السلاح قبل ما فعلت نصر

بنی نصر کی اس حرکت سے پہلے مجھے کبھی یہ خیال نہ تھا کہ کسی شخص کے ماموں اُسے ہتھیاروں سے قیمہ ہونے کے لئے سپرد کردیتے ہیں۔

سلامۃ کے بھائی فضالہ نے صالح و شبیب کے مہم لیجانے سے پہلے حکومت وقت کے خلاف سر اُٹھایا تھا۔

غرض کہ جب سلامۃ نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی اُس وقت یہ شرط کرلی کہ وہ تیس شہسواروں کو اپنے ساتھ لیجائیگا۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور بنی عنزہ کے قیامگاہ پر پہنچا اور ایک ایک محلے کو قتل کرتا ہوا اُن کے اُس فریق میں پہنچا جس میں اُس کی خالہ بھی تھی یہ اپنے بیٹے پر جو کہ بالغ نوجوان تھا اُسکی جان بچانے کے لئے چھاگئی۔ اور اپنی پستان سلامۃ کے سامنے کردی اور کہا کہ میں تجھے اس قرابت کی قسم دلاتی ہوں کہ تو میرے بیٹے کو نہ مار۔

سلامتہ نے ایک نہ سنی اور کہا کہ بجد اجب سے کہ فضالہ چشمے شجرہ پر اُترا تھا میں نے اُسے نہیں دیکھا (اس سے مراد اسکا بھائی تھا)۔
تو اس سے علیحدہ ہو جا ورنہ میں تیرے پستان کو نیزہ سے پرو دوں گا۔ وہ اپنے بیٹے کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئی اور سلامتہ نے اوسے قتل کر ڈالا۔
اب شبیب اپنے ساتھیوں کے ساتھ رازان کی طرف چلا۔ بنی تیم بن شیبان کے ایک گروہ کو اُس کے آنے کی خبر ہو گئی وہ لوگ اس سے خوف زدہ ہو کر بھاگے اور ویر خرزاد پر جو حولایا کے پہلو میں واقع ہے فروکش ہوئے۔ انکے ہمراہ ان کے قبیلے والوں کے سوا اور لوگوں کی بھی تھوڑی سی تعداد تھی۔ اور اس طرح انکی مجموعی تعداد تین ہزار کے قریب قریب تھی حالانکہ شبیب کے پاس کل ستر یا اس سے دو چار زیادہ شہسوار تھے شبیب نے اُنھیں جا لیا۔ یہ لوگ اُس سے ڈر کر قلعہ بند ہو گئے۔
رات کے وقت شبیب بارہ سواروں کے ساتھ اپنی ماں کے پاس چلا جو کوہ ساتیدما کے پہلو میں عربوں کے ایک خیمے میں فروکش تھی۔ اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اپنی والدہ کو لے آتا ہوں اور پھر ہمیشہ اُسے اپنے ہی ساتھ لشکر میں رکھونگا۔ اور جب تک کہ موت ہمارے آپس میں جدائی نہ ڈالدے میں اُسے اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دونگا۔
بنی تیم بن شیبان کے دو شخص اپنی جان بچانے کے لئے قلعے سے اترے اور اپنی قوم کے اُن لوگوں سے جو اُسوقت مقام جال میں جو اُن سے ایک گھڑی دن کی مسافت پر واقع تھا مقیم تھے جا ملے۔
دوسری طرف سے شبیب بھی بارہ سواروں کے ساتھ اپنی ماں سے ملنے کے لئے جو سفح میں مقیم تھی روانہ ہوا۔ کہ یکایک اسکی مڈبھیڑ بنی تیم بن شیبان کی ایک جماعت سے ہوئی جو مزے سے کھا پی رہی تھی اور اطمینان سے سکونت پذیر تھی۔ انھیں مطلقاً خبر نہ تھی کہ شبیب اُس وقت اُن کے جائے قیام کے پاس سے گذر رہا ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ اُسے اُن کی خبر نہ ہو فوراً اُس نے اپنی مٹھی بھر جماعت کے ساتھ اُن پر حملہ کر دیا اور اُن کے تیس سرداروں کو قتل کر دیا جس میں

حوشرہ بن اسد اور دبرہ بن عاصم کبی تھے یہ ہی دونوں قلعے سے اوتر کر اس مقام جال میں آسے تھے۔

شبیب اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ اور اُسے سنج سے لے آیا۔

قلعے میں جو لوگ محصور تھے اُن میں سے ایک شخص قبیلۂ بکر بن وایل کا قلعے کی دیوار پر شبیب کے ساتھیوں کے سامنے آیا۔

اپنی غیبت میں شبیب اپنے بھائی مصاد بن یزید کو اپنا قائم مقام بنا گیا تھا جو شخص کہ قلعے کی دیوار پر آیا تھا اُسکا نام سلام بن حیان تھا۔ اس نے شبیب کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو ہم اپنے اور تمھارے درمیان قرآن کو حَکم بناتے ہیں کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نہیں سنا ہے۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ۔ (ترجمہ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دیدے تاکہ وہ اللہ کے کلام کو سنے اور پھر اُسے اُسکی جائے پناہ پر پہنچا دو)۔ شبیب کے ہمراہیوں نے کہا بے شک ہم نے یہ کلام سنا ہے اس پر اس نے کہا تو اچھا تم ہمارے خلاف جنگ کرنے سے باز آؤ۔ صبح کے وقت ہم تم سے امان لیکر تمھارے پاس آئینگے تاکہ کوئی ایسی بات تمھاری جانب سے ہمیں پیش نہ آئے جو ہمیں ناگوار خاطر ہو۔ پھر تم اپنے شرائط پیش کرنا اگر ہم اُسے قبول کرلیں گے تو ہماری جان اور ہمارا مال تم پر حرام ہو جائیگا ہم تمھارے بھائی ہو جائینگے اور اگر ہم اُن شرائط کو قبول نہ کریں تو تم پہلے ہماری جائے پناہ کو واپس بھیجدینا اور پھر جو چاہنا کرنا۔

خارجیوں نے کہا یہ درخواست منظور ہے۔

صبح کے وقت قلعے میں جو لوگ محصور تھے وہ خارجیوں کے پاس چلے آئے۔ شبیب کے ساتھیوں نے اُن کے سامنے اپنے شرائط پیش کیے جسے اُنھوں نے بالکلیہ منظور کرلیا۔ اُن میں گھل مل گئے اور اُنھیں کے پاس چلے آئے جسے جس کے پاس موقع ملا فروکش ہو گیا۔

یہ واقعہ شبیب کی عدم موجودگی میں پیش آیا تھا جب شبیب واپس آیا تو اُن کے ساتھیوں نے اُسے اس صلح کی خبر کی۔ اس پر اُس نے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا بہت ٹھیک کیا

شبیب نے پھر کوچ شروع کیا۔ ایک جماعت اسکے ساتھ ہوئی اور ایک جماعت وہیں مقیم رہی۔

اس روز اُن کے ہمراہ ابراہیم بن حجر المحلمی ابو الصقیر بھی جو بنی تیم بن شیبان کے ساتھ مقیم تھا جنگ کے لئے روانہ ہوا۔

شبیب علاقہ موصل کے ملحقہ علاقے اور تخوم علاقہ جوخیٰ کو قطع کر کے آذربیجان کی طرف چلا۔

راستے میں سفیان بن ابی العالیۃ الخثعمی سے جو رسالے کے ساتھ تھا آمنا سامنا ہوا سفیان کو حکم دیا گیا تھا کہ اس رسالے کے ساتھ طبرستان جائے مگر چونکہ حاکم طبرستان سے صلح ہوگئی تھی اس لئے اسے پھر حکم دیا گیا تھا کہ واپس چلے آؤ چنانچہ یہ اب تقریباً ایک ہزار سواروں کے ساتھ طبرستان سے واپس آرہا تھا کہ شبیب سے اُس کا سامنا ہوگیا۔

حجاج کا ایک خط سفیان کے پاس آیا تھا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ تم اپنی جمیت کے ساتھ دسکرہ جاکر ٹھیرے رہو اور جب حارث بن عمیرہ الھمدانی بن ذی المشعار کی فوج جس نے کہ صالح کو قتل کیا تھا اور مناظر کا رسالہ تمھارے پاس پہنچ جائے تب تم شبیب کا رخ کرنا اور اس سے دو دو ہاتھ کرلینا۔

چنانچہ جب یہ خط آیا تو وہ روانہ ہوا اور دسکرہ میں آکر فروکش ہوا۔

دوسری طرف کوفے اور مداین میں حارث بن عمیہ کی فوج کے جو لوگ تھے اُن میں اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص کہ سفیان بن العالیہ کے پاس دسکرہ میں نہ جائیگا اُس کے تمام حقوق زایل ہوجائینگے بہر حال یہ فوج سفیان کے پاس آئی۔ اسی طرح بنی مناظر کا رسالہ بھی پہنچا۔ اُن کی تعداد پانسو تھی اور سورتہ بن ابجر التمیمی (از بنی آبان ابن دارم) ان کا سردار تھا۔

سوائے پچاس آدمیوں کے جو پیچھے رہ گئے تھے اور نہ آئے باقی تمام فوج سفیان کے پاس پہنچ گئی سورۃ نے سفیان سے کہلا بھیجا تھا کہ جب تک میں تمھارے پاس نہ آجاؤں تم ہرگز اپنے فوجی قیام گاہ سے آگے نہ بڑھنا۔ مگر سفیان نے اس نصیحت پر عمل نہیں کیا جلدی کی اور شبیب کی تلاش میں روانہ ہوگیا۔ اور خانقین میں

پہاڑ کی چڑھائی پر شبیب کو جا لیا۔
سفیان نے خازم بن سفیان الخثعمی (بنی عمرو بن شہران سے) کو اپنے میمنہ پر اور عدی بن عمیرۃ الشیبانی کو اپنے میسرہ پر سردار مقرر کیا۔
پہلے تو شبیب اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہموار میدان میں اوتر آیا اور پھر پہاڑ پر چڑھنے لگا تا کہ اس سے یہ معلوم ہو کہ وہ سفیان سے جنگ کرنے سے کتراتا ہے۔
شبیب کا بھائی مصاد سفیان کی تاک میں پچاس آدمیوں کے ساتھ زمین کے ایک غار میں گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔
جب سفیان کی فوج نے دیکھا کہ شبیب اپنی فوج جمع کر کے پہار کی چڑھائی پر چلا جا رہا ہے تو سب نے کہا دشمن خدا شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور یہ سب اُسکے پیچھے چلے۔
عدی بن عمیرۃ الشیبانی نے یہ بات کہی کہ دیکھئے جلدی نہ کیجئے پہلے ہمیں پھر کر اس تمام میدان جنگ کی دیکھ بھال کر لینا چاہیے کیونکہ اگر کوئی جماعت کمین گاہ میں پوشیدہ ہوگی تو ہم اُسے ڈرا دینگے اور وہاں سے نکالدینگے اور اگر یہ صورت پیش نہ آئی تو یہ ہم سے بھاگ کے کہاں جائینگے۔
مگر افسوس کہ کسی نے اُس کی بات نہیں سنی۔ اور خارجیوں کے تعاقب میں نہایت تیز رفتاری سے روانہ ہو گئے۔
شبیب نے جب دیکھ لیا کہ یہ لوگ اس جگہ سے جہاں ہمارے ساتھی کمین گاہ میں چھپے بیٹھے ہیں آگے نکل آئے ہیں۔ وہ ایک دم اُن پر پلٹ پڑا۔
دوسری طرف سے جب اُن لوگوں نے جو کمین گاہ میں پوشیدہ تھے دیکھ لیا کہ یہ لوگ ہم سے آگے نکل گئے ہیں وہ بھی کمین گاہ سے نکل آئے۔ غرض کہ اسطرح شبیب نے سامنے سے حملہ کیا اور کمین گاہ کے لوگوں نے اُن کے پیچھے سے اونھیں للکارا۔
نتیجہ یہ ہوا کہ کسی شخص نے مقابلہ نہیں کیا اور سفیان کی فوج کو شکست ہوئی۔
مگر ابن ابی العالیہ تقریباً دو سو جوانمردوں کے ساتھ میدان کارزار میں جارہا

اور اُس نے سخت بد ترین مقابلہ کیا اور خوب ہی داد مردانگی دکھائی بلکہ کہا جاتا ہے کہ اُس نے شبیب اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں برابر کی جنگ کی اور دونوں کے پلّے برابر رہے۔

سوید بن سلیم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا کوئی شخص تم میں سے ہمارے مدمقابل دشمن کے سردار ابن ابی العالیہ کو پہچانتا ہے۔ اگر مجھے اسکی شناخت ہوتی تو میں اُس کے قتل کرنے کے لئے پوری کوشش کرتا شبیب نے کہا میں اُسے سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ دیکھو چاند تارے کی پیشانی والے گھوڑے پر وہ سوار ہے اور تیر اندازوں کے دستے کے سامنے ایستادہ ہے۔ یہی ابن ابی العالیہ ہے اگر تم اُسکے مقابلے پر جانا چاہتے ہو تو تھوڑی دیر دم لو۔

اسکے بعد شبیب نے قعنب کو حکم دیا کہ تم بیس سواروں کا دستہ اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دشمن کی پشت پر سے حملہ آور ہو۔

قعنب بیس سوار لیکر پہاڑ کی بلندی پر چلا۔ ابن ابی العالیہ کی فوج والوں نے جب دیکھا کہ یہ ہمارے عقب سے ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو انھوں نے بھاگنا اور کھسکنا شروع کیا۔ سوید بن سلیم نے سفیان ابن ابی العالیہ پر حملہ کیا اور نیزہ کا وار کیا مگر دونوں شہسواروں کے نیزے کچھ نہ بنا سکے شمشیر زنی شروع کی۔ اور پھر ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور اسی طرح گتھم گتھا زمین پر گر پڑے۔ اور پھر دونوں علیحدہ ہو گئے۔

اب شبیب نے اُن پر حملہ کیا۔ اور دشمن سے میدان کو صاف کر دیا۔

سفیان کے پاس اُن کا غلام غزوان آیا۔ اپنے سواری کے گھوڑے سے اتر پڑا اور عرض کی۔ کہ اے میرے آقا آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ سفیان اُس پر سوار ہو گیا خارجیوں نے سفیان کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا غزوان نے اس کی جان بچانے کے لئے داد مردانگی دی اور میدان جنگ میں کام آیا۔ اس کے پاس سفیان کا علم بھی تھا۔

سفیان اس معرکے سے بھاگ کر بابل مہروذ پہنچا اور یہ خط اس واقعے کے متعلق حجاج کو لکھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد میں امیر کو (خدا ہمیشہ آپکے کاموں کی اصلاح کرتا رہے) اطلاع

دیتا ہوں کہ میں نے ان خارجیوں کا تعاقب کیا اور خانقین میں انھیں جالیا میں نے اُن سے جنگ کی ۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر سخت نقصانات عائد کئے اور ہمیں اُن پر فتح عنایت کی ۔ اسی اثنا میں اُن کی مدد کے لئے ایک اور جماعت جو وہاں تھی آگئی اور اُس نے ہماری فوج پر حملہ کیا ۔ اور شکست دی ۔ میں خود چند دیندار ثابت قدم بہادروں کے ساتھ میدان جنگ میں اُتر پڑا یہاں تک کہ میں بھی مجروح ہو کر گر پڑا اور لوگ میدان جنگ سے اُٹھا کر مجھے یہاں بابل مہروذ لائے ۔ اب میں یہاں مقیم ہوں ۔

جو فوج آپ نے مجھے بھیجی تھی وہ سب پہنچ گئی مگر سورۃ ابن ابجر نہ میرے پاس اب تک آیا اور نہ اس جنگ میں میرے ساتھ شریک ہوا ۔ اب جب کہ میں یہاں بابل مہروذ پہنچ گیا سورۃ میرے پاس آیا ۔ اُس نے ایسی لایعنی باتیں بنائیں کہ جنھیں میں نہیں سمجھ سکا اور جھوٹ موٹ کا بہانہ کر دیا ۔ والسلام علیک ۔

حجاج نے اس خط کو پڑھ کر کہا ۔ کہ جس شخص نے کہ اسطرح کارروائی کی اور لڑا اُس نے ٹھیک کیا وہ کس طرح قابل الزام نہیں ۔ اور پھر یہ خط اُسے لکھا ۔

حمد و صلوۃ کے بعد ۔ تم نے خوب داد شجاعت دی ۔ اپنے فرض منصبی کو پورے طور پر ادا کیا جب تمھارے زخموں کی تکلیف میں افاقہ ہو تم خوشی خوشی اپنے اہل و عیال کے پاس چلے آنا والسلام ۔

اور حجاج نے سورۃ ابن ابجر کو حسب ذیل خط لکھا ۔ حمد و صلوۃ کے بعد اے ام سودۃ کے بیٹے ۔ تجھے ہرگز یہ زیبا نہ تھا کہ میرے عہد کے توڑنے کی جرات کرنا ۔ اور میرے لشکر کی امداد کرنے سے باز رہتا ۔ جب تجھے میرا یہ خط ملے تو فوراً اپنے میں سے ایک سخت اور جفاکش آدمی کو مداین روانہ کرنا تاکہ وہ اُس رسالے میں سے جو وہاں مقیم ہے پانسو سواروں کا انتخاب کر کے تیرے پاس لے آئے ۔ پھر تو اس فوج کے ہمراہ خارجیوں کے تعاقب میں روانہ ہو جانا خوب دیکھ بھال اور سوچ سمجھ کر کام کرنا ۔ دشمن کے ساتھ حیلہ اور تدابیر جنگ سے بھی کام لینا کیونکہ جنگ میں سب سے بہتر طریقہ کار چال ہے والسلام ۔

سورۃ کے پاس حجاج کا جب یہ خط پہنچا اُس نے اسی وقت عدی بن عمیرہ کو مداین روانہ کیا ۔

مداین میں یک ہزار سوار تھے۔ عدی نے اُس میں سے پانسو چن لئے۔ اور عبداللہ بن عصیفیر حاکم مداین کے پاس آیا۔ (عبداللہ کا یہ پہلا زمانہ صوبہ داری تھا۔) آداب بجالایا۔ عبداللہ نے ایک ہزار درہم دئے اور گھوڑا اور جوڑا خلعت میں دیا۔ عدی اُس کے پاس سے رخصت ہوکر اپنی جمعیت کے ساتھ سورۃ بن ابجر کے پاس بابل نہروذ آیا اور اب سورۃ شبیب کی تلاش میں چلا۔

شبیب علاقہ جوخی میں گھومتا پھرتا تھا۔ اور سورۃ اُسکی تلاش میں چلا جارہا تھا کہ شبیب آیا اور مداین پہنچا۔ اہل مداین نے اُس کا مقابلہ کرنے کے لئے قلعے کے دروازے بند کر لئے اور دوسری مدافعت کی تدابیر اختیار کر لیں۔ مگر چونکہ مدائن قدیم کے استحکامات بوسیدہ ہو چکے تھے اس وجہ سے شبیب مداین میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ مال غنیمت میں فوج کے گھوڑے اور دوسرے جانوروں کی ایک بڑی تعداد اسکے ہاتھ آئی۔ جو شخص سامنے آیا خارجیوں نے اسے قتل کرڈالا۔ مگر لوگوں کے گھروں میں داخل نہیں ہوے۔

اسی اثنا میں قاصد نے آکر شبیب کو خبر دی کہ سورۃ ابن ابجر آپ کے مقابلہ کے لئے آرہا ہے۔ شبیب اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے بھی روانہ ہوا۔ نہروان پہنچا پڑاؤ کیا۔ وضو کیا۔ نماز پڑھی اور پھر اُس مقام پر آیا جہاں کہ حضرت علی نے اُن کے ہم ملت پیشرونکو قتل کیا تھا خارجی۔ یہاں پہنچے اپنے بھائیوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔ حضرت علی اور شیعان علی سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا اور بہت دیر تک رونے دھونے کے بعد آگے بڑھے۔

نہروان کو عبور کرکے اُس کے مشرق میں ایک جگہ ڈیرے لگا دئے۔ دوسری طرف سورۃ بھی پہنچا۔ اور قطر آتا پر پڑاؤ کیا۔ اُس کے مخبروں نے اطلاع دی کہ شبیب نہروان کے قریب خیمہ زن ہے۔

سورۃ نے سرداران لشکر کو جمع کرکے کہا کہ جب کبھی کھلے ہموار میدان یا پہاڑ کی گھاٹیوں میں خارجیوں نے تم سے جنگ کی اُس میں یا تو دونوں فریقوں کے پلے برابر رہے ہیں اور یا اُنھوں نے تم پر فتح حاصل کی ہے۔

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی تعداد سو سے کچھ ہی اُوپر ہے۔ اس لئے

میں نے یہ سوچا ہے کہ میں تم میں تین سو شہسوار ایسے منتخب کروں جو سب سے زیادہ تنومند اور بہادر ہوں اور انھیں لیکر اسی وقت دشمن پر حملہ کر دوں۔ کیونکہ انھیں بالکل یہ خیال نہ ہوگا کہ ہم اُن پر شب خون مارینگے۔ بخدا اس ترکیب سے مجھے پوری توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ابھی اُن کے اُن بھائیوں سے جوائیں۔ سے پیشتر نہروان پر قتل کئے گئے تھے ملا دیگا۔ سب لوگوں نے کہا اگر آپ اسے بہتر سمجھتے ہیں تو ایسا ہی کیجئے۔

سورۃ نے اپنے لشکر گاہ پر خازم بن قدامۃ الخثعمی کو اپنی جگہ نگران کار مقرر کیا۔ اپنی فوج میں سے تین سو قوی۔ دلیر اور بہادر سپاہیوں کا انتخاب کیا اور انھیں لیکر نہروان کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف شبیب نے رات اس انتظام سے بسر کرنے کا انتظام کر لیا تھا۔ کہ محافظ تمام رات جاگتے رہیں۔ چنانچہ جب سورۃ کی جماعت اُن کے قریب پہنچی۔ وہ فوراً بھانپ گئے۔ اپنے گھوڑوں پر آجمے اور پورے طور پر مسلح ہو گئے۔

اب سورۃ مع اپنے ہمراہیوں کے اُن کے قریب پہنچا معلوم ہوا کہ انھیں اُنکے آنے کی خبر لگ چکی تھی اور وہ جنگ کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔

سورۃ اور اسکی جماعت نے اُنپر حملہ کیا خارجی آہنی دیوار کی طرح اپنی جگہ جمے رہے۔ اور برابر شمشیر زنی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سورۃ اور اُس کے ساتھیوں کو اُن سے اپنا رخ پلٹنا پڑا۔

شبیب نے اپنی فوج والوں کو للکارا کہ ہاں دشمن جانے نہ پائے۔ سب کے سب اُنپر ٹوٹ پڑے اور انھیں خارجیوں کے سامنے میدان چھوڑنا پڑا۔

تمام فوج نے شبیب کے ساتھ ملکر حملہ کیا۔ شبیب شمشیر زنی کرتا چلا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

من ینك العیر ینك نیاکا ـ جندلتان اصطکتا اصطکاکا

ترجمہ (جو شخص کہ وحشی گدھے کو زخم لگائیگا وہ ایک بڑے زبردست دولتی جھاڑنے والے کو چھیڑے گا۔ دو بڑے گول پتھر ہیں کہ خوب ہی ایک دوسرے سے رگڑ کھا رہے ہیں) سورۃ کو راستے کی مشقت برداشت کرنی پڑی اور وہ اُس راستے سے بھی ہٹ گیا تھا جس میں کہ شبیب تھا۔

شبیب بھی اس کے تعاقب میں چلا۔ اور اُسے یہ امید تھی کہ سورۃ تک پہنچکر اُس کے لشکر کو لوٹ لونگا۔ اور لشکر والوں کو شکست دوں گا اس لیئے وہ نہایت تیزی سے اُن کے تعاقب میں جا رہا تھا۔ سورۃ کے ساتھی مدائن آئے اور شہر میں داخل ہو گئے۔

اب شبیب بھی مداین پہنچا۔ اور شہر کے مکانات کے قریب تک پہنچ گیا اور اُن پر حملہ کر دیا۔ مگر وہ لوگ پہلے ہی شہر میں داخل ہو چکے تھے ابن ابی عصیفر اہل مداین کو لیکر شبیب کے مقابلے کے لئے نکلا۔

لوگوں نے شبیب کی فوج پر تیروں کا مینہ برسایا اور مکانات پر سے پتھر پھینکے۔ شبیب اپنے ساتھیوں کو لیکر مداین سے چلتا ہوا۔ اور مقام کلواذا پہنچا۔ یہاں حجاج کے بہت سے جانور تھے اُن سب پر اُس نے قبضہ کر لیا۔ اور علاقہ جوخی کو طے کرتا ہوا تکریت کی جانب نکلا۔

دوسری جانب مداین میں جو فوج تھی اُس میں یہ پریشان کن خبر مشہور ہوئی کہ شبیب بالکل قریب آگیا ہے اور اُسکا ارادہ ہے کہ آج ہی رات اہل مداین پر شب خون مارے پھر کیا تھا اس افواہ کے مشہور ہوتے ہی تمام فوج میں افراتفری پڑ گئی اور تمام فوج مداین سے چل دی اور کوفے آگئی۔

جب لوگ مداین سے بھاگے تھے انھوں نے اُس بات کو بیان کیا کہ ہمیں یہ اطلاع پہنچی تھی کہ آج ہی رات ہم پر شب خوں مارا جائیگا اور شبیب قریب پہنچ چکا ہے جب یہ شکست خوردہ فوج حجاج کے پاس آئی حجاج نے جنرل بن سعید بن شرحبیل بن عمرو الکندی کو روانہ کیا۔

اس فوج کے شکست کھاکر واپس آنے پر حجاج نے یہ بھی کہا کہ خدا سورۃ کا برا کرے اُس نے چھاؤنی اور فوج دونوں کو تباہ کر ڈالا۔ آپ خارجیوں پر شب خوں مارنے گئے تھے۔ بخدا میں اُسے ضرور سزا دونگا۔ اسی بنا پر حجاج نے سورۃ کو قید کر دیا۔ مگر بعد میں اُسکا قصور معاف کر دیا گیا۔

اسکے بعد حجاج نے جنرل کو جنکا نام عثمان بن سعید تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم خارجیوں کے مقابلے پر جانے کے لیئے تیار ہو جاؤ۔ جب تمھاری اُن سے مڈبھیڑ ہو تو نہ تو

ایک ناتجربہ کار کی سی جلدی کرنا اور نہ کاہل خوفزدہ شخص کی سی سستی۔ خدا کے لیے اے بنی عمرو بن معاویہ کے بھائی تم میرے مطلب کو سمجھ بھی گئے ہو۔

جزل نے کہا خدا امیر کے کاموں کی ہمیشہ اصلاح کرتا ہے میں آپکے مفہوم کو سمجھ گیا ہوں۔

حجاج نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ اور رو بر عبدالرحمن پر پڑاؤ کرو۔ تاکہ تمام حجاج ہیں تمہارے پاس جمع ہو جائے۔

جزل نے عرض کی کہ میری اتنی گزارش اور ہے کہ اس ہزیمت خوردہ فوج کا کوئی آدمی آپ میرے ساتھ نہ بھیجیں کیونکہ اُن کے دلوں میں خارجیوں کی طرف سے رعب جاگزیں ہے۔ ان میں سے کسی کی ذات سے بھی آپ کو یا مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

حجاج نے کہا یہ بھی منظور ہے۔ اور اس میں شک بھی نہیں ہے کہ تمھاری یہ رائے قرین مصلحت اور دور اندیشی ہے۔

اسکے بعد حجاج نے منشیوں اور متصدیوں کو بلا کر حکم دیا کہ چار ہزار فوج کا انتخاب کرو ہر دستۂ فوج میں سے ایک ہزار جوان چن لو۔ اور اس کام میں عجلت کرو۔ چنانچہ قبایل کے سربرآوردہ ممتاز اشخاص اور متصدیان دفتر جمع ہوئے اور اس مہم پر بھیجی جانے والی فوج کا انتخاب شروع ہوا۔ چار ہزار آدمیوں کا اُنھوں نے انتخاب کیا۔ اور حکم دیا کہ فوجی چھاؤنی میں باقاعدہ طور پر تیار ہو جائیں۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور پھر اُنھیں کوچ کا اعلان دیا گیا۔ اور وہ روانہ ہوئے۔

حجاج کی طرف سے ایک نقیب نے اعلان کر دیا کہ اس مہم کا اگر کوئی شخص پیچھے رہ جائیگا اور نہ جائیگا تو اُس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال باطل ہو جائیں گے۔ غرض کہ جزل بن سعید روانہ ہوا۔ عیاض بن ابی لینہ الکندی اُس کے آگے آگے مقدمۃ الجیش پر تھا اور یہ مداین پہنچا تین روز تک وہاں مقیم رہا۔

ابن ابی عصیفیر نے اُسے ایک سواری کا گھوڑا۔ ایک بارکش ٹٹو۔ دو خچر اور دو ہزار درہم بھیجے۔ اور فوج کے لئے بھیڑوں اور چارے کا اس قدر انتظام کر دیا جو اُنھیں تین روز تک کافی ہوا۔ پھر یہ لوگ روانہ ہوئے اور جس نے چاہا وہ

اُن بھیڑوں کو اپنے ساتھ بھی لیتا گیا۔ غرض کہ اب جرل شبیب کی تلاش میں روانہ ہوا اور علاقہ جوخی میں اُسکی تلاش کی۔

اب شبیب نے یہ طرز عمل اختیار کیا کہ اپنی ہیبت بٹھانے کے لئے آج اس منڈی پر حملہ کرتا اور کل دوسری پر دھاوا بولتا۔ آج اس علاقے کو روند ڈالا۔ اور کل دوسرے کو پامال کر دیا۔ مگر کسی ایک مقام پر ٹھیرتا نہیں تھا کیونکہ اُس کی غرض یہ تھی کہ جرل کو اُس کے ساتھیوں سے علیحدہ کر دے اور پھر جرل جلد بازی سے اس پر حملہ کرے تاکہ جب اُس کے ساتھ جماعت تھوڑی ہو اُس وقت اچانک اس پر ٹوٹ پڑے جرل بھی اس ارادے کو تاڑ گیا تھا۔ اور اب وہ بغیر پوری تیاری اور ساز و سامان کے آگے ہی نہیں بڑھتا تھا۔ جہاں کہیں پڑاؤ کرتا اپنے چاروں طرف خندق کھود لیتا اس ترکیب سے شبیب بھی اوکتا گیا کیونکہ حملہ کرنے کا کوئی موقع جرل نے اُسے ہمدست نہ ہونے دیا۔ آخر کار اُس نے اپنے ساتھیوں کو ایک رات کوچ کا حکم دیا اور وہ رات ہی کو چلدیے۔

ایک شخص جو شبیب کے ساتھیوں میں تھا بیان کرتا ہے کہ ہم دیر بیرما میں تھے کہ شبیب نے ہمیں بلایا ہماری کل تعداد ایک سو ساٹھ نفوس پر مشتمل تھی۔ اس جماعت کو اُس نے پھر چار حصوں پر تقسیم کیا اور ہر چالیس آدمی کی جماعت پر ایک سردار مقرر کیا۔ خود شبیب نے چالیس آدمی اپنی زیر قیادت رکھے۔ چالیس اپنے بھائی مصاد کے حوالے کئے۔ سوید بن سلیم اور محلل بن وایل کو بھی چالیس چالیس آدمی دیئے اسکے مخبروں نے آکر خبر دی تھی کہ جرل بن سعید دیر یزدجرد پر فروکش ہے اس لئے شبیب نے ہم سب کو بلایا تیاری کے متعلق احکام دیئے۔ اور حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبرے چڑھا دئے جائیں اور سب لوگ اس اثنا میں پیدل چلیں اور جب گھوڑے دانہ کھالیں اس وقت سوار ہو جائیں۔ تم میں سے ہر شخص کو اپنے افسر کے ساتھ چلنا چاہیئے۔ اور دیکھتے رہو تمھارا افسر جو احکام دے فوراً اسکی تعمیل کرو۔

پھر سرداران فوج کو بلا کر کہا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں دشمن کے پڑاؤ پر آج ہی شب کو شب خوں اروں۔

اپنے بھائی مصاد کو حکم دیا کہ پہلے تم دشمن پر حملہ کرنا۔ پھر وہاں سے ہٹ کر

حلوان کی سمت سے اُن کے عقب سے حملہ کرنا میں اُن کے سامنے سے کوفے کی سمت سے حملہ کروں گا اور دیکھو تم سوید مشرق کی طرف سے حملہ آور ہونا اور محلل تم مغرب کی جانب سے حملہ کرنا۔

ہر شخص کو اُسی سمت سے حملہ آور ہونا چاہیئے جو اُن کے حملے کے لئے مقرر کر دی گئی ہے اور اُن پر اُس وقت تک حملہ نکرنا اور نہ اُنھیں للکارنا جب تک کہ میں حکم نہ دوں غرض کہ ہم نے پوری تیاری کر لی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں خود اُس جماعت میں تھا۔ جو شبیب کے زیر قیادت تھی۔ جب ہمارے گھوڑوں نے دانہ کھا لیا اور یہ ابھی بالکل اول شب تھی کہ ہم روانہ ہوئے اور دیر خرارہ کے قریب پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ہمارے دشمن کی ایک جماعت بیرونی چوکی پر دیکھ بھال کے لئے مستعد ہے۔ اور عیاض بن ابی لینۃ الکندی اس کا سردار ہے پہنچنے کے ساتھ ہی شبیب کے بھائی مصاد نے چالیس آدمیوں کی جماعت سے عیاض پر حملہ کر دیا مصاد شبیب کے آگے تھا اور اس کا ارادہ تھا کہ شبیب سے آگے پہنچکر دشمن کی پشت کی طرف سے حملہ کرے۔ جیسا کہ شبیب نے اسے حکم دیا تھا۔

مگر جب اُس جماعت سے اُس کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ اُس نے اُن سے جنگ شروع کر دی دشمن تھوڑی دیر تک ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ پھر ہم سب اُن کی طرف جھپٹ پڑے۔ اُن پر حملہ کیا اور اُنھیں شکست دی۔

دشمن نے شاہراہ اعظم پر راہ فرار اختیار کی۔ حالانکہ اُن کے اور اُن کی اصل فوج کے درمیان جو دیر یزدجرد پر ڈیرے ڈالے پڑی تھی تقریباً ایک میل سے زیادہ کا فاصلہ نہ تھا۔

شبیب نے ہم سے کہا اے مسلمانوں کے گروہو! دشمنوں پر چڑھ دوڑو اور اُن سے اتصال قائم رکھو تاکہ اگر تم سے ہو سکے تو تم اُنھیں کے ساتھ اُن کے پڑاؤ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے اُن کا بڑا ہی سخت تعاقب کیا۔ اُن سے چمٹے رہے۔ مطلقاً اُنھیں ڈھیل نہ دی۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگ رہے تھے۔ اُن میں مقابلے کی تاب نہ تھی اور چاہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے اپنے پڑاؤ میں پہنچ جائیں۔

غرض کہ اہل کوفہ اپنے قیام گاہ تک پہنچ گئے مگر ان کے ساتھیوں نے انھیں لشکر گاہ میں داخل ہونے سے باز رکھا۔ اور ہم پر تیروں کی بارش کی۔
ان کے مخبروں نے انھیں پہلے سے ہماری نقل و حرکت کی اطلاع دیدی تھی۔
جنرل نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی۔ اور حفاظت کی تمام تدبیریں اختیار کر رکھی تھیں اور حفاظت کے لئے یہ بیرونی چوکی بھی قایم کردی تھی جس سے دیر خرارہ پر ہمارا مقابلہ ہوا۔ اس طرح اور بھی چوکی تھی جو حلوان کے قریب راستے پر قایم کی گئی تھی۔
جب ہم نے دیر خرارہ والی چوکی پر حملہ کر کے اس کی جماعت کو ان کے اصل لشکر گاہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا تو دوسری چوکیوں والے بھی اپنے اپنے مقامات سے جہاں وہ متعین تھے واپس چلے آئے مگر انھیں بھی اصل لشکر گاہ والوں نے اپنے احاطے میں داخل ہونے سے روکا اور کہا کہ دشمن سے لڑو اور تیروں سے اپنی مدافعت کرو جو چوکی کہ حلوان کے قریب متعین کی گئی تھی اس پر عاصم بن حجر اور ایک دوسری پر واصل بن حارث السکونی سردار تھے۔
جب یہ تمام جماعتیں ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ شبیب نے ان پر حملہ کرنا شروع کیا اور خندق تک پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ مگر لشکر گاہ والوں نے خارجیوں پر اس قدر تیر برسائے کہ انھیں پیچھے ہٹا دیا۔
شبیب نے جب دیکھا کہ وہ دشمن تک نہیں پہنچ سکتا اس نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اب انھیں چھوڑ دو اور یہاں سے چلتے ہو۔ خارجی حلوان کی سمت چلے اور جب اس مقام کے قریب پہنچے جہاں کہ حسین ابن زفر (بنی بدر بن فزارہ سے تھا) کے قبے ایستادہ ہیں (یہ قبے اس واقعہ کے بعد بنائے گئے ہیں) شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر پڑو یہاں پڑاؤ کر دو گھوڑوں کو دانہ کھلاؤ۔ اپنے تیر و کمان ٹھیک کرلو تھوڑی دیر آرام کر لو۔ دو رکعت نماز پڑھو اور پھر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔
شبیب پھر انھیں لیکر اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ کی طرف چلا۔ اور کہا کہ دیکھو انھیں ہدایات پر عمل کرنا جو میں نے اوّل شب میں مقام دیر بیرما پر تمھیں دی تھیں انکے لشکر گاہ کو

چاروں طرف سے گھیر لینا جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے۔

غرضکہ خارجی شبیب کے ہمراہ اس فوج کے پڑاؤ کی طرف بڑھے۔ اس اثنا میں اہل لشکرگاہ نے اپنے محافظ چوکیوں کے سپاہیوں کو لشکرگاہ میں آنے کی اجازت دیدی تھی اور وہ سب کے سب وہاں پہنچ چکے تھے اور اُن کی طرف سے بالکل بے خوف تھے۔

جب خارجیوں کے گھوڑوں کے سموں کی آوازاون کے بالکل ہی قریب اُنھیں سنائی دی تب اُنھیں محسوس ہوا کہ دشمن سر پر آپہنچا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے اُنھیں کچھ خبر نہ تھی۔

غرضکہ صبح سے کچھ ہی پہلے خارجیوں نے اُنھیں جا لیا۔ اُنھیں گھیر لیا اور ہر جانب سے اُنھیں للکارنا شروع کیا۔

اہل کوفہ نے بھی چاروں طرف سے مقابلہ شروع کیا اور خوب تیر برسائے۔ شبیب نے اپنے بھائی مصاد کو جو کوفہ کی سمت سے اہل کوفہ پر حملے کر رہا تھا اپنے پاس بلایا اور کہا کہ دشمن کے لیے کوفہ کا راستہ چھوڑ دو۔ مصاد چلا آیا اور کوفے کے رخ کو اُس نے اُن کی پسپائی کے لیے چھوڑ دیا اب بھی خارجی تین طرف سے برابر حملہ آور ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ بالکل صبح ہوگئی۔ اُنھوں نے پھر صبح کو نہایت شدید حملہ کیا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور اہل کوفہ برابر مقابلے پر جمے رہے۔

خارجی اُنھیں چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ اس پر اہل کوفہ نے اُن پر طنز یہ فقرے کسنے شروع کیے اور کہنے لگے کہ اے دوزخ کے کتو! اے خارجی گروہ مقابلے پر آؤ ہم تیار ہیں مگر خارجیوں نے ایک نہ سنی اور اُن سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہٹ آئے۔ یہاں پہنچکر اُنھوں نے مختصر سا پڑاؤ کر دیا۔ نماز صبح پڑھی اور براز الروز کی سمت روانہ ہوئے۔ پھر جرجرایا اور اُس کے متصل علاقے کی طرف چلے اور اب اہل کوفہ ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔

ایک شخص جو بطور تاجر اس فوج کے ساتھ تھا جو خارجیوں کی تلاش میں بھیجی گئی تھی بیان کرتا ہے کہ جزل بن سعید ہمارا سردار تھا۔ یہ خارجیوں کی جستجو میں روانہ ہوا

بغیر پورے انتظامات حفاظت کے آگے نہیں بڑھتا تھا۔ جس مقام پر پڑاؤ کرتا اس کے گرد خندق کھود لیتا تھا۔

شبیب کی یہ حالت تھی کہ وہ جزل سے کنائی کاٹتا تھا۔ اُسکے مقابلے پر نہیں آتا تھا علاقۂ جوخی اور دوسرے علاقوں میں تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ خراج خود وصول کرلیتا تھا۔

حجاج اس حالت کو اب زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کرسکتا تھا۔

اُس نے جزل کو ایک خط لکھا جو تمام فوج کے سامنے سنایا گیا۔ وہ خط یہ ہے

حمد و ثنا کے بعد۔ میں نے تمہیں کوفہ کے شہسواروں اور سربرآوردہ منتخب لوگوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا ہے تمہیں حکم دیا تھا کہ اس گمراہ خارجی گروہ کا تعاقب کرو۔ جب تمہاری اُن سے مڈبھیڑ ہو تو جب تک تم اُنھیں تباہ نہ کردو اور اُنھیں پورے طور پر اُن کے کیفر کردار کو نہ پہنچا دو ہرگز اُن سے اپنا منہ نہ موڑنا۔ مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دیہات میں مزے سے راتیں بسر کرتے ہو۔ خندقوں کی اوٹ میں خوب کھاتے ہو اور بجائے اسکے کہ تم میرے حکم کی تعمیل کرتے۔ دشمن پر حملے کرتے اور قلع قمع کردیتے یہ آرام طلبی تمہیں زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے۔

ہم مقام قطراثا اور دیرابی مریم میں تھے کہ یہ خط پڑھا گیا۔ جزل کو یہ ڈانٹ ناگوار گزری۔ فوج کو فوراً کوچ کا حکم دیا چنانچہ بہت شتاب روی سے اب فوج خارجیوں کے تعاقب میں روانہ ہوئی۔

ہم نے اپنے امیر سے سرکشی کی اور کہا کہ یہ معزول کردیا جائے۔

چنانچہ حجاج نے سعید بن مجالد کو اس مہم کا سردار بنا کر بھیجا۔ اور یہ شرط کی کہ جب خارجیوں کا تمہارا مقابلہ ہو تم فوراً بلا توقف اور انتظار اُن پر حملہ کردینا اللہ سے طالب امداد رہنا۔ جزل کا طرزعمل اختیار نہ کرنا۔ اُن کا اسطرح پیچھا کرنا جسطرح درندہ جانور اپنے شکار کا تعاقب کرتا ہے اور اسطرح اُن کے اچانک حملے سے بچنا جسطرح کہ سوشیار و ارہ بچاتی ہے۔

جزل شبیب کی تلاش میں روانہ ہوا۔ نہروان پہنچا۔ اور یہاں اُس نے خارجیوں کو جا لیا مگر اپنے لشکرگاہ ہی میں بیٹھا رہا اور اپنے چاروں طرف خندق کھود لی۔

اسی مقام پر سعید بن مجالد حجاج کی جانب سے اس لشکر کا امیر مقرر ہو کر آیا۔ لشکر گاہ میں داخل ہوا اور خطبہ دینے کھڑا ہوا۔

سب سے پہلے اُس نے اللہ کی حمد اور اُس کے رسول کی ثنا کی اور پھر کہا۔

اے کوفے والو۔ تم کمزور و بزدل ہو گئے ہو۔ تم اپنے فرض کے پورا کرنے سے قاصر رہے۔ اور اپنے حاکم اعلیٰ کو ناراض کر لیا۔ غضب خدا کا۔ دو ماہ سے تم ان دبلے پتلے بدویوں کی تلاش میں ہو اُنھوں نے تمھارے شہروں کو برباد کر ڈالا۔ تمھاری مالگزاری کو خود وصول کر لیا اور تم خوفزدہ ہو کر خندقوں میں دبکے ہوئے ہو۔ اس وقت تک خندقوں سے نکلتے ہی نہیں جب تک تمھیں یہ نہ معلوم ہو جائے کہ خارجی تم سے ہٹ کر کسی اور جانب چلے گئے ہیں یا تمھارے مقام کے علاوہ کسی اور مقام پر اُنھوں نے دھاوا کیا ہے۔

اللہ کا نام لیکر دشمن کی طرف چلو۔

غرض کہ سعید اور تمام فوج خندقوں سے باہر نکلی سعید نے جس قدر رسالہ تھا اُسے ایک جا جمع کیا اس پر جزل نے دریافت کیا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

سعید نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس رسالے کے ساتھ شبیب پر بڑھ کر حملہ کروں جزل نے کہا نہیں یہ ٹھیک نہیں آپ اپنی تمام فوج پیدل اور رسالے کے ساتھ ایک جا رہیں البتہ ان کے سامنے آجائیں۔ کیونکہ شبیب ضرور خود ہی تم پر حملہ کریگا اس لیے آپ اپنی جمعیت کو منتشر نہ کیجیے فوج اگر سب یکجا رہی تو اُس سے انھیں نقصان اور آپ کو فائدہ پہنچے گا۔

مگر سعید نے جزل سے کہا کہ تم فوج کی صف میں کھڑے رہو۔

جزل نے کہا اے سعید جو کچھ تم کر رہے ہو اُس کی ذمہ داری سے میں بالکل بے تعلق ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمان جو موجود ہیں اسے سُن رہے ہیں سعید نے کہا ہاں میری یہ رائے ہے اگر یہ راست آئی تو گویا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اگر میں اپنی اس چال میں ناکامیاب رہا تو تم پر اُس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

جزل اب اہل کوفہ کے ساتھ جنھیں وہ خندقوں سے باہر نکال لایا تھا ٹھیرا رہا اُن کے میمنے پر عیاض بن ابی لینہ الکندی اور میسرے پر عبدالرحمن بن عوف کو سردار مقرر کیا۔ اور خود اُن کی اصل فوج میں ٹھیرا رہا۔

سعید بن مجالد آگے روانہ ہوا۔ اور اُس کے ساتھ فوج بھی چلی۔
اس اثنا میں شبیب براز الروز کی طرف چلا۔ قطبطیا میں جاکر اُس نے پڑاؤ کیا اس مقام کے زمیندار کو حکم دیا کہ ہماری ضروریات کی اشیا خرید دے اور صبح کا کھانا تیار کرائے۔ زمیندار نے اُس فرمائش کو منظور کرلیا۔ شبیب شہر میں داخل ہوا۔ دروازے بند کردیے گئے۔ ابھی کھانے سے فارغ بھی نہیں ہوا تھا کہ سعید بن مجالد اپنی فوج کے ساتھ آدھمکا۔
زمیندار نے شہر کی فصیل پر چڑھ کر دیکھا کہ فوج بڑھی ہوئی آرہی ہے اور قلعے کے قریب پہنچا چاہتی ہے وہ فصیل پر سے اُتر آیا۔ اُس کا رنگ فق تھا۔ شبیب نے اُس سے پوچھا کہ کیوں تمھارے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے؟
زمیندار نے بیان کیا کہ ہر طرف سے آپکو فوجوں نے گھیر لیا ہے۔ اُس پر شبیب نے کہا کچھ پروا نہیں ہاں یہ تو بتاؤ کہ ہمارا ناشتہ بھی تیار ہے یا نہیں زمیندار نے کہا ہاں تیار ہے۔ شبیب نے کہا اچھا لاؤ۔
شہر کے دروازے پہلے ہی سے بند تھے۔ غرض کہ کھانا لایا گیا شبیب اور اُن کے ساتھیوں نے ناشتہ کیا وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اپنا خچر منگایا اور اُس پر سوار ہوا۔
تمام خارجی شہر کے دروازے کے نزدیک جمع ہوئے۔ شبیب نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا اور اپنے خچر پر سوار ہوکر نکلا دشمن پر حملہ آور ہوا اور کہنے لگا کہ حکومت اللہ ہی کو زیبا ہے[۱]۔ میں ابو مدلہ ہوں اگر چاہتے ہو تو ثابت قدم رہو۔
سعید نے اپنی فوج اور رسالے کو ایک جا جمع کرنا شروع کیا اور پھر انھیں لیکر شبیب کے پیچھے چلا۔ اور کہنے لگا کہ خارجی صرف ایک حملے کے ہیں۔
شبیب نے جب دیکھا کہ دشمن علیحدہ علیحدہ اور متفرق ہوگیا ہے اپنے تمام رسالے کو ایک جا جمع کرکے اُنھیں کنائی کاٹ کر حملہ کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اُنکے سردار کو پیش نظر رکھو کیونکہ بخدا یا تو میں اُسے قتل کرڈالوں گا یا وہ مجھے قتل کرڈالے
چنانچہ حسب ہدایت خارجیوں نے ایک جانب کو بچتے ہوئے اہل کوفہ پر حملہ کیا اور اُنھیں پیچھے ہٹا دیا سعید ابن مجالد اپنی جگہ پر جا رہا اور اپنے ساتھیوں

[۱] لا حکم الا اللہ کا ترجمہ ہے جو خارجیوں کا شعار تھا۔

سے پکار کر کہا کہ میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ۔ میں ذی مرّان کا بیٹا ہوں۔ سعید نے اپنی ٹوپی اُتار کر زین کے ہرنے پر رکھ دی تھی۔

شبیب نے اس پر حملہ کر کے سر پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی جو دماغ تک اُتر گئی اور سعید زمین پر مردہ گر پڑا۔ فوج شکست کھا کر بھاگی۔ بہت سے لوگ مارے گئے بقیۃ السیف جزل کے پاس پہنچے۔ جزل گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور لوگوں سے کہا کہ میرے پاس آؤ۔

عیاض بن ابی لینۃ نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ اگر تمھارا اگلا سردار میدانِ جنگ میں کام آیا تو کیا ڈر ہے یہ تمھارا دوسرا سردار مبارک وہیمون نقیبے والا زندہ موجود ہے جزل نے پوری داد مردانگی دی اور زخمی ہو کر گر پڑا اور ڈولی میں ڈال کر مدائن اُٹھا کر لایا گیا۔

اس فوج کے شکست خوردہ مفرورین کوفہ آ گئے۔

اس جنگ میں خالد بن نہیک دبنی زحل بن معاویہ سے) اور عیاض بن ابی لینۃ نہایت بہادری سے لڑے اور انھیں دونوں نے جزل کو دشمن کے نرغے سے نکالا جو زخمی ہو چکا تھا۔

مذکورۂ بالا بیان ایک جماعت کا ہے۔ دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ یہ جنگ دیرابی مریم اور رباز الروذ کے درمیان ہوئی تھی۔

پھر جزل نے اس واقعے کی پوری کیفیت حجاج کو لکھ بھیجی۔

شبیب نے کرخ کے قریب دجلہ کو عبور کیا۔ سوق بغداد کو قاصد بھیجے اور انھیں امان دی۔

بات یہ تھی کہ اس روز بغداد کے بازار کا دن تھا شبیب کو معلوم ہوا تھا کہ لوگ اس سے خوفزدہ ہیں کہ مبادا وہ بازار کے دن ان پر ٹوٹ پڑے اور بہ لوٹ لے۔ مگر چونکہ شبیب اور اس کے ساتھی بازار سے کپڑے سواری کے جانور اور دوسری مایحتاج چیزیں خریدنا چاہتے تھے اس لئے اس نے مناسب سمجھا کہ ان کے خوف کو امان کا وعدہ کر کے دور کر دے۔

شبیب اپنی فوج کو لیکر کوفے کی طرف چلا۔ تمام لشکر اول شب میں روانہ ہوا

اور مقام عقر الملک پر جو قصر ابن ہبیرہ کے قریب واقع ہے پڑاؤ کیا۔ پھر صبح سے تیزی کے ساتھ کوچ کرنا شروع کیا اور حمام عمر بن سعد اور قبین کے درمیان رات بسر کی۔
جب حجاج کو اُن کی نقل و حرکت اور جائے قیام کا علم ہوا اُس نے سوید بن عبدالرحمٰن السعدی کو دو ہزار شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور سوید کو حکم دیا کہ تم شبیب کے مقابلے کے لئے جاؤ اُس پر حملہ کرو۔ میمنہ و میسرہ مقرر کر لینا۔ اور پھر پوری جمعیت کے ساتھ اس پر بڑھنا۔ اگر شبیب تمہارے مقابلے سے ہٹ جائے تم اُسے جانے دینا اس کا تعاقب نہ کرنا۔
غرض کہ سوید اس مہم پر روانہ ہوا۔ مقام سبخہ پر آکر اُس نے اپنے لشکر کی صف بندی شروع کی اُسے معلوم ہوا کہ شبیب سامنے آرہا ہے۔ یہ بھی اُس کے مقابلے پر روانہ ہوا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا موت اُسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔
حجاج نے عثمان بن قطن کو بھی روانگی کا حکم دیا۔ اس نے بھی سبخہ پر لشکر کی تیاری لی اور اعلان کر دیا گیا کہ اس لشکر کا جو شخص آج رات کوفے میں بسر کریگا اور عثمان کے پاس نہ پہنچیگا اُس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال زایل ہو جائینگے۔
حجاج نے سوید کو حکم دیا کہ تم اپنے دو ہزار سواروں کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ دریا کو عبور کر کے زرارہ پہنچا۔ ابھی اپنی فوج کی ترتیب اور اُنھیں جنگ کی تحریص ہی دلانے میں مصروف تھا کہ اُس سے کہا گیا کہ شبیب تمہارے بالکل قریب آگیا ہے۔
سوید گھوڑے پر سے اُتر پڑا۔ اُس کی فوج کے اکثر لوگ اُس کے ساتھ اُتر پڑے جھنڈا سامنے لایا گیا اور یہ سب کے سب زرارہ کی انتہائی حد تک پہنچ گئے یہاں آکر اُسے معلوم ہوا کہ چونکہ شبیب کو تمہارے قیامگاہ کا علم ہو چکا تھا اس لئے اُس نے تمہارا رخ چھوڑ دیا اور چونکہ دریا یہاں پایاب نہ تھا اس لئے اُس نے تمہاری سمت کے علاوہ دوسری جگہ سے دریائے فرات کو عبور کیا ہے اور وہ کوفے کی طرف جا رہا ہے پھر کسی نے اُس سے کہا دیکھئے وہ جا رہا ہے۔
سوید نے اپنی تمام فوج میں اعلان کر دیا اور یہ سب کے سب سوار ہو کر اُس کے پیچھے چلے۔ شبیب بڑھتے بڑھتے دار الرزق پہنچا۔ یہاں آکر اُسے معلوم ہوا کہ

تمام اہل کوفہ مقابلے کے لیے سبخہ میں تیاری کر رہے ہیں۔
سبخہ میں جو فوج جمع ہو رہی تھی انھیں جب معلوم ہوا کہ شبیب قریب آگیا اُن میں پریشانی پھیل گئی۔ ایک نے دوسرے کو آواز دینا شروع کیا وہ پلٹے اور ارادہ کیا کہ شہر کوفہ میں چلے آئیں۔ مگر جب پھر اُن سے کہا گیا کہ سوید بن عبدالرحمٰن شبیب کے پیچھے چلا آرہا ہے بلکہ اُس تک پہنچ چکا ہے اور وہ رسالے کے ساتھ بڑھ رہا ہے تو انھیں قرار آیا اور اپنی اپنی جگہ قایم رہے۔
شبیب نے جب دیر میں تھوڑا قیام کیا حکم دیا کہ ایک بکری اُس کے لیے بھونی جائے۔ زمیندار فصیل پر چڑھا اور اُترا اُس کے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ شبیب نے پوچھا کیا ہوا اُس نے کہا بخدا ایک بڑی فوج نے تمھیں گھیر لیا ہے۔ شبیب نے کہا کیا ابھی تک بکری بھُنی نہیں۔ جواب دیا گیا کہ نہیں۔ شبیب نے کہا اچھا اُسے چھوڑ دو۔
زمیندار پھر دوسری مرتبہ شہر کی فصیل پر دیکھنے کے لیے چڑھا۔ اور آکر اُس نے کہا بخدا فوج نے قلعے کا محاصرہ کر لیا ہے۔
شبیب نے کہا اچھا وہ بھنا ہوا گوشت تو لاؤ اور بغیر کسی قسم کے تردد یا پریشانی کے کھانے لگا اس سے فراغت کرنے کے بعد وضو کیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی زرہ پہننے کے بعد دو تلواریں حمایل کیں۔ اور ایک لوہے کا گرز لیا اور حکم دیا کہ میرے لیے ایک خچر پر زین کسا جائے۔ اُس کے بھائی مصاد نے کہا بھی کہ بھلا آج بھی آپ خچر پر زین کسوا رہے ہیں۔ شبیب نے کہا ہاں اُسی پر زین رکھو۔ اور سوار ہوا۔ پھر کہا فلاں تم میمنے پر رہو اور فلاں تم میسرے پر اور مصاد سے کہا کہ تم قلب فوج میں رہو۔ اسکے بعد اُس نے زمیندار کو شہر کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ چنانچہ کوفہ والوں کے روبرو ہی دروازہ کھولا گیا۔ اور اپنا شعار کہتا ہوا سعید کی طرف چلا۔ سعید اور اسکے ساتھیوں نے رجعت قہقہری شروع کردی اور اس دیر سے ایک میل کے قریب فاصلے پر پیچھے ہٹ گئے۔
سعید کہتا جاتا تھا اے ہمدانیو میں ذی مران کا بیٹا ہوں میرے پاس آؤ۔
سعید نے ایک دستہ فوج کو اپنے بیٹے کے ساتھ روانہ کیا کیونکہ اُسے یہ محسوس ہو گیا تھا کہ دشمن مجھ پر غلبہ کرلیگا۔ شبیب نے یہ دیکھکر اپنے بھائی مصاد کی طرف

دیکھا اور کہا اللہ تعالیٰ مجھے تیری موت کا سوگوار بنائے اگر میں اُسے قتل کر کے اُسکے بیٹے کو اُس کا سوگوار نہ بناؤں۔ اور پھر گرز لیکر سعید پر چڑھ دوڑا۔ سعید مارا گیا اور زمین پر گر پڑا فوج نے شکست کھاکر راہ فرار اختیار کی۔ مگر سوائے ایک مقتول کے اور کوئی اُس روز اہل کوفہ میں مقتول نہیں ہوا۔

سعید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کر جزل کے پاس آئی۔ جزل نے اُنھیں اپنی طرف بلایا۔

عیاض بن ابی لینۃ نے کہا اے لوگو اگر تمھارا اوّل درجہ والا سردار ہلاک ہوگیا ہے تو کوئی حرج نہیں یہ تمھارا دوسرا مبارک نصیب امیر موجود ہے اس کے پاس آؤ۔ اور اُس کے زیر قیادت لڑو۔

یہ سنکر کچھ لوگ تو جزل کی طرف آئے اور بعض نے سیدھے کوفہ کی طرف راہ فرار اختیار کی۔

جزل نہایت بہادری سے لڑتا رہا آخرکار زخمی ہوکر گرا۔ خالد بن نہیک اور عیاض بن ابی لینۃ دونوں اُسے بچاتے رہے اور بڑی مشکل سے جزل کو دشمن کے نرغے سے نکالا۔ اور وہ ڈولی میں ڈالکر لایا گیا۔

فوج شکست کھاکر کوفہ میں داخل ہوئی۔

جزل کو لوگ اُٹھاکر مداین لے آئے اور یہاں سے اُس نے تمام واقعے کی کیفیت حجاج کو لکھی جزل کا وہ خط یہ ہے۔

"حمد و ثنا کے بعد میں امیر کو مطلع کرتا ہوں کہ میں اُس لشکر کے ساتھ جسے آپ نے میرے ساتھ اُس مہم پر روانہ کیا تھا دشمن کے مقابلے کے لیے نکلا۔ آپ نے دشمن کے متعلق جو جو ہدایات مجھے دی تھیں میں اُن پر پوری طور پر کاربند رہا اسلیے جب میں موقع دیکھتا تھا دشمن پر نکلکر حملہ آور ہوتا تھا اور جب کبھی خطرے کا خوف ہوتا تھا میں فوج کو خارجیوں کے مقابلے پر جانے سے باز رکھتا تھا۔

میں برابر اسی طریقۂ کار پر عمل پیرا رہا۔ دشمن نے تمام تدبیریں مجھ پر ختم کر دیں مگر وہ مجھے دھوکا نہ دیسکا اور نہ اچانک غفلت کی حالت میں وہ مجھ پر حملہ کر سکا۔ اتنے میں سعید بن مجالد رحمتہ اللہ علیہ آئے۔ میں نے اُن سے کہا کہ سوچ سمجھکر

کام کیجیے عجلت نہ کیجیے اور میں نے یہ بھی انھیں ہدایت کی تھی کہ پوری فوج کے ساتھ دشمن سے جنگ کیجائے۔ مگر انھوں نے میری بات نہ مانی اور رسالہ لے کر دشمن پر حملہ آور ہو گیے۔

میں نے اس معاملے میں اہل کوفہ اور بصرہ کو گواہ کرا لیا کہ میں اُن کی رائے سے بالکل بے تعلق ہوں اور جو کچھ انھوں نے کیا وہ ہرگز میرا منشا نہ تھا۔

سعید نے اپنا ارادہ پورا کیا اور شہید ہوئے۔ خدا اُن کی خطاؤں کو معاف کرے پھر فوج میری طرف آئی میں گھوڑے سے اوتر پڑا۔ اُنھیں اپنی طرف بلایا اور ان کے لیے اپنا جھنڈا بلند کر دیا۔ لڑا اور زخم کھا کر گر پڑا مجروحین میں سے لوگوں نے مجھے اُٹھایا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے ہاتھوں پر مجھے لے جا رہے ہیں اور ہم میدان کارزار سے ایک میل کے فاصلے پر نکل آئے ہیں اب میں بدائن میں مقیم ہوں۔ میرے زخم اس قدر شدید ہیں کہ اگر اُن سے کم بھی کسی کو آئے ہوتے تو وہ یقیناً ہلاک ہو جاتا۔ یا مجھ ایسا جو شخص زخمی ہوتا اسکی خطائیں درگزر کیجاتیں۔

جس دیانت داری اور اخلاص سے میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری اور فوج کے ساتھ سلوک کیا ہے اور دشمن کے مقابلے پر جو چالیں اختیار کیں اور جنگ میں کس طرح لڑا یہ تمام باتیں آپ خود دریافت فرما سکتے ہیں۔ اس سے جناب والا پر وہ صداقت اور خیر خواہی جو میں نے کی ہے اچھی طرح ظاہر و روشن ہو جائیگی۔"

حجاج نے اس کے جواب میں یہ خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد۔ تمہارا خط مجھے ملا۔ میں نے اُسے پڑھا۔ اور جو کچھ تم نے اُس میں بیان کیا تھا میں بخوبی سمجھ گیا۔ میری خیر خواہی۔ اہل کوفہ پر تمہارا اقتدار اور انضباط دشمن پر تمہارا حملہ۔ اِن تمام امور کے متعلق جو کچھ تم نے اپنے لیے لکھا ہے میں اُسے سچ سمجھتا ہوں۔

سعید کی کاروائی اور دشمن پر حملہ کرنے میں اُس نے جس عجلت کا اظہار کیا اس کے متعلق جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اُسے بھی میں سمجھا۔

میں اس کی جلد بازی اور تمھاری تاخیر دونوں کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھتا ہوں اُس کی جلد بازی نے تو اُسے جنت الفردوس پہنچا دیا۔ رہی تمھاری تاخیر اور ڈھیل اُس سے یہ فائدہ ہوا کہ جب تمھیں کوئی موقع ہمدست ہوا تم نے اُسے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور جب انسان کسی موقع کو اس لیے چھوڑ دے کہ وہ اس سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتا۔ یہ تدبیر اور احتیاط ہے۔ تمھارا طرز عمل قرین صواب ہے۔ تم خوب لڑے۔ تم نے میرے احکام کی پوری تعمیل کی۔ میرے نزدیک تم اُن لوگوں میں ہو جنکی بات کو سنا جائے۔ اُسے مانا جائے اور اُن کی خیر خواہی پر اعتماد کیا جائے۔

میں تمھارے پاس حیان بن ابجر کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ تمھارا علاج کریں۔ دو ہزار درہم میں نے تمھیں بھیجے ہیں اُنھیں تم اپنی ضروریات اور دوسرے غیر معمولی اخراجات میں خرچ کرو۔ والسلام۔

چنانچہ حیان بن ابجر (بنی فراس سے) (جو داغ دیکر یا دوسرے طریقے سے علاج کیا کرتے تھے) جزل کے پاس آئے اور اُس کا علاج کرنے لگے۔

عبداللہ بن ابی عصیفیر نے بھی جزل کو ایک ہزار درہم بھیجے۔ خود عیادت کرنے جاتا تھا علاوہ ازیں تحفے تحائف بھی بھیجا کرتا تھا۔

اب شبیب مدائن پہنچا۔ مگر یہاں آکر اسے معلوم ہوا کہ باشندوں اور شہر پر کسی طرح اُس کا دسترس نہیں ہو سکتا اس لیے مدائن سے کوفہ کی سمت چلا۔ کرخ پہنچا دریائے دجلہ کو عبور کر کے کرخ آیا شبیب خود کرخ ہی میں مقیم تھا کہ اُس نے بغداد کے بازار والوں کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی اپنی جگہ اطمینان سے کاروبار کرتے رہو تمھیں آنچ تک نہیں آئیگی۔ اس اطمینان دلانے کی وجہ یہ تھی کہ شبیب کو خبر پہنچی تھی کہ بازار والے اُس سے خوفزدہ ہیں کہ مبادا غارتگری کرے۔

سوید جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ اُس نے بنی مزینہ اور بنی سلیم کے مکانات کو اپنے اور اپنے ساتھیوں کی پشت پر چھوڑا۔

شام کے وقت شبیب نے اُن پر نہایت شدید حملہ کیا مگر اُسے کوئی کامیابی

حاصل نہیں ہوئی۔ اب شبیب نے حیرہ کی طرف رخ کر کے کوفے کے مکانات پر حملہ کرنا شروع کیا۔ سوید نے بھی اوس کا پیچھا نہ چھوڑا بلکہ برابر لگا ہوا چلا آیا۔ یہاں تک کہ شبیب کوفے کی تمام آبادی قطع کر کے حیرہ پہنچا۔ سوید بھی اوس کے تعاقب میں حیرہ آیا۔ مگر۔ یہاں آکر اوس نے دیکھا کہ شبیب نے جاتے جاتے پل توڑ ڈالا ہے۔ اس لئے اوس نے شبیب کا تعاقب چھوڑ دیا اور صبح تک وہاں ٹھہرا رہا۔

حجاج نے سوید کو حکم دیا کہ تم شبیب کے پیچھے جاؤ۔ یہ اوس کے تعاقب میں چلا۔ مگر شبیب وہاں سے نکل آیا اور دریائے فرات کے نیچے کے علاقے میں اوس کا ہم قوم جو ملتا اوسے لوٹ لیتا۔

مقام خفان کی پشت پر سے اوس نے صحرا سے ایک اور پہاڑی علاقے کی طرف جسکا نام غلطہ تھا چڑھنا شروع کیا۔ یہاں بنی ورثہ کے کچھ لوگوں سے اوس کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ شبیب نے اون پر حملہ کیا اور اونھیں مجبور کر دیا کہ وہ زمین کے گڑھوں میں پناہ لیں۔ یہاں سے اونھوں نے شبیب اور اوس کی فوج والوں پر چکی کے سخت پتھر جو اون کے چاروں طرف پڑے ہوئے تھے برسانے شروع کئے۔

آخر کار یہ پتھر کب تک چلتے ختم ہو گئے۔ شبیب نے انھیں جالیا اور اون میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس میں حنظلہ بن مالک۔ مالک بن حنظلہ اور حمران بن مالک بھی تھے۔ یہ سب قبیلۂ بنی ورثہ سے تھے۔

اب شبیب اپنے ہی خاندان والوں اور ایک جدی عزیزوں پر غارتگری کرنے کیلئے لصف پہنچا۔ (لصف اوس کے قبیلے کا چشمہ ہے) یہ چشمہ فزر بن الاسود کے جو صلب کی اولاد میں سے تھا زیر نگیں تھا۔ اور یہ وہی شخص تھا جو شبیب کو اوس کے اس طرز عمل سے روکتا تھا اور اس بات سے منع کرتا تھا کہ وہ خود اپنے ہی قبیلے اور قریبی عزیزوں پر ہاتھ صاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

شبیب کو اوس کی نصیحت بہت ناگوار گزرتی اور کہا کرتا تھا کہ بخدا اگر سات سوار بھی میرے زیر اقتدار ہوئے تو میں فزر پر ضرور غارت گری کرونگا۔

جب اُس مقام پر شبیب نے حملہ کیا تو پوچھا کہ فزر کہاں ہے۔

فزر نے اپنے آپ کو اوس سے بچا لیا اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے پیچھے

کوئی خارجی مکانات کی اوٹ ہونے کی وجہ سے گھوڑا نہ دوڑا سکا اوس نے جنگل کا راستہ لیا۔ تمام لوگ شبیب سے خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے۔ اس لئے یہ واپس آیا۔

شبیب نے تمام مفصلات کے لوگوں میں اپنی دہشت بٹھا دی۔ مقام قطقطانہ پر حملہ کیا۔ پھر مقاتل کے محل پر دھاوا بولا۔ وہاں سے دریائے فرات کے کنارے پر جو علاقہ تھا اوس پر جھپٹا۔ یہاں سے حصاصہ اور انبار ہوتا ہوا دقوقا میں گھس آیا۔ اور یہاں سے آذربیجان کے ملحقہ علاقہ کی طرف روانہ ہوا۔

حجاج نے اوس کا خیال چھوڑ دیا۔ اور کوفے پر عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا قایم مقام بنا کر خود بصرے چلا آیا۔

اس درمیان میں لوگوں کو شبیب کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا کہ اتنے میں ماذرواسپ یابل مہروذ کے زمیندار اور رئیس نے عروہ کو خط لکھا کہ انبار کے ایک بزنے جو میرے علاقے کا رہنے والا ہے مجھ سے آکر بیان کیا کہ شبیب کا ارادہ ہے کہ اس آئندہ ماد کی ابتدائی تاریخوں میں وہ کوفہ میں گھس آئے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپکو اسکی اطلاع کر دوں تاکہ آپ اوس کے متعلق کچھ سوچیں اس بیان کو ابھی ایک گھنٹہ کا عرصہ نہ گزرا ہو گا کہ میرے دو خراج وصول کرنے والے ملازم آئے اور اونھوں نے بیان کیا کہ شبیب خانیجار پہنچ چکا ہے اور وہاں مقیم ہے۔

عروہ نے اس خط کو ایک دوسرے اپنے خط کے ساتھ منسلک کر کے فوراً حجاج کے پاس بصرے روانہ کیا حجاج اس خط کو پڑھتے ہی نہایت تیزی سے کوفے روانہ ہوا۔

دوسری جانب سے شبیب بڑھتے بڑھتے دجلہ کے کنارے ایک گاؤں میں آیا جسکا نام حربی تھا۔ اس مقام سے اوس نے دجلہ کو عبور کیا اور پوچھا کہ اس گاؤں کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس کا نام حربی ہے۔

شبیب نے کہا حرب ہے۔ اسکی آگ سے تمھارے دشمن تاپیں گے اور حرب تمھیں اون کے مکانات کا قابض بنا دیگی۔ جو شخص واقف کار ہوتا ہے اور پرہیز گار ہوتا ہے وہ اچھی ہی فال لیا کرتا ہے۔

پھر شبیب نے اپنا جھنڈا بلند کیا اور اپنے ساتھیوں کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ بڑھتے بڑھتے مقام عقرقونا پر پڑاؤ کیا۔

سوید بن سلیم نے عرض کی اے امیر المومنین کاش آپ ہمیں اس منحوس نام والے گاؤں سے لیکر نہ گزرتے بلکہ کسی دوسرے راستے سے آتے۔

شبیب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی فال لی ہے۔ بخدا میں ہرگز اس مقام سے رخ نہ موڑوں گا بلکہ اس میں سے ہو کر دشمن کے مقابلے پر جاؤں گا۔ انشاءاللہ اس کی نحوست تمہارے دشمنوں پر ہوگی۔ اسی موضع میں تم اون پر حملہ کرو اونھیں کو تباہی اور شکست نصیب ہوگی۔

اسکے بعد شبیب نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اے لوگو حجاج اس وقت کوفے میں نہیں ہے اور اب کوفے تک انشاءاللہ کوئی ہماری مزاحمت نہ کریگا اس لئے بڑھے چلو شبیب نہایت شتاب روی سے کوفے کی طرف چلا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ حجاج سے پہلے کوفہ پہنچ جائے۔

دوسری جانب عروہ نے حجاج کو لکھا کہ شبیب نہایت سرعت سے کوفے پر بڑھا آرہا ہے اور قریب رہگیا ہے اس لئے آپ آنے میں بہت جلدی کیجیے۔

حجاج منزلوں کو جلد جلد طے کرتا ہوا چلا۔ دونوں چاہتے تھے کہ اپنے مقابل سے پہلے کوفے پہنچ جائیں۔

حجاج ظہر کے وقت کوفے میں داخل ہوگیا۔ اور شبیب نماز مغرب کے وقت سبخہ پہنچا یہاں اوس نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھی۔ پھر کچھ تھوڑا بہت کھانا کھایا اور خارجی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر کوفے میں داخل ہوئے۔

شبیب بڑھتا ہوا بازار تک پہنچا۔ پھر قلعے پر حملہ آور ہوا اور قصر کے دروازے کو گرز سے مارنا شروع کیا۔

ابو منذر کہتے ہیں کہ میں نے شبیب کے گرز کے نشان کو قصر کے دروازے پر دیکھا ہے۔ اوس کی ضرب نے دروازے میں بہت کچھ اثر کیا تھا۔

شبیب وہاں سے ہٹ کر چبوترہ پر کھڑا ہوا۔ اور یہ دو شعر پڑھے۔

وکان حافرها بکل خمیلة — کیل یکیل به الشحیح المعدم

عبد دعی من ثمود اصلة — لا بل یقال ابو ابیهم یقدم

ترجمہ۔ گویا گھوڑی کا سُم جو نرم ریتیلی زمین پر پڑتا ہے وہ ایک پیمانہ ہے جس سے

بخیل اور رفقیہ آدمی وزن کرتا ہے۔ میرا مد مقابل ایک جھوٹے نسب کا مدعی غلام ہے۔ جسکی اصل ثمود سے ہے۔ نہیں بلکہ کہا جاتا ہے کہ اون کا جداعلیٰ یقدم تھا۔

اس کے بعد خارجی بڑی مسجد میں گھس آئے جس میں اکثر نمازی جمع رہتے تھے ان میں سے شبیب نے عقیل بن مصعب الوادی۔ عدی بن عمرو الثقفی اور ابو لیث بن ابی سلیم عنبسہ بن ابی سفیان کے آزاد غلام کو قتل کر ڈالا۔

دوسرے خارجیوں نے ازہر بن عبداللہ العامری کو قتل کر ڈالا۔

خارجی حوشب کے مکان پر پہنچے۔ یہ پولیس کے افسر اعلیٰ تھے۔

خارجی ان کے دروازے پر جاکر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ امیر حوشب کو بلا رہے ہیں حوشب کے غلام میمون نے خچر باہر نکالا تاکہ حوشب اوس پر سوار ہو کر جائیں۔ اس اثنا میں میمون نے بھانپ لیا کہ یہ دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں خارجیوں نے خیال کیا کہ اب یہ ہمارا بھانڈا پھوڑ دیگا۔

میمون نے چاہا کہ پھر مکان میں واپس چلا جائے مگر خارجیوں نے کہا کہ تم اوسوقت تک یہیں رہو جب تک کہ تمھارے آقا یہاں باہر نہ آجائیں۔

حوشب نے اس گفتگو کو سنا اور سمجھ لیا کہ دشمن آگیا مگر باہر نکل آیا جب دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت موجود ہے اوس نے یقین کر لیا کہ ضرور یہ دشمن ہیں اور پلٹکر جانے لگا خارجی اوس کی جانب لپکے مگر وہ گھر میں گھس گیا اور اوس نے دروازہ بند کر لیا۔

خارجیوں نے اوس کے غلام میمون کو قتل کر ڈالا۔ اوس کے خچر پر قبضہ کر لیا اور اب خارجی جحاف بن نبیط الشیبانی کے پاس جو کہ حوشب کے خاندان سے تھا پہنچے۔

سوید نے اوس سے کہا کہ یہاں اوتر کر آؤ۔ جحاف نے کہا میرے آنے سے تمھیں فائدہ۔ سوید نے کہا اوس جوان اونٹنی کی قیمت ادا کرنا چاہتا ہوں جو میں نے آپ سے فلاں علاقے میں خریدی تھی۔

جحاف نے کہا واہ اچھے وقت قیمت ادا کرنے آئے۔ کیا یہی وقت اور جگہ ادائی کے لیئے رہ گئی تھی کیا ایسے وقت میں جبکہ رات اندھیاری اور تم گھوڑے کی پشت پر ہو اوس امانت کی ادائی کرنی تھی اے سوید اللہ اوس ملت کا برا کرے جسکی تکمیل اور اصلاح بغیر عزیزوں کے قتل اور اپنی ہی قوم کے خون بہانے کے ہو ہی نہیں سکتی۔

یہاں سے پلٹ کر خارجی مسجد بنی ذہل پر پہنچے یہاں اُنھوں نے ذہل بن الحارث کو دیکھا یہ اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے اور عادت تھی کہ بہت لانبی نماز پڑھتے تھے جب یہ اپنے گھر واپس جانے لگے خارجیوں نے انھیں جالیا اور حملہ کیا کہ اونھیں قتل کر ڈالیں۔

ذہل نے کہا اے خداوندا ان لوگوں کے ظلم اور جہل کی میں تجھسے شکایت کرتا ہوں اے خداوندا میں کمزور ہوں۔ اون کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ تو اون سے میرا بدلہ لے مگر اسپر خارجیوں نے اون پر وار کیے اور قتل کر ڈالا۔ پھر کوفہ سے نکلکر مردمہ کی سمت روانہ ہوئے۔

نضر بن قعقاع بن شور الذہلی اور اوس کی ماں ناجیہ بنت ہانی بن قبیصہ بن ہانی الشیبانی شبیب کے سامنے آئے۔ جب نضر سامنے آیا تو شبیب نے اوسے بہت گھور کر غور سے دیکھا۔ نضر نے کہا السّلام علیک ایہا الامیر و رحمۃ اللہ اس پر سوید نے فوراً کہا۔ افسوس ہے تجھ پر امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کر پھر نضر نے "امیر المومنین کہا" خارجی کوفہ سے باہر نکل آئے اور مردمہ کی سمت روانہ ہو گئے۔

حجاج نے حکم دیا کہ ایک اعلان کر دیا جائے۔ چنانچہ منادی نے اعلان کیا کہ اے اللہ کے سوارو۔ اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ اور تمھیں خوش خبری ہو اسوقت خود حجاج قلعے کے دروازے پر موجود تھا۔ اوس کے پاس ایک غلام بھی کھڑا ہوا تھا جسکے ہاتھ میں چراغ تھا۔

سب سے پہلے عثمان بن قطن بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ آزاد غلاموں۔ اور اپنے خاندان اور قبیلے کی ایک معتدبہ جماعت کے ساتھ آموجود ہوا۔ اوس نے کہا کہ امیر سے اطلاع کر دی جائے کہ عثمان حاضر ہے۔ جو حکم ہو اوسکی تعمیل کی جائے۔

اوس غلام نے جو چراغ لیے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آپ ابھی اپنی جگہ پر ٹھیریں اور امیر کی ہدایت کے منتظر رہیں۔

اب ہر جانب سے لوگ جمع ہونے شروع ہوئے۔ عثمان نے تمام رات اون لوگوں کے ساتھ جو جمع ہو گئے تھے اوسی مقام پر بسر کی۔

پھر حجاج نے بشر بن غالب الاسدی (بنی والبہ) کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور زایدہ بن قدامۃ الثقفی کو دو ہزار فوج کے ساتھ۔ ابو الضریس بنی تمیم کے آزاد غلام کو ایک ہزار آزاد غلاموں کے ساتھ اور اعین کو جو حمام اعین کا مالک اور بشر بن مروان کا آزاد غلام تھا ایک ہزار فوج کے ساتھ خارجیوں کے تعاقب میں روانہ کیا۔

عبد الملک نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ کو سجستان کا ناظم مقرر کر کے روانہ کیا تھا اور اسکے لیے باقاعدہ وثیقہ بھی لکھدیا تھا۔ اس طرح حجاج کو یہ خط لکھا تھا۔

"حمد و ثنا کے بعد جب محمد بن موسیٰ تمھارے پاس پہنچے۔ اون کے ہمراہ سجستان جانے کے لیے دو ہزار فوج کا بندوبست کر دینا اور انھیں جلدی روانہ کر دینا"

عبد الملک نے محمد بن موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ تم حجاج سے خط و کتابت کرتے رہنا۔ جب محمد بن موسیٰ آگئے تو حجاج نے اوس فوج کی تیاری اور درستی میں جو اون کے ہمراہ جانے والی تھی دیر لگانی شروع کی۔

محمد کے دوستوں نے اوسے سمجھایا کہ آپ توجہ بازی کر کے فوراً اپنی منزل مقصود کو جائیے اور اپنی ذمہ دار خدمت کا جائزہ لیجیے۔ کیونکہ معلوم نہیں حجاج کا اس جنگ میں کیا حشر ہو۔

مگر محمد بدستور مقیم رہا اور شبیب کے مقابلے کا جو واقعہ پیش آیا وہ اوس کے سامنے پیش آیا اسکے بعد حجاج نے محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبد اللہ سے کہا کہ تم شبیب اور خارجیوں سے لڑلو اور پھر اپنی منزل مقصود کو چلے جانا۔

حجاج نے اون امرا کے ساتھ جو شبیب کے تعاقب میں بھیجے گئے تھے۔ عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر بن کریز القرشی اور زیاد بن عمرو العتکی کو بھی بھیجدیا۔

شبیب کوفہ سے نکلکر مردمہ پہنچا۔ یہاں خراج وصول کرنے کے لیے ایک حضر موت کا باشندہ ناجیہ بن مرثد الحضرمی نامی مقرر تھا۔ یہ شخص ڈر کر حمام میں چھپ گیا۔ شبیب وہاں پہنچا حمام سے اوسے باہر نکالا اور قتل کر ڈالا۔

نضر بن قعقاع بن شور شبیب کے سامنے آیا۔ یہ شخص حجاج کے ہمراہ تھا جب حجاج بصرے سے آرہا تھا مگر جب حجاج نے نہایت سرعت سے کئی کئی منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرنا شروع کیا تو اسے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

جب شبیب نے اُسے دیکھا اور اُس کے ساتھ جمعیت بھی دیکھی پہچان گیا اور اوس سے کہا اے نضر بن قعقاع صرف خدا ہی کا حکم نافذ ہے۔ اُس کے اس کہنے سے مطلب یہ تھا کہ وہ نضر کو (بطور خود) راہ راست پر آنیکی ہدایت کرنا چاہتا تھا نضر اس جملہ کے مفہوم کو نہ سمجھا۔ اور اُس نے جواب دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم خدا ہی کے لئے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اس پر شبیب کے ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اس کہنے سے اُس نے یہ سمجھا کہ آپ اُسے اپنے مذہب کی تلقین کر رہے ہیں پھر کیا تھا سب نے اُس پر حملہ کر دیا اور قتل کر ڈالا۔

یہ تمام سردار دریائے فرات کے نیچے کے علاقہ میں جمع ہوے۔ مگر اب شبیب نے اپنا رخ ہی بدل دیا اور بجائے اسکے کہ وہ ان سرداروں کی طرف آتا اس نے تاوسیہ کا رخ کیا۔

حجاج نے زحر بن قیس کو اٹھارہ سو منتخب شہسواروں کے ساتھ شبیب کے تعاقب کا حکم دیا اور کہدیا کہ جہاں کہیں تم اسے پاؤ فوراً حملہ کر دینا۔ البتہ اگر وہ اپنی راہ چلا جائے تم اُس کا تعاقب نہ کرنا بلکہ جب تک وہ تم پر پلٹ کر خود حملہ آور نہ ہو تم اُس سے مزاحم نہ ہونا۔ اور اگر وہ کسی مقام پر پڑاؤ کر دے اور تمہارے مقابلے پر جارہے تو تم بھی اُس جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ اُس سے دو دو ہاتھ نہ کر لو۔

زحر اس مہم پر روانہ ہوا سیلحین پہنچا۔ شبیب کو بھی معلوم ہوا کہ زحر میرے مقابلے کے لئے آرہا ہے اس نے بھی اسی طرف کوچ کیا۔ غرض کہ دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں آ گئے۔

زحر نے اپنے میمنہ پر عبداللہ بن کناز النہدی کو مقرر کیا جو ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا۔ اور اپنے میسرہ پر عدی بن عمیرۃ الکندی ثم الشیبانی کو مقرر کیا۔

شبیب نے بھی اپنے تمام سواروں کو ایک جگہ جمع کیا تا کہ ایک دم سے مجتمع حالت میں دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ وہ اپنے سواروں کو لیکر دشمن کی صف پر حملہ کرنے کے لئے بڑھا آندھی کی طرح چلا۔ اور تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کا وہ دینے کے بعد

زحر بن قیس تک پہنچ گیا۔

زحر گھوڑے سے اوتر پڑا۔ لڑا اور زخم کھا کر گر پڑا۔ اُس کی فوج شکست کھا کر بھاگی خارجیوں نے سمجھا کہ ہم نے اُسے قتل کر دیا۔ مگر جب صبح ہوئی اور اُسے سردی محسوس ہوئی۔ اٹھا اور خود اپنے پیروں چلکر ایک گاؤں میں آیا۔ یہاں اُس نے رات بسر کی اور پھر یہاں سے اسے لوگ کوفہ لے گئے۔ اس کے چہرے اور سر پر تلوار اور نیزوں کے سترہ اٹھارہ زخم آئے تھے۔ کچھ عرصہ تک اپنی جائے قیام سے نہیں ہلا۔ پھر حجاج کے پاس آیا اور تمام چہرہ اور زخموں پر روئی کے پھوئے رکھے ہوئے تھے۔ حجاج نے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور جو لوگ اُس وقت اُس کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اُنھیں مخاطب کر کے کہا جس کسی کو ایک جنتی کے دیکھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہو جو چلتا پھرتا بھی ہے حالانکہ وہ شہید ہے۔ اُسے چاہیے کہ وہ زحر بن قیس کو دیکھ لے۔

چونکہ شبیب کے ساتھیوں کو اپنی جگہ پر یہ خیال تھا کہ ہم نے زحر کو قتل کر دیا ہے اس لئے انھوں نے شبیب سے کہا کہ ہم نے دشمن کے لشکر کو شکست دی۔ ان کے ایک بڑے سردار کو قتل کر دیا اس لئے اب بہتر یہ ہے کہ اپنی عزت و آبرو کو بچا کر آپ ہمیں یہاں سے کسی دوسری طرف لے چلئے۔

شبیب نے کہا کہ ہم نے چونکہ اس امیر کو قتل کیا اور اس لشکر کو شکست دی اس لئے وہ تمام سردار اور فوج جو تمھاری تلاش میں بھیجی گئی تھی تم سے مرعوب ہے اب تم میرے ساتھ اُن کی طرف بڑھو بجا اگر ہم نے اُنھیں قتل کر لیا تو انشاء اللہ حجاج کے قتل کرنے اور کوفہ پر قبضہ کرنے میں اب کوئی شے ہماری سدّراہ نہ ہوگا۔

سب نے کہا کہ اب ہم آپ کی رائے پر چلنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے دل و جان سے حاضر ہیں۔ ہم آپ کی مرضی پر ہیں۔ جیسا آپ کہینگے ویسا ہم کرینگے۔

شبیب نے سب کو لیکر تیزی سے کوچ شروع کیا نجران پہنچا۔ (یہ نجران وہ ہے جو عین التمر کے اطراف میں کوفہ کے قریب واقع ہے)

یہاں آکر اس نے دشمن کی نقل و حرکت دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ مقام رو ذبار

واقعۂ زیرین فرات علاقہ بھقباذ اسفل میں جو کوفہ سے چودہ فرسخ کے فاصلے پر ہے تمام سردار جمع ہو رہے ہیں۔

حجاج کو بھی خبر ہوگئی کہ شبیب اُن سواروں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس نے عبدالرحمٰن بن الغرق ابن ابی عقیل کے آزاد غلام کو جسکی حجاج بہت تکریم و تعظیم کیا کرتا تھا حکم دیا کہ تم ان سرداروں کے پاس جاکر انھیں مطلع کردو کہ خارجی تمہاری طرف بڑھے آرہے ہیں اور یہ بھی کہدینا کہ اگر ایک ہی جنگ میں تم سب جمع ہوجاؤ تو زایدہ بن قدامہ تم سب کے سردار ہونگے۔

ابن الغرق آیا۔ جو پیام تھا وہ پہنچادیا اور پھر واپس چلاگیا۔

غرض کہ شبیب اس جرار فوج تک پہنچا جس میں سات سردار تھے اور زایدہ بن قدامہ سب کے افسر اعلیٰ تھے۔

ہر سردار نے اپنی اپنی جمعیت کو علیحدہ علیحدہ ترتیب دیا تھا۔ میمنہ پر زیاد ابن عمرو العتکی اور میسرہ پر بشر بن غالب الاسدی سردار تھا۔ ہر سردار اپنے دستۂ فوج میں ایستادہ تھا۔

اب شبیب بھی اس موقع پر پہنچا۔ ایک ایسے ٹیلے پر چڑھکر کھڑا ہوا جہاں سے وہ اپنے مقابل کی فوج کو دیکھ سکتا تھا۔

شبیب ایک کمیت رنگ کے گھوڑے پر جسکی پیشانی پر سفید داغ تھا سوار تھا شبیب نے اپنے دشمن کی ترتیب و آراستگی کو دیکھا۔ پھر اپنی فوج میں چلاگیا۔

اب شبیب اپنی فوج کو تین دستوں میں منقسم کرکے تیزی سے حملہ آور ہوا۔ اور اہل کوفہ کی فوج کے قریب آگیا۔ وہ دستہ جو سوید بن سلیم کی زیر قیادت تھا۔ سامنے سے گزر کر اہل کوفہ کے میمنہ کے مقابل کھڑا ہوگیا۔ اور وہ دستہ جسکی کمان مصاد کررہا تھا وہ بھی اسی طرح اہل کوفہ کے میسرہ کے مقابل کھڑا ہوگیا۔ خود شبیب اپنے دستے کے ساتھ اس فوج کے قلب کے مقابلے میں صف آرا ہوا۔

زائدہ بن قدامۃ اپنی فوج میں میسرہ سے میمنہ تک جاتے تھے اور لوگوں کو جنگ میں ثابت قدم رہنے کی تحریص دلاتے تھے۔ کہتے تھے اے اللہ کے بندو۔ تم پاک ہو اور تمہاری تعداد بھی کثیر ہے یہ ناپاک مٹھی بھر آدمی تمہارے مقابل ہوئے ہیں۔

خدا کرے وہ تم پر سے قربان ہونے کے لئے بنائے گئے ہوں۔ تم دو یا تین حملوں میں ثابت قدم رہو اور پھر اون پر جوابی حملہ کرو فتح سامنے ہے۔ اور یقینی ہے۔ آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ اونکی تعداد دو سو بھی نہ ہوگی۔ وہ صرف ایک جلے ککر میں وہ چور ہیں صراط مستقیم سے نکل گئے ہیں۔ تم پر اسلئے حملہ آور ہوئے ہیں کہ تمہارا خون بہائیں۔ تمہاری مالگزاری کو وصول کرلیں۔ اس لئے کسی تنے کے حاصل کرنے میں وہ اس قدر طاقتور نہ ہوں گے جس قدر کہ تم اوس کی مدافعت کرنے کی حالت میں ہوگے۔ اون کی تعداد کم ہے۔ تمہاری زیادہ ہے وہ ایک ہی خاص فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ تم اہل جماعت ہو۔ اپنی آنکھیں بند کرلو اور نیزے لیکر اون پر ٹوٹ پڑو۔ مگر ابھی جب تک میں حکم نہ دوں حملہ نہ کرنا۔ یہ کہکر زیادہ پھر اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

جنگ شروع ہوگئی۔ سوید نے زیاد بن عمرو پر حملہ کیا۔ اون کی صفیں درہم برہم ہوگئیں۔ مگر زیاد اپنی نصف جماعت کے ساتھ اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ سوید تھوڑی دیر کے لئے ہٹ گیا اور پھر دوبارہ حملہ آور ہوا اور دونوں فریق تھوڑی دیر تک نیزہ زنی کرتے رہے۔ فردہ بن لقیط جو خود اس جنگ میں موجود تھا بیان کرتا ہے کہ ہم نے تھوڑی دیر نیزہ زنی کی مگر اہل کوفہ برابر ہمارے مقابلے میں جمے رہے میں نے خیال کیا کہ یہ اپنی جگہ سے نہ ہٹینگے۔ زیاد بن عمرو نہایت دلیری سے لڑا اور خوب لڑا۔ اپنے سواروں کے دل اپنی آواز سے بڑھاتا جاتا تھا اور برابر تلوار مارتا چلا جاتا تھا۔ اوراسطرح بے جگری سے لڑ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ سوید بن سلیم جیسا بہادر ترین عرب اور بڑا ہی سخت تلوریا بھی اوس روز اوس کے مقابلے سے کنائی کاٹ رہا تھا۔ اور سامنے نہیں آتا تھا۔

پھر ہم دوبارہ پیچھے ہٹ آئے۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے دشمنوں کی صفیں درہم برہم ہورہی ہیں۔ اس پر خارجیوں نے شبیب سے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ دشمن کی صفوں میں انتشار پیدا ہوگیا ہے آپ اون پر حملہ آور ہوں۔

شبیب نے کہا ذرا ٹھرو اونھیں اپنی اپنی جگہ سے ہٹ جانے دو اون کے پاؤں اوکھڑنے دو۔ خارجی تھوڑی دیر تو خاموش رہے اور سہ بارہ حملہ آور ہوئے۔

اہل کوفہ شکست کھا کر بھاگے۔ میں نے زیاد بن عمرو کو دیکھا کہ وہ برابر تلوار مار رہا ہے مگر جو تلوار اوپر پڑتی تھی اوچٹ جاتی تھی اور کچھ کارگر نہیں ہوتی تھی حالانکہ اوس نے

اپنی زرہ بھی اُتار کر اپنے گھوڑے کی زین پر رکھدی تھی۔

میں نے دیکھی کہ بیس تلواریں اُس پہ پڑیں مگر اُس کا بال تک بیکانہ ہوا۔ مگر آخر کار یہ یہ بھی بھاگا۔ کچھ تھوڑا سا زخمی ہو گیا تھا مگر یہ واقعہ شام کا ہے پھر ہم نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر حملہ کر کے اسے بھی شکست دی۔ مگر آدمی کچھ زیادہ نہیں مارے اور شمشیر زنی بھی تھوڑی ہی دیر ہوئی مجھے یہ اطلاع ہوئی تھی کہ عبدالاعلیٰ بھی زخمی ہوا تھا۔ یہ بھی زیاد بن عمرو سے جا ملا اور ان دونوں نے راہ فرار اختیار کی۔

مغرب کے وقت ہم محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے۔ اور اس سے بھی نہایت ہی شدید جنگ ہوئی مگر محمد اپنی جگہ جما رہا۔

شبیب کے بھائی مصاد نے بشر بن غالب پر جو اہل کوفہ کے میسرہ پر سردار تھا حملہ کیا۔ بشر نے خوب ہی داد مردانگی دی اور اپنی جگہ جما رہا۔ آخر کار وہ اور اس کے پچاس دوسرے بہادر اپنے گھوڑوں سے زمین پر اتر پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے۔

ان مقتولین میں عروہ بن زہیر بن ناجذ الازدی بھی تھا۔ اس کی ماں کا نام زرارہ تھا اور یہ عورت بنی ازد ہی میں پیدا ہوئی تھی اس وجہ سے اس قبیلے کو بنی زرارہ بھی کہتے تھے۔

خارجیوں نے بشر کو قتل کر ڈالا۔ اُس کی فوج شکست کھا کر فرار ہو گئی۔ خارجی اب ابی الضریس بنی تمیم کے آزاد غلام پر جو بشر کے متصل ہی تھا ٹوٹ پڑے اور اُسے پیچھے ڈھکیل دیا۔ ابی الضریس اُس جگہ تک پیچھے ہٹا جہاں کہ اعین متعین تھا۔ خارجیوں نے ان دونوں پر حملہ کیا اور دونوں کو شکست دی اور اُنھیں دباتے ہوئے زایدہ بن قدامہ تک پہنچ گئے۔

جب خارجی زایدہ تک پہنچ گئے زایدہ زمین پر اتر پڑے اور پکارنے لگے اے مسلمانوں اپنی جگہ ڈٹے رہو اور میرے پاس آؤ۔ تمھارے دشمن کافر ہیں۔ تم مومن ہو۔ اس لیے وہ تم سے زیادہ ثابت قدم نہیں ہو سکتے۔

زایدہ صبح ہونے تک خارجیوں سے لڑتے رہے۔ پھر شبیب نے اپنی فوج کے دستے کے ساتھ زایدہ پر حملہ کیا۔ زایدہ اور اُس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر ڈالا اور تمام میدان ان بہادروں کی لاشوں سے پاٹ دیا۔

اُس شب کو زایدہ بلند آواز سے اپنی فوج والوں سے کہہ رہے تھے۔
اے لوگو اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور دوسروں کو بھی ثابت قدم رہنے کی ترغیب دلاؤ۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (قرآن مجید) اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کروگے اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔

غرض کہ زایدہ اس طرح سینہ سامنے کئے ہوئے برابر دشمنوں سے لڑتے رہے خوب جوہر شجاعت دکھائے اور آخر کار کام آئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابو الصقر الشیبانی نے زایدہ کو قتل کیا تھا مگر اُس کے اس دعوے میں ایک دوسرے شخص فضل بن عامر نے حجت کی اور خود اُن کے قتل کا مدعی ہوا شبیب نے زایدہ کو قتل کر ڈالا۔ اور ابو الفریس اور اعین دونوں ایک زبردست قلعے میں جا گھسے۔ شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کرلو کسی کو قتل نہ کرو بلکہ لوگوں کو بیعت کی دعوت دو۔ چنانچہ صبح کے وقت لوگوں کو بیعت کی دعوت دی گئی۔

عبد الرحمن بن جندب کہتے ہیں کہ میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو شبیب کے ہاتھ پر بیعت کرنے آئے تھے۔ شبیب اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور اُس کے تمام دوسرے سوار اُس کے سامنے ایستادہ تھے جو کوئی بیعت کرنے آتا اُس کے شانے سے تلوار اُتار لی جاتی۔ اُس کے اور ہتیار بھی لے لئے جاتے پھر وہ شبیب کے قریب پہنچتا اور امیر المومنین کے لقب سے اُسے مخاطب کرتا۔ اس کے بعد اُسے جانے کی اجازت ہوجاتی اور کوئی تعارض اُس سے نہ کیا جاتا۔

ابھی ہم بیعت کرنے ہی گیا تھا کہ صبح ہوگئی۔ محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ معرکہ کارزار کے انتہائی کنارے پر اب تک اپنی جگہ جمے ہوئے تھے جب صبح ہوئی اُن کے حکم سے موذن نے اذاں دی۔ شبیب نے اذاں کی آواز سنکر پوچھا کہ یہ کیا ہے کسی نے جواب دیا کہ یہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ ہے جو اب تک اپنی جگہ پر جما ہوا ہے۔

شبیب نے کہا ہاں میرا بھی یہی خیال تھا کہ اُس کی حماقت اور تکبر ضرور

اُسے مجبور کرے گا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اچھا ان لوگوں کو ہم سے علیحدہ لیجاؤ گھوڑوں سے اتر پڑو تاکہ نماز پڑھ لیں۔

شبیب گھوڑے سے اتر پڑا۔ خود ہی اذاں دی پھر آگے بڑھا اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورۂ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ اور دوسری میں ارایت الذی یکذب بالدین تلاوت کی اور سلام پھیرا۔ پھر سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ محمدؔ پر حملہ آور ہوئے۔ کچھ لوگ میدان جنگ سے اُکھڑ گئے اور کچھ لوگ اپنی جگہ جمے رہے۔

فروہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب ہم نے محمد پر حملہ کیا اور چاروں طرف سے اُسے گھیر لیا وہ برابر شمشیر زنی کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔ الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین ترجمہ الم۔ کیا لوگوں کا یہ گمان ہے کہ انھیں چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور حالانکہ انھیں کسی مصیبت میں امتحان کے لئے نہیں بھیجا گیا ہم نے اُن سے اگلے لوگوں کو اس لئے مصیبت میں ڈالا تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اپنے ایمان میں سچا اور کون جھوٹا ہے۔

محمدؔ شمشیر زنی کرتا ہوا مارا گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا ہے کہ شبیب ہی نے اُسے قتل کیا تھا اس کے بعد ہم اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے اور محمد کے قیامگاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔

جن لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُن میں سے اب کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا سب بھاگ گئے تھے۔

محمد بن موسیٰ بن طلحہ کے متعلق جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے یہ ابو مخنف کی روایت سے ہے اُن کے علاوہ اور لوگوں نے یہ بیان کیا کہ جب عبد الملک بن مروان نے محمد بن موسیٰ کو سجستان کا حاکم مقرر کیا۔ حجاج نے محمد کو لکھا کہ جس جس مقامات سے آپ کا گزر ہو اُن سب پر آپ ہی حاکم ہیں۔ البتہ شبیب آپ کے راستے میں ہے۔

محمد بن موسیٰ شبیب کی طرف پلٹا۔ شبیب نے اُس سے کہلا بھیجا کہ تمھیں دھوکا دیا گیا ہے۔ تمھاری آڑ بس حجاج نے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔ تم میرے پڑوسی ہو تمھارا مجھ پر حق ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ جو احکام آپ کو ملے ہیں اُن کے مطابق آپ اپنی منزل مقصود کو چلے جائیے۔ اور میں تم سے خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ تمھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

مگر محمد ایسی باتوں پر کب کان دھرتا اسی ضد پر اڑا رہا کہ میں تو شبیب سے لڑوں گا۔ شبیب نے ٹالنا چاہا اور پھر دوبارہ قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ تم مجھ سے مت لڑو مگر اس بار بھی اُس نے نہ مانا اور دعوت دی کہ میں تم سے مبارزت[لہ] کرنا چاہتا ہوں بطین قعنب اور سوید یکے بعد دیگرے مقابلہ کے لئے بڑھے مگر محمد بن موسیٰ نے کہا کہ میں صرف شبیب ہی سے تنہا لڑنا چاہتا ہوں۔

ان لوگوں نے شبیب سے کہا کہ وہ ہم سے تو لڑنا نہیں چاہتا آپ ہی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔

شبیب نے کہا خیر۔ کیا حرج ہے وہ اشراف ہے بہر حال شبیب مقابلہ کے لئے محمد بن موسیٰ کی طرف بڑھا اور اُس سے کہا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرا خون بہانا میرے لئے حرام ہے۔ تجھے میرا حق ہمسائگی حاصل ہے۔ محمد نے اب بھی نہ مانا اور اس پر اڑا رہا کہ میں تو لڑوں گا۔

غرض کہ اب شبیب نے اُس پر حملہ کیا اور ایک گرز سے جس کی شام پر بارہ رطل لوہا لگا ہوا تھا اُس کے سر پر ایسی شدید ضرب لگائی کہ خود کے ٹکڑے ہو گئے اور سر بھی پاش پاش ہو گیا۔ اور محمد مردہ گر پڑا۔

شبیب نے باقاعدہ اُس کی تجہیز و تکفین کی۔ اُس کے لشکر گاہ سے جو مال و متاع اُس کے ہاتھ آیا تھا۔ اُس کی قیمت لگا کر اُس کے اہل و عیال کو بھیج دی اور اپنے ساتھیوں سے یہ معذرت کی کہ چونکہ محمد بن موسیٰ کوفہ میں میرا ہمسایہ تھا اس لئے یہ میرا فرض ہے کہ جو کچھ غنیمت میرے ہاتھ آئی ہے میں اُسے اُس کے ورثا کو دیدوں۔

اس سے پہلے محمد بن موسیٰ عمر بن عبید اللہ بن معمر کے ہمراہ فارس میں تھا

لہ مبارزت۔ یا جنگ جس میں ایک شخص صرف ایک کا مقابل ہوتا ہے۔ مترجم۔

اور اُس کے ساتھ ابو فدیک کے مقابلہ میں اُس کے میمنہ کا سردار تھا۔ اُس جنگ میں اُس نے اپنی بہادری اور شجاعت کی وجہ سے شہرت اور ناموری حاصل کی تھی۔ عمر بن عبید اللہ نے اپنی بیٹی ام عثمان اُس کے نکاح میں دیدی تھی۔ عبد الملک اس کا بہنوئی تھا۔

جب عبد الملک نے اسے سجستان کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا۔ یہ کوفہ آیا یہاں کسی نے حجاج سے کہا کہ اگر یہ شخص جو اس قدر بہادر اور پھر عبد الملک کا سالا بھی ہے سجستان چلا گیا۔ اور پھر اُس کے پاس اگر کسی ایسے شخص نے پناہ لی جس کی تمھیں تلاش ہو تو یہ ہرگز اُس شخص کو تمھارے حوالے نہیں کریگا۔

حجاج نے کہا اچھا پھر کیا کیا جائے مشورہ دیا گیا کہ تم خود اُس سے ملنے جاؤ سلام کرو۔ اُس کی شجاعت و بسالت کی تعریف و توصیف کرو اور کہو کہ شبیب آپ کے راستے میں ہے میرا تو اُس نے ناک میں دم کر دیا ہے مجھ سے اب کچھ نہیں ہو سکتا اب صرف آپ ہی سے میری تمام امیدیں وابستہ ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے اس کی طرف سے مطمئن کر دیگا۔ یہ کارنامہ آپ کی شہرت میں چار چاند لگا دیگا۔

یہ بات محمد کے سمجھ میں آگئی۔ شبیب کی طرف مڑا۔ شبیب اُس سے دو چار ہوا اور کہنے لگا کہ میں حجاج کی چال کو سمجھ گیا ہوں۔ اُس نے تمھیں دھوکا دیا ہے اور اس طرح اُس نے تمھاری آڑ میں اپنے آپ کو بچایا ہے اور میں گویا تمھارے ساتھیوں کے ہمراہ ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جب طرفین میں مقابلہ ہوگا۔ یہ تمھیں چھوڑ دیں گے اور تم بھی اوروں کے ساتھ مارے جاؤ گے میری بات مانو اور اپنا راستہ لو۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تمھاری جان ضایع ہو۔

مگر محمد نے ایک نہ سنی۔ شبیب نے اُس سے تنہا جنگ کی اور قتل کر ڈالا۔

اُس رات میں جن لوگوں نے شبیب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُن میں ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری بھی تھے شبیب نے کہا کہ کیا تم ابو بردہ نہیں ہو اُس نے کہا ہاں۔

شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے میرے دوستو اس کا باپ منجملہ

دوسرے[1] پنچوں کے تھا۔
سب نے کہا کہ کیوں نہ اسے قتل کرڈالیں شبیب نے کہا کہ اس کے باپ نے جو کچھ کیا تھا اُس کا یہ ذمہ دار نہیں۔ سب نے کہا بیشک آپ کا فرمانا درست ہے صبح کے وقت شبیب اُس قلعے کی طرف بڑھا جس میں ابو الضریس اور اعین پناہ گزیں تھے انھوں نے شبیب پر تیر برسائے اور قلعہ بند ہو گئے۔

شبیب اُس روز تمام دن وہاں قیام کرکے انھیں چھوڑ کر چلتا ہوا اُس نے ساتھیوں سے کہا کہ اب کوفہ تک راستہ صاف ہے کوئی مزاحم نہیں۔ شبیب نے نظر جو دوڑائی تو دیکھا کہ اُس کے ساتھی روانہ ہو گئے ہیں۔ شبیب نے کہا کہ جو کچھ ابھی تمھیں کرنا باقی ہے وہ اُس سے بہت زیادہ ہے جو اب تک تم کر چکے ہو۔

غرض کہ یہ انھیں لے کر نفر۔ صراۃ۔ اور بغداد پر دھاوے کرتا ہوا خانجار آیا اور یہاں ٹھہر گیا

جب حجاج کو معلوم ہوا کہ شبیب نفر کی جانب بڑھا ہے اُس نے خیال کیا کہ اُس کا ارادہ مداین پر حملہ کرنے کا ہے جو کوفہ کا دروازہ ہے اور جو شخص مداین پر قبضہ کرلے گا۔ تو کوفہ کا بیشتر علاقہ اُس کے قبضۂ اقتدار میں آجائے گا اس سے حجاج کو سخت تشویش ہوئی اُس نے عثمان بن قطن کو بلایا اور مداین جانے کا حکم دیا اور کہا کہ خطبہ اور نماز پڑھانے کا بھی تم ہی کو حق ہے۔ تمام علاقہ جوخی اور استان کا خراج سب تمھارے لئے ہے۔

عثمان روانہ ہوا۔ تیزی سے منزلوں کو طے کرتا ہوا مداین پہنچا۔ حجاج نے عبداللہ بن ابی عصیفیر حاکم مداین کو موقوف کر دیا۔ جزل بھی کئی ماہ سے یہاں مقیم تھا اور اپنے زخموں کا علاج کرا رہا تھا ابن ابی عصیفیر جزل کی عیادت کو آتا تھا اور بہت کچھ سلوک کرتا رہتا تھا جب عثمان مداین آیا اس نے اس کی

---

[1] جنگ صفین کے بعد ابوموسیٰ الاشعری اور عمرو بن العاص حضرت علی رضؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے حکم بنائے گئے تھے۔

خبر گیری کی اور نہ کبھی ملنے ہی جاتا تھا اور نہ کبھی سوغات بھیجتا۔

اس پر جبرل نے کہا اے اللہ تو ابن ابی عصیفر کی سخاوت و شرافت میں دن دونی رات چوگنی ترقی دے اور عثمان بن قطن کے بخل میں اضافہ ہو۔

حجاج نے عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کو بلایا اور حکم دیا کہ فوج کا انتخاب کرلو اور اس دشمن کے تعاقب میں جاؤ۔ چھ ہزار شہسوار منتخب کرلو چنانچہ عبدالرحمن نے شہسواروں اور اُن کے سرداروں کو منتخب کرلیا اور اپنی قوم سے بھی چھ سو کندی اور حضرمی بہادر چنے۔

حجاج نے عبدالرحمن کو مشورہ دیا کہ ایک جگہ فوج کو جمع کر کے اُس کی ترتیب کرلو۔ عبدالرحمن نے مقام دیر عبد الرحمن پر لشکر آرائی شروع کی۔

جب حجاج نے ارادہ کیا کہ اب اس فوج کو روانہ کیا جائے اُس نے حسب ذیل خط تمام فوج کے نام لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد تم نے ذلیل اور کمینے لوگوں کی سی عادت اختیار کی ہے جنگ میں تم نے پشت موڑی حالانکہ یہ کفار کا وتیرہ ہے۔

میں نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار تم سے درگزر کیا ہے مگر اب میں تم سے خدا کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اب کے پھر تم نے ایسا کیا تو میں تمہیں ایسی سخت سزا دوں گا اور ایسی مصیبت میں مبتلا کروں گا کہ جو تمہیں اس دشمن کے ہاتھوں بھی جن کے لئے تم وادیوں اور گھاٹیوں میں دریاؤں میں اور پہاڑوں میں بھاگتے پھرتے ہو تمہیں اٹھانی نہ پڑی ہو گی۔ جس شخص میں عقل ہوگی وہ تو اس تنبیہ سے متاثر ہو جائے گا اور اپنے خلاف کوئی موقعہ شکایت نہ آنے دے گا جس نے آگاہ کر دیا وہ تو اب بالکل بری الذمہ ہے جس میں حیات ہے اگر انھیں پکارا جائے تو سن لیتے ہیں مگر جنہیں اسوقت پکارا جا رہا ہے اُن میں تو حیات ہی نہیں والسلام علیکم"۔

طلوع آفتاب کے وقت حجاج نے اپنے موذن ابن الاصم کو عبدالرحمن کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ کہدو کہ اسی وقت روانہ ہو جائیں اور تمام فوج میں

اعلان کر دیا کہ اس مہم پر جو شخص ساتھ نہ جائے گا اور پیچھے رہ جائے گا اُس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال ساقط ہو جائیں گے۔

عبدالرحمٰن روانہ ہوا۔ مداین آیا۔ ایک دن اور ایک رات یہاں قیام کیا اُس کی فوج والوں نے ضروریات زندگی خریدیں اور اب پھر کوچ کا اعلان کیا گیا۔

غرضکہ یہاں سے تمام لاؤ لشکر روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن عثمان بن قطن کے پاس پہنچا اور پھر جنرل کے پاس آیا۔ اُس کی خیریت اور زخموں کی حالت دریافت کی اور ایک گھنٹہ اُس کی خیریت مزاج پوچھتا رہا اور دوسری باتیں کرتا رہا۔

جنرل نے اثنائے گفتگو میں کہا اے میرے عزیز دوست تم ایسے لوگوں کے مقابلے پر جا رہے ہو۔ جو عرب کے بہادر ترین لوگ ہیں۔ جنگ و جدال اُن کی گھٹی میں پڑا ہے۔ اُن کا بچھونا گھوڑوں کی پیٹھ ہے۔ بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ گھوڑوں کی پسلیوں میں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اُن کی پشتوں پر اُنھوں نے پرورش پائی ہے وہ شیر نیستاں ہیں۔ اُن کا ایک بہادر سو پر بھاری ہے اگر تم جنگ کی ابتدا کرو گے تو وہ بھی لڑنا شروع کر دیں گے اور اگر للکار اور ڈانٹ ڈپٹ کی جائے تو بھی آگے بڑھ کر حملہ آور ہوں گے۔ میں اُن سے لڑ چکا ہوں اُن کا مزا چکھ چکا ہوں۔ جب کھلے میدان میں میں نے اُن سے جنگ کی وہ مجھ سے برابر کیا بلکہ فایق رہے اور جب خندق میں نے اپنے گرد کھودلی اور اس طرح ایک محدود جگہ میں اُن سے لڑا تو البتہ مجھے اُن کے مقابلے میں کچھ تفوق حاصل ہوا اور میں نے اُن پر فتح بھی پائی اس لئے میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ جب تک پوری طرح تیار نہ ہو یا خندقوں کی آڑ نہ لو اُس وقت تک حتی الامکان اُن کے مقابلہ پر نہ آنا۔

اس کے بعد جنرل نے اُسے رخصت کیا اور کہا میری گھوڑی الفسیفسا ہے تم اسے لیجاؤ یہ کبھی دھوکا دینے والی نہیں۔

عبدالرحمٰن نے گھوڑی لے لی اور اب اپنی فوج کو لیکر شبیب کی طرف چلا۔ جب شبیب کے قریب پہنچا شبیب اُس سے ہٹ کر دقوقا اور شہرزور کی

طرف چلدیا۔
عبد الرحمٰن اُس کے تعاقب میں چلا اور تخوم جا کر منزل کی اور کہا کہ شبیب اب علاقۂ موصل میں ہے تو اب ہمیں چاہیئے کہ یا تو اپنے شہروں کو اُس کے دست بُرد سے بچائیں یا اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں۔
اس پر حجاج نے اُسے لکھا کہ شبیب کا تعاقب کرو جہاں وہ جائے تم اُس کے پیچھے جاؤ۔ یہاں تک کہ تم اُسے جالو اُسے قتل کر ڈالو اور صفحۂ ہستی سے نابود کر دو کیونکہ یہ تمام حکومت امیر المومنین کی ہے اور تمہارے ساتھ جو فوج ہے یہ امیر المومنین کی فوج ہے۔ والسلام۔
عبد الرحمٰن نے جب اس خط کو پڑھا وہ پھر شبیب کی جستجو میں نکلا یوں تو شبیب اُس کے مقابلے سے بچتا رہتا تھا۔ مگر رات کے وقت شب خون مارتا مگر جب یہاں آکر دیکھتا کہ چاروں طرف خندق ہے اور حفاظت کی تمام تدابیر موجود ہیں بے نیل مرام واپس چلا جاتا اور پھر عبد الرحمٰن اُس کے پیچھے ہوتا۔
جب شبیب کو معلوم ہوتا کہ عبد الرحمٰن اپنے مورچوں سے باہر نکل آیا ہے اور میری طرف آرہا ہے تو پھر عبد الرحمٰن کی طرف مڑتا مگر یہاں آکر دیکھتا کہ تمام رسالہ اور پیدل باقاعدہ صف بستہ ہیں مقابلے کے لئے آمادہ ہیں۔ قادر انداز بھی تیر لئے حکم کے منتظر ہیں۔ کوئی موقع یا کمزوری ہمدست نہ ہوتی کہ حملہ کرے مجبوراً اپنا راستہ لیتا اور چلا جاتا۔
جب شبیب نے دیکھا کہ وہ عبد الرحمٰن پر کسی طرح دھوکے سے حملہ آور نہیں ہوسکتا اور نہ اُس تک پہنچ سکتا ہے تو اُس نے یہ ترکیب شروع کی کہ پسپا ہونا شروع کیا اور جب عبد الرحمٰن اپنے رسالے کے ساتھ اُس کے قریب پہنچا اُس نے بیس فرسخ کے فاصلے پر جا کر منزل کی اور پھر ایک پتھریلے دشوار گزار بے آب وگیاہ مقام پر پڑاؤ کیا۔
عبد الرحمٰن تعاقب کرتا ہوا یہاں بھی پہنچا شبیب نے یہاں سے روانہ ہو کر بیس یا پندرہ فرسنگ اور دور جا کر اور ایک سخت دشوار گزار اور پتھریلے مقام پر

منزل کی اور یہاں بھی اُتنے ہی عرصہ قیام کیا کہ جتنے عرصے میں عبدالرحمن یہاں بھی پہنچ گیا۔

غرض کہ اس طرح شبیب نے اس فوج کو سخت تکالیف میں مبتلا کیا اُن کے گھوڑوں کی نعلیں گر پڑیں جس سے اُنھیں سخت تکلیف ہوئی۔ اگرچہ اور بھی تمام مصائب و شدائد اس فوج کو برداشت کرنے پڑے۔ مگر عبدالرحمن برابر تعاقب کرتا رہا۔ خانقین پہنچا۔ جلولا آیا۔ تامرا آیا۔ یہاں سے چل کر موضع بت پر جو موصل کا ایک گاؤں دریائے تخوم موصل پر واقع ہے اور اس موضع اور علاقہ کوفہ کے درمیان صرف ایک ندی جولایا نامی پڑتی ہے آکر منزل کی۔

عبدالرحمن نے دریائے جولایا کے بطن میں اور راذان اعلیٰ واقعہ علاقہ جوخی میں پڑاؤ کیا۔ اس دریا کے ایسے مقامات میں اُس نے قیام کیا جو بہت ہی محفوظ تھے۔ اور جہاں عبدالرحمن فروکش ہوا تھا وہ جگہ اُسے بہت ہی پسند آئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا قدرتی طور پر خندق اور قلعہ بنا ہوا ہے۔

شبیب نے عبدالرحمن کے پاس ایک قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ آجکل ہماری اور آپ کی عید کا زمانہ ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو عید کے جتنے دن ہیں اُن کے گزرنے تک جنگ بند کر دی جائے تو مناسب ہے۔

عبدالرحمن تو دل ہی سے چاہتا تھا کہ جنگ میں ڈھیل اور دیر ہو اُس نے اس تجویز کو خوشی سے منظور کر لیا۔

عثمان بن قطن نے حجاج کو عبدالرحمن کی شکایت میں حسب ذیل خط لکھا۔

"حمد و ثنا کے بعد میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ عبدالرحمن نے تمام علاقہ جوخی کو کھود کر ایک خندق بنا دیا ہے۔ شبیب کو تو چھوڑ دیا ہے مگر اس علاقے کی مالگزاری اپنے خرچ میں لا رہا ہے اور باشندوں کو کھائے جاتا ہے۔ والسلام۔

حجاج نے اس کے جواب میں لکھا۔

عبدالرحمن کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا میں اُسے بخوبی سمجھ گیا اور مجھے اپنی جگہ بھی یقین ہے کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اُس نے ایسا ہی کیا ہے

اب تم خود وہاں جاؤ اور فوج کی قیادت اپنے ہاتھ میں لو۔ تم ہی تمام فوج کے سردار مقرر کیے جاتے ہو خارجیوں کے تعاقب میں تیزی کے ساتھ روانہ ہونا تاکہ تم انھیں جالو اور انشاء اللہ تعالیٰ تمھیں اُن پر فتح دیگا۔ والسلام۔

حجاج نے مطرف بن المغیرہ بن الشعبہ کو مداین بھیجا۔

عثمان روانہ ہوا اور عبدالرحمن اور جواہل کوفہ اسکے ہمراہ تھے اُن کے پاس پہنچا یہ لوگ دریائے جولایا پر مقام بت کے متصل پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ عثمان منگل کی رات کو وہاں پہنچا اور یہ ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ تھی۔

عثمان ایک خچر پر سوار تھا۔ جاتے ہی اُس نے اعلان کیا کہ اے لوگو تمھیں اپنے دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہونا چاہیئے۔

تمام لوگ اس کی طرف دوڑ پڑے اور عرض کی کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دلاتے ہیں آپ یہ کیا کر رہے ہیں رات ہو چکی ہے۔ فوج جنگ کے لئے آمادہ نہ تھی۔ آج رات تو آپ بسر کیجیے اور پھر پوری تیاری کے ساتھ دشمن پر حملہ کیجیے گا۔

مگر عثمان نے نہ مانا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسی وقت اُن سے نپٹ لوں یا میں اس موقع سے فائدہ اٹھالوں اور یا وہی فائدہ حاصل کریں۔

اتنے میں عبدالرحمن بھی آگیا۔ اس نے اس کے خچر کی لگام پکڑ لی اور جب وہ اتر پڑا اُسے خدا کا واسطہ دلایا عقیل بن شداد السلولی نے عثمان سے کہا کہ آپ اسی وقت دشمن پر جو حملہ آور ہونا چاہتے ہیں یہ آپ کل بھی کر سکتے ہیں اور کل جنگ کرنا آپ کے اور فوج کے دونوں کے لیے اچھا ہے اس وقت آندھی اور غبار بہت چھایا ہوا ہے۔ شام بھی ہو چکی ہے آج رات آپ قیام کیجیے اور تڑکے ہی ہمیں سب کو لیکر دشمن پر حملہ کر دیجیے گا غرضکہ عثمان رات بسر کرنے پر راضی ہو گیا۔

نہایت تیز آندھی چل رہی تھی اور وہ غبار سے اٹ گیا تھا۔ تحصیلدار نے بیگار کے مزدوروں کو بلایا۔ انھوں نے اس کے لئے ایک کوٹھری بنائی اور اس میں عثمان نے رات گزاری۔

اب چہار شنبہ کی صبح ہوئی۔ باشندگان بت شبیب کے پاس آئے شبیب نے یہاں اُن کے گرجا میں قیام کیا۔ ان لوگوں نے شبیب سے عرض کی کہ آپ کمزوروں اور جزیہ دینے والوں پر رحم فرماتے ہیں جس شخص پر جزیہ وصول کرنے میں سختی کی جاتی ہے وہ خود آپ سے دادخواہ ہوتا ہے اور جو تکلیف ہمیں پیش آتی ہے وہ ہم سب آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں آپ اُن پر غور فرماتے ہیں اور اُس کے انسداد کی کوشش کرتے ہیں۔

اور یہ ظالم لوگ نہ کسی کو بات کرنے دیتے ہیں نہ کسی کا عذر سماعت کرتے ہیں۔ بخدا اگر انھیں معلوم ہو گیا کہ آپ ہمارے گرجے میں مقیم ہیں اور پھر آپ اپنے لئے یہ فیصلہ کریں کہ یہاں سے کوچ کر کے چلے جائیں تو یہ یقینی ہے کہ وہ ہم سب کو تہ تیغ کر ڈالیں گے۔ اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس موضع کی ایک جانب یہاں سے ہٹ کر آپ اپنا پڑاؤ ڈالیں تاکہ ہمارے خلاف کوئی بہانہ انھیں نہ ملے۔

شبیب نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ وہ اُس گاؤں سے ہٹ کر ایک جانب مقیم ہو گیا۔

اُس تمام رات عثمان اپنی فوج کو جنگ کی ترغیب و تحریص دیتا رہا اور بدھ کے دن صبح کو فوج لیکر خارجیوں کی طرف بڑھا تھا کہ سامنے سے ہی تند و تیز آندھی اور غبار کا طوفان اُن پر چھا گیا۔

تمام فوج نے عرض کیا کہ ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آج تو آپ ہمیں لیکر حملہ آور نہوں کیونکہ آندھی کا رُخ ہمارے خلاف ہے۔

عثمان اُس روز بھی ٹھہر گیا۔

دوسری جانب شبیب اُس فوج سے مقابلہ کے لئے بالکل تیار تھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھی آ گیا تھا مگر جب اس نے دیکھا کہ خود دشمن ہی آگے نہیں بڑھا وہ بھی اپنی جگہ رکا رہا۔

پنجشنبہ کی رات کو عثمان جنگ کے لئے آمادہ ہوا۔ فوج کے مختلف دستوں پر سردار مقرر کئے اور ہر دستے کو لشکر گاہ کے ایک جانب متعین کر دیا

اور کہا کہ اسی ترتیب کے ساتھ دشمن سے نبرد آزمائی کرنا
پھر پوچھا کہ میمنہ پر کون ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ خالد بن نہیک بن قیس الکندی اور میسرہ پر عقیل بن شداد السلولی ہیں۔
ان دونوں کو بلایا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔ وہاں سے ہٹنا نہیں میں نے تمھیں دونوں پہلو سپرد کر دیئے ہیں اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا ایک قدم نہ ہٹنا اور نہ بھاگنا اور میں خود بقسم کہتا ہوں کہ اپنی جگہ سے کبھی نہ ہٹوں گا دونوں نے عرض کیا کہ ہم اس معبود کی قسم کھا کر عرض کرتے ہیں جس کے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں کہ ہم میدان جنگ سے ہرگز نہ بھاگیں گے یا فتح حاصل کریں گے یا جان دیدیں گے۔
عثمان نے کہا اللہ تم دونوں کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ عثمان نے صبح کی نماز پڑھائی اور میدان جنگ کا رُخ کیا۔ مدینہ کے بنی تمیم اور ہمدانیوں کا جو دستہ تھا اُسے اپنے میسرہ میں دریائے جولایا پر متعین کیا اور بنی کندہ۔ ربیعہ مذحج اور بنی اسد کے دستے کو میمنہ پر متعین کیا اور خود گھوڑے سے اُتر کر فوج کے ہمراہ پیدل چلنے لگا۔
دوسری طرف شبیب بھی مقابلہ کے لئے بڑھا آج اس کے ساتھ کل ایک سو اکاسی بہادر تھے۔ شبیب دریا کو عبور کر کے اہل کوفہ کے مقابل ہوا۔
شبیب خود اپنی فوج کے میمنہ پر تھا۔ سوید بن سلیم میسرہ پر تھا اور قلب میں اس کا بھائی مصاد قیادت کر رہا تھا
خارجیوں نے مجتمعہ طور پر حملہ کیا اور وہ ایک دوسرے کو پکار پکار کر ہمت بندھاتے جاتے تھے۔
عثمان بار بار یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔ لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا۔ ترجمہ اگر تم نے راہ فرار اختیار کی تو تمہارا یہ فعل تمھیں موت یا قتل سے بچا نہیں سکتا۔ اور پھر نہ جیو گے مگر بہت کم۔ کہاں ہیں اپنے دین کے محافظین اپنے خراج کے بچانے والے۔

اس پر عقیل بن شداد بن حبشی السلولی نے کہا غالباً میں بھی منجملہ اُن لوگوں کے ہوں گا جو اُس جنگ میں رود بار میں مارے جائیں گے۔

شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ دیکھو۔ میں دشمن کے میسرہ پر جو دریا کے قریب متعین ہے حملہ کرتا ہوں۔ اگر میں اسے شکست دیدوں تو میرے میسرہ کے سردار کو چاہیئے کہ اس وقت وہ دشمن کے میمنہ پر لوٹ پڑے۔ البتہ میری فوج کے قلب کا سردار تاوقتیکہ اُسے میرا حکم نہ ملے اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

غرض کہ شبیب نے اپنے میمنہ کو لے کر دشمن کے میسرہ پر حملہ کیا اور وہ شکست کھا کر پیچھے ہٹے عقیل بن شداد گھوڑے سے اتر پڑا۔ لڑا اور مارا گیا اُس روز مالک بن عبداللہ الہمدانی ثم المرہبی جو عیاش بن عبداللہ عیاش المنتوف کا چچا تھا وہ بھی مارا گیا۔ عقیل ابن شداد دشمن سے لڑتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

لاضربن بالحسام الباتر ضرب غلام من سلول صابر

"بے شک میں ایک قاطع تلوار سے بنی سلول کے ایک بہادر نوجوان کی طرح شمشیر زنی کرتا ہوں"۔

شبیب اس فوج کے لشکر گاہ میں بھی داخل ہو گیا۔

سوید بن سلیم نے جو شبیب کے میسرہ پر سردار تھا عثمان بن قطن کے میمنہ پر جس کا سردار خالد بن نہیک بن قیس الکندی تھا حملہ کیا۔ خالد زمین پر اُتر پڑا اور نہایت بے جگری سے لڑا۔

اس اثناء میں شبیب نے اس کے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اور اگرچہ بنی کندہ اور بنی ربیعہ کا دستہ اس کے زیر قیادت تھا۔ مگر شبیب کہیں نہ رُکا اور تلوار لیکر خالد پر حملہ آور ہوا اور اُسے قتل کیا۔ عثمان اور اُس کے ساتھ اور بڑے بڑے شریف و نجیب لوگ زمین پر اتر پڑے تھے یہ شبیب کی فوج کے قلب پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے۔

اس فوج پر شبیب کا بھائی مصاد سردار تھا اور کل ساٹھ سپاہی پیدل اُس کے ہمراہ تھے۔

عثمان اس دستہ کے قریب پہنچا اور اس کے ساتھ جو منتخب شرفا اور سر برآوردہ لوگ تھے انھیں ساتھ لئے ہوئے مصاد پر حملہ آور ہوا اور ایسی شمشیر زنی کی کہ ان کی ترتیب باقی نہیں رہی مگر پھر شبیب نے عقب سے سواروں کے ساتھ ایسا اچانک حملہ کیا۔ کہ وہ سنبھل ہی نہیں سکا خارجیوں نے اہل کوفہ کے شانوں پر نیزوں سے حملہ کر کے انھیں منہ کے بل گرانا شروع کیا۔

سوید ابن سلیم بھی اپنے رسالہ کے ساتھ اسی طرف پلٹ پڑا۔ بلکہ خود مصاد اور اس کے ساتھی واپس آ گئے۔

بات یہ تھی کہ شبیب نے انھیں حکم دیا تھا کہ تم پیدل لڑو اس وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے ان میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔

عثمان بن قطن نہایت جوانمردی سے لڑا مگر پھر خارجیوں نے اس پر چاروں طرف سے حملہ کر کے اسے محاصرے میں لے لیا۔

مصاد اس پر حملہ آور ہوا اور تلوار کا ایک ہی وار ایسا کیا کہ عثمان چکر کھا گیا اور اس نے کہا وکان امر اللہ مفعولا۔

(اور خدا کا حکم پورا ہوا) اس کے بعد اور لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

اس جنگ میں ابرد بن ربیعۃ الکندی بھی مارا گیا۔ یہ ایک ٹیلہ پر تھا اسنے اپنے ہتیار اپنے غلام کو دیدیئے اور گھوڑا بھی اسے دے دیا اور لڑتا ہوا مارا گیا۔ عبد الرحمن اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ ابن ابی سبرۃ الجعفی نے جو ایک خچر پر سوار تھا اسے دیکھا اور پہچانا۔ اس کے پاس خچر سے اتر پڑا اپنا نیزہ اس کے حوالہ کر دیا اور کہا کہ سوار ہو جائیے۔

عبد الرحمن بن محمد نے کہا کہ پیچھے کون سوار ہو گا۔ ابن ابی سبرہ نے کہا سبحان اللہ بھلا آپ امیر ہیں آپ ہی کو آگے سوار ہونا چاہیئے۔

عبد الرحمن سوار ہو گیا۔ اور ابن ابی سبرہ سے کہا کہ لوگوں کو حکم عام دیدو کہ سب کے سب دیر ابی مریم پر جمع ہوں۔ ابن ابی سبرہ نے اعلان کر دیا اور یہ دونوں چلدیئے۔

واصل بن حارث السکونی نے دیکھا کہ عبد الرحمن کا وہ گھوڑا جو اسے جرل نے دیا تھا بغیر سوار کے میدان کارزار میں چکر لگاتا پھرتا ہے۔ اتنے میں اس گھوڑے کو شبیب کی

فوج والوں نے پکڑ لیا۔ واصل کو اب اپنی جگہ گمان غالب ہو گیا کہ عبدالرحمٰن میدان جنگ میں کام آیا۔ اس لئے جو لوگ مقتول پڑے تھے اُن میں تلاش کرنا شروع کیا مگر نہ پایا اور لوگوں سے اُس کے متعلق دریافت کیا اونھوں نے بیان کیا کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ خود اپنی سواری سے اوتر پڑا اور عبدالرحمٰن کو سوار کر دیا۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ عبدالرحمٰن ہی تھا۔ رہا انکا گھوڑا اُسے دشمنوں نے زبردستی پکڑ لیا۔

یہ سنکر واصل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اسکے پیچھے چلا۔ واصل کے ہمراہ اُسکا غلام بھی ایک خچر پر سوار ہو کر ساتھ ہوا۔ جب یہ دونوں عبدالرحمٰن اور ابن ابی سیرہ کے قریب پہنچے محمد بن ابی سیرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ دو سوار ہمارے پیچھے آرہے ہیں۔

عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ دو کے ماسوا بھی کوئی اور ہے۔ ابن ابی سیرہ نے کہا نہیں، عبدالرحمٰن نے کہا تو پھر کچھ خوف نہیں دو دو کے مقابلے میں کمزور نہیں ابن ابی سیرہ نے اب اسطرح باتیں کرنا شروع کیں کہ گویا اُسے اُن دونوں سواروں کی مطلقاً پروا ہی نہیں۔ یہانتک کہ یہ دونوں سوار اُن کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ ابن ابی سیرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ دو شخصوں نے ہمیں آلیا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا اچھا اُوتر پڑ۔

غرض کہ دونوں سواری سے اُوتر پڑے اور تلواریں کھینچکر اُن کے طرف بڑھے۔ جب واصل نے اُن دونوں کو دیکھا اُس نے شناخت کر لیا اور کہا کہ جب میدان جنگ میں اوتر کر لڑنے کا موقع تھا اُس وقت تو آپ لوگ نہ اوترے اور اب اپنی بہادری جتانا چاہتے ہیں۔ اب اسوقت آپ کو اُوترنے کی ضرورت نہیں۔

اسکے بعد اُس نے اپنے چہرہ سے عمامہ ہٹایا۔ تب ان دونوں صاحبوں نے اُنھیں شناخت کیا اور خوش آمدید کہا۔

واصل نے ابن الاشعث سے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ تمہارا گھوڑا بغیر سوار کے میدان کارزار میں گھومتا پھرتا ہے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ تم پیدل ہی چلے آئے ہو اس لئے میں اپنا گھوڑا بھی تمھارے لئے لایا ہوں تاکہ آپ اسپر سوار ہوں۔

ابن الاشعث نے خچر تو صرف ابن ابی سیرہ کے لئے چھوڑ دیا اور خود اس گھوڑے پر سوار ہو گیا اور وہاں سے روانہ ہو کر دیر الیعار آکر قیام کیا۔

ادھر شبیب نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کر لو۔ چنانچہ اُسکے ساتھیوں نے

اپنے ہاتھ قتل سے کھینچ لئے اور لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ اور پھر پیدل سپاہ میں سے جو لوگ باقی تھے وہ شبیب کے پاس آئے اور انھوں نے بیعت کی۔

ابو العنقر المحلی نے شبیب سے کہا کہ میں نے سات کوفیوں کو دریا کے پیٹے میں قتل کیا ہے ان میں کا جو آخری آدمی تھا وہ میرے کپڑوں سے چمٹ گیا اور چیخ پکار شروع کی اور مجھے ڈرانے میں بھی اوس سے ڈر گیا تھا مگر پھر میں نے اوس پر حملہ کرکے اوسے قتل کرڈالا۔

اوس روز بنی کندہ کے ایک سو بیس آدمی کام آئے۔ اور تمام فوج میں سے ایک ہزار یا چھ سو آدمی مارے گئے۔ اور جسقدر سرآوردہ لوگ تھے اون میں سے بیشتر مارے گئے۔

قدامتہ بن حازم بن سفیان الخثعمی نے اوس روز ایک جماعت کو قتل کیا۔

عبدالرحمن بن محمد نے وہ رات دیر الیعار میں بسر کی دو سوار آئے اور اُن کے پاس کوٹھے پر چڑھکر چلے گئے۔ ایک تو علیحدہ کھڑا ہو گیا اور ایک بہت دیر تک عبدالرحمن سے تنہائی میں باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ اتر آیا اور اسکے دوسرے ساتھی بھی نیچے اوتر آئے۔ بعد میں لوگوں نے بیان کیا کہ جو شخص عبدالرحمن سے باتیں کرتا رہا وہ شبیب تھا اور عبدالرحمن میں اور اس میں پہلے سے مراسلت ہوا کرتی تھی پچھلی رات عبدالرحمن یہاں سے روانہ ہو کر دیر ابن مریم آئے۔ یہاں آکر دیکھا کہ رسالے کے تمام سردار بھی موجود ہیں اور محمد بن عبدالرحمن بن ابی سبرہ نے اوس کے لئے جو کی روٹیاں طیار کی ہیں جو تہ بہ تہ ایک دوسرے پر اسطرح رکھی ہوئی ہیں کہ قصر معلوم ہوتے ہیں اور اون کے لئے بھیڑیں بھی ذبح کی ہیں۔

وہ دن تو اُنھوں نے کھانے پینے اور اپنے گھوڑوں اور دوسرے جانوروں کو چارہ کھلانے میں صرف کیا۔

تمام لوگ جمع ہو کر عبدالرحمن کے پاس آئے اور کہا کہ سنا گیا ہے کہ شبیب تمہارے پاس آیا تھا اور گویا تم بھی اوس کے قیدی تھے۔ تمام فوج منتشر ہو گئی ہے۔ اور جو بہترین جوانمرد تھے وہ مارے گئے اسلئے اب آپ کوفہ واپس چلئے۔

غرض کہ عبدالرحمن کوفے کی طرف روانہ ہوا تمام فوج بھی چلی۔ یہ کوفہ آئے اور حجاج کے سامنے نہ آتے تھے مگر اس کے بعد انھیں وعدۂ معافی دیدیا گیا۔

اسی ۷۶ھ میں عبدالملک نے درہم و دینار مضروب کرائے۔ اور مسلمانوں میں یہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے ان سکوں کو مضروب کرایا۔

ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ مثقال جسکے مطابق عبدالملک نے یہ سکّے مضروب کرائے تھے ایامِ جاہلیت کا مثقال تھا اور اُس کا وزن ایک حبہ کم بارہ قیراط تھا۔ اور اسکے دس مثقال ایام جاہلیت کے مثقال کے سات کے برابر تھے۔

ہلال بن اسامۃ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ کتنے دیناروں پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ سعید نے کہا کہ جس کے پاس بیس مثقال وزن شامی سے سونا ہو اوسے آدھی مثقال زکوٰۃ دینا پڑیگی پھر میں نے دریافت کیا کہ شامی اور مصری میں فرق کیا ہے۔ سعید نے کہا کہ شامی وہ وزن ہے جسکے مطابق دینار مضروب ہوئے ہیں اور اُن دیناروں کے مضروب ہونے سے پہلے یہی دینار کا وزن تھا۔ اور وہ ایک حبہ کم بارہ قیراط تھا۔

سعید نے یہ بھی کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ اس وزن کے دینار دمشق بھیجے گئے تھے اور پھر اسی کے مطابق وہ مضروب ہوئے۔

اسی سنہ میں یحییٰ بن الحکم عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس سنہ کے ماہ رجب میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔

ابان بن نوفل بن مساحق بن عمرو بن خداش (قبیلۂ بنی عامر) بن لوی کو منصب قضا پر سرفراز کیا

اسی سال مروان بن محمد بن مروان پیدا ہوا۔

ابان بن عثمان نے جو مدینہ کا حاکم تھا اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

کوفہ اور بصرہ کا حاکم حجاج بن یوسف تھا۔ خراسان پر امیہ بن عبداللہ ابن خالد حاکم تھا۔ شریح کوفے کے اور زرارہ ابن اوفی بصرہ کے قاضی تھے۔

———(:۰:)———

سنہ ۷۷ ہجری کے واقعات

——(※)——

عتاب بن ورقاء الریاحی اور زہرہ ابن حویہ کے قتل کی تفصیل

شبیب نے اوس فوج کو جو اوسکے مقابلے کے لئے حجاج نے زیر سرکردگی عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث روانہ کی تھی شکست فاش دی اور عثمان بن قطن کو قتل کرڈالا - یہ واقعہ نہایت ہی سخت موسم گرما میں پیش آیا -

شبیب اور اوس کے ہمراہیوں کو گرمی کی شدت نے بیتاب کردیا اسلئے وہ مقام ماہ نہروان چلا آیا - یہاں اوس نے تین ماہ گرمی کے بسر کئے - اور بہت سے دنیا کے حریص اوس کے پاس جمع ہوگئے - ایسے لوگ بھی اس سے آملے جن پر کوئی مطالبہ سرکاری باقی تھا یا جنھوں نے کوئی جرم کیا تھا اور حجاج اون کی تلاش میں تھا - ایسے ہی لوگوں میں ایک شخص حر بن عبداللہ بن عوف بھی تھا -

اس کا واقعہ یہ ہے - کہ دریائے دقیط کے علاقہ کے دو زمینداروں نے اس پر سختی کی تھی اوس سے بری طرح پیش آئے تھے اس نے دونوں پر حملہ کرکے انہیں قتل کرڈالا اور شبیب کے پاس چلا گیا - اور راہ میں اس کے ساتھ تھا - اور شبیب کے ساتھ اوس کے قتل ہونے تک اوس کے تمام لڑائیوں میں شریک رہا -

شبیب کے قتل کے بعد حجاج نے اون تمام لوگوں کو وعدہ معافی اور امان دیدیا جو شبیب سے جاملے تھے اور جن پر کسی قسم کا سرکاری مطالبہ باقی تھا یا جو کسی جرم کے مرتکب ہوے تھے یہ اعلان جنگ سنجہ کے بعد دیا گیا - الغرض اسکے شایع ہوتے ہی حر بھی اپنے ہی طرح کے اور لوگوں کے ہمراہ کھلے بندوں نکلا - اون دونوں زمینداروں کے متعلقین جنھیں اوس نے قتل کیا تھا آئے اور حجاج کے سامنے اوس کے خلاف مستغیث ہوئے -

حر حجاج کے سامنے لایا گیا - چونکہ یہ اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا تھا اس لئے اسنے وصیت بھی کردی تھی -

حجاج نے اس سے دریافت کیا کہ اے دشمن خدا تو نے دو سرکاری خراج وصول کرنے والے زمینداروں کو قتل کرڈالا -

حر نے جواب دیا خدا آپ کو نیک توفیق دے - اس سے بڑھکر بھی ہوگیا - حجاج نے پوچھا کیا -

حر نے جواب دیا کہ یہ ہی میرا امیر المنین کی اطاعت سے نکل جانا اور عام جماعت مسلمانوں سے علیحدہ ہوجانا۔ مگر اسکے بعد آپ نے اون تمام لوگوں کو وعدۂ معافی دیدیا ہے جو آپ کے پاس چلے آئیں۔ ملاحظہ فرمائیے یہ آپ کا اعلان امان ہے یہ آپ کا خط ہے جو مجھے آپ نے بھیجا تھا۔

حجاج نے کہا اچھا بہتر ہے جاؤ۔ بے شک میں نے وعدۂ معافی تو ضرور دیدیا ہے، اور پھر اوسے چھوڑ دیا۔

جب گرمی کی شدت کم ہوگئی شبیب ماہ سے تقریباً آٹھ سو سپاہ کی جمعیت کے ساتھ مداین کی طرف آیا مطرف بن المغیرہ بن شعبہ اوسوقت مداین کا عامل تھا۔

شبیب قناطر حذیفہ بن الیمان کے قریب آکر خیمہ زن ہوگیا۔

ماذرواسپ بابل مہروذ کے رئیس اعظم نے حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ نہیں معلوم کہ شبیب کا ارادہ کہاں کا ہے حجاج نے اس خط کو پڑھا۔ اور لوگوں کو جمع کرکے خطبہ دینیکے لئے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اوس نے کہا۔ اے لوگو یا تو تم اپنے شہروں اور خراج کی مدافعت کرو ورنہ میں اب مجبوراً ایسے لوگوں کو اس کام کے لئے بلاتا ہوں۔ جو تم سے زیادہ اطاعت شعار۔ فرماں بردار اور مصایب و شدائد جنگ میں زیادہ صابر اور برداشت کرنے والے ہیں۔ وہ تمہارے دشمنوں کا مقابلہ کرینگے اور تمہاری آمدنی کو اپنے مصارف میں خرچ کرینگے۔

اس پر ہر جانب سے لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم دشمن کے مقابلے کے لئے تیار ہیں اور اپنے امیر کی ناراضی کو دور کردینگے۔ آپ ہمیں دشمن کے مقابلے پر جانے کا حکم دیجیے آپ جہاں حکم دینگے ہم جائینگے۔

زہرہ بن حویہ نے جو ایک پیر فرتوت تھا۔ اور جس سے بغیر سہارے اچھی طرح کھڑا بھی ہوا نہیں جاتا تھا کھڑے ہوکر عرض کی کہ اے سردار خدا آپ کو نیک توفیق دے۔ اسوقت جسقدر مہمیں آپ نے دشمن کے مقابلے پر روانہ کی ہیں وہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں پر مشتمل تھیں اب آپ یہاں کی پوری مخلوق کو دشمن کے مقابلے پر بھیجدیجیے، اور ایسے شخص کو جو بہادر۔ صابر۔ تجربہ کار میدان جنگ سے بھاگنے کو ذلت و عار سمجھنے والا اور ثابت قدم رہنے کو عزت و بزرگی سمجھنے والا ہو اوسے اس مہم کا سردار مقرر فرمائے۔

حجاج نے کہا بس تم ہی اس کام کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہو۔

زہرہ نے جواب دیا کہ اس اہم خدمت کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو نیزہ اٹھاسکے

زرہ کے بوجھ کو سنبھال سکے۔ تلوار چلا سکے اور گھوڑے پر بیٹھ سکے اور میں ان میں سے کسی بات کو بھی پورا نہیں کر سکتا۔ میری بصارت کمزور ہے اور میں خود بھی بہت ہی ضعیف ہو گیا ہوں۔ ہاں آپ بڑے شوق سے مجھے اس مہم کے ہمراہ بھیجد یجئے۔ میں سواری میں بیٹھ جاؤنگا اور جو اس فوج کا سردار ہوگا اوس کے فوجی قیام گاہ میں رہونگا اور سے مشورہ دیتا رہوں گا۔

حجاج نے کہا خدا تمھیں اول اور آخر اسلام میں اسکی جزائے نیک عطا فرمائے تم نے نہایت ہی مخلصانہ بات کہی اور سچ کہا۔ اور میں اس تمام مخلوق کو دشمن کے مقابلے پر بھیجتا ہوں ''اے لوگو تم سب کے سب روانہ ہو جاؤ''۔

تمام لوگ واپس پلٹے۔ اور اب اس مہم پر روانہ ہوئے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ اون کا سپالار کون ہے۔

حجاج نے عبدالملک کو اس حالت کے متعلق حسب ذیل خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد میں امیر المومنین (خدا آپ کی عزت بڑھائے) اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب مداین کے سامنے آگیا ہے۔ اور کوفہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ باشندگان کوفہ اکثر جنگوں میں اوس کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے۔ جتنی لڑائیاں ہوئیں اون سب میں فوج کے سپہ سالار کو اوس نے قتل کر دیا اور فوج کو شکست دی اس لئے اگر امیر المومنین اسے مناسب خیال فرمائیں تو شامیوں کو بھیجدیں تاکہ وہ ان کے دشمنوں کا مقابلہ کریں اور تمام آمدنی اپنے صرف میں لے آئیں والسلام۔

یہ خط عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اوس نے سفیان ابن الابرد کو چار ہزار فوج کے ساتھ اور حبیب بن عبدالرحمن الحکمی کو بنی مذحج کے دو ہزار شہسواروں کے ساتھ حجاج کے پاس بھیجدیا۔

اب کوفے والوں کا یہ حال ہے کہ مارا مار شبیب کی طرف چلے جا رہے ہیں مگر کوئی نہیں جانتا کہ امیر جیش کون ہے۔ مختلف چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں شخص سردار ہے اور کوئی دوسرے کا نام لیتا ہے۔

حجاج نے عتاب بن ورقا کو حکم بھیجدیا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔

عتاب اوس وقت مہلب کے ہمراہ کوفے والوں کے رسالے کے سردار تھے اور یہ وہ ہی فوج تھی جسے بشر بن مروان نے قطری کے مقابلے پر روانہ کیا تھا۔ عبدالرحمن تقریباً دو ماہ تک اس فوج کے سردار رہے حجاج کے عراق آنے کے بعد صرف ماہ رجب اور شعبان میں یہ فوج اون کے ماتحت رہی۔ آخر ماہ رمضان المبارک میں قطری نے عبدالرحمن کو قتل کر ڈالا اور

حجاج نے اس فوج کی قیادت کے لئے جس میں کوفے ہی کے باشندے تھے اور جس میں عبدالرحمن قتل ہوئے تھے عتاب بن ورقاء کو بھیجدیا تھا۔ اور انھیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ تم مہلب کے احکام کی تعمیل کرنا۔ یہ بات عتاب کو ناگوار گزری اور پھر مہلب میں اور عتاب میں جھگڑا ہوا۔ عتاب نے حجاج کو اس عہدہ سے اپنا استعفیٰ بھیجدیا اور درخواست کی کہ آپ مجھے اپنے ہی پاس بلالیں۔

اب جب کہ حجاج کا خط عتاب کے پاس پہنچا کہ تم چلے آؤ اس سے وہ بہت خوش ہوئے حجاج نے کوفے کے تمام عمایدین کو جس میں زہرہ بن حویۃ العبدی (بنی اعرج) اور قبیصہ بن والق التغلبی بھی تھے اپنے پاس بلالیا اور کہا کہ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے میں کس شخص کو اس مہم کا سپہ سالار بناؤں لوگوں نے کہا اے امیر آپ ہی کی رائے سب سے اولی و اعلیٰ ہے۔

حجاج نے کہا میں نے عتاب بن ورقاء کو بلایا ہے اور وہ آج ہی یا کل رات کو یہاں آجائینگے۔ اور یہی اس مہم کو لیکر دشمن کے مقابلے پر جائینگے۔ زہرہ بن حویہ نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کو نیک صلاح دی۔ آپ نے ٹھیک نشانہ پر تیر لگایا ہے۔ بخدا یہ وہ شخص ہے کہ بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں آئیگا اور یا اپنی جان دیدیگا۔

قبیصہ بن والق نے عرض کیا کہ میں امیر کو کچھ مشورہ دینا چاہتا ہوں۔ اگر یہ غلط ہو تو یہ سمجھیگا کہ میں نے امیرالمومنین۔ آپ اور عامۂ مسلمین کی خیرخواہی میں حد سے زیادہ احتیاط سے کام لیا اور اگر یہ ٹھیک سمجھا جائے تو میں خیال کرونگا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی توفیق مجھے عطا فرمائی۔

ہم نے سنا ہے کہ شام سے ایک فوج آپ کو بھیجی گئی ہے اور کوفہ والوں نے ہر جگہ شکست کھائی راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کئے گئے جنگ کے نازک موقعوں پر ثابت قدم نہیں رہے۔ بھاگنے کو عار نہ سمجھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے پہلو میں دل ہی نہیں رہا بلکہ وہ اور لوگوں کے سینوں میں جاگزیں ہو گیا ہے۔

اس لئے اگر جناب والا مناسب تصور کریں تو اوس فوج کی طرف جو شام سے آپ کی امداد کے لئے آرہی ہے قاصد بھیجدیجئے تاکہ وہ پوری تدابیر حفاظت اختیار کرلیں اور ہرگز ایسی جگہ رات نہ بسر کریں جہاں انھیں خیال ہو کہ یہاں اُن پر شب خون مارا جائیگا خود آپ نے ایسا کیا ہے کیونکہ جنگ کے وقت آپ خود نہایت مستعد ہوشیار اور تدابیر جنگ سے کام لینے والے ہیں۔ کبھی آپ پلٹ جاتے ہیں اور کبھی کجاوہ کس کے چل دیتے ہیں۔ اور سر دست آپ نے شبیب کے مقابلے پر اہل کوفہ کو روانہ کیا ہے حالانکہ اون پر آپ کو پورا اعتماد نہیں ہے اور یہ اون کے

برادرانِ ملت جو ملک شام سے اون کی امداد کے لئے آرہے ہیں انھیں معلوم نہیں کہ شبیب کا طرز عمل یہ ہے کہ آج وہ اس علاقہ پر دھاوا کرتا ہے اور کل دوسری جگہ تاخت کرتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ شبیب اس شام سے آنے والی فوج پر جب کہ وہ بے خطر اپنے گھوڑوں کی باگیں اوٹھائے اُڑے آرہے ہونگے اچانک حملہ کردیگا۔ خدانخواستہ اگر یہ فوج تباہ ہوگئی تو ہم بھی تباہ ہونگے اور تمام عراق برباد ہو جائیگا۔

حجاج نے کہا بخدا تم نے نہایت ہی عمدہ رائے اور مشورہ دیا ہے اور پھر عبدالرحمن بن العوق ابن عقیل کے آزاد غلام کو اوس فوج کی طرف روانہ کیا جو شام سے آرہی تھی۔

عبدالرحمن حجاج کا خط لیکر اس فوج کے پاس پہنچا جو اس وقت مقام (ہیت) میں فروکش تھی اس خط میں مسطور تھا۔

حمد و ثنا کے بعد جب تم ہیت پہنچ جاؤ تو پھر دریائے فرات اور انبار کا راستہ چھوڑ دینا اور عین التمر کے راستہ سے کوفہ آؤ۔ حفاظت کی پوری تدبیریں اختیار کرنا اور کوشش کرو کہ یہاں جلد پہنچ جاؤ والسلام۔

چنانچہ اس فوج نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی۔

عتاب بن ورقا اوسی رات جیسا کہ حجاج نے بیان کیا تھا کوفہ پہنچ گئے۔ حجاج نے انھیں سپہ سالاری کا حکم دیا۔ عتاب لوگوں کو لیکر چلے اور حمام اعین پر فوج کی آراستگی اور ترتیب کرنے لگے۔

دوسری جانب سے شبیب بڑھتا ہوا کلواذا آیا۔ یہاں سے اوس نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے قریب کے شہر بہرسیر میں آکر قیام کیا۔ اب مطرف بن المغیرہ بن الشعبہ اور شبیب کے درمیان صرف دجلہ کا پل حایل رہگیا۔

جب شبیب بہرسیر میں فروکش ہوا مطرف نے پل توڑ ڈالا اور شبیب کے پاس قاصد کے ذریعہ سے پیام بھیجا کہ آپ اپنے ہمراہیوں میں سے چند سرآوردہ شخصوں کو میرے پاس بھیجدیجئے۔ تاکہ میں کلام پاک کے ذریعہ سے اون سے گفتگو کروں اور غور کروں کہ آپ کا مذہب کیا ہے جسکی آپ دعوت دیتے ہیں۔

شبیب نے چند سرآوردہ آدمیوں کو جن میں قعنب۔ سوید اور محلل تھے اس غرض سے روانہ کیا۔ جب انھوں نے چاہا کہ کشتی میں سوار ہوں۔ شبیب نے حکم بھیجا کہ جبتک میرا قاصد

مطرف کے پاس سے واپس نہ آجائے کشتی میں سوار نہ ہونا۔ چنانچہ وہ قاصد واپس آگیا۔ شبیب نے پھر مطرف سے کہلا بھیجا کہ جسقدر آدمی میرے تمہارے پاس آرہے ہیں اوتنے ہی تم بھی میرے پاس بھیجدو تاکہ یہ بطور یرغمال میرے پاس اوسوقت تک رہیں جب تک کہ میرے آدمی واپس نہ آجائیں۔

مطرف نے شبیب کے قاصد سے کہا کہ جاؤ اور کہدو کہ جب ابھی میں نے اپنے آدمی تمہارے پاس بھیجے تھے اوس وقت کسطرح میں نے تم پر اعتماد کر لیا تھا اور اب کیوں تم مجھپر بھروسہ نہیں کرتے۔

قاصد نے واپس آکر شبیب سے یہ پیام کہدیا۔

شبیب نے پھر قاصد بھیجا اور کہا کہ مطرف سے کہدینا کہ تم جانتے ہو کہ ہمارے مذہب میں عہد کا توڑنا حرام ہے برخلاف اسکے تم لوگ عہد شکنی کرتے ہو اور اسے جائز بھی رکھتے ہو۔

اس پر مطرف نے ربیع بن یزید الاسدی۔ سلمان بن حذیفہ بن ہلال بن مالک المزنی اور یزید بن ابی زیاد اپنے آزاد غلام اور محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ کو بطور یرغمال شبیب کے پاس بھیجدیا جب یہ لوگ شبیب کے پاس پہنچ گئے تب اُس نے اپنے لوگوں کو مطرف کے پاس بھیجا یہ لوگ مطرف کے پاس آئے اور اس طرح چار روز تک برابر آتے جاتے رہے مگر کسی بات پر دونوں فریقوں کا اتفاق نہیں ہوا اور جب شبیب کو معلوم ہو گیا کہ مطرف نہ میرا مطیع ہوتا ہے اور نہ میرے مذہب کو اختیار کرتا ہے اوس نے عتاب بن ورقا اور اہل شام کی طرف روانہ ہونے کا قصد کر لیا۔

شبیب نے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ آج چار روز سے اس ثقفی شخص نے مجھے اوس تجویز پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے جو میں نے سوچی تھی۔ میں نے یہ خیال کیا تھا کہ محض رسالے کے دستہ کو لیکر جاؤں اور اوس فوج پر جو شام سے آرہی ہے حملہ کردوں۔ مجھے امید یہ تھی کہ اسطرح یا تو میں اچانک انھیں جا لونگا یا اُنھیں حفاظت کی تدبیریں اختیار کرنے پر مجبور کردونگا۔ اور مجھے کچھ ڈر نہیں اگر میں اون سے ایسی حالت میں مقابلہ کروں جب کہ وہ اوس شہر سے دور ہوں جہاں حجاج سا شخص امیر ہو جس پر وہ بھروسا کریں اور یا کوفے کا سا شہر ہو جس کی حفاظت میں وہ اپنے آپ کو بچا سکیں۔ آج ہی میرے مخبروں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس فوج کی اگلی جماعتیں مقام عین التمر میں پہنچ گئی ہیں اور اب وہ کوفے سے اس قدر قریب ہو گئے ہیں کہ وہاں سے کوفہ نظر آرہا ہے عتاب کی سمت سے جو میرے مخبر آئے ہیں اونھوں نے

مجھ سے بیان کیا ہے کہ عتاب اہل کوفہ کی جماعت کے ساتھ مقام صراۃ میں فروکش ہوا ہے اور یہ جگہ ہم سے بہت ہی قریب ہے اس لئے ہم سب کو عتاب کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے مطرف کو اپنی جگہ یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا امیں نے شبیب سے جو نامہ و پیام کیا ہے اوسکی خبر حجاج کو ہو جائے اس لئے وہ پہاڑی علاقے کی طرف چلدیا اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک شبیب اور عتاب کے مقابلے کا نتیجہ نہ نکلے اس علاقے میں قیام کرونگا۔

شبیب نے مطرف کو لکھا کہ اگرچہ تم نے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی مگر میں تمھیں اپنے برابر سمجھتا ہوں اور مساویانہ سلوک کے لئے تیار ہوں۔

اسپر مطرف نے اپنی جماعت والوں سے کہا کہ اپنی عزت اور طاقت کو بچا کر ہمیں یہاں سے چلدینا چاہیے کیونکہ حجاج ضرور ہم سے لڑیگا مگر اوس وقت ہمارے پاس بھی کافی طاقت ہوگی غرض کہ مطرف وہاں سے روانہ ہو کر مداین پہنچا۔ شبیب نے پھر دریا پر پل باندھا اور اپنے بھائی مصاد کو مداین کی طرف روانہ کیا۔

دوسری جانب سے عتاب شبیب کی طرف بڑھتے بڑھتے سوق حکمۃ پر آکر فروکش ہوا تھا۔ حجاج نے اس مہم کے لئے کوفہ سے دو قسم کے لوگ روانہ کئے تھے ایک تو باقاعدہ جنگجو سپاہی اور دوسرے نوجوان رضا کار۔ اسطرح باقاعدہ فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی اور دس ہزار نوجوان رضا کار اس کے علاوہ تھے اور اسطرح سوق حکمۃ پر عتاب کے ساتھ یہ دونوں طرح کی جماعتیں شامل ہو گئی تھیں اور اب انکی مجموعی تعداد پچاس ہزار تھی کوفے میں عربوں کے جسقدر خاندان آباد تھے اون میں سے حجاج نے کسی شخص کو نہیں چھوڑا اور نہ کسی قریشی کو بلکہ سب کو اس مہم پر روانہ کر دیا تھا۔

حجاج نے جس وقت عتاب کو شبیب کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ خطبہ دینے منبر پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے باشندگان کوفہ۔ تم سب کے سب عتاب کے ساتھ جاؤ سوائے اون لوگوں کے جو سرکاری ملازم ہیں کسی شخص کو اجازت نہیں کہ وہ گھر بیٹھا رہے اور اس مہم پر نہ جائے۔ یہ خوب سمجھ لو کہ اوس مجاہد کے لئے جو شدائد جنگ میں صابر رہے عزت و بزرگی ہے جو شخص میدان جنگ سے فرار ہو جائے اوس کے لئے ذلت اور بیرحمی ہے۔ اوس معبود کی قسم ہے جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں کہ اگر اس موقع پر بھی تم نے وہی کیا جیسا کہ تم پہلے کرتے آئے ہو تو یاد رکھو کہ تمھیں نہایت ہی سخت سزا دونگا۔

اس تقریر کے بعد حجاج منبر سے اوتر آیا اور تمام لوگ سوق حکمہ میں عتاب کے پاس پہنچ گئے۔
دوسری جانب شبیب نے اپنی فوج کا معاینہ کیا۔ اوس کی کل تعداد ایک ہزار تھی اور پھر خطبہ دینے کھڑا ہوا۔

حمد و ثنا کے بعد اوس نے کہا۔ اے مسلمانو! اللہ تعالےٰ نے آج تک تمھیں دشمنوں پر فتح دی ہے حالانکہ تمہاری تعداد سو اور دو سو اس سے زیادہ یا کبھی کچھ کم رہی ہے اور آج تو تم سیکڑوں کی تعداد میں ہو۔ خیر مجھے پہلے ظہر کی نماز پڑھنا چاہیے اوس کے بعد تمھیں لیکر جنگ کے لئے روانہ ہونگا چنانچہ شبیب نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اعلان کر دیا گیا کہ اے اللہ کی فوج والو سوار ہو جاؤ اور تمھیں خوش خبری ہو۔

غرض کہ شبیب اپنی اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا۔ مگر اب اوس کی فوج والوں کا یہ حال تھا کہ آگے بڑھنے سے ہچکچاتے تھے۔ مگر جب مقام ساباط سے یہ لوگ گزر گئے تو سب کے سب شبیب کے ساتھ اوتر پڑے۔

شبیب نے اُن سے پرانے قصص و حکایات بیان کئے اور جہاد کے واقعات سنائے۔ اور عرصہ تک اپنی فوج کو دنیا کی نفرت اور آخرت کی رغبت و تحریص کی تلقین کرتا رہا۔ پھر اپنے موذن کو اذاں دینے کا حکم دیا موذن نے اذاں دی۔ شبیب خود آگے بڑھا اور سب کو نماز عصر پڑھائی۔ اور پھر روانہ ہوا اور اب عتاب اور اوس کی فوج کے سامنے پہنچ گیا۔

جب شبیب کی نظر اپنے دشمن پر پڑی اوسی وقت گھوڑے سے اوتر پڑا اور پھر موذن کو اذاں دینے کا حکم دیا۔ موذن نے اذاں دی اور اب شبیب نے آگے بڑھکر اپنے سب ساتھیوں کو مغرب کی نماز پڑھائی۔

سلاّم بن سیاّر الشیبانی اوس کا موذّن تھا۔

جب عتاب بن ورقا کو مخبروں نے اطلاع دی کہ شبیب آپہنچا ہے عتاب تمام فوج کے ساتھ میدان جنگ میں نکلا۔ اور انھیں جنگ کے لئے باقاعدہ طور پر مرتب کیا۔

پہلے روز جب عتاب اِس مقام پر پہنچا تھا اوس نے اپنے لشکر کے چاروں طرف خندق کھود لی تھی۔ اور روزانہ یہ ظاہر کرتا تھا کہ اوس کا ارادہ ہے کہ خود مداین جاکر شبیب کا مقابلہ کرے۔

شبیب کو اس بات کی اطلاع ہوگئی۔ اس نے کہا کہ میں اسے زیادہ اچھا سمجھتا ہوں کہ

خود اوس کی طرف جاؤں بجائے اسکے کہ وہ میری طرف آئے۔ اور اس لئے اب خود شبیب اوس کے مقابلے پر چلکر آیا۔

جب عتاب نے فوج کی صف بندی کی۔ محمدؐ بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو اپنے میمنہ کا افسر مقرر کیا اور اوس سے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے تم شریف ہو۔ جنگ میں ثابت قدم و صابر رہنا اور دوسروں کو ثابت قدم رکھنا۔

محمدؐ نے کہا بخدا میں اوس وقت تک لڑتا رہونگا۔ جب تک ایک آدمی بھی میرے ساتھ رہیگا۔

عتاب نے قبیصہ بن والق سے جو بنی تغلب کے دستۂ فوج کا افسر تھا کہا تم میرے میسرہ پر رہو۔ اس پر قبیصہ نے کہا کہ میں تو بہت ہی ضعیف و بڈھا ہوں مجھ سے زیادہ سے زیادہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے جھنڈے تلے بیٹھا رہونگا۔ کیونکہ جب تک کوئی دوسرا آدمی مجھے کھڑا نہ کرے میں کھڑا تو ہو ہی نہیں سکتا مگر یہ عبیداللہ بن الحلیس اور نعیم بن علیم دونوں تغلبی موجود ہیں (یہ دونوں سردار بھی بنی تغلب کے دو دستوں پر افسر تھے) بڑے تجربہ کار۔ محتاط مستقل ارادے والے اور بہادر ہیں انہیں سے جس کسی کو چاہیں آپ یہ خدمت سپرد کر دیں۔

چنانچہ عتاب نے نعیم بن علیم کو اپنے میسرہ کا سردار مقرر کیا۔

اور حنظلہ بن الحارث الیربوعی اپنے چچازاد بھائی کو جو اپنے خاندان کا شیخ تھا پیدل فوج پر سردار مقرر کیا۔ اور تمام فوج کو تین صفوں پر تقسیم کیا۔

ایک صف پیدل سپاہ کی تھی جو تلواروں سے مسلح تھے۔ دوسری صف اون لوگوں کی تھی جن کے پاس نیزے اور بھالے تھے اور ایک صف تیراندازوں کی تھی

عتاب اپنے میمنہ اور میسرہ میں گھومتا پھرتا تھا اور ہر ایک علم بردار اور اوس کی فوج کے پاس جاتا اونھیں خوف الہٰی اور صبر و استقامت کی تلقین کرتا اور قصص و حکایات بیان کرتا۔

تمیم بن الحارث الازدی بیان کرتے ہیں کہ عتاب ہمارے پاس آکر ٹھیرا اور بہت سے قصے بیان کئے منجملہ اون کے مجھے تین کلمے یاد رہگئے ہیں۔

عتاب نے کہا اے مسلمانو جنت میں سب سے بڑا درجہ شہدا کا ہے خداوند عالم اپنے مخلوقات میں سے کسی اور کو اس قدر زیادہ پسند نہیں فرماتا جتنا کہ وہ اون لوگوں کو

پسند کرتا ہے جو جہاد میں صابر رہتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ اوس نے فرمایا ہے۔ اصبروا ان اللہ مع الصابرین (صبر کرو کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اب سمجھ لو کہ جسکے فعل کی خود خدا تعریف کرے اوسکا درجہ کتنا بڑا ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اسب سے زیادہ باغیوں سے دشمنی رکھتا ہے اور کیا نہیں دیکھتے کہ یہ تمہارے دشمن اندھا دھند تلواروں سے مسلمانوں کا گلا کاٹتے ہیں اور اسے قربت خداوندی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اس زمین کے رہنے والوں میں یہ سب سے بدترین لوگ ہیں اور اہل دوزخ کے کتے ہیں کہاں ہیں قصہ گو؟"

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے کسی شخص نے اس تقریر پر لبیک نہیں کہا یہ دیکھکر عتاب نے کہا کہ کیا کوئی شخص ہے جو عنترہ کا شعر پڑھے۔ اسکا بھی کسی نے جواب نہیں دیا۔

اب عتاب نے غصّہ ہو کر کہا۔ بخدا میں خوب جانتا ہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے اور اس حالت میں چھوڑ جاؤ گے کہ ہوا مجھپر خاک اوڑا رہی ہوگی۔

عتاب سامنے آکر قلب فوج میں بیٹھ گیا۔ زہرہ بن حویہ عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث ابوبکر بن محمد بن ابی جہم العدوی بھی اوس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

شبیب بھی صرف چھ سو آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا۔ ایک ہزار میں سے چار سو آدمی پیچھے رہگئے اور اوس کے ساتھ نہ آئے۔ اس پر شبیب نے کہا اچھا ہوا کہ ایسے لوگ پیچھے رہگئے جنکو میں چاہتا بھی نہ تھا کہ اپنی فوج میں دیکھوں۔

شبیب نے سوید بن سلیم کو دو سو سواروں کے ساتھ اپنے میسرہ پر اور محلل بن وائل کو دو سو سواروں کے ساتھ اپنے قلب میں متعین کر دیا اور خود بھی دو سو سواروں کے ساتھ مغرب اور عشا کے درمیانی وقت میں جب کہ چاند اچھی طرح روشن ہو گیا تھا اپنے میمنہ کی طرف چلا آیا شبیب نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کس کے نشان و علم ہیں۔ اونھوں نے جواب دیا کہ بنی ربیعہ کے نشانات ہیں۔ اسپر شبیب نے کہا ہاں یہ وہ جھنڈے ہیں جنھوں نے اکثر حق کی امداد کی ہے اور باطل کی بھی امداد کی ہے تمام جنگوں میں ان جھنڈوں کا حصّہ ہے۔ تمہارے اس جہاد میں بھی حق و خیر کے لئے پوری طرح ہمارے ساتھ تمام صعوبتوں اور تکلیفوں میں شریک رہو نگا تم بنی ربیعہ ہو اور میں شبیب ہوں۔ میں ابو العدلہ ہوں۔ حکومت اوسیکو زیبا ہے جس میں حکومت کرنے کی صلاحیت ہو دیکھو

له اسلام　　سله کفر بازمانہ جاہلیت

ثابت قدم رہنا۔

اس کے بعد شبیب نے اپنے دشمنوں پر حملہ کیا۔ (یہ اوس وقت خندق کے سامنے ایک ٹیلے پر ایستادہ تھا)۔ اور انھیں منتشر کر دیا۔ مگر قبیصہ بن والق عبید بن الحلیس اور نعیم بن حلیم کے نشان بردار اپنی جگہ جمے رہے اور سب مارے گئے اور تمام میسرہ کو شکست ہوئی۔

بعض تغلبیوں نے شور مچا دیا کہ قبیصہ بن والق مارے گئے۔ اسپر شبیب نے اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا اے معشر المسلمین تم نے قبیصہ کو قتل کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

واتل علیھم نباء الذی آتیناہ آیاتنا فانسلخ منھا فاتبعہ الشیطان فکان من الغاوین۔

(ترجمہ) اور تو اوس شخص کا قصہ اون سے بیان کر کہ ہم نے اوسے اپنی نشانیاں دیں پھر وہ اوس سے علیحدہ ہو گیا پھر پیچھے پڑ گیا اوس کے شیطان اور وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

یہی حالت تمھارے بھائی قبیصہ بن والق کی ہوئی کہ یہ شخص رسول اللہ کے پاس آکر مسلمان ہوا اور پھر اب کفار کی حمایت میں تم سے لڑنے آیا۔

شبیب اوس کے لاشہ پر ٹھیر گیا اور کہنے لگا اگر تو اپنے پہلے اسلام پر قائم رہا ہوتا تو نجات پاتا۔ پھر اپنے میسرہ کو لیکر عتاب بن ورقا پر حملہ آور ہوا سوید بن سلیم نے اہل کوفہ کے میمنہ پر جسکی قیادت محمد بن عبد الرحمٰن کے تفویض تھی حملہ کیا۔

محمد بنی تمیم اور ہمدانیوں کے کچھ لوگوں کے ساتھ برابر لڑتا رہا اور ان لوگوں نے خوب ہی جوہر شجاعت دکھائے۔ ابھی لڑائی کا یہ ہی رنگ تھا کہ انھیں معلوم ہوا کہ عتاب بن ورقا میدانِ جنگ میں کام آئے۔ اب کیا تھا اس خبر کے سنتے ہی اون کے پاؤں اوکھڑ گئے اور تتر بتر ہو گئے۔

عتاب قلب فوج میں ایک چٹائی پر بیٹھے تھے اور زہرہ بن حویہ بھی اُن کے ہمراہ تھا کہ شبیب نے ان پر حملہ کیا۔ اوس وقت عتاب نے زہرہ سے کہا کہ آج کے دن اگرچہ ہماری فوج کی تعداد تو بہت زیادہ ہے مگر اون میں شجاعت و استقلال کی کمی ہے۔ کاش کہ اس تمام فوج کے مقابلے میں میرے پاس اس وقت صرف پانسو تمیمی سے بہادر ہوتے تو پھر میں دشمنوں کو مزا چکھا تا کیا ان میں ایک بھی ایسا نہیں جو دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہے کیا ایک بھی اپنی جان کی قربانی کے لیے تیار نہیں۔

مگر کسی نے اس پر لبیک نہیں کہا اور ان سے دشمن کے نرغہ میں چھوڑ دیا۔

زہرہ نے کہا اے عتاب تم نے خوب کیا۔ وہی کیا جو تم سے اولوالعزم کو کرنا چاہیے تھا بخدا اگر دشمن کے سامنے سے تم اپنی پیٹھ پھیرتے تو بھی کے دن کی زندگی تھی تمھیں خوش ہونا چاہیئے مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری موت کے وقت ہمیں درجہ شہادت دینے والا ہے۔

عتاب نے کہا خدا تمھیں اسکی ایسی جزاء خیر عطا فرمائے جیسی کہ نیک کام پر ہدایت کرنے کی ملا کرتی ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو صبر و تقویٰ کی نصیحت کی۔

جب شبیب اوس کے بالکل قریب آگیا تو اگرچہ اور لوگ تو دہنے بائیں کائی کی طرح پھٹ گئے تھے مگر ایک مٹھی بھر جماعت اب بھی اسکے ساتھ لڑنے مرنے کے لیئے موجود تھی۔ یہ اونھیں لیکر مقابلے کے لیے جھپٹا۔ عمار بن یزید الکلبی (بنی المدینہ) نے کہا "خدا امیر کو نیک ہدایت دے عبدالرحمن بن محمد آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور بہت سے لوگ بھی اون کے ساتھ فرار ہو گئے۔" عتاب نے سنکر کہا ہاں یہ کوئی انوکھی بات نہیں وہ اس سے پہلے بھی بھاگ چکا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص اس قسم کی حرکت کرتا ہے اور ذرہ برابر اسکی پروا نہیں کرتا۔

عتاب تھوڑی دیر تک مقابلہ کرتے رہے اور کہتے جاتے تھے کہ اس سے پہلے کبھی میں نے ایسی جنگ میں شرکت نہیں کی جیسی کہ یہ ہے کہ لڑنے والے تو بہت ہی کم ہیں اور بھاگنے والے بہت زیادہ۔

اس اثنا میں بنی تغلب کے قبیلۂ بنی زید بن عمرو کے ایک شخص نے عتاب کو دیکھا جس کا نام عامر بن عبد عمرو تھا۔ اس نے اپنی قوم میں ایک خون کیا تھا اور اس وجہ سے بھاگ کر شبیب سے جا ملا تھا مگر تھا شہسوار اس شخص نے شبیب سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ شخص جو بول رہا ہے یہ ہی عتاب ہے۔ اور پھر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ عتاب زمین پر گر پڑا۔ اور یہ ہی شخص عتاب کا قاتل تسلیم کیا گیا۔ رسالے نے زہرہ بن حویہ کو روندنا شروع کیا زہرہ تلوار سے اپنی مدافعت کر رہا۔ مگر کہاں تک لڑتا۔ نہایت ضعیف تھا اچھی طرح کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ فضل بن عامر الشیبانی نے حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

شبیب بھی اوس کے پاس پہنچا۔ یہ زمین پر مردہ پڑا تھا۔ شبیب نے دیکھکر پہچانا اور پوچھا کس نے اسے قتل کیا۔ فضل نے کہا میں نے اسے قتل کیا ہے۔ اسپر شبیب نے کہا یہ زہرہ۔ ابن حویہ ہے اگر یہ اب ضلالت و گمراہی کی راہ میں مارا گیا مگر مسلمانوں کی بہت سی لڑائیاں ایسی تھیں جس میں اس نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ نہایت شجاعت سے

لڑا۔ اور مشرکین کی بہت سی جماعتوں کو اس نے شکست دی رات کے پردہ میں بھی وہ لشکر لیکر آئے مگر اس نے اونھیں بھی اون کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ مشرکین کے بہت سے آباد قصبوں کو اس نے فتح کیا۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے اللہ کے علم میں تو یہ تھا کہ یہ ظالموں کی اعانت میں اپنی جان دیگا۔

فروہ بن لقیط بیان کرتا ہے کہ زہرہ کی موت کا شبیب کو سخت رنج وقلق ہوا اور اسپر بکر بن وائل کے ایک نوجوان نے کہا بھی کہ امیر المومنین شب گذشتہ سے ایک کافر کی موت پر اس قدر رنج وغم کر رہے ہیں۔

شبیب نے کہا کہ مجھ سے زیادہ تو اون کی ضلالت سے واقف نہیں۔ مگر میں عرصہ سے اون سے واقف تھا اگر یہ اپنی اوس حالت پر قائم رہتے تو آج ہمارے بھائی ہوتے۔

میدان جنگ میں عمار بن یزید بن شبیب الکلبی مارے گئے۔ اور اوس روز ابو خثیمہ بن عبداللہ بھی مارے گئے۔

شبیب نے اہل لشکر اور فوج پر قابو پالیا۔ اپنی فوج والوں کو حکم دیا کہ اب تلوار نیام میں کر لو اور لوگوں کو بیعت کے لیے دعوت دی۔ اوس وقت تو سب نے بیعت کر لی مگر رات ہی کو فرار ہوگئے

شبیب جب اون سے بیعت لے رہا تھا ساتھ ہی کہتا جاتا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ دوسرے ہی وقت تم بھاگ جاؤ گے۔ اہل کوفہ کے فوجی پڑاؤ میں جس قدر مال واسباب تھا سب پر شبیب نے قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی کو مدائن سے بلایا۔ اور جب وہ شبیب کے پاس آگیا تو شبیب نے کوفہ کا رخ کیا۔

دو روز بیت قرہ میں اپنی فوج کے ساتھ منزل کی اور پھر اسی سمت چلا جدھر کہ اہل کوفہ گئے تھے۔

اب سفیان بن ابرد الکلبی اور حبیب بن عبدالرحمٰن الحکمی (بنی مذحج) اپنے ساتھ شامیوں کے ساتھ کوفہ پہنچ چکے تھے اس سے حجاج کو تقویت ہوگئی اور اب اوسے کوفہ والوں کی کوئی پروا نہیں رہی۔

حجاج خطبہ کے لیے منبر پر کھڑا ہوا۔ حمد وثنا کے بعد یوں گویا ہوا۔ اے کوفے والو جس نے تمھیں عزت دینا چاہی اللہ نے اوسے عزت نہیں دی۔ جس نے کوشش کی کہ تمھیں فتح حاصل ہو اللہ نے اوسے فتح نہیں دی مجھسے دور ہو جاؤ۔ اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے

ساتھ جنگ میں شریک نہ ہو۔ جاؤ حیرہ چلے جاؤ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ جاکر آباد ہو جاؤ اور سوائے اوس شخص کے کہ جو ہمارا عامل ہو یا جو عتاب بن ورقاء کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا ہو اور کوئی شخص ہمارے ساتھ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے کے لیئے نہ جائے۔

فروہ بن لقیط (یہ شخص خارجی ہے) بیان کرتا ہے کہ اب ہم دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث اور محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس الہمدانی کے قریب پہنچگیا یہ دونو پیدل چلے جارہے تھے۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ عبدالرحمٰن کا سر خاک آلودہ تھا میں اون سے باز رہا اور میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اچانک اون پر حملہ کروں۔ حالانکہ اگر میں شبیب کے ساتھیوں کو اون کے قتل کی اجازت دیدیتا تو میں دونوں مار ڈالے جاتے مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دونو میرے ہم قوم ہیں ایسے شخصوں کو قتل کرنا میرے لیئے مناسب نہیں۔

شبیب بڑھتے بڑھتے صراۃ پہنچا۔

شبیب کا ارادہ کوفے پر حملہ کرنے کا تھا۔ جب مقام سورا پہنچا اپنے ساتھیوں کو جمع کرکے کہا کہ تم میں کون شخص عامل سورا کا سر میرے پاس لاسکتا ہے۔ بطین۔ قعنب۔ سوید اور دو اور شخص اس کام کے لیئے آمادہ ہوئے

یہ لوگ نہایت تیز رفتاری سے چلے اور مالگذاری کے دفتر پہنچے۔ سرکاری عہدہ دار خراج وصول کرنے میں مصروف تھے خارجی مکان میں در آئے اور لوگوں کو دھوکا دیا اور کہا کہ امیر کا استقبال کرو۔ لوگوں نے پوچھا کون امیر آئے ہیں خارجیوں نے کہا کہ حجاج نے جنکو فاسق شبیب کی سرکوبی کے لیئے مقرر کرکے روانہ کیا ہے وہ ہیں۔

عامل بیچارہ دھوکے میں آگیا۔ اور جب خارجی اوس کے بالکل قریب پہنچ گئے اونھوں نے تلواریں نکالیں اور ڈانٹ ڈپٹ شروع کی۔ عامل کو قتل کرڈالا اور جس قدر روپیہ تھا سب پر قبضہ کرلیا اور شبیب کے پاس چلے آئے۔

جب شبیب کے پاس پہنچے اوس نے دریافت کیا کہ کیا لائے۔ اونھوں نے کہا کہ اوس فاسق کا سر اور جو روپیہ ہمیں ملا لائے ہیں روپیہ تھیلیوں میں بھرا ہوا ایک بارکش گھوڑے پر لدا ہوا تھا۔ اوسے دیکھکر شبیب نے کہا ہاں تم میرے پاس وہ شے لائے ہو جس سے مسلمانوں میں فتنہ پیدا ہوتا ہے۔

"غلام میرا چھوٹا بھالا لانا" شبیب نے اپنے بھالے سے تھیلیوں کو چاک کرڈالا

اور حکم دیا کہ بارکش گھوڑا ہانکا جائے روپیہ تھیلیوں میں سے بکھرا جاتا تھا اس طرح وہ صراۃ پہنچا یہاں آکر اوس نے کہا دیکھو اب بھی کچھ باقی ہو اوسے پانی میں پھینک دو۔

اب سفیان بن الابرد حجاج کے ہمراہ شبیب کے مقابلے کے لیئے بڑھا۔ سفیان اس سے پہلے ہی حجاج کے پاس آچکا تھا اور اس نے حجاج سے کہا تھا کہ تم مجھے آگے بھیجدو تاکہ قبل اسکے کہ وہ تم تک پہنچے میں اوسکا مقابلہ کروں مگر حجاج نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ قبل اسکے کہ میں شبیب سے تمہاری جماعت کے ساتھ مقابلہ کروں۔ جب کہ کوفہ ہماری پشت پناہ ہو اور قلعہ ہمارے قبضے میں ہو کہ تم سے علیحدہ ہو جاؤں۔

شبیب کا دوسری مرتبہ کوفے میں داخل ہونا اور حجاج کی اوس سے جنگ کی تفصیل اور واقعات۔

جب شام کی فوج کوفہ آگئی تو سیرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف دسکرہ سے کوفہ آیا مطرف بن مغیرہ نے حجاج کو لکھا تھا کہ شبیب نے میرا ناک میں دم کر رکھا ہے آپ مزید کمک روانہ کیجیے۔ اسپر حجاج نے سیرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کو دو سو شہسواروں کے ساتھ مطرف کے پاس بھیجدیا۔

جس وقت مطرف نے پہاڑوں میں جاکر پناہ لینے کا ارادہ کیا وہ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس نے اپنے منشا سے اپنے ساتھیوں کو تو آگاہ کر دیا تھا مگر سیرہ سے یہ بات پوشیدہ رکھی تھی۔ جب مطرف دسکرۃ الملک پہنچا سیرہ کو بلایا اور اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور کہا کہ تم بھی میرے ساتھ ہو جاؤ۔ سیرہ نے اوس وقت حامی بھرلی مگر جب اوس کے پاس سے چلا آیا اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے وہاں سے روانہ ہو گیا۔

اتنے میں اوسے یہ خبر معلوم ہوئی کہ عتاب مارے گئے اور شبیب کوفے کی طرف روانہ ہوا ہے یہ بیطری نامی ایک گاؤں میں پہنچا۔ اس وقت شبیب مقام حمام عمرو پر فروکش تھا۔

سیرہ اس گاؤں سے بھی روانہ ہوا۔ اور قریۂ شاہی کے پاس دریائے فرات کو عبور کر کے سواریوں پر سوار ہو کر حجاج کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں آکر اوس نے دیکھا کہ اہل کوفہ پر سخت عتاب ہے وہ سفیان بن الابرد کے پاس گیا اپنا پورا قصہ سنایا اور

کہا کہ میں امیر کا مطیع ہوں۔ مطرف کو چھوڑ آیا ہوں۔ عتاب کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں ہوا بلکہ آج تک کسی ایک جنگ میں بھی جس میں باشندگان کوفہ کو ہزیمت اٹھانی پڑی ہے میں نے شرکت نہیں کی اور میں ہمیشہ سے امیر کا (حجاج) عامل رہا ہوں۔ میرے ساتھ ایسے دو سو شہسوار ہیں جو کبھی ایسی جنگ میں میرے ساتھ شریک نہیں ہوئے جس میں شکست کھانا پڑی ہو یہ سب اپنے عہدِ وفاداری پر ابتک قائم ہیں۔ کسی بغاوت یا سازش میں شریک نہیں ہوئے۔

سفیان یہ تمام باتیں سنکر حجاج کے پاس گیا اور جو کچھ سبرہ نے اپنی کہانی سنائی تھی وہ سب کہہ سنائی۔ حجاج نے کہا کہ سبرہ سچا ہے اور اس کا طرز عمل ٹھیک رہا ہے۔ اچھا اوس سے کہدو کہ وہ بھی ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے میں جنگ میں شریک ہو۔

سفیان نے آکر سبرہ کو اطلاع کردی۔

اب شبیب حمام اعین پر آکر فروکش ہوا۔ حجاج نے حارث بن معاویہ بن ابی زرعہ بن مسعود الثقفی کو بلایا اور مسلح پولیس کے ساتھ جو عتاب کے ساتھ شریک جنگ نہیں ہوئی تھی شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی جو عامل تھے تقریباً دو سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ اسطرح حارث بن معاویہ تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ زرارہ پہنچا۔

اس مہم کی آمد کی شبیب کو بھی خبر ہوئی۔ شبیب فوراً اپنے ساتھیوں کے ساتھ حارث کیطرف بڑھا اور اوس تک پہنچتے ہی حملہ کردیا اور حارث کو قتل کیا اور اوسکی فوج کو شکست دی۔ یہ شکست خوردہ فوج کوفہ واپس چلی آئی۔

شبیب بڑھتے بڑھتے فرات کے پل تک پہنچا۔ پل کو عبور کرکے دریا کے اس کنارہ کوفے کے سامنے خیمہ زن ہوگیا۔

شبیب تین روز تک اپنے فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ پہلے دن اوس نے حارث بن معاویہ کو قتل کیا۔ دوسرے روز حجاج نے اپنے تمام آزاد غلاموں اور غلاموں کو زرہ بکتر سے مسلح کرکے شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا یہ ڈر کے مارے کوفے کے قریب ہی قریب سڑکوں کے ناکوں پر کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے۔

اب کوفے والے بھی میدان جنگ کے لیئے نکلے اور اپنے اپنے راستوں پر متعین ہوگئے کیونکہ انھیں خوف تھا کہ اگر وہ مقابلے پر نہ جائینگے تو حجاج اور عبدالملک ناراض ہونگے۔ شبیب نے سبخہ کی آخری حد پر ایوان کے قریب جہاں کہ خبر رساں کھڑے ہوتے تھے ایک مسجد بنوائی

جو آج تک اسی جگہ قائم ہے۔

تیسرے روز حجاج نے اپنے آزاد غلام ابوالورد کو جو زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا اور دوسرے غلاموں کو جو زرہ بکتر سے آراستہ تھے مقابلے کے لئے میدان جنگ میں روانہ کیا۔ خارجیوں نے ابوالورد کو دیکھ کر کہا کہ یہ ہی حجاج ہے شبیب نے اوس پر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا۔ اور کہا کہ اگر یہ ہی حجاج تھا تو میں نے اوسے قتل کر کے تمھیں راحت دیدی۔ پھر حجاج نے اپنے غلام طہمان کو اسی ساز و سامان اور اسی وضع و لباس میں مقابلے کے لیے بھیجا۔

شبیب نے حملہ کر کے اوسے بھی قتل کر ڈالا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اگر یہ شخص حجاج تھا تو میں نے اوسے بھی قتل کر کے تمھیں آرام و خوشی پہنچائی۔

جب آفتاب عالمتاب اچھی طرح بلند ہو گیا۔ حجاج اپنے محل سے برآمد ہوا۔ اور حکم دیا کہ میرے لیے خچر لاؤ اوس پر سوار ہو کر میں یہاں سے سبخہ تک جاؤنگا چنانچہ ایک پنج کلیان خچر لایا گیا۔ اس پر لوگوں نے کہا خدا امیر کو نیک صلاح دے یہ عجمی آج ایسے دن میں ایسے خچر پر سوار ہونے کو شگون بد سمجھتے ہیں مگر حجاج نے اسکی کچھ پروا نہیں کی اور خچر کو قریب لانے کا حکم دیا اور کہا کہ "آج کا دن بھی روشن پیشانی اور پنج کلیان ہے" یہ کہکر خچر پر سوار ہو کر شامیوں کے ساتھ میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا۔ اور جس راستہ سے ٹپہ جاتا تھا اوس راہ سے روانہ ہوا۔ اور سبخہ کے بلند ترین حصہ تک پہنچ گیا۔

جب حجاج نے شبیب اور اوس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا خچر سے اوتر پڑا۔ آج شبیب کے ہمراہ چھ سو سوار تھے۔ جب اوسے معلوم ہوا کہ حجاج مقابلے کے لیے آگیا۔ ہے وہ بھی اپنے ساتھیوں کو لیکر سامنے آیا۔

سبرہ بن عبدالرحمن نے حجاج کے پاس آکر کہا کہ آپ مجھے کہاں متعین فرماتے ہیں حجاج نے کہا کہ تم راستوں کے ناکوں پر کھڑے رہو اگر دشمن تمھارے طرف آئے اور لڑے تو مقابلہ کرنا۔

سبرہ یہ حکم سنتے ہی اپنے ساتھیوں کی جماعت میں جا کر ٹھیر گیا۔

حجاج نے ایک کرسی منگوائی اور اوس پر بیٹھ گیا۔ شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ فرمان بردار اطاعت شعار۔ جنگ میں ثابت قدم رہنے والے اور ایمان والے ہو ایسا نہو کہ ان ناپاکوں کی گمراہی تمھاری صداقت پر غالب ہو جائے آنکھیں نیچی کر لو اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور اس طرح اپنے نیزوں کے پھلوں سے دشمن کا مقابلہ کرو۔

تمام شامی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ اپنے نیزے علم کر لیے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک پتھریلی سیاہ آتش فشاں زمین کا قطعہ ہے۔

دوسری طرف سے شبیب بھی انپر بڑھا اور جب قریب آگیا اوس نے اپنی جماعت کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا ایک دستہ خود لے لیا۔ ایک سوید کے سپرد کیا اور ایک محلل بن وائل کے حوالے کر دیا اور سب سے پہلے سوید کو حملے کا حکم دیا۔ سوید نے حملہ کیا۔ شامی اپنی جگہ جمے رہے جب دونوں طرف سے نیزوں کے پھل آپس میں مل گئے شامی سوید اور اوس کے ہمراہیوں پر سامنے کے رخ سے جھپٹ پڑے اور بڑھ بڑھکر نیزہ زنی کرنے لگے۔ سوید کو واپس پلٹنا پڑا۔ یہ دیکھتے ہی حجاج نے للکارا۔ "اے اطاعت شعار اور فرماں بردار لوگو شاباش اسطرح بہادر لڑتے ہیں لڑے جاؤ۔ غلام میری کرسی آگے بڑھاؤ" اب شبیب نے محلل کو حملے کا حکم دیا۔ محلل حملہ آور ہوا مگر اسکے ساتھ بھی شامیوں نے وہی کیا جو سوید کے ساتھ کر چکے تھے اس مرتبہ پھر حجاج نے اون کے طرز عمل کی اوسی طرح داد دی اور غلام کو حکم دیا کہ کرسی اور آگے بڑھاؤ۔

یہاں تک کہ اب خود شبیب حملہ آور ہوا۔ پہلے تو شامی اوسی طرح اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مگر جب نیزوں کے پھل ایک دوسرے سے مل گئے وہ اپنی اپنی جگہ سے آگے جھپٹ کر شبیب کے بالکل سامنے سے حملہ آور ہوئے۔

عرصہ تک شبیب اون سے لڑتا رہا۔ مگر آخر کار شامیوں نے آگے بڑھ بڑھکر ایسی نیزہ زنی کی کہ شبیب کو اوس کی فوج تک پیچھے ہٹا دیا۔

شبیب نے جب دیکھا کہ یہ تو اسقدر صبر و استقلال سے لڑ رہے ہیں سوید کو حکم دیا کہ تم لحام جریر کی سڑک پر حملہ کرو کیونکہ شاید اسکے مدافعین کو تم ہٹا سکو اور اسطرح حجاج پر عقب سے حملہ کرنا اور ہم سامنے سے حملہ آور ہونگے۔

سوید اپنی جماعت کو ساتھ لیکر علیحدہ چلا گیا اور اس راستہ کے ناکہ پر جو لوگ متعین تھے اون پر حملہ آور ہوا۔ مگر لوگوں نے مکانات پر سے اور سڑک سے اس قدر تیر برسائے کہ سوید کو واپس ہونا پڑا۔

حجاج نے پہلے ہی سے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو تقریباً تین سو شامیوں کے ساتھ اپنے پیچھے اسی لیے متعین کر رکھا تھا تاکہ خارجی عقب سے حملہ نہ کر سکیں۔

فروہ بن لقیط راوی ہے کہ اس جنگ کے روز شبیب نے ہم سے کہا اے اہل اسلام

ہم نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور جس کسی نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہو اسے اللہ کی راہ میں چاہے کیسی تکلیف اور مصیبت کیوں نہ اٹھانا پڑے اسے اسکی پروانہ کرنا چاہیئے۔ صبر کرو اور ایک ہی ایسا شدید حملہ کرو جیسا کہ تم نے ان لڑائیوں میں حملے کیے ہیں جن میں تمہیں فتح سے سرخروئی حاصل ہوئی ہے۔ اسکے بعد شبیب نے اپنے تمام ساتھیوں کو ایک جا کیا۔

حجاج نے جب دیکھا کہ شبیب حملہ کرنا چاہتا ہے اوس نے اپنی فوج سے کہا کہ اے اطاعت شعار اور فرماں بردار واس کے حملے کے مقابلے میں ثابت قدم رہنا اسکے بعد میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہمارے اور فتح کے درمیان کوئی شئے حائل نہیں رہیگی۔ تمام شامی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔

شبیب نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملہ کیا۔ اور جب بالکل شامیوں سے بھڑ گیا حجاج نے بھی اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا اور اون لوگوں نے آگے بڑھ بڑھکر خوب ہی نیزہ بازی اور شمشیر زنی شروع کی اور شبیب اور اوس کے ساتھیوں کو پیچھے ڈھکیلتے رہے اور وہ بھی ان سے برابر لڑتا رہا یہاں تک موضع بستان زایدہ پہنچا۔ یہاں پہنچکر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے اللہ کے دوستو گھوڑوں سے اوتر پڑو اور خود بھی گھوڑے سے اوتر پڑا۔

شبیب نے اپنے ساتھیوں کو اوترنے کا حکم دیا۔ آدھے تو گھوڑوں سے اوتر پڑے اور آدھے سوید بن سلیم کے ساتھ چھوڑ دیے گئے۔

حجاج بڑھتے بڑھتے شبیب کی مسجد تک پہنچا اور شامیوں کو مخاطب کر کے اوس نے کہا "اے اطاعت شعارو اوس ذات کی قسم جسکے دست قدرت میں حجاج کی جان ہے یہ پہلی فتح ہے جو ہمیں حاصل ہوئی"۔

حجاج مسجد پر چڑھ گیا۔ اوس کے ساتھ تقریباً بیس آدمی اور بھی چڑھ گئے جنکے پاس تیر تھے۔ حجاج نے ان سے کہا کہ اگر خارجی ہمارے قریب آئیں تو تیروں سے اون کی خبر لینا۔

غرضکہ اس طرح اوس تمام دن نہایت ہی شدید جنگ ہوتی رہی کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی شجاعت و بسالت کے قائل تھے۔

خالد بن عتاب نے حجاج سے کہا کہ آپ مجھے خارجیوں سے لڑنے کی اجازت دیجیے کیونکہ میرے باپ کو انھوں نے مارا ہے میں اس کا بدلہ لونگا۔ اور آپ مجھے جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو بے اعتبار ہوں۔

حجاج نے کہا اچھا میں نے اجازت دی۔ خالد نے کہا میں اُن کے عقب سے اُن پر حملہ کرتا ہوں تاکہ اُن کے قیام گاہ پر غارت گری کروں۔

حجاج نے کہا اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔ خالد اہل کوفہ کی ایک جماعت کے ساتھ چل دیا۔ اور خارجیوں کے عقب سے اون کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا۔ خالد نے شبیب کے بھائی مصاد کو قتل کیا اور راوس کی بیوی غزالہ کو فروہ بن وفان الکلبی نے قتل کیا اون کے لشکرگاہ میں آگ لگا دی۔

اس واقعہ کی خبر شبیب اور حجاج دونوں کو ہوئی۔ حجاج اور راوس کی فوج نے تو خوشی میں اللہ اکبر بلند کیا اور شبیب اور راوس کے ساتھ جسقدر خارجی اپنے اپنے گھوڑوں سے اوتر پڑے تھے وہ سب کے سب فوراً اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

یہ دیکھکر حجاج نے شامیوں سے کہا کہ چونکہ انھیں ایسی خبر ملی ہے جس سے وہ مرعوب ہو رہے ہیں اس لیے اب تم انپر حملہ کرو۔

شامی اون پر حملہ آور ہوئے اور انھیں شکست دی صرف شبیب ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان جنگ میں باقی رہا۔

ایک ایسا شخص راوی ہے جو خود شبیب کے ہمراہ تھا کہ جب شبیب کی فوج کو شکست ہوئی تو پل پر سے گذر آیا حجاج کے رسالے نے اسکا تعاقب کیا شبیب اپنا سر ہلاتا جاتا تھا میں نے عرض کی اے امیر المومنین ذرا مڑ کر دیکھیے آپ کے پیچھے کون آرہا ہے۔

شبیب نے بالکل بے پروائی سے مڑ کر دیکھا اور پھر گردن جھکا لی اور سر ہلانے لگا جب حجاج کا رسالہ ہمارے قریب آگیا ہم نے عرض کی کہ امیر المومنین دشمن آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ شبیب نے پھر پیچھے مڑ کر دیکھا مگر بخدا ذرا بھی پرواہ نہیں کی اور پھر سر کو ہلانے لگا۔ اس کے بعد حجاج نے اپنے اس رسالے کو حکم بھیجا کہ شبیب کا تعاقب نہ کرو اور اوسے اللہ کی آگ میں جلنے کے لیے چھوڑ دو چنانچہ دشمن ہمیں چھوڑ کر واپس چلا گیا

جس وقت شبیب نے پل کو عبور کر لیا اوسے توڑ ڈالا۔

فروہ کہتا ہے کہ جب ہم شکست کھا کر بھاگے میں شبیب کے ہمراہ تھا جب تک کہ ہم پل سے گذر نہ آئے نہ کسی نے اسے چھیڑا اور نہ کسی نے ہمارا تعاقب کیا۔

حجاج کوفہ آیا۔ منبر پر خطبہ کے لیے کھڑا ہوا۔ حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا کہ اس سے

پہلے کبھی شبیب سے ایسی جنگ نہیں ہوئی۔ بخدا وہ میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ اور اپنی بیوی کو اس حال میں چھوڑ کر اوس کے چوتڑ میں نیزہ کا بالنس توڑا گیا ہے۔

اس جنگ کے متعلق مزاحم بن زحر بن جساس التیمی کا یہ بیان ہے کہ جب شبیب نے ہر معرکہ میں حجاج کی فوجوں کو شکست دی۔ حجاج نے ہم سب کو اپنے پاس بلایا۔ ہم سب لوگ اس کے دیوان خانہ میں جہاں وہ رات کو رہا کرتا تھا پہنچے۔ حجاج ایک تخت پر متمکن تھا اور لحاف اوڑھے ہوئے تھا۔

حجاج نے کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک ایسی بات کے لیے بلایا ہے جس میں سلامتی بھی ہے اور غور و فکر بھی آپ لوگ مجھے اس معاملے میں مشورہ دیجیے شبیب نے آپ کی تمام فصلوں پر قبضہ کر لیا۔ آپ کے گھروں میں گھس آیا۔ آپ کے سپاہیوں کو اوس نے قتل کر ڈالا۔ اب بتائیے کہ کیا کیا جائے۔

سب لوگوں نے سوچنے کے لیے گردنیں نیچے کر لیں۔ پھر ایک صاحب اپنی کرسی سے صف سے آگے بڑھے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر امیر مجھے بولنے کی اجازت دیں تو میں عرض کروں حجاج نے کہا فرمائیے۔

وہ صاحب کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے کہ آپ نے نہ اللہ کے احکام کی نگہداشت کی نہ امیرالمومنین کی حفاظت کی اور نہ رعیت کی خیر خواہی۔ یہ کہکر پھر صف میں اپنی کرسی پر بیٹھ گئے یہ شخص قتیبہ تھے۔

حجاج یہ سنکر بہت برہم ہوا۔ لحاف اوتار دیا۔ اور اپنے دونوں پاؤں تخت سے نیچے لٹکا دیے جو مجھے نظر آرہے تھے۔ اور پوچھا کہ کس شخص نے یہ باتیں کہیں۔

قتیبہ پھر صف میں سے اپنی کرسی سے اٹھے اور جو کہہ چکے تھے اوسے پھر دہرایا۔ حجاج نے کہا اچھا اب کیا کرنا چاہیے۔

قتیبہ نے کہا کرنا یہ چاہیے کہ آپ خود اوسکے مقابلے پر جائیں۔ اور آخری فیصلہ کر لیں۔

حجاج نے کہا اچھا میرے لیے فوجی قیامگاہ کے لیے جگہ تجویز کرو اوسے درست کرو اور پھر صبح کو میرے پاس آؤ۔

راوی کہتا ہے کہ ہم عنبسہ بن سعید کو برا بھلا کہتے ہوئے مجلس مشاورت سے نکلے کیونکہ انھیں حضرت نے حجاج سے قتیبہ کی سفارش کی تھی اور اسی بنا پر حجاج نے قتیبہ کو اپنا مشیر دوست

بنالیا تھا۔

ہمیں احکام تو دے ہی دیے گئے تھے۔ صبح ہوتے ہی ہم ہتیاروں سے مسلح ہوکر روانہ ہوئے حجاج نے صبح کی نماز پڑھی اور پھر محل میں چلا گیا۔ اسکے بعد تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اوس کا حاجب آتا تھا اور دریافت کرتا تھا "کیا اب بھی آئے اب بھی آئے" ہم جانتے نہ تھے کہ کسے دریافت کررہا ہے۔ اور تمام دیوان خانہ شاہی لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ اس کے بعد پھر حاجب نے آکر پوچھا کہ کیا اب بھی آئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ قتیبہ مسجد میں ٹہل رہے ہیں اور ایک ہرات کی بنی ہوئی سبز قبا زیب تن ہے۔ سرخ باریک ململ کا عمامہ سر پر بندھا ہوا ہے ایک چوڑی چکلی تلوار حمائل ہے جسکا پرتلہ تنگ اور چھوٹا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بغل میں دبائے ہیں۔ اپنی قبا کے نیچے کے دامن کو کمر کے پٹکہ میں لپیٹ دیا تھا۔ زرہ دونوں پنڈلیوں تک لٹکی ہوئی تھی۔ ان کے لیے دروازہ کھولا گیا۔ قتیبہ محل میں داخل ہوئے۔ کسی نے اونھیں روکا نہیں اور یہ سیدھے حجاج کے پاس اوس کے خاص کمرہ میں چلے گئے۔ دیر تک وہاں رہے۔ پھر برآمد ہوئے۔ اب اون کے ساتھ ایک جھنڈا بھی تھا جو ہوا میں بل کھا رہا تھا۔

حجاج نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر کھڑا ہوا اور باتیں کرنے لگا اور اوس جھنڈے کو باب الفیل سے باہر نکال لے جانے کا حکم دیا۔ خود حجاج بھی اوس کے پیچھے ہی باہر نکلا دروازہ پر ایک بھورے رنگ کا۔ چاند تارے والا چکلیاں خچر موجود تھا۔ حجاج اس پر سوار ہوا۔ پیشدست خدمتگاروں نے اور گھوڑے بھی پیش کیے مگر حجاج نے اور سب پر سوار ہونے سے انکار کردیا اور اوس خچر پر سوار ہوگیا۔ اور باقی تمام لوگ بھی سوار ہوئے قتیبہ ایک کمیت رنگ کے۔ چاند تارے والے چکلیاں گھوڑے پر سوار ہوئے۔ کاٹھی اس قدر بڑی تھی کہ جب قتیبہ اوس پر بیٹھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زین میں ایک انار رکھا ہوا ہے یہ تمام لاؤ لشکر دار السقایتہ کے راستہ پر ہولیا اور سبخہ کی طرف چلا۔ سبخہ میں شبیب کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ یہ بدھ کا دن تھا۔ دونوں فریق اوس روز تو اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہے اور جمعرات کی صبح کو جنگ کے لیے روانہ ہوئے اور پھر جمعہ کے دن صبح کو لڑنے گئے۔ اور نماز جمعہ کے وقت خارجیوں کو شکست ہوئی۔

حجاج بن قتیبہ راوی ہے کہ شبیب بڑھا۔ حجاج نے اوس کے مقابلے پر ایک امیر کو بھیجا شبیب نے اوسے قتل کردیا۔ پھر دوسرے کو بھیجا شبیب نے اوسے بھی قتل کرڈالا۔ ان دونوں میں سے ایک اعین حمام اعین کا مالک تھا۔

شبیب کوفے میں در آیا۔ اوس کے ساتھ اوس کی بیوی غزالہ بھی تھی۔ اس نے منت مانی تھی کہ مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھونگی جس میں ایک رکعت میں سورہ بقر اور دوسری میں آل عمران تلاوت کروں گی۔ چنانچہ اوس نے اپنی منت پوری کی۔ اور شبیب نے اپنے لشکر گاہ میں جھونپڑے بنا لیے۔

حجاج نے کھڑے ہو کر اپنی تقریر میں کہا اے باشندگان عراق میں نہیں دیکھتا کہ تم دشمنوں سے لڑنے میں خلوص اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہو۔ میں امیر المومنین کو لکھے دیتا ہوں کہ آپ اہل شام کو میری امداد کے لیے بھیجیے۔

اس پر قتیبہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ تم خود خارجیوں سے جنگ کرنے میں اللہ اور امیر المومنین سے مخلصانہ برتاؤ نہیں کر رہے۔ اس پر حجاج نے قتیبہ کے عمامہ ہی سے اون کا بہت سختی سے گلا گھونٹا۔

(اب یہاں سے پھر حجاج اور قتیبہ کی گفتگو شروع ہوتی ہے۔) حجاج نے پوچھا کہ یہ تم کسطرح کہتے ہو قتیبہ نے کہا کہ تم ایک شریف و جوانمرد شخص کو خارجیوں کے مقابلہ میں بھیجتے ہو۔ اوس کے ساتھ معمولی لوگ ہوتے ہیں جو بھاگ جاتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں اور بیچارہ وہ بہادر لڑتا ہے اور اپنی جان دیدیتا ہے حجاج نے کہا اچھا اب کیا کیا جائے۔

قتیبہ نے کہا کہ تم خود میدان جنگ میں چلو اور تمھارے ساتھ یہ تمھارے تمام حالی موالی بھی چلیں تب یہ لوگ اچھی طرح سے اپنی جانیں لڑا دینگے۔

اس پر جسقدر لوگ وہاں موجود تھے سب نے قتیبہ پر لعن وطعن کی۔

حجاج نے کہا بخدا کل میں صبح کو شبیب کے مقابلے پر جاؤنگا۔

جب دوسرے دن صبح ہوئی تمام لوگ حاضر ہوئے۔ قتیبہ نے پھر اس وقت حجاج سے کہا کہ آپ اپنی کل کی قسم یاد رکھیں۔ اس پر پھر تمام لوگوں نے اونھیں برا بھلا کہا۔ حجاج نے اون سے کہا کہ تم جاؤ اور میرے فوجی قیام گاہ کے لیے جگہ کا انتخاب اور راوس کی درستی اور صفائی کرو۔

قتیبہ حجاج کے پاس سے چلے گئے۔ حجاج اور اُن کے ساتھیوں نے روانگی کی تیاری کی اور چلکر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں گھورا تھا اور کوڑا پڑا ہوا تھا حجاج نے کہا کہ بس اسی جگہ میرا خیمہ نصب کرو۔ لوگوں نے کہا بھی کہ یہاں کثافت ہے۔ اس پر حجاج نے کہا کہ جسطرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ اس کوڑے کرکٹ سے بھی زیادہ بدتر بات ہے۔ زمین تو اوس کے نیچے پاک ہے۔ آسمان اس کے اوپر پاک ہے۔

غرضکہ حجاج اس جگہ اوتر پڑا اور لوگوں کو ترتیب سے کھڑا کیا۔
خالد بن عتاب بن ورقاء چونکہ معتوبین میں سے تھا اس لیے وہ اس فوج میں نہ ریکنہ تھا دوسری طرف سے شبیب مع اپنی فوج کے سامنے آیا۔ خارجیوں نے اپنے گھوڑے قریب قریب کر لیے اور پاپیادہ آگے بڑھنے لگے۔
شبیب نے اون سے کہا کہ اب تیراندازی تو چھوڑ دو اور ڈھالوں کی آڑ میں آہستہ آہستہ چلو اور جب دشمن کے نیزے تمہاری ڈھالوں کے اوپر آجائیں اونھیں تو اوپر کی جانب دھکا دیکر پھسلا دینا اور پھر تم اپنے نیزوں کو ڈھالوں کے نیچے کر لینا تاکہ تم اپنی جگہ جمے رہو اور پھر دشمنوں کے قدم قطع کر دینا۔ اور انشاء اللہ کے حکم سے بس تمھیں فتح نصیب ہوگی چنانچہ خارجی اسیطرح آہستہ آہستہ اہل کوفہ کی طرف بڑھنے لگے۔
خالد بن عتاب اپنے ملازم اور خدمتگاروں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا اور خارجیوں کے لشکرگاہ میں عقب سے آکر اون کی جھوپڑیوں کو آگ لگا دی۔
خارجیوں نے جب آگ کی روشنی اور راوس کی آواز سنی تو مڑ کر دیکھتے کیا ہیں کہ اون کے گھروں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ فوراً اپنے اپنے گھوڑوں کی طرف بھاگے اہل کوفہ اون کے پیچھے چلے اور خارجیوں کو شکست ہوگئی۔
حجاج خالد سے خوش ہوگیا اور اوسی کو خارجیوں سے لڑنے کے لیے سردار مقرر کرکے روانہ کیا۔
جب شبیب نے عتاب کو قتل کر ڈالا تو اوس نے دوسری مرتبہ کوفہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ اور بالکل کوفے کے سامنے تک چلا آیا۔
حجاج نے سیف بن ہانی اور ایک اور شخص کو شبیب کے پڑاؤ کی طرف خبریں لینے کے لیے بھیجا۔ یہ دونوں شبیب کے لشکرگاہ میں آئے۔ خارجی تاڑ گئے کہ مخبر ہیں ایک شخص کو تو ورمیں تہ تیغ کر ڈالا۔ البتہ سیف بن ہانی بھاگا۔ ایک خارجی بھی اوس کے پیچھے چلا سیف نے اپنے گھوڑے کو ایک نالے پر سے کدایا۔ اور پھر اوس شخص سے درخواست کی کہ تو مجھے امان دے میں سچ سچ سارا واقعہ بتائے دیتا ہوں۔
خارجی نے امان دیدی۔ سیف نے بتایا کہ مجھے اور میرے دوسرے ساتھی کو حجاج نے اس لیے بھیجا تھا کہ شبیب کی خبر لائیں۔ اسپر خارجی نے کہا کہ حجاج سے کہدو کہ دوشنبہ کے دن ہم حملہ کرینگے۔

سیف نے حجاج کے پاس آکر اطلاع کردی ۔ حجاج نے کہا کہ اوس نے جھوٹ کہا اور پھر اونکو مارا۔ غرضکہ دوشنبہ کے دن خارجی کوفہ کی طرف چلے ۔ حجاج نے حارث بن معاویہ الثقفی کو مقابلے کے لیے بھیجا ۔ زرارہ پر اسکی شبیب سے مڈبھیڑ ہوئی شبیب نے اوسے قتل کر ڈالا ۔ اور اوس کی فوج کو شکست دی اور کوفہ کے اور قریب آگیا ۔ شبیب نے بطین کو دس شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا کہ دارالرزق میں دریائے فرات کے کنارے میرے ٹھیرنے کے لیے کسی مکان کا انتظام کرو۔ بطین اس کام کے لیے روانہ ہوا ۔

حجاج نے حوشب بن یزید کو تمام اہل کوفہ کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ کیا یہ لوگ تمام راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہو گئے ۔ بطین اون سے لڑا مگر اون کا کچھ نہ بگاڑ سکا شبیب سے امداد طلب کی ۔ شبیب نے اور شہسوار اوس کے پاس بھیجدیے ۔ اونھوں نے حوشب کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور اوسے شکست دی ۔ مگر حوشب بچ گیا ۔ غرض کہ بطین اسطرح دارالرزق پہنچ گیا اور دریائے فرات کے کنارے خیمہ لگایا ۔ اب شبیب بھی آکر پل کے اس طرف ٹھیر گیا ۔ مگر حجاج نے کسی شخص کو اوس کے مقابلے پر نہیں بھیجا ۔ شبیب یہاں سے اور آگے بڑھکر مقام سبخہ میں کوفہ اور فرات کے درمیان خیمہ زن ہوا ۔ تین روز یہاں ٹھیرا مگر حجاج نے کسی شخص کو مقابلے کے لیے نہیں بھیجا ۔ پھر حجاج کو مشورہ دیا گیا کہ تم خود مقابلے پر جاؤ ۔

حجاج نے قتیبہ ابن مسلم کو آگے بھیجا ۔ قتیبہ لشکرگاہ کو ٹھیک ٹھاک کر کے واپس چلے آئے اور حجاج سے کہا کہ جس جگہ سے میں آرہا ہوں وہ جگہ بالکل ہموار اور مسطح ہے آپ اب نیک فال لیتے ہوئے تشریف لے چلیے ۔

تمام اہل کوفہ کو روانگی کا حکم عام دیدیا گیا چنانچہ سب روانہ ہوئے حجاج کے ساتھ تمام سر برآوردہ لوگ بھی چلے اور یہ تمام فوج اس لشکرگاہ میں آکر فروکش ہوئی ۔ اور دونوں فریق اپنی اپنی جگہ پر ٹھیرے رہے ۔

شبیب کے میمنہ پر بطین میسرہ پر قعنب بنی ربیعہ بن ذہل کا آزاد غلام دو سو شہسواروں کے ساتھ متعین تھا ۔

حجاج نے اپنے میمنہ پر مطر بن ناجیۃ الریاحی کو اور میسرہ پر خالد بن عتاب بن ورقاء الریاحی کو تقریباً چار ہزار فوج کے ساتھ متعین کیا تھا ۔

حجاج سے کہا گیا کہ جہاں تم کھڑے ہو وہ جگہ شبیب کو معلوم نہ ہونے پائے ۔ اسلیے

حجاج نے اپنی ہیبت بدل لی۔ اپنے کھڑے ہونے کی جگہ کو پوشیدہ رکھا۔ ابوالورد حجاج کا آزاد غلام بالکل حجاج کے مشابہ تھا۔ اوسے دیکھتے ہی شبیب نے اوسپر حملہ کیا اور اور ایک گرز سے جسکا وزن پندرہ رطل تھا اوسے ہلاک کر ڈالا۔

اعین حمام اعین کا مالک اور بکر بن وائل کا آزاد غلام بھی حجاج کے بالکل مشابہ تھا شبیب نے اوسے بھی قتل کر ڈالا۔

حجاج ایک چاند تارے والے پچ کلیان خچر پر سوار ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا مذہب بھی ایسا ہی ہے اور پھر ابو کعب سے کہا کہ اپنا جھنڈا آگے بڑھاؤ میں ابوعقیل کا بیٹا ہوں۔

شبیب نے خالد بن عتاب پر حملہ کیا اور رحبہ تک اوسے پیچھے ہٹا دیا۔

خارجیوں نے مطر بن ناجیہ پر حملہ کیا اور پیچھے ہٹا دیا۔ اسوقت حجاج خچر پر سے اوتر پڑا اور دوسرے لوگوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اوتر پڑیں۔ چنانچہ سب اوترے۔ حجاج ایک کمبل پر بیٹھ گیا۔ حجاج کے ہمراہ عنبسہ بن سعید بھی تھا۔

یہ لوگ اسطرح بیٹھے ہوئے تھے کہ مصقلہ بن مہلل الضبی نے شبیب کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور پوچھا کہ بتاؤ صالح بن مسرح کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے اور تم اوسکے متعلق کیا کہو گے شبیب نے کہا کہ بھلا یہ موقع اس قسم کے سوال کا ہے کہ خونریز جنگ ہو رہی ہے اور حجاج سامنے بیٹھا ہوا ہے۔

پھر شبیب نے کہا کہ میں صالح سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ مصقلہ نے کہا کہ اللہ کو تجھسے کوئی علاقہ نہیں تمام خارجی شبیب کو چھوڑ کر چلتے ہوئے۔ البتہ چالیس آدمی باقی رہ گئے جو کہ کٹے خارجی اور سب سے بہادر لوگ تھے۔ باقی تمام خارجی دارالرزق کی طرف پسپا ہوئے۔

اسپر حجاج نے کہا کہ اب خارجی متفرق ہو گئے ہیں۔ اور خالد کو بذریعہ قاصد اسکی اطلاع کر دی۔ خالد نے اون پر حملہ کیا۔ غزالہ ماری گئی۔ ایک شہسوار اوس کا سر لیکر حجاج کی طرف چلا۔ شبیب نے اوس سر کو شناخت کر لیا اور علوان کو حکم دیا کہ مزاحمت کرے۔ علوان نے اس شخص پر حملہ کر کے اوسے تہ تیغ کر ڈالا اور وہ سر لاکر شبیب کے حوالے کر دیا۔ اسے غسل دیا گیا اور سپرد خاک کر دیا گیا۔ شبیب نے اوس سر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہاری قریب کی عزیز ہے۔

خارجی ترتیب سے پسپا ہو گئے۔ خالد نے حجاج کے پاس آکر اوسے خارجیوں کی پسپائی کی

اطلاع دی۔ حجاج نے اوسے شبیب پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خالد خارجیوں پر حملہ آور ہوا آٹھ شخصوں نے جس میں قعنب۔ بطین۔ علوان۔ عیسیٰ۔ جندب۔ ابن عمیر اور سنان تھے خالد کا پیچھا کیا اور اوسے رحبہ تک دباتے ہوئے لے گئے۔

جس جگہ شبیب کھڑا تھا وہیں خوط بن عبد اللہ وسی اوس کے سامنے پیش کیا گیا۔ شبیب نے اوس سے کہا اے خوط۔ اللہ ہی کو تمام حکومت سزاوار ہے۔ خوط نے بھی کہا کہ بے شک اللہ ہی کو حکومت سزاوار ہے۔ اسپر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ خوط تم ہی میں سے ہے مگر یہ ڈرتا تھا اس وجہ سے اس نے اب تک اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ شبیب نے خوط کو آزاد کر دیا۔

عمیر بن القعقاع بھی پیش کیا گیا۔ شبیب نے اس سے بھی کہا کہ حکومت صرف اللہ ہی کو سزاوار ہے مگر عمیر اوس کے مطلب کو نہیں سمجھا اور اوس نے کہا اللہ کی راہ میں میری جوانی قربان ہے شبیب نے مکرر کہا کہ حکومت اللہ ہی کو سزاوار ہے۔ تاکہ اوسے چھوڑ دے مگر اب بھی عمیر نہ سمجھا اسپر شبیب نے اوس کے قتل کا حکم دیدیا۔

شبیب کا بھائی مصاد بھی اس جنگ میں کام آیا۔

شبیب اون لوگوں کا جو خالد کے تعاقب میں گئے تھے انتظار کرنے لگا مگر اونھیں آنے میں دیر ہوگئی۔ شبیب اونگھ گیا اور حبیب بن حدرہ نے اوسے بیدار کیا۔ اب حجاج کی فوج کی یہ حالت تھی کہ مارے خوف و ہیبت کے شبیب پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ شبیب دار الرزق چلا گیا۔ یہاں آکر اوس نے اون لوگوں کے مال۔ اسباب کو جمع کیا جو اوس معرکہ میں مارے گئے تھے۔

وہ آٹھوں آدمی جو خالد کے تعاقب میں گئے تھے وہ پھر اوس جگہ واپس آئے جہاں کہ شبیب پہلے کھڑا ہوا تھا جب یہاں آکر دیکھا کہ شبیب نہیں ہے اونھیں خیال پیدا ہوا کہ دشمنوں نے شبیب کو قتل کر ڈالا۔

خالد اور مطر دونوں حجاج کے پاس واپس چلے آئے۔ حجاج نے اون دونوں کو حکم دیا کہ اوس آٹھ شخصوں کی جماعت کا تعاقب کرو۔ اب یہ دونوں تو اون آٹھوں کے تعاقب میں چلے۔ اور وہ آٹھوں شخص شبیب کے پیچھے روانہ ہوئے۔ غرضکہ اسطرح ان دونوں فریقوں نے مداین کے پل کو عبور کیا۔ یہاں ایک گڑھی تھی یہ آٹھوں خارجی اوس میں داخل ہو گئے۔ خالد اون کے پیچھے ہی لگا ہوا تھا اس نے اونکا محاصرہ کر لیا۔

خارجی اس گڑھی سے بھی نکلکر بھاگے اور تقریباً دو فرسخ تک بھاگتے چلے گئے اور جاتے جاتے دریائے دجلہ میں اپنے گھوڑوں سمیت کود پڑے۔ اون کے ساتھ ہی خالد بھی مع اپنے گھوڑے کے دریا میں کود پڑا۔ اور گھوڑا لیکر پار نکل گیا بلکہ اوس کا جھنڈا اوس کے ہاتھ ہی میں تھا۔ شبیب نے اس بہادری اور جرأت کو دیکھکر کہا خدا اس شہسوار اور اس کے گھوڑے کو ہلاک کردے یہ بہادر ترین شخص ہے اور تمام روئے زمین میں اسکا گھوڑا بھی سب سے زیادہ طاقتور گھوڑا ہے لوگوں نے شبیب سے کہا کہ یہی تو خالد بن عتاب ہے۔ اس پر شبیب نے کہا ہاں شجاعت تو اُسکی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ بخدا اگر میں پہلے سے اسے جانتا تو میں بھی اوس کے پیچھے کود پڑتا چاہے وہ آگ ہی میں کیوں نہ جاتا۔

جب شبیب کو شکست ہوئی۔ حجاج کوفے میں واخل ہوا۔ اور منبر پر چڑھکر کہنے لگا کہ شبیب کو اس سے پہلے ایسی جنگ سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔ خدا کی قسم ہے کہ اوس نے تو راہ فرار اختیار کی اور اپنی بیوی کو مردہ چھوڑکر چلا گیا۔

اسکے بعد حجاج نے حبیب بن عبدالرحمن الحکمی کو تین ہزار شامیوں کے ہمراہ شبیب کے تعاقب میں روانہ کیا اور حبیب سے کہدیا کہ اوس کے شب خون سے بچتے رہنا اور جہاں کہیں تمہاری اوس سے مڈبھیڑ ہو جائے فوراً اوس پر حملہ کردینا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اب اون کے جوش و خروش کو ٹھنڈا کردیا ہے اور اون کے دانت کھٹے کردیے ہیں۔

حبیب بن عبدالرحمن شبیب کے تعاقب میں روانہ ہوکر انبار پہنچا۔

حجاج نے ایک یہ بھی چال چلی کہ اپنے تمام عاملوں کو ہدایت کردی کہ تم چپکے چپکے شبیب کے ساتھیوں کو یہ پیام پہنچاؤ کہ جو شخص اوس کا ساتھ چھوڑکر ہمارے پاس آجائیگا اوسے امان دیجائیگی یہ افسوں کارگر ہوا اور بہت سے لوگ شبیب کو چھوڑکر حجاج کی طرف آگئے۔ شبیب کو معلوم ہوا کہ حبیب انبار میں مقیم ہے۔ یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حبیب کی طرف روانہ ہوا اور جب اوس کے پڑاؤ کے قریب پہنچا تو خود بھی ٹھیر گیا اور خارجیوں کو نماز مغرب پڑھائی۔

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب اس رات کو شبیب آیا ہے میں شامیوں کے ہی ساتھ تھا۔ اور پھر اوس نے ہم پر شب خون مارا۔ جب بالکل شام ہوگئی تو حبیب بن عبدالرحمن نے ہمکو جمع کرکے چار دستوں پر تقسیم کیا اور ہر دستے کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سمت کی نگرانی رکھو اس لئے کہ اگر ایک دستہ جنگ میں مصروف ہو جائے تو دوسرا دستہ اوس کی امداد نہ کرے کیونکہ مجھے معلوم

ہوا ہے کہ خارجی ہم سے بالکل قریب پڑے ہوئے ہیں ذرا اپنے آپ کو مطمئن اور ثابت قدم رکھنا کیونکہ آج رات میں تم پر ضرور شب خون مارا جائیگا۔

بہرحال ہم تو پوری طرح تیار ہی تھے اور برابر دیکھ بھال کرتے رہے کہ شبیب نے آکر حملہ کیا سب سے پہلے اوس نے اوس دستۂ فوج پر حملہ کیا جو عثمان بن سعید العذری کے ماتحت تھا بہت دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی مگر کسی شخص کے قدم کو جنبش تک بھی نہیں ہوئی سب اپنی اپنی جگہ جمے رہے۔ خارجی مجبور ہوکر اس دستہ سے ہٹ گئے۔ اب اونھوں نے اوس دستے پر حملہ کیا جو سعید بن مجل العامری کے ماتحت تھا۔ ان سے بھی خوب مقابلہ ہوا مگر کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ٹلا۔ خارجیوں نے انھیں بھی چھوڑا اور اوس دستے پر بڑھے جو نعمان بن سعد الحمیری کے ماتحت تھا۔ مگر اسکا بھی کچھ نہ بگاڑ سکے۔

اسکے بعد چوتھے دستے پر جو اقیصر الخثعمی کے ماتحت تھا حملہ آور ہوئے۔ اور بہت دیر تک جنگ ہوتی رہی مگر یہاں بھی کچھ نہ کرسکے اسکے بعد خارجیوں نے چاروں طرف سے ہمیں گھیر لیا اور حملہ کرنا شروع کیا۔ اب تین پہر رات گذر چکی تھی۔ اور خارجی برابر ہم سے لڑ رہے تھے ہم نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ہمیں نہ چھوڑیں گے۔ پھر بہت دیر تک پیدل لڑتے رہے یہاں تک کہ ہمارے اور اون کے ہاتھ شل ہوگئے کہ اوٹھ نہیں سکتے تھے۔ آنکھیں گرد وغبار سے خیرہ ہوگئی تھیں۔ بہت سے لوگ مارے جاچکے تھے۔ ہم نے اون کے تیس آدمی مارے اور انھوں نے ہمارے تقریباً سو آدمی ہلاک کئے۔

حالانکہ اون کی تعداد سو تھی اگر وہ کبھی اس سے زیادہ ہوتے تو یقیناً وہ ہمیں سب کو ضرور ہلاک کرڈالتے مگر پھر بھی باوجود اس قلت تعداد کے اوس وقت تک اونھوں نے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک کہ ہم نے اونھیں اور اونھوں نے ہمیں پورا پورا مزہ نہ چکھا دیا۔ میں نے خود دیکھا کہ ہم میں کا ایک شخص اون کے کسی شخص پر تلوار سے وار کرنا چاہتا تھا مگر ضعف اور تھکن کی وجہ سے دشمن پر اوس وار کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا ہمیں میں سے ایک اور شخص کو میں نے دیکھا کہ وہ بیٹھکر لڑ رہا ہے۔ اپنی تلوار ادہر ادھر پھراتا ہے مگر اسقدر تھک کر چور ہوگیا تھا کہ کھڑا نہیں ہوسکتا تھا

جب خارجی ہم سے مایوس ہوگئے تو شبیب گھوڑے پر سوار ہوگیا اور اپنے اون ساتھیوں کو بھی سوار ہونے کا حکم دیا جو گھوڑوں سے اوتر پڑے تھے۔ اور جب اچھی طرح گھوڑوں کی پشتوں پر جم گئے ہم سے پلٹ کر چلتے ہوئے۔

زردہ بن القیط کہتا ہے کہ جب ہم اہل کوفہ سے پلٹ کر واپس چلے تو ہم بہت تھک گئے تھے۔ ہمارے زخم یوں ہی کھلے ہوئے بغیر مرہم پٹی کے تھے اوس وقت شبیب نے ہم سے کہا کہ اگر ہم نے دنیا کی خاطر یہ مصیبت مول لی ہوتی تو یہ زخم اور تکالیف نہایت ہی تکلیف دہ ہوتیں مگر چونکہ یہ لوجہ اللہ اختیار کی گئی ہیں اسلئے انکا برداشت کرنا نہایت ہی سہل ہو رہا ہے۔ اسپر اوس کے تمام ہمراہیوں نے کہا امیر المومنین آپ بالکل سچ فرماتے ہیں۔

مجھے اب تک یاد ہے کہ شبیب سوید بن سلیم کے پاس آیا اور اوس سے کہا کہ میں نے کل دو شخصوں کو قتل کیا ہے اون میں سے ایک تو بڑا بہادر اور دوسرا نہایت ہی بزدل تھا۔ شبیب گذشتہ میں دیکھ بھال کرنے کے لئے نکلا تین شخص مجھے ملے جو ایک گاؤں میں اپنی ضروریات خریدنے چلے گئے۔ ایک شخص اپنی مایحتاج خرید کر اپنے ساتھیوں کی طرف روانہ ہوا میں بھی اوس کے ساتھ چلا۔ اوس شخص نے مجھسے پوچھا کیا تم نے چارہ وغیرہ نہیں خریدا میں نے جواب دیا کہ میرے اور ساتھیوں نے میرے لئے بھی خرید لیا ہے۔ پھر میں نے اوس سے پوچھا کہ تمھیں معلوم ہے کہ ہمارے دشمن کا پڑاؤ کہاں ہے۔ اوس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہم سے قریب ہی فروکش ہوئے ہیں اور بخدا میں چاہتا ہوں کہ کاش شبیب سے میرا مقابلہ ہو جاتا۔ میں نے کہا کہ کیا واقعی تم ایسا چاہتے ہو۔ اس شخص نے کہا ہاں بے شک میں نے کہا اچھا تو تیار ہو جاؤ۔ خدا کی قسم میں ہی شبیب ہوں اور یہ کہتے ہی میں نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اس کے ساتھ ہی وہ شخص گر پڑا اور فوراً مر گیا۔ میں نے اوس سے کہا لعنت ہے تجھپر اوٹھ تا میں آگے بڑھکر دیکھوں تو سہی کیا ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ روح جسم عنصری سے پرواز کر چکی تھی میں یہاں سے واپس ہوا ایک دوسرے شخص سے ٹدبھیڑ ہوئی جو گاؤں سے واپس آرہا تھا۔ اوس نے مجھسے کہا کہ یہ وقت تو لشکرگاہ میں واپس چلے جانے کا ہے تم اس وقت کہاں جاتے ہو۔ میں نے اوس سے بات نہیں کی بلکہ گذرا چلا گیا میرا گھوڑا مجھے اوڑائے ہوئے لیجا رہا تھا اوس شخص نے میرا پیچھا کیا اور مجھے آلیا میں نے اس سے سوال کیا کہ آخر بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ اوس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم تو ہمارے دشمنوں میں سے ہے۔

میں نے کہا ہاں صحیح ہے۔ اسپر اوس نے کہا تجھے بھی خدا کی قسم ہے۔ آگے نہ بڑھنا۔ تاآنکہ تو مجھے قتل کر ڈالے یا میں تجھے قتل کر ڈالوں۔ میں نے اوس پر حملہ کیا اور اوس نے مجھ پر حملہ کیا۔ ایک گھنٹہ تک ہم دونوں تلوار چلاتے رہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میں نہ تو

بہادری میں اور نہ جراءت میں اوس سے کسی طرح زیادہ رہا۔ البتہ چونکہ میری تلوار اوسکی تلوار کے مقابلے میں زیادہ تیز تھی اسلیئے میں نے اوسے قتل کرڈالا۔

ہم یہاں سے روانہ ہوکر دجلہ کو عبور کرتے ہوئے علاقۂ جوخی میں پہنچے۔ یہاں سے ہم نے دوبارہ واسط کے قریب دجلہ کو عبور کیا اور پھر اہواز کی سمت ہولئے۔ اور رخارس ہوتے ہوئے کرمان کے پہاڑوں میں چلے آئے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں شبیب ہلاک ہوا۔ اور دوسروں کے بیان کے مطابق ۷۸ھ میں شبیب کی ہلاکت واقع ہوئی۔

شبیب کی ہلاکت کا واقعہ

ابویزید السلسکی بیان کرتا ہے کہ جب ہمیں حجاج نے پھر شبیب کی طرف پلٹ کر جانے کا حکم دیا تو بہت کچھ انعام و اکرام تقسیم کیا۔ اور جس قدر لوگ زخمی ہوئے تھے یا جنھوں نے داد شجاعت دی تھی اون سب کو انعام دیا۔ اور پھر سفیان بن الابرد کو حکم دیا کہ تم شبیب کے تعاقب میں جاؤ۔

سفیان نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ حبیب بن عبدالرحمن الحکمی کو یہ بات ناگوار گذری اور اوس نے حجاج سے شکایتاً کہا کہ میں نے تو شبیب کو شکست دی اوسکے ساتھیوں کو ہلاک کیا اور آپ اب سفیان کو اوسکے تعاقب میں روانہ فرمارہے ہیں۔

سفیان دو ماہ کے بعد اس مہم پر روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شبیب کرمان ہی میں مقیم رہا۔ اور جب اوس کے ساتھی ٹھیک ٹھاک ہوگئے۔ اون کے زخم مندمل ہوگئے اور پھر اون میں جنگ کی قوت پیدا ہوگئی تو شبیب مع اپنے ساتھیوں کے پھر اس جانب پلٹا۔ اور اہواز کے نیچے دریائے دجیل کے پل پر سفیان اوس کے سامنے آگیا۔

حجاج نے حکم ابن ایوب بن حکم بن ابی عقیل اپنے داماد کو جو بصرہ کا عامل تھا خط کے ذریعہ ہدایت کردی تھی کہ بصرہ والوں میں سے کسی شریف و بہادر شخص کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر روانہ کردو اور جو شخص افسر ہو اوسے حکم دیدینا کہ سفیان سے جا ملے اور اون کے احکام کی تعمیل کرے۔

حکم نے زیاد بن عمرو العتکی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ مگر قبل اسکے کہ

زیاد، سفیان کے پاس پہنچے دریائے دجیل کے پل پر شبیب اور سفیان کا آمنا سامنا ہو چکا تھا۔ شبیب پل کو عبور کر کے سفیان کی جانب چلا آیا۔ یہاں آکر دیکھا کہ سفیان اور لوگوں کے ساتھ گھوڑے سے اوتر کر کھڑا ہوا ہے۔

سفیان نے مہاصر بن صیفی العذری کو رسالے کا افسر مقرر کر کے میدان جنگ میں روانہ کیا اپنے میمنہ پر بشر بن حسان الضہری کو اور میسرہ پر عمر بن ہبیرۃ الفزاری کو سردار مقرر کیا تھا۔

شبیب نے اپنی فوج کو تین دستوں پر منقسم کر دیا تھا۔ ایک دستہ سوید کے ماتحت ایک قعنب المحلمی کے ماتحت اور ایک خود اوس کے ماتحت تھا۔ اور محلل بن وائل الیشکری کو لشکرگاہ میں چھوڑ آیا تھا۔

جب سوید نے شبیب کے میمنہ سے سفیان کے میسرہ پر اور قعنب نے شبیب کے میسرہ سے سفیان کے میمنہ پر حملہ کیا تو خود شبیب سفیان پر حملہ آور ہوا۔ بہت دن چڑھے تک ہم دونوں فریق لڑتے رہے۔ آخر کار خارجی اوس مقام کی طرف واپس چلے گئے جہاں کہ پہلے ایستادہ تھے اور پھر ہم پر شبیب اور اوس کے ساتھیوں نے تیس سے زیادہ حملے کئے مگر ہم میں سے کسی شخص کے پاؤں اپنی صف سے نہیں اوکھڑے سفیان نے ہم سے کہا کہ علیحدہ علیحدہ نہ ہونا۔ بلکہ ساری فوج کو ایک ہی مرتبہ خارجیوں پر ٹوٹ پڑنا چاہیئے۔

چنانچہ ہم عرصے تک اسی طرح نیزوں اور تلواروں سے لڑتے بھڑتے رہے مگر پھر ہم نے خارجیوں کو پل تک پیچھے ہٹا دیا۔

جب شبیب پل تک پہنچا تو گھوڑے سے اوتر پڑا اور اوس کے ساتھ تقریباً سو آدمی اور بھی اوتر پڑے ہم نے شام تک اون سے نہایت ہی شدید جنگ کی کہ ابتک ایسی لڑائی نہیں لڑی گئی تھی۔ اور واقعہ یہ ہے کہ خارجیوں نے بھی ایسی سخت نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی کہ اس سے پہلے ہمیں سابقہ نہیں پڑا تھا۔

سفیان نے جب دیکھا کہ کسی طرح اون پر میرا بس نہیں چلتا اور اوسکے ساتھ وہ خارجیوں کی فتح کے امکان سے بھی بے خوف نہ تھا اوسنے چاور اندازوں کو سر شام خارجیوں پر تیر اندازی کا حکم دیا" نصف النہار سے دونوں فریق گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ تیر اندازوں نے شام کے وقت اون پر تیر برسائے۔ سفیان نے تیر اندازوں کو ذرا علیحدہ ایک صف کھڑا کر دیا تھا۔ اور ایک شخص کو اُن پر سردار مقرر کر دیا تھا۔

جب یہ تیر انداز کچھ دیر خارجیوں پر تیر برساتے رہے خارجیوں نے اُن پر حملہ کیا۔ یہ دیکھتے ہی ہم نے بھی خارجیوں پر حملہ کیا اور اس طرح ہم نے خارجیوں کو تیر اندازوں کے قریب پہنچنے سے روکدیا۔

جب تھوڑی دیر اسی طرح اون پر تیر اندازی کی گئی شبیب اور اوس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہوگئے اور اونھوں نے ہمارے تیر اندازوں پر ایسا شدید حملہ کیا کہ تیس سے زیادہ آدمی ہلاک کر ڈالے۔

اسکے بعد شبیب نے اپنے سواروں کے ساتھ ہمارا رخ کیا اور جب ہماری طرف شبیب آیا ہم نے نیزوں سے اوس کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ ظلمت کا پردہ ہمارے اور اون کے درمیان حایل ہوگیا۔ اور شبیب ہمیں چھوڑ کر پلٹ گیا۔

اس پر سفیان نے اپنی فوج سے کہا کہ اون کا تعاقب نہ کرو بلکہ جانے دو صبح ہوتے ہی ہم اون پر حملہ کرینگے۔

چنانچہ ہم سب لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہے اور خارجیوں کے تعاقب میں نہیں گئے کیونکہ ہم تو خدا سے چاہتے تھے کہ خارجی واپس چلے جائیں۔

فروہ بن لقیط راوی ہے کہ جب ہم پل کے قریب پہنچے شبیب نے ہم سے کہا کہ اسے معشر مسلمین اس وقت تو پل کے پار آجاؤ اور کل صبح تڑکے ہی ہم دشمن پر حملہ کریں گے۔ ہم سبکے سب شبیب کے آگے تھے اور اسطرح ہم نے پل کو عبور کیا البتہ شبیب پچھلے لوگوں کے ساتھ تھا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار پل سے گذر رہا تھا کہ ایک گھوڑی سامنے آگئی۔ شبیب کے گھوڑے نے اوس پر جست کی گھوڑی بھڑکی شبیب کے گھوڑے کا سم پل کی کشتی سے باہر نکل گیا۔ شبیب دریا میں گر پڑا۔ اور اوس وقت اوس نے یہ آیت پڑھی لیقضی اللہ امرا کان مفعولا۔ ترجمہ (اللہ تعالیٰ ضرور اوس کام کو پورا کر کے چھوڑے گا جس کے لئے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔)

شبیب نے پانی میں غوطہ کھایا اور پھر ابھرا اوس وقت اوس نے کہا۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔ ترجمہ (یہ غالب اور جاننے والے کا فیصلہ تھا۔)

شبیب کی ہلاکت کا یہ واقعہ جونکو رہوا دو راویوں نے بیان کیا ہے ایک تو ابو یزید السکسکی نے جو شامیوں کے ساتھ شبیب کے خلاف نبرد آزما تھا دوسرے فروہ بن لقیط نے جو خود شبیب کے تمام معرکوں میں اوس کے شریک حال رہا ہے مگر خود شبیب کے

قبیلہ بنی مرہ بن ہمام کے ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ خود اوس کے خاندان والوں کی ایک جماعت شبیب کے ہمراہ تھی جو اوس کے ساتھ اوس کے دشمنوں سے نبرد آزما تھی۔ اگرچہ لوگ اوسکے عقاید پر نہ تھے۔ شبیب نے ان لوگوں کے اکثر خاندان والوں اور عزیز و اقربا کو تہ تیغ کیا تھا اس سے اون کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور ان کے سینوں میں کینہ کی آگ مشتعل تھی بنی تیم بن شیبان کا ایک شخص مقاتل نامی تھا۔ جب شبیب نے اسی قبیلے کے بہت سے افراد کو قتل کر ڈالا تو اس شخص نے شبیب کے قبیلہ بنی مرہ بن ہمام پر غارت گری کی اور اس قبیلے کے کچھ لوگ قتل کر ڈالے۔ اسپر شبیب نے اس سے سوال کیا کہ تم نے بغیر میری اجازت کے کیوں ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

اوس شخص نے جواب دیا کہ خدا امیر کو نیک ہدایت دے آپ نے جو میرے خاندان میں کافر تھے اون میں بعض قتل کیا اور اسی طرح مینے آپکے خاندان میں جو لوگ کافر تھے انھیں قتل کر ڈالا۔

شبیب نے اسپر سوال کیا کہ اسکے تو یہ معنی ہوئے کہ آپ میرے حاکم ہیں کہ بغیر میرے آپ ایسی اہم باتوں کا خود ہی تصفیہ فرما لیتے ہیں۔

مقاتل نے جواب دیا۔ آپ ہی بتائیے کہ کیا یہ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ جو شخص ہمارے عقاید کے خلاف عقاید کا ماننے والا ہو چاہے وہ اپنا ہو یا غیر اوسے قتل کر ڈالنا چاہئے۔ شبیب نے کہا ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔

مقاتل نے کہا تو پھر جو کچھ میں نے کیا وہ جایز تھا۔ اور بخدا اے امیر المومنین جس قدر اشخاص آپ نے میرے قبیلے کے قتل کئے ہیں اوس کے دسویں حصہ کے برابر بھی میں نے آپ کے قبیلے والوں کو قتل نہیں کیا۔ اور آپ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ کفار کے قتل کئے جانے پر اندوہ و ملال کریں۔

شبیب نے کہا نہیں مجھے ہرگز اسکا رنج نہیں۔

شبیب کے ہمراہ اور بھی بہت سے ایسے لوگ تھے کہ شبیب نے اون کے خاندان والوں کو قتل کیا تھا لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس موقع پر شبیب سب کے پیچھے رہگیا تو اون لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہم اسی وقت پل کو توڑ ڈالیں اور فوراً ہی اپنا بدلہ لے لیں۔ چنانچہ اونھوں نے اسی تجویز پر عمل کیا۔ پل کو توڑ ڈالا۔ کشتیاں ایک طرف جھک گئیں اس کی وجہ سے گھوڑا پریشان ہو کر بھڑکا اور پانی میں گر کے غرق ہو گیا۔"

یہ بیان قبیلہ مرہ بن ہمام کے اس شخص کا اور شبیب کے اور دوسرے اہل قبیلہ کا ہے۔ مگر عامۃ الناس کی روایت اوس کے ہلاک ہونے کے بارے میں وہ ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔

ابو یزید السکسکی کہتا ہے کہ ہم واپسی کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ پل کا محافظ آیا اور اوس نے پوچھا کہ تمہارے افسر اعلیٰ کہاں ہیں۔ ہم نے اوسے بتا دیا کہ وہ ہیں۔ یہ اون کے پاس پہنچا اور بیان کیا کہ خارجیوں کا ایک شخص دریا میں گر پڑا اور اسپر تمام خارجیوں میں شور مچ گیا کہ امیرالمومنین غرق ہو گئے۔ اور اسکے بعد خارجی یہاں سے چلے گئے اپنے لشکرگاہ کو بھی چھوڑ گئے۔ اور اب اوس میں ایک بھی متنفس باقی نہیں رہا ہے۔

سفیان نے اس خبر کو سنکر نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا ہم سب لوگوں نے بھی اون کی شرکت کی اور پھر وہاں سے چلکر پل پر آئے۔ محاصر بن صیفی کو حکم دیا کہ تم خارجیوں کے لشکرگاہ کو جاکر دیکھو۔ محاصر پل کو طے کر کے وہاں پہنچے اور جب دیکھا کہ وہاں چڑیا تک نہیں وہیں فروکش ہو گئے یہ فرودگاہ باعتبار اپنی ترتیب اور قرینہ کے اکثر فوجی قیام گاہوں سے بہتر تھی۔

صبح کو ہم نے شبیب کی تلاش شروع کی اور اسے دریا سے نکال لیا۔ شبیب کے جسم پر زرہ تھی لوگ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ اوس کا پیٹ شق ہو گیا تھا اور اوس کا دل نکالکر دیکھا گیا تو وہ پتھر کی طرح نہایت ہی سخت اور ٹھوس تھا جب زمین پر مارتے تھے تو سختی کی وجہ سے گیند کی طرح انسان کے قد کے برابر اوچھل جاتا تھا۔ اسپر سفیان نے کہا کہ اوس خدائے پاک کا شکر ادا کرو جس نے تمہاری اعانت کی۔

پھر اوس کے لشکرگاہ پر ہم نے قبضہ کر لیا۔

جب شبیب کی ماں سے اوس کی موت کی خبر بیان کی جاتی اور کہا جاتا تھا کہ شبیب قتل کر ڈالا گیا تو وہ مانتی ہی نہ تھی۔ مگر اس مرتبہ جب اوس سے کہا گیا کہ شبیب غرق ہو گیا تو اوسے یقین آگیا۔ اور کہنے لگی کہ جب شبیب پیدا ہوا تھا اوسی وقت میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شہاب نار مجھ میں سے نکلا ہے۔ اوسی وقت میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ بغیر پانی کے نہیں بجھیگا۔

جب حضرت عثمان کے حکم سے ولید بن عقبہ نے سلمان بن ربیعہ کو اہل شام کی مدد کے لئے رومیوں کے علاقے میں روانہ کیا تو شبیب کا باپ یزید بن نعیم بھی سلمان کی فوج میں شریک ہو گیا تھا۔

جب مسلمان وہاں واپس آئے لونڈیاں ہراج کی گئیں۔ یزید بن نعیم نے ایک نہایت ہی سرخ وسفید۔ سرو قد۔ حسین وجمیل عورت کو دیکھا کہ جس پر خود بخود آنکھ پڑتی تھی۔ یزید اس عورت کو خرید لایا۔ یہ واقعہ اوائل ۲۵ھ کا ہے۔

جب اس عورت کو یزید کوفہ لے آیا اوس سے کہا کہ تو مسلمان ہوجا۔ اوس نے انکار کیا یزید نے اوسے مارا بھی مگر اوس کی سرکشی اور انکار اور زیادہ ہوگیا جب یزید نے دیکھا کہ یہ تو کسی طرح مانتی ہی نہیں اوس نے اوسے قتل کرڈالنے کا حکم دیدیا اس سے اوس کے ہوش وحواس ذرا بجا ہوگئے اور وہ صلاحیت پر آگئی پھر اوسے اپنے پاس بلایا اور مجامعت کی۔ استقرار حمل ہوا۔ اور عین قربانی کے دن بروز شنبہ ماہ ذی الحجہ ۲۵ھ ہجری میں اسطرح شبیب پیدا ہوا۔ یہ لونڈی اپنے آقا سے حد درجہ محبت کرتی تھی۔ اور اوس سے اکثر باتیں کیا کرتی تھی۔

ایک روز اس نے اپنے آقا سے کہا کہ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تھی اب اگر آپ چاہیں تو میں مسلمان ہونے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ یہ مسلمان ہوگئی اور جب شبیب پیدا ہوا ہے تو یہ اوس سے پہلے ہی مسلمان ہوچکی تھی۔

اس نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے بدن سے ایک شہاب نکلا ہے جو بلند ہوتے ہوتے آسمان اور آسمان کے تمام کناروں تک پہنچا ہے ابھی وہ شہاب اسی حالت میں تھا کہ یکایک وہ ایک دریائے ذخار میں گر پڑا اور بجھ گیا۔ اور شبیب اوس روز پیدا ہوا تھا جس دن مسلمان قربانی کرتے ہیں اور اسطرح خون بہاتے ہیں۔ اس لئے میں نے اپنے خواب کی یہ تعبیر لی کہ یہ میرا لڑکا ایک دن ایسا ہوگا کہ بہت سا خون اسکے ہاتھوں بہے گا اور اس کے اقبال اور نصیبہ میں بہت جلد غیر معمولی ترقی ہوگی۔

اس کا باپ اسے اور اسکی ماں کو اپنے ساتھ اپنے قبیلے کے علاقے میں لے جایا کرتا تھا اور ایک چشمہ آب لصف نامی تھا وہاں یہ خاندان قیام کرتا تھا۔

اہل شام کی اس فوج کے سپاہی جو شبیب کے مقابلے پر آئے تھے اپنے ساتھ ایک وزنی پتھر بھی اوٹھا لائے تھے۔ اور کہنے لگے کہ ہم ہرگز شبیب کے مقابلے سے راہ فرار نہیں اختیار کرینگے تاوقتیکہ یہ پتھر بھاگ نہ جائے۔

شبیب کو بھی اون کے اس دعوی کی اطلاع پہنچی۔ اوس نے ارادہ کیا کہ اون سے ایک

چال چلے چار گھوڑے منگوائے۔ ہر گھوڑے کی دم میں دو دو ڈھالیں بندھوائیں اور اپنے ساتھیوں میں سے آٹھ شخصوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔

شبیب کے ہمراہ اوس کا غلام حیّان بھی تھا۔ شبیب نے اوسے حکم دیا کہ پانی کی ایک چھاگل بھی ساتھ لے لو۔ اور پھر وہ لشکر گاہ کی ایک سمت نکل آیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی حکم دیا کہ تم اس لشکر گاہ سے ادھر اُدھر ہو جاؤ دو دو شخص ایک ایک گھوڑا لے لیں اور اوسے لوہے کے ہتیار سے رگڑیں جب لوہے کی گرمی گھوڑوں کو محسوس ہونے لگے اونھیں دشمن کے لشکر گاہ میں چھوڑ دیں۔

لشکر گاہ کے قریب ہی ایک ٹیلہ تھا۔ اپنے ساتھیوں کو شبیب نے حکم دیا تھا کہ جو شخص تم میں سے بھاگ کر آسکے وہ اس ٹیلہ پر آجائے۔

مگر اوس کے ساتھی اس حکم کی تعمیل کرنے سے ہچکچائے یہ دیکھکر خود شبیب گھوڑے سے اوتر پڑا اور خود اوس نے وہی کیا جسکے کرنیکا اوس نے دوسروں کو حکم دیا تھا گھوڑے دشمن کے لشکر گاہ میں گھس پڑے۔ شبیب بھی اون کی باگوں کو تھامے ہوئے اون کے ساتھ ساتھ لگا رہا۔ دشمن پر اس حال کا یہ اثر ہوا کہ وہ ایک دوسرے پر گرنے لگے اسپر اوسکے افسر اعلیٰ حبیب بن عبدالرحمن الحکمی نے اون سے للکار کر کہا کہ یہ محض ایک دھوکہ ہے جو تمھارے ساتھ کیا گیا ہے زمین پر بیٹھ جاؤ اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے۔

جب شبیب نے دیکھا کہ اون کی گڑبڑ اور بےچینی مٹ گئی ہے۔ اور یہ خود بھی اُسوقت اون کے لشکر گاہ کے احاطہ میں تھا۔ یہ بھی زمین پر دبک گیا۔ گرزوں کی مار بھی اسے پڑی تھی جسکی وجہ سے یہ سست ہو گیا تھا۔ جب لوگوں کی گڑبڑ مٹ گئی اور وہ اپنے اپنے مقامات میں واپس چلے گئے شبیب اون کے بیچ میں سے گزرتا ہوا اوسی ٹیلہ پر آیا۔ یہاں حیّان اوس کا غلام موجود تھا شبیب نے حیّان سے کہا کہ تو میرے سر پر پانی ڈال۔ اور جب شبیب نے پانی ڈالنے کے لئے اپنا سر آگے بڑھایا۔ حیّان کا ارادہ ہوا کہ اوسے قتل کر ڈالے اور اپنے دل میں اوس نے سوچا کہ اگر میں نے اسے قتل کر ڈالا تو اس سے بڑھکر میری عزت اور شہرت کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اور میرا یہ فعل حجاج کے نزدیک بھی نہایت ہی مستحسن ہو گا گویا مجھے پروانہ امان اس طرح حاصل ہو جائیگا۔

مگر جب اوس نے شبیب کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ کانپنے لگا اور جب چھاگل سے پانی ڈالنے میں دیر ہوگئی تو شبیب نے اسکی وجہ دریافت کی۔ اور پھر اپنے جوتے میں سے چھری نکال کر اوسے دی۔ حیان نے چھری سے اوس پانی کی چھاگل کو قطع کیا اور پانی اوسکے سر پر بہادیا۔ اور پھر وہ چھری شبیب کو دیدی۔

حیان کہا کرتا تھا کہ "میری بزدلی اور رعشہ نے مجھے اوس کے قتل کرنے سے باز رکھا۔"

پھر شبیب اپنے لشکر گاہ میں اپنے ساتھیوں سے آملا۔

اسی سال مطرف بن مغیرہ بن شعبہ نے حجاج سے بگڑ کے بغاوت کی۔ عبدالملک کی اطاعت چھوڑ دی اور کوہستانی علاقے میں جاکر پناہ لی اسکے بعد قتل کیا گیا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

مغیرہ بن شعبہ کے بیٹے علاوہ اپنے باپ کی عزت و ناموری کے خود باعتبار اپنی ذاتی وجاہت اور شخصیت کے اپنے خاندان میں ایک خاص منزلت اور عزت کے مرتبے پر فائز تھے۔

جب حجاج عراق آیا تو یہ لوگ اوس سے ملے اور اوس سے گفتگو کی تو اوسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اوس کے خاندان والے بلکہ ایک ہی مورث کی اولاد میں ہیں۔

اس وجہ سے حجاج نے عروہ بن مغیرہ کو کوفہ کا عامل کیا اور مطرف بن مغیرہ کو مدائن کا۔ اور حمزہ بن مغیرہ کو ہمدان کا عامل مقرر کیا۔

مطرف نے مدائن پہنچکر خطبہ پڑھا۔ اور حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے کہا کہ امیر حجاج نے مجھے تمھارا حاکم مقرر کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ میں راستبازی کے ساتھ حکومت کروں۔ میرا طرز عمل انصاف پر مبنی ہو۔ اگر ان ہدایات پر میں نے پوری طرح عمل کیا تو میں بہترین آدمی ہونگا۔ اور اگر میں ان ہدایات پر عمل نہ کرسکا تو میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنے آپ کو برباد کیا اور اپنی زندگی رائگاں کی۔ میں ظہر اور عصر کے درمیان مسجد میں بیٹھا کرونگا آپ لوگ اپنی ضروریات مجھ سے بیان کیا کیجیے اور مجھے ایسی تدبیروں کا مشورہ دیا کیجیے جس سے آپ کی اور آپ کے ملک کی بھلائی اور بہتری ہو۔ اور انشاءاللہ میں اپنے حتی المقدور کبھی آپ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے سے دریغ نہیں کرونگا۔

اس خطبہ کے بعد مطرف منبر پر سے اوتر آیا۔

جب مطرف مداین آیا اوسوقت مداین میں کوفے کے اکثر شرفا اور دوسرے خاندانوں کے اکثر سرآوردہ لوگ موجود تھے اور کچھ فوج بھی تھی۔ مگراون کے پاس سازوسامان اس قدر نہ تھا کہ اگر علاقۂ جوخی یا انبار میں کوئی واقعہ ہو جائے تو اوس کے لئے کافی ہو سکے۔

جب مطرف منبر سے اوترکر ایوان شاہی میں لوگوں کے پاس آکر بیٹھا۔ حکیم بن الحارث الازدی جو قبیلۂ ازد کے سرآوردہ لوگوں میں سے تھا مطرف کے طرف بڑھا (اسکے بعد حجاج نے اسے خزانے کا افسر بھی مقرر کر دیا تھا۔)

حکیم نے مطرف سے کہا خدا آپ کو نیک ہدایت دے۔ جس وقت آپ نے تقریر کی تھی میں آپ سے دور تھا اور اب میں اس لئے آپ کے قریب آیا ہوں کہ آپ کی تقریر کا جواب دوں مگر اسی اثنا میں آپ منبر سے اوترائے۔ بھرحال جو کچھ آپ نے بیان کیا ہم نے اوس کے مفہوم کو سمجھ لیا اور وہ یہ کہ حجاج نے آپ سے انصاف ومساوات سے حکومت کرنے کا عہد لیا ہے خدا عہد لینے والے اور عہد کرنے والے دونوں کو کامیاب کرے۔

آپ کی یہ آرزو ہے کہ آپ انصاف کریں اور حق کی اعانت کریں۔ خداوند عالم آپ کی نیت کی تکمیل میں آپ کی اعانت کرے۔

جس طرح کہ آپ کے والد ماجد کی سرشت میں تھا کہ وہ خدا اور بندگان خدا کی خوشنودی ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے اسی طرح آپ بھی اس مقصد کے حصول میں اون کے مشابہ ہیں۔

مطرف نے اون سے کہا کہ یہاں میرے پاس تشریف لائے۔ اون کے لئے جگہ نکالی، حکیم مطرف کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

حصین بن یزید کہتے ہیں کہ مطرف اون تمام عاملوں میں جو مداین آئے سب سے بہتر عامل تھے۔ مجرمین کو سخت ترین سزائیں دیتے تھے۔ اور سرکاری عہدہ داروں کے ظلم کو مطلقاً روا نہیں رکھتے تھے۔

بشر بن الاجدع الہمدانی (ثم الثوری) جو شاعر بھی تھا مطرف کے پاس آیا اور اُنکی تعریف میں اشعار کہے مطرف نے سنکر کہا۔ افسوس۔ تیرا مقصد یہ ہے کہ ہم فضول باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔

جب شبیب ساتید ما سے مداین کے طرف بڑھا۔ مطرف نے حسب ذیل خط حجاج کو لکھا۔

"حمد وثنا کے بعد میں امیر کو اطلاع دیتا ہوں کہ شبیب کا رخ ہماری طرف ہے اگر آپ

مناسب سمجھیں تو میری امداد کے لئے اور فوج بھیجدیجئے تاکہ میں اوس فوج کی امداد سے مداین کی حفاظت کروں کیونکہ مداین کوفے کا پھاٹک اور راوس کا قلعہ ہے "

اسپر حجاج نے سیرہ بن عبدالرحمن بن مخنف کو دوسو سواروں کے ساتھ اور عبداللہ بن کناز کو دوسو کے ساتھ مطرف کی امداد کے لئے مداین بھیجا۔

شبیب نے بڑھتے بڑھتے قناطر حذیفہ پر پڑاؤ کیا اور پھر یہاں سے اور آگے بڑھکر مقام کلواذا آیا۔ دجلہ کو عبور کیا اور قصبہ بہر سیر میں آکر فروکش ہوگیا۔

مطرف اس شہر عتیقہ میں تھا۔ جہاں منزل کسریٰ اور قصر ابیض واقع ہیں جب شبیب نے بہر سیر میں اپنا پڑاؤ کیا تو مطرف نے دریا کے پل کو توڑ ڈالا اور شبیب کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ اپنے ساتھیوں میں سے چند معزز اور نیک لوگوں کو میرے پاس بھیجدیجئے۔ تاکہ میں قرآن کریم سے اون سے بحث کروں اور اون عقاید پر غور کروں جس کی آپ دعوت دیتے ہیں۔

شبیب نے سوید بن سلیم۔ قعنب اور محلل بن وایل کو مطرف کی طرف روانہ کیا۔ جب کشتی اونکے قریب لائی گئی اور اونھوں نے اوس میں اوترنا چاہا شبیب نے حکم بھیجا کہ جب تک میرا قاصد مطرف کے پاس سے واپس جواب لیکر نہ آجائے تم لوگ کشتی میں سوار نہ ہو۔

شبیب نے مطرف کے پاس قاصد کے ذریعہ سے کہلا بھیجا تھا کہ جس قدر اشخاص میرے آپ کے پاس آرہے ہیں اتنے ہی آپ میرے پاس بھیجدیجئے تاکہ جب تک کہ میرے آدمی آپسے ملکر واپس نہ آجائیں یہ لوگ بطور یرغمال میرے پاس رہیں

مطرف نے قاصد سے کہا کہ تو جا اور شبیب سے کہدے کہ جب میں نے اپنے آدمی ابھی آپ کے پاس بھیجے تھے اوس وقت کیونکر میں نے آپ پر اعتماد کرلیا تھا اور اب آپ کیوں مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔

پھر شبیب نے قاصد کو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مذہب میں دھوکہ یا وعدہ خلافی جایز نہیں۔ مگر آپ لوگ دھوکہ دیتے ہیں اور اسے معمولی بات سمجھتے ہیں اسپر مطرف نے ربیع بن یزید الاسدی۔ سلیمان بن حذیفہ بن ہلال بن مالک المزنی اور یزید بن ابی زیاد مغیرہ کے آزاد غلام کو جو مطرف کے محافظ دستے کا سردار تھا شبیب کے پاس بھیجدیا۔

جب یہ لوگ شبیب کے پاس پہنچ گئے تب شبیب نے اپنے آدمیوں کو مطرف کے پاس بھیجا۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ نضر بن صالح نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مطرف بن المغیرہ بن شعبہ کے پاس تھا۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ آیا راوی نے یہ کہا کہ میں اوس فوج میں تھا جو مطرف کے ہمراہ تھی یا یہ کہا کہ میں اوس وقت موجود تھا جب کہ شبیب کے قاصد مطرف کے پاس آئے۔

"مطرف میرے اور میرے بھائی کے عزیز دوست تھے۔ ہم سے کسی بات کو پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ جب شبیب کے قاصد اون کے پاس آئے اوس وقت سوائے میرے اور میرے بھائی حلام بن صالح کے اور کوئی اون کے پاس موجود نہ تھا۔

شبیب کے قاصدوں کی تعداد چھ تھی اور ہم تیوہ شخص تھے۔ وہ سب کے سب تمام ہتیاروں سے مسلح تھے اور ہمارے پاس صرف ہماری تلواریں تھیں۔

جب یہ قریب پہنچے سوید نے کہا۔ "سلامتی ہو اوس پر جو اپنے رب سے ڈرا اور جس نے راہِ راست کو پہچانا"

مطرف نے کہا "بے شک" اور پھر اون پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی بھیجی جب یہ لوگ بیٹھ گئے مطرف نے ان سے پوچھا کہ اب فرمائے کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور کس طرف دعوت دیتے ہیں۔

سوید نے پہلے خدا کی حمد اور پھر رسول کی ثنا کی اور یوں گویا ہوا "جس شے کی طرف ہم آپکو دعوت دینا چاہتے ہیں وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے ہم اپنے قوم والوں سے اس لئے عداوت رکھتے ہیں کہ وہ تمام خراج ذاتی مصارف میں خرچ کر رہے ہیں۔ اونھوں نے خداوند عالم کے احکام پس پشت ڈالدیئے ہیں زبردستی اپنا تسلط جمالیا ہے۔

یہ سنکر مطرف نے کہا کہ آپ جس شے کی دعوت دے رہے ہیں وہ تو عین حق و صدق ہے اور آپ کھلم کھلا ظلم کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میں ان امور میں آپ کا پیرو ہوں اب جس چیز کی طرف میں آپ کو دعوت دوں آپ اوس میں میری متابعت کیجیے تاکہ میری اور آپ کی کوشش کا ایک ہی مطمح نظر ہو اور میری اور آپ کی طاقت متحد ہو جائے۔

خارجیوں نے کہا آپ فرمائے آپ کیا چاہتے ہیں۔ اگر جس بات کی آپ دعوت دینگے وہ حق ہوگی تو ہم آپ کی دعوت کو قبول کر لینگے۔

مطرف نے کہا کہ آئیے ہم آپ ملکر ان ظالم سرکشوں کے خلاف اون کی ان بدعتوں کی وجہ سے جو اونھوں نے ایجاد کی ہیں جہاد کریں۔ اور اونھیں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کی طرف بلائیں۔ اور اس معاملہ کا تصفیہ مسلمانوں کے باہمی سمجھوتہ سے ہو جائے۔ تاکہ ایک ایسے

شخص کو وہ اپنا امیر بنالیں جسے وہ پسند کریں جیساکہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ تک مسلمانوں میں ہوا کرتا تھا۔ اور جب عربوں کو معلوم ہوگا کہ انتخاب امیرالمومنین کا مطلب یہ ہے کہ قریش میں سے کسی شخص کو منتخب کرلیا جائے وہ اس تجویز کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھینگے اور ان میں سے اکثر آپکے ساتھ ہوجائینگے اور آپ کے دشمنوں کے خلاف آپ کی امداد کریں گے اور اس طرح آپ کی تجویز درجۂ تکمیل کو پہنچ جائیگی۔

یہ سنتے ہی خارجی چراغ پا ہوگئے اور مجلس سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اس بات کو تو ہم حشر تک بھی منظور کرنیکے لئے تیار نہیں۔

یہ کہکر خارجی وہاں سے روانہ ہوئے اور مکان کے چبوترے سے نکلنے ہی والے تھے کہ سوید بن سلیم مطرف کی طرف مڑا اور کہنے لگا۔ اے ابن الحنیفہ اگر میرے ساتھی دشمنی یا بدعہدی کرنے والے ہوتے تو وہ تمھیں ہلاک کر ڈالتے کیونکہ تم نے تو اپنے آپ کو خود ہی اون کے حوالہ کردیا تھا۔

یہ سنکر مطرف گھبرایا اور کہنے لگا بے شک خداوند عیسیٰ و موسیٰ کی قسم ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔ خارجی شبیب کے پاس واپس آئے۔ جو کچھ مطرف نے کہا تھا بیان کیا۔ شبیب کو اس سے اور بھی اسبات کا خیال پیدا ہوا کہ مطرف کو اپنا طرفدار بنایا جائے۔ اوس نے اون سے کہا کہ صبح کے وقت تم میں سے ایک شخص پھر مطرف کے پاس جائے۔

جب صبح ہوئی شبیب نے سوید کو مطرف کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جاکر اونھیں سمجھاؤ سوید مطرف کے دروازہ پر آیا۔ میں نے ہی اوسے اندر جانے کی اجازت دی جب سوید مطرف کے پاس اندر پہنچ کے بیٹھ گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے اوٹھکر چلا آؤں مگر مطرف نے مجھ سے کہا کہ تم بیٹھے رہو کیونکہ تم سے کسی بات کا پردہ نہیں ہے۔ چنانچہ میں بھی بیٹھ گیا۔ میں اوس وقت بالکل نوجوان تھا۔

سوید نے مطرف سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں کہ جن سے آپکا کوئی راز راز نہیں مطرف نے کہا کہ یہ نہایت ہی شریف و نجیب شخص ہیں۔ یہ مالک بن زہیر بن جذیمہ کے صاحبزادے ہیں۔

سوید نے اون سے کہا کہ تم نے ایک اچھے شخص کی عزت افزائی کی ہے اگر اِن کا مذہب بھی ان کے حسب و نسب کی طرح اعلیٰ ہو تو یہ پھر کامل فرد ہیں۔ اسکے بعد سوید مطرف کی طرف

متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ جو کچھ آپ نے مجھ سے کہا تھا وہ میں نے امیر المومنین سے بیان کر دیا۔ اس پر امیر المومنین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ پھر اس معاملہ میں آپ سے ملاقات کریں۔ اور کہدیں کہ کیا آپ اس سے ناواقف ہیں کہ مسلمان اپنے میں سے چاہے جس شخص کو مناسب سمجھکر اپنا امیر مقرر کریں وہ ہی سب سے زیادہ مناسب بات ہے۔ اور رسول اللہ کے بعد یہی طریقہ جاری رہا اگر آپ اس بات کو تسلیم کریں گے تو اس کے بعد ہمیں آپ سے اس بات کے کہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم نے اپنے میں سے جو بہترین شخص تھا۔ اور جو مصیبت کے بوجھ کو اٹھانے کی اپنے سینہ میں طاقت رکھتا تھا اوسے ہم نے اپنا امیر مقرر کر لیا ہے۔ جب تک کہ اس میں کوئی تغیر یا تبدیلی نہیں ہوتی اوس کا ہاتھ ہماری زمام حکومت کا حامل ہے اور رہیگا۔

اور آپنے جو مشورہ کے متعلق بیان فرمایا تھا اور کہا تھا کہ جب عربوں کو معلوم ہو گا کہ ہم کسی قریشی زادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں تو اکثر ہمارے تابع فرمان ہو جائینگے اس معاملے کے متعلق مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کو بتادوں کہ جو لوگ حق اور راستی پر ہوتے ہیں اون کی قلت تعداد خداوند عالم کے سامنے اون کی تذلیل یا تنقیص کا باعث نہیں ہوتی اور اگر ظالموں کی تعداد زیادہ ہو تو اوس سے اونھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

اگر ہم اوس حق کو جس کے لئے لڑنے نکلے ہیں چھوڑ کر تمھاری دعوت اور مشورہ کو قبول کرلیں تو یہ ہماری خطا۔ کمزوری اور ضعف ہوگا اور اوس کے یہ معنے ہونگے کہ گویا خود ہم نے ظالموں کی اعانت کے لئے راستہ صاف کر دیا کیونکہ ہمیں اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کہ تمام عربوں کے سوا قریشی ہی اس منصب امارت کے زیادہ مستحق ہیں۔

اگر آپ اپنے اس دعوے پر اصرار کریں تو ہم سوال کرینگے کہ کیوں ایسا ہونا چاہئے۔ اگر آپ کہیں اس لئے کہ قریشیوں کو رسول اللہ سے قرابت حاصل ہے تو اوسکا جواب بھی سن لیجئے کہ پھر ایسی صورت میں جو ہمارے آباؤ اجداد مہاجرین تھے اونھیں یہ سزاوار نہ تھا کہ وہ رسول اللہ کے خاندان کیا بلکہ ابی لہب کی اولاد پر بھی حکومت کرتے اگرچہ اون کے سوا کوئی اور باقی بھی نہ رہا ہوتا۔ اور شاید اونھیں معلوم نہیں اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہی شخص ہے جو سب سے زیادہ خداوند عالم سے ڈرتا ہو اور حکومت کا سزاوار بھی وہی ہے جو زیادہ خدا سے ڈرنے والا سب سے افضل ہو۔ تمام سخت سے سخت ذمہ داریوں کے اوٹھانے کی اوس میں طاقت ہو جب تک کہ وہ مخلوقات کے امور کا سربراہ کار رہے۔

ہم نے سب سے پہلے مظالم کے خلاف آواز بلند کی۔ جور و زیادتی کو بدلا۔ اور ان ظالمین کی جماعت سے جنگ کی۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جاتے ہیں تو آپ ہمارے تمام فوائد و نقصانات میں برابر کے شریک رہینگے اور ہم آپ کو مسلمان سمجھینگے۔ ورنہ آپ بھی منجملہ ہمارے اور دشمنوں کے ایک دشمن تصور کئے جائینگے اور جس طرح ہم مشرکین سے جہاد کرتے ہیں اسی طرح آپ سے بھی لڑینگے۔

اس تقریر کو سنکر مطرف نے کہا کہ جو کچھ آپ نے بیان کیا میں اوسے بخوبی سمجھ گیا ہوں آج تو آپ واپس تشریف لیجائیں تاکہ ہم اس معاملہ پر غور و خوض کرلیں۔

سوید واپس چلا گیا۔ مطرف نے اپنے خاص معتمد علیہ اور خیر خواہوں کو بلوایا جس میں سلیمان بن حذیفۃ المزنی اور ربیع بن یزید الاسدی بھی تھے، نضر بن صالح کہتا ہے کہ میں اور یزید بن ابی زیاد مغیرہ کا آزاد غلام دونوں تلواریں لئے ہوئے مطرف کے سر پر کھڑے ہوئے تھے یزید بن ابی زیاد مطرف کے محافظ دستہ کا سردار تھا۔

مطرف نے ان سر برآوردہ لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ میرے دوست اور بہی خواہ ہیں۔ آپکے حسن مشورہ اور رائے پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔ بخدا میں ان ظالموں کے افعال کو ہمیشہ سے دل ہی دل میں ناپسند کرتا رہا ہوں۔ اور جہانتک مجھسے ہوسکا میں نے اپنے فعل و قول سے ان افعال کو بدلا ہے مگر جب اون کی خطائیں حد سے متجاوز ہوگئیں اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ خارجی ان سے جہاد کر رہے ہیں تو مجھے یہ ہی مناسب معلوم ہوا کہ اگر مجھے اُن کے خلاف مددگار مل جائیں تو مجھے ضرور اُن کے خلاف جنگ کرنا چاہیئے۔

میں نے خارجیوں کو دعوت دی تھی اور یہ تمام باتیں تفصیل سے اون سے کہدیں اونھوں نے بھی یہ ہی اوس کے جواب میں کہا۔ اس لئے اب میری رائے نہیں ہے کہ ان کے خلاف جنگ کیجائے۔

اور اگر وہ اون باتوں کو جو میں نے اون کے سامنے پیش کی ہیں تسلیم کرلیں تو پھر میں عبدالملک اور حجاج کو چھوڑ دونگا اور اون کے خلاف چڑھائی کروں گا۔ مزنی نے کہا نہ تو خارجی آپ کے ساتھ ہوسکتے ہیں اور نہ آپ ہی اون کی اقتدا کرسکتے ہیں ان خیالات کو آپ اپنے ہی تک محدود رکھیں کسی شخص پر ظاہر نہ کریں۔ دوسرے شخص اسدی نے بھی یہ ہی رائے دی اسپر مطرف کا آزاد غلام ابن ابی زیاد اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ خدا کی قسم جو گفتگو آپ کے

اور سوید کے درمیان ہوئی ہے اسکی اطلاع لفظ بلفظ حجاج کو پہنچگی اور ایک بات کی دس باتیں کہی جائینگی۔ اگر آپ حجاج سے بھاگ کر بادلوں میں بھی چھپینگے تو وہ آپ کو ڈھونڈ نکالیگا اور آپ اور آپ کے تمام ساتھی ہلاک کر ڈالے جائینگے۔ اسلئے جہانتک جلد ممکن ہو سکے اس مقام سے بھاگ جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہر طرف باشندگان مداین پھیلے ہوئے ہیں اور شبیب کی فوج والے اوس گفتگو کا جو آپ کے اور اوسکے قاصد سوید کے درمیان ہوئی ہے تذکرہ کر رہے ہیں۔ رات نہ ہونے پائیگی کہ اس واقعہ کی من وعن خبر حجاج کو پہنچ جائیگی۔ اس لئے مداین کے علاوہ کسی اور مقام کو اپنا مستقر بنائیے۔

مطرف کے دوسرے دونوں دوستوں نے بھی اس رائے سے بالکل اتفاق کیا۔

مطرف نے ان سے پوچھا کہ فرمائے کہ آپ کا طرز عمل اب کیا ہوگا اون دونوں نے کہا کہ ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہیں حجاج وغیرہ کے خلاف اپنی جانیں آپ پر سے قربان کردیں گے۔

اسکے بعد مطرف نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا کہ آپ کے کیا ارادے ہیں میں نے عرض کیا آپ کے دشمن سے لڑوں گا۔ آپ کے ساتھ تمام شداید پر صابر رہوں گا جب تک آپ صابر رہیں گے۔

مطرف نے اسپر کہا کہ ہاں۔ آپ کی جانب سے مجھے ایسا ہی ظن بھی تھا۔

تیسرے دن قعنب مطرف کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ ہماری پیروی کرتے ہیں تو آپ ہم میں سے ہیں ورنہ ہمارا آپ سے کوئی تعلق نہیں۔

مطرف نے جواب دیا کہ اس قدر عجلت نہ کیجئے کہ ایسے اہم مسئلہ کو آج ہی آپ طے کردیں ابھی ہم غور کر رہے ہیں۔

مطرف نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آج ہی رات سب کے سب یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور میرے ساتھ دسکرہ چلو کیونکہ وہاں ایک واقعہ پیش آگیا ہے۔

مطرف رات کو روانہ ہوا۔ اوس کے ساتھی بھی اوسکے ہمراہ چلے اور مقام دیر یزدجرد پہنچے اور یہاں منزل کی۔

یہاں قبیصہ بن عبدالرحمن القحافی الخثعمی سے مطرف کی ملاقات ہوئی مطرف نے اوس سے کہا کہ تم میرے ساتھ ہو جاؤ۔ قبیصہ نے اسے منظور کرلیا۔ مطرف نے اوسے خلعت دیا گھوڑا دیا اور

نقد رقم بھی عطا کی اور یہاں سے روانہ ہوکر دسکرہ آیا۔ اور جب یہاں سے بھی کوچ کا ارادہ کیا تو اب اسکے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ اپنے ارادہ سے اپنے ساتھیوں کو مطلع کردے۔ چنانچہ اوس نے تمام سربرآوردہ لوگوں کو جمع کیا اور حمد وثنا کے بعد اون سے کہا "اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر جہاد اور انصاف اور احسان کرنا فرض کیا ہے اور کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے "تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب"۔

(ترجمہ) "نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی اعانت کرو مگر گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے" میں خدا کو گواہ کرکے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کا ساتھ چھوڑ دیا ہے جو صاحب میرے ساتھ رہنا چاہتے ہوں اور میرے ہم خیال ہوں وہ میرے ساتھ ہو جائیں اون کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کیا جائیگا اور جو صاحب اس پر آمادہ نہوں اونھیں آزادی ہے جہاں جی چاہے چلے جائیں۔ کیونکہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا شخص میرے ساتھ ہو جسکی خود نیت ظالموں کے خلاف جہاد کرنے کی نہو۔

میں آپ لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور ظالموں کے خلاف جہاد کرنیکے لئے دعوت دیتا ہوں۔ جب ہمارے ارادے یہ ہیں ہمیں ضرور کامیابی ہوگی اوس وقت ہم امارت کے لئے باہم مسلمانوں میں مشاورت کریں گے اور جسے تمام مسلمان پسند کریں وہی ہمارا امیر ہوگا۔

مطرف کے تمام ساتھیوں نے فوراً اون کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ اپنے فرودگاہ میں چلے گئے۔

مطرف نے سبرہ بن عبدالرحمن بن مخنف اور عبداللہ بن کناز النہدی کو تخلیہ میں بلایا اور اون دونوں کو بھی اوسی طرح دعوت دی جسطرح کہ اور تمام لوگوں کو اوس نے دعوت دی تھی اوس وقت تو اون دونوں نے اظہار رضامندی کیا مگر جب مطرف وہاں سے کوچ کرگیا یہ دونوں مع اون لوگوں کے جو مطرف کا ساتھ چھوڑ کر ان سے آملے تھے حجاج کے پاس واپس آگئے یہاں آکر دیکھا کہ حجاج شبیب کے مقابلہ میں نبرد آزما ہے یہ دونوں بھی شبیب کی جنگ میں شریک ہوئے۔

مطرف اپنے ہمراہیوں کو لیکر دسکرہ سے روانہ ہوا اور حلوان کی سمت چلا۔

حجاج نے اس سال سوید بن عبدالرحمن السعدی کو حلوان۔ اور ماہ سیذان کا عامل مقرر کرکے بھیجا تھا۔ جب اوسے اطلاع ہوئی کہ مطرف اوسکے علاقہ کی جانب آنے والا ہے اوس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر میں نے اس معاملہ میں ملایمت یا مداہنت سے کام لیا تو حجاج اسے کبھی پسند نہ کریگا۔ اسلئے سوید نے مطرف کے مقابلے کے لئے اہالی شہر اور کردوں کو جمع کیا۔ کردوں نے درہ حلوان کا راستہ مطرف پر مسدود کردیا۔ سوید مطرف کے مقابلے کے لئے چلا مگر اوسکا دلی منشا یہ تھا کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے۔ کہ ایک طرف تو وہ مطرف سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا اور اوس کے ساتھ یہ بھی چاہتا تھا کہ حجاج بھی کوئی اعتراض نہ کرے۔ اسلئے اوس کا اسطرح مقابلہ کے لئے روانہ ہونا محض دکھلاوے کے طور پر تھا۔ تاکہ اوس پر الزام نہ آئے۔

حجاج بن جاریۃ الخثعمی کو جب معلوم ہوا کہ مطرف مداین سے کوہستانی علاقہ کی طرف چلدیا ہے وہ خود اپنی قوم اور دوسرے قبیلوں کے تیس آدمی اپنے ہمراہ لیکر اوس کے شریک ہونے کے لئے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن علقمۃ الخثعمی کہتا ہے کہ میں بھی اون لوگوں میں تھا جو مطرف کی امداد کے لئے آئے تھے ہم حلوان جاکر اوس سے مل گئے اور سوید کے مقابلے میں اوس کی طرف سے شریک معرکہ ہوئے۔

نضر نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

جب ہم مطرف کے پاس پہنچے تو ہمارے آنے سے اوسے بہت خوشی ہوی اور اوس نے حجاج بن جاریۃ الخثعمی کو اپنے برابر جگہ دی۔

نضر اور عبداللہ بن علقمہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ جب سوید ہمارے مقابلے پر آیا خود تو پیدل سپاہ کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ بلکہ اونھیں مکانات سے باہر بھی نہیں نکالا۔ البتہ اوسکا بیٹا قعقاع سواروں کے ساتھ سامنے آیا۔ مگر اوس کے سواروں کی تعداد اوس روز کچھ زیادہ نہ تھی۔

نضر کا یہ بیان ہے کہ سواروں کی تعداد کوئی دو سو تھی اور ابن علقمہ یہ کہتا ہے کہ اون کی تعداد تین سو سے کم تھی۔

مطرف نے حجاج بن جاریہ کو بلاکر حکم دیا کہ تم اس جماعت کے مقابلہ میں جاؤ۔ اور جتنی تعداد کہ مقابل فوج کی تھی اوتنے ہی سواران کے ساتھ میدان جنگ میں بھیجے یہ فوج قعقاع کے سامنے آئی اور چونکہ یہ شہسوار مشہور و معروف بہادر تھے اونھوں نے نہایت بہادری سے قعقاع سے جنگ کرنی شروع کی۔

سوید نے جب دیکھا کہ یہ جماعت میرے بیٹے قعقاع کی طرف گئی ہے اوس نے اپنے غلام رستم کو (جو اس واقعہ کے بعد ایک اور معرکہ میں سوید کے ہمراہ دیر الجماجم پر مارا گیا جب کہ بنی سعد کا جھنڈا اوس کے پاس تھا۔) بلایا اور حکم دیا کہ حجاج کے پاس جائے۔

رستم نے حجاج بن جاریہ سے آکر کہا کہ اگر تم ہمارے علاقے کو چھوڑ کر کسی اور طرف جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ کیونکہ ہم لوگ تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اور اگر تمھارا ارادہ ہمیں سے لڑنے کا ہے تو پھر ہمارے لئے اسکے سوا چارہ نہیں کہ جس علاقہ پر ہم متصرف ہیں اوس کی حفاظت کریں۔

حجاج نے اُسپر یہ کہا کہ تم ہمارے افسر اعلیٰ کے پاس چلو اور جو کچھ تم نے مجھ سے کہا ہے یہی اون سے چلکر کہو۔

رستم مطرف کے پاس آیا اور جو کچھ اوس نے حجاج بن جاریہ سے کہا تھا اس سے بھی کہدیا اسپر مطرف نے کہا کہ نہ ہم تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ تمھارے علاقے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

رستم نے کہا اچھا تو پھر آپ اس راستے سے چلے جائیے اور ہمارے علاقے سے نکل جائیے اور ہمارے لئے یہ تو ضروری ہے کہ ہم لوگوں پر یہ بات ظاہر کردیں۔ تاکہ اونھیں معلوم ہو جائے کہ ہم آپ کے مقابلے کے لئے تیار ہو کر نکلے تھے۔

مطرف نے حجاج کو بلا بھیجا جب حجاج آگیا تو پھر یہ سب وہاں سے روانہ ہو گئے جب پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے کردوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مطرف اور اون کی تمام فوج گھوڑوں سے اوتر پڑی۔

دہنی جانب سے حجاج بن جاریہ اور بائیں سے سلیمان ابن حذیفہ کردونکی سمت چڑھے اونھیں شکست دی اور اُن سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مطرف اور اوس کے ساتھیوں کو کوئی نقصان اوٹھانا نہیں پڑا۔ یہ چلتے چلتے جب ہمدان کے

قریب آئے تو چونکہ ہمدان کا عامل مطرف کا بھائی حمزہ بن المغیرہ تھا اس لئے مطرف نے ہمدان چھوڑ کر ماہ دینار کا رخ کیا۔

مطرف نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ہمدان میں داخل ہو اور اسطرح اوسکا بھائی حجاج کی نظر میں متہم ہو جائے۔ البتہ جب وہ علاقۂ ماہ دینار میں داخل ہو گیا تو اوس نے اپنے بھائی حمزہ کو لکھا کہ چونکہ اخراجات بہت زیادہ ہیں اور سخت تکلیف ہے اس لئے تم روپیہ اور ہتیاروں سے حتی المقدور میری مدد کرو۔

مطرف نے یزید ابن ابی زیاد مغیرہ بن شعبہ کے آزاد غلام کو حمزہ کے پاس بھیجا تھا رات کے وقت یزید مطرف کا خط لیکر حمزہ کے پاس آیا۔

جب حمزہ نے اوسے دیکھا تو کہا "خدا کرے کہ تیری ماں کو تیری موت کا صدمہ اوٹھانا پڑے تو نے ہی مطرف کو تباہ کیا"

یزید نے جواب دیا۔ میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں میں نے ہرگز ہرگز اونھیں تباہ نہیں کیا۔ بلکہ اونھوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنے پیروں میں کلھاڑی ماری ہے بلکہ اپنے ساتھ مجھے بھی ہلاک کر ڈالا۔ اور اب مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں ان کی وجہ سے آپ نہ تباہ ہو جائیں

حمزہ نے کہا اچھا پھر کس نے اونھیں یہ تجویز سجھائی۔

یزید نے کہا خود اون کے دل نے۔ اسکے بعد یزید بیٹھ گیا اور پوری روئداد اون سے بیان کی اور مطرف کا خط جو اون کے نام تھا وہ اونھیں دیا۔ حمزہ نے خط پڑھا اور کہا کہ بہت اچھا میں ضرور روپیہ اور ہتیار اون کے پاس بھیجدونگا مگر یہ بتاؤ کہ کیا یہ بات چھپی رہیگی

یزید نے کہا کہ میری رائے میں تو یہ بات مخفی نہیں رہسکتی۔

اسپر حمزہ نے کہا اچھا اگرچہ میں اون کی ایسی مدد تو نہیں کرسکتا جس سے انھیں بہت زیادہ فایدہ پہنچتا یعنے کھلم کھلا اونھیں امداد نہیں دے سکتا۔ مگر اس سے آسان یعنے خفیہ طور پر اون کی مدد کرنے سے باز نہیں رہونگا۔

حمزہ نے یزید کے ہمراہ روپیہ اور ہتیار بھیجدئے یزید اسے مطرف کے پاس اوسوقت لائے جب کہ ہم ماہ دینار کی منڈیوں میں سے ایک منڈی سامان متاخم نامی میں جو علاقۂ اصبہان میں واقع ہے مقیم تھے۔ یہ ایک ایسی منڈی تھی جہاں خوبصورت عورتیں بکنے کے لئے آیا کرتی تھیں۔

نضر بن صالح بیان کرتا ہے کہ جیسے ہی یزید روانہ ہوا میں نے لوگوں کو باتیں کرتے سنا کہ مطرف نے اپنے بھائی سے روپیہ اور ہتھیاروں کی امداد طلب کی ہے۔ یہ سنکر میں مطرف کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے۔ مطرف نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ جب پہلی ہی بات مخفی نہیں رہی تو اب کون سی بات ہوگی جو افشا نہ ہو جائیگی۔

اتنے میں یزید بن ابی زیاد بھی آگیا اور مطرف اپنے ساتھیوں کو لیکر۔ قم۔ قاشان اور اصبہان کی طرف چلدیا۔

مطرف جب قم اور قاشان پہنچگیا اور اوسے ہر طرح سے اطمینان ہوگیا اوس نے حجاج بن جاریہ کو بلایا اور کہا جنگ سبخہ میں شبیب کو جو شکست ہوئی اوس کا حال بیان کرو۔ اور کیا تم اوس معرکہ میں شریک تھے یا اوس سے پہلے ہی چلے آئے تھے۔

حجاج بن جاریہ نے کہا ہاں میں اوس معرکہ میں شریک تھا۔

مطرف نے کہا تو اچھا اوس کا قصہ بیان کرو۔ حجاج نے پورا واقعہ سنایا۔ مطرف نے سنکر کہا کہ کاش شبیب کو فتح حاصل ہوئی ہوتی۔ اور اگرچہ وہ خود گمراہ تھا مگر وہ دوسرے گمراہ کو تو قتل کر ڈالتا۔

مطرف کی یہ آرزو اس لئے تھی کہ اگر حجاج ہلاک ہو جاتا تو جس مقصد کے لئے وہ کوشاں تھا وہ پورا ہو جاتا۔

پھر مطرف نے اپنے عمال روانہ کئے۔

نضر بن صالح کہتا ہے کہ اگر قسمت ہی مخالف نہ ہوتی تو مطرف نے تدبیر تو بڑی دور اندیشی سے اختیار کی تھی۔

مطرف نے حسب ذیل خط ربیع بن یزید کے ہاتھ سوید بن سرحان الثقفی اور بکیر بن ہارون البجلی کے نام ارسال کیا:۔

"حمد و ثنا کے بعد۔ میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اون لوگوں کے خلاف جہاد کیجئے۔ جو حق سے منحرف ہو گئے ہیں جنھوں نے خراج کو صرف اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے اور کلام پاک کے احکام کو ترک کر دیا ہے۔ جب حق و صدق کی فتح ہو جائیگی اور باطل مٹ جائیگا۔ اور حق کو غلبہ حاصل ہو جائے گا تو پھر ہم انتخاب امیر کے معاملے کو مسلمانوں کے باہمی مشورہ سے

طے کرلینگے جسے وہ پسند کریں گے وہی ہمارا امیر ہوگا۔
جو شخص ہماری اس دعوت کو قبول کریگا وہ ہمارا دینی بھائی اور موت وزیست کا ہمارا شریک رہیگا۔ اور اس دعوت کو جو رد کریگا ہم اوس کے خلاف جہاد کرینگے اور اوسکے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کریں گے۔ ہمارے لئے اوس شخص کے خلاف صرف اللہ کی شہادت کافی ہے۔ اور اسے سب سے بڑا نقصان تو یہی ہوگا کہ وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کے فواید سے متمتع نہ ہوگا۔ اور اس سے زیادہ اوس کی کیا ذلت ہوگی کہ خدائی حکم کے خلاف وہ ظالموں سے مداہنت کے ساتھ پیش آئیگا۔
اللہ تعالیٰ نے جہاد کو مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور ساتھ ہی اوس نے یہ بھی کہدیا ہے کہ جہاد ایک ایسی شے ہے جو لوگوں پر ناگوار ہے۔
اللہ کی خوشنودی حاصل کرنیکا یہی ذریعہ ہے کہ اوس کے حکم کو ماننے میں چون وچرا نہ کرے اور خدا کے دشمنوں سے جہاد کرے۔
اس کے لئے خدا آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آپ لوگ اس حق کی دعوت کو قبول فرمایئے۔ اور اون لوگوں کو بھی دعوت دیجیے جنکے متعلق آپ کو یہ خیال ہو کہ وہ اوس پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہونگے۔ اور جن امور کو وہ نہ مانتے ہوں اونھیں آپ بتا دیجیئے۔
جو شخص میری رائے سے اتفاق کرے اور ہماری اس دعوت کو قبول کرے اور اپنے دشمن کو ہمارا دشمن سمجھے اوسے چاہیئے کہ میرے پاس آجائے۔ خدا ہمیں اور آپ کو ہدایت دے اور ہماری اور آپ کی توبہ کو قبول فرمائے اس لئے کہ وہی سب سے بڑا توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ والسلام۔
جب یہ خط ان دونوں شخصوں کے پاس آیا۔ یہ دونوں اہل رے کی ایک جماعت کے ساتھ چپکے سے نکل کھڑے ہوئے اور دوسرے اون لوگوں کو بھی جو انکے ساتھ ہو لئے اونھوں نے دعوت دی اور اس طرح تقریباً اہل رے کے سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ یہ چپکے سے روانہ ہوگئے اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ ان کا مقصد کہاں جانیکا ہے۔ اور مطرف کے پاس آگئے۔
براء بن قبیصہ حجاج کی جانب سے اصبہان کا عامل تھا۔ ان واقعات کی اوس نے حجاج کو اطلاع دی اور لکھا کہ اگر آپ کو علاقۂ اصبہان وغیرہ کی ضرورت اور حفاظت منظور ہے

تو آپ فوراً مطرف کے مقابلے کے لئے ایک ایسی زبردست فوج بھیجئے جو اس کا اور اوس کے ساتھیوں کا استیصال کر دے۔ کیونکہ جس مقام پر وہ اب ہے وہاں اکثر مقامات سے لوگوں کی جماعتیں جا جا کر اوس کے ساتھ شامل ہو رہی ہیں۔ اوس کے متبعین اور فوج کی تعداد کثیر ہو گئی ہے والسلام۔

حجاج نے اوس کے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تم اوس فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے جنگ کی تیاری کرو اور جب عدی بن وتاد تمہارے پاس آجائیں تم اون کی سرکردگی میں اپنی جمعیت کے ساتھ میدان جنگ کا رخ کرنا اون کے احکام کی تعمیل کرنا اور اون کے مشورہ پر کاربند رہنا والسلام۔

براء نے اس خط کو پڑھتے ہی فوج کی ترتیب اور آراستگی شروع کر دی۔

حجاج نے بیس بیس۔ پندرہ پندرہ اور دس دس آدمیوں کی جماعتیں ڈاک لیجانے والے گھوڑوں کے ذریعہ سے براء بن قبیصہ کے پاس بھیجنا شروع کیں۔ اسطرح پانسو کی جمعیت اوسکے پاس پہنچ گئی اور دو ہزار پہلے سے اوس کے پاس تھے

جب جنگ سبخہ میں حجاج کو شبیب کے خلاف فتح حاصل ہوئی اسود بن سعد الہمدانی اس فتح میں شریک ہونے کے لئے اثناء راہ میں رے آئے تھے۔ ان کا گزر ہمدان اور جبال میں بھی ہوا۔ اور یہ حمزہ کے پاس بھی آئے۔ حمزہ نے ان سے اپنے بھائی مطرف کی امداد کرنے کے معاملے میں معذرت چاہی۔ اسود نے اس واقعہ کو حجاج سے بیان کیا۔ حجاج نے کہا کہ مجھے بھی علم ہو چکا ہے۔

حجاج نے حمزہ کو موقوف کر دینے کا ارادہ کیا۔ مگر پھر اوسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا حمزہ میرے حکم کو ٹال جائے اور میرے خلاف ہو جائے۔ قیس بن سعد العجلی حمزہ کے محافظ دستہ کا افسر اعلی تھا۔ بنی عجل اور بنی ربیعہ کی معتد بہ جماعت اوس وقت ہمدان میں موجود تھی۔

حجاج نے قیس کو لکھا کہ تم ہمدان کے عامل مقرر کئے جاتے ہو۔ اور حکم دیا کہ اپنے سامنے حمزہ کو گرفتار کر کے بیڑیاں ڈال دو۔ اور جب تک میرا حکم نہ آئے وہ نہ چھوڑا جائے۔

قیس کے پاس جب حجاج کا یہ فرمان تقرر اور حکم پہنچا۔ وہ اپنے قبیلہ والوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حمزہ کی طرف آیا۔

جب مسجد میں داخل ہوا تو نماز عصر کی اقامت ہو رہی تھی۔ اوس نے حمزہ کے ساتھ نماز پڑھی

نماز کے بعد جب حمزہ مسجد سے واپس ہوا تو قیس بھی ساتھ ہوا حجاج کا خط اوسے پڑھکر سنایا اور اپنے تقرر کا فرمان اوسے دکھایا۔

حمزہ نے کہا کہ میں اس حکم کی تعمیل کرنے کے لئے بلا چون وچرا حاضر ہوں، قیس نے حمزہ کو گرفتار کر کے محبوس کر دیا اور ہمدان کی نظامت کا جایزہ لے لیا۔ اپنی قوم کے عمال کو مضافات پر بھیجدیا۔ اور حجاج کو حسب ذیل خط کے ذریعہ اس تمام کارروائی کی اطلاع کر دی۔

"حمد وثنا کے بعد میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے حمزہ بن المغیرہ کو بیڑیاں پہنا کر جیل خانہ میں قید کر دیا ہے۔ اپنے عاملوں کو خراج وصول کرنے کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ اور خراج وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔ اب اگر جناب والا کی رائے ہو تو مجھے اجازت دیجائے کہ میں اپنی قوم اور اپنے علاقہ کے اون لوگوں کے ساتھ جو میرے ساتھ ہوں مطرف کے مقابلہ پر جاؤں تاکہ اوس سے جہاد کروں اور مجھے یقین ہے کہ خراج وصول کرنے سے زیادہ جہاد کا ثواب ہوگا والسلام۔

حجاج اس خط کو پڑھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ اس سمت سے ایسی ہی خبریں موصول ہو رہی ہیں جسکی ہمیں توقع تھی۔

دنیا میں سب سے زیادہ حجاج اوس وقت حمزہ کے اصبہان پر حاکم رہنے سے خایف تھا کیونکہ اوسے ڈر تھا کہ حمزہ ضرور روپیہ اور اسلحہ سے اپنے بھائی کی امداد کریگا۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ اگر میں نے کوئی فوری کارروائی اوسکے خلاف کی تو ممکن ہے کہ وہ میرے ہی مقابلے کے لئے آمادہ ہو جائے اور عدول حکمی کرے۔ اس لئے حجاج برابر اوسے بتھائے چلا گیا اور موقع پا کر اوسے معزول کر دیا۔ جب اس طرف سے اوسے اطمینان ہو گیا اب اوس نے مطرف کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔

حجاج نے جب قیس بن سعد عجلی کا خط پڑھا اور یہ جملہ سنا۔ کہ اگر جناب والا پسند فرمائیں تو میں مطرف کے مقابلے پر اپنی قوم کے ساتھ جانے کے لئے اور اوس سے جہاد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حجاج نے کہا کہ مجھے سب سے زیادہ یہ بات بری معلوم ہوتی ہے کہ عربوں کی تعداد سیر حاصل علاقہ خراج میں زیادہ ہو جائے۔

ابن الغرق کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ الفاظ حجاج کی زبان سے سنے مجھے معلوم ہو گیا کہ جب مطرف کے قضیہ سے حجاج فارغ ہو جائیگا قیس کو برطرف کر دیگا۔

حجاج نے عدی بن وتاد الایادی عامل رے کو حکم بھیجا کہ تم مطرف بن مغیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور برا ابن قبیصہ سے جا کر ملو جب تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ تو تم ہی فوج کے سپہ سالار مقرر کئے جاتے ہو

عبداللہ بن سلیم الازدی بیان کرتا ہے کہ جب حجاج کا خط عدی بن وتاد کے نام آیا اوس وقت میں رے میں اون کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ عدی نے اوس خط کو پڑھا اور پھر وہ خط مجھے دیا اور میں نے اوسے پڑھا اوس میں لکھا تھا کہ جس وقت تم میرے اس خط کو پڑھو فوراً اہل رے کے جو تین دستے فوج کے تمہارے ساتھ ہیں اونھیں لیکر روانہ ہو جاؤ۔ اور جی میں جا کر برا ابن قبیصہ سے ملو اور پھر دونوں مطرف کے مقابلے کے لئے جاؤ۔ جب تم دونوں اکٹھے ہو جاؤ تو تم ہی تمام فوج کے سردار مقرر کئے جاتے ہو تا آنکہ اللہ تعالیٰ مطرف کو ہلاک کر دے۔ اور جب اللہ تعالیٰ مومنین کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دے تم اللہ کی نگہبانی اور حفاظت میں اپنے مستقر کی طرف پلٹ آنا۔ جب میں نے خط پڑھ لیا۔ عدی نے مجھ سے کہا اوٹھو اور تیاری کرو۔ عدی برآمد ہوا۔ فوج کے اجتماع کا حکم دیا۔ متصدیان فوج کو حکم دیا کہ تین دستے فوج کے منتخب کر لو۔

ابھی جمعہ کا دن نہ گذرا تھا کہ ہم روانہ ہو گئے جی پہنچے۔ قبیصۃ القحافی بھی نو سو شامیوں کے ساتھ یہاں آکر مل گئے۔ ان شامیوں میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا۔ ہم صرف دو روز جی میں ٹھیرے۔ عدی بن وتاد اپنے تابع فرمان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اون کے ساتھ اہل رے کے تین ہزار جنگجو سپاہی تھے۔ اور برا ابن قبیصہ کے ساتھ ایک ہزار سپاہی تھے جنھیں حجاج نے کوفہ سے انکے ہمراہ روانہ کیا تھا۔ سات سو شامی تھے۔ اور تقریباً یک ہزار اصبہانی اور کرد اس کے علاوہ تھے اسطرح تقریباً کل چھ ہزار سپاہی تھے۔

عدی روانہ ہوا اور مطرف کے قریب پہنچگیا۔

جب مطرف کو معلوم ہوا کہ اتنا بڑا لشکر میرے مقابلے کے لئے آرہا ہے اوس نے اپنی فوج کے چاروں طرف خندق کھود لیا اور دشمن کے آنے تک خندق کی حفاظت میں یہ تمام فوج پڑی رہی۔

یزید۔ عبداللہ بن زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا ہے میں اوس وقت اپنے آقا کے ساتھ تھا۔

عدی نے میدانِ مقابلہ میں آتے ہی فوج کی ترتیب شروع کی۔ اپنے میمنہ پر عبداللہ

بن زہیر کو متعین کیا اور براء بن قبیصہ سے کہا کہ تم میسرہ میں ٹھیرو۔
براء اس حکم سے چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ آپ مجھے میسرہ میں کھڑے رہنے کا حکم دیتے ہیں حالانکہ میں بھی آپ کا ہم مرتبہ سردار ہوں یہ میرے شہسوار میسرہ میں متعین ہیں میں نے اون پر طفیل بن عامر بن واثلہ کو جو عرب کے مشہور بہادر ہیں افسر اعلیٰ مقرر کردیا ہے۔
جب اسکی اطلاع عدی کو ہوئی اونھوں نے ابن اقیصر الخثعمی کو حکم دیا کہ تم جاکر سوار دہ کی کمان کرو اور براء سے جاکر کہو کہ تمھیں میرے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ آپ کو میمنہ سے غرض اور نہ میسرہ سے نہ رسالہ نہ پیادہ فوج پر کوئی حکومت حاصل ہے۔ آپ صرف اسی لیئے ہیں کہ میرے ہر حکم کی تعمیل کریں اور کوئی ایسی بات نہ کریں جسے میں ناپسند کروں اور اسطرح میرے اور آپ کے ذاتی تعلقات میں فرق آجائے۔
عدی براء کی بہت عزت و توقیر کرتا تھا۔
اسکے بعد عدی نے عمر بن ہبیرہ کو میسرہ پر روانہ کیا۔ اور سو شامی سواروں کے ساتھ اونھیں حکم دیا کہ تم جاکر اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاؤ۔
عمر بن ہبیرہ آئے اور اپنے جھنڈے کے قریب کھڑے ہو گئے۔ اون کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے طفیل بن عامر سے کہا کہ اپنا جھنڈا چھوڑ دو اور ہم سے علیحدہ چلے جاؤ کیونکہ اس جگہ ہم متعین کئے گئے ہیں۔
طفیل نے کہا کہ میں تم سے جھگڑا نہیں کرنا چاہتا یہ جھنڈا براء بن قبیصہ نے جو ہمارے افسر ہیں میرے سپرد کیا تھا۔ اب ہمیں معلوم ہوا کہ تمھارے افسر اعلیٰ اس حصۂ فوج کے سردار مقرر کئے گئے ہیں اور اب اگر یہ جھنڈا تمھارے سردار کے سپرد کیا گیا ہے تو خدا اونھیں مبارک کرے ہم ہر طرح اون کے احکام کو سننے اور اون کی تعمیل کرنیکے لئے تیار ہیں۔
اسپر عمر بن ہبیرہ نے اپنے ساتھیوں کو ڈانٹا اور کہا الگ ہو جاؤ۔ یہ بھی تمھارے بھائی اور عزیز ہیں اور پھر طفیل سے کہا کہ ہمارا جھنڈا آپ ہی کا جھنڈا ہے اگر آپ کی خوشی ہو تو ہم اسے آپ ہی کے سپرد کر دیتے ہیں۔
راوی کہتا ہے کہ ان دونوں شخصوں نے اس موقع پر جس حلم و بردباری کا ثبوت دیا اسکی نظیر نہیں ملتی۔
پھر عدی گھوڑے سے اوتر پڑا اور مطرف پر حملہ آور ہوا۔

دوسری طرف مطرف نے حجاج بن جاریہ کو اپنے میمنہ پر ربیع بن یزید الاسدی کو اپنے میسرہ پر اور سلیمان بن صخر المزنی کو محافظ دستہ پر سردار مقرر کیا اور خود پاپیادہ سپاہ کے دستہ کے ساتھ ہوگیا۔ اور یزید بن ابی زیاد (مطرف کے والد مغیرہ بن شعبہ کا آزاد غلام) اوسکا علم بردار تھا۔
جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کی طرف بڑھیں اور قریب آگئیں مطرف نے بکیر بن ہارون البجلی سے کہا کہ تم جاؤ اور مقابل فوج کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دو۔ اور انکی بداعمالیوں پر اونھیں سرزنش کرو۔
چنانچہ بکیر اپنے ایک مشکی گھوڑے پر جسکی دم مقطوع تھی سوار۔ زرہ، خود سے مسلح کلائیوں پر فولادی دستانے ہاتھ میں نیزہ۔ زرہ کو یمنی شالی چادروں کے سرخ کناروں سے باندھے میدان جنگ میں آئے اور بہ آواز بلند دشمن سے یوں مخاطب ہوئے۔
"اے ہمارے ہم قبیلہ ہم مذہب اور ہم ملت لوگو میں آپ سے اوس ذاتکا واسطہ دیکر کہ جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ جسپر تمھاری پوشیدہ اور علانیہ تمام باتیں یکساں منکشف ہیں درخواست کرتا ہوں جب کہ تم ہمارے ساتھ انصاف اور صداقت کے سلوک کے مدعی ہو۔ اور یہ تمھاری تمام خیر سگالیاں مخلوقات کو چھوڑ کر صرف اللہ ہی کیلیے ہیں اور تم اون تمام باتوں کے لئے جنھیں خداوند عالم اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے گواہ ہو تو مجھے عبدالملک اور حجاج کے متعلق اپنی رائے سے آگاہ کرو، کہ وہ کیسے ہیں کیا آپ لوگ اس سے ناواقف ہیں کہ یہ لوگ سخت ظالم خودغرض نفسانی خواہشوں کے بندے ہیں۔ محض شبہ پر لوگوں کو زندان بلامیں ڈالتے ہیں غصہ کے جوش میں بندگان الٰہی کو قتل کرڈالتے ہیں؟"
ہر طرف سے آوازیں آئیں کہ اے دشمن خدا ایسا نہیں ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے بکیر نے کہا۔ افسوس۔ لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتری۔ (ترجمہ) اللہ پر جھوٹ تہمت نہ لگاؤ۔ مبادا وہ تمھیں کسی عذاب سے بالکل تباہ کرڈالے اور بے شک جس نے تہمت لگائی وہ محروم رہا۔"
کیا تم اللہ کو سبق دینا چاہتے ہو۔ میں نے تو تم سے شہادت طلب کی تھی اور اللہ تعالےٰ نے شہادت کے اخفا کے بارہ میں فرمایا ہے ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ۔ (ترجمہ) "جو شہادت کا اخفا کریگا تو ضرور اوس کا دل گناہ گار ہوگا۔"
صابر عدی بن وتاد کا آزاد غلام جو اس روز اُسکا علم بردار بھی تھا بکیر کے مقابلہ پر

نکلا اور اوس پر حملہ آور ہوا۔ دونوں بہادر اپنی اپنی تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے مگر عدی کا آزاد غلام بکیر کا بال بھی بیکا نہیں کرسکا۔

بکیر نے تلوار کے ایک ہی ہاتھ میں اوسکا کام تمام کردیا۔ اور آگے بڑھکر کہا کہ ایک ایک شہسوار مقابلے پر آجائے۔ مگر جب کوئی مقابلہ پر نہیں آیا۔ بکیر یہ شعر پڑھنے لگا۔

صارم قد لاقیت سیفا صارما۔ واسداً ذالبدۃ ضبارما۔

(ترجمہ) اے صارم تو نے ایک شمشیر براں اور ایک بال دار دلیر وخونخوار شیر سے مقابلہ کیا۔"

حجاج بن جاریہ نے جو میمنہ پر متعین تھا۔ عمر بن ہبیرہ پر جو عدی کے میسرہ پر تھا حملہ کیا اسی میسرہ میں طفیل بن عامر بن واثلہ بھی تھا۔ حجاج اور طفیل مقابل ہوے۔ یہ دونوں آپس میں بڑے دوست تھے اور برادرانہ تعلقات رکھتے تھے جب اونھوں نے ایک دوسرے کو شناخت کیا تو اگرچہ وار کرنے کے لئے تلواریں اوٹھا چکے تھے مگر پھر اپنے ہاتھ روک لئے۔

دونوں فوجوں میں دیر تک جنگ ہوتی رہی۔ عدی بن وتاد کا میسرہ تھوڑی دیر میں پیچھے ہٹ گیا اور حجاج پھر اپنی جگہ پر آکر کھڑا ہوگیا۔

اسکے بعد ربیع بن یزید نے عبداللہ بن زہیر پر حملہ کیا۔ عرصہ تک جنگ ہوتی رہی پھر کچھ لوگوں نے اسدی پر حملہ کیا اور اوسے قتل کرڈالا۔ اس لئے مطرف بن المغیرہ کے میسرہ کو شکست ہوئی اور یہ پیچھے ہٹ کر مطرف کے پاس چلا آیا اسکے بعد عمر بن ہبیرہ نے حجاج بن جاریہ اور اوس کی فوج پر حملہ کیا اور دیر تک ان میں مقابلہ رہا حجاج بھی اس سے بچکر مطرف کے پاس چلا آیا۔ ابن اقیصر الخثعمی نے رسالہ کے ساتھ سلیمان بن صخر المزنی پر حملہ کیا اور اوسے قتل کرڈالا۔ اون کا رسالہ پسپا ہوا اور مطرف کے پاس چلا آیا۔ اور مطرف کے قریب دونوں طرف ایسا سخت رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ابن اقیصر بڑھتے بڑھتے مطرف تک جا پہنچا۔

نضر بن صالح راوی ہے کہ مطرف اوس وقت اپنے دشمنوں کو مخاطب کرکے کہہ رہے تھے۔

یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون

ترجمہ اے اہل کتاب اوس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی شے کو اوسکا شریک نہ گردانیں۔ اور سوائے اللہ کے اور کسی کو اپنا آقا نہ بنائیں۔ اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو تم اے

مسلمانو) اون سے کہدو کہ تم لوگ گولہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں]

مُطرف لڑتا رہا۔ اور مارا گیا۔ عمر بن ہبیرہ نے اوس کا سر کاٹ لیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابن اقیصر نے اوسے قتل کیا تھا۔ اور کئی مرتبہ دوڑ دوڑ کر اوس کی جانب حملہ آور ہوا تھا۔ البتہ اوس کے سر کو ابن ہبیرہ نے کاٹا۔ اور عدی بن وتاد کے پاس لیکر آیا۔ اور انعام واکرام حاصل کیا۔

اس جنگ میں عمر بن ہبیرہ نہایت بہادری سے لڑا اور اوس نے خوب جوہر شجاعت دکھائے۔

کلیم بن ابی سفیان الازدی نے یزید بن ابی زیاد مغیرہ کے آزاد غلام کو جو اس جنگ میں مُطرف کا علم بردار تھا قتل کیا۔

اب یہ فوج مُطرف کے فوجی پڑاؤ میں داخل ہوئی۔ مُطرف نے اپنے فوجی پڑاؤ پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عفیف الازدی کو سردار مقرر کیا تھا۔ یہ بھی مارا گیا۔ یہ ایک نہایت نیک اور عابد وزاہد آدمی تھا۔

زید اون لوگوں کا غلام جو عدی بن وتاد کے ساتھ تھے راوی ہے کہ میں نے اوس کے سر کو ابن اقیصر کے پاس دیکھا۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اوس سے کہا کہ تو نے ایک بڑے مجاہد نمازی پرہیزگار کو جو ہمیشہ ذکر وشغل میں رہتا تھا قتل کیا۔

ابن اقیصر میری طرف آیا۔ اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ میرے مالک نے اوس سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے کیوں اس نے کیا کیا

ابن اقیصر نے میری گفتگو کا تذکرہ کیا۔ میرے آقا نے کہا کہ یہ بے وقوف ہے۔ پھر ہم عدی کے ساتھ رے واپس چلے آئے۔

عدی نے اون لوگوں کو جنھوں نے جنگ میں نمایاں بہادری دکھائی تھی حجاج کی خدمت میں بھیجا۔ حجاج نے اون کی تکریم وتوقیر کی۔ اور اونھیں انعام وغیرہ دیا۔

جب عدی رَے واپس چلا آیا۔ بنی بجیلہ اوس کے پاس آئے۔ اور بکیر بن ہارون کی معافی کے خواستگار ہوئے۔ عدی نے اوسے معافی دیدی۔

بنی ثقیف نے سوید بن سرحان الثقفی کے لئے امان طلب کی۔ عدی نے اوسے بھی امان دیدی۔ اسی طرح جس قدر آدمی مطرف کے ساتھ تھے اون کے خاندان والوں نے

عدی سے اون کے لئے امان کی درخواست کی اور عدی نے سب کو امان دیدی ۔ اور یہ خوب کیا۔ مطرف کے کچھ ساتھی مطرف کے لشکر گاہ میں گھیر لئے گئے ان لوگوں نے چلانا شروع کیا ”اے براء ہمارے لئے امان حاصل کرو ۔ اے براء ہماری سفارش کرو ۔ براء نے اون کی سفارش کی ۔ اور وہ لوگ چھوڑ دئے گئے ۔ عدی نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کرلیا تھا ۔ مگر پھر سب کو رہا کردیا ۔

نضر بن صالح راوی ہے کہ عدی حلوان میں سوید بن عبدالرحمن کے پاس آیا ۔ سوید نے اون کی بہت تعظیم وتکریم کی ۔ اور خلعت وانعام دیا ۔ اس کے بعد وہ کوفہ واپس چلا آیا ۔

حجاج بن جاریہ اس جنگ کے ختم ہونے کے بعد رَے آگیا یہیں اوسکی تعیناتی تھی ۔ لوگوں نے عدی سے اس کی بھی سفارش کی مگر عدی نے کہا کہ یہ تو مشہور آدمی ہے اور اسکی شہرت مطرف کے ساتھ رہنے کی وجہ سے بھی ہوچکی ہے اور حجاج کا یہ خط اوس کے بارے میں آچکا ہے ۔

عبداللہ بن زہیر راوی ہے کہ میں بھی اون لوگوں میں تھا جنہوں نے حجاج بن جاریہ کی سفارش کی تھی مگر عدی نے ہمیں حجاج کا خط نکال کر دکھایا جس میں مسطور تھا کہ اگر حجاج بن جاریہ مارا گیا ہو تو بہت ہی اچھا کیونکہ میں بھی یہی چاہتا ہوں اور اگر وہ اب تک زندہ ہو تو اوسے اپنے سامنے پکڑ بلواؤ اور بیڑیاں ڈالکر میرے پاس بھیجدو عدی نے کہا اوس کے بارے میں یہ خط میرے پاس آچکا ہے میں مجبور ہوں کہ اس کی تعمیل کروں ۔ اگر حجاج نے یہ احکام نہ دئے ہوتے تو میں ضرور اوسے امان دیدیتا اور چھوڑ دیتا ۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر ہم خاموش ہورہے اور اوس کے پاس سے اُٹھ کر چلے آئے تاوقتیکہ عدی بن وتاد معزول نہ کردئے گئے ۔ حجاج بن جاریہ برابر خائف رہا ۔ مگر جب عدی کے برطرف ہونے کے بعد خالد بن عتاب بن ورقاء اون کی جگہ مقرر ہوئے میں اون کے پاس گیا اور حجاج بن جاریہ کی اون سے سفارش کی ۔ اور خالد نے اوسے امان دیدی ۔

اسی سنہ میں قطری بن الفجاءۃ کے پیرو خارجیوں میں اختلاف پیدا ہوا ۔ بعض خارجیوں نے قطری کی مخالفت کی ۔ اوسے چھوڑ دیا اور اوس کی جگہ عبد ربہ کبیر کے ہاتھ پر بیعت کرلی ۔ اور بعض بدستور قطری ہی کے طرفدار رہے ۔

”اس واقعہ کی تفصیل اور اسباب کہ کیوں خارجیوں میں اختلاف پیدا ہوا جس کی وجہ سے وہ آخر میں تباہ ہوئے حسب ذیل ہے ۔“

جب حجاج نے عتاب بن ورقا کو مہلب کی فوج سے واپس بلا لیا۔ مہلب سابور میں مقیم رہے اور تقریباً ایک سال تک برابر خارجیوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ پھر مہلب اور خارجیوں کے درمیان بُستان پر جنگ ہوئی۔ جس میں مہلب نے اونھیں سخت نقصان پہونچایا۔

کرمان پر خارجیوں کا قبضہ تھا۔ اور فارس پر مہلب کا قبضہ تھا۔ چونکہ علاقۂ فارس سے اونھیں سامان خوراک بہم نہیں پہنچتا تھا۔ اور اپنے شہروں سے وہ بہت دور ہوگئے تھے اس لئے وہ سخت دقت میں مبتلا تھے۔ اور اب اون کی حالت ناقابل برداشت ہوگئی تھی۔ اس لئے مجبوراً اونھیں کرمان آنا پڑا۔

مہلب اون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اور جیرفت میں آکر پڑاو کیا۔ (جیرفت کرمان کا ایک قصبہ تھا۔) اور اس مقام پر وہ ایک سال سے زیادہ برابر خارجیوں سے نہایت ہی شدید جنگ کرتا رہا۔ اور فارس کے تمام علاقہ سے اونھیں نکال دیا۔ جب یہ تمام علاقہ مہلب کے قبضہ میں آگیا حجاج نے اس علاقہ کو مہلب سے نکال کر اپنے عامل اوس پر بھیجدئے اس قضیہ کی اطلاع عبد الملک کو ہوئی۔ عبد الملک نے حجاج کو لکھا۔ کہ فارس کے علاقۂ کوہستانی کا خراج بالکل مہلب کے ہاتھ میں دیدو۔ کیونکہ فوج کے لئے اخراجات کی بھی ضرورت ہے اور سپہ سالار فوج کی بھی اسی طرح امداد کرنا ضروری ہے علاوہ بریں پرگنۂ فسا و دارابجرد اور پرگنۂ اصطخر بھی اونکی جاگیر میں دیدئے جائیں۔ حجاج نے اس حکم کی تعمیل میں یہ تمام علاقے مہلب کے حوالے کردیئے مہلب نے اپنے عامل ان مقامات پر بھیجدئے۔ اور یہ دونوں پرگنے دشمن کے مقابلے کے لئے اونکی تمام ضروریات مہیا کرتے تھے۔ اسی کے متعلق ایک ازدی شاعر نے یہ شعر کہا ہے اور اس میں مہلب پر طنز بھی کیا ہے ؎

نقاتل عن قصور دراابجرد ✠ ونجبی للمغیرۃ والرقاد

(ترجمہ) ہم دراابجرد کے قلعوں کی مدافعت میں لڑتے ہیں۔ اور مغیرہ اور رقاد کے لئے خراج وصول کرتے ہیں۔

رقاد بن زیاد بن ہمام بنی عتبک کا ایک شخص تھا جس کی مہلب بہت زیادہ عزت و تکریم کیا کرتا تھا۔

حجاج نے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس بھیجا۔ اور حسب ذیل خط اونھیں لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد میرا یہ خیال ہے کہ اگر تم چاہتے تو اب تک خارجیوں کو اون کے کیفر کردار

کو پہنچا دیتے ۔ مگر تم چاہتے ہو کہ وہ زیادہ عرصہ تک زندہ رہیں تاکہ تم اوس تمام علاقہ کو جو تمھارے گرد ہے کھا جاؤ۔ میں نے براء بن قبیصہ کو تمھارے پاس اس غرض سے بھیجا ہے تاکہ تمھیں خارجیوں کے مقابلے کے لئے آمادہ کریں اس لئے جب براء تمھارے پاس پہونچیں تم تمام مسلمانوں کے ساتھ خارجیوں پر حملہ کرنا۔ اور اپنی تمام طاقت اور کوشش اون کے مقابلہ میں صرف کرنا۔ اور حیلے بہانے اور مہلات اور ایسی باتوں سے جن کا کرنا تمھارے لئے سزاوار نہیں ہے۔ باز آؤ۔ ایسے امور کو میں تم سے شخص کی جانب سے اچھا نہیں سمجھتا ہوں اونھیں چھوڑ دو والسلام ۔

اس خط کے پڑھتے ہی مہلب نے اپنے تمام بیٹوں کو ایک ایک دستۂ فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اسی طرح تمام فوج کو بھی اپنے اپنے جھنڈوں اور فوجی ترتیب اور دستوں پر منقسم کر کے میدان جنگ میں بھیجا۔

براء بن قبیصہ بھی آئے ۔ مہلب نے اونھیں ایک قریب کے ٹیلے پر کھڑا کر دیا۔ جہاں سے کہ وہ تمام فوج کی نقل وحرکت اور معرکۂ کارزار کا بچشم خود معائنہ کر سکتے تھے ۔ اب رسالہ کے دستوں نے رسالہ کے دستوں پر اور پیدل سپاہ نے پیدل سپاہ پر حملہ کرنا شروع کیا۔ اور صبح کی نماز سے لیکر نصف النہار تک ایسی شدید جنگ ہوئی جسکی نظیر نہیں ملتی ۔ دوپہر کے وقت یہ فوجیں بھی واپس پلٹ آئیں ۔

براء بن قبیصہ مہلب کے پاس آئے اور کہنے لگے بخدا میں نے تمھارے بیٹوں کے مثل بہادر کبھی نہیں دیکھے ۔ اور نہ تمھارے شہسواروں کے سے شہسوار دیکھے ۔ اور نہ اون لوگوں کے مثل جن سے تمھارا مقابلہ تھا میں نے کسی کو ثابت قدم اور شجاع دیکھا۔

بخدا تم بالکل معذور ہو تمھارا کوئی قصور نہیں ۔

اب مہلب اپنی تمام فوج کے ساتھ واپس پلٹ آئے ۔ اور عصر کے وقت پھر تمام فوج کو لیکر خارجیوں کے مقابلہ پر چلے ۔ اون کے بیٹے حسب سابق اپنے اپنے دستہ کی کمان کر رہے تھے ۔ اور اونھوں نے اس وقت بھی صبح کی طرح خارجیوں سے نہایت ہی شدید جنگ کی ۔

ابی طاہر راوی ہے کہ خارجیوں کے ایک رسالہ کے دستہ کا ہمارے ایک دستہ سے مقابلہ ہوا۔ اور اون میں نہایت ہی شدید معرکۂ جدال وقتال گرم ہوا۔ کوئی فریق بھی مقابلے

ہٹنا نہیں چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ ظلمت شب اون کے درمیان حائل ہوگئی تو ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اونھوں نے کہا کہ ہم بنی تمیم ہیں۔ دوسرے فریق نے کہا کہ ہم بھی بنی تمیم ہیں اور اسطرح شام کے وقت دونوں فریق علیحدہ علیحدہ ہوگئے۔

مہلب نے براء سے پوچھا فرمایئے آپ نے کیا دیکھا۔ براء نے کہا بخدا میں نے ایسے لوگوں کو تمھارا مقابل پایا کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے جو اون کے خلاف تمھیں کامیاب کررہی ہے۔

مہلب نے براء کی بہت کچھ خاطر مدارات کی۔ اونھیں نذرانہ دیا خلعت دیا۔ اور گھوڑا اور دس ہزار درہم روپے۔

براء حجاج کے پاس واپس چلے آئے۔ اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ اور مہلب کی معذوری ظاہر کی۔

مہلب نے حجاج کو یہ خط لکھا۔

میرے پاس جناب والا کا خط آیا جس میں آپ نے خارجیوں کے معاملہ میں مجھ پر الزام عائد کیا تھا۔ اور مجھے حکم دیا تھا کہ میں اون پر حملہ کروں اور یہ تمام کارروائی آپ کے فرستادہ شخص کے سامنے ہو۔ چنانچہ میں نے آپ کے احکام کی تعمیل کردی۔ اب آپ اپنے قاصد سے جو کچھ اونھوں نے بچشم خود دیکھا ہے دریافت فرمالیں۔ اگر اون کا تباہ کرنا یا اون کے مقام سے اونھیں نکال دینا یہ میری قدرت میں ہوتا اور پھر میں ایسا نہ کرتا تو تب یقیناً اوس کے یہ معنے ہوتے کہ نہ امیرالمومنین سے میں نے وفا کی۔ نہ آپ کی خیرخواہی بلکہ مسلمانوں کو دھوکے میں رکھا معاذاللہ میرا ہرگز یہ طرز عمل نہیں۔ اور نہ اسطرح میں خدا کو مونہ دکھا سکتا ہوں۔ والسلام۔

غرض کہ مہلب اسی طرح مسلسل آٹھ ماہ تک خارجیوں سے برسرپیکار رہے اون کے خلاف کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ جب کبھی خارجیوں نے مہلب اور اُن کے ساتھی اہل عراق پر کمین گاہ سے حملہ کرنیکی کوشش کی ان لوگوں نے ہمیشہ اونھیں تیروں اور تلواروں سے زک دی اور اپنی حفاظت کی۔

ایک شخص مقعطر الضبی نامی قطری کی طرف سے کرمان کی ایک سمت کا عامل تھا۔ یہ ایک فوج کی جماعت اپنے ساتھ لیکر نکلا اور خارجیوں کے ایک بڑے بہادر شخص کو اوس نے قتل کرڈالا۔ تمام خارجی قطری کے پاس دوڑے آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ اور مطالبہ کیا

کہ اس شخص کو جو قبیلہ بنی ضبہ سے تعلق رکھتا ہے ہمارے حوالہ کر دیا جائے۔ تاکہ ہم اوسے اپنے ساتھی کے بدلہ میں قتل کرڈالیں۔

قطری نے کہا کہ میری رائے تو یہ نہیں کہ میں ایسا کروں۔ اوس شخص نے کلام پاک کے معنے بیان کرنے میں غلطی کی تھی۔ اور میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم اوسے قتل کرڈالو۔ کیونکہ وہ بہت ہی نیک اور بزرگ شخص ہے۔

خارجیوں نے کہا کہ ہاں ضرور اوسے قتل کرڈالنا چاہیئے۔ قطری نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ غرض کہ یہی واقعہ اون کے اختلاف کی بنیاد ہوا۔ خارجیوں نے عبدرب کبیر کو اپنا سردار بنالیا اور قطری کو چھوڑ دیا۔

ایک مختصر سی جماعت نے قطری کے ہاتھ پر بھی بیعت کرلی۔ جو تقریباً خارجیوں کی مجموعی تعداد کی ایک چوتھائی یا پانچواں حصہ ہوگی۔

قطری اس جماعت کے ساتھ اپنے مخالف خارجیوں سے تقریباً ایک ماہ تک دن رات لڑتا رہا۔ اس واقعہ کی اطلاع مہلب نے حجاج کو دی اور لکھا۔

اللہ تعالیٰ نے خارجیوں کے جوش وخروش کو اون کے آپس ہی میں ٹھنڈا کردیا۔ خارجیوں کی ایک بڑی جماعت نے تو قطری کا ساتھ چھوڑ کر عبد رب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے۔ ایک چھوٹی سے جماعت اب بھی اوسکے ساتھ ہے۔ اور اُن دونوں فریقوں میں رات دن معرکہ کارزار گرم ہے۔ اور مجھے توقع ہے کہ انشاء اللہ یہی واقعہ اون کی تباہی کا سبب ہوگا والسلام۔

حجاج نے اوس کے جواب میں مہلب کو لکھا۔

تمھارا خط آیا۔ خارجیوں کی باہمی پھوٹ کے متعلق جو کچھ تم نے تذکرہ کیا ہے میں نے اوسے پڑھا۔ جب میرا یہ خط تمھیں ملے تو تم اسی حالت میں کہ اون کے آپس میں اختلاف اور دشمنی پڑگئی ہے قبل اسکے کہ پھر اون میں یکجہتی اور اتفاق ہوجائے اون پر حملہ کردو۔ اور اس وقت تمھارے حملہ کردینے سے اونھیں شدید ترین نقصان پہونچیگا۔ والسّلام۔

مہلب نے اوس کے جواب میں لکھا۔

جناب والا کا مراسلہ مجھے ملا۔ جو کچھ اوس میں مذکور تھا میں اوسے سمجھ گیا۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ جب تک وہ ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں اور اس طرح اپنی تعداد گھٹا رہے ہیں میں تماشہ دیکھتا رہوں گا۔ اور ان سے کچھ نہ بولوں گا۔ اگر اسی طرح وہ ختم ہوگئے تو ہوالمراد

اور اسی میں اون کی مکمل تباہی ہے۔ اور اگر اون میں پھر اتحاد قائم ہوگیا تو اوس وقت وہ اس خانہ جنگی سے بہت کمزور ہو چکے ہوں گے میں فوراً ہی اون پر حملہ کردوں گا۔ اوس وقت اون کی یہ طاقت شوکت باقی نہیں رہے گی۔ اور انشاء اللہ اون کا تباہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا۔ والسلام۔

حجاج خاموش ہوگیا۔ اور مہلب بھی چپ بیٹھے ہوئے دُور سے تماشہ دیکھتے رہے۔

خارجی اسی طرح ایک ماہ تک خانہ جنگی میں مصروف رہے۔ اس کے بعد قطری اون لوگوں کے ساتھ جنھوں نے اوس کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی طبرستان کی طرف چلا۔ اور باقی تمام خارجیوں نے عبدرب کبیر کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

پھر فوراً ہی مہلب نے خارجیوں پر حملہ کردیا۔ خارجیوں نے بھی مہلب کا نہایت ہی سختی سے مقابلہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اونھیں تباہ کردیا۔ اور بہت تھوڑے اون میں سے بچ سکے۔ باقی تمام کے تمام وہیں کھیت رہے۔

اون کے قیام گاہ پر قبضہ کرلیا گیا اور جو کچھ اوس میں سازوسامان تھا وہ سب لے لیا گیا۔ اور سب کو قید کرکے لونڈی غلام بنایا۔ کیونکہ خارجی بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے تھے۔

قطری عبیدہ بن ہلال۔ عبدرب کبیر اور اون کے ساتھی خارجیوں کی تباہی اور اوس کے وجوہ

جب کرمان میں خارجیوں کے درمیان اختلاف واقع ہوا۔ جس کا ذکر ہم اوپر بیان کرچکے ہیں۔ تو کچھ خارجی تو عبدرب کبیر کے ساتھ ہوئے اور کچھ قطری کے ساتھ ہوگئے۔ مگر اس سے قطری کی طاقت کو بہت ضعف پہونچا۔ اور اب اُس نے طبرستان کا رُخ کیا۔

حجاج کو قطری کی حالت کی اطلاع ہوئی۔ اوس نے اہل شام کے ایک زبردست لشکر کو زیر سر کردگی سفیان بن الابرد قطری کے تعاقب میں روانہ کیا۔ سفیان روانہ ہوکر رَے پہونچا۔ اور اب یہاں سے اوس نے خارجیوں کا پیچھا کیا۔

طبرستان میں اہل کوفہ کی جو فوج تھی۔ اسحٰق محمد بن الاشعث اوس کے سپہ سالار تھے۔ حجاج نے اونھیں حکم دیا کہ تم سفیان کے احکام کی تعمیل کرو۔ اور وہی تمہارے افسر ہیں۔

اسحٰق بھی سفیان سے آملے اور اب یہ دونوں سردار قطری کی تلاش میں روانہ ہوئے اور طبرستان کے پہاڑوں کی ایک گھاٹی میں اوس سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اور پہونچتے ہی سنجی ملے

جنگ شروع کردی۔ قطری کے ساتھی اوس سے علیحدہ ہوگئے۔ اور وہ اپنے گھوڑے یا خچر پر سے پہاڑ کے کھڈ کی تہ میں لڑھکتا ہوا چلا گیا۔

معاویہ بن محصن الکندی کا بیان ہے کہ جب وہ گرا۔ میں نے اوسے دیکھا۔ مگر میں اوسے پہچانتا نہ تھا۔ میں نے پندرہ عربی عورتیں دیکھیں جو اپنے حسن وجمال اور شکل وصورت میں قدرت خدا کا ایک نمونہ تھیں سوائے ایک بڑھیا کے کہ وہ بھی اون میں تھی وہ اپنی آپ ہی مثال تھیں۔ میں نے اون پر حملہ کیا اور اونھیں سفیان بن الابرد کی طرف کھدیر لایا۔ جب میں اونھیں سفیان کے قریب لے آیا۔ تو اوس بڑھیا نے تلوار نکال کر مجھ پر حملہ کیا۔ اور ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار میرا خود کاٹ کر میرے حلق کی کھال کو کاٹتی ہوئی اولجھ گئی۔ اسپر میں نے اوس کے سر پر تلوار کا ایک ہی ہاتھ رسید کیا کہ اوس کا خاتمہ ہوگیا۔ اور زمین پر گر پڑی۔

اب میں اون نوجوان عورتوں کو لیکر آگے بڑھا۔ اور اونھیں میں نے سفیان کے حوالہ کردیا۔ سفیان اوس بڑھیا کی جرات پر ہنس رہا تھا۔ اور پھر اوس نے مجھ سے کہا کہئے آپ نے اوسے کیوں قتل کرڈالا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا جناب والا نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اوس نے تو مجھ پر تلوار کا ایسا وار کیا تھا کہ قریب تھا کہ مجھے قتل ہی کرڈالے۔

سفیان نے کہا کہ ہاں بے شک میں نے خود اس واقعہ کو دیکھا ہے میں تمھیں اس فعل پر الزام نہیں دیتا۔ اوس علاقہ کا ایک گنوار اوس جگہ آیا جہاں کہ قطری پہاڑ کی گھاٹی سے گر کر پڑا ہوا تھا۔ چونکہ اوسے سخت پیاس معلوم ہورہی تھی اوس نے گنوار سے کہا کہ مجھے پانی پلا۔ گنوار نے کہا کہ کچھ دلوایئے تو پلاؤں۔ قطری نے کہا تجھے مانگتے ہوے شرم نہیں آتی۔ یہاں میرے پاس سوائے ان ہتھیاروں کے اور کیا ہے۔ اور اگر تو مجھے پانی پلاویگا تو یہ ہتیار میں تجھے دیدوں گا۔

گنوار نے کہا کہ نہیں جناب ابھی دیدیجئے۔ قطری نے کہا کہ تاوقتیکہ تم پانی لاکر نہ پلاؤ میں نہیں دے سکتا۔

غرض کہ وہ گنوار وہاں سے چلا آیا۔ اور پہاڑ پر چڑھکر بہت اونچی جگہ سے ایک بڑا بھاری پتھر لڑھکا دیا۔ پتھر لڑھکتا ہوا قطری تک پہونچا۔ اور اوس کے ایک سرین پر لگا جس سے اوس کا حال اور بھی سقیم ہوگیا۔ پھر اوس گنوار نے اور لوگوں کو آواز دیکر اپنی طرف بلایا۔ اوسے اوس وقت تک معلوم نہ تھا کہ یہی قطری ہے۔ البتہ اوس کی ذاتی وجاہت اور

پورے اسلحہ سے جو وہ سجائے ہوئے تھا اوس نے خیال کیا کہ یہ خارجیوں کا کوئی بڑا شخص ہے۔
قطری کو دیکھتے ہی کئی ایک کوفے والے اوس کی طرف لپکے اور اوسکا کام تمام کیا۔
ان لوگوں میں سورہ بن ابجر التیمی جعفر بن عبدالرحمن بن مخنف صباح بن محمد بن الاشعث۔ باذام بنی اشعث کا آزاد غلام اور عمر بن ابی صلت بن کنار بنی نصر بن معاویہ کا آزاد غلام جو زمیندار بھی تھا شریک تھے یہ سب کے سب قطری کے قتل کا دعوی کرتے تھے۔
جب کہ اون میں سے ہر شخص اوس کے قتل کرنے کا دعوی کر رہا تھا ابوالجہم بن کنانۃ الکلبی اون کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ لائیے یہ سر تو میرے حوالہ کر دیجئے۔ اور آپ لوگ آپس میں تصفیہ کر لیجئے۔
ابوالجہم اوس سر کو اسحٰق بن محمد کے پاس لایا۔ یہ اہل کوفہ کی فوج کے افسر تھے جعفر میں اور اون میں کسی وجہ سے رنجش تھی۔ جعفر اون کے پاس آتا بھی نہ تھا۔ اور نہ اون کی آپس میں بول چال تھی جعفر سفیان کے ساتھ تھا۔ اور اسحٰق کے ہمراہ نہ تھا۔ اور اہل مدینہ کا جو دستہ فوج رئے میں مقیم تھا اوس کا افسر تھا۔
سفیان نے باشندگان رئے میں سے حسب الحکم حجاج بہادروں کا انتخاب کیا۔ اور اونھیں اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا تھا۔
بہرحال جب یہ لوگ قطری کا سر لیکر آئے تو اوس کے متعلق جھگڑنے لگے۔ ابوالجہم بن کنانۃ الکلبی سر کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ سفیان نے اوسے حکم دیا کہ تم اس سر کو لیکر چلے جاؤ اور ان لوگوں کو آپس میں جھگڑنے دو۔
ابوالجہم اوس سر کو لیکر حجاج کے پاس آیا۔ اور پھر عبدالملک کے پاس لایا عبدالملک نے اوسے دو ہزاری منصبداروں میں کر دیا۔ اور اوس کے گھر کے اوس بچے تک کا منصب مقرر کر دیا جس کا دودھ چھوٹا ہو۔
جعفر سفیان کے پاس آیا۔ اور اوس سے کہا کہ قطری نے میرے باپ کو قتل کیا تھا اور اوس کا مجھے نہایت ہی صدمہ تھا۔ آپ میرا اون لوگوں سے سامنا کرائیے جو اوس کے قتل کرنے کے مدعی ہیں۔ اور اون سے دریافت کیجئے کہ کیا میں اون سب کے آگے نہ تھا۔ اور سب سے پہلے پہونچکر میں نے ہی اوس کے ایک کاری ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اور اوسے پچھاڑا تھا۔ جب میں نے اوسکا کام تمام کر دیا اوس وقت اور لوگ آئے اور پھر

اونھوں نے بھی تلواریں مار کر اپنے حوصلے نکالنے شروع کئے۔ اگر وہ لوگ میرے بیان کی تصدیق کریں تو سچے ہیں اور اگر منکر ہوں تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی نے اوسے قتل کیا ہے، ورنہ وہ لوگ قسم کھا کر کہیں کہ اونھوں نے قتل کیا ہے۔ اور کہہ دیں کہ جو کچھ میرا بیان ہے اوس سے وہ واقف نہیں اور نہ میرا اوس کے قتل کرنے میں کوئی حق ہے۔ تو میں خاموش ہو جاؤں گا۔

سفیان نے کہا کہ آپ اب آئے ہیں جب کہ میں نے سر کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ جب جعفر واپس چلا آیا تو سفیان نے اور لوگوں سے کہا کہ بے شک اگر جعفر نے قطری کو قتل کیا ہے تو وہی سب سے زیادہ اہل بھی تھا۔

اس کے بعد سفیان نے عبیدہ بن ہلال کی فوج کا رخ کیا۔ عبیدہ نے قلعہ قومس میں پناہ لی تھی۔ سفیان نے اوس کا محاصرہ کر لیا۔ اور کچھ روز لڑتا رہا۔ پھر سفیان اپنی فوج کو قلعہ کے بالکل نزدیک لے آیا۔ اور چاروں طرف سے خارجیوں کو گھیر لیا۔

سفیان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ اعلان کردو کہ خارجیوں میں سے جو شخص اپنے سردار کو قتل کر کے ہمارے پاس چلا آئے گا اوسے امان دی جائے گی۔

خارجیوں پر محاصرہ کی تکلیف روز بروز بڑھتی گئی۔ کھانے کو کچھ نہ رہا۔ جس قدر جانور اون کے پاس تھے اُن سب کو کھا گئے۔ اور جب یہ بھی نہیں رہے تو قلعہ سے نکل کر سفیان کے مقابلہ پر آئے۔ سفیان نے اون سب کو قتل کر دیا۔ اور اُن کے سر حجاج کے پاس بھیجدیے۔

سفیان اس جنگ سے فارغ ہو کر دنباوند اور طبرستان چلا آیا۔ اور ابھی طبرستان ہی میں مقیم تھا کہ جنگ جماجم سے پہلے ہی حجاج نے اوسے معزول کر دیا۔

اسی سنہ میں اُمیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے بکیر بن وشاح السعدی کو قتل کیا۔

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے

اُمیہ بن عبداللہ نے جو عبدالملک کی طرف سے خراسان کا ناظم تھا۔ بکیر بن وشاح کو علاقہ ماوراءالنہر میں جہاد کے لئے منتخب کیا۔ اس سے پہلے بھی اُمیہ نے بکیر کو طخارستان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور جب بکیر نے روانگی کا انتظام شروع کیا۔ اور بہت کچھ روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ اوس وقت بحیر بن ورقاء الصریمی نے اُمیہ سے اس کی چغلی کھائی جسکا ذکر

ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اوس پر اُمیہ نے بکیر کو حکم دیدیا تھا کہ تم ابھی یہیں رہو۔
اب اس مرتبہ جب اُمیہ نے اوسے ماوراء النہر کے علاقہ میں جہاد کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اوس نے تیاری شروع کی۔ سازو سامان اور اسلحہ فراہم کئے۔ اور سغد کے بعض آدمیوں اور تاجروں سے روپیہ بھی قرض لیا۔ اب کی پھر بحیر نے اُمیہ سے کہا کہ اگر بکیر دریا کے اوس پار چلا گیا اور ماوراء النہر کے علاقہ کے رؤساسے ملا یہ ضرور خلیفۃ المسلمین کا ساتھ چھوڑ دیگا۔ اور خود دعویدار سلطنت بن جاوے گا۔

اُمیہ نے بکیر سے کہلا بھیجا کہ تم ابھی ٹھہرے رہو شاید میں خود ہی جہاد کے لئے چلوں اور تم میرے ساتھ ہی رہنا۔

بکیر کو اس حکم پر بہت طیش آیا۔ اور اوس نے کہا کہ اس کے تو یہ معنے ہیں کہ وہ مجھے دق کر رہے ہیں۔

عتاب اللقوۃ الغدانی نے اس بھروسہ پر کہ میں تو بکیر کے ساتھ جہاد میں چلا جاؤنگا کچھ قرض لیا تھا۔ اب جب کہ بکیر کا جانا ملتوی ہو گیا تو عتاب کے قرض خواہوں نے اوسے پکڑ لیا۔ اور وہ قید کر دیا گیا مگر بکیر نے اوس کی طرف سے روپیہ ادا کر دیا۔ اور پھر یہ رہا ہوا۔

اب اُمیہ بھی جہاد کے لئے جانے پر آمادہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ بخارا پر فوج کشی کی تیاری کی جائے۔ اوس کا ارادہ یہ تھا کہ بخارا ہوتا ہوا ترمذ میں موسیٰ بن عبد اللہ بن خازم پر حملہ آور ہو۔ لوگوں نے سازو سامان درست کرنا شروع کیا اور روانگی کی تیاری کرنے لگے۔ اُمیہ نے اپنے بیٹے زیاد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ اُمیہ روانہ ہوا۔ بکیر بھی اوس کے ہمراہ تھا۔ اور مقام کشماہن پر اونھوں نے فوج کا اجتماع اور ترتیب کی۔ چند روز یہاں قیام کرنے کے بعد کوچ کا حکم دیا گیا۔ اس مرتبہ پھر بحیر نے اُمیہ سے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ بہت سے لوگ اس مہم کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں گے۔ اس لئے آپ بکیر کو حکم دیں کہ وہ اہل فوج کے بالکل عقب میں رہیں۔ تاکہ کوئی شخص پیچھے نہ رہ جائے۔

غرض کہ اُمیہ نے حسب بکیر کو حکم دیا کہ تم سب کے پیچھے رہو۔ اسی ترتیب سے چلتے چلتے یہ تمام لشکر دریائے جیحوں پہونچا۔ اُمیہ نے بکیر سے کہا کہ تم سب سے پہلے دریا کو عبور کرو۔ مگر عتاب اللقوۃ نے عرض کیا کہ آپ سپہ سالار ہیں سب سے پہلے آپ عبور کریں آپ کے بعد دوسرے لوگ عبور کریں گے۔

چنانچہ اُمیہ نے دریا کو عبور کیا اور اون کے پیچھے تمام فوج نے عبور کیا۔ جب وہ دریا کے اوس پار پہونچ گئے تو اُمیہ نے بکیر سے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ چونکہ میرا لڑکا ابھی بالکل نوجوان اور ناتجربہ کار ہے اسلئے ممکن ہے کہ وہ انتظام ملک کو ٹھیک نہ رکھ سکے۔ اور اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام نہ دے سکے۔ اس لیے تم مرو واپس جاؤ۔ میری قائم مقامی کرو میں نے تمھیں اوس کا والی مقرر کیا۔ میرے لڑکے کو انتظام مملکت سکھاؤ اور اوس کے فرائض تم انجام دو۔

بکیر نے اپنے ساتھ لیجانے کے لئے خراسان کے ایسے شہسوار منتخب کیے جنھیں وہ خوب جانتا تھا اور جن پر بھروسہ کرتا تھا۔ اون کے ساتھ اوس نے پلٹ کر مرو کا رُخ کیا۔ اور پھر دریائے جیحوں کو عبور کیا۔

اُمیہ نے بخارا کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ ابو خالد ثابت خزاعہ کا آزاد غلام اُنکی فوج کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔

جب اُمیہ بخارا کی طرف چلا آیا۔ اور بکیر نے دریا کو عبور کرلیا تو عتاب اللقوۃ نے بکیر سے کہا کہ ہم نے اور ہمارے خاندان والوں نے اپنی جانیں دیکے خراسان پر قبضہ کیا تھا۔ اور اوس کا انتظام کیا۔ ہم نے درخواست کی تھی کہ قریش میں سے کوئی ایسا شخص ہمارا امیر بنایا جائے جو ہم میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرے اور انتظام درست رکھے۔ مگر ایسا شخص ہمارا امیر مقرر کیا گیا ہے جس نے ہمیں کھلونا بنا رکھا ہے۔ کبھی اس جیل خانہ میں رکھتا ہے کبھی دوسرے میں بدل دیتا ہے۔

بکیر نے کہا اچھا پھر کیا صلاح ہے۔ عتاب نے کہا کہ صلاح یہی ہے کہ ان کشتیوں کو تو آگ کی نذر کردو۔ مرو چلو۔ امیر کی اطاعت کا جوا گلے سے اُتار دو۔ اور چل کے وہاں رہو۔ اور جب تک ہوسکے عیش کرو۔

احنف بن عبداللہ العنبری نے بھی عتاب کی رائے کی تائید کی۔ مگر بکیر نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ یہ میرے بہادر ساتھی تباہ ہو جائینگے۔

عتاب نے کہا کہ کیا آپ ان لوگوں کی عدم موجودگی سے خائف ہیں اگر یہ مٹ گئے تو میں اہل مرو میں سے جس قدر آدمی آپ چاہیں گے آپ کے پاس لے آوں گا۔

بکیر نے کہا کہ اس حرکت سے مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ عتاب نے کہا کہ اسکی ایک

ایک بڑی آسان صورت یہ ہے کہ آپ صرف اس بات کا اعلان کر دیجئے گا کہ جو شخص مسلمان ہو جائیگا۔ اوس سے خراج نہیں لیا جائیگا۔ پھر دیکھئے کہ پچاس ہزار مسلح شہسوار آپ کے پاس آجائیں گے جو اون لوگوں سے زیادہ اطاعت شعار اور فرماں بردار ہوں گے۔

بکیر نے کہا کہ اُمیہ اور اوس کے تمام ساتھی تباہ ہو جائیں گے عتاب نے جواب دیا کہ وہ کیوں ہلاک ہونے لگے۔ اون کے پاس ہر طرح کا سامان ہے۔ ہتھیار ہیں۔ انکی تعداد کثیر ہے اور وہ بہادر ہیں۔ اون کے پاس تو اس قدر ساز و سامان ہے کہ وہ اپنی مدافعت کرتے ہوئے چین تک جا سکتے ہیں۔

غرض کہ اب بکیر نے کشتیاں جلا دیں۔ مرو واپس آیا۔ اُمیہ کے بیٹے کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور لوگوں کو دعوت دی کہ تم اُمیہ کا ساتھ چھوڑ دو۔ لوگوں نے اوس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اُمیہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ اوس نے معمولی تاوان جنگ قبول کر کے بخارا والوں سے مصالحت کر لی۔ اور واپس پلٹا۔

حکم دیا کہ کشتیاں بنائی جائیں۔ کشتیاں مہیا کی گئیں۔ اُمیہ نے بنی تمیم کے اون معزز اشخاص کو جو اوس کے ہمرکاب تھے مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ لوگوں کو بکیر کی حرکتوں پر تعجب نہیں ہوتا۔

جب میں خراسان آیا۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں بکیر سے ہوشیار رہوں۔ اوس کے خلاف میرے پاس شکایتیں کی گئیں اور بیان کیا گیا کہ اوس نے مال غنیمت میں تصرف بیجا کیا ہے۔ مگر میں نے اون تمام باتوں پر چشم پوشی کی۔ نہ کسی بات کی تحقیق و تفتیش کی اور نہ اوس کے مقرر کردہ عہدہ داروں سے کوئی تعارض کیا۔ میں نے اوس کے سامنے اپنے محافظ دستہ کی سرداری پیش کی۔ اوس نے قبول نہیں کی میں نے اسے بھی معاف کر دیا۔ پھر میں نے اوسے گورنر مقرر کیا۔ اسپر لوگوں نے اوسکی جانب سے مجھے ڈرایا۔ اور میں نے حکم دیا کہ وہ ابھی یہیں مقیم رہیں۔ اور اوس کی غرض صرف اتنی تھی کہ میں دیکھوں کہ اون کا رنگ ڈھنگ کیا رہتا ہے۔ اوس کے بعد میں نے اونھیں مرو واپس بھیج دیا۔ تاکہ وہاں کے معاملات کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ میرے ان تمام احسانات کو اونھوں نے پس پشت ڈال دیا۔ اور ان تمام مراعات کا مجھے یہ صلہ دیا جو آپ کے سامنے ہے۔

اون لوگوں نے اُمیہ سے کہا کہ بکیر کا طرز عمل یہ نہیں ہے۔ یہ اصل میں عتاب اللقوۃ کی شرارت ہے اوسی نے بکیر کو کشتیاں جلا ڈالنے کا مشورہ دیا تھا۔

اُمیہ نے کہا کہ عتاب کی کیا حقیقت ہے وہ تو ایک ہرجائی مرغی ہے، جب اس بات کی اطلاع عتاب کو ہوئی تو اوس نے چند شعر موزوں کر کے اپنے دل کا بخار نکالا۔

کشتیاں تیار ہو گئیں۔ اُمیہ نے دریا کو عبور کر کے مرد کا رخ کیا۔ اور موسیٰ بن عبداللہ کا خیال بھی ترک کر دیا۔ اور کہنے لگا اے خداوند امیں نے بکیر کے ساتھ احسان کیا تھا اوس نے میرے احسان کا بدلہ برائی سے دیا۔ اور جو حرکت اوس نے کی ہے وہ سب پر روشن ہے اسے خداوندا اب تو ہی اوس سے میرا بدلہ لینے والا ہے، شماس بن وثار نے جو ابن خازم کے قتل کے بعد سجستان سے واپس آ کر اس مہم میں اُمیہ کے ساتھ تھا کہا کہ ان شا اللہ میں اوس سے آپ کی طرف سے بھگت لوں گا۔

اُمیہ نے شماس کو آٹھ سو فوج کے ساتھ آگے بھیجا۔ شماس مقام باسان پر جو بنی نصر کی ملکیت میں تھا آکر فروکش ہوا۔ بکیر بھی اوس کی طرف چلا۔ مُدرک بن انیف بھی اوس کے ساتھ تھا جس کا باب شماس کے ہمراہ تھا۔

بکیر نے شماس سے کہلا بھیجا کہ کیا تیرے سوا بنی تمیم میں اور کوئی شخص نہ تھا جو میرے مقابلہ پر آتا۔ اور اوسے لعنت ملامت بھی کی۔

شماس نے کہلا بھیجا کہ تو مجھ سے زیادہ قابل ملامت اور باعتبار اپنی حرکتوں کے مجھ سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ تو نے اُمیہ سے وفاداری نہیں کی اور جو احسانات اوس نے تیرے ساتھ کئے اوس کا احسان نہیں مانا۔ جب وہ خراسان آیا۔ اوس نے تیری عزت کی۔ نہ تجھ سے اوس نے کوئی تعارض کیا۔ اور نہ تیرے مقرر کردہ عہدہ داروں کو چھیڑا۔ مگر تو نے اوس کا یہ بدلہ دیا۔ کہ اوس کے مقابلہ پر آیا ہے۔

بکیر نے شماس پر شب خون مارا اور اوس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ اپنی فوج کو حکم دیا کہ دشمن کے کسی شخص کو قتل نہ کرو۔ اور البتہ اوس کے اسلحہ چھین لو۔ چنانچہ جب وہ کسی شخص کو پکڑتے تھے تو اوس کے ہتھیار لیکر اوسے چھوڑ دیتے تھے۔ غرض کہ اسی طرح شماس کی تمام جماعت تتر بتر ہو گئی۔

شماس موضع بوینہ میں جو قبیلہ بنی سطے کی جاگیر میں تھا آکر فروکش ہوا۔ اُمیہ بھی کشمیہن آکر قیام پذیر ہوا۔ اب شماس بن وثار بھی اُمیہ کے پاس واپس آگیا۔

اس مرتبہ اُمیہ نے ثابت بن قطبہ بنی خزاعہ کے آزاد غلام کو بکیر کے مقابلہ کے لئے

آگے بڑھایا بکیر اوس سے مقابل ہوا۔ اور اوسے گرفتار کر لیا۔ اوس کی فوج کو منتشر کر دیا۔ اور
چونکہ ثابت نے کوئی احسان بکیر کے ساتھ کیا تھا اس لئے بکیر نے اوسے چھوڑ دیا۔
ثابت اُمیہ کے پاس واپس آگیا۔ اور اب خود اُمیہ اپنی فوج کے ساتھ بکیر کے مقابلہ پر آیا۔ بکیر نے اوس کا مقابلہ شروع کیا۔

ابو رستم الخلیل بن اوس العبشمی بکیر کے محافظ دستہ کا سردار تھا۔ اوس دن یہ خوب بہادری سے لڑا۔ اسیر اُمیہ کی فوج والوں نے طنزاً اوسے "اے عارمہ کے شوہر کے محافظ دستہ کے سردار" کہہ کر پکارا۔ عارمہ بکیر کی لونڈی تھی۔ ابو رستم یہ الفاظ سن کر ذرا جھجکا۔ بکیر نے اوس سے کہا کہ ان لوگوں کی بکواس کا تم مطلقاً خیال نہ کرو۔ او بے شک عارمہ کا شوہر ایک ایسا بہادر شخص ہے جو اوس کی حفاظت کرتا ہے۔ اپنا جھنڈا آگے بڑھاؤ"

دونوں فوجوں میں پھر جنگ شروع ہوئی۔ اور دیر تک لڑتے رہے۔ اخر کار بکیر پسپا ہوا۔ اور مقام حائط میں داخل ہوا۔ اور سوق عتیقہ میں آکر فروکش ہوا۔

اُمیہ نے باسان میں ڈیرے ڈالے اور اب یہ دونوں مدمقابل میدان یزید میں سرگرم کارزار ہوتے رہے۔ پہلے دن بکیر کی فوج کے پاؤں اکھڑ چلے تھے۔ مگر بکیر نے اونھیں سنبھال لیا۔ پھر دوسرے روز اوسی میدان میں جنگ ہوئی۔ بنی تمیم کے ایک شخص نے بکیر کے پاؤں پر تلوار کا ایک وار کیا۔ بکیر گھسیٹتا ہوا چلنے لگا۔ اور ہریم اوسے بچاتا جاتا تھا۔

اوس تمیمی شخص نے دعا مانگی کہ اے اللہ تو ہماری تائید کر اور فرشتے امداد کے لئے بھیج دے۔ ہریم نے اوس سے کہا کہ تو اپنی جان بچا۔ فرشتوں کو تیری کچھ پروا نہیں۔
یہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ مگر اوس شخص نے پھر دعا مانگی۔ کہ اے اللہ تو فرشتوں کو ہماری امداد کے لئے بھیجدے۔

ہریم نے کہا یا تو مجھ سے علاحدہ رہ ورنہ میں تجھے قتل کر کے فرشتوں کے پاس چھوڑ جاؤں گا۔
ہریم نے بکیر کو بچایا۔ اور اوسے اپنی فوج میں لے آیا۔ بنی تمیم کے ایک اور شخص نے چلا کر کہا۔ اے اُمیہ۔ اے قریش کے رسوا کرنے والے۔ یہ سنکر اُمیہ نے قسم کھائی کہ اگر یہ شخص میرے قابو میں آگیا تو میں اُسے حلال کر ڈالوں گا، چنانچہ یہ شخص پکڑا گیا۔ اور اُمیہ نے اوسے شہر کی فصیل کے دونوں دمدموں کے درمیان ذبح کر ڈالا۔

دوسرے دن پھر مقابلہ ہوا۔ آج بکیر بن وشاح نے ثابت بن قطبہ کے سر پر تلوار کا ہاتھ مارا

اور فخریہ لہجہ میں کہا کہ میں ابن وشاح ہوں۔ فوراً ہی حریث بن قطبہ ثابت کے بھائی نے بکیر پر حملہ کیا۔ بکیر پسپا ہوا۔ اوسکی فوج کے پاؤں بھی اوکھڑ گئے۔ حریث بکیر کے پیچھے چلا۔ اور جب پل کے قریب پہونچے تو حریث نے بکیر کو للکارا۔ بکیر نے پلٹ کر حریث پر حملہ کیا۔ مگر حریث نے اوس کے سر پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار خود کو کاٹتی ہوئی اوس کے سر پر بیٹھی۔ بکیر گر پڑا۔ مگر اوسکے ساتھی اوسے شہر میں اوٹھا کر لے آئے۔ غرض کہ اسی طرح ان دونوں میں مقابلہ ہوتا رہا۔

بکیر کے ساتھی خوب زرق برق رنگین لباس سرخ و زرد رنگ کی عبائیں اور پائجامے پہن کر صبح کو نکلتے تھے اور شہر کی فصیل پر بیٹھکر باتیں کیا کرتے تھے۔ اون میں سے ایک شخص اُمیہ کی فوج والوں کو مخاطب کر کے اعلان کر دیتا تھا کہ اگر کسی شخص نے ہم پر ایک تیر بھی چلایا تو ہم اوسکے عوض تمھارے اہل و عیال میں ایک شخص کا سر کاٹ کر فصیل سے پھینکدیں گے۔ اس وجہ سے کوئی شخص اون پر تیر نہیں چلاتا تھا۔

بکیر کو اب یہ خوف ہوا کہ اگر محاصرہ نے اور طول کھینچا تو لوگ میرا ساتھ چھوڑ دیں گے اس لئے اوس نے صلح کی درخواست کی۔ اُمیہ کی فوج والے بھی صلح کے خواہشمند تھے۔ کیونکہ اون کے اہل و عیال شہر میں تھے۔ اوںھوں نے بھی اُمیہ سے درخواست کی۔ کہ آپ صلح کر لیجئے۔ اور وہ خود بھی صلح و آشتی کو اچھا سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس شرط پر صلح ہوئی کہ اُمیہ چار لاکھ درہم بکیر کو دے۔ اور اسی طرح اوس کے اور ساتھیوں کو بھی انعام دے۔ اور خراسان کے جس ضلع کو بکیر پسند کرے اُمیہ اوسے اوس ضلع کا حاکم مقرر کر دے اور بحیر جو کچھ اوس کے بارے میں کہے اوس پر اعتماد نہ کرے۔ اور اگر اُمیہ کو اوس کی طرف سے کچھ شبہ ہو تو چالیس روز تک بکیر کو امان دیجائے۔ اوس کے بعد وہ مرو سے چلا جائیگا۔

اُمیہ نے بکیر کے لئے عبدالملک سے وعدۂ امان حاصل کر لیا۔ اور باب سنجان پر بکیر کو عہدنامہ لکھکر دیدیا۔ اور پھر اُمیہ شہر میں داخل ہوا۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ بکیر اُمیہ کے ہمراہ جہاد کے لئے گیا ہی نہیں۔ بلکہ جب اُمیہ جہاد کے لئے جانے لگا تو اوس نے بکیر کو مرو پر اپنا قائمقام کر دیا۔ اُمیہ کے جاتے ہی بکیر نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اُمیہ واپس آیا۔ بکیر سے لڑا اور پھر اوس سے صلح کر کے مرو میں داخل ہوا۔ اُمیہ نے بکیر سے جو جو وعدے کئے تھے وہ سب ایفا کئے۔ ہمیشہ اوسے انعام و اکرام دیتا رہتا تھا۔ اور اوس کی عزت کرتا تھا۔

اُمیہ نے عتاب اللقوہ کو بلا کر کہا کہ تو ہی نے بکیر کو بغاوت کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ عتاب نے کہا جی ہاں۔ اُمیہ نے کہا کیوں؟ عتاب نے کہا میں بالکل مفلس اور نادار ہو گیا تھا۔ مجھ پر قرضہ بہت زیادہ ہو گیا تھا اور قرضخواہ مجھے ستا رہے تھے۔

اُمیہ نے کہا افسوس صرف اتنی بات کی وجہ سے تو نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دی۔ اور جب کہ مسلمان دشمنان ملت سے برسر جہاد تھے تو نے دریا کے پل کی کشتیاں جلا ڈالیں اور تجھے اللہ کا خوف نہیں آیا۔

عتاب نے کہا بے شک ہوا تو یہ ہی ہے اب میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ اُمیہ نے پوچھا کہ تجھ پر کس قدر قرضہ ہے؟ عتاب نے کہا بیس ہزار۔ اُمیہ نے کہا کہ تم اس قسم کی حرکتوں سے آئندہ اجتناب کرو جس سے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا ہو اور میں تمہارے قرضہ کو ادا کر دیتا ہوں۔

عتاب نے کہا بہتر ہے میں اب آپ کے حکم کے مطابق عمل کروں گا۔ امیہ نے کہا مگر مجھے امید نہیں کہ تم جیسا کہہ رہے ہو ویسا کرو گے۔ خیر میں عنقریب تم پر جو قرضہ ہے اوسے ادا کر دوں گا۔ چنانچہ اُمیہ نے حسب وعدہ اوس کے قرضہ کو ادا بھی کر دیا۔

اُمیہ ایک نرم طبیعت سخی اور بامروت آدمی تھا۔ جس قدر انعام و اکرام اوس نے دئے ہیں خراسان کے کسی حاکم نے اتنے نہیں دئے۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے اوس نے خراسان پر بڑی سختی سے حکومت کی۔ سخت متکبر تھا۔ کہا کرتا تھا کہ تمام خراسان اور سجستان میرے باورچی خانہ کے خرچ کے لئے کافی نہیں۔

اُمیہ نے بحیر کو اپنے محافظ دستہ کی سرداری سے معزول کر دیا۔ اور اوس جگہ عطا بن ابی السائب کو مقرر کیا۔ اور بکیر کے ساتھ جو جنگ ہوئی اور پھر اوس کی معافی وغیرہ اوس نے یہ تمام واقعات عبد الملک کو لکھ بھیجے۔

عبد الملک نے حکم دیا کہ ایک فوج اُمیہ کے پاس خراسان بھیجی جائے اس حکم کے ہوتے ہی لوگوں نے اپنی اپنی تنخواہیں چونکہ جانا نہیں چاہتے تھے دوسروں کو منتقل کرنا شروع کیں چنانچہ شفیق بن مسلیل الاشعری نے اپنی تنخواہ بنی جرم کے ایک شخص کے حوالے کر دی۔

اُمیہ نے لوگوں سے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ اور اون پر سختی شروع کی۔

بکیر ایک دن مسجد میں بیٹھا ہوا تھا قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ اوس کے پاس بیٹھے تھے۔

اون لوگوں نے اُمیہ کے تشدد کی شکایت کی اور اوسے برا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ خراج وصول کرنے کے لیے اِن دیہاتی زمینداروں کو امیہ نے ہم پر مسلط کر دیا ہے۔

بحیر۔ ضرار بن حصین۔ اور عبدالعزیز بن جارتیہ بن قدامہ بھی اوسوقت مسجد میں موجود تھے بحیر نے یہ واقعہ اُمیہ کے سامنے بیان کیا۔ اُمیہ نے اوسے جھٹلایا بحیر نے کہا کہ فلاں فلاں لوگ اور مزاحم بن ابی مجشر السلمی اس کے گواہ ہیں۔ آپ اون سے دریافت فرمالیں۔

امیہ نے مزاحم کو بلا کر واقعہ پوچھا۔ مزاحم نے کہا کہ بکیر محض مذاق کر رہا تھا۔ امیہ خاموش ہو رہا۔

اس کے بعد بحیر پھر امیہ کے پاس آیا اور اوس نے قسم کھا کر کہا کہ بکیر نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کا ساتھ چھوڑ دوں۔ اور اوس نے یہ بھی کہا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں اُمیہ کو قتل کر ڈالتا۔ اور خراسان کو ہضم کر لیتا مگر امیہ نے اوس کا یہ جواب دیا کہ میں تمھارے بیان کو سچ نہیں سمجھتا۔ اوس نے جو کچھ کہا تھا وہ کیا۔ پھر میں نے اوسے امان و یدی۔ اور رابطہ اتحاد قائم کر لیا۔ اب میں اوس کے خلاف کچھ کرنا نہیں چاہتا۔

بحیر۔ ضرار بن حصین اور عبدالعزیز بن جاریتہ کو بلا لایا۔ ان دونوں نے شہادت دی کہ بکیر نے ہم سے کہا تھا کہ اگر تم دونوں میرے ساتھ ہو جاؤ تو میں اس مخنث قرشی (اُمیہ) کو قتل کر ڈالوں۔ اور ہم سے یہ بھی خواہش کی تھی کہ آپ کو دھوکے سے ہلاک کر ڈالیں۔

اُمیہ نے کہا کہ جس واقعہ کی تم نے شہادت دی ہے اوس کو تم ہی خوب جانتے ہو۔ اوسکے متعلق میں ایسا گمان نہیں رکھتا۔ مگر اب جبکہ تم نے اس بات کی شہادت دی ہے اس کے باوجود میرا خاموش رہنا میری کمزوری پر محمول ہوگا۔

اُمیہ نے اپنے صاحب اور محافظ دستہ کے سردار عطا بن ابی السائب کو حکم دیا کہ جب بکیر اور راوس کے دونوں بھتیجے بدل اور شمردل میرے پاس آئیں اور میں دربار سے اُٹھ جاؤں تم اون سب کو گرفتار کر لینا۔

امیہ نے دربار منعقد کیا۔ بکیر اور راوس کے دونوں بھتیجے بھی آئے جب وہ بیٹھ گئے۔ اُمیہ اپنے تخت سے اُٹھ کر اندر چلا گیا۔ لوگ باہر جانے لگے۔ بکیر بھی باہر جانے لگا۔ لوگوں نے حسب الحکم امیہ بکیر اور اوس کے دونوں بھتیجوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

اُمیہ نے بکیر کو بلا کر پوچھا کہ کیا تو نے یہ یہ باتیں کہی تھیں۔ بکیر نے کہا کہ آپ اون سے

ثبوت لیجیے۔ اور فیصلہ میں جلدی نہ کیجیے۔ اور مملوقہ کے بیٹے کی باتوں پر نہ جائیے۔
اُمیّہ نے اوسے قید کردیا اور اُس کی لونڈی عارمہ کو بھی گرفتار کر کے قید کردیا۔ اور احنف بن عبداللہ العنبری کو قید کیا اور کہا کہ تو ہی نے بکیر کو میرے خلاف بغاوت کرنے کا مشورہ دیا۔
دوسرے دن بکیر کو قید خانہ سے باہر نکالا۔ بحیر۔ ضرار اور عبدالعزیز بن جاریۃ نے اوس کے خلاف اس بات کی شہادت دی کہ اوس نے ہم سے کہا تھا کہ ہم آپ کو قتل کر ڈالیں۔
اب بھی بکیر نے کہا کہ آپ ان سے ثبوت لیجیے۔ اِن کی شہادت کافی نہیں۔ کیونکہ یہ میرے دشمن ہیں۔
اُمیّہ نے زیاد بن عقبہ (جو اہل الجند کے سردار تھے) ابن والان العدوی جو اوس وقت بنی تمیم کے سرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔ اور یعقوب بن خالد الذہلی سے کہا کیا آپ اسے قتل کریں گے۔ کسی نے حامی نہیں بھری۔ اُمیّہ نے بحیر سے کہا کہ کیا تم اسے قتل کرتے ہو۔ بحیر نے کہا جی ہاں چنانچہ اُمیّہ نے بکیر کو بحیر کے حوالہ کردیا۔
یعقوب بن قعقاع بن اعلم الازدی جو بکیر کا دوست تھا وہ اپنی جگہ سے اوٹھا اور اُمیّہ کے چمٹ گیا۔ اور نہایت لجاجت سے عرض پرداز ہوا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں۔ آپ بکیر کو چھوڑ دیجیے کیونکہ جو عنایتیں آپ نے اوس پر کی ہیں وہ خود بخود آپ نے کی ہیں۔
اُمیّہ نے کہا۔ یعقوب اخو اوس کی قوم والے ہی اوسے قتل کر رہے ہیں اونھوں نے اوسکے خلاف شہادت دی ہے۔ میرا کیا قصور ہے۔
عطا بن ابی السائب نے جو اُمیّہ کے محافظ دستہ کا سردار تھا یعقوب سے کہا کہ امیر سے علیٰحدہ ہو جاؤ۔ یعقوب نے انکار کیا۔ اس پر عطا نے اپنی تلوار کے قبضہ کی طرف سے یعقوب کو مارا۔ جس سے اوس کی ناک زخمی ہو گئی۔
یعقوب باہر چلا آیا۔ اور اوس نے بحیر سے کہا کہ دیکھو صلح کے وقت تمام لوگوں نے بکیر سے اوس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا تم بھی اس عہد میں شریک تھے تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ اس عہد کو توڑو۔ بحیر نے کہا اے یعقوب میں نے اوس سے کوئی عہد نہیں کیا تھا۔
بحیر نے بکیر سے وہ تلوار لے لی جسے بکیر نے اسوار الترجمان سے جو ابن خازم کا ترجمان تھا چھین لی تھی۔

اس پر بکیر نے بحیر سے کہا کہ اگر تم نے اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کیا تو بنی سعد میں پھوٹ پڑ جائے گی اس لئے تم تو الگ ہو جاؤ اور امیہ کو چھوڑ دو جو اوس کا جی چاہے میرے ساتھ کرے۔ بحیر نے کہا اے اصبہانی لونڈی کے بیٹے۔ جب تک میں اور تو دونوں زندہ ہیں ہمارے قبیلہ کی حالت کسی طرح نہیں سنبھل سکتی۔

بکیر نے کہا اے حلوقہ کے بیٹے اچھا پھر تم اپنا کام کرو۔ اس کے بعد بحیر نے بکیر کو قتل کرڈالا۔ اُمیہ نے اوس کی لونڈی عارمہ بحیر کو دیدی۔

لوگوں نے احنف بن عبداللہ العنبری کی اُمیہ سے سفارش کی۔ امیہ نے اوسے جیل خانہ سے بلوایا۔ اور کہا کہ اگرچہ تم ہی نے بکیر کو میرے خلاف بھڑکایا اور مشورہ دیا تھا مگر میں ان لوگوں کی خاطر تیری خطا معاف کرتا ہوں۔

اُمیہ نے بنی خزاعیہ کے ایک شخص کو موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے مقابلہ پر بھیجا۔ عمر بن خالد بن حصین الکلابی نے اسے دھوکے سے قتل کرڈالا اوس کی فوج کے بعض لوگوں نے موسیٰ سے امان حاصل کرلی۔ اور اوس کے ساتھ ہو لئے۔ اور بعض لوگ اُمیہ کے پاس چلے آئے۔

اسی سال اُمیہ نے دریائے بلخ کو عبور کیا تاکہ کفار سے جہاد کریں مگر کسی مقام پر اوس کا محاصرہ کرلیا گیا اور اُمیہ اور اوس کی فوج کی ایسی بُری گت ہوئی کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے مگر کسی نہ کسی طرح اس آفت سے اونھیں نجات ملی۔ اور اُمیہ اپنی فوج کو لیکر مرو واپس چلے آئے۔ اس موقع پر عبدالرحمٰن بن خالد بن العاص بن ہشام بن مغیرہ نے اُمیہ کی ہجو میں چند شعر کہے۔

اسی سال ابان بن عثمان نے جو مدینہ کے حاکم تھے لوگوں کو حج کرایا۔ کوفہ اور بصرہ کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ اور خراسان کے گورنر اُمیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے۔

ایک دوسری روایت کے مطابق ابان بن عثمان حاکم مدینہ نے دونوں سال یعنی ۷۶ و ۷۷ھ میں لوگوں کو حج کرایا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شبیب، قطری، عبیدہ بن ہلال اور عبدربہ الکبیر کی ہلاکت ۷۷ھ میں ہوئی۔

اسی سنہ میں ولید موسم گرما کی مہم لیکر رومیوں سے جہاد کرنے گیا۔

۷۸ھ کے واقعات

اسی سال عبدالملک نے اُمیہ بن عبداللہ کو خراسان کی گورنری سے برطرف کردیا اور

خراسان اور سجستان بھی حجاج بن یوسف کے ماتحت کر دیئے گئے جب یہ دونوں صوبے بھی حجاج کے ماتحت ہو گئے اوس نے اپنے عامل اون پر مقرر کر دئے۔

اُن عاملوں کا بیان جنھیں حجاج نے خراسان اور سجستان پر مقرر کیا اور اُن کے تقرر کے وجوہات و اسباب وغیرہ

جب حجاج کو شبیب اور مطرف کے قضیہ سے نجات ملی اوس نے کوفہ سے روانہ ہو کر بصرہ کی راہ لی۔ اور کوفہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو اپنا قائمقام مقرر کیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حجاج نے پہلے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر الحضرمی کو اپنا قائمقام مقرر کیا تھا۔ مگر پھر اوسے معزول کر کے اوس کی جگہ مغیرہ بن عبداللہ کو سرفراز کیا۔

مہلب جو خارجیوں کے قضیہ سے فارغ ہو چکے تھے وہ بھی اب کوفہ ہی میں حجاج کے پاس چلے آئے۔

مہلب خارجیوں کے قضیہ سے فراغت پا کر اسی سنہ ۷۸ھ میں حجاج کے پاس چلے آئے۔ حجاج نے اونھیں اپنے برابر تخت حکومت پر جگہ دی۔ اور حکم دیا کہ مہلب کے ساتھیوں میں جن جن لوگوں نے دشمن کے مقابلہ میں نمایاں اور قابل قدر خدمات انجام دی ہوں میرے سامنے پیش کیے جائیں۔ مہلب لوگوں کو پیش کرتے جاتے تھے اور جس جس شخص کی شجاعت کی تعریف کرتے حجاج اوس کی تصدیق کرتا جاتا تھا۔ حجاج نے اون لوگوں کو سواریاں دیں۔ انعام دیا۔ اور اون کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا۔ اور کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے عمل کے طور پر سلطنت کی حمایت کی ہے۔ یہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انھیں انعام و اکرام دیا جائے یہ سرحدوں کے محافظ ہیں۔ اور وہ بہادر ہیں جن سے دشمن جلتے اور رخار کھاتے ہیں۔

جب حجاج نے مہلب کو خراسان کے ساتھ سجستان کا بھی ناظم مقرر کیا تو مہلب نے عرض کی کہ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو سجستان کے حالات سے مجھ سے زیادہ واقف ہے اور جو کابل اور زابل کا عامل رہ چکا ہے۔ ان صوبوں کا افسر مال بھی تھا۔ اون سے لڑ بھی چکا ہے اور صلح بھی کر چکا ہے۔

حجاج نے کہا کہیئے وہ کون شخص ہے؟ مہلب نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کا نام لیا۔

حجاج نے اون کی تجویز منظور کر لی۔ مہلب کو خراسان کا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل مقرر کر دیا۔

اوس وقت تک خراسان اور سجستان کے عامل اُمیّہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن اُمیّہ تھے۔ یہ براہ راست عبدالملک کے ماتحت تھے۔ حجاج کو جب عراق پر بھیجا گیا اون علاقوں کے معاملات میں کچھ دخل نہ تھا۔

اب اسی سال میں عبدالملک نے اُمیّہ کو برطرف کر دیا۔ اور خراسان اور سجستان کو بھی حجاج ہی کے ماتحت کر دیا۔

غرض کہ مہلب خراسان اور عبیداللہ بن ابی بکرہ سجستان روانہ ہو گئے۔ البتہ عبیداللہ اس ۷۸ھ کے آخر تک وہیں رہے۔

اس بیان کی روایت یہ ہے کہ ابی مخنف نے ابی المخارق سے یہ واقعات سنے اس کے علاوہ علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ ۷۸ھ کے اوائل ہی میں خارجیوں کی تباہی کے بعد جب یہ دونوں صوبے حجاج کے ماتحت کئے گئے تو حجاج نے مہلب کو سجستان کا اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ مگر مہلب سجستان کو ناپسند کرتے تھے۔ اور وہاں جانا نہیں چاہتے تھے۔ اس معاملہ کے متعلق اونھوں نے حجاج کے محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ عبدالرحمٰن بن عبید بن طارق سے ملاقات کی۔ اور کہا کہ امیر نے مجھے تو سجستان کا عامل مقرر کیا ہے۔ اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا ہے حالانکہ خراسان سے میں بہ نسبت ان کے بہت زیادہ واقف ہوں۔ میں خراسان کے حالات سے حکم بن عمرو الغفاری کے زمانہ سے واقف ہوں اور اسی طرح عبیداللہ بن ابی بکرہ سجستان سے مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔ آپ امیر سے عرض کریں کہ وہ مجھے خراسان بھیجدیں اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان بھیجدیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ اچھا میں عرض کروں گا مگر تم زاذان فروخ سے بھی کہدو کہ جب یہ بات میں امیر سے کہوں وہ میری تائید کر دیں۔ مہلب نے اون سے بھی تذکرہ کیا۔ زاذان فروخ نے وعدہ کر لیا کہ میں تائید کروں گا۔

چنانچہ عبدالرحمٰن نے حجاج سے کہا کہ جناب والا نے مہلب کو سجستان کا عامل مقرر فرمایا ہے۔ حالانکہ اس خدمت کے لئے عبیداللہ بن ابی بکرہ مہلب سے زیادہ موزوں ہیں اور سجستان پر اون کا زیادہ اثر ہے۔ زاذان فروخ نے بھی اس قول کی تائید کی

مگر حجاج نے کہا میں نے تو اب اس تقرر کیلئے پروانہ لکھ دیا ہے اسپر زاذان فروخ نے کہا کہ اس پروانہ کا بدلنا کون مشکل کام ہے۔ غرضکہ حجاج نے ابن ابی بکرہ کو سجستان بدل دیا اور مہلب کو خراسان کا عامل مقرر کردیا۔
مہلب سے دس لاکھ درہم اہواز کی مالگزاری کے طلب کے گئے۔ خالد بن عبداللہ نے اہواز پر مہلب کو عامل مقرر کیا تھا۔
مہلب نے اپنے بیٹے مغیرہ سے کہا کہ خالد نے مجھے اہواز کا عامل مقرر کیا تھا اور تمھیں اصطخر کا اب حجاج نے مجھ سے دس لاکھ درہم کا مطالبہ کیا ہے۔ اس میں سے نصف میں ادا کروں گا۔ اور نصف تم ادا کرو۔
مہلب کے پاس کچھ روپیہ نہ تھا اور جب وہ معزول کر دیئے گئے تھے تو اونھیں قرض لینا پڑا تھا، مہلب نے قرض لینے کے لئے ابو مادیہ عبداللہ بن عامر کے آزاد غلام سے جو اون کا خزانچی تھا گفتگو کی۔ اور ابو ماویہ نے تین لاکھ درہم مہلب کو قرض دیدیے۔
مہلب کی بیوی خُیرۃ القشیرۃ نے کہا کہ اس رقم سے تو مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اوس نے خود اپنے تمام زیورات اور دوسرا خانگی سامان فروخت کرکے پانچ لاکھ پورے کئے اور پانچ لاکھ مغیرہ اوس کا بیٹا لایا۔ اس طرح یہ دس لاکھ کی رقم مہلب نے حجاج کو ادا کردی۔
مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو اپنے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا۔ حبیب رخصت ہونیکے لئے حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے اوسے خدا حافظ کہا اور دس ہزار درہم اور ایک سبز رنگ کی مادہ خچر اوسے عطا کی۔ حبیب روانہ ہوا اور اوسی خچر پر سوار خراسان پہونچا حالانکہ اوس کے اور تمام ساتھی گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے۔ جن کی برابر ڈاک بیٹھی ہوئی تھی۔ بیس روز کی منزل کے بعد یہ جماعت خراسان پہونچی۔ مگر جیسے ہی یہ شہر میں داخل ہو رہے تھے کہ جلانے کی لکڑی کے گٹھے لوگ بار کئے لئے جا رہے تھے یہ مادہ خچر اونھیں دیکھکر جھکی۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ باوجودیکہ اس قدر مسافت طے کرکے یہ آئی ہے مگر اب بھی اس میں یہ دم خم باقی ہے۔
غرض کہ حبیب مرو میں داخل ہوا اور رائیہ سے کسی قسم کا تعارض کئے بغیر مسلسل دس ماہ تک مقیم رہا۔ ۷۹؁ھ ہجری میں مہلب مرو آئے۔
اسی سنہ میں ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابان بن عثمان مدینہ کے گورنر تھے۔ کوفہ بصرہ خراسان سجستان اور کرمان کا گورنر حجاج بن یوسف تھا۔ حجاج کی طرف سے مہلب خراسان کے اور عبداللہ بن ابی بکرہ سجستان کے عامل تھے۔ شریح کوفہ کے اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔

اس سال عبد الملک نے یحییٰ بن الحکم کو کفار سے جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا۔

۷۹ھ کے اہم واقعات

اسی سال شام میں مرض طاعون شدت سے پھیلا قریب تھا کہ پوری آبادی فنا ہو جائے اسی وجہ سے اس سنہ میں کوئی مہم جہاد پر نہیں بھیجا گیا۔

اسی سال رومیوں نے باشندگان انطاکیہ پر حملہ کر کے اونھیں لوٹا اور تباہ و برباد کیا۔

اسی سال عبید اللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل پر جہاد کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جب حجاج نے مہلب کو خراسان اور عبید اللہ بن ابی بکرہ کو سجستان کا عامل مقرر کر کے بھیجا تو یہ دونوں عہدہ دار اپنے اپنے مستقر پر ۷۸ھ ہجری میں آ گئے اس سال کے ختم ہونے تک عبید اللہ اپنے مستقر میں رہے۔ اور پھر رتبیل سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔

رتبیل سے مسلمانوں کی صلح تھی۔ اس سے پہلے عرب اس سے خراج وصول کیا کرتے تھے۔ اکثر اوقات وہ خراج دینا بند کر دیا کرتا اور نہیں دیتا تھا۔ اوس کے اس طرز عمل کی وجہ سے حجاج نے عبید اللہ بن ابی بکرہ کو حکم دیا کہ تمہارے پاس جس قدر فوج ہے اوسے لیکر رتبیل کی سرکوبی کو جاؤ۔ اور جبتک اوس کے علاقہ کو پامال۔ اوس کے قلعوں کو مسمار۔ اوس کی فوج کو تہ تیغ اور اوس کے دوسرے متعلقین کو لونڈی غلام نہ بنا لو واپس نہ آنا

غرض کہ عبید اللہ بن ابی بکرہ کوفہ اور بصرہ کے جس قدر مسلمان اون کے پاس تھے اونھیں ساتھ لیکر جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔

شریح بن ہانی الحارثی اہل کوفہ کی جماعت کے سردار تھے اور خود عبید اللہ بصرہ والوں کے سردار تھے۔ اور یہی ان دونوں فوجوں کے سر عسکر بھی تھے۔

عبید اللہ اس مہم کو لیکر روانہ ہوئے۔ رتبیل کے علاقہ میں در آئے اور جس قدر مویشی اور دوسرے مال و متاع پر اون کا ہاتھ پڑا اوس پر قبضہ کر لیا۔ قلعوں اور قلعہ بند شہروں کو مسمار کر دیا۔ اور رتبیل کے اکثر علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

رتبیل کی فوج نے جس میں ترک تھے یہ طرز عمل اختیار کیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں مسلسل پیچھے ہٹتے چلے گئے اور علاقہ پر علاقہ خالی کرتے گئے اس طرح جب مسلمانوں کی فوج بہت دور اون کے اندرون ملک میں ایسے مقام تک چلی گئی جہاں سے ترکوں کا دار الحکومت صرف

اٹھارہ فرسخ کے فاصلہ پر تھا تو اب ترکوں نے مسلمانوں کو پہاڑوں کے دروں میں اور پر پیچ گھاٹیوں میں گھیر لیا۔ اور تمام تجارتی منڈیاں اور قصبات مسلمانوں کے رحم پر چھوڑ دیئے اور ان تمام قصبات نے مسلمانوں کے سامنے سر اطاعت خم کردیا۔

مگر اب مسلمانوں کو خیال پیدا ہوا کہ ہم ان پہاڑوں میں گھر چکے ہیں اور ہماری تباہی یقینی ہے۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے عبید اللہ نے شریح بن ہانی سے کہلا بھیجا کہ میں ترکوں سے اس شرط پر صلح کرنا چاہتا ہوں کہ اونھیں کچھ روپیہ دیدیا جائے۔ اور وہ ہمیں اس حصار سے نکل جانے دیں۔

چنانچہ عبید اللہ نے سات لاکھ درہم تاوان دیکر صلح کرلی۔ جب شریح سے ملاقات ہوئی تو شریح نے اون سے کہا کہ جس قدر زر تاوان تم نے ادا کیا ہے امیر المومنین اسے تم سب لوگوں کی تنخواہوں سے وضع کرلیں گے۔

عبید اللہ نے کہا اگر ہماری تنخواہیں بند ہو جائینگی تو ہم زندہ نہیں رہینگے؟ ہم تنخواہوں کے بند ہو جانے کو اپنی تباہی پر ترجیح دیتے ہیں۔

اس پر شریح نے کہا کہ میری عمر پوری ہو چکی ہے۔ میرے لئے اب زندگی کا کوئی مزا باقی نہیں رہا۔ جو گھڑی پیش آتی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ یہی میری ساعت واپسیں ہے۔ میں عرصہ دراز سے شہادت کا طالب ہوں اور اگر آج کے دن بھی مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی تو میں سمجھوں گا کہ پھر یہ درجہ مجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔

اس کے بعد شریح نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے للکارا کہ دشمن پر حملہ کرو، عبید اللہ بن ابی بکرہ نے کہا کہ تم تو بڈھے ہوگئے ہو سٹھیا گئے ہو۔

شریح نے کہا کہ بس آپ نہ بولئے۔ آپ کو تو یہ پسند ہے کہ لوگ تذکرہ کریں کہ یہ عبید اللہ کا باغ ہے اور یہ اون کا حمام ہے۔ اسکے بعد پھر شریح نے تمام مسلمانوں کو متوجہ کر کے کہا کہ تم میں سے جو شخص درجۂ شہادت حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ میری طرف آجائیں۔

کچھ رضا کار، کچھ سوار اور کچھ غیرت مند لوگ اون کے ساتھ ہوگئے۔ اور دشمن سے سرگرم کارزار ہوئے تقریباً تمام مسلمان جنگ میں کام آئے۔ تھوڑے سے بچے۔ شریح نہایت بہادری سے رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے دشمن سے لڑتے رہے اور شہید ہوئے۔ ان میں سے جو بچے وہ اس علاقہ کو چھوڑ کر فرار ہوئے۔ اور جب اس علاقہ سے

مسلمانوں کے علاقہ میں آگئے تو اور مسلمان اس شکست خوردہ فوج کے لئے کھانا لیکر آئے۔ اون لوگوں کی بھوک اور تھکن کی وجہ سے یہ حالت تھی کہ جس کسی نے پیٹ بھر کھانا کھایا مرگیا اس لئے لوگ اب اونھیں کھانا کھلاتے ہوئے بھی ڈرنے لگے تھے۔ اور پھر جب تک کہ اون کی قوت ہاضمہ پورے طور پر عود نہ کر آئی تھوڑا تھوڑا گھی اونھیں کھلاتے رہے۔

حجاج کو ان تمام واقعات کی اطلاع پہونچی۔ اوسے رتبیل کی تمام اگلی پچھلی حرکتیں یاد آگئیں۔ اور یہ واقعہ تو حد ہی کو پہونچ گیا تھا۔ اس لئے حجاج نے عبدالملک کو حسب ذیل خط لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد میں جناب والا کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ کی جس قدر فوج سجستان میں تھی وہ سب تباہ ہوگئی۔ بہت تھوڑے آدمی اوس میں سے بچے ہیں۔ دشمن کو جو فتح حاصل ہوئی اوس کی وجہ سے اوس کے حوصلے مسلمانوں کے خلاف بہت بڑھ گئے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے علاقہ میں گھس آیا ہے اور اوس نے مسلمانوں کے تمام قلعوں اور مستحکم قصروں پر قبضہ کرلیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ اہل بصرہ اور کوفہ کی ایک زبردست فوج اوسکی سرکوبی کے لئے بھیجدوں مگر میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے جناب والا کی رائے معلوم ہوجائے۔ پس اگر آپ مہم بھیجنے کی اجازت مرحمت فرماویں تو میں اپنی رائے پر عمل کرونگا۔ اور اگر جناب والا کا منشا مزید مہم بھیجنے کا نہ ہو تو آپ اپنی فوج کے مالک ومختار ہیں۔ کسی کو دخل دینے کا کیا موقع ہوسکتا ہے۔ مگر مجھے یہ خوف ہے کہ اگر رتبیل اور اوس کے ساتھ جو اور مشرکین کی جماعت ہے اون کی سرکوبی کے لئے زبردست مہم نہ بھیجی گئی تو وہ اس تمام علاقہ پر قبضہ کرلیں گے۔

اسی سنہ میں مہلب خراسان کے گورنر مقرر ہو کر آئے۔ اور اُمیہ واپس گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے قاضی شریح نے منصب قضا سے استعفا دیدیا۔ اور اس معاملہ میں اونھوں نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ الاشعری سے مشورہ لیا تھا۔ حجاج نے استعفا منظور کرلیا۔ اور ابوبردہ کو قاضی مقرر کردیا۔ واقدی اور دوسرے اصحاب سیر کے بیان کے مطابق اس سال ابان بن عثمان نے جو عبدالملک کی جانب سے مدینہ کے گورنر تھے لوگوں کو حج کرایا۔

حجاج عراق اور تمام ممالک مشرقیہ کا گورنر تھا۔ اور حجاج کی طرف سے مہلب خراسان کے

عامل تھے - یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس علاقہ میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں اون کی سربراہی تو مہلب کے ذمہ تھی - اور لگان وصول کرنیکا کام اون کے بیٹے مغیرہ کے تفویض تھا۔
ابو بردہ بن موسیٰ کوفہ کے اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے -

۸۰ھ کے اہم واقعات

اس سال مکہ میں ایک زبردست سیلاب آیا - جو تمام حجاج کو بہا لیگیا - اور مکہ کے تمام مکانات غرق آب ہو گئے - اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے عام الجحاف رکھا کیونکہ جہاں تک اوس کی رسائی ہوئی وہ ہر شے کو بہا لیگیا -

ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں کہ بطن مکہ میں ایسا خوفناک سیلاب آیا کہ حاجیوں کو بہا لیگیا - اور اسی وجہ سے اس سنہ کا نام لوگوں نے عام الجحاف رکھا[۱] میں نے اونٹ دیکھے جن پر سامان اور مرد و عورتیں سوار تھیں - اور پانی اونھیں بہائے لیے جارہا تھا - اور اون کے بچنے کی کوئی تدبیر نہ تھی - پانی بڑھتے بڑھتے - رکن[۲] کعبہ تک پہونچ گیا تھا -

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال بصرہ میں شدت سے مرض طاعون پھیلا -

اسی سال مہلب نے دریائے بلخ کو عبور کیا اور کش پر فوج کشی کی - جس وقت مہلب نے کش پر چڑھائی کی ابو الادہم زیاد بن عمرو الزمانی مہلب کے مقدمۃ الجیش کے افسر تھے - اونکے ماتحت تین ہزار فوج تھی - حالانکہ اون کے مقابلہ میں دشمن کی تعداد پانچ ہزار تھی مگر اپنی شجاعت خیر خواہی اور عقلمندی کی وجہ سے یہ اکیلے دو ہزار فوج کے مساوی تھے۔

جس وقت مہلب کش کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ختل کے بادشاہ کا چچیرا بھائی اون کے پاس آیا اور اوس نے بادشاہ ختل سے لڑنے کی استدعا کی - مہلب نے اپنے بیٹے یزید کو اس شہزادہ کے ساتھ روانہ کیا -

یزید ایک مقام پر خیمہ زن ہو گیا اور ختل کے بادشاہ کا جس کا نام سبل تھا چچیرا بھائی ایک اور مقام پر فرد کش ہوا -

سبل نے اپنے چچیرے بھائی پر شب خون مارا اور اوس کے فرودگاہ میں آکر تکبیر

---

[۱] لغوی معنے بہا لیجانا - [۲] وہ مقام جہاں حجر الاسود رکھا ہے -

کہنا شروع کی۔ چونکہ تکبیر مسلمانوں کا نعرہ جنگ ہے اس وجہ سے سَبل کے چچیرے بھائی کو یہ خیال ہوا کہ عربوں نے میرے ساتھ دھوکا کیا۔ حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ جب اس شہزادہ سے عربوں کی فوج سے علیحدہ اپنا پڑاؤ ڈالا اوس وقت سے خود عربوں کو اسکی جانب سے دھوکے کا خطرہ تھا۔

سَبل اپنے چچیرے بھائی کو گرفتار کرکے قلعہ میں لے آیا۔ اور تہ تیغ کر ڈالا۔

یزید بن المہلب نے سَبل کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا مگر چند روز کے بعد کچھ روپیہ بطور تاوان جنگ کے لیکر محاصرہ اوٹھالیا۔ اور یزید مہلب کے پاس واپس چلا آیا۔

جب اوس شہزادہ کی ماں کو جسے سَبل نے قتل کیا تھا اپنے بیٹے کے قتل کی خبر ہولی۔ اوس نے سَبل کی ماں سے کہلا بھیجا کہ یاد رکھو اب سَبل کی بھی خیر نہیں ہے جس شخص کو سَبل نے قتل کیا ہے اوس کے سات بھائی ہیں جو سب کے سب درپے انتقام ہیں اور تیرا بیٹا صرف تنہا ہی ہے۔

سَبل کی والدہ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ شیر کے بچے کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ بخلاف اس کے سور کے بچے بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔

مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو مقام رنجن پر فوج کشی کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اوس کے مقابلہ کے لئے بخارا کا رئیس چالیس ہزار فوج لیکر بڑھا۔ کفار میں سے ایک شخص نے مسلمانوں سے مبارز طلب کیا۔ حبیب کا آزاد غلام جبلہ اوس سے نبرد آزما ہوا۔ جبلہ نے اوسے قتل کر ڈالا۔ اون کی اصل فوج پر حملہ کرکے اوس میں سے بھی تین آدمیوں کو تہ تیغ کرکے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی تمام فوج واپس لپٹ آئی۔ دشمن بھی اپنے علاقہ کی طرف پسپا ہوگیا۔

دشمن کی ایک جماعت نے ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ حبیب چار ہزار فوج لیکر اون پر ٹوٹ پڑا۔ اونھیں سخت نقصان پہونچایا۔ اور شکست دی۔ اور اوس گاؤں کو جلا کر پھر اپنے پاس واپس چلا آیا۔

اسی وجہ سے اس مہم کا نام لوگوں نے محترقہ رکھدیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس گاؤں کو حبیب کے آزاد غلام جبلہ نے آگ لگائی تھی۔ مہلب دو سال تک کش پر پڑے رہے۔ بعض لوگوں نے اون سے کہا کہ اگر آپ

سغد اور اوس سے اور آگے کے علاقہ پر فوج کشی کرتے تو زیادہ مناسب تھا۔ مہلب نے جواب دیا کہ میرے لئے یہ ہی بہت ہے کہ میں اپنی اس فوج کو صحیح وسالم مرد بچا کر لیجاؤں۔

ایک روز دشمن کی فوج کا ایک شخص تنہا جنگ کے لئے نکلا۔ مسلمانوں کی جانب سے اوس کے مقابلہ پر ہریم بن عدی خالد بن عدی کے باپ نکلے ہریم اپنے خود پر عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ یہ ایک نہر کے قریب پہنچے وہ مشرک کچھ دیر تک کاوا دے دیکر اون پر حملہ کرتا رہا۔ مگر آخر کار ہریم نے اوسے قتل کیا۔ اور اوس کے تمام ہتیار اور لباس پر قبضہ کرلیا۔ اس پر مہلب نے اون سے کہا کہ اگر تم مارے جاتے اور تمھارے عوض دشمن کے ایک ہزار سپاہی بھی قتل کر دئے جاتے تو میرے خیال میں وہ ایک ہزار تمھارا خونبہا نہوتے۔

اسی مقام کش پر مہلب نے بنی مضر کے بعض لوگوں پر کچھ الزام لگایا اور اونھیں قید کردیا۔ جب مہلب دشمن سے صلح کر کے واپس پلٹے تو انھوں نے اونھیں رہا کردیا۔

حجاج کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حجاج نے مہلب کو لکھا کہ اگر تم نے اون لوگوں کو کسی جرم پر قید کیا تھا تو اون کا رہا کر دینا خلاف مصلحت ہے اور اگر بلا وجہ قید کیا تھا تو یہ ظلم ہے۔

مہلب نے جواباً لکھا کہ جب مجھے اون کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا میں نے قید کردیا۔ مہلب نے جن لوگوں کو قید کیا تھا اون میں عبد الملک بن ابی الشیخ القشیری بھی تھے۔

جب مہلب نے اہل کش سے کچھ رقم تاوان پر صلح کرلی تو یہ اوسے وصول کرنے کھڑے ہوئے۔ اسی اثنا میں ابن الاشعث کا خط اون کے پاس آیا جس میں مہلب سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ حجاج کا ساتھ چھوڑ دیجئے۔ اور اوس کے خلاف میری مدد کیجئے۔ مہلب نے اس خط کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔

اسی سنہ میں حجاج نے عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث کو ترکوں کے بادشاہ رتبیل سے لڑنے کے لئے سجستان بھیجا۔

حجاج کے ابن الاشعث کو اس مہم پر بھیجنے کی وجہ اہل سیر نے مختلف طور سے بیان کی ہے اسی طرح اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ اوس وقت جبکہ حجاج نے ابن الاشعث کو اس مہم پر مقرر کیا ہے وہ کہاں تھے۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ جب حجاج کا خط جس میں اوس نے عبید اللہ بن ابی بکرہ کے رتبیل کے علاقہ میں بڑھنے اور پھر اون کی فوج کی تباہی کی اطلاع

دی تھی۔ عبدالملک کے پاس پہنچا عبدالملک نے اوس کا حسب ذیل جواب دیا۔

حمد و ثنا کے بعد۔ میرے پاس تمھارا خط پہنچا جس میں تم نے علاقہ سجستان میں مسلمانوں کی تباہی کی اطلاع دی ہے اوس کے متعلق سنو مسلمانوں پر تو جہاد فرض ہی تھا ہے وہ اپنی خوابگاہوں کو چلے گئے ہیں اللہ تعالیٰ اونھیں اجر دینے والا ہے۔

اور تم نے اس علاقہ کی طرف جو مزید فوج بھیجنے کے متعلق میری رائے دریافت کی ہے کہ آیا وہ بھیجی جائے یا نہ بھیجی جائے اُسکے متعلق مجھے تمھاری رائے سے اتفاق ہے کہ تم ضرور بھیجدو۔

حجاج تمام ملک عراق میں سب سے زیادہ ابن الاشعث سے عداوت رکھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ جب میں عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کو دیکھتا ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ اوسے قتل کرڈالوں۔

نمیر بن وعلۃ الہمدانی ثم الیناعی بیان کرتے ہیں کہ میں حجاج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ابن الاشعث آئے۔ حجاج نے اونھیں دیکھنے کے ساتھ ہی کہا کہ میں اوس کی چال کو دیکھتا ہوں اور میرا یہ جی چاہتا ہے کہ میں اوسے قتل کرڈالوں۔

جب عبدالرحمن حجاج کے پاس سے اوٹھے تو نمیر بھی اوٹھے اور اون سے پہلے ہی سعید بن قیس السبیعی کے دروازہ پر آکر اون کے انتظار میں کھڑے رہے۔ جب عبدالرحمن دروازہ سے باہر نکلنے لگے تو نمیر نے اون سے کہا کہ ذرا دروازہ کے اندر چلئے مجھے آپ سے ایک نہایت راز کی بات کہنا ہے۔ مگر اوس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ جبتک حجاج بقید حیات ہے آپ اس کا ہرگز تذکرہ نہ کریں۔

عبدالرحمن نے کہا بہتر ہے آپ فرمائیں۔

نمیر نے کہا کہ حجاج تمھارے متعلق یہ کہہ رہا تھا۔ اس پر عبدالرحمن نے کہا کہ جب تک میں اور حجاج زندہ ہیں میں برابر اوس کی تباہی کی کوشش میں لگا رہوں گا۔ اور اگر میں ایسا نہ کروں تو واقعی پھر میں اوس سزا کا مستحق ہوں جس کا اظہار حجاج نے کیا ہے۔

اب حجاج نے بیس ہزار فوج اہل کوفہ کی اور بیس ہزار اہل بصرہ کی تیار کرنی شروع کی۔ اس فوج کی ترتیب اور آراستگی میں پوری کوشش کی تمام لوگوں کو پوری پوری تنخواہیں دیدیں۔ خوبصورت خوبصورت گھوڑے اور پورے ہتیار دئے۔

حجاج نے تمام فوج کا باقاعدہ معائنہ شروع کیا۔ جس شخص کی شجاعت کی تعریف اوس کے سامنے بیان کی جاتی تھی حجاج اوسے انعام و اکرام دیتا تھا۔

غیاد بن الحصین الحبطی اور حجاج دونوں فوج کا معائنہ کر رہے تھے عبید اللہ بن ابی محجن الثقفی عبدالرحمن بن ام الحکم الثقفی کے پاس جاتے ہوئے غیاد کے سامنے سے گزرے۔ غیاد نے اونھیں دیکھتے ہی کہا کہ میں نے اون کے گھوڑے سے زیادہ کوئی گھوڑا حسین و جمیل نہیں دیکھا۔ اور گھوڑا بھی سپاہی کی بڑی قوت اور اوس کا ہتھیار ہے۔ اور یہ مادہ خچر بھی بڑی مضبوط ہے۔ اوس پر حجاج نے اونھیں پانسو پچاس درہم زیادہ دیئے عطیۃ العنبری حجاج کے پاس سے گزرا حجاج نے اوسے دیکھکر عبدالرحمن سے کہا کہ تم ان کا خیال رکھنا اور انھیں انعام و اکرام دینا۔

جب یہ دونوں فوجیں پوری طرح کیل کانٹے سے لیس ہوگئیں تو حجاج نے عطارد بن عمیر التمیمی کو اس فوج کا سردار بناکر روانہ کیا۔ عطارد نے اہواز آکر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد حجاج نے عبید اللہ بن حجر بن ذی الجوشن العامری کو بھیجا۔ پھر اوسے بھی موقوف کر کے اسکی جگہ عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کو بھیجا۔

جب حجاج نے عبید اللہ بن حجر کو اس خدمت سے سبکدوش کر دیا۔ اور اوس کی جگہ عبدالرحمن کو مقرر کیا۔ عبدالرحمن کا چچا اسمٰعیل بن الاشعث حجاج کے پاس آیا اور اوس سے کہا کہ آپ عبدالرحمن کو اس مہم کا سردار نہ بنائیے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ بغاوت کر بیٹھے گا۔ آج تک اوس کا طرز عمل یہی رہا ہے کہ جب اوس نے دریائے فرات کے پل کو عبور کیا پھر کسی حاکم کی اطاعت نہیں کی۔

حجاج نے جواب دیا کہ وہاں صرف عبدالرحمن ہی میرے لئے خطرناک اور مجھ سے بغاوت اور سرکشی پر آمادہ نہیں ہے بلکہ اور بھی ہیں۔

بہر حال حجاج نے عبدالرحمن کو اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ عبدالرحمن اس فوج کے ساتھ ۸۰ھ ہجری میں سجستان پہنچا۔ سجستان پہنچ کے تمام باشندوں کو خطبہ سننے کے لئے بلایا۔ اور منبر پر چڑھکر حسب ذیل تقریر کی۔

اے لوگو! حجاج نے مجھے تمہارے سرحدی علاقوں کی حفاظت اور تمہارے دشمنوں سے جنھوں نے تمہارے شہروں کو لوٹا اور تمہارے اکثر افراد کو تہ تیغ کیا ہے۔

جہاد کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ آپ لوگوں کو چاہیئے کہ آپ میں سے کوئی بھی اہل فوج سے پیچھے نہ رہ جائے ورنہ وہ مستوجب سزا ہوگا۔" آپ سب اپنی فوجی قیام گاہوں میں حاضر ہو جائیں۔

چنانچہ تمام لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اون کے لئے بازار لگا دیے گئے۔ اور اب لوگوں نے جنگ کے لئے تیاری شروع کی۔ ہتیار وغیرہ درست کرنے لگے۔ اس تیاری کی اطلاع رتبیل کو ہوئی۔ اوس نے خوف زدہ ہو کر عبدالرحمٰن کو ایک خط لکھا جس میں اوس نے مسلمانوں کی پچھلی مرتبہ کی تباہی پر معذرت کی اور لکھا کہ مسلمانوں نے مجھے جنگ کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میں آپ سے صلح کی درخواست کرتا ہوں۔ اور خراج دینے کے لئے آمادہ ہوں۔ عبدالرحمٰن نے اوس کی درخواست منظور نہیں کی۔ اور نہ خراج لینا پسند کیا۔ بلکہ اپنی زبردست فوج کے ساتھ اوس کے علاقہ میں دھاوا شروع کر دیا۔

جب عبدالرحمٰن رتبیل کے علاقہ کے پہلے شہر میں داخل ہوئے۔ رتبیل نے اپنی تمام فوج اپنے پاس بلا لی۔ اور تمام علاقہ۔ تجارتی منڈیاں اور قلعے عبدالرحمٰن کے لئے چھوڑ دئے۔

عبدالرحمٰن جس شہر پر قبضہ کرتے تھے اوس پر اپنا عامل مقرر کر کے بھیجدیتے تھے۔ اوس کی حفاظت کے لئے فوجی دستے بھی بھیجدیتے تھے ایک شہر سے دوسرے شہر تک ڈاک کا سلسلہ بھی قائم کر دیا۔ پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں پہرے قائم کر دئے۔ اور ایسی جگہ پر جہاں سے خطرہ کا احتمال تھا فوجی چوکیاں بٹھا دیں۔

جب عبدالرحمٰن نے اوس کے بڑے وسیع علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور مویشیوں اور بہت سا مال غنیمت قبضہ میں کر لیا اپنی فوج کو مزید پیشقدمی کرنے سے روک دیا اور کہا کہ اس سال یہی ہمارے لئے کافی ووافی ہے جو ہمیں مل چکا ہے اب ہمیں چاہیئے کہ خراج وصول کریں اور لگان مشخص کریں۔ تاکہ اس اثنا میں مسلمان یہاں کے راستوں سے نڈر ہو جائیں۔ اور پھر آیندہ سال آگے بڑھیں گے۔ ہر سال رتبیل کے علاقہ پر رفتہ رفتہ قبضہ کرتے جائیں گے۔ اور اسی طرح ایک دن اوس کے تمام خزانوں اور اہل وعیال پر قبضہ کر لیں گے۔ اون کے بعید ترین شہروں اور مضبوط ترین قلعوں پر قابض ہو جائیں گے۔ اور پھر جبتک کہ اللہ اون کفار کو بالکل تباہ نہ کر دیگا ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے۔

پھر عبدالرحمٰن نے اون تمام فتوحات کی اطلاع میں جو مسلمانوں کو دشمن کے علاقہ میں

حاصل ہوئیں۔ اور اُن احسانات کی جو اللہ تعالیٰ نے اون پر کئے حجاج کو خط کے ذریعہ سے اطلاع کردی۔ اور اپنی وہ رائے بھی لکھدی جس پر آیندہ عمل کرنیکا اونھوں نے ارادہ کیا تھا۔

دوسرے لوگوں نے ابن الاشعث کے سجستان کا عامل مقرر کئے جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ حجاج نے پہلے ہمیان بن عدی السدوسی کو اس لئے کرمان بھیجا کہ یہ اوس علاقہ کی حفاظت کریں اور عاملان سند اور سجستان میں سے جس کسی کو امداد کی ضرورت ہو یہ اوسے امداد دیں۔ مگر ہمیان اور اوس کی فوج حجاج سے باغی ہوگئی۔ حجاج نے ابن الاشعث کو اوس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

ابن الاشعث نے ہمیان کو شکست دی۔ اور حجاج نے اونھیں ہمیان کی جگہ مقرر کردیا۔ اسی درمیان میں سجستان کے عامل عبیداللہ بن ابی بکرہ کا انتقال ہوگیا۔ حجاج نے ابن الاشعث کو اون کی جگہ سجستان کا عامل مقرر کردیا۔ اور اوس کے لئے باقاعدہ طور پر فرمان لکھدیا۔

اس کے علاوہ حجاج نے ایک اور فوج سجستان بھیجنے کے لئے تیار کی علاوہ معمولی تنخواہوں کے بیس لاکھ درہم اس فوج پر خرچ کئے لوگ اوسے جیش الطواویس[1] کہنے لگے اور ابن الاشعث کو رتبیل پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔

ابان بن عثمان نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ مگر بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے اس سال حج کرایا۔

مدینہ کے حاکم ابان بن عثمان تھے۔ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا گورنر حجاج تھا۔ اور حجاج کی جانب سے خراسان کے عامل مہلب تھے ابو بردہ بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ اور موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے۔ اس سنہ میں عبدالملک نے اپنے بیٹے یزید کو جہاد کے لئے بھیجا۔

[1] طواویس۔ طاوس کی جمع ہے جس کے معنے مور کے ہیں۔

۸۰ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں شہر قالیقلا مسلمانوں نے فتح کیا۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے عبیداللہ کو جہاد کے لئے بھیجا اور اس نے اس شہر کو فتح کیا۔

اسی سال بحیر بن ورقا الصریمی خراسان میں مارا گیا۔ اسکا تفصیلی بیان حسب ذیل ہے۔

بحیر نے امیہ بن عبداللہ کے حکم سے بکیر کو قتل کیا تھا۔ اوس پر عثمان بن رحیا بن جابر بن شداد۔ متعلقہ بنی عوف بن سعد نے جو انبار میں سے تھا چند شعر کہے جس میں خاندان بکیر کے افراد کو بکیر کا بدلا لینے کے لئے اُبھارا تھا۔

جب بحیر کو معلوم ہوا کہ انبار مجھے دھمکی دے رہے ہیں اوس نے بھی دو فخریہ شعروں میں اپنے دل کا غبار نکالا۔

قبیلۂ بنی عوف بن کعب بن سعد کے سترہ آدمیوں نے بکیر کے خون کا قصاص لینے کے لئے عہد کیا۔ چنانچہ شمردل نامی ایک شخص صحرا سے روانہ ہو کر خراسان پہنچا۔ جب اوس کی نظر بحیر پر پڑی جو اوس وقت کھڑا ہوا تھا شمردل نے فوراً اوس پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اوسے گرا دیا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں نے بحیر کا کام تمام کر دیا ہے اسی اثنا میں لوگوں نے کہا کہ یہ خارجی ہے اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے اسکے تعاقب میں چلے شمردل گھوڑے سے گر گیا اور مارا گیا۔

جب اس کوشش میں ناکامیابی ہوئی تو پھر صعصعہ بن حرب العوفی متعلقہ بنی جندب صحرا سے اسی خیال سے روانہ ہوا۔ اوس نے اپنا تمام سامان فروخت کر کے اوس کے بجائے ایک گدھا خرید لیا۔

صعصعہ سجستان آیا اور بحیر کے رشتہ داروں کے پڑوس میں آکر ٹھیرا۔ اُن سے نہایت ہی نرمی و اخلاق سے پیش آنے لگا۔ اور کہا کہ میں اہل یمامہ کے قبیلۂ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتا ہوں یہ شخص ہمیشہ بحیر کے عزیزوں کے پاس آتا تھا اور اون میں بیٹھنے اوٹھنے لگا تھا جب وہ لوگ اچھی طرح اوس سے مانوس ہو گئے تو ایک دن کہنے لگا کہ خراسان میں میری کچھ میراث تھی اوس پر دوسرے لوگوں نے غاصبانہ طریقہ پر قبضہ کر لیا ہے اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ خراسان میں بحیر کا بہت کچھ اثر اور دخل ہے آپ لوگ اون کے نام ایک سفارشی خط مجھے لکھدیجئے تاکہ وہ اس معاملہ میں میری اعانت کریں چنانچہ بحیر کے رشتہ داروں نے

بحیر کے نام خط لکھ کر دیدیا صعصعہ سجستان سے روانہ ہو کر مرو پہنچا اوس وقت مہلب کفار سے جہاد میں مصروف تھے۔

مرو میں بنی عوف کے جو لوگ تھے اون کی ایک جماعت سے اوس کی ملاقات ہوئی صعصعہ نے اونھیں اپنے مرو آنے کی غرض و غایت بتائی۔ بکیر کا آزاد غلام صیقل نے جوش انبساط میں صعصعہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

صعصعہ نے اس سے خنجر کی فرمائش کی صیقل نے اُسے خنجر بنادیا اور اوسے خوب تپا کر کئی مرتبہ گدھی کے دودھ میں غوطے دئے۔

صعصعہ مرو سے روانہ ہو کر دریا کو عبور کر کے مہلب کے لشکر گاہ میں پہنچا۔ مہلب اوس روز مقام اخرون میں خروکش تھے۔ بحیر سے ملا اور وہ سفارشی خط اونھیں دیا اور کہا کہ میں قبیلۂ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ ابن ابی بکرہ کے ساتھیوں میں تھا سجستان میں میری جو جائداد تھی وہ تو جاتی رہی۔ مرو میں کچھ باقی ہے اُسے بیچنے کے لئے آیا ہوں اس کام سے فارغ ہونے کے بعد یمامہ واپس چلا جاؤنگا۔

اس پر بحیر نے حکم دیا کہ اخراجات ضروری کے لئے کچھ روپیہ اوسے دیدیا جائے۔ اپنے پاس ہی اوسے ٹھہرایا۔ اور کہا کہ جس معاملہ میں چاہو تم میری امداد لے سکتے ہو۔

صعصعہ نے کہا کہ اس فوج کی واپسی تک میں یہیں آپ کے پاس ٹھہرا رہونگا۔

چنانچہ صعصعہ ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کے بحیر کے ساتھ مقیم رہا بحیر کے ساتھ مہلب کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا اور اس طرح اور لوگوں سے اس کی جان پہچان بھی ہو گئی تھی۔

بحیر کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ مبادا کوئی شخص اچانک مجھ پر حملہ کردے۔

اسی وجہ سے وہ کسی شخص پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ مگر جب صعصعہ بحیر کے رشتہ دار کا سفارشی خط لے کر اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں قبیلۂ بکر بن وائل سے تعلق رکھتا ہوں بحیر اس کی جانب سے بے خطر ہو گیا تھا۔

ایک روز بحیر مہلب کے دیوانخانہ میں معمولی قمیص چادر اور جوتے پہنے ہوئے بیٹھا ہوا تھا کہ صعصعہ بھی آیا اور اوس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ پھر اس سے اور قریب ہو گیا اور اس طرح اوس پر جھک پڑا کہ گویا کوئی بات کہنا چاہتا ہے اور پھر یکایک اوس کی

پشت پر سے کمر میں خنجر بھونک دیا جو میٹھہ تک اوتر گیا اس پر لوگوں نے کہا کہ یہ خارجی ہے۔ مگر اوس نے صاف صاف کہدیا کہ میں نے بکیر کا بدلہ لیا ہے۔

ابو العجفا بن ابی القرقار نے جو آج کل مہلب کے محافظ دستہ کا افسر تھا اوسے گرفتار کر کے مہلب کے سامنے پیش کیا۔ مہلب نے اس سے کہا کہ تیرا مقصد پورا نہیں ہوا اور تو نے مفت میں اپنی جان ہلاکت میں ڈالی۔ بجیر کی حالت خطرناک نہیں ہے۔

صعصعہ نے کہا کہ میں نے ایسا کاری وار لگایا ہے کہ وہ بچ نہیں سکتا خنجر پیٹ تک اوتر گیا ہے اوس کے پیٹ کی بدبو میرے ہاتھوں میں آتی ہے۔

مہلب نے اُسے قید کر دیا۔ انبار کے کچھ لوگ جیل خانہ میں اوس سے جا کر ملے اور اونھوں نے اوس کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

دوسرے روز چاشت کے وقت بجیر نے داعی اجل کو لبیک کہا جب صعصعہ کو بجیر کے مرنے کی خبر ہوئی تو اوس نے کہا کہ اب جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرو مجھے کچھ پروا نہیں اب بنی عوف کی عورتوں کی نذریں پوری ہو گئیں ہیں میں نے اپنا بدلا لے لیا ہے۔ اب جو کچھ میرا حشر ہو مجھے اوس کی پروا نہیں۔

کئی مرتبہ تنہائی میں مجھے موقع حاصل ہوا تھا کہ میں اوس کا کام تمام کر دیتا مگر میں نے اسطرح چپ کے سے مارنا بزدلی خیال کیا۔

مہلب نے ان باتوں کو سن کر کہا کہ میں نے اس جیسا شخص موت سے نڈر اور صابر کبھی نہیں دیکھا۔

بعدازاں مہلب نے بجیر کے چچیرے بھائی ابو سویقہ کو اوس کے قتل کرنے کا حکم دیا انس بن طلق نے اوس سے کہا کہ بجیر تو اب قتل ہو ہی چکا ہے۔ وہ تو واپس آ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے تم صعصعہ کو قتل نہ کرو۔

ابو سویق نے ایک نہ سنی۔ صعصعہ کو قتل کر ڈالا اوس پر انس نے اوسے بہت کچھ برا بھلا کہا۔

دوسرے راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ بجیر ابھی زندہ تھا کہ مہلب نے صعصعہ کو بجیر کے پاس بھیجدیا۔ اس پر انس بن طلق العبشمی نے بجیر سے کہا کہ

تم نے بکیر کو قتل کیا تھا اوس کا بدلا اوس شخص نے تم سے لیا ہے تم اُسے چھوڑ دو۔
مگر بحیر نے ایک نہ سنی لوگوں سے کہا کہ اوسے میرے قریب لاؤ اور صعصعہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک کہ تو زندہ ہے۔
لوگوں نے صعصعہ کو بحیر کے قریب کردیا۔ بحیر نے اوسکے سر کو اپنے دونوں پیروں کے درمیان رکھا اور کہا "اے کمینے۔ صبر کر تو بدترین مخلوق ہے" ابن طلق نے بحیر سے کہا خدا تجھپر لعنت کرے میں تو تجھسے اوس کی سفارش کر رہا ہوں اور تو اوسے میرے ہی سامنے قتل کئے ڈالتا ہے۔
مگر بحیر نے اُسے اپنی تلوار سے قتل کر ڈالا پھر بحیر بھی مرگیا اُسپر مہلب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یہ جہاد تو منحوس ہوا کہ بحیر اس میں قتل کئے گئے۔ صعصعہ کے قتل کئے جانے کی وجہ سے قبیلۂ عوف بن کعب اور انبا ر بگڑ بیٹھے اور کہنے لگے کہ صعصعہ کیوں قتل کیا گیا۔
اوس نے تو بکیر کا بدلہ لیا تھا قبیلۂ مقاعس اور دوسرے تحت کے قبیلے اون کے مقابلے پر اوٹھ کھڑے ہوئے جب لوگوں نے دیکھا کہ اس طرح فتنہ وفساد بڑھ جائیگا تو اون میں جو ارباب عقل اور دانشمند تھے اونھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بحیر کی جان تو بکیر کے معاوضہ میں سمجھ لی جائے البتہ صعصعہ کی جان کی دیت دیدی جائے چنانچہ قبیلۂ مقاعس والوں نے صعصعہ کی جان کے عوض دیت ادا کردی قبیلۂ انبا والوں میں سے ایک شخص نے صعصعہ کی تعریف میں دو شعر بھی کہے۔
عبدربہ البکیر ابو وکیع جو صعصعہ کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا وہ صحرا میں بکیر کے قبیلے والوں کے پاس آیا اور اون سے مطالبہ کیا کہ چونکہ صعصعہ نے بکیر کی موت کا بدلا لینے کے لئے اپنی جان قربان کی ہے اس لئے آپ لوگ اوس کی جان کے عوض دیت ادا کیجئے۔
چنانچہ بکیر کے قبیلہ نے صعصعہ کی دیت ادا کی اسطرح اُسکی دو دیتیں دی گئیں۔
ابو مخنف کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث اور اوس کے ساتھ عراق کی جو فوج تھی اوس نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور حجاج سے جنگ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھے۔
مگر واقدی یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی حجاج سے بغاوت
اور
اوس کے تفصیلی واقعات

عبدالرحمٰن بن محمد الاشعث کو علاقہ رتبیل میں جو کچھ کامیابی ہوئی اور اب آیندہ وہ جس طرز عمل پر کاربند ہونا چاہتے تھے، اِن تمام باتوں کی اطلاع اونھوں نے حجاج کو کردی۔ اس کا بیان ہم پہلے ۸۰ھ کے واقعات میں کر چکے ہیں۔ البتہ ۸۱ھ کے واقعات جو اون سے متعلق ہیں اُن کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

حجاج نے ابن الاشعث کے خط کے جواب میں انھیں لکھا،

حمد و ثنا کے بعد۔ تمہارا خط مجھے ملا۔ جو کچھ تم نے لکھا تھا میں نے اُسے سمجھا۔ مگر تمہارے خط کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط ایک ایسے شخص نے لکھا ہے جو صلح و آشتی کا بدل و جان متمنی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے ایسے ذلیل و حقیر دشمن سے تعلقات پیدا کر لئے ہیں جس نے مسلمانوں کی ایک جرار او ربہادر فوج کو ہلاک کیا تھا۔

اے عبدالرحمٰن کی ماں کے بیٹے یاد رکھو اگر تم نے میری فوج اور میرے صریح احکام کی موجودگی میں دشمن سے اجتناب کیا تو تمہارا حشر وہی ہوگا۔ جیسا کہ اور مسلمانوں کا ہو چکا ہے میں تمہاری اوس رائے کو جسے تم فوجی چال سمجھے ہو ہرگز ایسا خیال نہیں کرتا بلکہ یہ محض تمہاری کاہلی اور بزدلی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے، اسلئے اب میں تمھیں حکم دیتا ہوں، کہ تم میری پہلی ہدایت پر عمل کرو دشمن کے ملک میں بڑھتے چلے جاؤ۔ اوس کے تمام قلعوں کو مسمار جنگجو سپاہیوں کو تہ تیغ اور اہل و عیال و متعلقین کو لونڈی غلام بنالو۔

اس خط کے بعد ہی حجاج نے حسب ذیل دوسرا خط ابن الاشعث کے نام لکھا۔ حمد و ثنا کے بعد۔ جو مسلمان تمہارے پاس ہیں انہیں احکام دیدو کہ تاوقتیکہ اُس تمام علاقہ کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمان فتح نہ کرلیں تم برابر اس مفتوحہ علاقہ میں مقیم رہو اور زراعت شروع کردو۔

اس خط کے بعد ہی پھر ایک تیسرا خط حجاج نے ابن الاشعث کو لکھا۔

حمد و ثنا کے بعد میں نے دشمن کے علاقہ میں بڑھنے کے لئے تمھیں جو حکم دیا ہے تم اُس کی

فوراً تعمیل کرو۔ ورنہ تم علیحدہ ہو جاؤ۔ اور اسحٰق بن محمد تمھارے بھائی تمھاری جگہ سپہ سالار مقرر کئے جاتے ہیں۔

خط پڑھکر ابن الاشعث نے کہا کہ میں خود ہی اسحاق کے بوجھ کو اٹھاؤں گا عبدالرحمن اسحاق سے ملا۔ اسحاق نے اُس سے کہا کہ آپ ایسا نہ کیجئے۔ مگر اس پر عبدالرحمن نے اوسے دھمکی دی کہ اگر تم نے کسی سے اس بات کا تذکرہ کیا تو میں تمھیں قتل کرڈالوں گا اسحٰق نے خیال کیا کہ شاید عبدالرحمن میرے مارنے کے لئے تلوار اوٹھانا چاہتے ہیں اس لئے اوس نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھدیا۔

عبدالرحمن نے تمام فوج کو خطبہ سنانے کے لئے بلایا' اور حمد و ثنا کے بعد کہا آپ لوگ واقف ہیں کہ میں آپ کا بہی خواہ ہوں ایسا کام کرنے کے لئے تیار ہوں جس سے آپ کو نفع پہنچے دشمن کے مقابلہ کے لئے میں نے جو طرز عمل آپ کے لئے تجویز کیا تھا میں نے اوس کے بارے میں آپ کے ارباب عقل اور تجربہ رکھنے والے لوگوں سے مشورہ لے لیا تھا' اُس میری رائے کو ان صاحبوں نے آپ کے لئے اس وقت اور آیندہ کے لئے بھی مناسب سمجھا تھا۔ اس معاملہ کی اطلاع میں نے آپ کے امیر حجاج کو بھی کردی تھی اوس کے جواب میں حجاج نے مجھے یہ خط لکھا ہے جس میں مجھے بزدل اور کمزور بنایا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں فوراً آپ لوگوں کو لیکر دشمن کے ملک میں بڑھتا چلا جاؤں۔ یہ وہی علاقہ ہے۔ جس میں ابھی حال ہی میں آپ کے دوسرے بھائی تباہ ہو چکے ہیں مگر پھر بھی چونکہ میں بھی آپ کا ایک فرد ہوں اس لئے اگر آپ اس حکم پر عمل کرنا چاہتے ہوں تو میں بھی تیار ہوں اور اگر آپ اس پر عمل پیرا نہیں ہونا چاہتے تو بھی میں آپ کے شریک حال ہوں۔

اس پر ہر طرف سے لوگ اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم ہرگز پیشقدمی نہیں کریں گے بلکہ ہم اوس دشمن خدا کو نہیں مانتے۔ نہ اوس کی اطاعت کرنیکے لئے تیار ہیں۔

مطرف بن عامر بن واثلۃ الکنانی نے بیان کیا ہے کہ اس موقع پر سب سے پہلے میرے باپ نے جو شاعر تھے اور مقرر بھی تھے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے حجاج کی مثال اوس شخص کی ہے جس نے سب سے پہلے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ تو اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کر۔ اگر یہ ہلاک ہو جائے گا تو ہلاک ہو جائے تجھے کیا پروا اور اگر زندہ بچ گیا تو بھی تو ہی اُس کا مالک ہے۔ حجاج تمہ برابر بھی تمھاری پروا

نہیں کرتا اسی وجہ سے اوس نے تمہیں ایسے پرخطر ممالک میں بھیجا ہے۔ اگر تمہیں فتح ہوئی تو مال غنیمت تو تم حاصل کروگے۔ مگر اس علاقہ کی آمدنی ساری اوس کی ہے اس طرح اسکی طاقت و دبدبہ میں اضافہ ہوگا، اور اگر دشمنوں نے تم پر فتح پائی۔ تو بس اس وقت حجاج کے نزدیک تم ایسے قابل عداوت دشمن ہو جاؤ گے جن کی تکالیف کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا اور جس پر مطلقاً رحم نہیں کیا جاتا۔

اس لیے آپ لوگ دشمن خدا حجاج کو چھوڑ دیجیے۔ اور عبدالرحمن کو اپنا امیر بنا لیجیے اور میں ہی اس کی ابتدا کرتا ہوں اور آپ سب کو اوس پر گواہ بناتا ہوں۔

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ہر طرف سے صدائیں آئیں۔ ہم آپ کی رائے پر عمل کرتے ہیں اور دشمن خدا حجاج کو چھوڑ دیتے ہیں!

اس کے بعد عبدالمومن بن شبث بن ربعی التمیمی جو عبدالرحمن کے اس مہم پر روانہ ہونے کے بعد سے محافظ دستہ کا سردار تھا تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا۔

اے اللہ کے بندو! خوب سمجھ لو اگر تم نے حجاج کے احکام کی تعمیل کی تو وہ حکم دے گا کہ تا بہ زندگی تم اوسی علاقہ کو اپنا وطن سمجھو اور جس طرح فرعون نے فوجوں کو دشمن کے علاقہ میں عرصہ تک مقیم رکھا تھا اسی طرح یہ بھی تمہیں یہیں رکھے گا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے اوس فوج کو جو مہم پر بھیجی جاتی ہے مستقل طریقہ پر دشمن کے ملک میں حکماً و جبراً رہنے کا حکم دیا۔ اس طرح تمہیں کبھی موقع نہیں ملے گا کہ اپنے اعزا و احباب سے مل سکو اور یوں ہی اس دنیا سے چل بسوگے بہتر ہے کہ اپنے اس امیر کے ہاتھ پر جو یہاں موجود ہیں بیعت کر لو اور پھر اپنے دشمن پر پلٹ پڑو۔ اور اپنے ملک سے اُسے نکال دو،

اس تقریر کے ختم ہوتے ہی تمام لوگ بیعت کرنے کے لئے عبدالرحمن کی جانب بڑھے اور بیعت کرنے لگے۔

عبدالرحمن بن الاشعث نے کہا کہ آپ لوگ میرے ہاتھ پر ان مقاصد کے حصول کے لئے بیعت کیجیے، سب سے پہلے یہ کہ ہمیں دشمن خدا حجاج سے کوئی تعلق نہیں دوسرے یہ کہ اس کے مقابلہ میں آپ لوگ میری امداد و حمایت کریں۔ تاکہ ہم اُسے سرزمین عراق سے نکال دیں غرض کہ انھیں امور کے لئے لوگوں نے ابن الاشعث کے ہاتھ پر بیعت کی، مگر اس موقع پر ابن الاشعث نے عبدالملک کی ترک اطاعت وغیرہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

عمر بن ذر القاص راوی ہے کہ میرا باپ اس وقت وہاں موجود تھا اور چونکہ ابن الاشعث کے بھائی قاسم بن محمد کے ساتھ ہو گیا تھا اس لئے ابن الاشعث نے اسے مارا پیٹا تھا اور قید کر دیا تھا مگر اس موقع پر جب ابن الاشعث نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھ لی اونھوں نے میرے باپ کو جیل خانہ سے بلایا۔ انھیں خلعت و انعام دیا۔ اور پھر وہ بھی ابن الاشعث کے ساتھ ہو گئے۔ قاص زبردست مقرر تھا۔

عبدالرحمن جب سجستان سے روانہ ہونے لگے تو اونھوں نے مقام بست پر عیاض بن ہمیان البکری (متعلقہ بنی سدوس بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ) کو اور زرنج پر عبداللہ بن عامر التمیمی کو رئیس مقرر کر دیا۔ اور پھر رتبیل کے پاس صلح کرنے کے لئے سفیر بھیجا اور اس شرط پر دونوں میں صلح ہو گئی کہ اگر اس کشمکش میں ابن الاشعث کامیاب ہوں تو رتبیل آئندہ سے خراج نہ دے اور اگر ابن الاشعث کو شکست ہو اور وہ رتبیل کے پاس آجائیں تو رتبیل انھیں پناہ دے گا۔ بہر حال جب عبدالرحمن سجستان سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تو اعشیٰ بھی اون کے آگے آگے گھوڑے پر سوار چلتا تھا اور اپنے اشعار پڑھتا جاتا تھا۔

عبدالرحمن نے عطیہ بن عمر والعنبری کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا تھا حجاج نے بھی اوس کے مقابلہ کے لئے رسالہ بھیجا جب کبھی عطیہ کی حجاج کے رسالہ سے جنگ ہوئی اوس نے شکست دی اس پر حجاج نے دریافت کیا کہ کون شخص ہمارے مقابل ہے لوگوں نے اوس سے کہا کہ عطیہ ہے اس موقع پر بھی اعشیٰ نے دو شعر کہے۔

غرض کہ عبدالرحمن نے اس فوج کے ہمراہ عراق کا رخ کیا اس سے پہلے اوس نے ابو اسحٰق السبیعی کو دعوت دی تھی کہ تم میرے ساتھ ہو جاؤ اور عبدالرحمن اُس سے کہا کرتا تھا کہ تم میرے ماموں ہو اس لئے اُس نے دریافت کیا کہ ابو اسحٰق آئے یا نہیں!

ابو اسحٰق سے لوگوں نے کہا کہ عبدالرحمن آپ کو پوچھ بھی رہے تھے مگر آپ اُن کے پاس نہیں گئے۔ مگر ابو اسحٰق نے عبدالرحمن کے پاس جانا کچھ اچھا نہیں سمجھا اور نہیں گیا۔

عبدالرحمن بڑھتا ہوا کرمان پہنچا۔ حجاج نے خرشۃ بن عمر التمیمی کو رسالہ کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابو اسحٰق بھی کرمان پر فروکش ہوا مگر جنگ جماجم تک عبدالرحمن کی اس بغاوت کے جھگڑے میں شریک نہیں ہوا۔

جب یہ تمام فوجیں سرزمین فارس میں داخل ہوگئیں تو لوگوں نے آپس میں صلاح و مشورہ کرنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ جب ہم نے حجاج کے خلاف جو عبدالملک کا عامل ہے علم بغاوت بلند کر دیا ہے تو گویا ہم نے عبدالملک سے بھی بغاوت کر دی ہے۔

یہ سب لوگ اس مشورہ کے بعد عبدالرحمٰن کے پاس جمع ہوئے، سب سے پہلے تیحان بن ابجر متعلقہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں جس طرح اپنا کرتا اُتار ے ڈالتا ہوں اسی طرح میں نے آج سے عبدالملک کی اطاعت کے جوے کو اپنی گردن سے اوتار دیا۔

تھوڑے سے لوگوں کے سوا باقی تمام لوگوں نے اوس کی تقلید کی اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

عبدالرحمٰن نے اتباع قرآن پاک، سنت رسول اللہ، گمراہی اور فسق و فجور کے سرغنوں کی ترک نصرت اور ایسے لوگوں کے خلاف جنھوں نے منہیات شرعیہ کو جائز قرار دے لیا تھا۔ جہاد پر آمادگی کے لئے لوگوں سے بیعت لینا شروع کی۔ جو شخص ان باتوں کو تسلیم کر لیتا تھا اُس سے بیعت لے لی جاتی تھی۔

جب حجاج کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی اس نے عبدالرحمٰن کے باغیانہ طرز عمل کی عبدالملک کو خط کے ذریعہ اطلاع دی اور درخواست کی کہ آپ فوراً میری امداد کے لئے فوج روانہ فرمایئے اس کارروائی کے بعد حجاج بصرہ آگیا۔

دوسری طرف مہلب کو عبدالرحمٰن کی اس بغاوت کا علم اسی وقت ہو چکا تھا۔ جب کہ عبدالرحمٰن ابھی سجستان ہی میں تھا۔ اس پر مہلب نے ابن الاشعث کو لکھا، حمد و صلوٰۃ کے بعد، اے عبدالرحمٰن تم نے رسول اللہ صلعم کی امت کے خلاف اپنا پاؤں سخت گمراہی و ضلالت کی رکاب میں رکھا ہے، دیکھو خواہ مخواہ اپنی جان عزیز کو ورطۂ ہلاکت میں نہ ڈالو، مسلمانوں کے قیمتی خون کو نہ بہاؤ۔ اتحاد امت میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور اپنے عہد اطاعت و وفاداری کو نہ توڑو، اگر تم یہ کہو کہ میں اپنے ساتھیوں سے خوف زدہ ہوں کہ مبادا وہی میری جان کے درپے ہو جائیں" تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اوس سے ڈرو، اس لئے خون بہا کر، یا محرمات کو حلال سمجھ کر تم اپنی جان کو اللہ کے سامنے مجرم نہ بناؤ و سلام علیک۔

اسی طرح مہلب نے حجاج کو حسب ذیل خط لکھا '

حمد و صلواۃ کے بعد' اہل عراق آپ کی طرف پیشقدمی کر رہے ہیں ' اُنکی مثال ایک ایسے سیلاب کی ہے جو بلندی سے پستی کی طرف آرہا ہو ' اور جب تک کہ وہ ہموار سطح تک نہیں پہونچ جاتا کوئی شے اُس کی روانی کو روک نہیں سکتی بعینہ یہی مثال اہل عراق کی ہے۔ کارروائی کی ابتدا میں ان میں بہت زیادہ جوش و خروش ہوتا ہے ' اور اپنے اہل و عیال سے ملنے کا جنون اون کے سروں پر سوار ہوتا ہے ' اس جوش کی حالت میں کوئی چیز انھیں روک نہیں سکتی۔ البتہ جب وہ اپنے اہل و عیال میں پہونچ جائیں اور ان میں گھل مل جائیں اوس وقت آپ اُن کے خلاف کارروائی کریں اور انشاء اللہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آپ کو اون پر فتح دینے والا ہے

حجاج نے اس خط کو پڑھکر کہا اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے وہی ہوتا ہے اُس کے ماسوا کچھ نہیں اگرچہ میں اون کا ہم خیال تو نہیں ہو سکتا مگر اس میں شبہ نہیں کہ اون کا مشورہ خیر خواہانہ ہے۔

جب حجاج کا خط عبد الملک کے پاس پہنچا اُسے سخت تشویش پیدا ہوی تخت پر سے اُوتر پڑا۔ خالد بن یزید بن معاویہ کو بلوابھیجا اور اس خط کو پڑھوایا۔

خالد نے عبد الملک کے اس خوف و ہراس کو دیکھکر عرض کی کہ امیر المومنین اگر یہ فتنہ سجستان کی سمت سے رونما ہوا ہے تو آپ ہرگز خوف نہ کریں البتہ اگر یہ فتنہ خراسان سے اوٹھا ہوتا تو آپ کے لئے محل تشویش تھا ' عبد الملک اپنے قصر امارت سے برآمد ہو کر رعایا کے سامنے تقریر کرنے کھڑے ہوے اور حمد و صلواۃ کے بعد کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق پر میری زندگی دوبھر ہو گئی ہے اور اونھوں نے میری طاقت کا اندازہ لگانے میں جلد بازی سے کام لیا ہے ' اے خداوندا تو اُن پر اہل شام کی تلواروں کو مسلط کر دے تاکہ وہ پھر تیری خوشنودی کے حلقہ میں آجائیں اور جب وہ تیری خوشنودی حاصل کرلیں تو پھر کوئی ایسا فعل نہ کریں جو تیری ناراضی کا باعث ہو اس تقریر کو ختم کر کے عبد الملک منبر سے اتر آئے '

حجاج ابتک بصرہ ہی میں اقامت گزیں رہا اور عبد الرحمٰن کے مقابلہ کے لئے تیاریاں کرنے لگا اور مہلب کی رائے پر عمل کرنے کا خیال ترک کر دیا۔

ملک شام سے عبد الملک کی طرف سے روزانہ حجاج کے پاس سو سو ' پچاس پچاس دس دس بیس اور اس سے کم کی تعداد میں شہسوار ڈاک کے ذریعہ سے پہنچنا شروع ہوے۔ اور اسی طرح حجاج نے بھی عبد الملک کے پاس روزانہ خطوط کی ڈاک لگادی جسمیں

عبدالرحمٰن کی گھڑی گھڑی کی نقل و حرکت کہ وہ آج کس پرگنہ میں مقیم ہوا اور کہاں سے اوس نے کوچ کیا اور کون کون سی جماعتیں اس کے ساتھ شامل ہوتی جاتی ہیں مندرج ہوتی تھی۔
فضیل بن خدیج بیان کرتے ہیں کہ ہماری چھاؤنی اسوقت کرمان میں تھی اور اس میں چار ہزار کوفہ اور بصرہ کے سوار متعین تھے جب ابن محمدؒ بن الاشعث کا اس مقام سے گزر ہوا تو یہ تمام فوج اوس کے ہمراہ ہو گئی۔
حجاج نے اپنی ہی رائے پر عمل کرنے کا فیصلہ کرلیا کہ وہ خود آگے بڑھکر ابن الاشعث کا مقابلہ کرے، اسی غرض سے وہ شامی فوج کو لیکر مقام تستر آیا مطہر بن حرالعکیؒ یا جذامی اور عبداللہ بن رمیثۃ الطائی کو اپنے آگے کیا۔ اور مطہر ہی ان دونوں جماعتوں کے افسر اعلیٰ تھے یہ دونوں سردار آتے آتے دریائے قارون تک پہونچے دوسری جانب عبدالرحمٰن ابن محمدؒ نے اپنے سواروں میں سے ایک دستہ علٰحدہ کر کے جن کی تعداد تین سو تھی عبداللہ بن ابان الحارثیؒ کے ماتحت کر دیا تھا تاکہ وہ عبدالرحمٰن اور اُس کی اصل فوج کے لئے بیرونی فوجی چوکی کے فرائض انجام دے۔
جب مطہر بن حر اس دستہ کے قریب پہنچا اوس نے عبداللہ بن رمیثۃ الطائی کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ نے اپنا رسالہ آگے بڑھایا مگر اوسے شکست ہوئی۔ اور وہ واپس ہو کر عبداللہ کے پاس آگیا۔
اس جھڑپ میں اوسکے اکثر ساتھی زخمی ہوئے۔
ابوزبیر الہمدانی جو اس وقت ابن محمدؒ کے ساتھ تھے بیان کرتے ہیں کہ ابن محمدؒ نے اپنی فوج کو اپنے پاس جمع کر کے حکم دیا کہ اسی جگہ سے دریا کو عبور کرو۔
تمام لوگوں نے اپنے گھوڑے اسی مقام سے جہاں سے عبور کرنے کا حکم دیا گیا تھا دریا میں ڈالدیئے اور پلک مارتے ہی ہمارے رسالہ کے بیشتر حصّہ نے دریا کو عبور کرلیا ابھی پوری فوج نے عبور بھی نہیں کیا تھا کہ ہم نے مطہر بن حر اور عبداللہ بن رمیثۃ الطائی پر حملہ کر دیا اور یوم الاضحیٰ سنہ ۸۱ھ میں ہم نے ان دونوں کو شکست دی اُنپر سخت جانی نقصانات پہنچائے اور اُن کے تمام لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔
حجاج تقریر کر رہا تھا کہ اس شکست کی خبر ابوکعب بن عبید بن سرجس نے اُسے دی۔ اس پر حجاج نے لوگوں سے کہا کہ آپ یہاں سے بصرہ چلئے کیونکہ وہاں فوجی صدر مرکز ہے۔

مورچے ہیں اور تمام ضروریات زندگی مہیا ہیں کیونکہ یہ مقام جس میں ہم مقیم ہیں اتنی بڑی فوج کے بار کو برداشت نہیں کر سکتا، حجاج نے بصرہ کا رخ کیا۔ اہل عراق کا رسالہ اُس کے تعاقب میں چلا، حجاج کی فوج والوں میں سے جس کسی کو اکا دکا یہ پاجاتے اُسے قتل کر ڈالتے اور جو کچھ اون کے پاس ہوتا اوس پر قبضہ کر لیتے۔

حجاج کی یہ کیفیت تھی کہ کسی طرف توجہ نہیں کرتا تھا بلکہ سیدھا بصرہ کا رخ کئے چلا جاتا تھا جب اوس نے زاویہ جا کر قیام کر لیا تو حکم دیا کہ محلہ کلاء میں تاجروں کے پاس جس قدر غلہ ہے اوس پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ لوگ غلہ پر قبضہ کر کے زاویہ لے آئے اور بصرہ کو اہل عراق کے لئے چھوڑ دیا اس وقت حجاج کی جانب سے حکم ابن ایوب بن الحکم بن عقیل الثقفی بصرہ کا عامل تھا۔

اب اہل عراق بصرہ میں داخل ہو گئے۔

جب ان باغیوں کے مقابلہ میں پہلی مرتبہ حجاج کو زک اوٹھانی پڑی اور اوس نے پسپائی شروع کی تو مہلب کے خط کو منگا کر پڑھا اور کہنے لگا کہ مہلب جو ایک نہایت تجربہ کار فوجی افسر ہیں اونھوں نے ہمیں یہ مشورہ دیا تھا کہ ہم ابھی اہل عراق کی مزاحمت نہ کریں مگر افسوس ہے۔ کہ ہم نے نہ مانا۔ ابو مخنف کے علاوہ اور راویوں کا یہ بیان ہے اس زمانہ میں حکم بن ایوب بصرہ کے میر بخشی تھے اور عبداللہ بن عامر بن مسمع پولیس کے افسر اعلیٰ تھے!

حجاج اپنی فوج کو لے کر ستقباذ میں فروکش ہوا (یہ مقام ضلع اہواز کے پرگنہ دستوی میں شامل ہے) اور مقابلہ کے لئے فوجی انتظامات کئے، دوسری طرف ابن الاشعث نے تستر میں آکر پڑاؤ کیا۔ ان دونوں کے درمیان صرف ایک دریا حائل تھا۔

حجاج نے مطہر بن حر العکی کو دو ہزار فوج کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس فوج نے ابن الاشعث کی ایک چوکی پر چھاپہ مارا۔ مگر ابن الاشعث فوراً مقابلہ کے لئے جھپٹا۔ یہ واقعہ ۸۱ھ کے عرفہ کی شام کو پیش آیا، بیان کیا جاتا ہے کہ اہل عراق نے شامیوں کے پندرہ سو آدمی قتل کئے بقیۃ السیف شکست کھا کر حجاج کے پاس واپس آ گئے۔

اس روز حجاج کے پاس ڈیڑھ لاکھ فوج تھی۔ حجاج نے اس فوج کو تقسیم کر کے اپنے اور سرداروں کے زیر قیادت کر دیا اور ان افسروں کو مختلف دستوں پر مقرر کر کے بصرہ کی طرف پسپائی شروع کی۔

ابن الاشعث نے اپنی فوج کے سامنے تقریر کرنا شروع کی اور کہا کہ حجاج تو کوئی چیز نہیں ہے ہم تو عبدالملک سے لڑنا چاہتے ہیں۔

بصرہ کے باشندوں کو جب معلوم ہوا کہ حجاج کو شکست ہوئی تو عبداللہ بن عامر بن مسمع نے چاہا کہ اُس کی واپسی کا راستہ روک دینے کے لئے دریا کے پل کو توڑ ڈالے مگر حکم بن ایوب نے ایک لاکھ درہم رشوت دیکر اوسے اس منصوبہ سے باز رکھا۔

جب حجاج بصرہ پہونچ گیا اوس نے ابن عامر کو بلایا اور وہ ایک لاکھ درہم واپس لے لئے غرض کہ ابی زبیر الہمدانی کی پہلی روایت کے مطابق جب عبدالرحمن بن محمدؒ بصرہ میں داخل ہوا تو اوس کے ہاتھ پر حجاج کے مقابلہ میں لڑنے اور عبداللہ الملک کی اطاعت سے نکلنے کے لئے بصرہ کے تمام باشندوں نے جس میں عابد، زاہد اور ادھیڑ عمر کے تمام لوگ شریک تھے، بیعت کی۔

بنی ازد کے قبیلہ جہاضم کے ایک شخص عقبہ بن عبدالغافر نامی جو صحابی بھی تھے عبدالرحمن بن محمدؒ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے جھپٹے اور حجاج کے خلاف لڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

حجاج نے اپنے گرد خندق کھودلی۔ اور عبدالرحمن نے بصرہ کے چاروں طرف خندق کھودی۔

سالشہ آخر ماہ ذی الحجہ میں عبدالرحمن بصرہ میں داخل ہوئے،

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور اسی سنہ میں ابن ابی ذئب پیدا ہوا۔

ابان بن عثمان مدینہ کے عامل تھے، عراق اور تمام دوسرے مشرقی صوبجات کا ناظم اعلیٰ حجاج بن یوسف تھا۔

اور حجاج کی جانب سے مہلب خراسان کے فوجی گورنر تھے اور اون کا بیٹا مغیرہ بن مہلب خراسان کا افسر مال تھا ابو بردہ بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ اور عبدالرحمن بن اُذینہ بصرہ کے قاضی تھے۔

۸۲ھ کے اہم واقعات

مقام زاویہ پر حجاج اور عبدالرحمن بن محمدؒ کے معرکے اور ان کی تفصیل۔

عبدالرحمن آخر ماہ ذی الحجہ ۸۱ھ میں بصرہ میں داخل ہوا۔ ماہ محرم الحرام ۸۲ھ میں حجاج اور اوس کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔

ایک دن دونوں فریقوں میں شدید ترین معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا مگر آخرکار عراقیوں نے شامیوں کو شکست دی۔ شامی پسپا ہو کر حجاج کے قریب آ گئے عراقی پیش قدمی کر کے اون کی خندقوں تک جا پہنچے یہاں بھی جنگ ہوی۔ تمام قریش اور بنی ثقیف شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ اس موقع پر حجاج کے آزاد غلام عبید بن موہب نے جو حجاج کا میر منشی بھی تھا یہ شعر کہا۔

فر البرأ وابن عمہ مصعب	وفرت قریش غیر آل سعید
(براء اور اون کا چچیرا بھائی مصعب میدان جنگ سے بھاگ گئے)	(اور سعید کے خاندان والوں کے علاوہ تمام قریش والوں نے بھی راہ فرار اختیار کی۔)

اسی طرح پھر دونوں فریقوں میں آخر ماہ محرم الحرام میں ایک اور مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں عراقیوں نے شامیوں کو شکست دی، شامیوں کا میمنہ اور میسرہ الٹ گیا اُن کے نیزے منتشر ہو گئے اور تمام صفیں درہم برہم ہو گئیں دشمن بڑھتے بڑھتے اوس جگہ تک پہونچ گیا جہاں کہ ہم لوگ حجاج کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

حجاج لڑائی کا یہ رنگ دیکھتے ہی اپنے دونوں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور تقریباً ایک بالشت اوس نے اپنی تلوار بھی نیام میں سے باہر کھینچ لی تھی اور کہنے لگا، کہ سخت خطرہ اور مصیبت کے وقت مصعب نے کسقدر دلیری اور بہادری ظاہر کی اللہ ہی کے لئے اُن کی خوبیاں ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ اس جملہ سے میں نے یہ سمجھ لیا کہ حجاج کا ارادہ بھاگنے کا نہیں ہے میں نے اپنے والد کی جانب آنکھ ماری کہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں اوس کا خاتمہ کر دوں مگر اونھوں نے اس طرح آنکھ کا اشارہ میری جانب کیا کہ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے سختی سے منع کرتے ہیں۔ میں خاموش ہو رہا میں نے نظر کر دیکھا کہ سفیان بن ابرد الکلبی

نے عراقیوں پر حملہ کر کے دشمن کو اس موقع سے پیچھے ہٹا دیا ہے۔

میں نے حجاج سے کہا کہ جناب والا کو خوشخبری ہو کہ دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے اس پر حجاج نے مجھ سے کہا کہ کھڑے ہو کر دیکھو۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا اور عرض کی بیشک اللہ تعالیٰ نے دشمن کو ہزیمت دی، پھر حجاج نے زیاد کو حکم دیا کہ تم کھڑے ہو کر دیکھو، زیاد کھڑے ہوئے اور دیکھ کر کہنے لگے کہ بلاشبہ دشمن کو شکست ہوئی یہ سنتے ہی حجاج سجدہ میں گر پڑا،

جب میں واپس پلٹا تو میرے باپ نے مجھے بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ تو نے تو میری اور میرے خاندان کی تباہی کا ارادہ کیا تھا۔

اس معرکہ میں عبدالرحمٰن بن عوسجہ، ابو سفیان النہمی اور عُقبہ بن عبدالغافر الازدی ثم الجہنی اُن قاریوں میں جو ایک دستہ میں کھڑے ہوئے تھے مارے گئے۔

عبداللہ بن رزام الحارثی۔ منذر بن الجارود اور عبداللہ بن عامر بن مسمع بھی مقتول ہوئے عبداللہ بن عامر کا سر حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے دیکھکر کہا کہ مجھے تو یہ خیال نہ تھا کہ ہم دونوں میں کبھی جدائی ہوگی حالانکہ اب تو ان کا سر میرے سامنے لایا گیا ہے۔

اس معرکہ میں سعید بن یحییٰ بن سعید بن العاص نے ایک شخص سے مبارزت کی اور اوسے تہ تیغ کیا اس مقتول شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا نام نعیر تھا اور یہ مفضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا آزاد غلام تھا اور دلیر شخص تھا۔ اس سے پہلے حجاج سعید کی بختر آمیز چال پر اوسے ملامت کیا کرتا تھا مگر جب آج اوسے فوج کی صفوں کے درمیان اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ میں اب آیندہ کبھی ان کی چال کی وجہ سے اونھیں بُرا بھلا نہیں کہوں گا۔

طفیل بن عامر بن واثلہ بھی اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس شخص نے عبدالرحمٰن کے ہمراہ کرمان سے آتے ہوئے فارس میں چند شعر کہے تھے جس میں حجاج کی موت کی آرزو کی گئی تھی۔ اس کے قتل ہونے کے بعد حجاج نے کہا کہ تو نے میرے لئے ایسی بات کی تمنا کی تھی کہ خدا کے علم میں تو اُس کا زیادہ مستحق تھا۔ دنیا ہی میں اوس نے فوراً ہی تجھے تیرے کیفر کردار کو پہنچا دیا۔ اور آخرت میں وہی تجھے عذاب بھی دینے والا ہے۔

دشمن نے شکست کھائی - اور عبدالرحمن نے کوفہ کا رخ کیا اور جو کوفی اُن کے ساتھ تھے وہ بھی اُن کے ساتھ ہو لئے اسی طرح بصرہ کے جو طاقتور شہسوار تھے وہ بھی ان کے ساتھ ہو گئے -

جب عبدالرحمن کوفہ چلے گئے تو دوسرے بصریوں نے عبدالرحمن ابن عباس ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کرلی -

عبدالرحمن بن عباس اس بصریوں کی جماعت کے ہمراہ پانچ روز تک حجاج سے اس قدر شدید جنگ کرتا رہا کہ جس کی نظیر دیکھنے کا لوگوں کو کبھی اتفاق نہیں ہوا تھا مگر پھر یہ بھی پلٹا اور ابن الاشعث سے جا ملا - بصریوں کی فوج کی ایک جماعت بھی اوس کے پیچھے ہو گئی اور اوس سے جا ملی -

حریش بن ہلال السعدی متعلقہ بنی انف الناقہ جو جنگ میں مجروح ہوا تھا سفوان آیا اور زخموں کی وجہ سے مر گیا ،

اس جنگ میں زیاد بن مقاتل بن مسمع از بنی قیس بن ثعلبہ بھی کام آیا یہ شخص عبدالرحمن کے ہمراہ بکر بن وائل کے رسالہ کے دستہ اور پیدل سپاہ کا سردار تھا اوس کی بیٹی حمیدہ نے اوس پر نوحہ کرنا شروع کیا اور یہ شعر پڑھنے لگی :

حامی زیادٌ علی رایتیہ		و فرجدی بنی العنبر

زیاد نے اپنے دونوں جھنڈوں کی حفاظت کی ، اور بنی العنبر کے سوار بھاگ گئے ،

بلتع السعدی نے جو بصرہ کے محلہ مربد میں گھی کی تجارت کرتا تھا حمیدہ کو یہ شعر پڑھتے سنا کہ وہ اس طرح اپنے باپ پر نوحہ کر رہی ہے اور بنی تمیم پر الزام لگا رہی ہے - بلتع نے اپنا گھی تو اپنے دوسرے ساتھیوں کے حوالے کیا اور خود اوس کے مکان کے نیچے آکر کھڑا ہوا اور چند شعر اس کے جواب میں کہے -

بقیہ ایام ماہ محرم اور ماہ صفر کا ابتدائی زمانہ حجاج نے بصرہ میں بسر کیا اور پھر ایوب بن الحکم بن ابی عقیل کو بصرہ کا عامل مقرر کر دیا -

ابن الاشعث پہلے ہی کوفہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا ، حجاج کوفہ پر عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن عامر الحضرمی حرب بن امیہ کے حلیف کو اپنا قائمقام مقرر کر کے آیا تھا ،

ایک روایت کے مطابق چار ہزار شامی فوج عبدالرحمٰن کے پاس تھی اور دوسری روایت میں مذکور ہے کہ ان کی تعداد صرف دو ہزار تھی۔

اس زمانہ میں حنظلہ بن الورد متعلقۂ بنی ریاح بن یربوع التیمی اور ابن عتاب ابن ورقاء مدائن کے حاکم تھے۔ اور مطر بن ناجیۃ الیربوعی ہتھم کو توالی تھے مطر کو جب عبدالرحمٰن کا حال معلوم ہوا تو یہ بھی کوفہ کی طرف روانہ ہوئے ابن الحضرمی ان کے مقابلہ کے لئے قلعہ بند ہو گئے تمام اہل کوفہ نے مطر بن ناجیہ کے ہمراہ ابن الحضرمی اور ان کی شامی فوج پر دھاوا کر دیا اور ان کا قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ مگر پھر اس شرط پر مطر نے ابن الحضرمی سے صلح کر لی کہ وہ قلعہ سے نکل جائے اور قلعہ کو اس کے حوالے کر دے۔

ابن الحضرمی نے اس شرط کو مان لیا اور صلح کر لی۔

یونس بن ابی اسحٰق بیان کرتا ہے کہ میں نے شامیوں کو قلعہ پر سے کھجور کے درخت کے تنے کی سیڑھی کے ذریعہ اترتے ہوئے دیکھا۔ قلعہ کا دروازہ مطر بن ناجیہ کے داخل ہونے کے لئے کھول دیا گیا۔ دروازہ پر لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور اس ہجوم میں مطر گھر گیا، مطر نے اپنی تلوار میان سے باہر نکالی اور شامیوں کے خچروں کی ایک ٹولی کو جو قلعہ سے نکل رہے تھے ہلاک کیا اور اس طرح راستہ نکال کر قلعہ میں داخل ہو گیا۔ تمام لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے دو دو سو درہم انھیں دیئے۔

یونس کہتے ہیں کہ میں نے مطر کو روپیہ تقسیم کرتے ہوئے دیکھا ابو سقر بھی اُن لوگوں میں تھے جنھیں روپیہ دیا گیا تھا۔

ابن الاشعث شکست کھا کر کوفہ کی طرف آیا اور دوسرے لوگ بھی اُسکے ساتھ کوفہ آگئے بعض راویوں کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں عبدالرحمٰن اور حجاج کے درمیان دیر جماجم کی جنگ ہوئی واقدی کہتے ہیں کہ اسی سنہ کے ماہِ شعبان میں یہ جنگ ہوئی۔ اور دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ۸۳ھ ہجری میں یہ واقعہ پیش آیا۔

حجاج اور ابن الاشعث کی دیر جماجم پر جنگ

اور اوسکے واقعات کا تفصیلی بیان

ابو الزبیر الہمدانی ثم الارحبی بیان کرتے ہیں کہ پہلی جنگ میں مجھے کچھ زخم آئے تھے

جب ہم کوفہ پہنچے میں تو میں ابن الاشعث کے ہمراہ تھا۔
جب ابن الاشعث کوفہ کے قریب پہنچگئے تو اہل کوفہ اُن کے استقبال کو آئے اور زبارانکے پل کو عبور کرنے کے بعد اہل کوفہ نے انکا استقبال کیا جب ابن الاشعث بھی اون کے قریب پہنچگئے تو مجھ سے کہنے لگے کہ چونکہ آپ زخمی ہیں میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ پہلی ہی مرتبہ اہل کوفہ زخمی سے ملیں اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو راستہ سے ذرا ہٹ جائیں چنانچہ میں راستہ سے ایک طرف کو ہوگیا اور اہل کوفہ آپہنچے جب ابن الاشعث کوفہ میں داخل ہوگئے تو بلا استثنا تمام باشندے ان کے پاس آئے مگر سب سے پہلے بنی ہمدان اُن کے پاس آئے عمرو بن حریث کے مکان کے قریب لوگوں نے ابن الاشعث کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔
بنی تمیم کے کچھ لوگ البتہ ایسے تھے جو مطر کے پاس پہنچے اور اوس کی حمایت وحفاظت میں ابن الاشعث سے لڑنے کے لئے تیار ہوئے مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں اُن کی پیش نہ گئی۔
عبدالرحمن نے سیڑھیاں منگوائیں۔ قلعہ کی دیواروں پر نصب کیں لوگ قلعہ پر چڑھگئے اور مطر کو گرفتار کر لائے۔
مطر نے عبدالرحمن سے درخواست کی آپ مجھ پر رحم کریں اور مجھے قتل نہ کریں کیونکہ میں آپکے تمام شہسواروں میں افضل ہوں اور جنگ کے موقع پر اُن سب سے زیادہ کارآمد ہوں۔
عبدالرحمن نے مطر کو قید کردیا مگر بعد میں معافی دیدی اور رہا کردیا۔
مطر نے عبدالرحمن کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ بصری بھی عبدالرحمن کے پاس آگئے۔
اوسی محرم میں وہ تمام فوجیں جو بیرونی چوکیوں اور سرحدی ناکوں پر متعین تھیں وہ بھی عبدالرحمن کی طرفدار ہوگئیں اور اُن کے پاس چلی آئیں۔
اہالی بصرہ میں سے جو لوگ عبدالرحمن کے پاس آئے تھے ان میں عبدالرحمن بن العباس ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھا اس شخص نے اسی جنگ میں شہرت حاصل کی۔
اور ابن الاشعث کے کوفہ چلے آنیکے بعد تین دن تک حجاج سے بصرہ میں لڑتا رہا۔
جب اس واقعہ کی اطلاع عبدالملک کو ہوئی تو انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عدی الرحمن کو ہلاک کرے اوسنے تو راہ فرار اختیار کی اور قریش کا ایک لونڈا اس کے بعد تین دن تک لڑتا رہا۔

حجاج نے بصرہ سے خشکی کے راستہ کوچ شروع کیا۔ قادسیہ اور عذیب کے درمیان گذرا مگر دشمن نے اُسے قادسیہ پر پڑاؤ کرنے سے روکا۔ ابن الاشعث نے عبدالرحمٰن بن العباس کو کوفہ اور بصرہ کے سواروں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ حجاج کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا اور اس فوج نے حجاج کو قادسیہ پر ٹھہرنے نہیں دیا۔

عراقی بھی حجاج کے ساتھ ساتھ بڑھتے گئے۔ اور وادی سباع کی طرف بڑھے پھر دونوں فوجوں نے ساتھ ساتھ کوچ شروع کیا۔ حجاج نے دیر قرۃ[1] پر آکر پڑاؤ کیا اور عبدالرحمٰن بن العباس نے دیر جماجم پر ڈیرے ڈالے پھر ابن الاشعث بھی دیر جماجم آگئے۔ اور حجاج دیر قُرۃ پر مقیم تھا۔

بعد میں حجاج کہا کرتا تھا کہ کیا یہ بات سچ نہیں کہ جب کبھی ابن الاشعث مجھے دیکھتا تھا تو وہ پرندوں کو اُڑا کر میرے متعلق شگون لیا کرتا تھا۔ میں دیر قُرۃ پر فروکش ہوا اور ابن الاشعث نے دیر جماجم پر قیام کیا۔

تمام کوفی۔ بصری۔ کوفہ اور بصرہ کے قرّا اور وہ فوجیں جو مختلف چوکیوں اور سرحدی علاقہ میں متعین تھیں۔ دیر جماجم پر یکجا ہوگئیں اور سب کی سب حجاج کے خلاف لڑنے پر تلی ہوئی تھیں۔ اس مخالفت کی وجہ صرف حجاج کی ذات تھی جس سے یہ تمام لوگ بغض و عداوت رکھتے تھے اور نفرت کرتے تھے۔

صرف اُس فوج کی تعداد جسے باقاعدہ تنخواہیں ملتی تھیں ایک لاکھ تھی۔ اور اسی قدر آزاد غلام اُن کے ہمراہ تھے۔

دیر قُرۃ پر فروکش ہونے سے پہلے ہی حجاج کی امداد کے لئے عبدالملک کی فرستادہ امدادی فوج پہونچ چکی تھی اس مقام پر قیام کرنے سے پہلے حجاج کا ارادہ یہ تھا کہ وہ ہیت اور ملک جزیرہ کی جانب چلا جاوے کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ میں شام اور جزیرہ کے قریب رہوں تاکہ شام سے امدادی فوجیں جلد جلد اُسے پہونچتی رہیں اور ملک جزیرہ کے سامانِ خوراک کی ارزانی اور افراط سے وہ متمتع ہوتا رہے۔

مگر دیر قُرۃ پہونچکر حجاج کہنے لگا کہ اس مقام سے بھی امیر المومنین سے بعد نہیں ہے علاوہ بریں

---

[1] قُرۃ سکون اور اطمینان کو کہتے ہیں اور جماجم جمع ہے جمجمہ کی جس کے معنے کاسۂ سر کے ہیں۔

خلالیج اور عین التمر بھی ہمارے قریب ہی واقع ہیں۔ غرض کہ پھر اسی مقام پر اُس نے پڑاؤ کر دیا۔

ابن الاشعث اور حجاج دونوں نے اپنی اپنی فوجوں کے گرد خندق کھود لی اور مورچہ لگا دیئے دونوں فریق اپنی خندقوں سے نکل نکل کر جنگ کرتے تھے اور جب ایک فریق اپنی خندق کو آگے بڑھاتا تھا تو دوسرا بھی اُسے دیکھکر اپنی خندق آگے بڑھاتا تھا۔ غرض کہ اسی طرح دونوں مقابل فوجوں میں روز بروز معرکۂ جدال و قتال زیادہ سخت ہوتا جارہا تھا۔

جب اس کیفیت کی اطلاع اہل شام اور قریش کے سربرآوردہ لوگوں کو ہوئی تو وہ اور دوسرے موالی عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تجویز پیش کی کہ اگر حجاج کی موقوفی سے اہل عراق خوش ہو جائیں تو ہمارے خیال میں حجاج کا برطرف کردینا اُنسے لڑنے کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے، اس لئے جناب والا حجاج کو عراق کی گورنری سے برطرف کر دیجئے۔ اہل عراق پھر سابق کی طرح آپ کے مطیع و فرماں بردار ہوجائینگے اور ہماری اور اُن کی جانیں بھی سلامت رہیں گی۔

عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو جو اُس وقت موصل میں تھا بلا بھیجا۔ یہ دونوں اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ دربار امارت میں حاضر ہوئے عبدالملک نے انھیں حکم دیا کہ تم دونوں جاؤ اور اہل عراق کے سامنے یہ بات پیش کرو کہ ہم حجاج کو برطرف کرتے ہیں اور تمھیں بھی اسی طرح باقاعدہ وظیفے ملا کریں گے جس طرح کہ شامیوں کو ملتے ہیں ابن الاشعث عراق کے جس شہر کو پسند کریں وہاں چلے جائیں اور جب تک وہ زندہ رہیں اور میں خلیفہ ہوں وہ اُس شہر کے حاکم رہیں گے، اگر اہل عراق ان شرائط کو قبول کرلیں تو حجاج کو موقوف کر دیا جائے۔ اور اُسکی جگہ محمد بن مروان عراق کے گورنر ہوں اور اگر عراقی ان مراعات کو نامنظور کردیں تو پھر حجاج ہی اہل شام کی جماعت کا افسر رہے اور وہی جہات جنگ کا انصرام کرتا رہے اور پھر تم دونوں بھی اُس کے ماتحت رہنا اور اُس کے احکام کی تعمیل کرنا۔

اس سے زیادہ نازک اور تکلیف دہ موقع حجاج کو کبھی مدت العمر میں پیش نہیں آیا تھا کیونکہ اُسے ڈر لگا ہوا تھا کہ مبادا اہل عراق ان تجاویز پر لبیک کہدیں تو میں اونکی ولایت سے علیحدہ کردیا جاؤں گا، انھیں خطرات کی بنا پر اُس نے عبدالملک کو لکھا

کہ اگر آپ نے میری برطرفی کا معاملہ اہل عراق کے سپرد کر دیا تو یہ اس وقت تو خاموش ہو جائینگے مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے اور آپکے خلاف کارروائی کرنے کی اُنھیں اور بیش از بیش جراءت ہوگی۔ کیا جناب والا کو معلوم نہیں کہ عراقی اشتر کے ہمراہ ابن عفانؓ پر جا دوڑے اور جب اُن سے پوچھا گیا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو تو انھوں نے سعید بن العاص کی برطرفی کا مطالبہ کیا، مگر اس مطالبہ کے پورا ہونے کے بعد ابھی ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ یہ لوگ پھر ابن عفانؓ پر چڑھ دوڑے اور اونھیں قتل کر ڈالا۔

آپ اسے خوب سمجھ لیں کہ فولاد ہی لوہے کو نرم کرتا ہے جو کچھ جناب والا نے سوچا ہے خدا کرے کہ اس میں بھلائی ودیعت ہو، والسلام۔

مگر اس خط نے عبدالملک کے فیصلہ پر کچھ اثر نہیں ڈالا۔ اور چونکہ وہ لڑائی سے بچنا چاہتا تھا اس لئے اُس نے سابقہ تجویز پر عمل درآمد کر لینے کا تصفیہ کر دیا۔

جب عبدالملک کا بیٹا اور بھائی دونوں حجاج کے پاس آ گئے تو عبداللہ ابن عبدالملک نے میدان میں نکل کر اہل عراق کو مخاطب کر کے کہا کہ میں عبداللہ امیرالمومنین کا بیٹا ہوں اور امیرالمومنین آپ کو یہ مراعات دینا چاہتے ہیں۔

اس کے بعد محمد بن مروان نے بڑھکر کہا کہ میں امیرالمومنین کا قاصد ہوں جسے اُنھوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور پھر وہی مراعات اور تجویزیں اُن کے سامنے پیش کیں جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

عراقیوں نے کہا کہ آج شب کو ہم واپس جا کر مشورہ کریں گے اور پھر اسکا جواب دینگے چنانچہ بلا استثنا تمام اہل عراق رات کے وقت ابن الاشعث کے پاس اُن شرائط پر غور و خوض کرنے کے لئے جمع ہوئے، ابن الاشعث تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد اُنھوں نے کہا کہ تمھیں آج ایک ایسا موقع ملا ہے کہ فوراً اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اگر اس زرین موقع کو ہاتھ سے جانے دیا تو مجھے خوف ہے کہ اہل الرائے کل اس پر کفِ افسوس و حسرت ملیں گے۔ آج ہمارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان برابری پر فیصلہ ہو رہا ہے، اگر آپ لوگوں کو جنگ زاویہ میں نقصان اُٹھانا پڑا تو جنگ تستر میں آپ کے دشمن سخت نقصان برداشت کر چکے ہیں۔

اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو شرائط آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں آپ فوراً اونھیں قبول کرلیں۔ اخلاقی نقطۂ نظر سے اس وقت آپ ہی کی حالت اُن سے زیادہ اچھی ہے اور آپ ہی لوگ غالب اور فتح مند تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ کے دشمن آپ سے خوف زدہ ہیں آپ اونھیں نقصان پہونچا چکے ہیں۔ اس لئے اگر آپ نے ان شرائط کو اس وقت قبول کرلیا تو پھر تا بہ حیات آپ ہی ان پر دلیر رہیں گے اور آپ ہی کی بات اُن کے مقابلہ میں وزنی رہے گی۔

اس پر ہر جانب سے لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اونھیں تباہ و برباد کردیا ہے، قحط۔ تنگی، افلاس، بھوک۔ قلت سامان خوراک اور ذلت اُن کے قرین ہے، ہم تعداد میں زیادہ مرفہ الحال ہیں ہمارے پاس سامان خوراک کثرت سے موجود ہے۔ ہم کبھی ان شرائط کو قبول نہیں کریں گے اور اس کے بعد اب کے پھر دوسری مرتبہ اونھوں نے عبدالملک سے اپنی بغاوت اور مخالفت کا اعلان کیا۔

عبداللہ بن ذواب السلمی اور عمیر بن تیجان نے سب سے پہلے اُٹھ کر عبدالملک سے اپنی بغاوت کا اعلان کیا۔ بلکہ اس مرتبہ ان کے اس ارادۂ بغاوت میں فارس کے مقابلہ میں اور بھی استحکام اور تاکید کا اظہار ہوا۔

محمد بن مروان اور عبداللہ بن عبدالملک حجاج کے پاس آئے۔ اور کہا کہ آپ جائیں اور آپ کی فوج آپ کو اپنی صوابدید پر عمل کرنے کا پورا پورا اختیار ہے کیونکہ ہمیں بارگاہ خلافت سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ کے احکام کی تعمیل کریں۔

اس پر حجاج نے کہا کہ میں نے آپ حضرات سے پہلے ہی عرض کردیا تھا کہ ابن الاشعث کی اس بغاوت کا اصلی مقصد آپ کے خاندان کو برباد اور تباہ کرنا ہے۔ پھر اس کے بعد حجاج نے کہا کہ میں جو اپنی جان اس جنگ میں کھپا رہا ہوں یہ آپ ہی لوگوں کی خاطر ہے، جو کچھ عروج اور اقتدار مجھے حاصل ہے یہ حقیقت میں آپ ہی کا ہے۔

یہ دونوں سردار جب حجاج سے ملتے تھے تو اُسے امیر کے خطاب کے ساتھ سلام کرتے تھے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ خود حجاج بھی دونوں سرداروں کو امیر کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا۔

غرض کہ اُن دونوں نے جنگ کا تمام انتظام اور ذمہ داری حجاج ہی کے سپرد کردی اور حجاج جنگ کا افسر اعلیٰ ہوگیا۔

محمد بن السائب کہتے ہیں کہ جب تمام لوگ مقام دیر جاجم پر جمع ہو گئے تو میں نے سنا کہ عبدالرحمٰن بن محمدؒ کہہ رہے تھے۔ کہ بنی مروان کی نسبت عار دلانے کے لیے زرقاء کی طرف کیجاتی ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ یہی ان کا صحیح ترین نسب ہے باقی رہے بنی العاص تو یہ صفوریۃ کے کفار میں سے ہیں۔ اب اگر امارت کے دعوے کے لئے قریش کھڑے ہوں تو میں نے اُنھیں بالکل نامرد ہی بنا دیا ہے اور اُن کا تمام کس بل نکال دیا ہے۔ اور اگر عرب اس کے مدعی ہوں تو میں اسکا مستحق ہوں میں ابن الاشعث بن قیس کا فرزند ہوں۔

ان الفاظ کو اُس نے بلند آواز سے ادا کیا تاکہ سب لوگ سن لیں،

اب دونوں فریق جنگ کے لئے بڑھے۔ حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی کو میسرہ پر عمارۃ بن تمیم اللخمی کو، رسالہ پر سفیان بن ابرد الکلبی کو اور پیدل سپاہ پر عبدالرحمٰن بن حبیب الحکمی کو سردار مقرر کیا،

اسی طرح ابن الاشعث نے اپنے میمنہ پر حجاج بن جاریۃ الخثعمی کو، میسرہ پر ابرد بن قرۃ التیمی کو، رسالہ پر عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث الہاشمی کو پیدل سپاہ پر محمد بن سعد بن ابی وقاص کو اپنے آہن پوش رسالہ پر عبداللہ ابن رزام الحارثی کو اور قاریوں کی جماعت پر جبلۃ بن زہر بن قیس الجعفی کو سردار مقرر کیا

ابن الاشعث کے ہمراہ پندرہ قریشی بھی تھے جن میں عامر الشعبی سعید بن جبیر، ابو البختری الطائی، اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی شامل تھے۔

غرض کہ روزانہ دونوں فوجوں میں معرکۂ جدال و قتال گرم ہونے لگا، عراقیوں کو کوفہ اور اُس کے مضافات سے تمام ضروریات زندگی برابر پہونچ رہی تھیں اور وہ بڑے مزے میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ بلکہ بصرہ والے بھی اُنھیں امداد پہونچا رہے تھے برخلاف اس کے شامی نہایت بری حالت میں تھے۔ اُنھیں ہر چیز نہایت گراں قیمت پر ملتی تھی، سامان خوراک کی قلت تھی۔ اور گوشت تو بالکل مفقود ہی ہوگیا تھا۔ انکی حالت گویا محصورین کی سی تھی۔ مگر ان تمام مشکلات اور تکالیف کے باوجود شامی نہایت ثابت قدمی اور شجاعت کیساتھ

اپنے دشمنوں سے صبح و شام نہایت ہی خونریز و شدید جنگ کرتے رہتے تھے ۔

کبھی حجاج اپنی خندق کو دشمن کے قریب بڑھاتا تھا تو دوسری مرتبہ اہل عراق اپنی خندق آگے بڑھاتے تھے ۔ غرض کہ اُس روز تک جس میں جبلہ بن زحر مقتول ہوئے ہیں ۔ لڑائی کا یہی رنگ رہا۔

ایک روز حجاج نے کمیل بن زیاد النخعی کو جو ایک شجاع جنگ میں ثابت قدم رہنے والا اور بڑا رعب و دبدبہ کا سردار تھا۔ اور جس کے دستہ فوج کا نام قراؤں کا دستہ تھا دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ دستہ دشمن پر متواتر حملے کرتا رہتا تھا۔ اور ہر حملہ میں پوری داد مردانگی و شجاعت دیتا تھا اور اسی وجہ سے اس دستہ نے خاص شہرت اور نام آوری حاصل کی ۔

حسب قاعدہ ایک روز دونوں فوجیں جنگ کے لئے معرکۂ کارزار میں آئیں حجاج نے اپنی فوج کو باقاعدہ جنگ کی ترتیب میں تقسیم کر کے دشمن پر حملہ کیا ۔

اسی طرح محمدؐ نے اپنی فوج کی آگے پیچھے سات صفیں قائم کیں ،

حجاج نے قرّا کے اس دستہ پر حملہ کرنے کے لئے جس کی قیادت جبلۃ بن زحر کر رہے تھے اپنی فوج کے تین دستے تیار کئے اور ان پر جرّاح بن عبداللہ الحکمی کو سردار مقرر کر کے میدان جنگ میں بھیجا۔ یہ تینوں دستے جبلۃ بن زحر کے دستہ کے سامنے بڑھے ۔

ایک شخص جو رسالہ کے ان تینوں حملہ کرنے والے دستوں میں موجود تھا بیان کرتا ہے کہ جبلہ اور اُس کے ایک دستہ پر ہمارے ہر دستہ نے باری باری تین حملے کئے مگر اُن کا کچھ بگاڑ نہ سکے ۔

اسی سنہ میں مغیرہ بن مہلب نے خراسان میں انتقال کیا، مغیرہ اپنے باپ کی جانب سے مرو کے تمام علاقہ کے افسر اعلیٰ تھے ۔ رجب ۸۲ھ میں اُنھوں نے انتقال کیا ۔

مغیرہ کی خبر مرگ یزید اور مہلب کی فوج والوں کو معلوم ہوئی ۔ فوج تو چاہتی نہ تھی کہ مہلب کو یہ خبر سنائی جائے مگر یزید چاہتا تھا کہ انھیں کسی طرح معلوم ہو جائے ۔ اسلئے اُس نے عورتوں کو نوحہ و بکا کرنے کا حکم دیا۔ جب عورتوں نے رونا پیٹنا شروع کیا تو مہلب نے وجہ دریافت کی، لوگوں نے مغیرہ کی موت کی خبر سنائی ۔ مہلب نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور اس قدر سخت رنج اونھیں ہوا کہ وہ اپنے جذبات کو چھپا نہ سکے اس پر اون کے بعض خاص دوستوں نے اونھیں برا بھلا بھی کہا۔

مہلب نے یزید کو بلایا اور حکم دیا کہ تم مرو جاؤ۔ مہلب کی یہ حالت تھی کہ بیٹے کو

انتظام حکومت کے متعلق ہدایات دیتے جاتے تھے اور قطرہائے اشک سے اُن کی ڈاڑھی شبنم زار بنی ہوئی تھی۔

حجاج نے مہلب کو مغیرہ کی موت کی وجہ سے تعزیت کا خط لکھا، مغیرہ ایک نہایت عمدہ سردار تھا۔

جس روز مغیرہ کا انتقال ہوا ہے اُس روز مہلب نے دریائے جیحون کے اُس پار مقام کش پر فوج کشی کر رکھی تھی۔

غرض کہ یزید ساٹھ یا بعض کہتے ہیں کہ ستر سواروں کے ساتھ مرو روانہ ہوا، یزید کے ہمراہیوں میں مجاعۃ بن عبدالرحمٰن العتکی۔ عبداللہ بن معمر بن سُمیر الیشکری دینار الجستانی ہیثم بن منخل الجرموزی، غزوان الاسکاف مقام زم کا رئیس (یہ شخص مہلب کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا اور عتیک کے آزاد غلام عطیہ بھی تھے۔) ایک لق و دق ریگستان میں پانسو ترکوں کی ایک جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا۔

ترکوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو، اُن لوگوں نے کہا کہ ہم تو تاجر ہیں، ترکوں نے کہا کہ مال تجارت کہاں ہے۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے آگے روانہ کر دیا ہے، اُس پر اُنھوں نے کہا کچھ ہمیں بھی دو۔

یزید نے تو دینے سے بالکل انکار کر دیا، مگر مجاعۃ نے کچھ کپڑے اور باریک ململ کے تھان اور ایک کمان اُن کی نذر کی۔ اور ترک اُسے لیکر واپس پلٹ گئے، مگر پھر اُنھوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور اُن پر واپس پلٹ کر آئے، اس پر یزید نے کہا کہ میں تو ان کی عادت سے پہلے ہی سے خوب واقف تھا۔

غرض کہ دونوں فریقوں میں نہایت ہی شدید جنگ شروع ہوئی، یزید ایک ایسے ٹٹو پر سوار تھا جو بالکل زمین سے لگا ہوا تھا۔ اس کے ہمراہ ایک خارجی تھا جسے یزید نے گرفتار کیا تھا۔

اِس خارجی نے یزید سے رحم کی درخواست کی۔ یزید نے درخواست منظور کرلی اور اُسے آزادی دیدی۔ یزید نے اُس سے پوچھا ہی تھا کہ کہو کیا ارادہ ہے کہ اُس خارجی نے ترکوں پر حملہ کر دیا اور اُن میں جا گھسا اور پھر ان کے پیچھے سے نکل کر آیا تو معلوم ہوا کہ اُس نے ایک ترک کو موت کے گھاٹ اوتار دیا تھا۔ اُس کے بعد

اس نے دوبارہ حملہ کیا اور ان میں جا گھسا اور ایک ترک کو قتل کر کے ان کے سامنے نکل آیا۔ اور پھر یزید کے پاس واپس آیا۔

اس معرکہ میں یزید نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا اور خود یزید کی پنڈلی میں ایک تیر آکر لگا اب ترکوں کا جوش وخروش اور جنگ میں ان کی دلیری اور بڑھ گئی، ابو محمد الزمی نے راہ فرار اختیار کی مگر یزید برابر ان کے مقابلہ پر جما رہا اور آخر کار ترک علیحدہ ان کے آڑے آگئے اور کہنے لگے کہ بیشک ہم نے آپ سے بدعہدی کی مگر آپ اس وقت تک میدان جنگ سے واپس نہیں پلٹ سکتے جب تک ہم میں کا آخری شخص بھی اپنی جان نہ دیدے یا جب تک کہ تم سب لوگ کام نہ آجاؤ یا یہ کہ آپ ہمیں کچھ مال اور دیجئے، تو ہم واپس چلے جائیں،

یزید نے قسم کھا کر کہا کہ میں ایک حبہ نہیں دونگا مگر مجاعہ نے اس سے عرض کی کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دلا کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی جان پر رحم کریں اور آج اسے موت کے بھینٹ نہ چڑھادیں۔ مغیرہ پہلے ہی مرچکے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے والد کو ان کی موت کا کس قدر صدمہ اٹھانا پڑا ہے اور ان کی کیا حالت ہو گئی ہے

یزید نے کہا مغیرہ کی جتنی زندگی مقدر تھی وہ انھوں نے پوری کی اور میں بھی اپنی زندگی سے زیادہ ایک منٹ زندہ نہیں رہوں گا۔

مگر پھر بھی مجاعہ نے اپنا زرد رنگ کا عمامہ ترکوں کی طرف پھینک دیا۔ ترک اسے اٹھا کر چلتے ہوئے۔

اب ابو محمد الزمی کچھ شہسواروں اور سامان خوراک کو لے کر واپس آئے۔ یزید نے ان سے کہا کہ آپ تو ہمیں دشمن کے نرغہ میں تباہ ہونے کے لئے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس پر ابو محمد نے عرض کیا کہ میں اس غرض سے گیا تھا کہ امدادی فوج اور سامان خوراک آپکے لئے لے آؤں۔

اسی سنہ میں مہلب نے اہل کش سے کچھ تاوان لیکر صلح کرلی اور مرو کے ارادہ سے واپس پلٹے۔

مہلب کی کش سے مراجعت
اور
اُس کے اسباب و تفصیل

مہلب بنی مضر کے بعض لوگوں کو کسی الزام کی وجہ سے قید کر کے کش سے

واپس چلا گیا اور کسی شخص کو ان پر اپنے بعد متعین کر دیا خزاعۃ کے آزاد غلام حُریث بن قطبہ کو بھی اپنا قائم مقام بنا دیا اور اُسے حکم دیا کہ ترکوں سے جب تم تاوان وصول کر لو تب اُنکے یرغمال جو تمہارے پاس ہیں اونھیں واپس کر دینا۔

مہلب نے دریائے جیحون کو عبور کر کے بلخ میں اگر قیام کیا اور یہاں سے حریث کو خط لکھا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ جب تم دشمن کے یرغمال اُن کے حوالے کر دوگے وہ تم پر پھر بھی غارت گری کریں گے اس لئے تاوان لینے کے بعد بھی تم انھیں رہائی نہ دینا۔ البتہ جب بلخ پہونچ جاؤ تب انھیں واپس کر دینا۔

حریث نے ملک کش سے کہا کہ مجھے مہلب نے ایسا حکم دیا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم فوراً ہمارا مطالبہ ادا کر دو۔ میں تمہارے یرغمال تمہارے حوالے کر دونگا اور اُن سے جاکر کہدونگا کہ آپ کا خط میرے پاس اس وقت پہونچا جب کہ میرا اپنا مطالبہ وصول کر کے اُن کے یرغمال انھیں واپس دے چکا تھا۔

چنانچہ بادشاہ کش نے فوراً ہی رقم تاوان ادا کر دی اور حریث نے یرغمال اُسکے حوالے کر دیے اور بلخ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اثنائے راہ میں انھیں ترکوں نے جن سے پہلے یزید کا مقابلہ ہو چکا تھا اب یہ مطالبہ پیش کیا کہ جسطرح یزید نے اپنی جان کا فدیہ ہمیں دیا تھا اسی طرح آپ بھی اپنا اور اپنے ساتھیوں کی جان کا فدیہ ہمارے حوالے کیجئے۔

حریث نے فدیہ دینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو میں اپنی ماں کا بیٹا نہیں بلکہ یزید کی ماں کا بیٹا ہوں گا۔

اس پر ترکوں اور حریث میں جنگ ہوئی۔ حریث نے اکثر کو قتل کر ڈالا اور بعض کو قید کر لیا۔ دوسرے ترکوں نے اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کیا مگر حریث نے اُن پر احسان رکھکر انھیں چھوڑ دیا اور رقم فدیہ بھی واپس کر دی، مہلب کو جب معلوم ہوا کہ حریث نے ترکوں کے مقابلہ میں یہ کہا تھا کہ اگر میں فدیہ دوں تو اس وقت گویا مجھے یزید کی ماں نے جنا ہو۔ انھیں بہت بُرا معلوم ہوا اور کہنے لگے کہ اب اُس کی یہ شان ہو گئی ہے کہ اپنے عزیز قریب کا بیٹا بننے میں اُسے عار ہے۔

حریث بلخ آگیا۔ مہلب نے دریافت کیا کہ دشمن کے وہ یرغمال کہاں ہیں۔ حریث

کہا کہ میں نے تاوان لیکر انھیں رہا کر دیا۔ مہلب نے پوچھا کہ کیا میں نے اپنے خط کے ذریعہ سے تمھیں اُن کے رہا کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا۔

حریث نے کہا آپ کا خط اس وقت مجھے موصول ہوا جب کہ میں انھیں رہا کر چکا تھا، اور آپ کو جو خطرہ تھا میں اُس سے محفوظ رہا۔

اس پر مہلب نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، مجھے ساری حقیقت معلوم ہو چکی ہے تم نے ترکوں اور اُن کے بادشاہ کے پاس رسوخ حاصل کرنے کے لئے میرے خط سے اُسے آگاہ کر دیا۔

مہلب نے حکم دیا کہ حریث کو برہنہ کیا جائے۔ جب حریث برہنہ ہونے سے بہت گھبرایا تو مہلب کو یہ خیال ہوا کہ شاید یہ مبروص ہے اُسے ننگا کرایا اور تیس درے اُسے لگوائے۔

چونکہ اپنا برہنہ ہونا اُسے نہایت ناگوار ہوا تھا اس لئے حریث نے کہا کہ بجائے تیس کے چاہے تین سو کوڑے آپ نے میرے لگائے ہوتے مگر مجھے برہنہ نہ کیا ہوتا اور قسم کھائی کہ میں مہلب کو قتل کرڈالوں گا۔

ایک روز مہلب اور حریث گھوڑوں پر سوار چلے جا رہے تھے، حریث مہلب کے پیچھے تھا اُس کے ساتھ اوس کے دو غلام بھی تھے۔ حریث نے انھیں مہلب کو قتل کرڈالنے کا حکم دیا۔ ایک نے تو صاف انکار کیا اور وہاں سے واپس پلٹ گیا، اور جب ایک چلا گیا تو دوسرا غلام تنہا ہونے کی وجہ سے مہلب پر حملہ کرنے کی جرارت نہ کر سکا۔

حریث نے مکان واپس آکر اپنے غلام سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں میرے حکم کی تعمیل نہیں کی۔

غلام نے عرض کیا مہلب صرف آپ کی خاطر نہ اپنی جان کی خاطر، کیونکہ میں خوب جانتا تھا کہ اگر میں نے مہلب کو قتل کرڈالا تو آپ بھی مارے جائیں گے اور میں بھی مارا جاؤنگا مگر مجھے اپنی جان کی تو پروا نہ تھی صرف آپ کا خیال تھا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس فعل کا خمیازہ صرف مجھ ہی کو بھگتنا پڑے گا تو میں ضرور آپ کے حکم کی تعمیل کرتا۔ اور مہلب کو قتل کرڈالتا۔

حریث نے مہلب کے پاس آنا جانا ترک کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے درد اور تکلیف ہے، مگر مہلب کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ حریث جھوٹ موٹ کے لئے بیمار

بنا ہے اور وہ مجھے دھوکے سے قتل کرنا چاہتا ہے۔
مہلب نے ثابت بن قطبہ سے کہا کہ تم اپنے بھائی کو میرے پاس بلا لاؤ۔ میں انہیں اپنے بیٹوں کے مثل سمجھتا ہوں۔ جو سزا میں نے انہیں دی تھی وہ محض بغرض اصلاح اور تادیباً تھی بسا اوقات خود اپنے بیٹوں کو میں نے تادیباً مارا پیٹا ہے۔
ثابت اپنے بھائی کے پاس آیا۔ اُسے قسمیں دلائیں اور کہا کہ مہلب کے پاس چلو، حریث نے جانے سے انکار کیا اور مہلب کی جانب سے اپنے خوف کا اظہار کیا، اور کہنے لگا کہ بخدا جو سلوک اُنھوں نے میرے ساتھ کیا ہے اس کے بعد میں نہ تو کبھی اُن کے پاس جاؤنگا اور نہ اُن پر بھروسا کروں گا اور نہ خود وہ مجھ پر اعتماد کریں گے۔
اُس کے بھائی ثابت نے جب اُس کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھا تو کہا کہ اگر تمھاری یہی رائے ہے تو بہتر ہے کہ تم ہمیں لیکر موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے پاس چلے چلو۔ ثابت کو یہ خوف پیدا ہوا کہ حریث ضرور مہلب پر قاتلانہ حملہ کرے گا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم سب مارے جائیں گے۔
غرض کہ یہ دونوں بھائی اپنے تین سو طرفداروں اور دوسرے ان عربوں کو لیکر جو اپنی اپنی جماعتوں سے بھاگ کر اون میں آ ملے تھے موسیٰ کے پاس جانے کیلئے روانہ ہوئے

اسی سنہ میں مہلب بن ابی صفرہ نے انتقال کیا

مہلب کی وفات اور جائے وفات کا بیان

مہلب کش سے مرو آرہے تھے۔ چلتے چلتے مقام زاغول متعلقۂ علاقۂ مرو الروز پر جب پہونچے۔ تو کچھ لوگوں کے بیان کے مطابق اُن کے منہ میں مسواک لگی جس سے زخم ہو گیا یا دوسرے لوگوں کے بیان کے مطابق کانٹا لگا۔
بہر حال جب اُن کی حالت نازک ہوی تو مہلب نے اپنے بیٹے حبیب اور دوسرے بیٹوں کو جو وہاں موجود تھے اپنے پاس بلایا۔ سرکنڈے منگوائے اور وہ سب ایک گٹھے کی شکل میں باندھ دیئے گئے۔ مہلب نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ کیا ان سرکنڈوں کو تم اس اجتماعی حالت میں توڑ سکتے ہو۔ سب نے کہا کہ نہیں۔ پھر مہلب نے پوچھا کہ اگر اُنھیں علٰحدہ علٰحدہ کر دیا جائے تب توڑ سکتے ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا بے شک

اس پر مہلب نے کہا کہ بس بعینہٖ یہی مثال جماعت کی ہے، میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو صلۂ رحم کرو کیونکہ اس سے عمر بڑھتی ہے اور جان و مال کی زیادتی ہوتی ہے تفریق سے بچتے رہنا کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ آخرت میں دوزخ ہے اور دنیا میں ذلت و کمزوری ہے، آپس میں دوستی اور میل ملاپ رکھنا، اپنے مقصد کو متحد کرنا۔ اور اختلاف کو گنجائش نہ دینا۔ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرتے رہنا۔ اس سے تمھاری حالت درست رہیگی۔ جب حقیقی بھائیوں میں اختلاف ہوجاتا ہے تو علاتی بھائیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ تم پر ایک دوسرے کی اطاعت اور آپس میں اتحاد رکھنا فرض ہے۔ تمھارے افعال ہمیشہ تمھارے اقوال سے افضل رہیں کیونکہ میں ایسے ہی شخص کو پسند کرتا ہوں جسکے کام اُسکے دعووں سے زیادہ ہوں۔ ایسی باتوں سے ہمیشہ بچتے رہنا جس کی وجہ سے تمھیں جواب دہ ہونا پڑے اور ہمیشہ اپنی زبان کو لغزشوں سے بچانا۔ یاد رکھو کہ اگر کسی شخص کا پاؤں پھسل جائے تو وہ سنبھل سکتا ہے مگر جس کی زبان اُس کے قابو میں نہ ہو وہ ہلاک ہوجاتا ہے۔

جو شخص تمھارے پاس آیا جایا کرے اُس کے ساتھ مراعات کا سلوک کرنا اور اُس کے حقوق کا لحاظ رکھنا۔ اُس کا صبح و شام تمھارے پاس آنا ہی اُس کی یاد دہانی کے لئے کافی ہو، بجائے بخل کے سخاوت اختیار کرنا۔ عربوں کو محبوب رکھنا اور اُن پر احسان کرتے رہنا۔ عرب وہ قوم ہے جس کا ہر فرد محض تمھارے زبانی وعدہ پر اپنی جان تک قربان کردے گا چہ جائے کہ تم کوئی احسان اس پر کروگے تو وہ کیا کچھ تمھاری خاطر نہ کر گزرے گا۔

لڑائی میں ہمیشہ تاَنّی و تدبر اور چالوں سے کام لینا کیونکہ یہ باتیں جنگ میں محض شجاعت دکھانے سے زیادہ کارآمد ہیں۔

جب دو حریفوں میں مقابلہ ہوتا ہے تو جو قسمت میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے البتہ کوئی شخص اگر حزم و احتیاط سے کام لے اور اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے نہایت ہی قابلیت سے کارروائی کی اور فتح حاصل کی اور اس کی تعریف کیجاتی ہے اور اگر اس قدر حزم و احتیاط سے کام لینے کے باوجود اُسے ناکامی کا سامنا ہوتا ہے تب بھی لوگ اُس پر الزام نہیں رکھتے بلکہ کہتے ہیں کہ اُس نے کوئی غلطی نہیں کی

اور نہ اُس سے کوئی لغزش ہوئی مگر کیا کیا جائے کہ قسمت غالب تھی، اُس کے سامنے کوئی کیا کر سکتا۔

ہمیشہ کلام پاک کی تلاوت جاری رکھنا۔ رسول اللہ صلعم کی سنت اور نیک لوگوں کے طریقہ زندگی کو اپنا معیار زندگی بنانا خفیف حرکتوں اور اپنی مجلسوں میں زیادہ یا وہ گوئی سے اجتناب کرنا۔ میں یزید کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں اور حبیب کو اُس وقت تک کیلئے فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کرتا ہوں جب تک کہ یہ اُسے یزید کے پاس پہونچا ویں۔ تم لوگ یزید کی مخالفت نہ کرنا۔

اس پر مفضل نے عرض کیا کہ اگر آپ خود انھیں اپنا جانشین نہ بھی بناتے تو خود ہم لوگ انھی کو اپنا سردار بناتے۔

مہلب نے داعی اجل کو لبیک کہا اور حبیب کو اپنا وصی بنایا حبیب ہی نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اور پھر مرو کی طرف روانہ ہوا۔

یزید نے عبدالملک کو اپنے باپ کی موت کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ مہلب مجھے اپنا جانشین بنا گئے ہیں۔ حجاج نے اس وصیت کی توثیق کی اور انھیں باقاعدہ مہلب کا جانشین تسلیم کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مرنے کے وقت وصیت کرتے ہوئے مہلب نے یہ کہا تھا کہ اگر صرف میرے اختیار میں ہوتا تو میں حبیب کو اپنے بیٹوں کا سردار مقرر کرتا

مہلب نے ماہ ذی الحجہ ۸۲ھ میں انتقال کیا۔

اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو مہلب کے انتقال کے بعد خراسان کا والی مقرر کیا، اور عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کی گورنری سے برطرف کر دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق (۱۳) جمادی الآخر ۸۲ھ کو عبدالملک نے ابان بن عثمان کو موقوف کیا۔ اور اُن کی جگہ ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔ ہشام نے گورنری کا جائزہ لیتے ہی نوفل بن مُساحق العامری کو منصب قضاء سے علیحدہ کر دیا۔ نوفل کو یحییٰ ابن حکم نے مدینہ کا قاضی مقرر کیا تھا یحییٰ کی علیحدگی کے بعد جب ابان بن عثمان اس عہدہ پر مقرر ہوئے تو انھوں نے نوفل کو انکی جگہ برقرار رکھا۔

سات برس تین مہینے تیرہ دن ابان مدینہ کے گورنر رہے ،
ہشام بن اسمٰعیل نے ابو نوفل کے بجائے عمرو بن خالد الزرقی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔
اس سال ابان بن عثمان ہی نے لوگوں کو حج کرایا۔
حجاج کوفہ ۔ بصرہ اور تمام مشرقی صوبجات کا گورنر تھا اور یزید بن مہلب حجاج کی طرف سے خراسان کا عامل تھا۔

۸۳ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

مقام دیر جماجم پر عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی شکست کا واقعہ

ابو زبیر الہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میں اس رسالہ کے دستہ میں تھا جو جبلۃ بن زحر الفقیہ کے ماتحت تھا۔ جب شامیوں نے پے در پے کئی حملے ہم پر کئے تو عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ نے ہم سب کو مخاطب کر کے کہا، "اے قراء کے گروہ! میدان جنگ سے بھاگنا کسی شخص کے لئے اس قدر مذموم نہیں ہے جتنا کہ آپ لوگوں کے لئے ہے، میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے جب ہمارا شامیوں سے مقابلہ ہوا یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص کسی فعل حرم کا ارتکاب یا کسی بری بات کی طرف لوگوں کو دعوت دئے جاتے ہوئے دیکھے اور وہ اپنے دل ہی دل میں اسے برا سمجھے تو وہ خدا کے سامنے ذمہ داری سے بچ جائے گا۔ اور اگر کوئی اپنی زبان سے اس فعل پر نفرت کا اظہار کرے اور مخالفت کرے تو اسے اس کا اجر نیک ملے گا اور اس کا مرتبہ پہلے شخص سے افضل ہے، مگر جو مظالم اور منہیات کے ارتکاب کے خلاف اس لئے تلوار اٹھائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان غالب اور ظالموں کی خواہشیں مغلوب ہوں تو بے شک وہ ایسا شخص ہے کہ جس نے ہدایت کے راستہ کو پالیا اور اس کا قلب نور ایمان سے منور ہے، پس تم ان لوگوں سے جہاد کرو جو منہیات کا ارتکاب کرتے ہیں، مذہب میں نئی نئی اختراعات کرتے ہیں اور اپنے ان افعال کو مطلقاً برا نہیں سمجھتے۔"
ابو البختری نے کہا کہ آپ لوگ اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لئے جنگ کیجیے، کیونکہ بخدا اگر دشمن نے آپ پر فتح پائی تو نہ صرف آپ کے مذہب میں فساد پھیلائے گا بلکہ آپ کے مال و اسباب اور جائداد پر قبضہ کرلے گا۔

شعبی کہنے لگے اے مسلمانوں! دشمنوں سے لڑو، اُن سے لڑنے میں آپ کو کسی قسم کا باک نہ ہونا چاہیے کیونکہ تمام روئے زمین پر کوئی قوم ایسی نہیں جو اِن سے زیادہ ظالم اور جفاجو ہو، آپ لوگوں کو فوراً اُن پر بڑھکر حملہ کردینا چاہیے۔

سعید بن جبیر نے کہا کہ آپ لوگ دشمنوں سے لڑیں۔ اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ اُن کے خلاف لڑنے میں آپ کسی طرح اپنے آپ کو گنہگار نہ سمجھیں، بلکہ آپ تو اُن کے معاصی، اُن کے مظالم۔ مذہب اسلام میں اُن کی بیجا بداخلت اور بدعات اور اس وجہ سے کہ اُنھوں نے کمزوروں کو ذلیل اور نماز کو مردہ کردیا ہے برسرِ پیکار ہیں۔

ہم سب کے سب شامیوں پر حملہ کرنے کے لئے مستعد ہوگئے، جبلۃ نے ہم سے کہا کہ دیکھئے جب آپ لوگ دشمن پر حملہ آور ہوں تو پوری جرأت اور ثابت قدمی سے حملہ کیجئے گا، اور جب تک کہ آپ لوگ اُن کی صفوں پر جاکر ٹوٹ نہ پڑیں اپنی پشت دشمن سے نہ پھیریے گا۔

غرض کہ اب ہم نے پوری شجاعت و بسالت اور طاقت کے ساتھ دشمن کے رسالوں کے دستوں پر حملہ کیا اور اُن کے تینوں اگلے دستوں پر اس بے جگری سے حملہ کیا اور ایسا سخت نقصان پہونچایا کہ وہ تتر بتر ہوگئے،

ہم بڑھتے ہوئے دشمن کی اصلی صف پر ٹوٹ پڑے اور اُنھیں بھی بہت نقصان پہونچایا اور جبلۃ کی جانب سے اُنھیں ہٹا دیا۔

جب ہم واپس پلٹے تو دیکھا کہ جبلۃ مقتول پڑے ہیں مگر ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس طرح مارے گئے۔

اس واقعہ سے ہمیں سخت صدمہ ہوا اور ہماری تمام شجاعت و بسالت ختم ہوگئی ہم میں بددلی پھیل گئی ہم اپنی اُسی جگہ آکر ٹھہر گئے جہاں پہلے کھڑے تھے، ہمارے دستہ کے قاری لوگ بھی اب اپنی جان بچانے لگے، جبلۃ ابن زحر کی موت ہمارے لئے ایسی رنج دہ تھی کہ گویا ہمارا کوئی بھائی یا باپ مرگیا ہے، اور خصوصاً جنگ کے اس نازک موقع پر اس کا مارا جانا ہمارے لئے اور بھی سخت تکلیف دہ ہوا۔

ابو البختری الطائی نے کہا کہ جبلۃ کی موت کے اس قدر رنج کا اظہار آپ کی جماعت

میں نہونا چاہیئے اس لئے کہ وہ بھی آپ ہی سے ایک آدمی تھے، جو دن اُن کی موت کا مقرر تھا اُس میں اُنھیں موت آئی اُس میں کسی طرح بھی ایک دن کی تقدیم و تاخیر ہو ہی نہیں سکتی تھی، آپ تمام لوگ بھی ایک نہ ایک دن موت کا مزا چکھنے والے ہیں اور جب موت کا پیام آئے گا تو اُس پر لبیک کہیں گے۔

مگر میں نے جب قاریوں کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ آثار حزن و ملال اُن کے چہروں پر نمایاں تھے اُن کی زبانوں پر مہر خاموشی لگی ہوئی تھی، اور کمزوری و بددلی اُن کی حالت سے ظاہر تھی، اُسی کے مقابلہ میں شامیوں پر اس واقعہ سے ایک خاص خوشی اور انبساط طاری تھا اور اونھوں نے طنزاً ہم سے کہا کہ اے دشمنانِ خدا تم ہلاک ہوئے اور اللہ نے تمہارے اصل سرغنہ کو ہلاک کر ڈالا۔

ابو یزید السکسکی بیان کرتے ہیں کہ جب جبلہ اور اُن کے ساتھیوں نے ہم پر حملہ کیا۔ ہم پسپا ہوئے، دشمن نے ہمارا تعاقب کیا۔ ہماری فوج کا ایک دستہ ایک سمت پھٹ کر علاحدہ ہو گیا۔ ہم نے دیکھا کہ جبلہ کے ساتھی ہماری فوج والوں کا تعاقب کر رہے ہیں اور خود جبلہ ایک ٹیلہ پر اس غرض سے کھڑے ہیں کہ اُن کے ساتھی واپس پلٹ کر پھر اُنھی کے پاس چلے آئیں، اسپر ہمارے بعض سپاہیوں نے کہا کہ بلا شبہہ یہ جبلہ ابن زحر ہیں، اس اثنا میں کہ اُن کے ساتھی دوسری جانب جنگ میں مصروف ہیں ہمیں اون پر حملہ کر دینا چاہیئے۔ بہت ممکن ہے کہ ہم اُنھیں قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں غرض کہ ہم نے فوراً اُن پر حملہ کر دیا۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اُنھوں نے بھاگنے کا مطلقاً خیال نہیں کیا بلکہ تلوار لیکر ہم پر جھپٹے، جب اُس ٹیلہ سے وہ نیچے اوترآئے تو ہم نے نیزوں سے اُنھیں چھید دیا اور گھوڑے سے اتار کر زمین پر گرا دیا اُن کے ساتھی واپس پلٹے اور جب ہم نے اُنھیں آتے ہوئے دیکھا تو ہم لوگ ایکطرف کو ہٹ گئے، اُن لوگوں نے جبلہ کو مقتول دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور سخت صدمہ اور رنج اُن پر طاری ہوا جسے دیکھکر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

جبلہ کی موت سے اون کے ساتھیوں پر اِس قدر اثر اور مایوسی طاری ہوئی اون کی جنگ اور جارحانہ کارروائی میں ہم نے اس کا اثر نمایاں طور پر محسوس کیا۔

جبلہ کے ساتھیوں میں ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُن کی موت نے ہمیں سخت نقصان پہونچایا اور اس وجہ سے ہم پر بد دلی طاری ہو گئی، بسطام بن مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی آئے اُن کے آنے سے ہماری ہمت بڑھ گئی، اور ہم نے کہا کہ یہ شخص بے شک جبلہ کا صحیح قائم مقام ثابت ہو گا۔

جب ابو البختری نے اس بات کو کسی شخص کی زبان سے سنا تو ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تمہارا بُرا ہو کیا تم میں سے کوئی شخص مارا جائے گا تو تم سمجھ لوگے کہ بس اب تباہی اور موت نے ہمیں گھیر لیا۔ اور کیا اگر ابھی ابن مصقلہ بھی مارے جائیں تو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈال دو گے اور کہو گے کہ اب کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس کے زیر قیادت ہم لڑیں، یہ نہایت ہی نامناسب بات ہوی کہ ہم نے امیدوں کو تم سے وابستہ کیا۔

بسطام رے سے آرہے تھے کہ اثنائے راہ میں قتیبہ کی اور اُن کی ملاقات ہوئی۔ قتیبہ نے اُن سے کہا کہ آپ حجاج اور شامیوں کا ساتھ دیں بسطام نے قتیبہ کو عبدالرحمن اور عراقیوں کی حمایت کرنے کی دعوت دی، مگر کسی نے بھی دوسرے کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ اور بسطام نے کہا کہ میں عراقیوں کے ساتھ مرنے کو شامیوں کے ساتھ زندہ رہنے پر ترجیح دیتا ہوں۔ اور پھر مقام ماسبذان پر آکر فروکش ہوئے۔

جب بسطام محمدؒ کے پاس پہونچے تو محمدؒ سے درخواست کی کہ آپ مجھے بنی ربیعہ کے رسالہ کا سردار مقرر کر دیجیے، محمدؒ نے اُن کی درخواست منظور کر لی۔

بسطام نے بنی ربیعہ کو مخاطب کر کے کہا کہ جنگ کے موقع پر میرے مزاج میں غیر معمولی سختی اور چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے آپ مہربانی فرما کر ایسے موقع پر تحمل سے کام لیجئے گا۔ اور میری باتوں کا بُرا نہ مانیے گا۔

بسطام ایک بہادر سردار تھے، ایک روز کا واقعہ ہے کہ فوج جنگ کے لئے میدان مصاف میں آئی۔ یہ بنی ربیعہ کے رسالہ کو لیکر دشمن پر حملہ آور ہوئے اور بڑھتے بڑھتے اُن کے فوجی قیام گاہ تک جا پہونچے، تیس عورتوں کو گرفتار کر کے جس میں لونڈیاں اور باندیاں تھیں اپنے لشکر گاہ کی طرف واپس پلٹے، مگر جب لشکر گاہ کے قریب آئے تو اُن عورتوں کو واپس کر دیا، اور یہ پھر حجاج کے لشکر گاہ میں آگئیں اس پر حجاج نے

کہا کہ دشمن نے اچھا کیا کہ اِن لونڈیوں کو رہا کر دیا۔ اور اس طرح انہوں نے اپنی عورتوں کو بچا لیا ورنہ اگر کل مجھے اُن پر فتح حاصل ہوتی تو میں اُن کی عورتوں کو قید کر لیتا۔

دوسرے روز پھر دونوں فریقوں میں مقابلہ ہوا۔ عبداللہ بن ملیل الہمدانی نے اپنے رسالہ کے ساتھ شامیوں پر حملہ کیا۔ اور اُن کے لشکرگاہ میں جا پہونچا۔ اٹھارہ عورتوں کو گرفتار کر لیا۔

عبداللہ کے ہمراہ طارق بن عبداللہ الاسدی تیر انداز بھی تھے، ایک معمر شامی اپنے خیمہ سے نکلا۔ اسدی اپنے کسی شخص سے کہنے لگا کہ اس شیخ کو میرے سامنے سے ہٹا دو شاید میں اُسے تیر مار دوں یا حملہ کر کے نیزہ سے ہلاک کر ڈالوں۔ فوراً ہی اُس ضعیف العمر شخص نے بلند آواز سے کہا "اے اللہ تو ہم پر اور اُن پر عافیت نازل فرما"

اس پر اُس اسدی نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ ایسے شخص کو قتل کروں۔ اور اُسے چھوڑ دیا فوراً ہی ابن ملیل اُن عورتوں کو لے کر اپنے لشکرگاہ کی طرف چلا۔ مگر پھر اُنہیں بھی رہا کر دیا۔ اس موقع پر بھی حجاج نے اپنا پچھلا قول دُہرایا۔

ایک دوسری روایت ہے کہ ولید بن نخیت الکلبی متعلقہ بنی عامر اپنا دستہ لے کر جبلۃ بن زحر کی طرف بڑھا اور ایک ریت کے ٹیلہ پر سے ولید اس پر جھپٹا۔ ولید ایک موٹا تازہ جسیم شخص تھا اور جبلۃ ایک میانہ قد اور گٹھیلے بدن کا آدمی تھا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا ولید نے جبلۃ کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ جبلۃ گر پڑا، اُس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے اور ولید جبلۃ کا سر لے آیا۔

ابو مخنف اور عوانۃ الکلبی دونوں راوی ہیں کہ جبلۃ کا سر حجاج کے سامنے لایا گیا حجاج نے اسے دو نیزوں پر اٹھا کر شامیوں سے کہا اس پہلی کامیابی کی میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں، آج تک کوئی باغیانہ جنگ ایسی نہیں ہوئی کہ جس میں کوئی یمنی بڑا سردار نہ مارا گیا ہو، اور یہ بھی یمن کے بڑے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔

ایک اور دن کا واقعہ ہے کہ دونوں مقابل حریف جنگ کے لئے باہر نکلے ایک شامی نے میدان جنگ میں نکل کر دشمن کے سامنے تنہا مقابلہ کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حجاج بن جاریۃ اُس کے مقابلہ میں آیا۔

حجاج نے حملہ کر کے اُس پر نیزہ کا ایک وار کیا اور اُسے گھوڑے سے گرا دیا مگر پھر اس شخص کے اور ساتھیوں نے حملہ کر کے اُسے بچا لیا۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ یہ شخص ابو درداء الخثعمی تھا۔ اس پر حجاج بن جاریتہ نے کہا کہ میں اب تک اُسے پہچانتا نہ تھا اگر پہلے سے پہچان لیتا تو کبھی اس سے مبارزت نہ کرتا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری قوم کا ایسا شخص مفت مارا جائے۔

عبدالرحمن بن عوف الرواسی جسکی کنیت ابو حمید تھی مبارزت کے لئے میدان جنگ میں نکلا۔ اُس کے مقابلہ کے لئے شامیوں کی طرف سے اسکا چچازاد بھائی نکل کر آیا تھوڑی دیر تک دونوں شمشیر زنی کرتے رہے اور دونوں کہنے لگے کہ میں بنی کلاب کا نوجوان بہادر ہوں، اُس پر ایک نے دوسرے سے اُس کی شخصیت دریافت کی اور جب پوچھ گچھ لیا تو علیحدہ ہو گئے۔

عبداللہ بن زرام الحارثی حجاج کے دستہ کی جانب بڑھکر آیا اور کہنے لگا کہ ایک ایک آدمی میرے مقابلہ پر بھیجتے جاؤ۔ ایک شخص اُس کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ عبداللہ نے اُسے قتل کیا اور اسی طرح تین روز تک روزانہ ایک ایک شخص کو قتل کرتا رہا۔ چوتھے دن عبداللہ پھر مقابلہ کے لئے اکیلا بڑھا اُسے دیکھکر حجاج کی فوج والوں نے کہا وہ آیا کاش خدا اُسے نہ لاتا"

اس مرتبہ حجاج نے جراح کو حکم دیا کہ تم جاکر مقابلہ کرو، جراح مقابلہ کے لئے بڑھا چونکہ جراح عبداللہ کا دوست تھا۔ عبداللہ نے اُس سے کہا جراح! بھلا تم میرے مقابلہ پر کیوں آئے ہو۔ جراح نے جواب دیا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات مجبور تھا کیا کرتا عبداللہ نے کہا کہ میں ایک اچھی ترکیب بتاتا ہوں جراح نے کہا وہ کیا)۔ عبداللہ نے کہا کہ میں تمہارے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ جاتا ہوں اور پھر تم حجاج کے پاس واپس چلے جانا حجاج تمہاری بہادری کی تعریف کرے گا اور تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھے گا چونکہ اپنی قوم کے تم جیسے شخص کو میں قتل کرنا نہیں چاہتا اور چاہتا ہوں کہ تم سلامت رہو اسلئے تمہارے مقابلہ سے بھاگ جانے پر مجھے جو لوگ لعن طعن کریں گے میں اسے برداشت کرونگا اور مجھے اُس لعنت ملامت کی کچھ پروا نہیں۔

جراح نے کہا اچھا ایسا ہی کرو۔

جراح نے عبداللہ پر حملہ کیا۔ عبداللہ اس کے سامنے سے کنائی کاٹتا جاتا تھا، چونکہ اس کے حلق کا کوا کٹا ہوا تھا اُسے پیاس بہت معلوم ہوتی تھی۔ ایک غلام پانی کی صراحی لئے ساتھ تھا جب اُسے پیاس معلوم ہوتی تو غلام اُسے پانی پلا دیتا۔

غرض کہ جب عبداللہ جراح کے مقابلہ سے کنائی کاٹنے لگا اور پیچھے ہٹا تو جراح نے اس مستعدی سے اُس پر حملہ کیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اُسے قتل ہی کر ڈالیگا، اُس کے اس تیور کو دیکھکر غلام نے چلا کر کہا کہ یہ تو سچ مچ آپ کی جان کے درپے ہے عبداللہ یہ سنتے ہی پلٹ پڑا اور گرز کے کئی وار جراح کے سر پر کئے اور جراح کو زمین پر گرا دیا۔ اور غلام کو حکم دیا کہ اس کے چہرے پر پانی ڈالو اور اُسے پانی بھی پلاؤ غلام نے حکم کی تعمیل کی، عبداللہ نے جراح سے کہا کہ تم نے مجھے اچھا معاوضہ دیا۔ میں تو تمہاری سلامتی کا خواہاں اور تم میری جان کے درپے!

جراح نے کہا کہ نہیں میں تمھیں مارنا نہیں چاہتا تھا۔ عبداللہ نے کہا اچھا! چلے جاؤ۔ تعلقات خاندانی اور عزیزداری کی وجہ سے میں تمھیں چھوڑے دیتا ہوں۔

سعید الحرشی کہتے ہیں کہ اُس روز میں اول صف میں استادہ تھا، کہ ایک عراقی جس کا نام قدامہ بن حریش التیمی تھا اپنی فوج سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے شامی جرامقہ کے گروہ!

میں تمھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں تاکہ ہم آپس میں صلح کرلیں اور اگر تم میری دعوت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو تو ایک شخص کو میرے مقابلہ کے لئے نکل آنا چاہئے۔

ایک شامی بڑھا۔ قدامہ نے اُسے قتل کیا اور اسی طرح ایک ایک کرکے چار شامیوں کو اُس نے قتل کیا۔ حجاج نے اس رفتار کو دیکھکر اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص اس ناپاک کتے کے مقابلہ پر نہ جائے، اس حکم کے سنتے ہی تمام لوگ اپنی اپنی جگہ ٹھٹک گئے میں نے حجاج سے جاکر عرض کیا کہ آپ نے تو یہ حکم دیدیا کہ اب کوئی شخص اُس کتے کے مقابلہ پر نہ جائے حالانکہ جو شخص اُس کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اُن کی موت کا وقت آچکا تھا۔ اس شخص کی موت کا بھی ایک مقررہ وقت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید اب وہ وقت قریب آگیا ہے اس لئے آپ اُن لوگوں کو جو میرے ساتھ آئے ہیں

اجازت دیجیے کہ اب ان میں سے کوئی شخص اُس کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے ؛

حجاج نے کہا کہ اُس کتے کی ہمیشہ سے یہ ہی عادت ہے اُس نے اپنی وحشت لوگوں میں بٹھادی ہے خاص تمھاری جمعیت والوں کو میں اجازت دیتا ہوں کہ جس کا جی چاہے اُس کا مقابلہ کرے سعید الحرشی نے اپنے ساتھیوں کے پاس آکر انھیں اس اجازت سے مطلع کیا ؛

جب اُس شخص نے پھر مبارزت کے لئے کسی مقابل کو بلایا۔ سعید الحرشی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نکلا۔ قدامتہ نے اُسے بھی قتل کیا ؛

اس واقعہ سے سعید پر بڑا اثر ہوا اور چونکہ اُس نے حجاج سے بہت بڑھ چڑھکر دعوے کئے تھے اس لئے اُسے اور بھی زیادہ حزن و ملال ہوا ؛

قدامتہ نے پھر بلند آواز سے کہا "کہ کوئی اور ہے جو میرا مقابلہ کرے" سعید پھر حجاج کے پاس گیا اور درخواست کی کہ آپ مجھے اوس کتے کا مقابلہ کرنے کی اجازت دیجیے۔

حجاج نے کہا کہ یہ تو تمھاری مرضی پر موقوف ہے ؛

سعید نے کہا کہ میں آپکی مرضی پر کام کرنے کے لئے موجود ہوں، پھر حجاج نے کہا کہ ذرا اپنی تلوار مجھے دکھلاؤ، سعید نے تلوار حجاج کو دی، حجاج نے کہا کہ میرے پاس ایک تلوار ہے جو اس سے زیادہ وزنی ہے اور حکم دیا کہ وہ تلوار سعید کو دیدیجائے، پھر حجاج نے سعید کی طرف دیکھکر کہا کہ تمھاری زرہ تو نہایت عمدہ اور تمھارا گھوڑا نہایت قوی ہے اب دیکھوں کہ اس کتے کے مقابلہ میں تم کیا کرتے ہو ؛

سعید نے عرض کیا کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر فتح دے گا، حجاج نے کہا اچھا جاؤ خدا کی برکت وحفاظت تمھارے شامل حال رہے ؛

سعید میدان جنگ میں بڑھا۔ قدامتہ کے قریب پہونچا۔ قدامتہ نے کہا اے دشمن خدا ٹھہر جا۔ سعید ٹھہر گیا اور اس کی بات سے اُسے خوشی ہوئی ؛

قدامتہ نے کہا کہ یا تو پہلے تم چپ چاپ کھڑے رہو اور مجھے تین وار کرنے دو اور یا پہلے میں خاموش کھڑا رہتا ہوں اور تم تین وار مجھ پر کرو اور اس کے بعد پھر تم اسی طرح اپنے آپ کو میرے سپرد کر دینا اور میں تم پر تین وار کروں گا،

سعید نے کہا پہلے تم مجھے وار کرنے دو،
قدامتہ نے اپنا سینہ اپنے زین کے ہرنے پر رکھ لیا اور کہا کہ مارو،
سعید نے خوب اچھی طرح تلوار تول کر نہایت اطمینان سے اُس کے خود پر ہاتھ مارا مگر تسمہ برابر اثر نہیں ہوا۔ اس وجہ سے سعید کو اپنی تلوار اور اپنے وار پر اعتماد نہیں رہا مگر پھر اُس نے سوچا کہ مجھے اُس کے کندھے کے جوڑ پر تلوار مارنی چاہیے کیونکہ یا تو میں اُسے قطع ہی کردونگا ورنہ کم ازکم اُس کے ہاتھ کو آیندہ وار کرنے سے کمزور کردوں گا۔
چنانچہ اس مرتبہ اُس نے کندھے کے جوڑ پر تلوار ماری مگر کچھ کارگر نہوی۔ اس سے اُسے بھی سخت مایوسی ہوی اور اُن لوگوں کو بھی جو اصل لشکر میں کھڑے تھے جب اس واقعہ کا علم ہوا تو سخت رنج ہوا۔ غرض کہ سعید نے تیسرا وار کیا وہ بھی بیکار گیا،
اب قدامتہ نے تلوار نیام سے باہر نکالی اور سعید سے کہا کہ چپ کھڑے ہوجاؤ، سعید نے اپنے آپ کو اُس کے حوالے کردیا۔ قدامتہ نے ایک ہی ہاتھ ایسا لگایا کہ سعید زمین پر گر پڑا،
قدامتہ بھی گھوڑے سے اُتر پڑا اور سعید کے سینہ پر چڑھ بیٹھا، اور اپنی جرابوں سے ایک چھری یا خنجر نکالا۔ اور اسے سعید کے حلق پر ذبح کرنے کے لئے رکھا۔ اس پر سعید نے اُسے خدا کا واسطہ دلاکر کہا کہ میرے قتل کرنے میں تمھیں وہ عزت و ناموری حاصل نہیں ہوگی جو مجھے چھوڑ دینے میں ہوگی،
قدامتہ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ سعید نے اُسے اپنا نام بتایا، قدامتہ نے کہا بہتر ہے، اے دشمن خدا جا چلا جا اور حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع کردینا۔
سعید دوڑتا ہوا حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے پوچھا کہو کیا ہوا۔ سعید نے عرض کیا کہ حقیقت یہ ہے آپ زیادہ واقف تھے،
ابویزید السکسکی (گزشتہ روایت کے سلسلہ میں) بیان کرتے ہیں کہ ابوالبختری الطائی اور سعید بن جبیر دونوں اس آیت کو آخر تک پڑھ رہے تھے "وماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا" ترجمہ (کوئی شخص بغیر اللہ کے حکم کے مر نہیں سکتا۔ ہر ایک کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے) اور پھر حملہ کرتے ہوئے دشمن کی صف پر ٹوٹ پڑتے تھے۔

پورے سو دن تک دونوں حریفوں میں معرکہ کارزار گرم رہا۔

غرہ ربیع الاول ۸۳ھ ہجری منگل کے دن صبح کے وقت ابن محمدؒ بن الاشعث نے دیر جماجم پر آکر پڑاؤ کیا۔ اور ۱۴ جمادی الآخر بدھ کے دن بوقت چاشت جبکہ اچھی طرح دھوپ پھیل چکی تھی اونھیں شکست ہوئی۔ حالانکہ آخری جنگ کے دن تمام گزشتہ مواقع کے مقابلہ میں عراقی شامیوں کے مقابلہ میں نہایت دلیر تھے۔ اور شامیوں کی حالت بہت ہی سقیم تھی۔

غرض کہ ۱۴۔ جمادی الآخر ۸۳ھ بروز چہارشنبہ دونوں حریفوں میں پھر مقابلہ شروع ہوا۔ عراقی تمام دن اس خوبی اور عمدگی سے لڑے کہ اس سے پہلے وہ کبھی اس طرح نہیں لڑے تھے۔ اونھیں شکست کا مطلقاً خیال نہیں تھا۔ بلکہ اونھی کا پلہ شامیوں کے مقابلہ میں بھاری تھا۔

جنگ کی ابھی یہ ہی حالت تھی کہ اتنے میں سفیان بن ابرد الکلبی اپنے رسالہ کے ساتھ اپنی فوج کے میمنہ سے بڑھا۔ اور ابرد بن قرۃ التمیمی کے قریب پہونچا جو عبدالرحمن بن محمدؒ کے میسرہ پر متعین تھا۔

ابرد بن قرۃ نے بغیر کسی شدید مقابلہ کے شکست کھائی۔ لوگوں نے اس کے اس طرز عمل کی بہت مذمت کی۔ اور چونکہ وہ ایک بہادر شخص تھا اور جنگ سے بھاگنا اوس کی سرشت کے خلاف تھا اس لئے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ اُس نے دیدہ و دانستہ ایسا کیا ہے، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اوسے امان دیدی گئی ہے اور اسی شرط پر اوس سے دشمن نے صلح کرلی ہے کہ وہ اپنی فوج کو لیکر پسپا ہوجائے گا۔

بہر حال جب ابرد بن قرۃ نے پسپا ہونا شروع کیا تو اوس سمت کی تمام صفیں اپنی جگہ سے اوکھڑ گئیں۔ اور جس کا جدھر منھ اوٹھا اوسی رخ اُس نے بھاگنا شروع کیا۔

عبدالرحمن بن محمدؒ منبر پر چڑھ گئے اور لوگوں کو پکارنے لگے کہ اے بندگان خدا میں ابن محمدؒ ہوں میرے پاس آؤ عبداللہ بن زرام الحارثی اُن کے پاس آئے اور منبر کے نیچے کھڑے ہوگئے، عبداللہ بن ذواب السلمی بھی اپنا رسالہ لے کر آئے۔ اور عبدالرحمن کے قریب آکر ٹھہر گئے۔

عبدالرحمن اوسی طرح منبر پر جمے رہے۔ یہاں تک کہ شامی فوجیں اون کے بالکل قریب

آگئیں اور شامیوں نے اون پر تاک تاک کر تیر برسانا شروع کئے۔ عبدالرحمٰن نے ابن زرام کو حکم دیا کہ دشمن کے اس رسالہ اور پیدل سپاہ پر حملہ کرو۔ ابن زرام نے حملہ کر کے اونھیں روک دیا۔

اس کے بعد شامیوں کی ایک اور فوج جس میں پیدل سپاہ اور رسالہ دونوں تھے عبدالرحمٰن کی طرف بڑھی۔ اس مرتبہ عبدالرحمٰن نے ابن ذواب کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور ابن ذواب نے حملہ کر کے اوس فوج کی پیش قدمی اوس جانب روک دی۔

عبدالرحمٰن اوس وقت تک منبر ہی پر جمے رہے یہاں تک کہ شامی اون کے لشکرگاہ میں داخل ہو گئے۔ اور انھوں نے تکبیر کہی۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن المنفل الازدی جن کی بھتیجی عبدالرحمٰن کی بیوی تھیں عبدالرحمٰن کے پاس منبر پر چڑھکر آئیں اور ان سے کہا کہ آپ منبر سے اوترآئیے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نہ اوتریں گے تو گرفتار کر لئے جائینگے۔ اور اگر اس مقام سے واپس چلے چلینگے تو شاید پھر آپ اس قابل ہو جائیں کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے فوج جمع کرلیں۔ اور شاید کسی اور دن اللہ تعالیٰ اونھیں آپ کے ہاتھوں تباہ کردے۔

عبدالرحمٰن اوتر آئے۔ اب عراقیوں نے اپنا لشکرگاہ چھوڑ دیا۔ اور اس طرح پسپا ہونا شروع کیا۔ کہ پیچھے مڑکر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

خود عبدالرحمٰن اپنے خاندان کے اور لوگوں اور ابن جعدہ بن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ سے روانہ ہوئے۔ اور جب مقام فلوجہ میں بنی جعدہ کے موضع کے مقابل آئے تو کشتی منگوائی اور اس میں بیٹھکر دریا کو عبور کیا۔ ابھی یہ جماعت دریا کو عبور ہی کر رہی تھی کہ بسطام بن مصقلہ بھی وہاں پہونچے اور دریافت کیا کہ آیا عبدالرحمٰن بھی کشتی میں ہیں یا نہیں۔ اگرچہ لوگوں نے اونھیں جواب نہیں دیا مگر انھیں گمان غالب تھا کہ عبدالرحمٰن ضرور اس کشتی میں سوار ہیں۔

عبدالرحمٰن اسی حالت میں کہ تمام ہتھیاروں سے مسلح اور گھوڑے پر سوار تھے اپنے مکان پہونچے۔ اون کی صاحبزادی مکان سے نکلکر آئیں اور ان سے چمٹ گئیں۔ اوسی طرح اون کے اور گھر والے بھی روتے ہوئے آئے۔ عبدالرحمٰن نے اونھیں صبر اور سکون کی تلقین کی اور کہا کہ کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں اگر تمھیں چھوڑ کر نہ جاؤنگا

تواپنی موت کے آنے تک تمہارے ساتھ زندگی بسر کروں گا۔ اگر میں مر بھی جاؤں تو رزاق مطلق جو تمہیں اس وقت روزی پہونچارہا ہے وہ تو زندۂ جاوید ہے۔ وہ میرے بعد بھی تمہیں اسی طرح رزق پہونچائیگا۔ جس طرح کہ میری زندگی کے زمانہ میں پہونچاتا ہے۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن اپنے اہل وعیال سے رخصت ہوکر کوفہ سے چلدیے

محمد بن سائب الکلبی بیان کرتے ہیں کہ جب دن اچھی طرح چڑھگیا اور زوال قریب ہوگیا اوس وقت عراقی شکست کھاکر بھاگے۔ میں مع اپنے نیزہ۔ تلوار اور ڈھال کے دوڑتا ہوا آیا۔ اوسی دن اپنے گھر پہونچ گیا اور میں نے اپنے اسلحہ اوتارے بھی نہ تھے کہ

حجاج نے حکم دیدیا کہ دشمن کا تعاقب نہ کیا جائے۔ بلکہ اوسے اپنی حالت پر چھوڑدیا جائے۔ تاکہ وہ تتر بتر ہوجائیں۔ اور نقیب نے اعلان کردیا کہ جو شخص حجاج کے پاس واپس آجائے گا اوسے امان دی جائیگی اس واقعہ کے بعد محمد بن مروان موصل چلے گئے اور عبداللہ بن عبدالملک نے شام کارخ کیا۔ اور یہ دونوں حجاج کو عراق میں سیاہ سفید کا اختیار دیکر چلے گئے۔

حجاج کوفہ آیا۔ مصقلۃ بن کرب بن رقبۃ العبدی کو جو ایک مقرر شخص تھا اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور اُن سے کہاکہ ہر اوس شخص کو جس کے ساتھ ہم نے احسان کیا ہے اور پھر اوس نے ہماری مخالفت کی تم لعن طعن کرو۔ اوس کی ناسپاس گزاری۔ بدعہدی اور جو ذاتی عیب اوس کا تمہیں معلوم ہو اوس کی بنا پر تم ہر شخص کو ملامت کرو۔ اور اوس کی توہین کرو۔

جو شخص حجاج کے ہاتھ پر بیعت کرنے آتا تھا حجاج اوس سے پوچھتا تھا کہ کیا تم اسبات کی شہادت دیتے ہو کہ تم کافر ہو۔ جو شخص اس کا جواب اثبات میں دیتا تھا تو اُس سے بیعت لیتا تھا۔ ورنہ قتل کرادیتا تھا۔

قبیلۂ خثعم کا ایک شخص جو دونوں حریفانہ جماعتوں سے بالکل الگ تھلگ دریائے فرات کے دوسرے کنارہ اوس زمانہ میں رہا تھا بیعت کرنے آیا۔ حجاج نے اوس کا حال دریافت کیا۔ اُس نے کہاکہ میں تو ہمیشہ سے اس موقع سے بالکل علیحدہ واقعات کے آخری نتیجہ کا انتظار کررہا تھا۔ جب آپ کو فتح حاصل ہوئی تو اب آیا ہوں کہ اور

لوگوں کے ساتھ میں بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں۔

حجاج نے کہا خوب! آپ منتظر تھے، اچھا تم اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کرو کہ تم کافر ہو، اُس شخص نے کہا کہ میں بدترین خلائق ہوں گا اگر اسی برس تک خدا کی عبادت کرنے کے بعد اب خود اپنی زبان سے اپنا کفر تسلیم کروں۔

حجاج نے کہا اگر ایسا نہ کرو گے تو میں تمھیں قتل کر ڈالوں گا۔ اوس شخص نے جواب دیا کہ اگر آپ مجھے قتل کر ڈالیں گے تو مجھے اسکی کچھ پروا نہیں۔ کیونکہ میری عمر ہی اب کتنی باقی ہے، میں تو خود ہی موت کا صبح و شام منتظر ہوں۔

حجاج نے اوس کے قتل کا حکم دیا اور اوسکی گردن ماردی گئی۔ اس پر جتنے لوگ جا ہے وہ قریشی ہوں یا شامی۔ اوس کے طرفدار ہوں یا مخالف جو اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اونھوں نے اوس شخص پر ترس کھایا اور اوس کے قتل کا افسوس کیا۔

حجاج نے کمیل بن زیاد النخعی کو سامنے بلایا اور کہا کہ تم سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی کا قصاص لیا جائے گا۔ اور میں تو چاہتا تھا کہ کسی طرح تم پر میرا قابو چل جائے۔

کمیل نے کہا کہ بخدا میں نہیں جانتا کہ ہم دونوں میں سے آپ کس پر زیادہ ناراض ہیں آیا حضرت عثمان رض پر جب کہ اونھوں نے اپنے آپ کو قصاص کے لئے ہمارے حوالے کر دیا یا مجھ پر جب کہ میں نے اون سے قصاص نہیں لیا۔ اور اونھیں معاف کر دیا۔

اس کے بعد کمیل نے حجاج کو مخاطب کر کے کہا کہ اے بنی ثقیف کے شخص تو مجھ پر اپنے دانت نہ پیس۔ ریت کے ٹیلہ کی طرح مجھ پر کیوں گرتا ہے۔ اور بھیڑیے کی طرح دانت نہ دکھا۔ میری عمر صرف اسقدر باقی ہے جتنی کہ گدھے کی پیاس ہوتی ہے کہ وہ اگر صبح کے وقت پانی پی لیتا ہے تو شام کو مر جاتا ہے اور شام کو پیتا ہے تو صبح کو جان دیدیتا ہے جو کچھ تجھے کرنا ہے کر۔ کیوں کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور قتل کے بعد حساب کتاب ہو جائے گا۔

حجاج نے کہا کہ اسکی تمام ذمہ داری تجھ پر عائد ہوتی ہے۔ کمیل نے کہا کہ جی ہاں یہ اوس وقت ہوتا جب کہ فیصلہ کا اختیار آپ کو ہوتا۔

حجاج نے کہا کہ ہاں تو حضرت عثمان رض کے قاتلوں میں تھا۔ اور تو نے امیر المومنین عبد الملک سے بغاوت کی۔

حجاج نے اوس کے قتل کا حکم دیا۔ کمیل آگے لایا گیا۔ اور ابو الجہم بن کنانۃ الکلبی متعلقہ بنی عامر بن عوف منصور بن جمہور کے چچازاد بھائی نے اوسے قتل کیا۔

اس کے بعد ایک دوسرا شخص حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے اوسے دیکھکر کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ شخص اپنے کفر کی شہادت نہ دے گا۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا کہ کیا جناب والا مجھے اپنی ہی جان کے خلاف دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ اجی جناب میں تو تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ کافر ہوں۔ بلکہ فرعون سے بھی میرا کفر کچھ بڑھا ہی ہوا ہے۔ اوس کے اس کہنے پر حجاج کو ہنسی آگئی اور اوس نے اوسے رہائی دیدی۔

حجاج نے ایک ماہ کوفہ میں اقامت کی اور شامیوں کو عراقیوں[1] کے مکانات میں سکونت کا اختیار دیا۔

دیر جماجم کی جنگ کے بعد اس سنہ میں مقام مسکن پر ایک اور جنگ حجاج اور ابن الاشعث کے درمیان ہوئی۔ جسکی تفصیل یہ ہے۔

جنگ جماجم کے بعد محمدؐ بن سعد بن ابی وقاص مدائن پہونچا۔ اور بہت سے لوگ اوس کے جھنڈے کے تلے جمع ہو گئے۔ اسی طرح عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن سمرۃ بن حبیب بن عبد شمس القرشی جماجم سے بھاگ کر بصرہ آیا۔ ایوب بن الحکم بن ابی عقیل حجاج کا چچازاد بھائی بصرہ کا عامل تھا۔

عبید اللہ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا۔

عبد الرحمٰن بن محمدؐ بھی بصرہ چلا آیا۔ اور عبید اللہ بھی بصرہ میں موجود تھا تمام لوگ عبد الرحمٰن کے پاس جمع ہو گئے ابن الاشعث کے بصرہ آتے ہی عبید اللہ عبد الرحمٰن بن الاشعث کے

---

[1] اصل متن میں یہ عبارت ہے۔

وعزل اهل الشام عن بيوت اهل الكوفة۔ جس کے معنے ہیں کہ کوفیوں کے مکانات سے شامیوں کو نکالدیا۔ مگر حاشیہ میں یہ نسخہ بھی موجود ہے۔

وانزل اهل الشام بيوت اهل الكوفة۔ جو زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور صحیح معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے میں نے اس حاشیہ والے نسخہ کو اختیار کر کے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ۱۲۔ مترجم۔

پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ یہ خیال نہ کیجئے گا کہ میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ بلکہ آپ ہی کی خاطر میں نے بصرہ پر قبضہ کیا ہے۔

اب حجاج بھی بصرہ کے ارادہ سے روانہ ہو کر پہلے مدائن پر آیا۔ پانچ روز یہاں مقیم رہا۔ اور پھر تمام فوج کو کشتیوں میں سوار کرا دیا۔ تاکہ دریا کو عبور کر کے مدائن پر حملہ کریں۔ محمد بن سعد کو معلوم ہوا کہ شامی ہماری طرف دریا کو عبور کر کے آرہے ہیں اس نے مدائن خالی کر دیا اور سب کے سب پھر ابن الاشعث سے جا ملے۔ حجاج ابن الاشعث کی طرف چلا۔ تمام لوگ ابن الاشعث کے ہمراہ مقام مسکن پر بڑھ کر آئے تاکہ یہاں دشمن کا مقابلہ کریں، اہل کوفہ اور نیز تمام شکست خوردہ متفرق اور پریشان جماعتیں ابن الاشعث سے اس مقام پر آملیں۔

ابن الاشعث نے لوگوں کو میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے پر بہت کچھ لعنت ملامت کی۔ ان میں سے اکثر نے بسطام بن مصقلہ کے ہاتھ پر آخری دم تک لڑنے کے لئے عہد کیا۔ عبدالرحمن نے اپنی فوج کے چاروں طرف خندق کھود لی ایک طرف تمام پانی بھر گیا۔ اور اب لڑنے کے لئے صرف ایک ہی سمت باقی رہ گئی خالد بن جریر بن عبداللہ القسری خاص کوفہ کے دستہ فوج کے ساتھ خراسان سے عبدالرحمن کے پاس چلا آیا۔ اور اس جنگ میں شریک ہو گیا۔

شعبان کے پندرہ روز تک دونوں حریفوں میں نہایت ہی شدید معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ ۱۵۔ شعبان کو زیاد بن غنیم القینی جو حجاج کی بیرونی محافظ چوکیوں کا افسر اعلیٰ تھا مارا گیا۔ اس کی موت سے حجاج اور اسکی فوج کو ناقابل تلافی نقصان پہونچا۔

شعبان کی پندرھویں تمام شب حجاج نے اپنی فوج میں چل پھر کر بسر کی۔ فوج سے کہتا جاتا تھا کہ تم لوگ اطاعت شعار ہو وہ باغی ہیں۔ تم اللہ کی خوشنودی کے لئے برسر پیکار ہو اور وہ ایسی بات کے لئے کوشش کرتے ہیں جس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اون کے مقابلہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ آج کوئی معرکہ اب تک ایسا پیش نہیں آیا ہے جس میں تم نے اپنی شجاعت اور عزم واستقلال کے ساتھ جنگ نہ کی ہو۔ اور آخر میں تمہیں اون پر فتح حاصل نہ ہوئی ہو اس لئے صبح ہوتے ہی پوری مستعدی اور چستی کے ساتھ دشمن پر حملہ کرو۔ اور مجھے اس بات میں مطلقاً شبہ نہیں

کہ تمھیں فتح حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ

غرض کہ سپیدۂ سحری نمودار ہوتے ہی فوج نے جنگ کی پوری تیاری کی۔ اور سویرا ہوتے ہی دشمن پر جا ٹوٹے۔ ایسا شدید رن پڑا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جس وقت کہ سفیان بن ابرد کے رسالہ کو دشمن کے مقابلہ سے پسپا ہونا پڑا اسی وقت عبدالملک ابن المہلب حجاج کی مدد کو آپہونچا۔ اوس نے عراقیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

حجاج نے عبدالملک سے کہا کہ اس منتشر شدہ رسالہ کو بھی اپنے میں شامل کر لو۔ کیوں کہ اب میں دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالملک نے حکم کی تعمیل کی۔ اور اب ہر طرف سے شامیوں نے حملہ شروع کر دیا۔ عراقی شکست کھا کر بھاگے۔ ابوالنجتر الطائی اور عبدالرحمن بن ابی لیلے میدان جنگ میں کام آئے۔ مرنے سے پہلے ان دونوں نے کہا تھا کہ میدان جنگ سے بھاگنا کسی وقت بھی ہمارے لئے زیبا نہیں اور پھر دونوں مارے گئے۔

بسطام بن مصقلۃ بصرہ اور کوفہ کے چار ہزار نبرد بہادروں کو لیکر مقابلہ کیلئے بڑھے۔ ان تمام شہسواروں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے۔ تبھے بسطام نے اُن سے کہا کہ یاد رکھو اگر راہ فرار اختیار کر کے اپنے تئیں موت کے چنگل سے بچا سکتے تو ہم ضرور بھاگ جاتے مگر موت تو دیر سویر آنے ہی والی ہے اس لئے ایسی شے سے بھاگنا جس سے ملے بغیر چارہ ہی نہیں فضول ہے ہم لوگ حق و صداقت پر ہیں اس لئے تمھیں حق کی حمایت میں لڑنا چاہیئے۔ اور بالفرض اگر حق پر نہ بھی ہوتے تب بھی عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔ غرض کہ بسطام اور یہ بہادر جماعت نہایت جوانمردی سے لڑتی رہی۔ اس نے کئی مرتبہ شامیوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ حجاج نے جب دیکھا کہ کسی طرح اُن پر قابو نہیں چلتا تو تیر اندازوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور کہا کہ تیر اندازوں کے علاوہ اور کوئی اون کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

جب کہ تیر اندازوں نے اون پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں نے بھی چاروں طرف سے اونھیں محاصرہ میں لے لیا۔ اس جماعت کے بیشتر افراد میدان جنگ میں کام آئے۔ اور بہت تھوڑے باقی بچے۔

بکیر بن ربیعۃ بن ابی ثروان الضبیؔ قید کر کے حجاج کے سامنے لایا گیا حجاج نے

اوسے قتل کر ڈالا۔
ابو جہضم بھی ایک ایسے شخص کو گرفتار کر کے حجاج کے سامنے لایا جسکی دلیری و بہادری سے حجاج خوب واقف تھا۔ اس پر اوس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا تم پر خاص انعام واحسان ہے کہ تمہارا ایک لونڈا عراقیوں کے ایک ایسے بہادر شخص کو گرفتار کر لایا ہے میں اسے مارے ڈالتا ہوں۔ حجاج نے اوس شخص کو بھی قتل کر ڈالا۔

ابن الاشعث اپنی شکست خوردہ فوج کے ساتھ سجستان کی طرف چلا۔ حجاج نے عمارۃ بن تمیم اللخمی اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے محمد بن الحجاج کو ابن الاشعث کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مگر اس فوج کا سپہ سالار عمارۃ ہی تھا۔

عمارۃ بن تمیم عبدالرحمن کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اور مقام سوس پر اوسے جا لیا۔ عبدالرحمن نے کچھ دن چڑھے تک اوس کا مقابلہ کیا اور پھر اُس نے اور اُسکی فوج نے شکست کھائی۔ اور یہ تمام لاو لشکر سابور آیا۔ اس مقام پر علاوہ اور لوگوں کے جو عبدالرحمن کے ہمراہ تھے بہت سے کرد بھی اوس سے آملے۔

پہاڑ کے درہ پر عمارۃ نے اوس جماعت سے نہایت شدید جنگ کی۔ اوس کی سپاہ کے بیشتر آدمی مجروح ہوئے۔ عمارۃ اور اُس کی فوج نے شکست کھائی اور درہ کا راستہ دشمن کے لئے چھوڑ دیا عبدالرحمن یہاں سے روانہ ہوکر کرمان پہونچے۔ واقدی کہتے ہیں کہ بصرہ کے محلہ زاویہ پر محرم ۸۲ھ ہجری میں عبدالرحمن اور حجاج کے درمیان جنگ ہوئی۔

عبدالرحمن جب کرمان پہونچے تو عمرو بن لقیط العبدی نے جو اُن کی طرف سے کرمان کا عامل تھا اون کا استقبال کیا۔ اور اُن کی مہمانداری کا سارا انتظام کیا۔ عبدالرحمن کرمان میں اقامت پذیر ہو گئے۔

قبیلہ بنی عبدقیس کے ایک معمر شخص نے جس کا نام معقل تھا عبدالرحمن سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے جنگ میں بزدلی کی۔ عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے ہرگز بزدلی نہیں کی۔ میں اپنی پیدل سپاہ کو لیکر دشمن کے پیدلوں پر ٹوٹ پڑا۔ اپنے رسالہ کو لیکر اون کے رسالہ پر جھپٹا۔ پیدل ہو یا سوار میں نے سب کا مقابلہ کیا۔ اور

میں کبھی پسپا نہیں ہوا۔ تمام معرکوں میں صرف اوس وقت میں نے دشمن کے لئے میدان چھوڑا ہے جب کہ میں نے دیکھا کہ اب ایک شخص بھی میرے ہمراہ لڑنے والا نہیں رہا ہے۔ مگر کیا کیا جائے میں اوس فیصلہ کو نہیں بدل سکتا تھا جو قسمت میں میرے خلاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ابن الاشعث اپنے ساتھیوں کو لیکر کرمان کے دشت کی طرف نکل گیا

جب ابن الاشعث نے جنگل کی راہ لی شامی اوس کے تعاقب میں چلے بعض شامی اوسی صحرا کے ایک قلعہ میں داخل ہوے۔ اوس میں انھیں ایک خط ملا جس میں کسی کوفی نے ابی جلدۃ الشکری کے بعض اشعار رقم کئے تھے جن میں وطن کی جدائی۔ سفر کی صعوبت، اہل و عیال کی مفارقت اور ناکامیابی پر حسرت و افسوس کا اظہار کیا گیا تھا۔

چلتے چلتے عبد الرحمٰن علاقہ سجستان کے شہر زرنج پہونچے۔ یہاں کا عامل بنی تمیم کا ایک شخص عبد اللہ بن عامر البعار متعلقہ بنی مجاشع ابن دارم تھا۔ جسے عبد الرحمٰن ہی نے اپنی طرف سے زرنج پر عامل مقرر کیا تھا۔

جب عبد الرحمٰن شکست کھا کر زرنج پہونچے تو اوس شخص نے شہر کا دروازہ بند کر لیا۔ اور انھیں داخل ہونے سے روک دیا کئی دن تک عبد الرحمٰن اس امید میں کہ دروازہ کھل جائیگا اور ہم شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ شہر کے باہر پڑے رہے۔ مگر جب یہاں سے مایوس ہو گئے تو وہاں سے روانہ ہو کر مقام بُست آئے۔ اس مقام پر عبد الرحمٰن نے بکر بن وائل کے ایک شخص عیاض بن ہمیان، ابو ہشام بن عیاض السدوسی کو عامل مقرر کیا تھا۔ اوس نے عبد الرحمٰن کا استقبال کیا۔ اور کہا کہ آپ یہاں فروکش ہوں عبد الرحمٰن نے وہاں قیام کر لیا۔

یہ شخص موقع کا منتظر رہا۔ اور جب عبد الرحمٰن کے ساتھی اونھیں چھوڑ کر ادھر اودھر ہو گئے۔ عیاض نے عبد الرحمٰن کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ اور چاہتا تھا کہ اونھیں حجاج کے حوالے کر کے اپنے لئے امان اور انعام و مرتبہ حاصل کرے۔ اودھر رتبیل کو خبر ہو چکی تھی کہ عبد الرحمٰن میرے پاس آرہے ہیں وہ فوج لیکر اون کے استقبال کو بڑھا۔ مگر جب اوسے یہ کیفیت معلوم ہوئی اوس نے بُست کا محاصرہ کر لیا۔ اور عیاض کو کہلا بھیجا کہ خبردار یاد رکھو کہ اگر عبد الرحمٰن کا بال بھی بیکا ہوا تو تمہاری خیر نہیں پھر میں اوس وقت تک یہاں سے محاصرہ نہیں ہٹاؤں گا جب تک کہ تجھ پر قابو نہ پالوں۔ اور پھر تجھے اور تیرے تمام ساتھیوں

کو قتل کرڈالوں گا۔ تیرے اہل وعیال کو لونڈی غلام بناوں گا۔ اور تیرا تمام مال ومتاع اپنی فوج میں تقسیم کردوں گا۔ عیاض اس دھمکی سے ڈرگیا۔ اوس نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرے جان ومال کے لئے وعدۂ معافی عطا فرماویں تو میں عبدالرحمن کو مع تمام اوس روپیہ کے جو اُس کے پاس تھا آپ کے سپرد کردوں گا۔

غرضکہ مذکورۂ بالا شرایط پر دونوں میں صلح ہوگئی عبدالرحمن کے لئے شہر کا دروازہ کھول دیا گیا۔ اور وہ رتبیل کے پاس چلے آئے۔

عبدالرحمن نے رتبیل سے کہا کہ اس شخص کو میں ہی نے اس مقام کا عامل مقرر کیا تھا۔ اور مجھے اس پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا اور پھر جو کچھ نمک حرامی اور بے وفائی اوس نے میرے ساتھ کی اور جو سلوک مجھ سے روا رکھا وہ آپ کے بھی پیش نظر ہے اس لئے اب آپ اوسے میرے حوالہ کردیجئے تاکہ میں اوسے قتل کردوں۔

رتبیل نے کہا کہ میں اوسے امان دے چکا ہوں اور اب یہ نہیں چاہتا کہ بدعہدی کردں۔ اسپر عبدالرحمن نے کہا کہ اچھا آپ اجازت دیجئے کہ میں اوسے خوب تھپڑ اور مکے رسید کروں۔ اور اسکی توہین وتذلیل کروں۔ رتبیل نے یہ بات البتہ مان لی۔ اور ابن الاشعث نے اوسے مارپیٹ کر خوب اپنے دل کا بخار نکالا۔

عبدالرحمن رتبیل کے ساتھ اوس کے علاقہ میں چلا آیا۔ رتبیل نے اپنے پاس اونھیں مہمان رکھا۔ اور اُن کی بیحد توقیر وتعظیم کی۔ عبدالرحمن کے ہمراہ شکست خوردہ فوج کی بھی ایک بڑی جماعت تھی۔

اس جماعت کے علاوہ عبدالرحمن کی شکست خوردہ فوج کا اور جو بیشتر حصہ باقی تھا یا وہ بڑے بڑے سردار اور افسر جنھوں نے حجاج کی مخالفت میں کوئی جتن اوٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور چونکہ حجاج کی اول مرتبہ دعوت امان کو رد کر چکے تھے اس لئے اب اونھیں امان حاصل کرنے کی کوئی توقع نہ تھی یہ سب کے سب عبدالرحمن کی جستجو اور تلاش میں پھرتے پھرتے سجستان آئے۔ اسی طرح علاقۂ سجستان اور خود شہر سجستان کے اور بہت سے لوگ اون کے ساتھ ہوئے۔ غرض کہ اب اون کی کل تعداد ساٹھ ہزار ہوگئی تھی۔

اس جماعت نے عبداللہ بن عامر البعار پر حملہ کرکے اوس کا محاصرہ کرلیا اور عبدالرحمن کو جو اوس وقت رتبیل کے پاس تھا خط کے ذریعہ اطلاع دیدی کہ ہم آپ کے پاس آرہے ہیں

اور ہماری اتنی تعداد ہے اور فلاں قبیلے اور جماعتیں ہمارے ساتھ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عباس ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب اس جماعت کو نماز پڑھاتے تھے۔ ان لوگوں نے عبدالرحمٰن بن محمدؒ کو یہ بھی لکھا کہ آپ ہمارے پاس آجایئے۔ تاکہ ہم خراسان چلیں۔ کیونکہ وہاں ہمارے طرفداروں کی ایک زبردست فوج ہے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہو کر اہل شام سے لڑنے پر آمادہ ہو جائیں علاوہ بریں خراسان ایک وسیع و عریض ملک ہے جس میں کثرت سے قلعے ہیں۔ اور بے انتہا آبادی ہے۔

عبدالرحمٰن بن محمدؒ نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ اور رتبیل کے علاقہ سے روانہ ہو کر اپنی فوج کے ہمراہ اُس جماعت کے پاس آئے۔ ان تمام لوگوں نے عبداللہ بن عامر البعار کا محاصرہ کر لیا۔ اور اُس سے ہتیار رکھوا لئے۔ عبدالرحمٰن نے اوسے خوب پٹوایا۔ سزا دلوائی اور قید کر دیا۔

اب عمارۃ بن تمیم شامی فوج کے ہمراہ اس جماعت کے مقابل ہوا۔ عبدالرحمٰن کی فوج نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ آپ سجستان تو دشمن کے لئے چھوڑ دیں اور ہمیں سب کو لیکر خراسان چلیئے عبدالرحمٰن کہنے لگے کہ یزید بن المہلب خراسان کا گورنر ہے۔ اور وہ ایک جوان اور بہادر آدمی ہے۔ وہ کبھی اپنی خوشی سے اپنی حکومت آپ کے حوالے نہیں کرے گا۔ اور بالفرض اگر اوس کی مرضی کے بغیر تم لوگ علاقہ خراسان میں داخل بھی ہو گئے تو وہ بجلی کیطرح تمہارے مقابلہ کے لئے کوند کر آئیگا۔ اور پھر شامی بھی برابر تمہارا تعاقب کر رہے ہیں اسلئے میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ تم ان دو دشمنوں کے بیچ میں گھر جاؤ۔ اور اس طرح تمہارا مقصد بھی فوت ہو جائے گا۔

اُس پر اور تمام لوگ کہنے لگے کہ اہل خراسان تو ہمارے اہل وطن ہیں ہمیں پوری توقع ہے کہ اگر ہم سرزمین خراسان میں داخل ہو گئے تو ایسے لوگوں کی تعداد جو ہمارا ساتھ دیں گے اون سے زیادہ ہو گی جو ہمارا مقابلہ کریں گے۔ علاوہ بریں خراسان ایک طویل و عریض علاقہ ہے جہاں جا ہینگے ایک طرف کو ہو رہیں گے۔ اور پھر حجاج یا عبدالملک کے مرنے تک وہیں ٹھہرے رہینگے۔ یا پھر جیسا مناسب سمجھیں گے ویسا کریں گے۔

عبدالرحمٰن نے کہا اچھا اللہ کا نام لیکر میرے ساتھ چلو۔ یہ تمام فوج روانہ ہو کر ہرات آئی۔ اب تک کوئی بات اون کے علم میں ایسی نہیں آئی تھی جس سے اونھیں کچھ شبہ ہوتا کہ یکایک

عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرۃ القرشی دو ہزار فوج کے ساتھ چپکے سے عبدالرحمن کے لشکر گاہ سے چلا گیا اور جس راستہ سے وہ جانا چاہتے تھے اوس راستہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف سے چلدیا۔

صبح کے وقت عبدالرحمن تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ ان تمام معرکوں میں میں آپ کے ہمراہ شریک رہا۔ ہر موقع پر میں آپ لوگوں کی خاطر آخری دم تک دشمن کے مقابلہ پر جارہا۔ مگر جب میں دیکھتا تھا کہ آپ میں سے کوئی شخص بھی میدان جنگ میں نہیں ہے تو میں بھی مجبوراً ایسا ہو جاتا تھا۔ مگر جب میں نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ آپ لوگ نہ لڑتے ہیں اور نہ دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم رہتے ہیں تو میں بھی ایک گوشۂ عافیت و سلامتی میں چلا آیا تھا۔ آپ لوگوں نے یہاں بھی مجھے چین سے نہیں بیٹھنے دیا۔ بلکہ اپنے خط کے ذریعہ مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کے پاس آؤں۔ کیونکہ آپ لوگوں نے مجھے لکھا تھا کہ ہم سب لوگ متحد الخیال اور ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ اور اب پھر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ میں آپ کے پاس آیا۔ آپ سب کی صلاح ہوئی کہ میں خراسان چلوں۔ آپ نے اس بات کا ادعا کیا تھا کہ آپ سب کے سب میرا ساتھ دیں گے۔ اور کبھی مجھ سے جدا نہ ہوں گے۔ مگر اس پر بھی عبیداللہ بن عبدالرحمن نے جو حرکت کی ہے وہ آپ پر روشن ہے۔ اس لئے آج کا تلخ تجربہ آپ لوگوں کی جانب سے میرے لئے کافی ہے میں تو اپنے اوسی دوست کے پاس واپس جاتا ہوں جہاں سے آیا تھا۔ جس کا جی چاہے وہ میرے ساتھ ہو جائے اور جو شخص میرے ساتھ نہیں جانا چاہے اوس کا جہاں سینگ سمائے میری طرف سے خدا کے حفظ و امان میں چلا جائے۔

ایک گروہ تو اصل جماعت سے علیحدہ ہو گیا۔ ایک گروہ نے عبدالرحمن کا ساتھ دیا۔ مگر بیشتر حصہ نے عبدالرحمن کے جانے کے بعد عبدالرحمن بن العباس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ عبدالرحمن بن محمد تو پھر رتبیل کے پاس چلا آیا۔ اور دوسری جماعت نے خراسان کا رخ کیا۔

جب یہ لوگ ہرات پہونچے تو رقاد الازدی متعلقہ بنی عتیک سے اُن کی مڈبھیڑ ہوئی عراقیوں نے اوسے قتل کر دیا۔ اور اب خود یزید بن المہلب اون کی طرف بڑھا۔

مفضل بن محمد راوی ہیں کہ مسکن پر شکست کھانے کے بعد ابن الاشعث تو کابل چلا گیا۔ عبیداللہ بن عبدالرحمن بن سمرہ ہرات آگیا۔ عبیداللہ نے ابن الاشعث کے بھاگنے پر اوسے برا بھلا کہا اور اُس کی مذمت کی عبدالرحمن بن عباس سجستان آیا۔ یہاں ابن الاشعث کی

شکست خوردہ فوج عبدالرحمن بن عباس کے پاس جمع ہوگئی۔ اور وہ اس پوری جمعیت کے ساتھ جس کی تعداد بیس ہزار بیان کی گئی ہے خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات آیا یہاں رقاد بن عبید العتکی سے اون کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اور عراقیوں نے اوسے قتل کر ڈالا۔

عبدالرحمن بن عباس کے ہمراہ عبدالرحمن بن المنذر بن الجارود متعلقہ بنی عبدالقیس بھی تھا۔ یزید بن مہلب نے عبدالرحمن بن عباس کو لکھا "کہ اور دوسرے وسیع وعریض علاقے موجود ہیں اور وہاں ایسے لوگ ہیں جو اقتدار اور قوت میں مجھ سے کم ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ کسی دوسرے ایسے علاقہ میں چلے جائیں جو میرے حدود واختیار سے باہر ہو۔ کیونکہ میں آپ سے لڑنا نہیں چاہتا۔ اگر سفر کے اخراجات کے لئے آپ کو روپیہ کی ضرورت ہو تو میں روپیہ سے بھی آپ کی امداد کرنے کے لئے تیار ہوں"

عبدالرحمن بن عباس نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہم یہاں آپ سے جنگ کرنے کے لئے فروکش نہیں ہوئے ہیں اور نہ یہاں مستقل طور پر قیام کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ ذرا دم لے لیں۔ اور پھر انشاءاللہ یہاں سے چلے جائیں گے۔ اور ہمیں آپ کی مالی امداد کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

یزید کا قاصد یہ جواب لیکر واپس چلا آیا۔ مگر اب عبدالرحمن نے سرکاری مالگزاری وصول کرنا شروع کی۔ جب یزید کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ جس شخص کا ارادہ یہ ہو کہ وہ چندے آرام لیکر چلا جائے گا وہ خراج وصول نہیں کیا کرتا اس لئے اب یزید نے چار ہزار یا چھ ہزار سواروں کے ساتھ اپنے بھائی مفضل کو آگے روانہ کیا۔ اور پھر خود چار ہزار سوار لیکر اوس کے بعد روانہ ہوا۔

یزید نے پورے ہتیار سجا کر اپنے تئیں وزن کرایا۔ تو اوس کا وزن چار سو رطل نکلا۔ اس پر کہنے لگا کہ میرا وزن اب اس قدر زیادہ ہوگیا ہے کہ میں جنگ میں جانے سے مجبور ہوں۔ بھلا کون گھوڑا میرے اس بار کو برداشت کرسکیگا۔ پھر اپنا گھوڑا جس کا نام کامل تھا منگوایا اور اس پر سوار ہوا۔

یزید نے اپنے ماموں جُدیع بن یزید کو مرو پر اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور مرو الروذ کے راستہ سے روانہ ہوا۔ اپنے باپ کی قبر پر آیا۔ تین روز یہاں قیام کیا۔ اور اپنے تمام ساتھیوں کو سو سو درہم انعام تقسیم کیا پھر ہرات پہنچا یہاں پہنچکر اُسنے عبدالرحمن بن عباس کو

کہلا بھیجا کہ اب آپ نے اچھی طرح آرام لے لیا ہے خوب کھا پیکر موٹے ہوگئے اور خراج بھی وصول کرلیا جس قدر خراج آپ نے وصول کرلیا ہے وہ میں آپ کو معاف کئے دیتا ہوں بلکہ اگر آپ چاہیں تو کچھ اور بھی دے سکتا ہوں مگر اس شرط پر کہ آپ اس مقام سے کسی دوسرے علاقہ میں چلے جائیں۔ کیونکہ میں بقسم کہتا ہوں کہ مجھے آپ سے لڑنا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

مگر عبدالرحمٰن نے اس بات کے ماننے سے انکار کردیا اور مقابلہ پر اصرار کیا۔ اوسکے ہمراہ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ بھی تھا عبدالرحمٰن نے خفیہ طور پر یزید کی فوج میں سازش کی۔ اونھیں بہت کچھ لالچ بھی دیا اور اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے دعوت دی کسی سپاہی نے یزید سے اس سازش کا ماجرا بیان کیا۔ یزید نے سنکر کہا کہ اب اون کا قصور ناقابل معافی ہوچکا ہے۔ کیا خوب میرا مزا چکھے بغیر وہ اپنی امارت کے خواہش مند ہیں۔

یزید مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے آگئیں اور جنگ کے لئے تیار ہوئیں۔ یزید کے لئے ایک کرسی بچھادی گئی اور وہ تو اس پر بیٹھ گیا۔ اور جنگ کا انتظام اپنے بھائی مفضل کے سپرد کردیا۔ اور حکم دیا کہ اپنا رسالہ آگے بڑھاؤ۔

مفضل رسالہ کو لیکر آگے بڑھا اور اب دونوں فوجوں میں معرکۂ جدال وقتال گرم ہوا۔ کچھ ایسی زیادہ دیر تک جنگ بھی نہیں ہوئی تھی کہ عبدالرحمٰن کی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ عبدالرحمٰن چند غیور اور دلیر آدمیوں کی جماعت کے ساتھ اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ قبیلہ بنی عبد والے بھی برابر اپنی اپنی جگہ جمے رہے۔

سعد بن نجد القردوسی نے طلیس الشیبانی پر جو عبدالرحمٰن کے سامنے تھا حملہ کیا طلیس نے نیزہ کے ایک وار سے سعد کو اوس کے گھوڑے سے گرادیا۔ مگر پھر اوس کے اور ساتھیوں نے آگرا دسے بچالیا۔

عبدالرحمٰن اور اوس کی اس جماعت پر دشمن کی ایک کثیر تعداد ٹوٹ پڑی ان لوگوں کو پسپا ہونا پڑا۔ مگر یزید نے تعاقب کرنے کی ممانعت کردی۔

یزید کی فوج نے عبدالرحمٰن کے فوجی قیام گاہ میں جو کچھ تھا اوس پر قبضہ کرلیا۔ اور کچھ قیدی بھی گرفتار کئے۔

یزید نے عطا بن ابی السائب کو حکم دیا کہ دشمن کے لشکر گاہ کی ہر چیز پر قبضہ کرلو۔ منجملہ دوسرے مال غنیمت کے تیرہ عورتیں بھی اوس کے ہاتھ آئیں۔ یزید نے اونھیں مُرّہ

بن عطا بن ابی السائب کے حوالے کر دیا۔ مرۃ اون عورتوں کو پہلے طبسین لیکر آیا اور پھر عراق لے آیا۔ یزید نے سعد بن نجد سے پوچھا کہ کس شخص نے تم پر نیزہ کا وار کیا تھا سعد نے کہا حلیس الشیبانی نے مجھ پر حملہ کیا تھا حالانکہ اگر میں پیدل بھی ہوں اور وہ سوار ہو تب بھی میں ہی طاقت و شجاعت میں اوس سے بڑھکر ہوں۔

جب حلیس کو اوس کے اس دعوے کا علم ہوا تو کہنے لگا کہ نجدا سعد نے جھوٹ کہا میں پیدل اور سوار دونوں حالتوں میں اوس سے زیادہ دلیر و بہادر ہوں۔

عبدالرحمٰن بن منذر بن بشر بن حارثہ بھاگ کر موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے پاس چلا گیا۔

قیدیوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص۔ عمر بن موسیٰ بن عبیداللہ بن معمر۔ عیاش بن الاسود بن عوف الزہری۔ طلقام بن نعیم بن القعقاع بن معبد بن زرارہ۔ فیروز حصین۔ ابوالعلج عبیداللہ بن معمر کا آزاد غلام خاندان ابی عقیل کا ایک شخص۔ سوار بن مروان۔ عبدالرحمٰن بن طلحہ بن عبداللہ بن خلف اور عبداللہ بن فضالۃ الزہرانی بھی شامل تھے۔ عبدالرحمٰن بن عباس سند چلا گیا۔ اور ابن سمرۃ مرو آگیا۔

اس جنگ کے بعد یزید بھی مرو واپس آگیا اور سبرۃ بن نخف بن ابی صفرہ کی حفاظت میں اون قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔

یزید نے ابن طلحہ اور عبداللہ بن فضالۃ کو رہا کر دیا۔ بعض لوگوں نے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی یزید سے چغلی کھائی۔ یزید نے اوسے بھی گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ایک شخص جابر بن عمارہ کا بیان ہے کہ یزید نے اگرچہ ابن طلحہ کو معافی دیدی تھی مگر اوسے حکم دیدیا تھا کہ تم میرے پاس ہی رہو اور کہیں دوسری جگہ نہیں جا سکتے، عبدالرحمٰن ابن طلحہ نے قسم کھالی تھی کہ اوس احسان کے عوض جو یزید نے اس دام بلا سے نکال کر مجھ پر کیا ہے میں جہاں کہیں یزید کو دیکھوں گا اوس کے ہاتھ کو اظہار تشکر و عقیدت کی بنا پر بوسہ دوں گا

محمد بن سعد بن ابی وقاص نے یزید سے کہا کہ چونکہ میرے والد ہی نے تمہارے باپ کو دعوت اسلام دی تھی اس لئے میں اوس دعوت کا واسطہ دیکر تم سے اپنی جان کی معافی کا خواستگار ہوں۔ یزید نے اون کی درخواست منظور کر لی۔ اور اونھیں بھی امان دیدی۔

مگر اس روایت میں کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اس طرح معافی مانگی ایک لمبی چوڑی بحث ہے۔

یزید نے بقیہ قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ عمر بن موسیٰ بن عبید اللہ بن معمر بھی ان قیدیوں میں شامل تھے۔ حجاج نے اُن سے کہا کہ تم ہی عبد الرحمٰن کے محافظ دستہ کے افسر تھے۔ عمر بن موسیٰ نے کہا جناب والا فتنہ وفساد کی ایک آگ بھڑکی جس نے اچھے اور بروں سب کو لپیٹ لیا ہم بھی اوس میں شریک ہو گئے۔ اب اگر آپ ہمیں معاف کر دیں تو یہ آپ کے انتہائی حلم و مروت کی بنا پر ہوگا۔ اور اگر آپ سزا دیں تو واقعی ہم مجرم ہیں آپ سزا دینے میں حق بجانب ہیں۔

یہ سنکر حجاج کہنے لگا کہ تمہارا یہ دعویٰ کہ اس فتنہ نے اچھے اور بُرے دونوں قسم کے اشخاص کو اپنے میں شامل کیا بالکل غلط ہے صرف بدکردار ہی اوس میں شامل ہوئے نیک اوس سے بالکل علیحدہ رہے۔ مگر چونکہ تم نے اپنے قصور کا اعتراف کیا ہے اس لئے ممکن ہے کہ اس اعتراف سے تمہیں فائدہ ہو۔

عمر بن موسیٰ حجاج کے سامنے سے ہٹا دیا گیا۔ اس سے دوسرے لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اسے معافی دیدی جائے گی۔

اتنے میں لھلقام بن نعیم حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے اوس سے دریافت کیا کہ بتاؤ عبد الرحمٰن بن محمد کی حمایت کرنے سے تمھاری کیا توقعات تھیں۔ کیا تمھیں یہ امید تھی کہ تم خلیفہ ہو جاؤ گے۔ لھلقام نے کہا بے شک مجھے یہ ہی امید تھی اور مجھے آرزو تھی کہ جس مرتبہ پر عبد الملک نے تجھے سرفراز کیا ہے ایسا ہی عبد الرحمٰن مجھے سرفراز کریں گے۔ یہ سنتے ہی حجاج کو غصہ آگیا اور اُس نے اوس کی گردن مارنے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ لھلقام قتل کر ڈالے گئے۔ اس کے بعد حجاج نے ابن معمر کی طرف جو اوس کے سامنے سے ہٹا دیا گیا تھا دیکھا اور اوس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اسی طرح اور تمام قیدی بھی قتل کر ڈالے گئے۔

حجاج نے عمرو بن ابی قرۃ الکندی ثم الحجری کو جو ایک نہایت شریف آدمی تھے اور ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتے تھے معافی دیدی۔ اور اون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم تو میرے پاس آکر اپنی ضروریات بیان کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے ابن الاشعث اور اشعث سے کوئی تعلق نہیں مگر اب تم نے ابن الاشعث کی حمایت کی اس سے معلوم ہوا کہ اون سے بے تعلقی کا اظہار واقعیت پر مبنی نہیں تھا۔ مگر علاوہ بریں اُس کی حمایت سے

نہ آپ کو کوئی عزت حاصل ہوئی اور نہ کوئی فائدہ۔

باغیوں کو جب دیرجاجم پر شکست ہوئی تو حجاج نے اعلان کرا دیا تھا جو شخص رَے میں قتیبہ بن مسلم کے پاس چلا جائے گا تو اوسے امان دیدی جائے گی۔ اس لئے بہت سے آدمی رَے میں قتیبہ کے پاس چلے گئے اون لوگوں میں عامر الشعبی بھی تھے۔

ایک روز حجاج نے شعبی کو یاد کیا، اور پوچھا کہ وہ کہاں ہیں اور انھوں نے کیا کارروائی کی؟ یزید بن ابی مسلم نے جواب دیا کہ جناب والا مجھے اطلاع ملی ہے کہ شعبی رَے میں قتیبہ کے پاس چلے آئے ہیں۔

حجاج نے کہا اچھا میں کسی شخص کو بھیجتا ہوں کہ وہ شعبی کو میرے پاس لے آئے اور قتیبہ کو خط لکھا کہ میرے اس خط کے دیکھتے ہی تم شعبی کو بھیجدو۔ یہ خط دیکر قاصد روانہ کردیا گیا۔ شعبی کہتے ہیں کہ ابن ابی مسلم میرے مخلص دوست تھے۔ جب مجھے حجاج کے پاس لایا گیا تو ابن ابی مسلم سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے اُن سے کہا کہ آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔ ابن ابی مسلم نے کہا کہ میں سوائے اس کے تمھیں اور کیا مشورہ دیسکتا ہوں کہ جہاں تک ہوسکے حجاج کے سامنے عذر خواہی کرنا۔ یہی مشورہ میرے اور دوستوں اور عزیزوں نے بھی مجھے دیا۔ جب میں حجاج کے سامنے گیا تو میں نے اون لوگوں کے مشورہ کے بالکل خلاف عمل کیا۔ سب سے پہلے میں نے امیر کے لفظ سے خطاب کرکے حجاج کو سلام کیا۔ اور پھر کہا کہ اے امیر لوگوں نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنی برأت کا اظہار کروں حالانکہ خداوند عالم جانتا ہے کہ میرا یہ بیان حق وصداقت پر مبنی نہ ہوگا۔ مگر میں جناب والا سے بقسم عرض کرتا ہوں کہ اس موقع پر میں جو کچھ کہوں گا وہ بالکل سچ اور حقیقت پر مبنی ہوگا۔ بخدا ہم نے آپ کے خلاف بغاوت کی۔ اور آپ کے خلاف کوئی دقیقہ کوشش اور جوش وجرأت کا اوٹھا نہیں رکھا۔ اور ہم نے اس کارروائی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ مگر نہ تو ہم بے گناہ رہے اور نہ اس جرم بغاوت کا ارتکاب کرکے ہمیں اقتدار حاصل ہوا۔ اللہ نے آپ کو ہم پر فتح دی۔ اس لئے اب اگر آپ ہمارے ساتھ سختی کا برتاؤ کریں گے تو خود ہمارے افعال وحرکات ہی اسکے ذمہ دار ہیں۔ اور اگر آپ ہمیں معاف کردیں گے تو یہ آپ کے حلم وجذبات مروت کی بناپر ہوگا۔ اور ارتکاب بغاوت کے ثبوت کے بعد آپ کو ہم پر پورا اختیار حاصل ہے۔

اس تقریر کو سن کر حجاج نے کہا کہ بخدا اعتراف جرم کی بنا پر میں تم کو ان لوگوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں جو میرے سامنے اس حالت میں آئے ہیں۔ کہ ہمارے خونوں سے انکی تلواریں متقاطر ہوتی ہیں اور پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور ہم کسی جنگ میں شریک نہوے۔ جاؤ ہم نے تمھیں امان دی۔

میں واپس پلٹا۔ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ حجاج نے پھر بلایا۔ اس سے مجھے خوف پیدا ہوا۔ مگر مجھے یاد آیا کہ حجاج مجھے وعدہ معافی دے چکا ہے؛ اس سے میرا خوف جاتا رہا۔

حجاج نے مجھ سے نہایت ہی نرم اور تعظیم کے لہجہ میں پوچھا کہ بتائے ہمارے بعد دشمن کا کیا حال ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب والا کے خوف سے میری نیند جاتی رہی تھی۔ شائستہ گھوڑا مجھے سرکش معلوم ہوتا تھا۔ خوف میرا دامنگیر تھا۔ اور تمام بہترین اعزاء کی جدائی میرے قرین تھی۔ اور آپ سے کہیں چھٹکارا نہ تھا۔

حجاج نے مجھ سے کہا کہ اچھا جاؤ میں واپس چلا آیا۔ اعشیٰ ہمدانی مشہور شاعر حجاج کے سامنے لایا گیا۔ حجاج نے اوسے دیکھ کر کہا اے دشمن خدا تو اپنا وہ قصیدہ مجھے سنا جس میں تو نے میری ہجو لکھی ہے۔ اور جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔

وبین الاشج وبین قیس یاذخ

اعشیٰ نے کہا میں آپ کو وہ قصیدہ سناتا ہوں جو میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے۔ حجاج نے پہلے قصیدہ کے پڑھنے پر اصرار کیا۔ مگر اعشیٰ نے مدحیہ قصیدہ سنایا۔ جب قصیدہ ختم کر چکا تو تمام شامیوں نے حجاج سے اوسکی تعریف و توصیف کی۔ مگر حجاج نے کہا کہ نہیں یہ تعریف کا مستحق نہیں ہے۔ تمھیں معلوم نہیں کہ اس قصیدہ سے اسکا کیا مطلب تھا۔

پھر حجاج نے اعشیٰ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے دشمن خدا تیرے اس مدحیہ کلام پر ہم تیری تعریف نہیں کرتے کیونکہ اس میں تو نے اپنے طرفداروں کی ناکامیابی پر اظہار افسوس کیا ہے اور ہمارے خلاف اون کے جذبات انتقام سے اپیل کی ہے۔ ہم نے تجھ سے اس قصیدہ کی فرمائش نہیں کی تھی بلکہ وہ قصیدہ سنا جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔

وبین الاشج وبین قیس باذخ

غرض کہ اعشی نے یہ قصیدہ سنانا شروع کیا۔ اور جب اوس نے یہ مصرع پڑھا۔

بخ بخ لوالدہ وللمولود

تو حجاج نے کہا اب تم کو کبھی یہ موقع نہیں ملیگا کہ تم کسی اور کے لئے یہ الفاظ استعمال کرو۔

حجاج نے اوسے سامنے بلاکر قتل کرادیا۔

واقعات متذکرۂ بالا متعلقۂ اسیران جنگ۔ بالکلیہ ابو مخنف کی روایت پر مبنی تھے۔ مگر اور ارباب سیر نے ان واقعات کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث کو شکست ہوئی یہ لوگ اور دوسری تمام شکست خوردہ فوج کے ساتھ رے آئے۔ عمر بن ابی الصلت بن کنارہ بن نضر بن معاویہ کے آزاد غلام نے جو ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا رے پر قبضہ کرلیا تھا۔ یہ تمام لوگ بھی اس سے آملے۔

حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو رے کا حاکم مقرر کرکے روانہ کیا۔ اسیر اون تمام قیدیوں نے جنھیں یزید بن المہلب نے حجاج کے پاس روانہ کیا تھا اور دوسری شکست خوردہ فوج نے عمر بن ابی الصلت سے کہا کہ ہم آپ کو اپنا امیر مقرر کرتے ہیں۔ اور آپ ہمارے ساتھ قتیبہ سے لڑیں۔

عمر نے اس معاملہ میں اپنے باپ ابو الصلت سے مشورہ کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر اتنی بڑی جماعت تمھیں اپنا امیر بناتی ہے تو تم فوراً منظور کرلو۔ چاہے تم کل ہی قتل کر ڈالے جاؤ۔ چنانچہ عمر نے اپنا جھنڈا بلند کردیا۔ اور دشمن کے مقابلہ پر آیا مگر اوسے اور اوس کی فوج کو شکست ہوئی۔ اور یہ شکست خوردہ فوج سجستان چلی گئی۔ سجستان پہونچکر اوس فوج نے عبدالرحمن بن محمد کو جو اوس وقت رتبیل کے پاس مقیم تھے دعوتی خط لکھا۔

اب یہاں سے اس روایت میں وہی تمام واقعات ہیں جو اوپر مذکور ہوچکے ہیں۔ ابو عبیدہ نے بیان کیا ہے کہ جب یزید نے اون قیدیوں کو حجاج کے پاس بھیجنے کا قصد کیا تو اوس کے بھائی حبیب نے کہا کہ جب آپ ابن طلحہ کو بھی حجاج کے پاس بھیج رہے ہیں تو پھر آپ کا اہل یمن کی امداد و اعانت کا متوقع ہونا بے معنے ہے

اس پر یزید نے کہا کہ تم نہیں جانتے یہ حجاج کا معاملہ ہے۔ اُس کی مخالفت کرنا دانشمندی سے کے خلاف ہے۔

مگر پھر حبیب نے کہا کہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرتے ہوئے کہ آپ معزول کردیئے جائیں گے پھر بھی میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ابن طلحہ کو نہ بھیجئے کیونکہ ہم اون کے زیر بار احسان ہیں۔ یزید نے کہا کہ ہم پر اون کے کیا احسانات ہیں۔ حبیب نے بتایا کہ ایک مرتبہ جامع مسجد میں مہلب سے دو لاکھ درہم کا مطالبہ کیا گیا اور اسی ابن طلحہ نے وہ رقم اون کی طرف سے ادا کرکے اون کی گلو خلاصی کرائی تھی۔ یزید نے ابن طلحہ کو رہا کردیا۔ اور دوسرے قیدیوں کو حجاج کے پاس روانہ کردیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ اسیران جنگ حجاج کے پاس پہونچے تو اوس نے اپنے حاجب سے کہا کہ دیکھو جب میں تمھیں حکم دوں کہ قیدیوں کے سردار کو میرے پاس لاؤ تو تم فیروز کو میرے سامنے پیش کرنا۔

دربار عام میں تخت بچھایا گیا۔ الحجاج اوس وقت واسط القصب میں مقیم تھا۔ اور یہ وہ زمانہ ہے کہ شہر واسط اب تک نہیں بنا تھا، حجاج نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ قیدیوں کے سردار کو میرے سامنے پیش کرو۔ حاجب نے فیروز سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ۔

فیروز کھڑا ہوا۔ حجاج نے اوس سے دریافت کیا کہ اے ابو عثمان بھلا تم کا ہے کو ان باغیوں میں شریک ہوئے۔ نہ وہ تمھاری قوم سے ہیں اور نہ عزیز ہیں۔ فیروز نے کہا کہ ایک عام بغاوت برپا ہوئی اوس میں سب ہی لوگ شریک ہوئے۔ ہم نے بھی اوس میں شرکت کی حجاج نے کہا کہ تم اپنی تمام جائداد منقولہ او رغیر منقولہ میرے نام لکھ دو۔ اس پر فیروز نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ حجاج نے کہا پہلے لکھدو، فیروز نے کہا تو پھر اوس کے بعد کیا مجھے امان دی جائے گی۔ حجاج نے کہا کہ پہلے لکھدو تو اوس کے بعد دیکھا جائیگا۔

فیروز نے غلام کو مخاطب کرکے کہا کہ لکھو ہزار، ہزار، ہزار اور ہزار دگو یا دس کھرب درہم، حجاج نے پوچھا کہ یہ روپیہ کہاں ہے؟ فیروز نے کہا کہ میرے پاس ہے۔ حجاج نے کہا کہ مجھے دیدو۔ اُسپر فیروز نے پوچھا کہ کیا اس رقم کے ادا کرنے کے بعد امان دیدی جائیگی؟ حجاج نے کہا کہ جب تم یہ رقم ادا کردو گے میں تمھیں ضرور قتل کرڈالوں گا۔ فیروز نے جواب دیا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم میری جان بھی لو اور یہ روپیہ بھی حجاج نے حاجب کو حکم دیا کہ

اسے میرے سامنے سے ہٹادو۔ چنانچہ فیروز علیحدہ کھڑا کر دیا گیا۔
حجاج نے حکم دیا کہ محمد بن سعد بن ابی وقاص کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ محمد بن سعد پیش ہوئے۔ حجاج نے اُن سے کہا کہ تو شیطان کا پیرو ہے۔ سخت متکبر اور بڑا ہی مغرور ہے۔ تو نے یزید ابن معاویہ کی بیعت کرنے سے انکار کیا تاکہ اپنے تئیں حسینؓ اور ابن عمرؓ کا مماثل ظاہر کرے۔ اور پھر تو ابن کناز بنی نصر کے غلام یعنے عمر بن ابی الصلت کا موذن بن گیا۔ یہ کہتے ہوئے حجاج نے ایک ڈنڈے سے جو اوس کے ہاتھ میں تھا محمد بن سعد کو مارنا شروع کیا کہ وہ لہولہان ہو گئے۔ اُس پر محمدؒ نے اوس سے کہا کہ اے شخص جب ہم تیرے قبضۂ اقتدار میں ہیں تو تجھے ہم پر نرمی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حجاج نے اپنا ہاتھ روک لیا۔
محمدؒ نے حجاج سے کہا کہ تم میرے معاملہ کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کرو اگر وہ معاف کر دیں گے تو اس کارِ خیر میں تمھاری بھی شرکت ہو جائے گی۔ اور تم جزائے خیر پاؤ گے اور اگر وہ میرے قتل کا حکم دیں گے تو تم اس کی ذمہ داری سے بری ہو جاؤ گے۔ حجاج نے دیر تک اس معاملہ پر غور کیا مگر پھر اون کے قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ اور اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔
اس کے بعد حجاج نے عمر بن موسیٰ کو بلایا اور کہا کہ اے ذلیل عورت کے غلام تو ہی ابن الحائک کے سرہانے گرز لیکر چوبداروں کی طرح کھڑا ہوتا تھا فارس کے حمام میں اوس کے ساتھ شراب پیتا تھا اور میری ہجو میں شعر کہتا تھا کہاں ہے فرزدق! اُٹھو اور وہ شعر سناؤ جو تم نے اسکے لئے کہا ہے فرزدق نے یہ شعر سنایا۔

وخضبت ایراك للزنا ولم تکن یوم الهیاج لتخضب الابطالا

(ترجمہ، تو نے اپنے عضو تناسل کو زنا کے لئے رنگین کیا ہے۔ حالانکہ تو نے میدان جنگ میں کبھی بہادروں کو اُن کے خون سے نہیں رنگا۔)
عمر بن موسیٰ نے جواب دیا کہ کیا یہ میرا کم احسان ہے کہ میں نے اپنے عضو تناسل کو تیری ماں بہن اور جوروؤں سے علیحدہ رکھا ہے۔
حجاج نے اوس کے قتل کا بھی حکم دیدیا۔
پھر حجاج نے ابن عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ کو بلایا۔ یہ ایک بالکل نوجوان شخص تھا

اوس نے عرض کی کہ جناب والا میں کم سن ہوں اپنے ماں باپ کے ساتھ تھا مجھے خود تو کچھ اختیار نہ تھا میرے ماں باپ جہاں جاتے تھے میں بھی اون کے ساتھ رہتا تھا۔ حجاج نے پوچھا کہ کیا اِن تمام لڑائیوں کے دوران میں تیری ماں بھی تیرے باپ کے ساتھ رہی ہے۔ ابن عبید اللہ نے کہا جی ہاں۔ حجاج نے کہا کہ تیرے باپ پر خدا کی لعنت ہو۔

اس کے بعد حجاج نے طلقام بن نعیم کو بلا کر پوچھا کہ کہئے ابن الاشعث کی تو جو غرض و غایت تھی وہ تھی مگر آپ کے کیا توقعات تھے۔

طلقام نے جواب دیا کہ مجھے یہ امید تھی کہ جسطرح عبد الملک نے تجھے عراق کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا ہے اسی طرح ابن الاشعث اس خدمت پر مجھے سرفراز کریگا۔

حجاج نے اپنے غلام حَوشب کو حکم دیا کہ اس کی گردن ماردے، حَوشب کھڑا ہوا۔ طلقام نے اوس سے کہا اے ابن لطیفہ تو میرے زخم کو مت چھیڑ۔ غرض کہ اوسے بھی قتل کر دیا گیا۔

بعد ازاں عبد اللہ بن عامر پیش کیا گیا۔ جب یہ حجاج کے سامنے کھڑا ہوا تو کہنے لگا کہ اے حجاج اگر تو نے ابن المہلب کو اوس کے اُس جرم کی وجہ سے جسکا وہ مرتکب ہوا ہے معاف کر دیا تو خدا کرے کہ تو کبھی جنت کی صورت نہ دیکھے۔ حجاج نے پوچھا کہ اوس نے کیا کیا۔ اوس کے جواب میں عبد اللہ بن عامر نے یہ دو شعر پڑھے:

لانه كاس فى اطلاق اسرته وقاد نحوك فى اغلالها مضرا
وقى بقومك ورد الموت اسرته وكان قومك ادنى عنده خطرا

(ترجمہ) اس لئے کہ اوس نے اپنے خاندان والوں کو رہائی دینے میں مکاری کی۔ اور بنی مضر کو بیڑیاں پہنا کر تیری طرف بھیجدیا۔ تیری قوم کی آڑ میں اوس نے اپنے خاندان کو موت کے گھاٹ سے بچالیا۔ حالانکہ تیری قوم سے اوسے سب سے کم اندیشہ تھا۔

حجاج تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ اور یہ بات اوس کے دل میں اوتر گئی مگر اُس نے عبد اللہ بن عامر سے کہا کہ خیر تجھے ان معاملات سے کیا تعلق اور پھر اوسے بھی قتل کرا دیا۔

یزید کی یہ حرکت حجاج کے دل میں برابر کھٹکتی رہی مگر آخر کار اُس نے یزید کو خراسان کی امارت سے موقوف کر کے اوسے قید کر دیا۔

حجاج نے حکم دیا کہ فیروز کو سخت سزا دیجائے، اور اب اسے طرح طرح کی تکلیفیں دیجانے لگیں منجملہ اور تکلیفوں کے ایک یہ بھی تھی کہ فارس کے نرکنڈے چیر چیر کر اوس کے جسم پر باندھ دئے جاتے تھے۔ اور پھر اوسے گھسیٹا جاتا تھا اور جب اوسکا تمام بدن زخمی ہو جاتا تھا تو اوس پر سرکہ اور نمک چھڑکا جاتا تھا جب فیروز نے محسوس کر لیا کہ اب موت اوس کے سر پر ہے تو جلاد سے کہا کہ تمام لوگوں کو یہ یقین ہے کہ میں مارا جا چکا ہوں اور میری بہت سی امانتیں اون کے پاس ہیں جو کبھی تمھیں نہیں دیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے لیچلو تاکہ اونھیں معلوم ہو جائے کہ میں ابھی زندہ ہوں تاکہ وہ میلر پڑوۃ مجھے دیدیں اور تم یہ بات حجاج سے جاکر کہو۔ حجاج نے کہا اچھا اوسے لیجاؤ غرض کہ فیروز کو شہر کے دروازے کی طرف لے چلے۔ اوس نے بہت سے لوگوں کے مجمع میں چلا کر کہا کہ جو شخص مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا اوسے میں بتائے دیتا ہوں کہ میں فیروز حصین ہوں۔ میرا بہت سا روپیہ لوگوں کے پاس ہے اس لئے جس شخص کے پاس جو کچھ میرا ہو وہ سب اوسی کا ہے۔ میں دئے دیتا ہوں۔ اوس میں سے کسی کو ایک حبہ بھی نہ دیا جائے۔ جو لوگ یہاں موجود ہیں اون پر فرض ہے کہ وہ میرے اس اعلان کو اون لوگوں تک پہونچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اب حجاج نے اوس کے قتل کا بھی حکم دیدیا۔ اور وہ قتل کر دیا گیا۔

یہ واقعات ابو بکر الہذلی کی روایت پر مبنی تھے۔ مگر ابن شوذب کی روایت یہ ہے کہ حجاج کے اون عاملوں نے جو مفصلات پر متعین تھے حجاج کو لکھا کہ مالگزاری بہت کم ہو گئی ہے۔ اور ذمی مسلمان ہو کر شہروں میں جا بستے ہیں۔ اس پر حجاج نے بصرہ اور دوسرے مقامات میں حکم دیدیا کہ جس شخص کا اصل وطن دیہات میں ہے وہ دیہات میں چلا جائے۔ حکم حاکم مرگ مفاجات، چار و ناچار یہ لوگ ایک جماعت کی شکل میں آہ و بکا کرتے ہوئے نکلے اور شہر کے باہر پڑاؤ ڈال کر ٹھہر گئے یا محمداہ۔ یا محمداہ پکارتے جاتے تھے۔ اور کسی کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کہاں جائیں۔

بصرہ کے قاری اور دوسرے نیک لوگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ چہروں پر نقاب ڈال کر اون کے پاس جاتے اور اون کی آہ و بکا کو سنکر اور حالتِ زار کو دیکھکر خود بھی رونے لگتے تھے۔ اسی واقعہ کے بعد ہی فوراً ابن الاشعث نے عراق پر چڑھائی کی اور

اسی وجہ سے بصرہ کے قاری ابن الاشعث کی حمایت میں حجاج کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

شیبانی نے بیان کیا ہے کہ جنگ زاویہ میں حجاج نے گیارہ ہزار آدمیوں کو قتل کرا دیا اور اُن میں سے صرف ایک شخص کی جان بخشی کی گئی جس کا بیٹا حجاج کے منشیوں میں تھا۔ حجاج نے اوس سے پوچھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمھارے باپ کی جان بخشی کر دی جائے۔ اوس نے کہا ہاں۔ اور پھر حجاج نے اوسے معافی دیدی۔

وعدۂ معافی کے متعلق اصل میں حجاج نے لوگوں کو دھوکہ دیا۔ پہلے تو نقیب کو حکم دیدیا کہ اعلان کر دیا جائے۔ چنانچہ جب عراقیوں کو شکست ہوئی تو نقیب نے اعلان کیا کہ فلاں فلاں اشخاص کو امان نہیں۔ اور اون سربرآوردہ لوگوں کے نام لے دئے۔ جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ مگر نقیب نے یہ نہیں کہا کہ اور تمام لوگوں کو امان دی جاتی ہے۔ مگر قدرتی طور پر عام لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ سوائے چند لوگوں کے باقی سب کو امان دیدی گئی ہے اس لئے یہ سب لوگ راہ فرار اختیار کرنے کے بجائے حجاج کے جائے قیام کی طرف پلٹے۔ اور جب سب جمع ہو گئے تو اونھیں حکم دیا کہ تمام ہتیار رکھدو۔ اور پھر کہا کہ آج میں تم پر ایسے شخص کو مسلط کرتا ہوں جس سے تمھاری کوئی قرابت نہیں ہے۔

غرض کہ حجاج نے اونھیں عُمارہ بن تمیم اللخمی کے سپرد کر دیا۔ عمارہ نے اونھیں علٰحدہ علٰحدہ کر کے سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مقتولین کی تعداد کے متعلق ہشام بن حسان نے یہ بیان کیا ہے کہ جن لوگوں کو حجاج نے اس طرح قتل کرایا تھا اُن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔

مقام مسکن پر ابن الاشعث کی شکست کے متعلق مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ جو ابو مخنف کی روایت پر مبنی تھا ایک اور بیان حسب ذیل بھی ہے۔

سرزمین ابزقباذ کے مقام مسکن پر حجاج اور ابن الاشعث جنگ کے لئے جمع ہوئے ابن الاشعث کا پڑاؤ دریائے خداش پر تھا جس کے پیچھے دریائے تیری رواں تھا۔ اور حجاج نے دریائے افرید پر خیمے ڈالے۔ غرض کہ اس طرح دونوں فوجوں نے دجلہ سیب اور کرخ کے درمیان مورچے لگائے اور ایک ماہ یا اس سے کچھ کم دونوں حریفوں میں معرکۂ جدال و قتال گرم رہا۔

دشمن تک رسائی کا حجاج کو صرف وہی راستہ معلوم تھا کہ جس سے دشمن حملہ آور ہوتا۔ ایک ضعیف العمر چرواہا زورق نامی حجاج کے پاس آیا اور اُس نے دشمن کے عقب پر حملہ کرنے کے لئے کرخ کے پیچھے سے ایک اور راستہ کا پتا دیا۔ اس راستہ کا طول چھ فرسخ تھا۔ اور جھاڑیوں اور دریا کے پایاب حصہ سے ہوتا ہوا جاتا تھا۔

حجاج نے چار ہزار منتخب شاہی بہادروں کو ایک سردار کی زیر قیادت اس بڈھے کے ساتھ روانہ کیا۔ اور اس فوج کے سردار سے کہہ دیا کہ تم لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ اور یہ چار ہزار درہم اپنے ساتھ لیتے جاؤ اگر یہ بڈھا تمھیں دشمن کی فوج کے عقب سے لیجاکر اون کے سروں پر کھڑا کردے تو یہ روپیہ اوسے دیدیا جائے اور اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو تم اوسے قتل کر ڈالنا۔ جب دشمن کو دیکھ لو تو فوراً اوس پر حملہ کر دینا اور یا حجاج یا حجاج اپنا نعرۂ جنگ بنانا۔

نماز عصر کے وقت اوس رہبر نے اپنا رستہ لیا۔ اوس کے جاتے ہی عین نماز عصر کے وقت ابن الاشعث اور حجاج کی فوج میں جنگ چھڑ گئی۔ اور شام تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔

ایک سابقہ قرارداد کے مطابق حجاج نے پسپا ہونا شروع کیا اور دریائے سیب کو عبور کر کے اوس کے پیچھے ہٹ آیا۔ ابن الاشعث حجاج کے فوجی قیام گاہ میں داخل ہوا۔ اور جو کچھ وہاں تھا اوسے لوٹ لیا۔ لوگوں نے اوسے یہ بھی مشورہ دیا کہ مناسب تھا کہ آپ حجاج کا تعاقب کرتے مگر ابن الاشعث نے کہا کہ ہم لوگ بہت تھک گئے ہیں۔ اور جنگ کی زحمت برداشت کر چکے ہیں۔ اس وقت تعاقب کرنا مناسب نہیں۔

اسکے بعد ابن الاشعث اپنے مستقر کو واپس آگیا۔ اوس کی فوج والوں نے ہتیار اوتار دیے۔ اور یہ احساس کرتے ہوئے کہ ہم نے دشمن پر فتح پائی ہے اطمینان سے سو رہے۔ آدھی رات کو دشمن نے اچانک اپنے نعرۂ جنگ کو بلند کرتے ہوئے ابن الاشعث کی بے خبر فوج پر حملہ کیا۔ ایسی سراسیمگی پھیلی کہ کوئی شخص بھی اپنے لئے تصفیہ نہیں کر سکتا تھا کہ کہاں جائے۔ اون کے بائیں جانب دریائے تاروت اور سامنے دریائے دجلہ موجزن تھے۔ جنکا بہاؤ اور عمق ناقابل عبور تھا۔ مقتولین سے کہیں زیادہ دریا میں

غرق ہو گئے۔
جب حجاج نے اپنی فوج کی آواز سنی تو پھر دریائے سیب کو عبور کر کے اپنے پہلے فوجی قیام گاہ میں آگیا۔ اور اپنے رسالہ کو دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بڑھایا اس طرح حجاج کی ان دو فوجوں سے نے ابن الاشعث کو چکی کے دونوں پاٹوں کی طرح اپنے درمیان میں لے لیا۔ اور کچل ڈالا۔
ابن الاشعث تین سو ہمراہیوں کے ساتھ دجلہ کے کنارے پر آیا۔ اور کشتیوں کے ذریعہ بصرہ کی طرف چلا۔
حجاج نے ابن الاشعث کے لشکر گاہ پر قبضہ کر کے ہر چیز ضبط کر لی۔ اور جو شخص اوسے وہاں ملا اوس کو قتل کر ڈالا۔ اس طرح تقریباً چار ہزار آدمی اوس نے قتل کر ڈالے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ قتل ہوئے اون میں عبداللہ بن شداد بن الہاد بھی تھے۔ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ۔ عمر بن ضبیعۃ الرقاشی۔ بسر بن المنذر بن الجارود، اور حکم بن مخرمۃ (یہ دونوں عبدی تھے) اور بکیر بن ربیعہ بن ثروان بھی قتل کئے گئے۔ ان سب کے سر ڈھالوں پر رکھکر حجاج کے سامنے پیش کئے گئے۔ حجاج بسطام کے سر کو دیکھتا جاتا تھا اور یہ شعر تمثیلاً پڑھ رہا تھا۔

اذا مررت بوادی حیۃ ذکر فاذھب ودعنی اقاسی حیۃ الوادی

(ترجمہ) جبکہ تیرا اوس نر سانپ کی ترائی میں سے گذر ہو تو جلد گذر جائیو اور مجھے چھوڑ دے تاکہ میں اوس ترائی کے سانپ کے مقابلہ کی زحمت برداشت کرتا رہوں۔
حجاج نے بکیر کے سر کو دیکھکر کہا کہ اس بدبخت کے سر کو کس شخص نے ان دوسرے لوگوں کے سروں کے ساتھ شامل کیا، اور پھر غلام کو حکم دیا کہ اس کا کان پکڑ کر علیٰحدہ پھینک دے۔ اور اس ڈھال کو مسمع بن مالک بن مسمع کے سامنے رکھدے۔
غلام نے اوس ڈھال کو مسمع کے سامنے رکھدیا۔ مسمع بن مالک رو پڑے۔ حجاج نے اوس کی وجہ دریافت کی اور کہا کہ غالباً تم ان کی موت کے غم میں روئے ہو۔ مسمع نے کہا نہیں یہ بات نہیں بلکہ اس رنج میں کہ یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے۔
اسی سنہ میں حجاج نے شہر واسط کی بنا ڈالی۔ اس شہر کی بنا کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حجاج نے خراسان بھیجنے کے لئے اہل کوفہ کی ایک فوج جبری فوجی خدمت

کے قانون کے مطابق بھرتی کی۔ اس فوج نے منزلِ مقصود کو جانے کے لئے حمام عمر پر اجتماع شروع کیا۔

اس فوج میں کوفہ کا رہنے والا ایک اسدی نوجوان بھی تھا۔ جسکی شادی ابھی حال ہی میں اوس کی چچازاد بہن سے ہوئی تھی۔ یہ نوجوان رات کے وقت لشکرگاہ سے اپنی بیوی کے پاس آیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک شخص نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا۔ اسدی نے باہر آکر دیکھا تو ایک بدمست شامی ہے۔ اوس کی بیوی نے کہا کہ یہ شامی روزانہ اسی طرح مجھے آکر دق کرتا ہے۔ اور اس کی نیت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ میں نے اس کے بڑے بوڑھوں سے بھی اسکی شکایت کی ہے اور اونھیں اس کا علم ہو چکا ہے۔

اوس کے خاوند نے کہا اچھا اسے اندر آنے دو۔ عورت نے دروازہ کھولدیا۔ اور جب وہ شامی اندر آگیا تو پھر دروازہ بند کر دیا۔

اپنے خاوند کی خاطر اوس عورت نے مکان کی خوب آرائش کی تھی۔ قالین اور گدے بچھائے تھے اور خوشبودار اشیا سے اپنے گھر کو معطر بنایا تھا۔

شامی نے اس رنگ کو دیکھکر کہا کہ اب تم پر میرا رازہ فاش ہو گیا۔ اتنے ہی میں اسدی نے اوسے قتل کر ڈالا۔ اور اسکا سر تن سے جدا ہو گیا۔ صبح کی اذان کیوقت اسدی اپنی چھاونی میں چلا گیا۔ اور اپنی بیوی سے کہہ گیا کہ جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو شامیوں کو اطلاع کر دینا کہ وہ اوسے اوٹھالیجائیں۔ وہ ضرور تمھیں حجاج کے سامنے پیش کریں گے تم اصلی واقعہ بیان کر دینا۔

چنانچہ اوس خاتون نے ایسا ہی کیا۔ حجاج کے پاس مقتول کا مرافعہ گیا گیا اور یہ خاتون اوس کے سامنے پیش ہوئی۔ اوس وقت عنبسہ بن سعید بھی حجاج کے ساتھ اسکے تخت امارت پر ہم جلیس تھے۔ حجاج کے دریافت کرنے پر اوس خاتون نے تمام واقعہ بلا کم و کاست بیان کر دیا۔ حجاج نے سنکر کہا کہ بے شک تم سچی ہو۔ اور پھر اوس مقتول شامی کے وارثوں سے کہا کہ جاؤ اور اسے دفن کر دو۔ اسی کا قصور تھا نہ اسکا قصاص لیا جا سکتا ہے اور نہ دیت دلائی جا سکتی ہے۔

اس واقعہ کے بعد نقیب نے ایک اعلان عام کر دیا کہ کوئی شخص کسی اور کے

مکان میں نہ جایا کرے۔

غرض کہ تمام لوگ اوسکے حکم سے شہر سے باہر نکلے۔ حجاج نے سفر مینا والوں کو بھیجا کہ وہ اُسکے قیام گاہ کا انتظام کریں۔ حجاج نے ہر طرف غور سے دیکھنے کے بعد کسکر کے قریب اقامت گزیں ہوا۔ وہ ابھی اسی موضع واسط میں تھا کہ اوس نے ایک راہب کو گدھی پر سوار سامنے سے آتے دیکھا۔ اس راہب نے دجلہ کو عبور کیا۔ اور جب وہ ٹھیک واسط کے جائے وقوع پر پہونچا تو وہ گدھی ایک دم سے گر پڑی اور اوس نے پیشاب کر دیا۔ راہب اوتر پڑا۔ اور جس جگہ گدھی نے پیشاب کیا تھا وہاں کی مٹی کھود کر دریائے دجلہ میں ڈال آیا۔ یہ تمام واقعہ حجاج کے سامنے ہوا۔ حجاج نے حکم دیا کہ اس راہب کو میرے پاس لاؤ۔ راہب سامنے آیا۔ حجاج نے اوس سے دریافت کیا کہ تم نے یہ کیوں کیا۔ راہب نے کہا کہ ہمارے صحائف میں لکھا ہوا ہے کہ اس مقام پر ایک مسجد بنائی جائے گی۔ اور جب تک دنیا میں ایک بھی مُوحّد باقی رہے گا یہاں اللہ کی عبادت ہوتی رہے گی۔ اسی کے بعد حجاج نے شہر واسط کی حد بندی کی۔ اور اوسی جگہ مسجد بنوائی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سنہ میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ اور اون کی جگہ ہشام بن اسماعیل المخزومی کو مقرر کیا۔ اور ہشام ہی نے لوگوں کو اس سال حج کرایا۔

سوائے مدینہ طیبہ کے اور باقی تمام صوبوں پر وہی لوگ حاکم اور عامل تھے۔ جو سنہ گزشتہ میں تھے۔ البتہ مدینہ کے ناظم کے عزل و نصب کے متعلق ہم اوپر ہی بیان کر چکے ہیں۔

سنہ ۸۴ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

واقدی کے بیان کے مطابق اس سنہ میں عبدالملک کے بیٹے عبداللہ نے رومیوں کے خلاف جہاد کیا۔ اور شہر مصیصہ فتح کیا۔ نیز اسی سنہ میں حجاج نے ایوب ابن القریہ کو قتل کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ شخص ابن الاشعث کے ساتھیوں میں تھا۔ دیر جماجم سے بھاگ آنے کے بعد حوشب بن یزید کے پاس جو حجاج کی طرف سے

کوفہ کا عامل تھا آیا کرتا تھا۔ حوشب اپنے ملازمین سے کہتا رہتا تھا کہ اس شخص کو جو میرے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تم اپنی نگاہ میں رکھو۔ کیونکہ ایک آدھ ہی روز میں حجاج کا میرے نام ایسا حکم آئے گا جسکی تعمیل مجھے کرنا ہی پڑے گی۔ چنانچہ یہ ہی ہوا کہ ایک روز ایوب حوشب کے ساتھ کھڑا تھا کہ حجاج کا یہ خط پہونچا۔

حمد وثنا کے بعد۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک عراقی کو جو میرا دشمن ہے پناہ دی ہے۔ اِس خط کے دیکھتے ہی تم ابن القریہ کو اوس کی مشکیں کس کے کسی معتبر شخص کی حراست میں میرے پاس بھیجدو۔ حوشب نے خود خط کو پڑھکر ابن القریہ کو پڑھنے کے لئے دیا۔ اوس نے پڑھکر کہا کہ حکم کی تعمیل میں مجھے کچھ چون وچرا نہیں ہے چنانچہ حوشب نے اوس کی مشکیں کسکر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ حجاج کے سامنے آیا تو حجاج نے پوچھا کہو اس موقع کا بھی تم نے کچھ انتظام کر رکھا ہے کہ اب کیا جواب دوگے؟

ابن القریہ نے کہا کہ جی ہاں تین لفظ ہیں جو گویا ایستادہ سواریاں ہیں۔ اور وہ یہ ہیں دنیا۔ آخرۃ۔ اور نیکی واحسان ؎

اس پر حجاج نے کہا اچھا اب اون کی ذرا تشریح کرو۔ ابن القریہ نے کہا بہتر ہے ابھی سے کئے دیتا ہوں۔

دنیا مال موجودہ کا نام ہے۔ جس سے نیک وبد سب ہی تمتع ہوتے ہیں۔ آخرۃ یہ میزان عدل ہے۔ اور ایسی عدالت ہے جس میں باطل کا دخل نہیں۔ اب رہا احسان یہ اگر میرے خلاف استعمال کیا جائے تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ میں اپنی خطاؤں کا خود بھی معترف ہوں۔ اور اگر اس سے مجھے کچھ فائدہ پہونچنے والا ہو تو میں ضرور اوس سے بہرہ اندوز ہونگا۔

حجاج نے کہا کہ اچھا اب تو آپ تلوار کا اعتراف کیجیے گا جب وہ آپ پر پڑے۔ اسپر ابن القریہ نے حجاج سے درخواست کی کہ آپ میری لغزش کو معاف فرمادیجئے اور مجھپر مہربانی فرمائیے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی رہوار ایسا نہیں جس نے کبھی ٹھوکر نہ کھائی ہو۔ اور نہ کوئی ایسا شہسوار ہے جو کبھی منھ کے بل نہ گرا ہو۔

مگر حجاج نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز معاف نہیں کرونگا۔ اور ابھی تجھے دوزخ دکھاتا ہوں۔

ابن القریۃ کہنے لگا کہ چونکہ مجھے اوس کی گرمی اب محسوس ہو رہی ہے اس لئے اِس تکلیف سے تو مجھے فوراً بچا دیجئے۔
حجاج نے پہرہ دار کو حکم دیا کہ اسے آگے بڑھاؤ۔ اور قتل کر ڈالو۔ جب حجاج نے ابن القریۃ کو خون میں تڑپتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں اوسے چھوڑ دیتا تاکہ اوس کی نہایت ہی فصیح و بلیغ گفتگو سن سکتا۔ پھر حجاج نے اوس کی لاش کے باہر اوٹھالیجانے کا حکم دیا۔ اور اوسے باہر نکال کر پھینکدیا گیا۔
عُوانۃ راوی ہیں کہ جب حجاج نے ابن القریۃ کو خاموش رہنے کا حکم دیا تو اوس نے کہا کہ اگر میری تمھاری طاقت مساوی ہوتی تو پھر یا تو ہم سب کو زیر کر لیتے اور یا تمھیں بھی ایک زبردست ناقابل تسخیر شخص کا مقابلہ کرنا پڑتا۔
اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے نیزک کے قلعہ واقع باذغیس کو فتح کیا۔ نیزک اس قلعہ میں اکثر فروکش ہوا کرتا تھا۔ یزید اوس سے جہاد کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اوس کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لئے خبر رساں مقرر کر دیے۔ جب یزید کو نیزک کی روانگی کی اطلاع ملی تو اوس کی راہ میں مزاحم ہوا۔ نیزک کو بھی معلوم ہوا کہ دشمن میری تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہے وہ پلٹ گیا۔ اور اس شرط پر صلح کر لی کہ قلعہ میں جو کچھ ہے وہ سب یزید کو دیدیا جائے۔ اور نیزک اپنے اہل و عیال کے ساتھ قلعہ سے چلا جائے۔
نیزک اس قلعہ کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا جب اوسے دیکھتا سجدہ کرتا۔
یزید نے اس فتح کی خبر حجاج کو بھیجدی۔ یزید کے تمام مراسلات موسومہ حجاج یحییٰ ابن یعمر العدوانی لکھا کرتا تھا جو بنی ہذیل کا حلیف تھا۔ اس واقعہ کے متعلق یحییٰ نے حسب ذیل خط حجاج کو لکھا۔
دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اون پر قابو دیدیا اون میں سے کچھ لوگوں کو ہم نے قتل کر دیا۔ بعض کو قید کر لیا۔ اور بقیۃ السیف نے پہاڑوں کی چوٹیوں میں۔ عمیق غاروں، گھنے جنگلوں اور دریاؤں کے گہواروں میں پناہ لی۔
اس خط کے طرز تحریر کو دیکھکر حجاج نے دریافت کیا کہ یزید کا منشی کون ہے؟ لوگوں نے یحییٰ کا نام لیا۔ حجاج نے یزید کو لکھا کہ یحییٰ کو میرے پاس بھیجدو۔ چنانچہ یزید نے اوسے ڈاک کے ذریعہ حجاج کے پاس بھیجدیا۔ یہ شخص اپنے زمانہ کا

بہترین انشا پرداز تھا۔
حجاج نے اوس کا وطن دریافت کیا۔ یحییٰ نے کہا "اہواز" اسپر حجاج نے تعجب سے کہا کہ اور اُسپر یہ فصاحت۔ یحییٰ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ کے کلام کو یاد کرلیا ہے۔ اور وہ خود ایک بڑے فصیح شخص تھے حجاج نے کہا یہ فصاحت یہیں سے آئی ہے۔
پھر حجاج نے پوچھا کہ کیا عنبسہ بن سعید بھی بول چال میں غلطی کرتے ہیں؟ یحییٰ نے کہا ہاں۔ اسپر حجاج نے پوچھا اور وہ فلاں صاحب بھی۔ یحییٰ نے کہا بے شک۔ پھر حجاج نے پوچھا کہ میرے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ کیا میں بھی بول چال میں غلطی کرتا ہوں؟ یحییٰ نے کہا کہ ہاں کچھ یوں ہی سی آپ بھی غلطی کرتے ہیں کہیں تو ایک حرف کو کم کردیتے ہیں اور کہیں زیادہ۔
اِنّ کی جگہ اَنّ اور اَنّ کی جگہ ان پڑھتے ہیں۔ اِس تنقید سے حجاج برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میں تمھیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر اسکے بعد سرزمین عراق میں میں نے تمھیں دیکھا تو قتل کرڈالوں گا۔ یحییٰ خراسان پلٹ گیا۔
اس سال ہشام بن اسمٰعیل المخزومی نے حج کرایا۔ مختلف صوبجات پر وہی لوگ اس سال بھی حاکم تھے جن کے نام ہم ۸۳ھ ہجری کے واقعات میں بتا چکے ہیں۔

۸۵ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی موت اور اوس کے اسباب و واقعات

جب ابن الاشعث ہرات سے واپس رتبیل کے پاس جانے لگا اونکے ہمراہ ایک شخص علقمہ بن عمرو قبیلہ اود کا بھی تھا۔ علقمہ نے ابن الاشعث سے کہا کہ میں آپ کے ہمراہ مملکت بادشاہ رتبیل میں داخل ہونا نہیں چاہتا ابن الاشعث نے وجہ دریافت کی تو علقمہ نے کہا کہ مجھے تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی جان کا خطرہ ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حجاج رتبیل کے نام خط بھیجے گا جس میں لالچ اور خوف دیکر تمھاری سپردگی کا مطالبہ ہوگا۔ اور رتبیل یا تو تمھیں زندہ حجاج کے پاس بھیجدیگا۔ یا قتل کرڈالیگا۔ اب بھی موقع باقی ہے۔ اس وقت پانسو بہادر ایسے ہیں جنھوں نے ہمارے ہاتھوں پر

اس لیے بیعت کی ہے کہ ہم کسی شہر میں گھس کر قلعہ بند ہو جائیں اور اس وقت تک مقابلہ کریں جب تک کہ ہمیں امان نہ مل جائے۔ یا ہم سب کے سب عزت کی موت مارے جائیں۔ عبدالرحمٰن نے اُن سے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو میں آپ کی غمخواری کروں گا۔ اور عزت و توقیر کروں گا۔ مگر علقمہ نے جانے سے انکار کر دیا۔

عبدالرحمٰن علاقہ رتبیل میں چلے گئے۔ اور یہ پانسو شہسوار وہاں سے روانہ ہو کر کسی مقام میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ مودود النصری کو اونھوں نے اپنا سردار مقرر کر لیا عمارۃ بن تمیم اللخمی نے آکر اون کا محاصرہ کر لیا یہ جماعت اُس سے لڑی اور اوس کی پیش نہ جانے دی آخر کار عمارۃ کو اونھیں امان ہی دیتے بنی۔ یہ لوگ اوس کے پاس چلے آئے اور عمارۃ نے اپنے وعدۂ معافی کو برقرار رکھا۔

اب حجاج نے رتبیل کو ابن الاشعث کی سپردگی کے بارے میں خط پہ خط بھیجنے شروع کئے۔ اور یہ دھمکی دی کہ اگر تم نے ابن الاشعث کو میرے حوالہ نہ کر دیا تو دس لاکھ سپاہ سے تمہاری سلطنت کو روند ڈالا جائیگا۔

رتبیل کے پاس ایک شخص عبید بن ابی سبیع التمیمی الیربوعی تھا۔ اوس نے رتبیل سے کہا کہ میں حجاج سے تمہارے لئے یہ عہد لے لیتا ہوں کہ سات سال تک تم سے خراج نہ لیا جائیگا۔ بشرطیکہ تم ابن الاشعث کو اوس کے حوالہ کر دو۔ رتبیل نے کہا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو جو مانگو گے پاؤ گے۔ عبید نے حجاج کو لکھا کہ رتبیل میری ہر بات کو مانتا ہے اور میں اوس وقت تک اوس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ وہ ابن الاشعث کو آپ کے حوالہ نہ کر دیگا۔ ان خدمات کے صلہ میں حجاج نے بھی اس شخص کو بہت کچھ روپیہ بطور انعام دیا۔ اور رتبیل سے بھی اوس نے ان خدمات کا معاوضہ لیا۔ غرض کہ رتبیل نے عبدالرحمٰن کے سر کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اور حجاج نے اوس کے بدلہ میں سات سال کا خراج معاف کر دیا۔

حجاج کہا کرتا تھا کہ رتبیل نے تو دشمنِ خدا ابن الاشعث کو میرے پاس بھیجدیا تھا مگر اوس نے خود چھت سے گر کر خودکشی کر لی۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یزید کی بیٹی ملیکہ کو کہتے سنا ہے کہ بخدا عبدالرحمٰن مر گئے اور اُن کا سر میں اپنی ران پر رکھا ہوا دیکھ رہی ہوں۔

عبدالرحمن کو سل ہوگئی تھی۔ انتقال کے بعد جب لوگوں نے اونھیں دفن کرنے کا ارادہ کیا تو رتبیل نے کسی ملازم کو بھیجکر اون کا سر کٹوا منگوایا۔ اور اوسے حجاج کے پاس بھیجدیا۔ علاوہ ازیں اون کے خاندان کے اٹھارہ آدمیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور حجاج کو اوس کی اطلاع دی۔ حجاج نے لکھا کہ اون سب کو قتل کر کے اون کے سر میرے پاس بھیجدو۔

حجاج نے اونھیں زندہ اپنے پاس بلانا پسند نہیں کیا کہ مبادا وہ اپنے معاملہ کو عبدالملک کے سامنے پیش کریں اور عبدالملک اون میں سے کسی ایک کو بھی معافی دیدیں۔

ابن ابی سبیع اور ابن الاشعث کے مابین جو واقعہ پیش آیا اس کے متعلق مذکورۃ الصدر بیان کے علاوہ جو ابومخنف کی روایت پر مبنی تھا ایک اور حسب ذیل روایت بھی ہے جسکا راوی ابی عبیدہ معمر بن المثنی ہے، اوس کا بیان ہے کہ عمارہ کرمان سے روانہ ہوکر سیستان آیا۔ یہاں ایک شخص مودود العنبری عامل تھا۔ عمارہ نے اوس کا محاصرہ کرلیا۔ پھر اوسے امان دیدی۔ اور اس طرح کل علاقۂ سیستان اون کے تصرف میں آگیا۔ اس قضیہ سے فارغ ہونے کے بعد عمارہ نے حجاج کا حسب ذیل خط ایک قاصد کے ذریعہ رتبیل کے پاس بھیجدیا۔

حمد و ثنا کے بعد۔ میں عمارہ کو ایسے تیس ہزار شامیوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ پر بھیجتا ہوں جو ہمیشہ سے وفاشعار اور فرماں بردار رہے ہیں اونھوں نے کبھی خلیفہ سے بغاوت نہیں کی۔ اور نہ باغیوں سے شرکت کی۔ اُن میں سے ہر شخص کو سو درہم ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اور جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوتا ہے اُس سے بھی یہ خوب متمتع ہوتے ہیں۔ اور ابن الاشعث کی تلاش میں بھیجے گئے ہیں۔

رتبیل نے ابن الاشعث کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ابن الاشعث کے پاس عبید بن ابی سبیع التیمی بھی تھا جو اون کا خاص آدمی تھا۔ اور اسی کو ابن الاشعث نے اپنا سفیر بنا کر رتبیل کے پاس بھیجا تھا۔ رتبیل کے پاس پہنچکر اوس نے خاص تعلقات پیدا کرلئے اور اوس سے کہا کہ اگر تم نے ابن الاشعث کو حوالہ نہ کر دیا تو سخت مصیبت میں پھنس جاؤ گے۔

عبدالرحمن کے بھائی قاسم بن الاشعث نے اون سے کہا بھی کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ تیمی بے وفائی کریگا۔ بہتر ہے کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں۔ عبدالرحمن نے اوسے

قتل بھی کرنا چاہا مگر یہ ہوشیار ہو گیا۔ اور عبدالرحمن کی رتبیل سے شکایت کی۔ حجاج کا خوف اوس کے دل میں جاگزیں کر دیا۔ اور مشورہ دیا کہ عبدالرحمن کو حجاج کے حوالہ کر دیجئے رتبیل نے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔

عبید پوشیدہ طور پر عمارہ بن تمیم اللخمی کے پاس آیا اور اون سے کہا کہ اگر ابن الاشعث آپ کے حوالہ کر دیا جائے تو آپ کتنا روپیہ اوسکے معاوضہ میں دیں گے۔ عمارہ نے دس لاکھ درہم کہے۔ عبید عمارہ کے پاس ٹھہر رہا عمارہ نے اس معاملہ کے متعلق حجاج سے استصواب کیا۔ حجاج نے حکم دیا کہ عبید اور رتبیل دونوں کی شرائط کو منظور کر لو۔

عبید نے تو دس لاکھ مانگے۔ اور رتبیل نے یہ شرط کی کہ دس سال تک میرے خلاف کوئی جنگ نہ کی جائے۔ دس سال کے بعد میں نو لاکھ درہم سالانہ بطور خراج کے ادا کرتا رہوں گا۔

عمارہ نے ان دونوں کے مطالبات کو منظور کر لیا۔ رتبیل نے ابن الاشعث کو اپنے سامنے حاضر کئے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اور اوس کے خاندان کے تیس اور شخص حاضر کئے گئے۔ ہتکڑیاں اور بیڑیاں پہلے ہی سے تیار تھیں۔ عبدالرحمن اور اوسکے بھائی قاسم کے گلے میں بیڑیاں ڈالدی گئیں۔ اور اُن سب کو عمارہ کی قریب ترین سرحدی فوجی چوکی میں بھیجدیا گیا۔

عبدالرحمن کے اور جس قدر ساتھی تھے اون سے رتبیل نے کہدیا کہ جہاں تمہارا سینگ سمائے چلے جاؤ۔ جب عبدالرحمن عمارہ کے قریب رہ گیا اوس نے ایک کوٹھے سے گر کر خودکشی کر لی۔ اُسکا سر کاٹ کر اور دوسرے قیدی عمارہ کے پاس لائے گئے۔ عمارہ نے اون سب کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور ابن الاشعث۔ اوس کی بیوی اور اُس کے دوسرے اعزا کے سروں کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے اوس کے سر کو عبدالملک کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ اور عبدالملک نے اوسے عبدالعزیز کے پاس جو اسوقت مصر کے گورنر تھے بھیجدیا۔

عبدالملک کے سامنے جب ابن الاشعث کا سر لایا گیا اوس نے اوسے ابن الاشعث کی ایک قریبی رشتہ دار عورت کے پاس جو کسی قریشی کے گھر میں تھی ایک خواجہ سرا کے ہاتھ بھیجدیا۔ جب سر اوس عورت کے سامنے رکھا گیا تو اوس نے کہا کہ میں اس خاموش اور

کی آمد پر خوش آمدید کہتی ہوں۔ یہ ایک اولوالعزم بادشاہ تھا جس کا مطمح نظر اوس کی اعلیٰ وارفع شان کے شایاں تھا۔ مگر قسمت برگشتہ تھی اس لئے اوسے کامیابی نہیں ہوئی۔

خواجہ سرا اوس سر کو لیجانے لگا۔ اوس عورت نے سر کو اوس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور کہا کہ میں اوس وقت تک نہ لیجانے دونگی جب تک کہ اپنی آرزو پوری نہ کرلونگی۔ پھر اوس نے خطمی منگوائی۔ اوس سر کو غسل دیا۔ غلاف پہنایا۔ اور کہا کہ اب لیجا۔

خواجہ سرا سر کو لے گیا اور عبدالملک سے یہ داستان سنائی۔ جب اوس عورت کا شوہر اوس کے پاس آیا تو اوس نے کہا کہ اگر تیرا بس چلتا تو شاید تو اوس سے استقرار حمل کرالیتی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ابن الاشعث کے ساتھیوں میں سے کسی شخص نے علاقہ رتبیل کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ ابن الاشعث نے کچھ اشعار پڑھکر اوسے غیرت دلائی۔ اوس شخص نے ابن الاشعث کی طرف پلٹ کر کہا کہ اے ریشائیل کاش اتم ہی کسی جنگ میں ثابت قدم رہے ہوتے تو ہم تمہارے سامنے ہی اپنی جانیں قربان کرتے تو یہ تمہارے لئے اس موجودہ حالت سے زیادہ اچھا ہوتا۔

انھیں معرکوں میں سے کسی معرکہ پر حجاج جارہا تھا۔ حمید الارقط شاعر بھی اوس کے ہمراہ تھا۔ حمید نے یہ اشعار پڑھے :-

ما زال یبنی خندقا و یھدمہ   عن عسکر یقودہ و فیسلمہ
حتی یصیر فی یدیک مقسمہ   ھیھات من مصفہ منہزمہ
ان اضا الکظاظ من لا یسامہ

(ترجمہ) ہمیشہ وہ خندق بناتا رہا۔ اور اوسے منہدم کرتا رہا۔ اوس لشکرگاہ کے گرد جس کی وہ قیادت کرتا تھا اور پھر اوسے چھوڑدیا تھا یہاں تک کہ اوسکی قسمت کی باگ تیرے ہاتھوں میں آگئی۔ اس شکست خوردہ میدان مصاف پر افسوس ہے مصائب و شدائد جنگ کو وہی شخص برداشت کرسکتا ہے جسے وہ تھکا نہ سکیں۔

حجاج نے ان اشعار کو سن کر کہا کہ یہ اشعار اوس فاسق اعشیٰ ہمدان کے شعر سے زیادہ حقیقت سے مملو ہیں۔ اعشیٰ ہمدان کا شعر یہ تھا۔

نُبّئتُ ان بنی یوسف   خر من زلق فتبا

(ترجمہ) (مجھے معلوم ہوا ہے کہ یوسف کا لونڈا۔ ایک چکنے پتھر سے گرا اور ہلاک ہوگیا۔

"اب اوسے معلوم ہوا ہوگا کہ کون پھسلا اور تباہ ہوا۔ کون منھ کے بل گرا۔ کس نے خوف کھایا۔ اور محروم رہا۔ اور کس نے شبہہ کیا اور شک میں پڑا"!!!

حجاج نے ان جملوں کو اس قدر بلند آہنگی کے ساتھ ادا کیا کہ جسقدر حاضرین تھے سب اوس کے غیظ و غضب سے خوف زدہ ہو گئے اور ارلقیط بھی چپ ہو گیا۔ حجاج نے اوس سے کہا کہ جو اشعار تم سنا رہے تھے سناؤ تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ ارلقیط نے کہا کہ میری جان امیر اور "اللہ کی جانب سے غالب فرماں روا پر سے قربان ہو جب میں نے آپ کو اس جوش و غضب کی حالت میں دیکھا میرے تمام رگ پٹھے خوف سے کانپنے، اور تھرتھرانے لگے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا آگیا۔ اور زمین چکر کھانے لگی حجاج نے کہا بے شک اللہ ہی کی حکومت غالب و مقتدر ہے۔ وہی اشعار سناؤ۔ ارلقیط نے پھر شعر سنائے۔

ایک روز حجاج کہیں جا رہا تھا۔ اوس کے ہمراہ زیاد بن جریر بن عبداللہ البجلی بھی تھا۔ یہ کانا تھا۔ حجاج نے ارلقیط سے کہا کہ تم نے ابن سمرہ کے لیے جو شعر کہے تھے وہ ذرا سناؤ۔ ارلقیط نے یہ شعر پڑھے۔

یا اعور العین فدیت العورا کنت حسبت الخندق المحفورا

یرد عنک القدر المقدورا ودائرات السوء ان تدورا

(ترجمہ) اے کانے میں تیری ایک چشمی پر فدا ہو جاؤں۔ تو نے خیال کیا تھا کہ یہ خندقیں تجھے اون مصائب سے بچا سکینگی جو تیرے لئے مقدر ہو چکی ہیں۔ یا تیری ہلاکت اور بدبختی کے دائرے اپنا دور بدل دیں گے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالرحمن بن الاشعث ۸۵ہجری میں ہلاک ہوا۔ اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اوسکی جگہ اوسکے بھائی مفضل کو مقرر کیا۔

یزید کی برطرفی کے اسباب و واقعات

حجاج عبدالملک سے ملنے گیا تھا۔ واپسی میں اوس نے ایک دیر میں آکر قیام کیا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ یہاں ایک بڑا عالم و فاضل عیسائی راہب رہتا ہے

حجاج نے اوسے بلایا۔ اور پوچھا کہ کیا آپ کی کتابوں میں اس حالت کا ذکر ہے جس میں کیا اس وقت ہم اور آپ ہیں۔
راہب نے کہا کہ جی ہاں جو واقعات آپ پر گذر چکے ہیں۔ گذر رہے ہیں اور گذرنے والے ہیں وہ سب مذکور ہیں۔
حجاج نے پوچھا کہ کیا صریحی طور پر نام بنام اون کا ذکر ہے یا صرف قرائن اور اُن کی صفات بتائی گئی ہیں۔
راہب نے کہا کہ جہاں صرف صفات بیان کئے گئے ہیں وہاں نام نہیں ہے اور جہاں نام ہے وہاں صفات کا ذکر نہیں۔
حجاج نے پوچھا اچھا فرمایئے کہ ہمارے موجودہ امیر المومنین کے کیا خصوصیات ہیں۔ راہب نے کہا کہ ہم اپنے زمانہ میں اونھیں ایک نہایت ہی مدبر بادشاہ جانتے ہیں جو اون کی مخالفت کریگا پچھاڑ دیا جائیگا۔
حجاج نے کہا کہ اون کے بعد کون ہوگا۔ راہب نے کہا ولید۔ حجاج نے پوچھا اون کے بعد کون؟
راہب نے کہا کہ ایک ایسا شخص جسکا نام ایک نبی کا نام ہے جس سے خیر و برکت کا افتتاح ہوگا۔
حجاج نے پوچھا کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ راہب نے کہا ہاں مجھے بتا دیا گیا ہے۔
حجاج نے پوچھا کیا آپ میرے منصب ولایت کو جانتے ہیں؟ راہب نے کہا ہاں جانتا ہوں
حجاج نے پوچھا کہ میرے بعد کون والی ہوگا؟ راہب نے کہا یزید نامی ایک شخص ہوگا
حجاج نے پوچھا کہ آیا میری زندگی میں یا میرے بعد۔ راہب نے کہا مجھے یہ نہیں معلوم
حجاج نے پوچھا اوس کے خصوصیات آپ جانتے ہیں۔ راہب نے کہا کہ وہ ایک بدعہدی کریگا۔ اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں جانتا۔
اس گفتگو سے حجاج کے دل میں خیال آیا کہ یزید بن المہلب ہی میرا مقابل ہے۔
حجاج نے پھر کوچ شروع کیا۔ اور سات روز تک چلتا رہا۔ اوس راہب کے قول سے اوسے خوف پیدا ہو گیا تھا۔ مستقر پر پہونچکر عراق کی صوبہ داری سے اوس نے عبد الملک کو اپنا استعفا لکھ بھیجا۔ عبد الملک نے اوس کے جواب میں لکھا کہ مجھے تمھارا

اصلی منشا معلوم ہو گیا ہے تم یہ چاہتے ہو کہ تمھارے متعلق میں اپنی رائے کا اظہار کروں تو سن لو کہ میں تمھیں ایک مفید آدمی سمجھتا ہوں اس لئے تم اپنا استعفا واپس لے لو۔ اور اب کبھی مرتے دم تک استعفا نہ دینا۔

ایک روز حجاج تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ اوس نے عبید بن موہب کو بلایا۔ عبید حجاج کے پاس آیا۔ حجاج اوس وقت زمین کرید رہا تھا۔ حجاج نے اپنا سر اوٹھا کر عبید سے کہا کہ اہل کتاب بیان کرتے ہیں کہ میرے ماتحت عہدہ داروں میں سے ایک شخص یزید نامی عراق کا گورنر ہو گا۔ میں نے یزید بن کبشہ یزید بن حصین بن نمیر، اور یزید بن دینار کا خیال کیا مگر ان لوگوں میں سے کوئی بھی عراق میں نہیں ہے اور نہ اونھیں اس کا کوئی موقع ہے۔ ہو نہو یہ یزید بن المہلب ہی ہے۔

عبید نے عرض کیا کہ آپ ہی نے اونھیں عزت دی۔ اُنھیں اس منصب جلیلہ پر سرفراز کیا۔ اون کے طرفداروں کی تعداد بھی کثیر ہے۔ بہادر بھی ہیں۔ اطاعت شعار ہیں۔ اور دولت مند نصیبہ ور بھی ہیں۔ اور اس ترقی کے نہایت موزوں اور اہل بھی ہیں۔

حجاج نے یزید کے برطرف کر دینے کا ارادہ ہی کر لیا۔ مگر کوئی حیلہ اوسکے ہاتھ نہ آیا۔ خیار بن سبرۃ بن ذوئب بن ارقجہ بن محمد بن سفیان جو مہلب کے سرداروں میں تھا حجاج کے پاس آیا۔ حجاج نے اوس سے یزید کی حالت اور روش دریافت کی۔ خیار نے کہا کہ وہ نہایت ہی وفا کیش اور خلیق و بامروت آدمی ہیں۔ حجاج نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ مجھ سے سچ سچ بیان کرو۔ خیار نے کہا کہ اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو کچھ اب تک اونھوں نے کیا اوس کی بنیادیں ڈھیلی ہیں۔ حجاج نے کہا کہ بے شک تم نے سچ کہا۔

اس کے بعد حجاج نے خیار کو عمان کا ناظم کر دیا تھا۔

حجاج نے عبد الملک کو یزید اور خاندان مہلب کی شکایت لکھی کہ یہ لوگ زبیری ہیں۔ عبد الملک نے اسکے جواب میں حجاج کو لکھا کہ یہ کوئی جرم کی بات نہیں ہے کہ وہ لوگ خاندان زبیر کے طرفدار ہیں۔ بلکہ یہ جوش عقیدت جو اونھیں خاندان زبیر سے ہے یہی اون کی ہمارے خاندان سے وفاداری کا باعث ہے۔

مگر پھر حجاج نے اوس راہب کے بیان پر عبدالملک کو لکھا کہ یہ لوگ ضرور بے وفائی کریں گے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ تم نے یزید اور خاندان مہلب کی بہت شکایت کی ہے۔ تم ہی کسی ایسے شخص کا نام پیش کرو جو خراسان کی گورنری کا اہل ہو۔ حجاج نے مجاعتہ ابن سعد السعدی کا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے اسپر لکھا کہ جو خرابی تم آل مہلب میں بتاتے ہو وہی مجاعتہ میں بھی موجود ہے۔ کسی ایسے شخص کا انتخاب کرو کہ انتظامی قابلیت رکھنے والا سیاست داں اور تمہارے احکام کی تعمیل کرنے والا ہو۔ اسپر حجاج نے قتیبہ بن مسلم کا نام پیش کیا۔ عبدالملک نے اسے منظور کر لیا۔ اور حکم دیدیا کہ قتیبہ کو صوبہ دار بنا دیا جائے۔ یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ حجاج نے مجھے برطرف کر دیا ہے۔ اوس نے اپنے اعزا سے پوچھا کہ بھلا کون شخص میرا جانشین بنایا جائیگا۔ سب نے کہا کہ قبیلہ بنی ثقیف کا کوئی شخص ہوگا۔ یزید نے کہا نہیں۔ بلکہ تم ہی میں سے کوئی شخص عارضی طور پر مقرر کر دیا جائیگا۔ اور جب میں اوس کے پاس چلا جاؤں گا تب اوسے بھی موقوف کر کے بنی قیس کا کوئی شخص مقرر کیا جائیگا۔ اور میرا خیال ہے کہ قتیبہ ہوں گے۔

غرض کہ جب عبدالملک نے یزید کی معزولی کی حجاج کو اجازت دیدی حجاج نے مناسب نہیں سمجھا کہ صاف صاف حکم بھیجے بلکہ یزید کو لکھا کہ اپنے بھائی مفضل کو چارج دیکر تم میرے پاس آؤ۔

یزید نے حصین بن منذر سے مشورہ لیا۔ حصین نے کہا کہ تم نہ جاؤ اور کوئی بہانہ کردو۔ کیونکہ امیرالمومنین کی رائے تمہارے متعلق اچھی ہے اور یہ سب کچھ کیا دھرا حجاج کا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم نہ جاؤ گے اور روانگی میں جلد بازی نہ کرو گے تو امیرالمومنین تمہارے ہی برقرار رکھے جانے کا حکم دیدیں گے۔

یزید کہنے لگا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں حکم کی خلاف ورزی کروں ہمیں جو کچھ عروج و ترقی حاصل ہوئی یہ ہماری اطاعت و فرماں برداری کے طفیل ہے۔ میں مخالفت اور سرکشی کو معیوب سمجھتا ہوں۔

یزید نے سفر کی تیاری شروع کی۔ مگر حجاج کو اتنی دیر بھی ناگوار معلوم ہوئی اوس نے مفضل کو لکھا کہ میں تمہیں خراسان کا گورنر مقرر کرتا ہوں۔ اب مفضل نے یزید سے اصرار کرنا شروع کیا کہ تم فوراً چلے جاؤ۔ یزید نے اوس سے کہا کہ یاد رکھو کہ میرے بعد کبھی

حجاج تمھیں اس عہدہ پر برقرار نہیں رکھیگا۔ اوس نے جو مجھے بلایا ہے اوس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ڈرتا ہے کہ مبادا میں بغاوت کر بیٹھوں۔ اور حکم کی خلاف ورزی کروں۔

مفضل کہنے لگا کہ آپ مجھ سے جل گئے۔ یزید نے کہا ارے بے وقوف بھلا میں اور تجھسے حسد کروں۔ تمھیں خود ہی عنقریب معلوم ہو جائیگا۔

یزید ربیع الآخر ۸۵ھ ہجری میں خراسان سے روانہ ہوا۔ اسکے بعد حجاج نے مفضل کو بھی برطرف کر دیا۔ اسپر ایک شاعر نے مفضل اور اوس کے ہم بطن بھائی عبد الملک کی ہجو میں چند شعر کہے۔ حضین نے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے یہ دو شعر کہے۔

امرتك امرا حازما فعصیتنی فاصبحت مسلوب الامارۃ نادما
فما انا بالباكی علیك صبابۃ وما انا بالداعی لترجع سالما

(ترجمہ) میں نے تجھے ایک نہایت عمدہ مشورہ دیا تھا۔ مگر تو نے اوسے نہ مانا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی۔ اور تو نادم ہوا۔ نہ مجھے تیری حالت پر کسی قسم کی محبت کی وجہ سے کوئی صدمہ ہے۔ اور نہ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے کہ تو صحیح و سالم پھر واپس آجائے۔

جب قتیبہ خراسان آیا تو اوس نے حضین سے کہا کہ تم نے یزید کی شان میں کیا کہا تھا! حضین نے یہ شعر پڑھے۔

امرتك امرا حازما فعصیتنی فنفسك اولی اللوم ان كنت لائما
فان یبلغ الحجاج ان قد عصیتہ فانك تلقی امرہ متفاقما

(ترجمہ) میں نے تجھے ایک نہایت عمدہ مشورہ دیا تھا مگر تو نے نہ مانا۔ پس اگر تو کسی کو مورد الزام ٹھہرائے تو خود تیرا ہی نفس اوس ملامت کا زیادہ مستحق ہے۔ اگر حجاج کو معلوم ہو جائے کہ تو نے اوس کی نافرمانی کی ہے تو تجھے معلوم ہو جائیگا کہ اوس کا اقتدار نہایت ہی اہمیت رکھتا ہے۔

قتیبہ نے پوچھا کہ تو نے کیا مشورہ دیا تھا جسے یزید نے نہ مانا حضین نے کہا کہ میں نے اوس سے کہا تھا کہ جسقدر درہم و دینار تیرے پاس ہوں سب حجاج کے پاس لیجانا۔

اسپر کسی شخص نے حضین کے بیٹے عیاض سے کہا کہ تیرا باپ تو بلا شبہہ نہایت ہی چالاک گھوڑا ثابت ہوا۔ جب کہ قتیبہ نے اوس سے جرح سوال کیا اور اوس نے جواب میں کہا کہ میں نے یزید کو مشورہ دیا تھا کہ وہ تمام دینار و درہم امیر کے پاس لیجائے۔

حجاج نے یزید کو حکم دیا تھا کہ خوارزم پر جہاد کرو۔ یزید نے لکھا کہ اس مہم میں فائدہ کم

اور تکلیف زیادہ ہے۔ اسپر حجاج نے یزید کو لکھا کہ اچھا کسی شخص کو اپنا جانشین بنا کر تم میرے پاس چلے آؤ۔ اس کے جواب میں یزید نے لکھا کہ میں خوارزم پر جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ حجاج نے جوابدیا کہ خوارزم پر چڑھائی نہ کرو کیونکہ واقعی اوس ملک کا یہی حال ہے جیسا کہ تم نے پہلے لکھا تھا۔ مگر یزید نے نہ مانا۔ اور فوج کشی شروع کر دی۔ بعد ازاں خوارزم والوں سے صلح کر لی مال غنیمت میں لونڈی غلام بھی آئے۔ جب یہ فوج واپس آنے لگی اثنائے راہ میں سردی نہایت شدید پڑنے لگی۔ یزید کی فوج نے لونڈی غلاموں کے کپڑے خود لیکر پہن لئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب کے سب سردی سے ہلاک ہو گئے۔

یزید نے بلستانہ میں آ کر قیام کیا۔ اس سال مرو الروذ میں طاعون پھیلا۔ اور وہاں کے بہت سے باشندے نذر اجل ہو گئے۔

پھر حجاج نے یزید کو حکم دیا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ یزید روانہ ہوا۔ اور جس جس شہر سے گزرتا تھا وہاں کے باشندے اوس کے لئے پھول بچھاتے تھے۔

یزید ۸۲ھ ہجری میں خراسان کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ اور ۸۵ھ ہجری میں معزول کیا گیا۔ ربیع الآخر ۸۵ھ ہجری میں خراسان سے روانہ ہوا۔ اور قتیبہ اون کی جگہ صوبہ دار مقرر کیا گیا مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ ہشام بن محمدؒ نے یزید کی برطرفی کے واقعات اور طرح سے بیان کئے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

عبدالرحمن بن محمدؒ کے قضیہ سے فارغ ہونے کے بعد اب صرف یزید ہی ایک ایسا شخص تھا جو خار کی طرح حجاج کے دل میں چبھ رہا تھا حجاج نے عراق کے اور تمام خاندانوں کو تو اچھی طرح پہلے ہی سے کچل ڈالا تھا۔ صرف یزید۔ اوس کا خاندان اور بصرہ اور کوفہ کے جو جو لوگ اوس کے ہمراہ خراسان میں تھے وہی اوس کے فولادی پنجہ سے اب تک محفوظ تھے۔ اس لئے عبدالرحمن بن محمدؒ کے بعد اب عراق میں اسے سوائے یزید کے اور کسی سے کسی قسم کا اندیشہ باقی نہ تھا۔ چنانچہ اب حجاج نے یزید سے چالیں چلنا شروع کیں کہ کسی طرح اسے خراسان سے نکالدے۔ اور یزید کے پاس قاصد بھیجنے شروع کئے کہ تم میرے پاس آؤ۔ یزید جہاد اور دشمن کے ہر وقت خطرہ کا بہانہ کر جاتا تھا۔ عبدالملک کے آخری عہد حکومت تک یہی معاملہ رہا۔ آخر کار حجاج نے عبدالملک سے یزید اور اوس کے خاندان کی اس بنا پر شکایت کی کہ یہ لوگ آل زبیر کے

طرفدار ہیں۔ اون کی اطاعت پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ اوسے معزول کردیا جائے
عبدالملک نے جوابدیا کہ مجھے مہلب کی اولاد میں اگر وہ خاندان زبیر کے حامی اور بہی خواہ ہیں تو صرف اس بنا پر کوئی برائی نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ یہ تو اون میں ایک ایسا جوہر ہے کہ اوسی کے باعث اونہیں ہم سے عقیدت وارادت ہے۔ اس کے بعد اس روایت میں وہی بیان ہے جو روایت سابقہ میں پہلے مذکور ہو چکا۔

مُفضّل کی باذغیس پر فوج کشی اور اوس کی فتح

حجاج نے یزید کو خراسان کی صوبہ داری سے برطرف کر کے اوس کے بھائی مفضل کو ۸۵ھ ہجری میں بجائے اوس کے خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ مُفضّل نو ماہ خراسان کا صوبہ دار رہا۔ اسی زمانہ میں اوس نے باذغیس پر چڑھائی کی۔ اور اوسے فتح کیا۔ فتح میں بہت کچھ مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ جسے اوس نے لوگوں میں تقسیم کردیا۔ ہر ایک کے حصہ میں آٹھ آٹھ سو درہم آئے۔

باذغیس فتح کرنے کے بعد مُفضّل نے اخرون اور شومان پر چڑھائی کر کے فتح حاصل کی۔ مال غنیمت پایا۔ اور اوسے بھی تقسیم کردیا۔

مُفضّل کا کوئی بیت المال نہیں تھا۔ جب اوس کے پاس کچھ آتا یا غنیمت حاصل ہوتی فوراً تقسیم کردیتا۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم ترمذ میں قتل کیا گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کے قتل اور اون کے ترمذ جانیکے واقعات و اسباب

جب موسیٰ کے باپ عبداللہ بن خازم نے مقام فرتنا میں بنی تمیم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کرڈالا جس کا بیان پہلے آچکا ہے تو جو لوگ اوس کے ساتھ باقی رہ گئے تھے اون میں سے بھی اکثر اوس کا ساتھ چھوڑ کر چلدئے۔ عبداللہ بن خازم نیشاپور کی طرف چلا گیا۔ مگر چونکہ مرو میں اوس کا بہت سا مال و اسباب موجود تھا اوسے یہ خوف ہوا کہ مبادا بنی تمیم اسپر قبضہ کرلیں۔ اس لئے اوس نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم مرو سے میرے تمام مال و اسباب کو لیکر نکل جاؤ۔ اور دریائے بلخ کو عبور کر کے کسی بادشاہ کے پاس پناہ گزیں ہو جاؤ۔ یا کسی قلعہ پر قبضہ کر کے مقیم ہو جاؤ۔

غرض کہ موسیٰ دوسو بیس سواروں کے ساتھ مرو سے روانہ ہوکر آمل پہونچا۔ یہاں کچھ ڈاکو اون کی جماعت میں شامل ہوگئے۔ اور اب چار سو کی جمعیت کے ساتھ موسیٰ آمل سے روانہ ہوا۔ بنی سلیم کے کچھ لوگ بھی جن میں فرعۃ بن علقمہ بھی تھے ان سے آملے۔

موسیٰ مقام زم کی طرف بڑھا۔ باشندوں نے اوس کا مقابلہ کیا۔ موسیٰ کو فتح حاصل ہوئی۔ اور کچھ مال غنیمت بھی اوس کے ہاتھ آیا۔ موسیٰ دریائے جیحوں کو عبور کرکے بخارا پہونچا۔ حاکم بخارا سے پناہ مانگی۔ اوسے اون کی جانب سے اندیشہ پیدا ہوا۔ اور اس لئے اوس نے پناہ دینے سے انکار کردیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ ایک ڈاکو ہے۔ اور اُسکے تمام ہمراہی بھی اوسی کی طرح جنگجو اور فتنہ پرداز ہیں۔ میں اونھیں پناہ نہیں دونگا مگر کچھ روپیہ سواری کے جانور اور کپڑے تحفۃً اونھیں بھیجدئے۔

یہاں سے مایوس ہوکر موسیٰ مقام نوقان میں بخارا کے ایک رئیس کے پاس پہونچا اوس رئیس نے اوس سے کہا کہ چونکہ تمام لوگ آپ سے خائف ہیں اس لئے آپ کا یہاں رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔ وہ لوگ ہرگز آپ کو امان نہیں دیں گے۔

موسیٰ کئی مہینے اس رئیس کے پاس نوقان میں مقیم رہا۔ آخر یہاں سے بھی روانہ ہوا۔ ایک ایک رئیس کے پاس پناہ لینے کے لئے جاتا یا کوئی قلعہ تلاش کرتا تاکہ اوس میں فروکش ہوجائے مگر ہر جگہ سے دھتکار دیا جاتا۔ اور کہیں اوسے جائے پناہ میسر نہ آتی۔ آخر کار سمرقند پہونچا۔ یہاں کے رئیس طرخون نے اوس کی بڑی آؤبھگت کی۔ اور ٹھیرنے کی اجازت دیدی۔ اور یہاں آکر موسیٰ البتہ عرصہ تک مقیم رہا۔

باشندگان صغد ہر سال یہ رسم مناتے تھے کہ ایک دسترخوان بچھایا جاتا تھا جس پر گوشت، ملیدہ، روٹی اور شراب کی ایک صراحی رکھی جاتی تھی۔ تمام صغد میں جو سب سے زیادہ بہادر شخص ہوتا تھا وہی اوسے کھاتا تھا۔ اور اگر کوئی اور شخص اوس کھانے کو کھالیتا تھا تو پھر اون دونوں میں مقابلہ ہوتا۔ اور جو فتحمند ہوتا وہ اوس کھانے کا ہر سال مستحق ہوتا۔

موسیٰ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اوس کھانے کی حقیقت دریافت کی۔ جب اوسے اوسکی غرض و غایت معلوم ہوگئی تو پہلے تو وہ خاموش ہورہا۔ اور پھر کہنے لگا کہ میں اس کھانے کو کھاؤنگا۔ اور شہسوار صغد سے مقابلہ کروں گا۔ اگر میں نے

اوسے قتل کیا تو پھر میں ہی صُغد کا بہادر بن جاؤں گا۔ چنانچہ وہ شخص بیٹھکر تمام کھانا چٹ کرگیا۔ جب اوس شخص کو اطلاع ہوئی جس کے لئے دسترخوان چنا گیا تھا وہ نہایت برہم ہوکر کہنے لگا کہ اے عرب آمجھ سے مقابلہ کر۔ عرب نے کہا کہ میں بھی تو یہی چاہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ اور عرب نے اوس صُغدی بہادر کو تہ تیغ کرڈالا۔ اس پر بادشاہ صُغد نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو اپنا مہمان بنایا۔ تمھاری تنظیم وتکریم کی۔ اور تم لوگوں نے اوس کا بدلہ مجھے یہ دیا کہ صُغد کے شہسوار اعظم کو قتل کرڈالا اگر میں نے تجھے (موسیٰ کو) اور تیرے ہمراہیوں کو وعدۂ معافی نہ دیا ہوتا تو میں ضرور تم سب کو قتل کرڈالتا۔ لہذا اب تم فوراً میرے شہر اور اوسکے مضافات سے چلے جاؤ۔

موسیٰ یہاں سے روانہ ہوکر کِس آیا۔ رئیس کس نے طرخون سے امداد طلب کی۔ امدادی فوج آئی۔ موسیٰ سات سو جوانمردوں کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر آیا شام تک دونوں مقابل دادِ مردانگی دیتے رہے۔ اور رات کی وجہ سے پھر علیحدہ علیحدہ ہٹ گئے۔

موسیٰ کے بہت سے ساتھی زخمی ہوچکے تھے۔ صبح کے وقت موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ سروں کو منڈوالو۔ چنانچہ خارجیوں کے طریقہ کے مطابق سب نے اپنے سر منڈوادئے۔ (اور اہل عجم کی طرح جب کہ وہ مرنے کے لئے بالکل آمادہ ہوجاتے ہیں) ان لوگوں نے چمڑے کے توشہ دان توڑ پھوڑ ڈالے۔

موسیٰ نے زرعۃ بن علقمہ سے کہا کہ تم طرخون کے پاس جاؤ اور اوسے کسی تدبیر سے پھسلالو۔ زرعہ طرخون کے پاس آیا۔ طرخون نے اوس سے پوچھا کہ تمھارے سپاہیوں نے یہ کیا کیا ہے؟ اوس نے کہا کہ اب وہ مرنے پر بالکل آمادہ ہوگئے ہیں۔ اور بھلا آپ ہی فرمائیے کہ اگر جناب والا نے موسیٰ کو قتل کردیا یا اونھوں نے آپ کو قتل کردیا تو اس سے آپ کو کیا فائدہ پہونچیگا۔ اور آپ اوس وقت تک موسیٰ پر قابو نہیں پاسکتے جب تک کہ جتنے وہ ہیں اوتنے ہی آپ کے آدمی بھی موت کے گھاٹ نہ اوتار دئے جائینگے۔ اور اگر بالفرض آپ نے موسیٰ اور اوس کے تمام ساتھیوں کو قتل بھی کرڈالا تب بھی آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا کیونکہ یہ سمجھ لیجئے کہ عربوں میں اوسکی بڑی قدر ومنزلت ہے۔ جتنے لوگ خراسان آئیں گے سب آپ سے اون کے خون کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہوں گے۔ اگر آپ ایک سے بچ گئے تو کوئی اور آپکو قتل کرڈالیگا۔

طرخون نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہے مگر میں کسی طرح کس اون کے حوالہ نہیں کر سکتا۔
زرعۃ نے کہا تو اچھا آپ اون کے مقابلہ سے باز آیئے تاکہ وہ یہاں سے کسی اور طرف نکل جائیں۔ چنانچہ طرخون نے مقابلہ ترک کیا اور موسیٰ ترمذ آیا۔ ترمذ میں ایک قلعہ تھا جسکا ایک رخ دریا کی جانب تھا۔ اس قلعہ سے باہر موسیٰ ترمذ کے ایک زمیندار کے پاس آکر فروکش ہوا۔ یہ زمیندار بادشاہ ترمذ کا ہمسایہ اور اوس کا ماتحت تھا۔ اوس نے موسیٰ سے کہا کہ چونکہ بادشاہ ایک نہایت ہی حیادار اپنی عزت کا پاس کرنے والا ہے اگر آپ اوس سے دوستانہ طور پر پیش آئیں اور تحفے تحائف بھیجیں تو چونکہ وہ ایک ضعیف شخص ہے وہ ضرور آپ کو اپنے قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت دیدیگا۔
موسیٰ نے کہا کہ یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا البتہ میں اون سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے قلعہ میں اوترنے دیں۔ چنانچہ موسیٰ نے درخواست کی مگر بادشاہ ترمذ نے اوسے مسترد کر دیا۔ اب موسیٰ نے بلاکسی قسم کے عار سمجھے اوسے تحفے بھیجے دوستانہ رسم سے ربط بڑھانا چاہا اور اون کے تعلقات دوستانہ قائم ہوگئے۔
ایک روز موسیٰ بادشاہ ترمذ کے ساتھ شکار کھیلنے بھی گیا۔ اور اب وہ نہایت ہی اخلاق و مہربانی سے بادشاہ سے پیش آنے لگا۔ بادشاہ نے موسیٰ کی دعوت کی۔ اور کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی عزت افزائی کروں۔ اس لئے کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں۔ اور صرف ایک سو ساتھی اپنے ہمراہ لائیگا۔
موسیٰ نے سو آدمیوں کا انتخاب کیا۔ یہ جماعت گھوڑوں پر سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئی۔ شہر میں گھستے ہی اون کے گھوڑے ہنہنانے لگے۔ اس پر اہل ترمذ نے برا شگون لیا۔ اور مہمانوں سے کہا کہ گھوڑوں سے اوتر جائیں۔ سب مہمان اوتر پڑے۔ ایک مکان میں اُنھیں دو دو کر کے داخل کیا گیا۔ کھانا کھلایا گیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد موسیٰ لیٹ گیا۔ اہل ترمذ نے اوس سے درخواست کی کہ اب جایئے۔ موسیٰ نے کہا کہ مجھے اس سے بہتر مکان نہیں مل سکتا۔ میں یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اب یہ جگہ یا تو میرے رہنے کا مکان بنے گی یا میری قبر۔
اب شہر ہی میں عربوں نے اہل ترمذ سے لڑنا شروع کیا۔ اون میں سے کچھ لوگوں کو مار ڈالا۔ اور کچھ بھاگ گئے۔ عرب اون کے مکانات میں گھس گئے۔ موسیٰ نے شہر پر

قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ ترمذ سے کہا کہ میں آپ سے اور آپ کے خاص لوگوں سے کسی قسم کا تعارض کرنا نہیں چاہتا۔ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ بادشاہ ترمذ اور باشندے ترمذ چھوڑ کر نکل گئے۔ ترکوں کے پاس آئے۔ اور طالب امداد ہوئے ترکوں نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ صرف سو آدمیوں نے تمہارے شہر میں گھسکر تمہیں وہاں سے نکالدیا۔ حالانکہ ہم نے مقام کِس پر کامیابی سے اُن کی مدافعت کی۔ اب ہم اون سے ہرگز نہیں لڑیں گے۔

موسیٰ نے ترمذ میں اقامت اختیار کرلی۔ اوس کے اور ساتھی بھی جن کی تعداد سات سو تھی ترمذ میں آکر مقیم ہو گئے۔ جب اوس کا باپ مارا گیا تو اوس کے باپ کے ساتھی بھی جن کی تعداد چار سو تھی اس سے آملے۔ اس طرح اوس کی قوت بڑھ گئی۔ اور یہ لوگ نکل نکل کر اپنے آس پاس کے علاقہ پر غارت گری کرنے لگے۔

ترکوں نے ایک وفد موسیٰ کے پاس اس لئے بھیجا تاکہ وہ اوس کی حالت دیکھکے آئے موسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی نئی چال چلنی چاہیئے۔

اگرچہ نہایت سخت گرمی پڑ رہی تھی مگر موسیٰ نے بہت سی آگ جلوائی اور اپنے سپاہیوں کو سردی کے گرم کپڑے پہننے کا حکم دیا۔ اون لوگوں نے اون کپڑوں پر نمدے بھی پہن لئے۔ اور تاپنے کی غرض سے اپنے ہاتھ آگ کی جانب دراز کر دیئے۔ موسیٰ نے ترکوں کے وفد کو سامنے بلایا۔ ترک یہ کیفیت دیکھکر بہت گھبرائے۔ اور مستفسر ہوئے کہ یہ کیا ہے؟ عربوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس موسم میں سخت سردی معلوم ہوتی ہے اور موسم سرما میں سخت گرمی۔ ترک یہ دیکھکر واپس چلے گئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ لوگ تو واقعی جنات ہیں۔ ہم ان سے کبھی نہیں لڑیں گے۔

ایک مرتبہ ترکوں کے بادشاہ نے موسیٰ سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک قاصد کو زہر۔ تیر اور مشک دیکر اوس کے پاس بھیجا۔ زہر سے اس بات کا اشارہ تھا کہ ہماری لڑائی زہر کا خاصہ رکھتی ہے۔ اور تیر سے مراد جنگ تھی۔ البتہ مشک صلح کی نشانی تھی۔ اب اس میں سے موسیٰ چاہے جنگ کو اختیار کرلے یا صلح کو۔

موسیٰ نے زہر کو آگ کے سپرد کر دیا۔ تیر کو توڑ ڈالا۔ اور مشک کو بکھیر دیا۔ اس واقعہ کو سن کر ترک بولے کہ عربوں کا ارادہ صلح کا نہیں ہے۔ اور انھوں نے اس طرح بتادیا ہے

کہ اون کی جنگ آگ کے مشابہ ہے۔ اور وہ ہمیں شکست دیں گے۔ غرض کہ اس لیئے ترکوں نے عربوں سے جنگ نہیں کی۔

اسی اثنار میں بکیر بن وشاح خراسان کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اوس نے موسیٰ سے کوئی تعارض نہیں کیا۔ البتہ جب امیہ صوبہ دار ہوکر آیا تو وہ خود موسیٰ کے مقابلہ کے لیئے روانہ ہوا۔ مگر راستہ ہی میں بکیر نے اوس سے بدعہدی اور بغاوت کی اور اوسے مجبوراً مرو واپس آنا پڑا۔ امیہ اور بکیر کے درمیان صلح بھی ہوگئی مگر اوس سال اوس نے کوئی کارروائی نہیں کی مگر دوسرے سال بنی خزاعہ کے ایک شخص کو امیہ نے ایک زبردست فوج دیکر موسیٰ کے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا۔

اب اس موقع پر اہل ترمذ پھر ترکوں کے پاس گئے اور اون سے طالب امداد ہوئے پہلے تو ترکوں نے امداد دینے سے انکار کردیا۔ مگر جب اون لوگوں نے ترکوں سے بیان کیا کہ خود اونھیں کے ہم قوم اون پر چڑھائی کر کے آئے ہیں۔ اور اونھوں نے اون کا محاصرہ کرلیا ہے اس موقع پر اگر ہم اس مہم کی اعانت کریں تو ہم ضرور موسیٰ پر فتح حاصل کرلیں گے۔ ترکوں نے اس بات کو مان لیا۔ اور اہل ترمذ اور ترکوں کی ایک زبردست فوج بھی موسیٰ کے مقابلہ کے لیئے بڑھی۔ خزاعی اور ترکوں دونوں نے ملکر موسیٰ کا محاصرہ کرلیا۔ موسیٰ دن کے ابتدائی حصہ میں تو خزاعی سے لڑتا اور آخری حصہ میں ترکوں سے نبرد آزما ہوتا۔ دو یا تین ماہ تک اسی طرح لڑتا رہا۔

ایک روز موسیٰ نے عمرو بن خالد بن حصین الکلابی سے جو ایک نہایت بہادر آدمی تھا کہا کہ ہماری اور اون کی جنگ نے بہت طول کھینچا ہے اب میں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ اس خزاعی پر شب خون ماروں۔ کیونکہ وہ لوگ ہمارے شب خون مارنے کے خیال سے بالکل بے خطر ہیں۔ اس معاملہ میں تمھاری کیا رائے ہے؟

عمرو نے کہا کہ شب خون مارنے کا خیال تو نہایت مناسب ہے مگر یہ عجمیوں پر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عرب بہت ہی ہوشیار قوم ہے فوراً خطرہ کو محسوس کر لیتے ہیں۔ اور رات کے وقت عجمیوں سے زیادہ جرأت کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ ترکوں پر شب خون مارئے اور مجھے توقع ہے کہ اللہ ہمیں کامیابی عطا فرمائیگا۔ پھر اکیلے خزاعی کو تو ہم بھگت لیں گے۔ کیونکہ ہم قلعہ کی حفاظت میں ہیں۔ اور وہ کھلے میدان میں پڑے ہیں۔ اور نہ وہ ہم سے

زیادہ ثابت قدم وصابر ہیں اور نہ جنگی چالوں کو ہم سے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔
موسیٰ نے بھی ترکوں ہی پر شب خون مارنے کا قصد کرلیا۔ اور جب ایک پہر رات گذرگی موسیٰ چارسو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ عمرو سے کہا کہ تم ہمارے بعد روانہ ہونا۔ مگر قریب رہنا۔ جب ہماری تکبیر کی آواز تم سنو تم بھی تکبیر کہنا۔
موسیٰ نے دریا کے کنارے کنارے بڑھنا شروع کیا۔ دشمن کے لشکر سے دور نکل گیا۔ پھر مقام کفتان کی سمت سے بڑھنا شروع کیا۔ اور جب دشمن کے قریب پہونچ گیا تو اپنی فوج کے چار حصے کردئے۔ اور اونھیں حکم دیا کہ دشمن کے چاروں طرف پھیل جاؤ۔ جب ہماری تکبیر سنو تم بھی تکبیر کہنا۔
موسیٰ آگے بڑھا۔ عمرو کو اپنے آگے کیا۔ فوج اوس کے پیچھے ہوئی۔ جب پہرہ والوں پر سے ان کا گذر ہوا اونھوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ موسیٰ کی جماعت نے کہا کہ ہم راہ گیر ہیں۔ جب یہاں سے آگے نکل گئے تو فوج کے دستے حسب الحکم چاروں طرف پھیل گئے اور ایک ساتھ اونھوں نے تکبیر کی آواز بلند کی ترکوں کو دشمن کی اطلاع صرف اوس وقت ہوئی جب اون پر کھچا کھچ تلواریں بڑنے لگیں۔ ایسی بدحواسی اون پر طاری ہوئی کہ آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ شکست کھا کر پیچھے ہٹے۔ مسلمانوں کے سولا آدمی کام آئے۔ مسلمانوں نے اون کی لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا۔ مال غنیمت میں ہتیار اور روپیہ ہاتھ آیا۔ صبح کے وقت خزاعی اور اوس کی فوج کی ہمتیں اس شکست سے ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اونھیں بھی خوف ہوا کہ کہیں ہم پر بھی شب خون نہ ماریں۔ اس لئے وہ چوکنے ہوگئے۔ عمرو نے موسیٰ سے کہا کہ چونکہ خزاعی کو برابر امداد پہونچ رہی ہے اور اُن کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اس لئے بغیر کسی چال کے تم فتح نہیں پا سکتے۔ مجھے اُن کے پاس جانے دو تاکہ میں اون کے سردار کو موقع پاکر تنہائی میں قتل کردوں۔ اُس کی تدبیر یہ ہے کہ تم مجھے خوب مارو موسیٰ نے کہا کہ اب کیوں تم پٹنے کے لئے جلدی کر رہے ہو حالانکہ ہر وقت قتل کیلئے اپنے تئیں پیش کر رہے ہو۔ عمرو نے کہا کہ قتل کے لئے تو روزانہ میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہی ہوں۔ اور یہ معمولی مارپیٹ تو اوس شئے کے مقابلہ میں جسکا میں ارادہ کر رہا ہوں بالکل ہی آسان ہے۔ غرض کہ موسیٰ نے اوس کی بات مان لی۔ اور اوسے پچاس کوڑے لگائے عمرو موسیٰ کے لشکر سے نکل کر خزاعی کے پاس اجازت لیکر پہونچا۔ اور اُس سے

کہا کہ میں یمن کا باشندہ ہوں۔ عبداللہ بن خازم کے ہمراہ تھا۔ اُن کے قتل کے بعد میں اون کے بیٹے کے پاس چلا آیا۔ اور اُنھی کے ہمراہ تھا۔ اور سب سے پہلے میں ہی اونکا ساتھ دینے کے لئے آیا۔ مگر جب آپ تشریف لائے تو موسیٰ نے مجھپر اتہام لگایا مجھ سے سختی اور بداخلاقی سے پیش آیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ تو ہمارے دشمنوں کا طرفدار ہے اور اُن کا مخبر ہے۔ اسپر مجھے خوب زدو کوب کیا۔ بلکہ مجھے تو یہ خوف تھا کہ شاید وہ مجھے قتل کر ڈالیگا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ مار پیٹ کے بعد دوسرا قدم قتل ہی کا ہے۔ اِس ڈر سے بھاگ آیا۔

خزاعی نے یہ داستان سنکر اوسے امان دیدی۔ اور عمرو اوس کے ساتھ رہنے لگا۔

ایک دن عمرو خزاعی کے پاس جب کہ وہ تنہا تھا آیا۔ اوس نے دیکھا کہ کوئی ہتیار وغیرہ اوس کے پاس نہیں ہے۔ عمرو نے خیر خواہانہ لہجہ میں خزاعی سے کہا کہ خدا آپ کو نیک ہدایت دے آپ جیسے سردار کو اس موقع پر بغیر ہتیار کے کسی وقت رہنا مناسب نہیں ہے۔

خزاعی نے کہا کہ میرے پاس ہتیار موجود ہے۔ یہ کہہ کر اوس نے اپنے بستر کا کونا ہٹایا۔ وہاں ایک شمشیر برہنہ رکھی تھی۔ عمرو نے تلوار لے لی اور اوسی سے خزاعی کا کام تمام کر دیا۔

عمرو اوس جگہ سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ لوگ اوس کے پیچھے جھپٹے۔ مگر عمرو اون کی پہونچ سے نکل گیا تھا۔ اگرچہ انھوں نے تعاقب کیا مگر عمرو صاف بچکر نکل گیا۔ اور موسیٰ کے پاس پہونچ گیا۔ اس سانحہ کے بعد خزاعی کی فوج منتشر ہوگئی۔ کچھ لوگوں نے دریا کو عبور کر کے مرو کا رخ لیا۔ اور کچھ لوگ موسیٰ کے پاس امان لینے کے لئے آگئے۔ موسیٰ نے اونھیں امان دیدی۔ اس مہم کی ناکامیابی کے بعد اُمیہ نے پھر کسی شخص کو موسیٰ کے مقابلہ پر روانہ نہیں کیا۔

اُمیہ معزول کیا گیا۔ اور اوس کی جگہ مہلب خراسان کے صوبہ دار مقرر کئے گئے۔ مہلب نے موسیٰ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بیٹوں سے کہدیا کہ موسیٰ کو کبھی نہ چھیڑنا۔ تم لوگ اوسی وقت تک اُس نواح کے حاکم رہو گے جب تک کہ یہ احمق اپنی جگہ قائم ہے۔ جس روز یہ قتل کر دیا گیا اوسی روز تم معزول ہو جاؤ گے۔ اور

بنی قیس کا کوئی شخص خراسان کا صوبہ دار مقرر کردیا جائیگا۔
مہلب نے اپنی مدت العمر کسی شخص کو موسیٰ کے مقابلہ پر نہیں بھیجا اون کے بعد یزید بن المہلب خراسان کا صوبہ دار ہوا۔ اس نے بھی موسیٰ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔
مہلب نے حریث بن قطبۃ الخزاعی کو مارا تھا۔ یہ اور اوسکا بھائی ثابت موسیٰ کے پاس چلے گئے۔ جب یزید صوبہ دار ہوا اوس نے اون دونوں کی جائداد اور عورتوں پر قبضہ کرلیا۔ اون کے اخیافی بھائی حارث بن منقذ اور اون کے داماد کو جس کی بیوی اُمّ حفص بنت ثابت تھی قتل کرڈالا۔ یزید کی اس حرکت کی اطلاع اون دونوں کو بھی ہوگئی ثابت نے طرخون کے پاس جاکر اس کی شکایت کی۔ عجمی اس شخص کو بہت ہی محبوب رکھتے تھے۔ اوس کی آواز بلند تھی۔ اور اوس کی بے انتہا تعظیم کرتے۔ اور اوس کے وقار کو مانتے تھے۔ اوس کے اثر کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص کسی بات کے پورا کرنے کے لئے عہد کرتا تو ثابت کی زندگی کی قسم کھاتا اور کبھی عہد شکنی نہ کرتا۔
یہ واقعہ سن کر طرخون کو غصہ آگیا۔ اوس نے نیزک سبل ' اہل بخارا اور اہل صغد کو اُس کے لئے جمع کردیا۔ یہ تمام جماعت ثابت کے ساتھ موسیٰ کے پاس آئی۔ دوسری طرف عبدالرحمن بن العباس کی مفرور فوج ہراۃ سے ' ابن الاشعث کی عراق اور کابل کی سمت سے۔ اور کچھ خراسان کے رہنے والے بنی تمیم کے وہ لوگ جو ابن خازم کی بغاوت میں لڑ رہے تھے موسیٰ کے پاس آگئے۔ اس طرح آٹھ ہزار عرب جس میں بنی تمیم 'قیس' ربعۃ اور یمنی تھے موسیٰ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔
ثابت اور حریث نے موسیٰ سے کہا کہ اب آپ اس فوج کے ہمراہ دریائے جیحون کو عبور کرکے خراسان پر فوج کشی کیجئے۔ اور یزید کو نکال دیجئے۔ پھر ہم آپ ہی کو خراسان کا امیر بنادینگے۔ طرخون' نیزک۔ سبل اور اہل بخارا بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ نہایت عمدہ موقع ہے۔
موسیٰ نے اس تجویز پر عمل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مگر اوس کے اور دوستوں نے اوس سے کہا کہ یہ دونوں بھائی اس وقت تو یزید سے خوف زدہ ہیں۔ اگر آپ نے یزید کو خراسان سے نکال دیا اور یہ لوگ مامون ہوگئے تو پھر یہ ہی قابض و متصرف ہوجائیں گے۔ اور خراسان کی امارت آپ سے چھین لیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ یہیں رہیں۔
موسیٰ نے اون کے مشورہ کو منظور کرلیا۔ ترمذ ہی میں رہا۔ اور ثابت سے کہہ دیا

کہ اگر ہم نے یزید کو خراسان سے نکال بھی دیا تو کیا ہوگا۔ کوئی دوسرا شخص عبدالملک کی طرف سے عامل مقرر ہو کر آجائیگا۔ البتہ یہ کرنا چاہیئے کہ دریائے جیحوں کے اوس پار کے علاقہ میں جو ہمارے متصل ہے یزید کے جو عامل و متصرف ہیں اونھیں نکال دیں اور اوس علاقہ پر قبضہ کرلیں تاکہ وہاں کی آمدنی سے ہم فائدہ اوٹھائیں۔

ثابت اس بات پر راضی ہوگیا۔ چنانچہ موسیٰ نے ماوراالنہر کے علاقہ میں جس قدر یزید کے عامل تھے اون سب کو نکال دیا۔ بہت سارو پیہ انھیں ملا اور موسیٰ کے طرفداروں کی حالت اس سے بہت درست ہوگئی۔

اس کارروائی کے بعد طرخون۔ نیزک۔ سبل۔ اہل بخارا اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔ اب انتظام سلطنت تو بالکل حریث او ثابت کے ہاتھ میں آگیا۔ اور موسیٰ محض نام کا امیر رہ گیا۔ اس حالت کو دیکھکر موسیٰ کے دوستوں نے اوس سے کہا کہ اصل حکومت و اقتدار تو حریث او رثابت کے ہاتھ میں ہے۔ اور آپ برائے نام امیر ہیں۔ اُن دونوں کو قتل کرڈالئے اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیجئے۔

موسیٰ نے اس تجویز کو مسترد کردیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اون دونوں کے ساتھ بے وفائی کروں۔ کیونکہ انھی دونوں نے میری حکومت و قوت کو مستحکم کیا ہے۔ اسپر وہ لوگ حریث اور ثابت سے حسد کرنے لگے۔ اور موسیٰ سے برابر اُن کی شکایت کرتے رہے کہ یہ دونوں ضرور تمہارے ساتھ بے وفائی کریں گے۔ باربار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰ کے خیالات اون کی جانب سے خراب ہوگئے۔ اور اون کی تجویز کے موافق اوس نے حریث اور ثابت کو دفعۃً قتل کردینے کا ارادہ کرلیا اسی اثناء میں اور ایک آفتِ الٰہی نازل ہوئی کہ جس نے اونکے تمام منصوبہ کو خاک میں ملادیا۔

ستر ہزار ترک، تبتی اور ہیاطلہ (اوس میں اون لوگوں کا شمار نہیں ہے جو ننگے تھے یا جنکے خود بغیر کلغی کے تھے یہ تعداد صرف اُن لوگوں کی ہے جو کلغی دار خود پہنے تھے) کے لشکر نے موسیٰ پر فوج کشی کردی

ابن خازم تین سو پیدل اور تیس مسلح سواروں کے ساتھ شہر کے بالا حصار میں چلا آیا۔ ایک کرسی اوس کے لئے رکھدی گئی۔ اور وہ اسپر بیٹھ گیا طرخون نے حکم دیا کہ گڑھی کی فصیل میں نقب لگائی جائے۔ موسیٰ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیدیا کہ دشمن کی مزاحمت نہ کرو جب دشمن کی پہلی جماعت گڑھی میں داخل ہوگئی اوس وقت بھی موسیٰ نے اپنے

آدمیوں سے یہ ہی کہا کہ ابھی اون سے تعرض نہ کرو۔ بہت سوں کو آجانے دو۔ ایک فولادی تیر موسیٰ کے ہاتھ میں تھا۔ اوسے وہ پھراتا جاتا تھا۔ جب دشمن کثیر تعداد میں قلعہ میں گھس آیا موسیٰ نے حکم دیا کہ اب اون کی مزاحمت کی جائے۔

موسیٰ گھوڑے پر سوار ہو کر اون پر حملہ آور ہوا۔ اور فصیل کے اوس شگاف سے جس سے وہ گھسے تھے اونھیں مار نکالا۔ اور پھر واپس آکر کرسی پر متمکن ہو گیا۔ طرخون نے پھر اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مگر اونھوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر طرخون نے اپنے شہسواروں سے کہا کہ یہ شیطان ہے۔ جو تم کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھنے جو کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور جو شخص میرے اس بیان کو تسلیم نہ کرے اوسے چاہیئے کہ اوس پر حملہ کرے۔

مگر پھر اہل عجم کفتان کی منڈی کی طرف واپس چلے گئے۔

ایک مرتبہ عجمی موسیٰ کے گھوڑوں کو لوٹ لے گئے۔ اس واقعہ سے موسیٰ بہت غمگین ہوا۔ اوس نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ اپنی ڈاڑھی کو نوچنے لگا۔ ایک رات موسیٰ سات سو سپاہیوں کے ساتھ ایک ایسی ندی کے راستے راستے جس میں پانی نہ تھا اور اوس کے کناروں پر گھاس اُگی ہوئی تھی جس کا بہاو عجمیوں کی خندق کی طرف تھا۔ روانہ ہوا۔ صبح ہوتے وہ اون کے لشکر گاہ کے قریب پہونچ گیا۔ دشمن کے گھوڑے چرنے کے لئے نکلے۔ موسیٰ نے اون پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ اور اونھیں ہنکالایا۔ کچھ لوگوں نے اوس کا تعاقب کیا۔ موسیٰ کے آزاد غلام سوار نے اون پر پلٹ کر ایک شخص کو مار کے گرا دیا۔ عجمی واپس چلے گئے۔ اور موسیٰ صحیح و سلامت گھوڑوں کے اوس گلے کو لے آیا۔

دوسرے دن عجمیوں نے پھر عربوں پر حملہ کیا۔ طرخون دس ہزار سپاہ کے ساتھ جو پورے ساز و سامان سے مسلح تھی ایک ٹیلہ پر جم گیا۔ موسیٰ نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر تم نے اس جماعت کو ہٹا دیا تو اوس کے بعد اوروں کا مقابلہ کرنا تو ہمارے لئے پھر بالکل آسان کام ہے۔

حریث بن قطبہ اس جماعت کی طرف بڑھا۔ اور تمام دن ایسی جوانمردی اور ثابت قدمی سے لڑا کہ دشمن کو اوس ٹیلہ سے نیچے ڈھکیل دیا۔ ایک تیر حریث کی

پیشانی پر لگا۔ پھر دونوں حریف علیحدہ ہٹ گئے۔ رات کو موسیٰ نے عجمیوں پر شب خون مارا۔ اوس کا بھائی خازم بڑھتے بڑھتے طرخون کے خیمہ کے بالکل قریب جہاں شمع روشن تھی پہونچ گیا۔ اور ایک شخص کے جسم میں تلوار کا اگلا حصّہ بھونک دیا۔ اوس کے گھوڑے کو نیزہ سے ہلاک کرڈالا۔ اور اوس شخص کو اوٹھاکر دریائے بلخ میں ڈالدیا۔ یہ شخص دو زرہیں پہنے ہوا تھا۔ عجمی نہایت بری طرح مارے گئے۔ اور بہت مشکل اور مصیبت سے اون کے بقیۃ السیف نے بھاگ کر جان بچائی۔ اس واقعہ کے دو روز کے بعد حریث نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اور اپنے خیمہ ہی میں دفن کردیا گیا۔

موسیٰ عجمیوں کے سروں کو لیکر ترمذ روانہ ہوا۔ اون سروں سے اونھوں نے دو محل تعمیر کئے۔ یہ سر ایک دوسرے کے مقابل جما دیئے گئے تھے۔ حجاج کو جب اُس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگا کہ۔ تمام تعریفیں اوسی خدا کے لئے ہیں جس نے منافقین کو کفار پر فتح دی ''

حریث کے مرجانے سے موسیٰ کے دوستوں نے اوس سے کہا کہ حریث سے تو اب ہمیں نجات مل گئی۔ اب آپ ثابت کی طرف سے بھی ہمیں مطمئن کردیجئے۔ موسیٰ نے اس مرتبہ پھر اون کی تجویز مسترد کردی۔ رفتہ رفتہ ثابت کو بھی اس سازش کی اطلاع مل گئی۔ اوس نے محمد بن عبداللہ بن مرثد الخزاعی نصر بن عبدالحمید کے جوابی مسلم کارنے پر عامل تھا چچا کو جو موسیٰ بن عبداللہ کی خدمت میں تھا رشوت دیکر اپنا طرفدار بنالیا۔ اور اوس سے کہا کہ تم ہرگز عربی زبان نہ بولنا۔ اگر کوئی تم سے تمہارا وطن دریافت کرے تو کہدینا کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں۔

غرض کہ یہ شخص موسیٰ کے خادموں میں داخل ہوگیا۔ جو بات وہاں سنتا اوسے ثابت سے بیان کردیتا۔ ثابت نے اوس سے کہہ رکھا تھا کہ جو بات میرے مخالف کیا کریں اوسے خوب یاد رکھا کرو۔

اب ثابت پر بھی خوف طاری تھا۔ جب تک یہ شخص آکر روزانہ اوسے خبر نہ پہونچا دیتا وہ نہ سوتا۔ اپنے خاص خدمت گاروں میں سے بعض کو حکم دیدیا تھا کہ وہ پہرہ دیتے رہیں اور اوسی کے مکان میں رات بسر کریں۔ اون کے ساتھ کچھ عرب بھی تھے جو اوس کی حفاظت کرتے تھے۔

ثابت کے مخالف برابر اپنی درانداز یوں پر مصر رہے اونھوں نے اوسے اسقدر تنگ کیا۔ کہ آخر ایک رات موسیٰ نے اون سے کہا کہ تم نے کہہ کہہ کر میرا ناک میں دم کر دیا ہے جو تم کرنا چاہتے ہو اوسی میں تمھاری ہلاکت ہے۔ تم نے حد سے زیادہ اون کے خلاف مجھ سے کہا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ کیوں تم اونھیں قتل کرتے ہو۔ اور میں تو کبھی اون سے بدعہدی نہیں کروں گا۔

موسیٰ کے بھائی نوح نے اُسپر کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیدیجیے ہم اس سے سمجھ لیں گے جب صبح وہ آپ کے پاس آئینگے تو آپ کے پاس پہونچنے سے پہلے ہم اونھیں کسی مکان میں لیجا کر قتل کر ڈالیں گے۔ موسیٰ نے کہا دیکھو کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ تم سب تباہ ہو جاؤ گے۔ اور تم لوگ خود بھی اچھی طرح حالات سے واقف ہو۔

غلام اس تمام گفتگو کو سن رہا تھا اوس نے ثابت سے جاکر کہہ دیا۔ ثابت رات ہی رات بیس سواروں کے ساتھ نکل کر چلتا ہوا۔ صبح کو اون لوگوں کو معلوم ہوا۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کس طرف گیا ہے۔ کہ اوس کا تعاقب کرتے۔ غلام بھی اب وہاں نہ تھا۔ اس سے اونھوں نے سمجھا کہ غلام ثابت کا مخبر تھا۔ جو اون کی تمام باتوں کو سنتا رہتا تھا

ثابت حشورا چلا آیا اور شہر میں جاکر مقیم ہوا۔ بہت سے عرب او رعجم اوس کے پاس جمع ہو گئے۔ اُسپر موسیٰ نے اپنے دوستوں سے کہا کہ تم نے اپنے خلاف کسی ایک اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بہتر ہے کہ اسے بند کر دیا جائے۔

موسیٰ اوس سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ ثابت بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ اوس کے مقابلہ پر آیا۔ موسیٰ نے حکم دیا کہ فصیل جلا ڈالی جائے۔ موسیٰ اون سے لڑا اور اونھیں شہر کی طرف پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ مگر ثابت اور اوسکی فوج نے شہر میں داخل ہونے سے حملہ آوروں کو روک دیا۔

رقبتہ بن الحر العنبری آگ میں سے گھس کر شہر کے دروازہ تک پہونچ گیا۔ یہاں ثابت کی فوج کا ایک شخص کھڑا اپنے ساتھیوں کی مدافعت کر رہا تھا۔ رقبتہ نے اوسے قتل کر دیا۔ اور پھر واپس پلٹ کر آگ میں سے گھس کر جو اب بہت ہی مشتعل ہو چکی تھی چلا آیا۔ یہاں تک کہ جو نمدہ وہ پہنے ہوئے تھا اوس کے کناروں میں بھی آگ لگ گئی تھی۔ رقبتہ نے اوسے اوتار ڈالا۔ اور پھر اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔

ثابت شہر کے اندر قلعہ بند ہوگیا اور موسیٰ نے اوس کے باہر کی گڑھی میں مورچہ لگایا۔ حشورا آتے ہوئے ثابت نے طرخون کے پاس امداد کے لئے قاصد بھیجا تھا۔ چنانچہ طرخون اوس کی امداد کے لئے آیا۔ جب موسیٰ کو معلوم ہوا کہ طرخون آرہا ہے وہ محاصرہ چھوڑ کر ترمذ واپس آگیا۔

اہل کش۔ بخارا۔ اور نسف نے بھی ثابت کی امداد کی اور اس طرح اسی ہزار فوج ثابت کے پاس جمع ہوگئی۔ ثابت نے اس فوج کو لیکر موسیٰ پر حملہ کیا اوس کا محاصرہ کرلیا۔ سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کردی۔ جس سے اون کی بُری گت ہوگئی۔

دن کے وقت ثابت کی فوج دریا کو عبور کرکے موسیٰ کا مقابلہ کرتی اور رات کو اپنے لشکر گاہ میں واپس آجاتی۔

ایک روز رقبہ جو ثابت کا مخلص دوست تھا۔ اور جو دوسروں کو اوس کے خلاف سازش کرنے سے ہمیشہ منع کیا کرتا تھا۔ اپنے لشکر سے نکل کر آیا۔ اور ثابت سے مبازرت کا خواہاں ہوا۔ ثابت بھی مقابلہ پر آیا۔ رقبہ بلاؤ کی کھال کی قبا پہنے ہوئے تھے۔ ثابت نے حال دریافت کیا۔ رقبہ نے کہا بھلا ایسے شخص کی تم کیا خیریت دریافت کرتے ہو جو اس سخت گرمی کے زمانہ میں اِسقدر گرم پوستین پہنے ہے۔ اس کے بعد رقبہ نے اپنی فوج کی ناگفتہ بہ حالت بیان کی۔ ثابت نے سنکر کہا کہ آپ لوگوں نے اپنے ہاتھوں یہ مصیبت لی ہے۔ رقبہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں کبھی اون کے مشورہ اور تحریروں میں شریک نہیں ہوا۔ بلکہ جو کچھ اون لوگوں نے آپکے ساتھ کیا اوسے میں نے ناپسند کیا۔ ثابت نے کہا اچھا بتائیے کہ اگر آپ کو کچھ بھیجا جائے تو آپ کہاں ملیں گے۔ رقبہ نے کہا کہ میں محل الطفاوی کے پاس جو بنی قیس کے خاندان یعصر سے ہے ملوں گا۔ محل ایک بڈھا شراب فروش تھا۔ رقبہ اوسی کے پاس مقیم ہوگیا۔

ثابت نے پانسو درہم علی بن المہاجر الخزاعی کے ہاتھ رقبہ کو بھیجدئے اور کہلا بھیجا کہ ہمارے تاجروں کا ایک قافلہ بلخ سے سامان ضروریات لیکر آرہا ہے۔ جب وہ یہاں پہونچ جائے اور تمھیں اوس کی آمد کی اطلاع ہوجائے تم مجھے کہلا بھیجنا میں تمھاری ضرورت کی چیزیں لیکر بھیجدوں گا۔ علی محل کے دروازہ پر آیا۔ اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ رقبہ اور محل بیٹھے ہیں اور شراب کا ایک قدح سامنے ہے۔ ایک

خوان بچھا ہے۔ اوس پر بھنا ہوا مرغ اور روٹیاں رکھی ہیں۔
رقبہ ایک پراگندہ مو شخص تھا۔ ایک سرخ رضائی اوڑھے تھا۔ علی نے درہم کی تھیلی اور خط اوسے دیدیا۔ مگر بات نہیں کی۔ رقبہ نے تھیلی لے لی۔ اور ہاتھ ہی کے اشارہ سے کہدیا کہ چلے جاؤ۔ اور اوس نے بھی کوئی بات نہیں کی۔
رقبہ ایک جسیم شخص تھا جسکی آنکھیں گڑسی ہوئی تھیں۔ جبڑے اوبھرے ہوئے اور مضبوط تھے۔ دانتوں کے درمیان اس قدر فرجہ تھا کہ ہر دو دانتوں کے درمیان ایک دانت کی گنجائش تھی۔ اور اسکا چہرہ چپٹا ڈھال کی طرح معلوم ہوتا تھا۔
جب موسیٰ کی فوج والے محاصرہ سے تنگ آ گئے تو یزید بن ہزیل نے کہا کہ ہم لوگوں کا ثابت کے پاس چلے جانا یا قتل ہو جانا بھوک کے مرنے سے تو زیادہ اچھا ہے۔ اور میں اب ثابت کو دھوکہ سے قتل کر ڈالتا ہوں۔ یا اپنی جان دیدوں گا۔
یزید اسی ارادہ سے ثابت کے پاس آیا۔ اوس سے امان کا خواستگار ہوا ظہیر نے ثابت سے کہا کہ میں اسے آپ کے مقابلہ میں زیادہ جانتا ہوں۔ یہ آپ کے پاس کسی لالچ سے یا آپ کی بہی خواہی کے لئے نہیں آیا ہے۔ بلکہ یہ دھوکہ دینے کے لئے آیا ہے۔ آپ اس سے ڈریئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر ڈالوں۔
ثابت نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں ایسے شخص پر حملہ کروں جو مجھ سے امان کا خواستگار ہو کر آیا ہو۔ اور یہ ابھی مجھے معلوم نہیں کہ یہ واقعی دھوکا دیگا یا نہیں۔
ظہیر نے کہا تو اچھا مجھے اس سے ضمانت لے لینے دیجئے۔ اسپر ثابت نے یزید سے کہلا بھیجا کہ مجھے تو یہ گمان نہیں کہ جو شخص مجھ سے امان کا خواستگار ہو کر آیا ہے وہ بدعہدی کریگا۔ مگر یہ آپ کے عزیز آپ سے میرے مقابلہ میں زیادہ واقف ہیں جو شرائط یہ پیش کریں آپ اونھیں منظور کرلیں۔
یزید نے ظہیر سے کہا کہ اے ابو سعید محض حسد کی وجہ سے تم میرے خلاف یہ کارروائی کر رہے ہو۔ کیا جو جو ذلتیں مجھے برداشت کرنا پڑی ہیں وہ آپ کیلئے کافی نہیں ہوئی تھیں۔ اپنے وطن عراق اور اپنے اہل و عیال سے جدا ہوا۔ اور اب خراسان میں اس حال میں ہوں جو تم بھی دیکھ رہے ہو۔ کیا اب بھی تمھیں مجھپر رحم نہیں آتا۔
ظہیر نے کہا کہ اگر مجھے میری رائے پر تمھارے بارے میں عمل پیرا ہونے دیا جاتا تو

تمھیں کبھی ان باتوں کے کہنے کا کبھی موقع نہیں ملتا۔ اچھا اب تم اپنے دونوں بیٹوں ضحاک اور قدامتہ کو بطور یرغمال میرے حوالہ کردو۔ یزید نے اپنے بیٹے ظہیر کے سپرد کر دیے۔

یزید ثابت کی فوج میں رہنے سہنے لگا۔ موقع کا منتظر تھا کہ کوئی وقت آئے اور قتل کروں۔ مگر کوئی موقع اوسے نہ ملتا تھا۔ اسی اثنا میں زیاد القصیر الخزاعی کے لڑکے نے وفات پائی۔ مرو سے اوس کی موت کی خبر اوس کے باپ کو یہاں پہنچی ثابت اظہار ہمدردی اور تعزیت کے لئے اوس کے پاس گیا۔ ظہیر اور اوس کے خاندان والے جس میں یزید بن ہزیل بھی تھا اوس کے ساتھ ہو گئے۔ جب دریائے صغانیان پر یہ لوگ پہونچے تو یزید اور اوس کے ساتھ دو اور شخص ارادتاً پیچھے رہ گئے۔ اتنے میں ظہیر وغیرہ آگے بڑھ گئے تھے۔ یزید یہ موقع پاکر ثابت کے قریب پہونچا اور تلوار کا ایسا ہاتھ اوس کے سر پر مارا کہ تلوار دماغ تک اوتر گئی۔ مارنے کے ساتھ ہی یزید اور اوس کے دونوں ساتھی دریا میں کود پڑے ظہیر نے اون پر تیر برسائے۔ مگر یزید تو تیر کر نکل گیا۔ اور وہ دونوں شخص مارے گئے۔

لوگ ثابت کو اٹھاکر اوس کے مکان لے آئے۔ صبح کے وقت جب طرخون کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اوس نے ظہیر کو حکم دیا کہ یزید کے دونوں بیٹے میرے سامنے لائے جائیں۔ غرض کہ دونوں لائے گئے۔ ظہیر نے ضحاک کو آگے بڑھایا۔ طرخون نے اوسے قتل کر ڈالا۔ اوس کے جسم اور اوس کے سر کو دریا میں پھینکدیا۔ اس کے بعد ظہیر نے قدامہ کو آگے کیا۔ طرخون نے اُسپر حملہ کیا۔ تلوار اوس کے سینہ میں لگی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس لئے اوسے زندہ ہی دریا میں ڈالدیا۔ اور وہ غرق ہوگیا۔ طرخون نے کہا کہ ان دونوں کے قتل کی ذمہ داری اُن کے باپ اور اوسکی بدعہدی پر ہے۔

یزید کو جب اپنے بیٹوں کے قتل کی خبر ہوئی تو اوس نے قسم کھائی کہ شہر میں جسقدر خزاعی ہیں اون سب کے بیٹوں کو میں قتل کرڈاوں گا۔

اسپر عبداللہ بن ہذیل بن عبداللہ بن بُدیل بن ورقاء نے جو ابن الاشعث کی

مفرور فوج کے ساتھ موسیٰ کے پاس آیا تھا۔ اوس سے کہا کہ اگر بنی خزاعہ کے ساتھ ایسا کرنا چاہتے ہو تو تمھارے لئے یہ بہت دشوار کام ہے۔

اس واقعہ کے سات روز کے بعد ثابت نے وفات پائی۔ یزید بن ہزیل بڑا بہادر، سخی اور شاعر تھا۔ اور ابن زیاد کے دور حکومت میں جزیرۂ ابن کاوان کا عامل بھی رہ چکا تھا۔

ثابت کے مرنے کے بعد عجمیوں کا اہتمام وانتظام طرخون کے متعلق رہا۔ اور ثابت کے ساتھیوں کا سردار ظہیر ہوگیا۔ مگر یہ دونوں کچھ اچھا انتظام قائم نہ رکھ سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اون کی قوت اور اقتدار میں ضعف رونما ہوگیا۔ اس بدانتظامی کو محسوس کر کے موسیٰ نے اون پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ ایک شخص نے طرخون سے اوس کے اس ارادہ کا تذکرہ کیا۔ طرخون سنکر ہنسا۔ اور کہنے لگا کہ موسیٰ اپنے پاخانہ میں جاتے ہوے تو ڈرتا ہے بھلا وہ کس طرح شب خون مارنے کی جسارت کر سکتا ہے۔ وہشت وہراس نے اوس کے دل پر قبضہ کر رکھا ہے لشکر گاہ کی حفاظت کے لئے آج کوئی شخص پہرہ نہ دے۔

دوپہر رات گزرے موسیٰ آٹھ سو سپاہیوں کے ساتھ جنھیں اوس نے دن ہی سے تیار کر رکھا تھا اور اون کو چار دستوں پر تقسیم کر دیا تھا شب خون مارنے کے لئے روانہ ہوا۔ ایک دستہ کی قیادت رقبۃ بن الحر کے تفویض تھی۔ ایک پر موسیٰ کا بھائی نوح بن عبداللہ سردار تھا۔ ایک پر یزید بن ہزیل۔ اور ایک دستہ خود موسیٰ کے تحت میں تھا۔

غرض کہ اس ترتیب سے یہ فوج بڑھی۔ موسیٰ نے اپنی فوج سے کہدیا تھا کہ جب تم دشمن کے لشکر گاہ میں داخل ہو جاؤ تو سب پھیل جانا۔ اور جو چیز تمھارے سامنے آئے اوسے تباہ کر دینا۔ اور گرا دینا۔ چار طرف سے یہ فوج دشمن کے لشکر گاہ میں داخل ہوئی۔ جو سواری کا جانور، آدمی، خیمہ یا غلہ کا ڈھیر اون کے سامنے پڑتا یہ اوسے تباہ وبرباد کر دیتے۔

نیزک نے جب اس ہنگامہ کے شور وغل کی آواز سنی اوس نے ہتیار اپنے بدن پر سج لئے۔ اور اوس تاریک رات میں کھڑا ہوگیا۔ علی بن المہاجر الخزاعی کو

حکم دیا کہ طرخون سے جا کر کہہ دو کہ میں اس مقام پر کھڑا ہوا ہوں۔ اور پوچھو کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ علی طرخون کے پاس آیا۔ دیکھا کہ طرخون ایک راوٹی میں بیٹھا ہے۔ اوس کے خدمت گاروں نے اوس کے آگے آگ روشن کر رکھی ہے۔ علی نے نیزک کا پیام اوسے سنایا۔ طرخون نے اوس سے بیٹھنے کے لئے کہا۔ اور نو وطرخون لشکرگاہ اور اوس شور وغل کی طرف آنکھ اوٹھا اوٹھا کر دیکھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں محمیۃ السلمی آیا۔ اور اوس نے آکر کہا کہ حم لاینصرون (تُم وہ فتح نہ پائینگے) خدمت گار علیحدہ ہٹ گئے۔ محمیتہ راوٹی میں گھس آیا۔ طرخون اوس کے مقابلہ کے لئے اوٹھا۔ محمیتہ نے جھپٹ کر تلوار کا وار اوس پر کیا۔ مگر اوس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ طرخون نے تلوار کی نوک اوس کے سینہ میں بھونک دی۔ اور اوسے پچھاڑ دیا۔ اور پھر کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ محمیتہ نکل کر بھاگ گیا۔ اس کے بعد اوس کے خدمت گار واپس آئے۔ طرخون نے اون سے کہا کہ تم ایک شخص کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تم ایسے ڈرے گویا کہ تم نے آگ کو لپکتے ہوئے دیکھا۔ حالانکہ بہت سے بہت یہی ہوتا کہ وہ تم میں سے ایک کو جلا ڈالتی۔

طرخون نے اپنی بات ابھی ختم ہی نہیں کی تھی کہ اوس کی باندیاں اوس کی راوٹی میں آگئیں۔ اور خدمت گار اوسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ طرخون نے چھوکریوں کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور علی سے کہا کہ اوٹھو۔ دونوں کے دونوں باہر نکلے۔ دیکھا کہ نوح بن عبداللہ بن خازم قناتوں کے پاس پہونچ چکا ہے۔ دونوں ایک دوسرے پر تھوڑی دیر تک وار کرتے رہے۔ مگر کوئی کسی کو کسی قسم کا زخم نہ پہونچا سکا۔ نوح پیچھے پلٹ کر چلا۔ طرخون نے اوس کا تعاقب کیا۔ اور نوح کے گھوڑے کی کمر میں تلوار بھونک دی۔ گھوڑا چراغ پا ہوگیا۔ اور نوح اور اوس کا گھوڑا دونوں دریائے صفانیاں میں گر پڑے۔ طرخون پھر واپس آیا۔ اوس کی تلوار خون چکاں تھی قناتوں میں داخل ہوا۔ علی بن المہاجر بھی اوس کے ہمراہ تھا۔ پھر یہ دونوں اوسی راوٹی میں چلے آئے۔ طرخون نے اپنی باندیوں کو حکم دیا کہ وہ قناتوں میں چلی جائیں۔ چنانچہ اونھوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر اوس نے موسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تم اس وقت اپنی فوج کو جنگ سے باز رکھو۔ صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے

چلے جائینگے۔
موسیٰ نے اس تجویز کو منظور کرلیا۔ اپنے لشکرگاہ واپس چلا آیا۔ اور صبح کے وقت طرخون اور تمام عجمی قومیں اپنے اپنے شہروں کو واپس چلی گئیں۔
اہل خراسان کہا کرتے تھے کہ ہم نے موسیٰ سا بہادر اور کسی کو نہ دیکھا۔ اور نہ سنا۔ دو سال تک اپنے باپ کی معیت میں لڑتا رہا۔ پھر خراسان میں ادھر اودھر پھرتا رہا۔ ایک بادشاہ کے پاس پہونچا اوس کے شہر پر قبضہ کرکے اوسے وہاں سے نکال دیا۔ پھر عربوں اور ترکوں کی فوجیں اوس کے مقابلہ پہ آئیں۔ دن کے اول حصہ میں یہ عربوں سے لڑتا رہا۔ اور آخری حصہ میں ترکوں کے مقابلہ پر جوہر شجاعت و بسالت ظاہر کرتا رہا۔
موسیٰ پندرہ سال تک اپنے قلعہ میں مقیم رہا۔ اور ماوراء النہر کا تمام علاقہ بلا شرکت غیرے موسیٰ کے تصرف میں تھا۔
شہر قومس میں ایک شخص عبداللہ نامی رہتا تھا۔ کچھ نوجوان اوس کے پاس آکر اوس کے ساتھ کھانے پینے اور عیش و نشاط میں شریک ہوتے تھے۔ اور تمام اخراجات یہی شخص برداشت کرتا تھا۔ اسی وجہ سے قرضدار ہوگیا تھا۔ عبداللہ موسیٰ کے پاس آیا۔ موسیٰ نے چار ہزار درہم اوسے دئے اور وہ اوس رقم کو اپنے نوجوان دوستوں کے پاس لے آیا۔
جب یزید خراسان کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور مفضل اوس کا جانشین ہوا تو اوس نے موسیٰ سے جنگ کرکے حجاج کے پاس رسوخ حاصل کرنا چاہا۔ اور اسی غرض سے اوس نے عثمان بن مسعود کو جسے یزید نے قید کر رکھا تھا جیل خانہ سے آزاد کرکے بلایا اور کہا کہ میں تمھیں موسیٰ کے مقابلہ پر بھیجتا ہوں۔
عثمان نے کہا کہ مناسب ہے۔ موسیٰ سے مجھے اپنے پھوپی زاد بھائی ثابت اور خزاعی کا بدلہ بھی لینا ہے۔ تمھارے باپ اور بھائی نے بھی مجھ سے یا میرے خاندان سے کچھ اچھا سلوک نہیں کیا ہے۔ تم نے مجھے زندان بلا میں ڈالا۔ میرے چچیرے اور پھوپیرے بھائیوں کو جلاوطن کیا۔ اور ان کی تمام جائداد کو ضبط کرلیا۔
مفضل نے کہا کہ یہ موقع ان شکایتوں کے اظہار کا نہیں ہے۔ اس تذکرہ کو جانے دو اور اب جاکر اپنا بدلہ لو۔ غرض کہ مفضل نے اوسے تین ہزار فوج کے ہمراہ روانہ کیا۔

اور اس سے کہا کہ تم نقیب سے اعلان کرا دو۔ کہ جو شخص میرے ساتھ جائیگا وہ باقاعدہ طور پر فوج کا سرکاری ملازم سمجھا جائیگا۔ نقیب نے بازار میں اس بات کا اعلان کر دیا۔ اس کی وجہ سے بہت سے لوگ فوراً اوس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوگئے۔

اس کے علاوہ مفضل نے مدرک کو جو اوس وقت بلخ میں تھا لکھ بھیجا کہ تم بھی عثمان کے ہمراہ جاؤ۔ اب عثمان اس فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب بلخ پہونچا رات کے وقت اپنے لشکر گاہ میں پھرنے کے لئے نکلا اوس نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ بخدا میں نے اوسے قتل کر ڈالا"۔ یہ سنکر عثمان اپنے خاص مصاحبوں کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ رب کی قسم میں ضرور موسیٰ کو قتل کر ڈالوں گا۔

صبح کیوقت عثمان بلخ سے روانہ ہوا۔ مدرک بھی اوس کے ساتھ بادلِ ناخواستہ روانہ ہوا۔ عثمان نے دریا کو عبور کیا۔ اور ایک جزیرہ میں جو ترمذ کے قریب واقع ہے آکر فروکش ہوا۔ (اب آج کل اس جزیرہ کا نام ہی جزیرۂ عثمان ہے۔ کیونکہ اسی جزیرہ میں عثمان پندرہ ہزار فوج کے ساتھ فروکش ہوا تھا۔)

عثمان نے سبل اور طرخون کو اپنی اعانت کے لئے بلایا۔ یہ سب کے سب آئے۔ موسیٰ کا اونھوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور اب موسیٰ اور اوس کی فوج کو محاصرہ سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک رات کو موسیٰ کفتان پہونچا۔ اور کچھ سامانِ خوراک وہاں سے لے کے پھر واپس پلٹ آیا۔ دو مہینے سخت تنگی و ترشی کی حالت میں بسر کئے۔ عثمان نے شب خون کے پہلے ہی اپنے گرد خندق کھود رکھی تھی اس سے موسیٰ کو شب خون مارنے کا کوئی موقع بھی نہ مل سکا۔ مجبور ہو کر موسیٰ نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بس آج جنگ کا فیصلہ کر دینا چاہیئے یا تخت یا تختہ۔ پہلے اہل صغد اور ترکوں پر حملہ کرو۔

غرض کہ اس آخری فیصلہ کن جنگ کے لئے موسیٰ اپنے لشکر گاہ سے روانہ ہوا۔ نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم کو شہر میں چھوڑ آیا۔ اور اوس سے کہہ دیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو تم شہر کو مدرک کے حوالہ کرنا۔ عثمان کے سپرد نہ کرنا۔

موسیٰ نے اپنی فوج کا ایک تہائی حصہ عثمان کے مقابل بھیجدیا۔ اور حکم دیا کہ جنگ میں تم پیش قدمی نہ کرنا۔ البتہ اگر تم پر حملہ کیا جائے تب تم بھی مقابلہ کرنا یہ حکم

دیگر خود موسیٰ نے طرخون اور اوس کی فوج کا رخ کیا۔ اور اس قدر ثابت قدمی اور شجاعت سے اون سے لڑا کہ طرخون اور تمام ترک شکست کھا کر پیچھے بھاگے۔ موسیٰ نے اونکے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اور جس قدر سامان وہاں تھا اوسے اوٹھا کر لانے لگے۔

دوسری جانب معاویۃ بن خالد بن ابی برزہ نے عثمان کی طرف دیکھا۔ جو خالد بن ابی برزہ کے ایک ٹٹو پر سوار تھا اور اوس سے کہا کہ جناب والا گھوڑے سے اوتر جائیں۔ اسپر خالد نے عثمان سے کہا کہ آپ ہرگز نہ اوتریں کیونکہ معاویۃ تو ہمیشہ فال بد ہی لیا کرتا ہے۔ اس کے بعد ہی ترکوں اور صغدیوں نے جوابی حملہ کیا۔ اور موسیٰ اور قلعہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ موسیٰ نے اون کا مقابلہ کیا۔ مگر اوس کا گھوڑا زخمی کر دیا گیا۔ موسیٰ گر پڑا۔ اور اپنے آزاد غلام سے کہا کہ تو مجھے سوار کر لے۔ غلام نے کہا کہ موت سب کو بری معلوم ہوتی ہے۔ تمہارا جی چاہے تو میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ اگر ہم بچ سکے تو دونوں بچ جائیں گے۔ اور اگر مارے گئے تو دونوں مارے جائیں گے۔

موسیٰ اپنے غلام کے پیچھے سوار ہو گیا۔ جب موسیٰ اوچھل کر گھوڑے پر سوار ہوا تو عثمان نے اوس کی پھرتی اور مستعدی کو دیکھکر کہا قسم ہے رب کعبہ کی یہ موسیٰ ہے جو گھوڑے پر سوار ہوا ہے۔

موسیٰ ایک خود پہنے تھا، جپر ایک سرخ ریشم کا کپڑا منڈھا ہوا تھا۔ اور اوسکی کلغی میں ایک بڑا آسمانجونی یاقوت لگا ہوا تھا۔

عثمان خندق سے نکلا۔ اب موسیٰ کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے تھے۔ عثمان موسیٰ کی طرف بڑھا۔ موسیٰ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ اور وہ اور اوس کا آزاد غلام دونوں زمین پر گر پڑے۔ اتنے میں لوگ اون پر ٹوٹ پڑے۔ اور اوسے قتل کر ڈالا۔

عثمان کے نقیب نے اپنی فوج میں اعلان کر دیا کہ جس شخص کو تم پاؤ اوسے گرفتار کر لو۔ قتل نہ کرو۔ اسپر موسیٰ کے اکثر ساتھی تو ادھر اودھر چلے گئے۔ کچھ پکڑے گئے۔ اور وہ عثمان کے سامنے پیش کئے گئے۔ ان قیدیوں میں سے جو عرب عثمان کے سامنے پیش کیا جاتا تھا عثمان اوس سے کہتا تھا کہ ہمارا خون بہانا تو تمہارے لئے حلال ہے اور کیا تمہارا خون بہانا ہم پر حرام ہو سکتا ہے۔ یہ کہتا اور قتل کرا دیتا۔ اور اگر عربوں کے علاوہ کوئی اور قیدی پیش کیا جاتا تو عثمان اوسے برا بھلا کہتا اور کہتا کہ یہ عرب تو مجھے

لڑتے ہیں اور میرے مخالف ہی ہیں مگر تو نے میری حمایت کیوں نہیں کی۔ اس کے بعد اوسے خوب پٹوایا۔

عثمان ایک نہایت ہی سخت دل اور بے رحم آدمی تھا۔ جس قدر قیدی اوس کے سامنے پیش ہوئے اوس نے سب کو قتل کرا دیا۔ البتہ اپنے آزاد غلام عبداللہ بن بدیل بن عبداللہ بن بدیل بن ورقاء کو جب دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے اوس کی رہائی کا حکم دیدیا۔ اسی طرح رقبۃ بن الحر کو بھی معافی دیدی۔ جب رقبتہ اوس کے سامنے پیش ہوا تو عثمان نے اوسے دیکھکر کہا کہ اوس نے ہمارے خلاف کوئی بڑا گناہ نہیں کیا ہے۔ یہ ثابت کا مخلص دوست تھا۔ دشمن کے ہمراہ تھا اوس سے بھی اس نے وفاداری کی۔ اور اپنے آدمیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ تم نے کس طرح اسے قید کر لیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسکے گھوڑے کو نیزہ کا زخم لگا تھا یہ ایک گڑھے میں گر پڑا اور پکڑ لیا گیا۔

عثمان نے اوسے آزاد کر دیا۔ بلکہ سواری کے لئے گھوڑا بھی دیا۔ اور خالد بن ابی برزہ سے کہا کہ اسے اپنے پاس ٹھراؤ۔

واصل بن طلقۃ العنبری نے موسیٰ پر حملہ کیا تھا۔

عثمان کی نظر زرعہ بن علقمہ السلمی حجاج بن مروان اور سنان الاعرابی پر پڑی جو ایک طرف علیحدہ کھڑے تھے۔ عثمان نے اون سے کہا کہ تمھیں امان دی جاتی ہے۔ مگر لوگوں نے خیال کیا کہ اوس نے امان نہیں دی ہے۔ تاآنکہ اونھوں نے وعدۂ معافی اوس سے نہ لکھوا لیا۔

شہر ترمذ اب تک نضر بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم ہی کے قبضہ میں تھا۔ اور اُس نے کہہ دیا تھا کہ عثمان کے حوالہ نہیں کروں گا۔ البتہ مدرک کے حوالے کردونگا۔ چنانچہ شہر مدرک کے حوالے کر دیا گیا۔ مدرک نے نضر کو امان دیدی۔ اور پھر عثمان کے حوالہ کر دیا۔

مفضل نے اس فتح کی خوشخبری حجاج کو لکھی۔ حجاج نے پڑھکر کہا کہ یہ شخص ابن بہلیہ بھی عجیب ہے کہ میں تو اسے ابن سمرہ سے لڑنے کے لئے حکم دیتا ہوں اور وہ لکھتا ہے کہ وہ ہی میری جائے پناہ ہے۔ اور اب لکھتا ہے کہ میں نے موسیٰ کو قتل کر ڈالا ہے موسیٰ ۸۵ھ میں قتل کیا گیا۔ بحتری نے بیان کیا ہے کہ مغراء ابن المغیرا بن ابی صفرہ نے

موسیٰ کو قتل کیا تھا۔

قتل ہونے کے بعد ایک سپاہی نے موسیٰ کی پنڈلی کو زدوکوب شروع کی جب قتیبہ بن مسلم خراسان کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا تو اوس نے اوس شخص سے پوچھا کہ تو نے کیوں عرب کے اس بہادر کے ساتھ موت کے بعد ایسی ناشائستہ حرکت کی۔

اوس سپاہی نے کہا کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا تھا قتیبہ نے اوس کے قتل کا حکم دیدیا اوس کے سامنے ہی اوسے قتل کر دیا گیا

عبدالملک کا اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو ولی عہدی خلافت سے علیحدہ کرنا

اسی سنہ میں عبدالملک نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اپنے بعد خلافت کے حق سے محروم کر دے۔ جب عبدالملک نے اس بات کا ارادہ کیا تو قبیصہ بن ذُویب نے اوسے منع کیا اور کہا کہ آپ خود ایسا نہ کریں۔ اس کارروائی سے ایک عام شور مچ جائیگا۔ اور شاید اوسے موت آکر خود بخود آپ کو اس قضیہ کی اُدھیڑبن سے نجات دیدے۔

اسپر عبدالملک اپنے ارادہ سے باز رہا۔ مگر اوس کا قلب اس کام کے لئے بے چین تھا۔ ایک روز رُوح بن زنباع الجذامی جو عبدالملک کے نہایت ہی معزز اور سربرآوردہ مصاحبوں میں تھے عبدالملک کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ عبدالعزیز کو محروم کر دیں تو ایک آواز بھی اون کی حمایت میں نہ نکلے گی۔ عبدالملک نے کہا کہ ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔ روح نے کہا کہ بے شک ایسا ہی ہوگا۔ سب سے پہلے میں خود آپ کی اس تجویز پر لبیک کہوں گا۔ عبدالملک کہنے لگا کہ انشاءاللہ یہی مناسب بھی ہوگا۔

یہی گفتگو کرتے ہوئے عبدالملک اور روح دونوں سو گئے رات کا وقت تھا کہ اتنے میں قبیصہ بن ذُویب عبدالملک کے پاس آیا عبدالملک نے پہلے سے حاجبوں کو حکم دے رکھا تھا کہ دن اور رات کے چاہے کسی وقت قبیصہ آئیں اور میں تنہا ہوں یا صرف ایک شخص میرے پاس ہو تم اونھیں آنے دینا اور نہ روکنا۔ البتہ اگر عورتیں میرے پاس ہوں تو اونھیں دیوان خانہ میں بٹھا دینا۔ اور مجھے اون کے

آنے کی اطلاع کر دینا۔

غرض کہ قبیصہ بلا اجازت کمرہ میں چلے آئے۔ شاہی مہر اونھیں کے پاس رہتی تھی۔ سکہ کا انتظام بھی اونھیں کے سپرد تھا۔ تمام سلطنت کی خبریں اور سوانح عبدالملک سے اون کے سامنے بیان کر دی جاتیں اور عرضداشتیں اور خطوط بھی اون کے سامنے پڑھے جاتے، اور جو کوئی فرمان عبدالملک کی جانب سے شائع ہوتا وہ بھی اونکے اہم مرتبہ اور عزت کی وجہ سے اون کے سامنے پڑھ دیا جاتا تھا۔

قبیصہ نے کمرہ میں داخل ہوتے ہی عبدالملک کو سلام کیا اور کہا کہ خدا امیرالمومنین کو عبدالعزیز کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے۔ عبدالملک نے پوچھا کہ کیا اون کا انتقال ہو گیا ہے قبیصہ نے کہا جی ہاں۔ عبدالملک نے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور روح کو مخاطب کر کے کہا لو اللہ نے خود بخود اوس کام کو انجام کو پہونچا دیا جسکے متعلق ہم سوچ رہے تھے اور پھر قبیصہ کی طرف دیکھکر کہا اے ابواسحٰق یہ اس معاملہ میں تمھارے مخالف تھے قبیصہ نے پوچھا جناب والا کس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ عبدالملک نے وہ گفتگو جو اوسکی روح سے عبدالعزیز کی علیحدگی کے متعلق ہوئی تھی، بیان کی۔ قبیصہ نے کہا کہ تاخیر ہی بہترین طرز عمل ہے۔ اور جلدی کی خرابیاں تو روشن ہیں۔ اسپر عبدالملک نے کہا کہ بسا اوقات عجلت ہی میں بہت کچھ بھلائی ہوتی ہے تم تو عمرو بن سعید کا واقعہ دیکھ چکے ہو کیا اوس معاملہ میں عجلت تاخیر سے زیادہ مفید ثابت نہیں ہوئی

اسی سنہ ماہ جمادی الاول میں عبدالعزیز بن مروان نے مصر میں وفات پائی۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اون کا جانشین کر کے اوسے مصر کا گورنر بنا دیا۔

مگر اس واقعہ کے متعلق مدائنی کا یہ بیان ہے کہ اسکی تحریک حجاج نے کی تھی اور اسی غرض سے اوس نے ایک وفد زیر سرکردگی عمران بن عصام العنزی عبدالملک کی خدمت میں بھیجا تھا۔ عمران نے اس معاملہ پر عبدالملک کے سامنے تقریر کی۔ وفد کے دوسرے ارکان نے بھی اونکی تائید کی۔ اور عبدالملک سے درخواست کی کہ عبدالعزیز بن مروان کی جگہ آئندہ جانشین خلافت عظمیٰ ولید بن عبدالملک مقرر کئے جائیں۔

عمران بن عصام کی تمام تقریر اور قصیدہ خوانی سنکر عبدالملک نے کہا کہ عمران تم جانتے ہو وہ عبدالعزیز ہے۔ عمران نے کہا کہ امیرالمومنین آپ کسی بہانہ سے اونھیں حق خلافت

سے محروم کر دیجئے۔

علی کہتے ہیں کہ ابن الاشعث کے واقعہ سے پہلے ہی چونکہ حجاج نے اس معاملہ کے تصفیہ کے لئے عمران بن عصام کو خاص طور پر بھیجا تھا۔ عبدالملک کا یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ ولید کو اپنا جانشین نامزد کر دے۔ مگر جب عبدالعزیز نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ تو عبدالملک بھی خاموش ہو گیا۔ یہاں تک کہ عبدالعزیز کی موت نے خود بخود اس قضیہ کا تصفیہ کر دیا۔

جب عبدالملک نے عبدالعزیز کے بجائے ولید کے لئے بیعت لینا چاہی تو عبدالعزیز کو لکھا کہ اپنا حق خلافت اپنے بھتیجے کو دیدیجئے۔ عبدالعزیز نے انکار کر دیا اسپر دوبارہ عبدالملک نے لکھا کہ چونکہ میں ولید کی سب سے زیادہ عزت و توقیر کرتا ہوں اس لئے کم از کم آپ تو اپنے بعد یہ حق اوس کے لئے محفوظ کر دیجئے۔ عبدالعزیز نے اوس کے جواب میں لکھا کہ جیسا آپ اپنے بیٹے ولید کو سمجھتے ہیں ویسا ہی میں اپنے بیٹے ابوبکر کو سمجھتا ہوں۔ اس جواب کو پڑھکر عبدالملک نے عبدالعزیز کے لئے ان الفاظ میں بددعا کی۔

اے خداوندا جسطرح عبدالعزیز نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہے اسی طرح تو اوس سے اپنا تعلق منقطع کر لے" اور پھر عبدالعزیز کو لکھا کہ مصر کا خراج بھیجدو۔ عبدالعزیز نے جواباً لکھا کہ وہ اے امیرالمومنین اب میری اور آپ کی اتنی عمر ہو گئی ہے کہ آپ کے خاندان کے جس شخص کی اتنی عمر ہوئی اوس کے بعد اوسکی زندگی بہت ہی تھوڑی ہوئی ہے۔ آپ اور میں دونوں اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم میں سے پہلے کون مرتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اب اس تھوڑی سی بقیہ زندگی میں آپ مجھے نہ ستائیں۔

عبدالملک پر اس تحریر کا بڑا اثر ہوا اور اُس نے کہا کہ اپنی عمر کی قسم اب تا بہ زندگی میں اونھیں ہرگز نہ چھیڑوں گا۔ اور اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھیں دینا چاہے گا تو کسی بندہ کی مجال نہیں ہے کہ وہ اوس حق سے تمھیں محروم کر دے۔ اور ولید اور سلیمان سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی حرام کیا ہے۔ دونوں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم کبھی نہیں۔ عبدالملک نے کہا اللہُ اکبر قسم ہے رب کعبہ کی تم دونوں

ضرور اپنے مقصود کو حاصل کر دگے۔

جب عبدالعزیز نے عبدالملک کی تجویز خلافت کی جانشینی کے متعلق مسترد کردی تو عبدالملک نے بددعا کی کہ اے اللہ جسطرح عبدالعزیز نے میرا ساتھ چھوڑا ہے اسیطرح تو بھی اوس کا ساتھ چھوڑ دے۔ اسپر عبدالعزیز کی وفات کے بعد اہل شام کہنے لگے کہ چونکہ عبدالعزیز نے امیرالمومنین کی تجویز مسترد کردی تھی اور انھوں نے اوس کے لئے بددعا کی اللہ نے اوسے قبول کرلیا۔

حجاج نے عبدالملک کو لکھا کہ آپ محمد بن یزید الانصاری کو اپنا کاتب بنا لیجیے۔ اگر آپ کسی ایسے شخص کو کاتب بنانا چاہتے ہیں جو بھروسہ کے قابل رازدار، فاضل عاقل اور دیندار ہو تو محمد بن یزید الانصاری سے بہتر اور کوئی آدمی آپ کو نہیں مل سکتا۔ آپ بلا خوف وخطر تمام اہم سے اہم راز کا اونھیں حامل بنا سکتے ہیں۔

عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔ اور حجاج کو لکھا کہ محمد کو میرے پاس بھیجدو۔ حجاج نے محمد کو عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ اور عبدالملک نے اونھیں اپنا میر منشی بنا دیا۔

محمد بیان کرتے ہیں کہ امیرالمومنین عبدالملک کا یہ حال تھا کہ جو خط آتا میرے حوالے کردیتے۔ بہت سی باتوں کو اور لوگوں سے چھپاتے مگر مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھتے۔ جو بات کسی عامل کو لکھتے مجھے ضرور بتا دیتے ایک روز دوپہر کے وقت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں مصر سے قاصد آیا خبر رساں نے امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اوس سے کہا کہ یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے جو تمھیں کہنا ہو مجھ سے کہدو۔ قاصد نے کہا نہیں میں نے کہا کہ اگر کوئی خط لائے ہو تو مجھے دیدو۔ اوس کا جواب بھی اوس نے نفی میں دیا۔ جو لوگ وہاں اوس وقت موجود تھے اون میں سے کسی شخص نے امیرالمومنین کو قاصد کے آنے کی اطلاع کی۔ امیرالمومنین باہر نکل آئے۔ اور مجھ سے پوچھا کیا ماجرا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مصر سے پیامبر آیا ہے۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ خط لے لو میں نے عرض کیا وہ کہتا ہے کہ میرے پاس خط نہیں ہے۔ پھر کہا کہ آنے کی وجہ دریافت کرو۔ میں نے کہا کہ میں نے دریافت کیا تھا اوس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ اسپر امیرالمومنین نے کہا اچھا اوسے

اندر آنے دو۔ میں نے اوسے اندر جانے کی اجازت دیدی۔ پیامبر نے جاکر عرض کیا کہ خدا امیر المومنین کو عبدالعزیز کی موت کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے۔ امیر المومنین نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ رونے لگے۔ پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ پھر کہنے لگے کہ خدا عبدالعزیز پر رحم کرے۔ وہ تو اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کرگئے۔ اور ہمیں اس رنج و اندوہ میں مبتلا کرگئے۔ پھر عورتیں اور تمام محل والوں نے گریہ وبکا شروع کیا۔

دوسرے دن مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ عبدالعزیز تو رحلت کرگئے مگر اب خلق اللہ کے انتظام اور نگرانی کے لئے ایسے شخص کے بغیر تو چارہ نہیں جو میرے بعد خدمت خلق کے اس اہم اور نازک فرض کے بار کو سنبھال سکے۔ تمھاری رائے میں کون شخص اس منصب کا اہل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سب سے افضل اور اس منصب کے اہل ولید ہیں۔ عبدالملک نے کہا کہ تمھاری رائے صحیح ہے۔ اب بتاؤ کہ اون کے بعد اس خدمت جلیلہ کا کون اہل ہے۔ میں نے کہا سلیمان سے بڑھکر جو عرب کے سب سے بہادر شخص ہیں اور کون اہل ہوسکتا ہے۔ امیر المومنین نے کہا کہ ٹھیک صحیح کہتے ہو۔ اگر ہم اس بات کا تصفیہ ولید کے سپرد کر جاتے تو ولید اپنے ہی بیٹوں کو ولی عہد خلافت مقرر کرتا۔ اچھا اب فرمان لکھدو کہ میرے بعد ولید ہوں اور اون کے بعد سلیمان خلیفہ ہوں۔ چنانچہ میں نے حسب الحکم فرمان لکھدیا۔

چونکہ ولید کے بعد اون کی جانشینی کے لئے میں نے سلیمان کی سفارش کی تھی اس لئے ولید مجھ سے بہت ناراض تھے۔ اور اسی بنا پر کبھی کوئی اہم خدمت اونھوں نے میرے تفویض نہیں کی۔

اب عبدالملک نے ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو لکھا کہ تم ولید اور سلیمان کیلئے لوگوں سے حلف اطاعت لو۔ تمام لوگوں نے اون دونوں کے لئے وفاداری کا حلف اوٹھالیا۔ مگر سعید بن المسیب نے انکار کردیا اور کہا کہ جب تک عبدالملک زندہ ہیں اور کسی شخص کے لئے حلف وفاداری نہیں اوٹھا سکتا ہشام نے اونھیں خوب زدوکوب کی۔ اور لوگ اونھیں ٹاٹ کے کپڑے پہنا کر مدینہ میں جو پہاڑ کا درہ تھا اور جہاں لوگوں کو قتل اور سولی پر چڑھاتے تھے لے چلے۔ سعید کو

یقین ہوگیا کہ مجھے قتل کرنے کے ارادہ سے لئے جا رہے ہیں۔ مگر جب اوس مقام تک پہونچ گئے پھر واپس پلٹا لائے۔ اسپر سعید نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ مجھے سولی پر چڑھانے کے لئے نہیں لیے جا رہے ہیں تو میں کبھی یہ کمبل کے کپڑے نہیں پہنتا۔ مگر میں نے تو خیال کیا تھا کہ چونکہ مجھے سولی پر چڑھانے کے لئے لیجا رہے ہیں اسی لئے یہ کپڑے پہنا رہے ہیں۔

عبدالملک کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو کہنے لگے کہ خدا ہشام کا بُرا کرے۔ جب انھوں نے بیعت کی سعید کو دعوت تھی اور اونھوں نے انکار کیا تھا تو اوسی وقت قتل کرا دیتا یا معاف کر دیتا۔

اسی سنہ میں عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کو ولی عہد بنایا۔ اور اُن کے بعد اون کا جانشین سلیمان کو مقرر کیا۔ تمام شہروں کو حکم دیا کہ ان کے لئے بیعت لی جائے ہشام بن اسمٰعیل المخزومی اوس وقت مدینہ کے عامل تھے۔ تمام لوگوں نے بیعت کر لی۔ مگر سعید بن المسیب نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہشام نے اونھیں خوب مارا۔ تمام شہر میں اونھیں تشہیر کیا اور قید کر دیا عبدالملک کو جب اس واقعہ کا علم ہوا اوس نے ہشام کو اس حرکت پر لعنت ملامت کی۔ ہشام نے ساٹھ کوڑے سعید کے لگوائے تھے۔ اور موٹی اون کا جانگھیا پہنا کر تمام مدینہ میں اونھیں تشہیر کیا اور پھر درہ کی چوٹی پر اونھیں لے گئے۔

مگر حارث کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر نے جابر بن الاسود بن عوف الزہری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا تو اوس نے لوگوں کو ابن زبیر کی بیعت کے لئے دعوت دی۔ سعید بن المسیب نے کہا کہ میں اوس وقت تک بیعت نہیں کروں گا تا وقتیکہ تمام لوگ بالاتفاق اونھیں خلیفہ تسلیم نہ کریں۔ جابر نے اسپر ساٹھ کوڑے سعید کے لگوائے۔ جب ابن زبیر کو اس واقعہ کا علم ہوا انھوں نے جابر کو لعنت ملامت کی۔ اور لکھا کہ ہمارے اور سعید کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے تم اونھیں چھوڑ دو۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے مصر میں جمادی الاول ۸۴ھ ہجری میں وفات پائی۔

اون کی وفات کے بعد عبد الملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید اور سلیمان کے لئے لوگوں سے بیعت کی اور تمام شہروں کو حکم بھیجا کہ انکے لئے بیعت لیجائے۔ اوس زمانہ میں ہشام بن اسمٰعیل المخزومی مدینہ پر عبد الملک کا عامل تھا۔ اوس نے تمام باشندوں کو بیعت کے لئے بلایا۔ اور سب نے بیعت بھی کرلی۔ سعید بن المسیب کو بھی بلایا۔ اور اُن سے بھی بیعت کرنے کے لئے کہا مگر اونھوں نے انکار کردیا۔ اور کہا کہ میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں۔

ہشام نے اون کے ساٹھ کوڑے لگوائے۔ اون کا ایک جانگیا پہنا کر تمام شہر میں اونھیں تشہیر کیا۔ اور درہ کی چوٹی تک لیجا کر جب اونھیں واپس لانے لگے تو سعید کہنے لگے کہ اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا کہ تم لوگ مجھے سولی دینے لیجا رہے ہو تو میں ہرگز یہ اون کا جانگیا نہ پہنتا۔

غرض کہ ہشام نے اونھیں پھر جیل خانہ میں واپس لاکر قید کردیا۔ اور اس تمام واقعہ اور اون کی مخالفت کی اطلاع عبد الملک کو لکھ بھیجی۔ عبد الملک نے اس فعل پر اوسے لعنت ملامت کی۔ اور لکھا کہ سعید ایسے شخص ہیں کہ ہمیں اونکی دوستی اور ہمدردی کی زیادہ ضرورت ہے۔ بجائے اسکے کہ اون کے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کیجائے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ اون کا ارادہ نہ مخالفت کا ہے اور نہ وہ آپس میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔

اس سال ہشام نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور حجاج ہی تمام مشرقی ممالک کا مع عراق کے گورنر جنرل تھا۔

۸۶ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سال عبد الملک نے وسط ماہ شوال میں وفات پائی۔ یوم پنجشنبہ وسط شوال ۸۶ھ ہجری میں عبد الملک نے وفات پائی۔ اور اس طرح تیرہ سال پانچ مہینے عبد الملک نے خلافت کی۔

ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۳ھ ہجری میں تمام لوگوں نے عبد الملک کے ہاتھ پر بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیعت کی تھی۔

ایک اور روایت یہ ہے کہ وسط ماہ شوال ۸۶ھ ہجری بروز پنجشنبہ عبدالملک نے دمشق میں وفات پائی۔ اس طرح بیعت کے دن سے وفات تک اکیس سال ڈیڑھ ماہ ہوا۔ اس میں سے نو سال تک عبدالملک عبداللہ بن زبیر سے لڑتے رہے۔ اور اس دوران میں صرف شام میں اون کی خلافت تسلیم کی جاتی تھی۔ مصعب بن زبیر کے قتل ہونے کے بعد پھر عراق میں بھی عبدالملک خلیفہ تسلیم کیے گئے اس طرح عبداللہ بن زبیر کے قتل اور تمام لوگوں کے عبدالملک کے خلیفہ تسلیم کرنے کے بعد سے اون کی مدتِ خلافت تیرہ سال اور سات روز کم چار ماہ رہجاتی ہے۔

اس کے متعلق ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالملک نے ۸۶ھ ہجری میں دمشق میں وفات پائی۔ اور تیرہ سال ساڑھے تین ماہ حکومت کی

عبدالملک کی عمر

عبدالملک کی عمر میں بہت کچھ اختلاف ہے، ایک روایت یہ ہے کہ اون کی عمر ساٹھ برس کی ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اٹھاون سال ہوئی مگر پہلا بیان صحیح ہے۔ کیوں کہ اگر تاریخ ولادت سے تاریخ وفات تک حساب لگایا جائے تو اون کی عمر ساٹھ سال ہوتی ہے۔ ۲۶ھ ہجری حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں عبدالملک پیدا ہوئے۔ اور جنگ دار میں اپنے باپ کے ساتھ شریک ہوئے جبکہ اون کی عمر دس سال کی تھی۔

ایک اور بیان سے پایا جاتا ہے کہ اُن کی عمر ترسٹھ سال ہوئی۔

نسب اور کنیت کا بیان

عبدالملک کا نسب یہ ہے۔

عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف

کنیت ابو الولید۔ اُن کی ماں عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص تھیں۔

اولاد اور بیویوں کا بیان

(۱) ولید۔ سلیمان۔ مروان الاکبر (متوفی)، اور عائشہ۔ اُن کی ماں کا نام ولادۃ بنت العباس بن جزء بن الحارث بن زہیر۔ بن خزیمہ بن رواحۃ۔ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض تھا۔

(۲) یزید۔ مروان۔ معاویۃ (متوفی)، اور اُم کلثوم اِن کی ماں عاتکہ بنت یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان تھی۔

(۳) ہشام۔ اوسکی ماں اُم ہشام بنت ہشام اسمٰعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرۃ المخزومی تھی۔

مدائنی کہتے ہیں کہ اُم ہشام کا نام عائشہ تھا۔

(۴) ابوبکر۔ اس کا نام (بکّار) تھا۔ اور اوسکی ماں عائشہ بنت موسٰی بن طلحہ بن عبید اللہ تھی۔

(۵) حکم متوفی۔ اسکی ماں اُمّ ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفّان تھی۔

(۶) فاطمہ بنت عبدالملک، اُسکی ماں اُم المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھی۔

(۷) اور عبداللہ، مسلمۃ، منذر، عنبسہ، محمد، سعید الخیر اور حجاج یہ لونڈیوں سے تھے
مدائنی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا بیویوں کے علاوہ عبدالملک کی اور بھی عورتیں تھیں جن میں سے ایک شقرا بنت مسلمہ بن حلبس الطائی تھی۔ اور دوسری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کوئی پوتی، یہ پوتی تھی جسکی دادی حضرت عبداللہ بن جعفر کی صاحبزادی تھیں۔
ایک مرتبہ سلمہ بن زید بن وہب بن نباتۃ الفہمی عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے اوس سے پوچھا کہ کون زمانہ بہترین زمانہ کون سے بادشاہ سب سے بہتر ہوئے ہیں۔ سلمہ نے کہا کہ بادشاہوں کا تو سب کا یہ حال ہے کہ یا وہ مذمت کرنے والے ہیں یا تعریف کرنے والے۔ رہا زمانہ اوسکی یہ کیفیت ہے کہ بعض اقوام کو عروج پر پہونچا تا ہے۔ اور بعض کو قعر مذلات میں ڈھکیل دیتا ہے۔ ہر شخص اپنے زمانہ کی برائی کرتا ہے۔ کیونکہ زمانہ ہر نئی چیز کو پرانی اور ہر چھوٹے بچہ کو بوڑھا کر دیتا ہے

اور رسوائے ایک امید کے زمانہ کی ہر شے فانی ہے۔

عبدالملک نے پوچھا کہ اچھا اب مجھ سے ذرا فہم کا حال بیان کیجئے۔ سلمہ نے کہا کہ اون کی حالت کی تصویر ان شعروں میں کسی شاعر نے کیا خوب کھینچی ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

دہرج اللیل والنہار علی فہم بن عمرو فاصبحوا کالرمیم
دخلت دارھو فاضحت یبابًا بعد عزّ وثروۃ ونعیم
وکذالک الزمان یذھب بالناس وتبقی دیارھم کالرمیم

(ترجمہ) (۱) دن اور رات کی گردش نے قبیلہ فہم بن عمرو کو مٹا کر خاک کر دیا۔ اونکے مکانات بالکل ویران اور چٹیل میدان کی طرح ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ قبیلہ نہایت عزت دولت اور خوشحالی میں بسر کرتا تھا۔ (۳) اور زمانہ کی تو یہ عادت ہی ہے کہ رہنے والوں کو ہلاک کر ڈالتا ہے اور ان کے بعد اون کے مکانات مٹ کر صرف خاک کے تودے رہ جاتے ہیں۔

پھر عبدالملک نے سلمہ سے پوچھا کہ یہ حسب ذیل اشعار کس نے کہے ہیں۔

رأیت الناس مذ خلقوا وکانوا یحبون الغنی من الرجال
وان کان الغنی قلیل خیر بخیلاً بالقلیل من النوال
فما ادری علام وفیم ھذا وماذا یرتجون من البخال
اللدنیا فلیس ھناک دنیا ولا یرجی لھا دتنۃ اللیالی

(ترجمہ) ابتدائے خلقت سے میں لوگوں کا یہ حال دیکھ رہا ہوں کہ وہ دولتمند اصحاب کو پسند کرتے ہیں چاہے وہ دولت مند بخیل اور کنجوس ہی کیوں نہوں۔ مگر میں نہیں جانتا کہ لوگ کیوں اور کس لئے بخل کرتے ہیں۔ اور اس بخل سے اونھیں کس فائدہ کی توقع ہے۔ اگر دنیا کے لئے وہ ایسا کرتے ہیں تو یہ ان کا خیال بالکل غلط ہے۔ دنیا کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ آفات ناگہانی سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔

سلمہ نے کہا کہ یہ اشعار میرے ہیں۔

ابو قطیفہ عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط نے حسب ذیل اشعار عبدالملک کے متعلق کہے۔

نُبّئت اَنّ ابن القلمس عابنی ومن ذا من الناس الصحیح المسلم

فابصر سبيل الرشد سيد قومه - وقد يبصر الرشد الرئيس المعمم
فمن انتم ها خبرونا من انتم - وقد جعلت اشياءٌ تبدو وتكتم

(ترجمہ) مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن القلمس نے مجھپر عیب لگایا ہے۔ اور بھلا اسے صحیح وسالم لوگوں سے کیا واسطہ۔ پھر اسکی قوم کے سردار نے صحیح راستہ پالیا اور اس میں شک نہیں کہ راہ راست کو جلیل القدر سردار ہی معلوم کیا کرتا ہے۔

مگر تم کون ہو ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ کہ تم کون ہو۔ اور تمام باتیں تو ظاہر ہی کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں مگر تم لوگ چھپائے جاتے ہو۔

عبدالملک کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے مثل ذی عزت ومنزلت خاندان کو کوئی شخص "تم کون ہو" کہہ کر خطاب کرے۔ بخدا اگر وہ بات نہوتی جیسے تم جانتے ہو تو میں حکم دیتا کہ تمھیں تمہاری ناپاک اصل سے ملا دیا جاتا اور اتنا مارتا کہ مر ہی جاتے۔

عبدالملک نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اسوقت سوائے میرے اور کوئی شخص خلافت عامہ کے حاصل کرنے کی طاقت اور اہلیت نہیں رکھتا۔ اس میں شک نہیں کہ ابن زبیر بڑے عابد وزاہد اور صوم وصلٰوۃ کے نہایت سختی سے پابند ہیں مگر اپنے بخل کی وجہ سے وہ ایک کامیاب حکمراں نہیں ہو سکتے۔

ولید بن عبدالملک کی خلافت

اسی سنہ میں ولید بن عبدالملک کے ہاتھ پر بحیثیت خلیفہ ہونے کے بیعت کی گئی۔

ولید اپنے باپ کو دفن کر کے مسجد میں آیا، ممبر پر چڑھا تمام لوگ اوس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر اوس نے تقریر کی۔ اور کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون امیرالمومنین کی موت سے جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی اوس میں اللہ تعالےٰ ہی ہمارا مدد کرنے والا ہے۔ اور تمام تعریفیں اوسی خدا کے لئے سزاوار ہیں جس نے خلافت دیکر ہم پر اپنا سب سے بڑا انعام واحسان کیا ہے، آپ لوگ کھڑے ہوں اور بیعت کریں۔

سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام السلولی نے بیعت کی۔ اُن کے بعد ہی اور تمام لوگوں نے بیعت کی۔ اِس واقعہ کے متعلق واقدی بیان کرتے ہیں کہ ولید جب اپنے باپ کو دفن کرکے واپس آیا (عبدالملک دمشق کے باب الجابیہ کے باہر دفن کئے گئے) تو اپنے مکان میں نہیں گیا بلکہ سیدھا جامع دمشق میں آکر ممبر پر چڑھا۔ مناسب الفاظ میں حمد و ثنا کے بعد اوس نے کہا "آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس شے کو اللہ نے آگے رکھا ہے کوئی شخص اوسے پیچھے نہیں کرسکتا۔ اور جسے اوس نے پیچھے کیا ہے کوئی اوسے آگے نہیں بڑھا سکتا ہر متنفس کے لئے خداوند عالم نے پہلے ہی سے موت کا فیصلہ کردیا ہے۔ اس سے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حاملین عرش بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔

ہماری قوم کے سردار دوسرے عالم میں نیک بندوں کے منازل کی طرف سدھار گئے۔ اون کا طرز عمل اور ہر فعل خدا کے لیے ہوتا تھا۔ جو شخص مخالفت یا بغاوت کرتا اوس پر وہ سختی کرتے اور اچھے اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور اخلاق سے پیش آتے۔ ہمارے مقدس مذہب اسلام کے تمام ارکان پر اونھوں نے عمل کیا۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ خلافت اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت کی دشمنان خدا پر فوج کشی کی۔ وہ نہ کمزور تھے اور نہ ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ آپ وفادار رہیں اور جماعت کے نظام میں تسبیح کے دانوں کی طرح منسلک رہیں۔ یہ خوب سمجھ لیجیے کہ تنہا شخص کے ساتھ ہمیشہ شیطان لگا رہتا ہے۔ جو شخص ہم پر اوس بات کو ظاہر کریگا جو اوس کے دل میں ہے ہم اوس سے ویسا ہی سلوک کریں گے اور جو مخالفت کے جذبات کو دل ہی دل میں چور کی طرح چھپائے رکھے گا وہ اپنے اسی مرض سے ہلاک ہو جائیگا۔

اس تقریر کے بعد ولید نے عبدالملک کے تمام سواری کے جانور دیکھے اون پر قبضہ کرلیا۔ ولید ایک نہایت ہی ظالم اور سخت گیر شخص تھا۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا عامل مقرر ہو کر خراسان آیا۔ قتیبہ ۸۶ھ ہجری میں اوس وقت خراسان پہونچا جب کہ مفضل فوج کا معائنہ کر رہا تھا

اور افرون اور شومان کے خلاف جہاد کرنے کا ارادہ کر رہا تھا قتیبہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ اور او نھیں جہاد پر برانگیختہ کیا۔ قتیبہ کی تقریر حسب ذیل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے کفار سے جہاد کرنے کو تمہارے لئے حلال کیا ہے تاکہ اوس کے دین کا غلبہ ہو۔ تم۔ برائیوں سے بچو۔ زیادہ دولت مند بنو۔ اور کفار تباہ و ہلاک ہوں۔ اور کلام پاک میں اپنے نبی محترم سے فتح کا حتمی وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ھو اللذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله ولو کرہ المشرکون

(ترجمہ) اللہ وہ مقدس ذات ہے جس نے اپنے رسول کو شمع ہدایت اور سچا دین دیکر مبعوث فرمایا۔ تاکہ اوسے تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو جائے۔ چاہے مشرک اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔

اسی طرح خداوند برتر نے مجاہدین کے لئے بڑا ثواب اور اپنے پاس بڑے بڑے مراتب و مدارج دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔

ذالك بانھم لا یصیبھم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة فی سبیل اللہ آخر آیت احسن ما کانوا یعلمون تک۔

(ترجمہ) یہ مدارج اور یہ انعامات اونھیں اس لئے دیئے جائیں گے کہ اللہ کی راہ میں نہ اونھیں پیاس معلوم ہوتی ہے نہ وہ تھکن محسوس کرتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور دقت و دشواری۔ آخر آیت میں کہتا ہے کہ اون کا طرز عمل نہایت ہی بہتر رہا ہے۔

اس کے بعد قتیبہ نے شہدا کے متعلق کہا کہ وہ زندہ ہیں اور اونھیں برابر اللہ کی طرف سے رزق پہونچتا رہتا ہے۔ چنانچہ خود خداوند عالم نے شہدا کے متعلق فرمایا ہے۔

لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون

(ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اونھیں تم مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس اور اونھیں رزق پہونچایا جاتا ہے۔

اس لئے آپ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے رب کے وعدہ کو حاصل کیجیئے۔ اور اپنے تئیں انتہائی مصیبت و تکلیف کے برداشت کرنے کے لئے تیار رکھیئے اور خود میں ہمیشہ ڈھیل اور کاہلی سے محترز رہو نگا۔

اون واقعات کا بیان جو اِس سال خراسان میں قتیبہ کو پیش آئے

قتیبہ تمام فوج کے سازوسامان، ہتیار اور گھوڑوں کا معائنہ کرنے کے بعد جہاد کے لیۓ روانہ ہوا۔ اوس نے مرو پر دو شخصوں کو اپنا قایم مقام بنایا۔ فوج کا سردار ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو مقرر کیا۔ اور مالگزاری پر عثمان بن السعدی کو مقرر کیا۔

جب قتیبہ طالقان پہونچا یہاں بلخ کے کچھ زمیندار اور دوسرے سردار اوس کے ساتھ ہو گئے۔ جب دریا کو عبور کیا تو اوس پار بیش الاعور صغانیان کے بادشاہ نے تحفے تحائف اور سونے کی کنجی پیش کر کے اِس کا استقبال کیا۔ اور اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی۔ اور قتیبہ وہاں گیا۔ اسی طرح کفتان کا بادشاہ بھی بہت سا روپیہ اور تحفے تحائف لیکر اوسکی خدمت میں آیا۔ اور اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ قتیبہ بیش کے ساتھ صغانیان گیا۔ بادشاہ صغانیان نے اپنا علاقہ اوس کے حوالہ کر دیا۔ بادشاہان آخرون اور شومان بیش کے ہمسایہ تھے۔ اونھوں نے اِس بیچارے پر زیادتیاں کی تھیں اور جنگ کر کے اوس کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ اِس بنا پر قتیبہ نے اب اون دونوں کی سرکوبی کے لیے جو علاقہ طخارستان کے حکمراں تھے پیش قدمی کی۔ مگر جنگ کرنے سے پہلے ہی غیلسطان نے آکر کچھ زر فدیہ دیکر صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے صلح کر لی۔ اور مرو واپس آگیا۔ واپسی میں قتیبہ نے فوج کی قیادت اپنے بھائی صالح کے تفویض کر دی اور خود فوج کو پیچھے چھوڑ کر اوس سے پہلے ہی مرو پہونچ گیا۔ اون کے چلے جانے کے بعد اون کے بھائی صالح نے قلعۂ باسارالحصن فتح کیا۔ اِس جنگ میں نصر بن سیار بھی صالح کے ہمراہ تھا۔ اِس معرکہ میں بڑی بہادری اور شجاعت سے لڑا جس کے صلہ میں صالح نے اوسے ایک گاؤں تنجانہ نامی جاگیر میں

عطا کیا۔ اِس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد صالح قتیبہ کے پاس چلا آیا۔ پھر قتیبہ نے اُسے ترمذ کا عامل مقرر کیا۔

قتیبہ کے خراسان آنے کے متعلق باہلی یہ کہتے ہیں کہ یہ ۸۵ھ ہجری میں خراسان آیا۔ فوج کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ جس قدر فوج خراسان میں اوس وقت تھی اوس کے پاس کل تین سو پچاس زرہیں ہیں۔ قتیبہ نے اخروں اور شومان پر فوج کشی کی۔ اور پھر واپس پلٹ آیا واپسی میں کشتی پر سوار ہو کر آمل ایا۔ اور فوج کو پیچھے چھوڑ دیا۔ فوج بلخ کے راستہ سے مرو آئی۔ حجاج کو جب اوس واقعہ کا علم ہوا اوس نے قتیبہ کو لعنت و ملامت کی۔ اور فوج کو پیچھے چھوڑ آنے پر اظہار ناخوشنودی کیا۔ اور لکھا کہ اب جب کبھی تم جنگ کرنے کے لئے جاؤ تو پیش قدمی کی صورت میں سب سے آگے رہو۔ اور جب واپس پلٹنے لگو تو سب کے آخر میں پچھلے دستہ فوج میں رہا کرو۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دریا کو عبور کرنے سے پہلے اِس سال قتیبہ بلخ کے فساد کے فرو کرنے میں مصروف رہا۔ بلخ کے کچھ لوگوں نے سرکشی کی تھی اور مسلمانوں سے باغی ہو گئے تھے۔ قتیبہ بلخ والوں سے لڑا۔ اوس روز کی جنگ میں جو قیدی گرفتار ہوئے اون میں خالد بن برمک کے باپ برمک کی بیوی بھی تھی۔ اور اس وقت خود برمک نوبہار کا عامل تھا۔ یہ عورت عبداللہ بن مسلم قتیبہ کے بھائی کے جسے فقیر کہا جاتا تھا حوالے کر دی گئی عبداللہ بن مسلم کو کچھ جذام بھی تھا۔ عبداللہ نے اوس عورت سے مباشرت کی۔ اِس واقعہ کے دوسرے ہی دن بلخ والوں نے قتیبہ سے صلح کر لی۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ تمام قیدی واپس کر دئے جائیں۔ اب برمک کی بیوی نے عبداللہ سے کہا کہ اے عرب میں تجھ سے حاملہ ہو گئی ہوں۔ اوسی وقت عبداللہ نے وفات پائی۔ مگر یہ وصیت کر دی کہ جو بچہ اِس عورت سے ہو وہ میرے خاندان میں شامل کر لیا جائے۔ اور پھر یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی۔

جب خلیفہ مہدی رے آئے تو عبداللہ بن مسلم کے لڑکے خالد کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو۔ اِس پر مسلم بن قتیبہ نے

اُن سے کہا کہ تم خالد کو اپنے خاندان میں شامل کرنا چاہتے ہو اگر وہ اسے منظور کرلیں تو پھر تمھیں اپنے خاندان کی لڑکی بھی اونھیں دینا پڑے گی۔ اسپر عبداللہ کے لڑکے اپنے دعوے سے دست بردار ہو گئے۔ برمک طبیب حاذق تھا مسلمہ کو کوئی بیماری تھی اوس نے اوس کا علاج کیا اور اُسے صحت ہوگئی۔

اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے علاقۂ روم میں جہاد کیا۔ نیز اسی سنہ میں حجاج نے یزید بن المہلب کو قید کر دیا۔ اور حبیب بن المہلب کو کرمان کی نظامت سے موقوف کر دیا۔ اور عبدالملک بن المہلب کو اوس کے محافظ دستہ کی سرداری سے علیحدہ کر دیا۔

ہشام بن اسمٰعیل المخزومی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ عراق اور تمام مشرقی صوبجات کا گورنر جنرل حجاج تھا۔ مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کوفہ کے پیش امام تھے۔ اور زیاد بن جریر بن عبداللہ حجاج کی طرف سے کوفہ میں امیر عسکر تھا۔ ایوب بن الحکم بصرہ کا عامل تھا۔ اور قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔

سنہ ۸۷ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں ولید نے ہشام بن اسمٰعیل کو مدینہ کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا۔ ہشام کو معزولی کا حکم شب شنبہ بتاریخ ۷ ماہ ربیع الاول ۸۷ھ موصول ہوا۔ اس طرح ہشام ایک ماہ یا اوس سے کچھ کم چار برس مدینہ کا صوبہ دار رہا۔

ولید نے اوسکی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ عمر جب اس منصب پر سرفراز کئے گئے اون کی عمر ۲۵ برس کی تھی اور یہ ۶۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ جب آئے ہیں تو تیس اونٹوں پر اون کا سامان اور اُن کے ساتھی تھے۔ اور مروان کے مکان میں آکر فروکش ہوئے کچھ لوگ اون کے سلام کو آئے۔

نماز ظہر کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کے دس فقیہوں کو اپنے پاس بلایا۔ اُن میں عروہ بن الزبیر، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، اور خارجہ بن زید تھے۔ یہ لوگ

عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور بیٹھ گئے۔

عمر بن عبدالعزیز نے بعد حمد و ثنا اون سے کہا کہ میں نے آپ حضرات کو ایسے کام کے لئے بلایا ہے جس پر آپ کو اجر ملیگا۔ اور اس معاملہ میں مشورہ دیکر آپ حق و صدق کی اعانت کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی بات آپ سب کے یا آپ لوگوں میں سے جو صاحب اوس وقت موجود ہوں اونکی رائے اور مشورہ کے بغیر نہ کروں۔ اگر آپ کسی کو دیکھیں کہ وہ ظلم و زیادتی کر رہا ہے۔ یا میرے ماتحت عہدہ داروں کے خلاف کوئی شکایت آپ لوگ سنیں تو آپ کو خدا کی قسم آپ فوراً مجھے مطلع کریں۔ اس ملاقات کے بعد یہ حضرات عمر بن عبدالعزیز کو جزائے خیر کی دعا دیتے ہوئے باہر آ گئے۔ اور ایک دوسرے سے رخصت ہو کر جدا ہو گئے۔

چونکہ ہشام کے متعلق ولید کی رائے بہت خراب تھی اس لئے ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ ہشام کی لوگوں میں تشہیر کی جائے۔

سعید بن المسیب کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اونھوں نے اپنے بیٹے اور دوسرے اہالی موالیوں کو بلا کر اون سے کہا کہ اگرچہ ہشام کی تشہیر کی جا رہی ہے مگر خبردار تم میں سے کوئی شخص نہ اوسے چھیڑے۔ اور نہ کوئی بری بات کہے جس سے اوس کے قلب کو اذیت ہو۔ کیونکہ میں اپنے اور اوس کے معاملہ کو خدا اور قرابت کی بنا پر چھوڑے دیتا ہوں۔ اگرچہ میری رائے اوس کے متعلق اچھی نہیں ہے۔ تاہم میں وہ کلمات اپنی زبان سے ہرگز ادا نہیں کرونگا جو اوس نے میرے لئے استعمال کئے تھے۔ محمد بن عمر کے باپ بیان کرتے ہیں کہ ہم ہشام کے ہمسایہ تھے۔ یہ باوجود اس ہمسایگی کے ہمیں طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔

حضرت علی بن الحسین کو اوس کے ہاتھوں سخت تکلیفیں برداشت کرنا پڑی تھیں۔ جب ہشام معزول کیا گیا اور ولید نے اوسکی توہین اور تشہیر کا حکم دیا تو کہنے لگا کہ مجھے صرف علی بن الحسینؑ سے خوف ہے۔ ہشام مروان کے مکان کے پاس کھڑا کیا گیا تھا۔ آپ اوس کے پاس سے گزرے مگر

اوس کے قبل ہی آپ نے اپنے طرفداروں سے فرمادیا تھا کہ بدتہذیبی کی کوئی بات ہشام سے نہ کہنا۔ چنانچہ جب آپ ہشام بن اسمٰعیل کے پاس سے گزرے تو اوس نے کلام پاک کا یہ جملہ آپ کے سنانے کے لئے پڑھا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (ترجمہ) اللہ ہی سب سے بہتر اسبات کا جاننے والا ہے وہ کس شخص کو اپنا پیغامبر بناتا ہے۔

اسی سنہ میں نیزک قتیبہ کے پاس آیا۔ اور قتیبہ نے اہل باذغیس سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ اب اون کے علاقہ میں داخل نہ ہوگا۔

اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نیزک طرخان کے پاس کچھ مسلمان قیدی تھے۔ بادشاہ شومان سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک کو اون قیدیوں کے بارے میں خط لکھا کہ تم اونھیں چھوڑدو ورنہ میں بہت سختی سے پیش آوں گا۔ اس دھمکی سے نیزک خائف ہوا۔ اور اس نے تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کرکے قتیبہ کے پاس بھیجدیا۔

اب قتیبہ نے سلیم الناصح عبید اللہ بن ابی بکرہ کے آزاد غلام کو نیزک کے پاس سفیر کی حیثیت سے بھیجا تاکہ یہ اوسے صلح کی دعوت دیں۔ اور اوس سے کہدیں کہ تمھیں امان دی جائیگی۔ قتیبہ نے نیزک کو ایک خط بھی لکھا تھا۔ اور اوس میں لکھا تھا کہ اگر تم میرے پاس نہ آؤ گے تو میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ تم پر فوج کشی کروں گا۔ اور جہاں کہیں تم جاؤ گے تمھیں کھود کر نکال لاؤں گا۔ اور اوس وقت تک اپنے ارادہ سے باز نہیں رہوں گا۔ جب تک کہ مجھے فتح حاصل نہ ہو جائے گی۔ یا موت آکر میرے تمام منصوبوں کو خاک میں نہ ملادے گی۔

غرض کہ سلیم قتیبہ کے اس خط کو لیکر نیزک کے پاس آئے۔ اور اوسے سمجھانے بجھانے لگے۔ نیزک نے ان سے کہا کہ آپ کے سردار کی نیت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ مجھ ایسے ذی عزت و مرتبت شخص کو اس قسم کا خط کبھی نہیں لکھا جاتا۔

سلیم نے اوس سے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے سردار سیاست وحکومت میں بہت سخت ہیں۔ تاہم اگر اون کے سامنے کوئی شخص نرمی و عاجزی

پیش آئے تو وہ بھی بہت ہی نرم طبیعت ہو جاتے ہیں۔ اور جو تمکنت اور سرکشی سے پیش آئے اوس کے لئے بہت سخت ہیں۔ آپ اُن کی تحریر کے درشت لہجہ سے متاثر نہوں۔ اور محض اس وجہ سے اون کے پاس جانے کے قصد کو ملتوی نہ کیجیے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اور تمام عرب آپ کی بے انتہا خاطر و مدارات اور عزت و توقیر کریں گے۔ چنانچہ نیزک سلیم کے ساتھ قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ نے اہل باذغیس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ اب وہ اون کے علاقہ میں داخل نہ ہو گا۔

اسی سنہ میں مسلمۃ بن عبد الملک نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کی۔ یزید بن جُبیر بھی اون کے ہمراہ تھا۔ سوسنۃ کے مقام پر جو مصیصتہ کے قریب واقع ہے رومیوں نے ایک زبردست فوج کے ساتھ اون کا مقابلہ کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام طوانتہ کے قریب مسلمۃ اور میمون الجرجانی کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اوس وقت مسلمۃ کے ساتھ کل ایک ہزار انطاکی جنگجو تھے۔ مسلمۃ نے دشمن کے بے شمار آدمی قتل کر ڈالے۔ اور اللہ نے اون کے ہاتھوں کئی ایک قلعے سر کرا دئے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بجائے مسلمۃ کے اس سال ہشام بن عبد الملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ ہائے بولق، اخرم، بولس، اور قمقم اون کے ہاتھوں فتح کرا دئے۔ عرب مستعربہ میں سے ایک ہزار سپاہی کام آئے۔ ہشام بن عبد الملک نے اون کی بیوی بچوں کو قیدی بنا لیا۔

اسی سنہ میں قتیبہ نے بیکند پر فوج کشی کی۔

بیکند پر فوج کشی اور اوس کی تفصیل۔

قتیبہ کی بیکند پر فوج کشی اور اوس کی فتح

نیزک سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ دوسرے موسم جہاد تک مرو میں مقیم رہا۔ اور پھر اسی ۸۷ھ ہجری میں اوس نے بیکند پر فوج کشی کی، مرو سے چلکر مرو الروذ آیا پھر آمل ہوتا ہوا زم آیا۔ اس مقام سے اوس نے دریا کو عبور کر کے

بیکند کا رخ کیا (بخارا کے شہروں میں بیکند دریائے جیحوں کے قریب ترین واقع ہے تاجروں کا شہر کہلاتا ہے اور بخارا کی سمت سے ریگستان کے سرے پر واقع ہے)۔

غرض کہ جب مسلمانوں کی فوج نے اوس کے بالکل قریب جا کر پڑاؤ کیا تو بیکند والوں نے اہل صغد اور دوسرے اپنے آس پاس کے لوگوں سے اعانت طلب کی۔ اس درخواست پر زبردست امدادی فوجیں بیکند کی امداد کے لئے پہنچ گئیں۔ اونھوں نے مسلمانوں کے رسل و رسائل کے راستہ کو مسدود کر دیا۔ اب یہ حالت ہوگئی کہ نہ قتیبہ کا کوئی قاصد اوس حلقہ سے باہر جا سکتا تھا۔ اور نہ اوس کے پاس کوئی فرستادہ پہونچ سکتا تھا۔ اس طرح دو ماہ تک اوسے کوئی خبر نہ معلوم ہو سکی۔ اور نہ حجاج کو اوسکی کوئی خبر معلوم ہوئی۔ اس سے حجاج کو سخت تشویش ہوئی۔ اور اوسے قدرتی طور پر مسلمان فوج کی تباہی کا خطرہ پیدا ہوا۔ اوس نے تمام مساجد میں لوگوں کو دعا کرنے کا حکم دیا۔ اور تمام شہروں میں بھی دعا کرنے کے لئے احکام جاری کر دے۔ اور اُس فوج کی یہ حالت تھی کہ روزانہ دشمن سے برسرپیکار رہتی تھی۔

ایک عجمی شخص تنذر نامی قتیبہ کا مخبر تھا۔ اہل بخارا نے اوسے بہت کچھ رشوت دیکر ملا لیا۔ اور اُس سے کہا کہ تو کسی ترکیب سے قتیبہ کو اوسکی موجودہ حیثیت سے ہٹا دے۔ تنذر قتیبہ کے پاس آیا۔ اور تخلیہ کا خواستگار ہوا۔ تمام لوگ قتیبہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ مگر قتیبہ نے ضرار بن حصین الضبی کو اپنے پاس بٹھائے رکھا۔ تنذر نے قتیبہ سے کہا کہ حجاج معزول کر دیا گیا ہے۔ اور یہ اب آپ پر عامل ہو کر آنے والے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ مرو واپس چلے جائیں۔

قتیبہ نے اپنے غلام سیاہ کو بلا کر حکم دیا کہ تنذر کو قتل کر ڈالے۔ حبشی نے اوسے قتل کر ڈالا۔ پھر قتیبہ نے ضرار سے کہا کہ اب سوائے تمھارے اور میرے اور کوئی شخص اس خبر سے واقف نہیں ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ بات اس موجودہ جنگ کے اختتام تک کسی سے میں نے سنی تو میں تمھیں قتل کر ڈالوں گا۔ لہذا تم اپنی زبان پر مہر لگا لو۔ کیونکہ اس خبر کے شایع ہونے سے

تمام لوگوں میں بد دلی پھیل جائیگی۔
اس بات کی ہدایت کرنے کے بعد قتیبہ نے دوسرے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ جب لوگ اوس کے پاس آئے تو دیکھا کہ تندر مقتول پڑا ہے۔ اس سے اونھیں پریشانی اور رنج ہوا اور ایک غور و فکر میں سب نے گردنیں نیچی کرلیں۔ قتیبہ نے اون سے کہا کہ آپ لوگ اوس شخص کے قتل سے جسے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا ہے کیوں خائف ہیں؟ سب نے کہا کہ ہم اسے مسلمانوں کا خیر سگال سمجھتے تھے۔ قتیبہ نے کہا نہیں بلکہ وہ مفسد تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اوسے اوس کے کیفر کردار کو پہونچا دیا۔ اس خیال کو دل سے نکال ڈالیئے۔ اور کل صبح ہی دشمن سے غیر معمولی بہادری اور ثابت قدمی سے نبرد آزمائی کیجیئے۔
دوسرے دن صبح ہی سے لوگ جہاد کے لئے تیار ہو کر میدان کارزار میں آگئے۔ قتیبہ تمام علم بردار سرداروں کے پاس جاکر اونھیں اور اون کے ماتحت مجاہدین کو جنگ کے لئے اوبھارتے تھے۔ دونوں فوجوں میں معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا۔ اب مسلمانوں کی تلواروں نے دشمن کے گلوں سے معانقہ شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ثبات و استقلال نازل فرمایا۔ غروب آفتاب تک خوب لڑائی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اون کے مونڈھے پشت پر سے مسلمانوں کے سپرد کردئے۔ اور وہ شکست کھاکر شہر کی طرف بھاگے۔ مسلمانوں نے اون کا ایسا سخت تعاقب کیا کہ شہر میں بھی نہ گھسنے دیا۔ کفار منتشر ہوگئے۔ اور مسلمانوں نے جسطرح چاہا اون کو قتل کیا۔ اور جسے چاہا گرفتار کرلیا۔ بہت کم بچکر شہر میں پناہ لے سکے قتیبہ نے سفر مینا والوں کو حکم دیا کہ شہر کی فصیل تباہ کردی جائے۔ اسپر کفار نے صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے صلح کرلی۔ اور بنی قتیبہ کے ایک شخص کو بیکند کا عامل مقرر کردیا۔
اب قتیبہ واپس ہوا۔ ابھی ایک یا دو منزل ہی آیا ہوگا۔ اور بیکند سے صرف پانچ فرسخ کے فاصلہ پر تھا کہ کفار نے اپنا عہد وفاداری توڑ ڈالا۔ عامل اور اوسکے ساتھیوں کو قتل کرڈالا۔ اور اُن کی ناک اور کان قطع برید کردئے۔ قتیبہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ واپس پلٹا۔ اہل بیکند قلعہ بند ہوگئے تھے۔ ایک ماہ تک قتیبہ لڑتا رہا۔ پھر اوس نے سفر مینا والوں کو حکم دیا کہ شہر کا حصار تباہ کردیا جائے۔

اونھوں نے فصیل پر لکڑیوں سے پاڑ باندھنا شروع کیا۔ قتیبہ کا ارادہ یہ تھا کہ جب پاڑ مکمل طور پر بندھ جائے اوس وقت اوس میں آگ لگا دی جائے۔ اور اس طرح فصیل منہدم ہو جائیگی۔ مگر قبل اسکے کہ سفر مینا والے اپنے کام کو ختم کرتے فصیل خود بخود گر پڑی اس سے چالیس آدمی ہلاک ہو گئے۔

اب پھر اہل بیکند نے صلح کی درخواست کی۔ مگر قتیبہ نے انکار کر دیا۔ لڑا اور بزور شمشیر شہر کو مسخر کر لیا۔ شہر میں جس قدر جنگجو تھے اون سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ قیدیوں میں ایک کانا بھی تھا۔ اوسی نے ترکوں کو مسلمانوں کے خلاف نقض عہد کرنے پر اوبھارا تھا اوس نے قتیبہ سے کہا کہ میں اپنی جان کا فدیہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ سلیم الناصح نے اوس سے پوچھا کہ کتنا دوگے۔ اوس نے پانچہزار چینی ریشمی تھان کہے کہ جسکے ہر تھان کی قیمت ہزار ہزار درہم تھی۔ قتیبہ نے مشورہ لیا۔ لوگوں نے کہا کہ فدیہ لینے سے مسلمانوں کی دولت عامہ میں اضافہ ہوتا ہے اور اب کبھی اسے تو یہ موقع نہیں ملیگا۔ کہ یہ پھر ایسی حرکت کرے۔ اس لئے فدیہ لینے میں کیا ہرج ہے۔ مگر قتیبہ نے اوس کی درخواست نامنظور کر دی۔ اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ اب اسکا وجود آیندہ کسی موقع پر بھی مسلمانوں کے لئے موجب خطر ہو۔ لہذا اوسے قتل کر دینا چاہیے۔ چنانچہ اوسے تہ تیغ کر دیا گیا۔

بیکند کی فتح میں مسلمانوں کو مال غنیمت میں بے شمار سونے چاندی کے برتن ملے۔ قتیبہ نے مال غنیمت کی نگرانی اور تقسیم کے لئے عبداللہ بن والان العدوی متعلقہ بنی ملکان جسے قتیبہ امین ابن الامین کہا کرتا تھا اور ایاس بن بیہس الباہلی کو مقرر کر دیا۔ ان دونوں نے جس قدر سونے چاندی کے ظروف اور بت تھے اُن سب کو گلا دیا۔ اور قتیبہ کے پاس لیکر آئے نیز تمام اوس کیٹ کو بھی جو اُن برتنوں سے نکلی تھی لے آئے۔ قتیبہ نے یہ کیٹ ان دونوں صاحبوں کو دیدی۔ اسکی قیمت چالیس ہزار درہم آنکی گئی۔ ان دونوں نے قتیبہ سے اسکی اطلاع کی۔ قتیبہ نے اوسے واپس لے لیا۔ اور حکم دیا کہ اوسے پھر گلایا جائے۔ جب اوسے پھر گلایا گیا تو اوس میں سے ایک لاکھ پچاس ہزار مثقال۔ یا صرف پچاس ہزار مثقال قیمتی دھات نکلی۔

اسی طرح بیکند میں اور بھی بہت سی چیزیں مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ اس قدر مال غنیمت اس مقام سے اونھیں ملا کہ خراسان میں کبھی اتنا نہیں ملا تھا۔

اس فتح کے بعد قتیبہ مرو واپس آگیا۔ مسلمانوں کی مالی حالت بہت بہتر ہو گئی۔ اونھوں نے خوب ہتیار اور گھوڑے خرید لئے۔ ان کے لئے دُور دُور سے لوگ سواری کے جانور لائے۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ میں ہی سب سے عمدہ اور خوب صورت گھوڑا اور ہتیار خریدوں۔ اس سے ہتیاروں کی قیمت اس قدر چڑھ گئی کہ ایک نیزہ ستر درہم میں آنے لگا۔ سرکاری ذخائر حرب میں بھی بہت سے ہتیار اور اسلحہ اور دوسرا سامان حرب تھا۔ قتیبہ نے حجاج کو لکھا کہ اگر جناب والا مجھے اجازت دیں تو میں یہ ہتیار فوج کو دیدوں۔ حجاج نے اجازت دیدی۔ قتیبہ نے تمام سامان اور ضروریات حرب اور اسلحہ نکلوائے۔ اور لوگوں میں تقسیم کردئے۔ اب فوج جنگ کے لئے کیل کانٹے سے مسلح ہو گئی۔ موسم بہار میں قتیبہ نے تمام لوگوں کو جمع کرکے اعلان عام کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو جہاد کے لئے ایسے وقت میں لیجاؤں جبکہ آپ کو زادراہ کے اوٹھانے کی وقت نہ پڑے۔ اور موسم سرما سے پہلے واپس لے آؤں۔ غرض کہ اب قتیبہ ایک نہایت آراستہ و پیراستہ فوج کے ساتھ جس کے گھوڑے نہایت حسین و خوب صورت تھے۔ اور چمکتے ہوئے ہتیاروں سے مسلح جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ پہلے آمل آیا۔ پھر زم سے دریائے جیحوں کو عبور کرکے بخارا کے علاقہ میں داخل ہوا۔ اور شہر نومشکث پر جو بخارا ہی کا ایک شہر ہے دھاوا کردیا۔ شہر والوں نے اوس سے صلح کرلی۔

مسلم الباہلی نے والان سے کہا کہ میں کچھ مال بطور امانت آپ کے پاس رکھوانا چاہتا ہوں۔ والان نے پوچھا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اور لوگوں کو اس کی خبر نہ ہو۔ یا اوروں کو خبر ہو جانے میں آپ کوئی ہرج نہیں سمجھتے؟ مسلم نے کہا نہیں۔ میں اوسے پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ والان نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ کسی معتمد شخص کے ہاتھ وہ مال فلاں مقام پر بھیجدیجیے۔ اور اوسے

حکم دیدیجئے کہ اگر وہاں کوئی بیٹھا ہو تو یہ مال وہاں چھوڑ کر چلا آئے مسلم نے کہا بہتر ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اوس نے تمام مال کو ایک خرجی میں رکھا۔ اور اسے خچر پر لادا۔ اور اپنے آزاد غلام سے کہا کہ اسکے فلاں مقام پر لیجاؤ۔ جب دیکھو کہ وہاں کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے۔ تو تم خچر چھوڑ کر چلے آنا۔

وہ شخص خچر لیچلا۔ دوسری طرف دالان وقت مقررہ پر حسب وعدہ اوس مقام پر آیا۔ مگر جب بہت دیر تک مسلم کا کوئی آدمی وہاں نہیں پہونچا دالان وقت مقررہ کے گزر جانے کے بعد چلا گیا۔ اور اوس نے خیال کیا کہ شاید مسلم کا آدمی آکر واپس چلا گیا۔

اوس کے چلے جانے کے بعد ہی ایک اور تغلبی اوس جگہ آکر بیٹھ گیا کہ اتنے میں مسلم کا آزاد غلام مال لیکر وہاں پہونچا۔ جب دیکھ لیا کہ ایک آدمی وہاں بیٹھا ہوا ہے اوس نے خچر کو وہیں چھوڑ دیا۔ اور خود واپس چلا آیا۔

تغلبی نے خچر کو جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوس پر زر و جواہر بار ہے اور کوئی شخص اوس کا مالک نہیں۔ یہ اوس خچر کو اپنے گھر لے آیا۔ اور خچر اور مال دونو اپنے قبضہ میں کر لئے۔ چونکہ مسلم کو تو یہ یقین تھا کہ میرا مال دالان کے پاس پہونچ گیا ہے۔ اس لئے تا وقتیکہ اوسے مال کی واپسی کی ضرورت نہ پڑی اوس نے کبھی اوس سے پوچھا بھی نہیں۔ جب ضرورت ہوئی تو مسلم نے دالان سے کہا کہ میری امانت واپس کر دیجئے۔ دالان نے کہا کہ میرے پاس آپ کی کوئی امانت نہیں ہے۔ اور نہ میں نے آپ کے مال کو لیا ہے۔

اب مسلم نے ہر جگہ دالان کی برائی کرنا شروع کی۔ اور اوس کی بددیانتی کا اظہار کرتا پھرا۔ ایک روز بنی ضبیعہ کی مجلس میں مسلم آیا اور ان سے دالان کی شکایت کی۔ وہ تغلبی جس نے اصل میں اوسکا مال لیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا یہ اُٹھکر اوسے علیحدہ لے گیا۔ اور پوچھا کہ تمھاری کیا کیا چیزیں تھیں۔ مسلم نے سب بیان کیں۔ تغلبی مسلم کو اپنے گھر لایا۔ اور اس خرجی کو دکھا کر کہا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ مسلم نے کہا ہاں۔ تغلبی نے کہا اس مہر کو بھی جانتے ہو۔ اس کا جواب بھی مسلم نے اثبات میں دیا۔ تغلبی نے کہا تو یہ آپ ہی کا مال ہے آپ لے لیجئے۔ اور پورا قصہ سنایا

اس حقیقت کے اظہار کے بعد مسلم نے جن جن لوگوں سے والان کی شکایت کی تھی اون سے آکر معذرت کی اور پورا واقعہ سنایا۔

اس سال حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو مدینہ کے عامل تھے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سنہ میں ابوبکر بن عمر بن حزم عمر بن عبد العزیز کی طرف سے مدینہ کے قاضی تھے، عراق اور تمام مشرقی صوبجات کا حسب سال ماسبق حجاج گورنر جنرل تھا۔ جراح بن عبداللہ الحکمی اس سنہ میں حجاج کی طرف سے بصرہ کا عامل تھا۔ اور عبداللہ بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے کوفہ میں معاملات جنگ کا انتظام زیاد بن جریر بن عبداللہ کے تفویض تھا۔ اور ابو بکر بن ابی موسیٰ الاشعری کوفہ کے قاضی تھے۔ اور قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔

۸۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سنہ میں رومیوں کا قلعہ طوانتہ مسلمانوں نے مسخر کیا۔ اور وہیں ایام سرما بسر کئے۔ مسلمۃ بن عبدالملک اور عباس بن الولید بن عبدالملک اوس اسلامی فوج کے جس نے اس قلعہ کو سر کیا تھا سردار تھے۔

پہلے دن کی لڑائی میں مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی۔ کفار اپنے گرجاؤں اور خانقاہوں میں جا چھپے۔ مگر پھر پلٹ کر آئے۔ اور اب کی مرتبہ مسلمان پسپا ہوگئے۔ اور اس بدحواسی سے بھاگے کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب کسی طرح جنگ کی حالت درست نہیں ہوسکتی۔ صرف چند آدمی عباس کے پاس رہ گئے تھے۔ اُن میں ابن مُحیریز الجمحی بھی تھا۔ عباس نے اوس سے کہا کہ کہاں ہیں وہ قرآن پر ایمان رکھنے والے جو جنت کے خواہش مند ہیں۔

ابن مُحیریز نے عباس سے کہا کہ آپ اونھیں آواز دیکر بلائے وہ آپ کے پاس آجائیں گے۔ عباس نے اونھیں یا اہل القرآن کہہ کر آواز دی۔ اس پر سب کے سب پھر پلٹ پڑے۔ اب کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سال کفار کو شکست دی۔ اور مسلمان قلعہ طوانتہ میں داخل ہوگئے۔

ولید نے مدینہ والوں کو حکم دیا تھا کہ مدینہ سے دو ہزار فوج جہاد کے لئے

تیار کی جائے۔ مدینہ کے ذی استطاعت باشندوں نے یہ ترکیب کی کہ اپنی جگہ دوسرے لوگوں کو اجرت دے دیکر بھیجنا شروع کیا۔ اور بجائے دو ہزار کے پندرہ سو تو عباس اور مسلمہ کے ساتھ قلعۂ طوانتہ کی تسخیر میں شریک ہوئے۔ باقی پانسو پیچھے ہی رہ گئے۔ اور موسم گرما کی مہم میں شریک نہ ہوئے۔

عباس اور مسلمہ دونوں اس مہم کے سردار تھے۔ اونھوں نے قلعۂ طوانتہ میں موسم سرما بسر کیا۔ اور اوسے فتح کیا۔

اسی سال یزید بن عبدالملک کا بیٹا ولید پیدا ہوا۔

نیز اسی سال ولید نے مسجد نبوی اور اُمہات المومنین کے مکانات کے انہدام کا حکم دیا۔ اور اُن مکانات کو بھی مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ربیع الاول ۸۸ھ ہجری میں ولید کا قاصد اس ہیئت سے مدینہ میں آیا کہ اسکا عمامہ کچھ سے کسا بندھا ہوا تھا۔ کہ دو تین پیچ اُس نے باندھ رکھے تھے۔ اسپر لوگ کہنے لگے کہ معلوم نہیں کہ قاصد کیا پیام لیکر آیا ہے۔ اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

قاصد عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا۔ ولید کا خط اونھیں دیا۔ اوس میں مرقوم تھا کہ ازواج مطہرات کے حجرے بھی مسجد نبوی میں شامل کر دیئے جائیں۔ علاوہ بریں اوس کے پیچھے اور اُس پاس جو مکانات ہیں وہ بھی خرید لیئے جائیں۔ تاکہ مسجد نبوی کا طول دوسو گز اور عرض دوسو گز ہو جائے۔ اور اگر ممکن ہو تو مسجد کے سامنے کا حصّہ بھی کچھ اور آگے بڑھا دیا جائے۔ اور آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ مسجد کے سامنے آپ کے ننہالی رشتہ داروں کے مکانات واقع ہیں وہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اگر اون میں سے کوئی شخص مکان دینے سے انکار کرے تو آپ شہر والوں سے اون مکانات کی صحیح قیمت کا اندازہ کرا کے نقد قیمت اون کے حوالہ کر دیجئے گا اور پھر مکانات کو منہدم کرا دیجیگا۔ اوس کے لئے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی نظیریں بھی موجود ہیں کہ اونھوں نے پہلے بھی ایسا کیا ہے۔ اون مکانات کے مالک اوس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ آپ نے ولید کا خط پڑھکر اونھیں سنایا۔ وہ لوگ قیمت لیکر مکانات دینے کے لئے تیار ہو گئے

حضرت عمر بن عبد العزیز نے قیمت اون کے حوالے کر دی۔ اب آپ نے ازواج مطہرات کے حجروں کو منہدم کرا کے مسجد نبوی کی بنا شروع کی۔ کچھ روز مدینہ کے کاریگروں نے کام کیا۔ بعد میں وہ معمار آ گئے جنھیں ولید نے خاص مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے بھیجا تھا۔

عمر بن عبد العزیز خود بھی مسجد نبوی کے گرانے میں شریک تھے۔ اور اون کے ہمراہ اور بھی سربرآوردہ لوگ جنھیں قاسم۔ سالم۔ ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ۔ خارجہ بن زید۔ اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر بھی مسجد کے گرانے میں شریک تھے۔ یہ لوگ حضرت عمر بن عبد العزیز کو مسجد کے نشانات بتاتے اور اوسکی شناخت سے نقشہ کا اندازہ کرتے جاتے تھے۔ اور انھیں حضرات نے اوس کی بنیاد قائم کی۔

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ جب ولید کا خط دمشق سے مسجد نبوی کے انہدام کے بارے میں آیا تو عمر بن عبد العزیز کو علحدہ کر کے پندرہ شخص مسجد کے گرانے کے لئے گئے۔ عمر بن عبد العزیز نے مسجد کے انہدام اور اوسکی تعمیر کی نگرانی میرے متعلق کر دی تھی۔ ہم نے مدینہ ہی کے مزدوروں اور کاریگروں سے انہدام کا کام لینا شروع کیا۔ سب سے پہلے ہم نے ازواج مطہرات کے مکانات کو منہدم کر دیا۔ کہ اتنے میں وہ کاریگر آ گئے جنھیں ولید نے اسی غرض سے مدینہ بھیجا تھا۔

صفر ۸۸ھ ہجری میں ہم نے مسجد نبوی کو گرانا شروع کیا۔ ولید نے قیصر روم کو لکھا کہ میں نے چونکہ مسجد نبوی کے انہدام اور پھر نئے سرے سے اوس کی تعمیر کا حکم دیا ہے۔ اسلئے آپ بھی اس کام میں میری امداد کیجیے۔ قیصر روم نے ایک لاکھ مثقال سونا۔ سو معمار۔ اور چالیس اونٹ منقش اور کندہ پتھروں سے لدے ہوے ولید کے پاس بھیجدیے۔ اور مسمار شدہ شہروں اور قصبات سے مینا کاری کئے ہوئے پتھر تلاش کرا کرا کے ولید کے پاس بھیجے۔ اور ولید نے اونھیں عمر بن عبد العزیز کے پاس بھیجدیا۔

اسی سنہ میں عمر بن عبد العزیز نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی۔ نیز اسی سنہ میں

مسلمہ نے رومیوں سے جہاد کیا۔ تین قلعے قسطنطین، غزالہ اور آخرم فتح کئے اور تقریباً ایک ہزار عرب مستعربہ قتل کر ڈالے۔ اُن کے بال بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا۔ اور اون کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

اسی سنہ میں قتیبہ نے نومشکث اور رامیثنہ پر فوج کشی کی۔

اِن واقعات کی تفصیل یہ ہے

قتیبہ نے ۸۷ھ ہجری میں بشار بن مسلم کو مرو پر اپنا قائم مقام بنا کر نومشکث پر فوج کشی کی۔ باشندگانِ نومشکث نے قتیبہ کا استقبال کیا اور اوس سے صلح کر لی۔ یہاں سے قتیبہ رامیثنہ گیا۔ اِس شہر کے باشندوں نے بھی صلح کر لی۔ اور قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔

اثنائے راہ میں ترکوں نے جن کے ساتھ سغدی اور اہل فرغانہ بھی کثیر تعداد میں تھے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی پر جو فوج کے پچھلے حصہ پر تھے اور اون کے اور اہل فوج اور قتیبہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا، ترکوں نے اچانک حملہ کر دیا۔ جب ترک عبدالرحمٰن کے بالکل نزدیک پہونچ گئے اوس نے قاصد کے ذریعہ سے اِس خطرہ کی فوراً قتیبہ کو اطلاع دی۔ اتنے میں ترکوں نے عبدالرحمٰن پر حملہ کر دیا۔ اور جنگ شروع کر دی۔

قاصد نے قتیبہ کو جا کر اس سانحہ کی اطلاع دی۔ قتیبہ فوراً اپنی فوج لیکر عبدالرحمٰن کی امداد کے لئے پلٹا۔ عبدالرحمٰن بھی برابر ترکوں کے مقابلہ پر جا رہا تھا مگر اب حالت یہ ہو چکی تھی کہ ترکوں نے تقریباً مسلمانوں کے چھکے چھڑا دئے تھے مگر جب عبدالرحمٰن کی فوج نے قتیبہ کو دیکھا تو اون کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اون میں پھر ایک قسم کی تازہ روح پیدا ہو گئی۔ نہایت ثابت قدمی اور دلیری سے ظہر تک لڑتے رہے۔ اِس معرکہ میں نیزک نے جو قتیبہ کے ہمراہ تھا خوب ہی داد مردانگی دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی۔ اور اون کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ قتیبہ نے اب پھر مرو کا رخ کیا۔ اور ترمذ کے پاس سے

دریائے جیحوں کو عبور کر کے بلخ ہوتا ہوا مرو پہونچا۔

باہلی یہ بیان کرتے ہیں کہ اِن حملہ آور ترکوں کا سردار اس معرکہ میں فغفور چین کا بھانجا کور بغانون ترکی تھا۔ اور ترکوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں ہی کو فتح دی۔

اسی سال ولید نے عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ پہاڑی راستے صاف کر دیے جائیں تاکہ مسافروں کو آسانی ہو۔ اور قصبات میں کنوئیں کھدوائے جائیں۔

صالح بن کیسان بیان کرتے ہیں کہ ولید نے عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ تمام پہاڑی دشوار گزار راستے آسان گزار کر دیے جائیں اور مدینہ میں کنویں کھدوائے جائیں۔ اسی قسم کا حکم ولید نے اور مقامات میں بھی بھیجا تھا۔ چنانچہ خالد بن عبد اللہ کو بھی اس قسم کا حکم موصول ہوا تھا ولید نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جس قدر جذامی ہیں وہ شاہ راہ پر لوگوں کے سامنے نہ پھریں۔ بلکہ اون کے لئے ایک بیت المعذورین بنا دیا گیا تھا۔ جہاں اونھیں باقاعدہ طور پر تمام ضروریات زندگی ایصال ہوتی رہتی تھیں۔

ولید نے عمر بن عبد العزیز کو یہ بھی حکم دیا کہ ایک فوارہ بنایا جائے' یہ فوارہ آجکل یزید بن عبد الملک کے مکان کے قریب واقع ہے) عمر بن عبد العزیز نے اوسے بنوایا۔ اور اوس میں سے پانی جاری ہو گیا۔ جب ولید حج کرنے آیا تو پانی کے ذخیرے اور فوارہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور حکم دیا کہ یہاں پہرہ بٹھا دیا جائے۔ اور نمازیوں کو اُس میں سے پانی دیا جایا کرے۔ اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز ۸۸ ہجری میں حج کرنیکے لئے کئی قریشیوں کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ عمر بن عبد العزیز نے ان اصحاب کو اخراجات کے لئے بہت سا روپیہ اور سواری کے لئے سواریاں بھیجدی تھیں۔ اِن تمام اصحاب نے عمر بن عبد العزیز کے ہمراہ ذی الحلیفہ سے

احرام باندھا۔حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی لے گئے تھے۔
جب تمام جماعت مقام تنعیم پہونچی تو قریش کے کچھ لوگ جن میں ابن ابی ملیکۃ بھی
تھے آپ سے ملنے آئے۔اور بیان کیا کہ مکہ میں پانی کی سخت قلت ہے۔
اور ہمیں خوف ہے کہ حاجیوں کو اس وجہ سے سخت تکلیف اوٹھانا پڑے گی۔
اور پینے کے لئے بھی پانی میسر نہ آئیگا۔
حضرت عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے تو مطلب بالکل صاف ہے۔ آؤ ہم اللہ
سے دعا کرتے ہیں چنانچہ آپ نے اور دوسرے تمام لوگوں نے نہایت عاجزی
اور خلوص سے دیر تک بارگاہِ کبریائی میں دعا کی۔ خدا نے اون کی دعاؤں
کو مقبول کیا۔اور بجد اوسی روز ہم بارش کی حالت میں بیت اللہ پہونچے۔
رات ہونے تک خوب موسلا دھار مینہ برسا۔اور جھڑی لگ گئی۔وادی بطحا
میں اسقدر سیلاب آیا کہ مکہ والے خائف ہوگئے۔عرفہ، منی اور مزدلفہ میں
بھی اس قدر بارش ہوئی کہ مشکل سے لوگ عبور کر کے جا سکتے تھے۔ اور
اس سال مکہ میں خوب سرسبزی اور نباتات کی روئید گی ہوئی۔ مگر ایک دوسری
روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۸ھ ہجری میں عمر بن ولید بن عبدالملک نے
لوگوں کو حج کرایا۔
اس سال تمام وہی لوگ مختلف مقامات کے صوبہ دار اور عامل تھے
جو سنہ گزشتہ ۸۷ھ ہجری میں تھے۔

۸۹ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

مسلمۃ بن عبدالملک کی زیر قیادت اس سال مسلمانوں نے قلعۂ سوریہ
فتح کیا۔ واقدی بیان کرتے ہیں کہ اس سال مسلمۃ رومیوں سے جہاد کرنے کیلئے
اون کے علاقہ میں داخل ہوئے۔اون کے ہمراہ عباس بن ولید بھی تھا۔دشمن
کے علاقہ میں پہلے تو دونوں ساتھ داخل ہوئے۔ مگر پھر یہ علیحدہ علیحدہ ہوگئے
مسلمۃ نے قلعۂ سوریہ فتح کیا۔اور عباس نے اذرولیہ فتح کیا۔ رومیوں کی ایک
فوج نے اون کی مزاحمت کی۔مگر اوس نے اونھیں شکست دی۔

مگر واقدی کے علاوہ اور لوگوں کا یہ بیان ہے کہ مسلمۃ نے قلعہ عموریۃ کی تسخیر کے لئے پیش قدمی کی یہاں رومیوں کی ایک زبردست فوج سے ان کا مقابلہ ہوا۔ مگر اللہ تعالے نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اور مسلمۃ نے قلعہ جات ہرقلۃ اور قمروتیہ فتح کر لئے۔ اور عباس موسم گرما کی مہم لیکر بدندون کی جانب سے کفار کے علاقہ میں جہاد کے لئے بڑھے تھے۔

نیز اس سال میں قتیبہ نے بخارا کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور رامیثنہ فتح کیا۔ یہ روایت باہلیوں کی ہے۔ نیز وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جب قتیبہ رامیثنہ فتح کر کے بلخ کے راستہ سے واپس ہوا تو فاریاب پر حجاج کا خط اوسے ملا۔ جس میں حکم دیا گیا تھا کہ تم وردان خذاہ سے جا کر لڑو۔ قتیبہ ۹۰ھ ہجری میں دوبارہ مرو سے جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ زم آیا۔ اور یہاں سے دریا کو عبور کیا ریگستان کے راستہ میں اہل سغد، کس، اور نسف نے اس کا مقابلہ کیا۔ قتیبہ اون سے لڑا۔ اور اونھیں شکست دیکر بخارا پہونچا۔ وردان کی داہنی سمت سے گزر کر اوس نے مقام خرقانۃ زیرین میں اپنا پڑاؤ کیا۔ اس مقام پر دشمن کی ایک زبردست جمعیت سے اسکی جنگ ہوئی۔ دو دن اور دو راتیں مسلسل معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ مگر آخر کار اللہ تعالی نے مسلمانوں کو مظفر و منصور کیا۔

مگر ادریس بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ ۹۰ھ ہجری میں قتیبہ نے وردان خذاہ بخارا کے بادشاہ سے جنگ کی۔ مگر اوس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ اور نہ کوئی شہر فتح کیا۔ اور مرو واپس آگیا۔ اور حجاج کو تمام واقعات کی اطلاع دیدی۔ اوسپر حجاج نے اوسے لکھا کہ بخارا کے بادشاہ کی تصویر میرے پاس بھیجدو۔ قتیبہ نے اوسکی تصویر بھیجدی۔ حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ تم اپنے خلوت خانہ میں جاؤ اور خلوص نیت سے اپنے خدا کے سامنے توبہ کرو۔ اور پھر ان سمتوں اور راستوں سے بخارا پر چڑھائی کرو۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے قتیبہ کو لکھا کہ کس کے خلاف کوئی چال چلو نسف کو تباہ کر دو۔ وردان کو لوٹ لو۔ اور حفاظت کی تمام تدبیریں ہمیشہ اختیار کرتے رہنا۔ اور مجھے چھوٹی چھوٹی مہموں کے بکھیڑے سے نجات دو،

نیز اسی سال خالد بن عبداللہ القسری مکہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ خالد مکہ میں ممبر پر بیٹھا ہوا لوگوں کے سامنے تقریر کر رہا تھا۔ اوس نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ کہ خلیفہ کا مرتبہ بڑا ہے جو کسی کا قایم مقام ہوتا ہے یا رسول کا مرتبہ جو محض پیامبر ہوتا ہے۔ بخدا تم لوگ خلیفہ کی فضیلت سے ناآشنا ہو۔ مگر میں بتاتا ہوں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگا۔ تو اللہ نے اونھیں کھاری پانی عطا فرمایا۔ مگر تمھارے خلیفہ نے حبیب اللہ سے پانی مانگا تو دیکھو کیسا شیریں اور خوش ذائقہ پانی دیا گیا ہے۔ یہ ایک کنواں تھا جسے ولید نے ثوبی اور حجون کی وادی میں کھدوایا تھا۔ اور یہاں سے اس کا پانی لیجا کر زمزم کے پاس چمڑے کے حوض میں رکھتے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اوس کنویں کا پانی زمزم سے بھی اچھا ہے۔

مگر بعد میں اوس کنویں کا پانی سوکھ گیا۔ اور کنواں بھی منہدم ہو گیا۔ آجکل یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کس جگہ تھا۔

اسی سال مسلمۃ بن عبدالملک نے ترکوں پر جہاد کیا۔ اور آذربائیجان کی سمت سے مقام باب تک پہونچ گیا۔ اور اس علاقہ میں مسلمہ نے کئی قلعے اور شہر سر کئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اور وہی لوگ اس سال بھی مختلف ممالک کے ارباب حل و عقد تھے جن کا تذکرہ ہم سال گزشتہ کے بیان میں کر چکے ہیں۔

سنہ ۹۰ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ۔

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے سوریہ کی سمت سے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور سوریہ میں جو پانچ قلعے تھے اونھیں فتح کیا۔

عباس بن الولید نے بھی اس سال جہاد کیا اور بڑھتے بڑھتے ارزن تک پہونچ گیا۔ اور لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سوریہ تک پہونچ گیا تھا۔ اور محمد بن عمر اسی بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہے۔

نیز اسی سنہ میں محمد بن قاسم الثقفی نے جسے حجاج نے فوج دیکر سندھ فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ داھر بن صعصعہ بادشاہ سندھ کو قتل کیا۔

اسی سال ولید نے عبداللہ بن عبدالملک کی جگہ قرۃ بن شریک کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

نیز اسی سال رومیوں نے خالد بن کیسان مسلمانوں کے امیر البحر کو گرفتار کیا۔ اوسے قیصر روم کے پاس لے گئے۔ اور پھر قیصر نے اوسے بغیر فدیہ لئے ولید کے سپرد کر دیا۔

اور اسی سنہ میں قتیبہ نے بخارا فتح کیا اور دشمن کی تمام طاقت کو جو اُس نے وہاں جمع کی تھی شکست فاش دی۔

بخارا کی فتح کا بیان

جب فتح حاصل کئے بغیر قتیبہ وردان خذاہ کے مقابلہ سے واپس مرو آگیا حجاج نے اس فعل پر اوسے ڈانٹا اور کہا کہ تم اس حرکت سے توبہ کرو۔ اور پھر بخارا کے بادشاہ کے خلاف مہم لیکر جاؤ۔ اور اس راستہ سے بخارا پر پیش قدمی کرنا۔

قتیبہ ۹۰ھ ہجری میں بخارہ پر جہاد کرنے کے لئے بڑھا۔ وردان خذاہ نے اہل سغد۔ ترکوں اور اپنے دوسرے ہمسایہ قوموں کو امداد کے لئے بلایا۔ یہ تمام لوگ بخارا کی امداد کے لئے آئے۔ مگر قتیبہ نے ان امدادی فوجوں کے آنے سے پہلے ہی بخارا پہونچکر اوس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جب امدادی فوجیں پہونچ گئیں تو اب اہل بخارا بھی کھلے میدان میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے۔ بنی ازد نے کہا ہمیں آج آپ بقیہ فوج سے علیحدہ متعین کر دیجیے۔ ہم دشمنوں کو سمجھ لیں گے۔ قتیبہ نے اوخھیں پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ ازدی آگے بڑھکر دشمن سے دست و گریبان ہو گئے۔ قتیبہ اپنے اسلحہ اور زرہ پر ایک زرد چادر اوڑھے بیٹھا رہا۔ اور ازدی کچھ عرصہ تو نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہے۔ مگر پھر پسپا ہوئے اور مشرکین نے ایسی سختی سے اون کا تعاقب کیا کہ مسلمانوں کے

پچھلے چھڑا دئے۔ بلکہ قتیبہ کے لشکر میں در آئے۔ اور اس سے بھی گذر کر اور آگے بڑھ آئے۔

حالت یہ ہوگئی کہ عورتوں نے گھوڑوں کے چہروں کو مارا تاکہ یہ پھر میدانِ جنگ کی طرف واپس پلٹ جائیں۔ اور رونا شروع کیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے پھر مڑ کر جوابی حملہ کیا۔ اور مسلمانوں کے دونوں بازؤں کی فوجیں بھی ترکوں پر ٹوٹ پڑیں۔ لڑتے لڑتے انھیں پھر اون کی پہلی جگہ پر پسپا کر دیا۔ اور ترک ایک بلند مقام پر جا کر ٹھر گئے۔

قتیبہ نے کہا کون ان ترکوں کو اس جگہ سے ہٹائیگا؟ اوس وقت اگرچہ تمام قبائل کھڑے تھے مگر کسی نے حامی نہیں بھری۔ قتیبہ خود چلکر بنی تمیم کے پاس آیا۔ اور اون سے کہا کہ میرا باپ تم پر سے قربان ہو۔ آپ لوگ کفار کے لئے بمنزلۂ دوزخ کے ہیں۔ اس لئے آج بھی آپ اپنے سابقہ معرکوں کی سی جراءت و بسالت دکھائیے۔

اس پر وکیع نے خود اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا۔ اور بنی تمیم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آج آپ لوگ میرا ساتھ نہ دیں گے۔ اور مجھے تنہا چھوڑ دینگے؟ سب نے کہا ہرگز نہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہریم ابی طمتہ المجاشعی بنی تمیم کے رسالہ کے دستہ کا افسر تھا۔ اور وکیع تمام بنی تمیم کا سردار تھا۔

ابھی تمام لوگ چپ چاپ اپنی اپنی جگہ ساکت کھڑے تھے کوئی پیش قدمی کرنے کی جراءت نہیں کرتا تھا۔ کہ وکیع نے ہریم کو رسالہ آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ اور اپنا جھنڈا بھی اوسے دیدیا۔ ہریم رسالہ لیکر آگے بڑھا۔ اور خود وکیع نے پیدل دستہ کے ساتھ آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کیا۔ بڑھتے بڑھتے ہریم اوس دریا کے کنارے پہونچا جو اوس کے اور دشمن کے درمیان رواں تھا۔ ہریم وہاں ٹھر گیا۔ مگر فوراً ہی وکیع نے اوس سے کہا کہ دیکھتے کیا ہو دریا میں گھوڑا ڈال دو۔ ہریم نے وکیع کی جانب خشمگیں اور غیظ آلود اونٹ کی طرح دیکھا اور کہنے لگا کہ اگر میں اپنا رسالہ دریا میں ڈال دوں اور یہ شکست کھا جائے تو بالکل تباہ ہو جائے گا۔ تم بالکل احمق ہو۔

وکیع کہنے لگا کیوں نالائق! تو اور میرے حکم سے سرتابی کرے! اور نیز وکیع نے اوس ڈنڈے سے جو اوس کے ہاتھ میں تھا اوسے مارا۔ ہریم نے اپنے گھوڑے کے چابک رسید کیا اور دریا میں ڈال دیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ جو کچھ اب میرے ساتھ ہو چکا ہے اس سے زیادہ تو دشمن کے مقابلہ میں بھی نہ ہو گا۔

غرض کہ ہریم رسالہ کے ساتھ دریا کو عبور کر کے نکل گیا۔ وکیع بھی اپنے پیدل دستہ کے ساتھ دریا پر پہونچا۔ حکم دیا کہ شہتیر لائے جائیں۔ چنانچہ شہتیر بچھا کر پل بنایا گیا۔ اور اب وکیع نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ صرف وہ جو مرنے کے لئے تیار ہو میرے ساتھ دریا کو عبور کرے اور جو اوس کے لئے تیار نہیں بہتر ہے کہ وہ آگے نہ بڑھے۔ اور یہیں اپنی جگہ ٹھیرا رہے۔ صرف آٹھ سو پیدل سپاہیوں نے اوس کے ساتھ دریا کو عبور کیا۔ وکیع بھی آہستہ آہستہ اون کے ساتھ چلتا رہا۔ جب یہ تھک گئے تو تھوڑی دیر آرام کر لینے کی اونھیں اجازت دی۔ اور جب سستا کر یہ لوگ دشمن کے بالکل قریب پہونچ گئے تو وکیع نے رسالہ کو اپنے دونوں بازوں پر رہنے کا حکم دیا۔ اور ہریم سے کہا کہ میں دشمن پر نیزوں سے حملہ کرنا چاہتا ہوں تم اوسے اپنے رسالہ سے ہماری جانب بڑھنے نہ دینا۔

ہریم سے اتنا کہہ کر وکیع نے فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ تمام لوگ نہایت بہادری سے تیر کی طرح دشمن پر جا پڑے ہریم نے بھی اپنے رسالہ کو لیا دشمن پر حملہ کیا۔ اور جب تک کہ اونھیں اس اہم مقام سے ہٹا نہیں دیا اون کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

اوس طرف قتیبہ نے یہ حالت دیکھکر بلند آواز سے کہا کہ دیکھو دشمن نے شکست کھائی۔ مگر اب بھی کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ دریا کو عبور کرتا اور دشمن کا مقابلہ کرتا۔ مگر جب دشمن نے بالکل ہی بھاگنا شروع کیا تب اس فوج نے اوس کا تعاقب کیا۔

قتیبہ نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک کافر کا سر لائیگا اوسے سو درہم انعام دیا جائیگا۔ اوس روز بنی قریع کے گیارہ شخص قتیبہ کے پاس سر لیکر آئے۔ جب کسی سے قتیبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو اوس نے یہی کہا کہ میں قریعی ہوں۔ اسپر

ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک ازدی شخص بھی کسی کافر کا سر قتیبہ کے سامنے لایا۔ قتیبہ نے اوسکا نام ونسب پوچھا۔ اوس نے کہا کہ قریشی ہوں۔ جہم بن زحر بھی اوس وقت قتیبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اوس نے قتیبہ سے کہا کہ خدا کی قسم ہے اس شخص نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ تو میرا چچرا بھائی ہے۔ قتیبہ نے اوس شخص سے اس جھوٹ بیان کی وجہ دریافت کی۔ اوس نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ہر شخص نے آکر یہی کہتا ہے کہ میں قریشی ہوں تو میں نے خیال کیا کہ آج جو شخص کسی دشمن کا سر لیکر آئے اوسے اپنے تئیں قریشی ہی بتانا چاہیئے اس بات کو سنکر قتیبہ ہنسنے لگا۔ اس معرکہ میں خاقان اور اوس کا بیٹا زخمی ہوئے قتیبہ پھر مرو واپس آگیا۔ اور حجاج کو لکھا کہ میں نے عبدالرحمن بن مسلم کو کفار کے مقابلہ پر بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اون کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح دی۔ اس فتح میں حجاج کا ایک آزاد غلام بھی شریک تھا۔ اس نے حجاج سے آکر اصل کیفیت بیان کی۔ حجاج کو قتیبہ پر سخت غصہ آیا۔ اور اس سے قتیبہ کو بھی سخت رنج و کاوش ہوئی۔ اوس کے مشیروں نے صلاح دی کہ آپ بنی تمیم کے کچھ لوگوں کا ایک وفد اونھیں انعام واکرام دے دلاکر اور اونھیں راضی کر کے حجاج کے پاس بھیجدیجیے تاکہ یہ لوگ آپ کے بیان کی توثیق کریں۔

چنانچہ قتیبہ نے بعض لوگوں کو جن میں عُرام بن شتیر الضبیّ بھی تھا اس غرض سے حجاج کی خدمت میں بھیجا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس پہونچے حجاج نے اونھیں خوب ڈانٹا ڈپٹا۔ بُرا بھلا کہا۔ اور حجام کو بُلایا جو قینچی لئے ہوئے تھا۔ اور کہا کہ یا تو تم لوگ مجھ سے سچا سچا واقعہ بیان کردو ورنہ اسی قینچی سے تمھاری زبانیں قطع کرادوں گا۔

اب کس کی مجال تھی کہ جھوٹ بولتا۔ عُرام نے تمام وفد کی طرف سے کہا۔ کہ امیر اور سپہ سالار عام تو قتیبہ تھے مگر عبدالرحمن کو اونھوں نے فوج کا سردار بنادیا تھا۔ اس لئے دراصل فتح اوسی کو ہوئی جو تمام لوگوں کا سپہ سالار عام اور امیر تھا۔ اس بیان سے حجاج کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا۔

اسی سال قتیبہ نے طرخون سغد کے بادشاہ سے اپنے سابقہ عہدنامہ

صلح کی تجدید کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب قتیبہ نے اہل بخارا کو نہایت ذلیل شکست دی اور اون کے پرخچے اڑا دیے تو اہل سغد پر اوسکی ہیبت اور رعب طاری ہوگیا۔ طرخون اپنے ساتھ دو اور سرداروں کو لیکر پلٹ کر آیا۔ اور قتیبہ کے لشکر کے قریب آکر ٹھہر گیا۔ دریائے بخارا ان دونوں کے بیچ میں حائل تھا۔ طرخون نے قتیبہ سے درخواست کی کہ کسی شخص کو آپ بھیجدیجیے تاکہ میں اوس سے کچھ گفتگو کروں۔ قتیبہ نے ایک شخص کو اوسکے پاس بھیجدیا۔ مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ طرخون نے خود حیان النبطی کو آواز دیکر بلایا حیان اوس کے پاس گیا۔ طرخون نے اوس سے کہا کہ میں اس قدر فدیہ دیکر صلح کرنا چاہتا ہوں۔ قتیبہ نے اوسکی درخواست منظور کرلی۔ اور اوس کے ایک شخص کو تا ادائی زرفدیہ بطور یرغمال اپنے پاس روک لیا۔ طرخون اپنے علاقہ میں چلا گیا۔ اور قتیبہ مرو واپس آگیا۔ نیزک بھی قتیبہ کے ہمراہ تھا۔

اسی سنہ میں نیزک نے بدعہدی کی۔ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے قلعہ بند ہوگیا۔ قتیبہ نے اوس سے جہاد کیا۔ اور اُس پر فتح پائی۔ ان تمام واقعات کا بیان حسب ذیل ہے۔

نیزک کی مسلمانوں سے بدعہدی اور قتیبہ کی اُسپر فوج کشی اور فتح

قتیبہ جب بخارا چھوڑ کر روانہ ہوا نیزک بھی اوس کے ہمراہ تھا۔ مگر قتیبہ کی متواتر فتوحات سے اوس کے دل میں قتیبہ کا رُعب بیٹھ گیا تھا۔ اور وہ قتیبہ سے ڈرنے لگا تھا۔ ایک روز اوس نے اپنے خاص مصاحبوں سے کہا کہ اگرچہ میں قتیبہ کے ہمراہ ہوں مگر مجھے اوس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے۔ اس عربی نژاد کی مثال کتے کی سی ہے۔ اگر مارو تو بھونکتا ہے۔ اگر اوس کے سامنے ٹکڑا ڈالدو تو دم ہلانے لگتا ہے۔ اور ساتھ ہو لیتا ہے۔ اور اگر تم اوس سے لڑو اور پھر کچھ دیدو تو وہ راضی ہوتا ہے اور تمام پچھلی باتوں کو

فراموش کر دیتا ہے۔ طرخون نے کئی مرتبہ ان کا مقابلہ کیا مگر جب اوس نے کچھ رقم فدیہ کی پیش کی قتیبہ نے فوراً قبول کر لی۔ اور پھر دوستانہ تعلقات قائم کر لئے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ اوس کا رعب داب بہت زیادہ ہے آپ لوگ بتائے کیا یہ مناسب نہوگا کہ میں اوس سے اجازت لیلوں اور اپنے وطن واپس چلا جاؤں سب نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ اجازت لے لیجئے۔

جب قتیبہ آمل پہونچا تو نیزک نے اوس سے طخارستان واپس جانے کی اجازت طلب کی قتیبہ نے اجازت دیدی۔ نیزک قتیبہ کے لشکر گاہ سے بلخ کے طرف روانہ ہوا۔ مگر وہاں سے نکلتے ہی اوس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں اپنی رفتار میں بہت تیزی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ نہایت سرعت سے یہ تمام لوگ چلے۔ اور نوبہار پہونچے۔ یہاں نیزک نے پوجا پاٹ کیا۔ اور برکت حاصل کی۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے یقین کامل ہے کہ ہمارے وہاں سے روانہ ہوتے ہی قتیبہ مجھے آنے کی اجازت دینے پر نادم ہوا ہوگا۔ اور بس ابھی اوس کا قاصد مغیرہ بن عبداللہ کے پاس میرے قید کر دینے کا حکم لیکر آتا ہوگا۔ لہٰذا تم ذرا دیکھتے رہو۔ اگر قتیبہ کا قاصد شہر کے دروازہ سے باہر نکل جائے تو امید ہے کہ وہ ابھی بروقان نہیں پہونچیگا۔ کہ ہم طخارستان پہونچ جائیں گے۔ اور جب تک مغیرہ کسی اور شخص کو ہمارے تعاقب میں بھیجے ہم خلم کی گھاٹی پہونچ جائیں گے۔ اور وہ ہمیں نہیں پا سکے گا۔

غرض کہ نیزک کے ساتھی دیکھ بھال کے لئے مستعد ہوگئے۔ قتیبہ کا قاصد مغیرہ کے پاس نیزک کے قید کرنے کا حکم لیکر روانہ ہوا۔ (چونکہ اوس زمانہ میں بلخ ویران تھا اس لئے مغیرہ اوس وقت بروقان میں تھا) یہ دیکھتے ہی نیزک اور اوس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر الوپ ہوگئے۔

اب قاصد مغیرہ کے پاس پہونچا۔ مغیرہ خود ہی نیزک کے تعاقب میں چلا۔ مگر دیکھا کہ وہ خُلم کی گھاٹی میں داخل ہوگیا ہے مجبوراً تعاقب چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

نیزک نے اپنے علاقہ میں پہونچتے ہی کھلم کھلا بغاوت کا اظہار کر دیا۔

اور اصبہذ بلخ باذام بادشاہ مرورود۔ شہرک بادشاہ طالقان۔ ترسل بادشاہ فاریاب اور جوزجانی بادشاہ جوزجان سے امداد کی استدعا کی۔ اور اونھیں مسلمانوں کی حکومت کے جوئے کو اوتار کے پھینکدینے پر برانگیختہ کیا۔ ان تمام رؤسا نے اوس کی تجویز کو قبول کر لیا۔ نیزک نے ان سے کہا کہ آیندہ موسم بہار میں ہم سب ایک جا جمع ہو کر قتیبہ پر چڑھائی کریں گے۔ نیزک نے کابل شاہ سے بھی امداد طلب کی۔ اپنا تمام قیمتی مال و اسباب زر و جواہرات اوس کے پاس بھیجدیے۔ اور اجازت طلب کی کہ اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کے پاس آکر پناہ لونگا۔ اور آپ اپنے علاقہ میں مجھے پناہ دیجیگا۔ کابل شاہ نے اوس کی درخواست پر پناہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ اور اوس کے تمام مال و اسباب کو اپنے پاس رکھ لیا۔

طخارستان کا بادشاہ جیغویہ جس کا نام شذ تھا ایک بہت ہی کمزور فرمان روا تھا۔ نیزک نے اوسے اس ڈر سے کہ مبادا یہ کوئی ریشہ دوانی کرے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور سونے کی بیڑیاں اوسے پہنا دیں۔ حالانکہ اصل میں جیغویہ ہی طخارستان کا بادشاہ تھا اور نیزک اوس کا غلام تھا۔

غرض کہ نیزک نے اوسے قید کر دیا۔ اور اوس کے علاقہ سے قتیبہ کے عامل محمد بن سلیم الناصح کو نکال دیا۔ ان تمام واقعات کی اطلاع قتیبہ کو موسم سرما کے شروع ہونے سے پہلے ملی۔ اوس وقت تمام فوج منتشر ہو چکی تھی۔ اور صرف اہل مرو اوس کے پاس باقی تھے۔

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان واقع بلخ بھیجدیا۔ اور حکم دیا کہ موسم سرما کے ختم تک تم چپ چاپ بیٹھے رہنا جاڑہ نکلتے ہی فوج کی آراستگی اور ترتیب کر کے طخارستان روانہ ہو جانا۔ اور یہ سمجھ لو کہ میں بھی تمھاری امداد کو پہونچتا ہی ہوں۔

عبدالرحمن بروقان آگیا۔ تمام جاڑے قتیبہ خاموش بیٹھا رہا۔ آخر موسم سرما میں اوس نے ابرشہر۔ ابیورد۔ سرخس اور اہل ہرات کو احکام بھیجے کہ جنگ کے لیے آجائیں۔ چنانچہ اون مقامات کے تمام لوگ اس مرتبہ اپنے معمول سے

پہلے ہی قتیبہ کے پاس جنگ کے لئے مستعد ہو کر چلے آئے۔
اسی سنہ میں قتیبہ نے اہل طالقان پر فوج کشی کی۔ اور ہزاروں کافروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ مقتولین کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ کفار کی لاشوں کو جب ایک دوسرے کے محاذی رکھا گیا تو چار فرسخ تک دو مسلسل قطاریں بن گئیں۔
اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ جب نیزک طرخان نے قتیبہ سے بغاوت کی اور قتیبہ سے لڑنا چاہا تو طالقان کے بادشاہ نے بھی نیزک کو قتیبہ کے خلاف مدد دینے کا وعدہ کیا۔ اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں اپنے ساتھ اور بادشاہوں کو بھی جو قتیبہ سے لڑنا پسند کریں گے تمہاری مدد پر لے آؤنگا۔
نیزک قتیبہ سے بھاگ کر خلم کی گھاٹی میں جہاں سے طخارستان کو راستہ جاتا ہے آگیا اور اوسے محسوس ہو گیا کہ مجھ میں قتیبہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے اوس نے تو بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ مگر اب قتیبہ نے طالقان پر حملہ کر کے اوس کے باشندوں کا قتل عام کر دیا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا یہ واقعہ اسی سنہ میں پیش آیا۔ یا نہیں۔ مگر ہم اس واقعہ کو سنہ ۹۱ ہجری کے واقعات میں بیان کریں گے۔
عمر بن عبدالعزیز نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اور آپ ہی اس سنہ میں ولید کی جانب سے مدینہ۔ مکہ اور طائف کے گورنر تھے۔ عراق اور تمام مشرقی صوبوں کا ناظم اعلیٰ حجاج تھا۔ اور حجاج کی طرف سے جراح بن عبداللہ بصرہ کا عامل تھا۔ اور عبدالرحمٰن بن اذینہ قاضی تھے۔ زیاد بن جریر بن عبداللہ کوفہ کا عامل تھا۔ اور ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ قتیبہ بن مسلم خراسان اور قرۃ بن شریک مصر کے گورنر تھے۔
اسی سنہ میں یزید بن المہلب اور اوس کے اور بھائی جو اوس کے ہمراہ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ جیل خانہ میں تھے نکل بھاگے۔ اور پھر سلیمان بن عبدالملک کے پاس جا کر حجاج اور ولید بن عبدالملک کی گرفت سے بچنے کے لئے پناہ گزیں ہو گئے۔

یزید اور اوس کے بھائیوں کا حجاج کی قید سے بھاگ کر سلیمان بن عبدالملک کے پاس پناہ لینا۔

چونکہ تقریباً تمام علاقہ فارس پر کردوں نے لوٹ مار اور غارت گری کر رکھی تھی اون کی سرکوبی کے لئے ایک مہم بھیجنے کے لئے حجاج کوفہ سے رستقباذ آیا۔ یزید اور اوس کے بھائیوں مفضل اور عبدالملک کو بھی قید سے نکال کر اپنے ساتھ لے آیا۔ اپنے لشکر گاہ ہی میں اونھیں رکھا اون کے چاروں طرف ایک خندق کھدوا دی تاکہ یہ بھاگ نہ جائیں۔ اور اپنے حجرہ کے قریب ہی ایک چھوٹے سے خیمہ میں اونھیں قید کردیا۔ اور شامیوں کا پہرہ اون پر بٹھا دیا۔

حجاج نے ساٹھ لاکھ درہم اون پر جرمانہ کردیا تھا اور طرح طرح کی تکلیفیں اونھیں دیتا تھا۔ مگر یزید نہایت صبر اور استقلال سے ان تمام مصائب کو برداشت کرتا تھا۔ اور اسکی اس ثابت قدمی سے حجاج اور زیادہ چڑ جاتا تھا۔

کسی نے حجاج سے کہا کہ یزید کی پنڈلی میں تیر مارا جائے۔ کیونکہ کوئی چیز بھی اوسکی پنڈلی میں لگتی ہے تو وہ چلانے لگتا ہے۔ اور اگر معمولی سی چیز کو بھی حرکت دی گئی تو تم فوراً اوس کے چیخنے کی آواز سنو گے۔ اور پھر تم حکم دینا کہ اُسے خوب تکلیف اور ایذا پہونچائی جائے۔ اور اوس کی پنڈلی کو کوٹا جائے۔

جب یزید کے ساتھ یہ حرکت کی وہ چلانے لگا۔ یزید کی بہن ہند بنت المہلب حجاج کے نکاح میں تھی اوس نے جب یہ آواز سنی تو اوس نے بھی چیخنا چلانا اور رونا شروع کیا۔ حجاج نے محض اسی وجہ سے اوسے طلاق دی مگر پھر یزید اور اوس کے بھائیوں کو تکلیف دینے سے باز رہا۔ اور اونھیں حکم دیا کہ زر مطالبہ ادا کردو۔ یہ تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرنے لگے۔ مگر اوس کے ساتھ ہی بھاگ جانے کی فکر سے بھی غافل نہ رہے۔ اونھوں نے مروان بن المہلب کو جو اوس وقت بصرہ میں تھا لکھا کہ ہمارے لئے گھوڑے سدھائے جائیں۔ اور لوگوں پر ظاہر کیا جائے کہ یہ فروخت کرنے کے لئے تیار کئے جارہے ہیں۔

اور نہ فروخت کے لئے پیش بھی کئے جائیں۔ مگر اون کی قیمت اتنی مانگی جائے کہ کوئی نہ لے سکے تاکہ اگر ہم کسی طرح اس جیل خانہ سے بھاگ سکے تو پھر یہی گھوڑے ہمارے کام آئیں گے۔

مروان نے اس تجویز پر عمل کیا۔ حبیب بن المہلب بھی بصرہ میں تھا اور اس پر بھی طرح طرح کی سختیاں کی جارہی تھیں۔ ایک دن یزید نے اپنے محافظین کے لئے کھانا پکوایا۔ اونھیں خوب کھلایا۔ اور خوب شراب پلائی۔ یہ لوگ مے نوشی کے مزے اوڑاتے رہے اور اوس طرف یزید نے اپنے باورچی کے کپڑے پہنے۔ اپنی ڈاڑھی پر ایک سفید ڈاڑھی لگالی۔ اور قید خانہ سے نکلا۔ کسی سپاہی نے اوسے دیکھکر کہا بھی کہ یہ تو یزید کی چال معلوم ہوتی ہے۔ مگر چونکہ رات تھی جب آکر دیکھا تو سفید ڈاڑھی نظر آئی۔ اوسے چھوڑ کر اپنی جگہ واپس چلا آیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ تو کوئی پیر فرتوت ہے۔

مفضل بھی اوس کے بعد ہی نکل آیا۔ اور اوسے بھی کوئی نہ پہچان سکا۔ یہ دونوں اون کشتیوں کے پاس پہونچے جو بطائح میں پہلے سے اون کے لئے تیار تھیں۔ اب اون کے اور بصرہ کے درمیان اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ یہ تو کشتیوں کے پاس پہونچ گئے۔ مگر عبدالملک کو کسی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی۔ یزید نے مفضل سے کہا کہ ہمیں تو چل دینا چاہئے عبدالملک آہی جائیگا۔ مگر چونکہ مفضل اور عبدالملک دونوں ایک ماں سے تھے (اونکی والدہ بہلۃ الہندیۃ تھی) اس لئے مفضل نے کہا کہ میں تو بغیر عبدالملک کے آئے نہیں جاؤں گا۔ چاہے مجھے پھر واپس جیل خانہ ہی جانا پڑے۔ اتنے میں عبدالملک بھی آگیا۔ یہ سب کشتیوں میں سوار ہو کر رات بھر چلتے رہے۔ صبح کے وقت بصرہ والوں کو اون کے بھاگ جانے کا حال معلوم ہوا۔ اسکی اطلاع حجاج کو دی گئی۔ حجاج یہ سن کر بہت پریشان ہوا۔ اور اوسے خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ خراسان کی طرف گئے ہیں۔ اس لئے اوس نے فوراً قتیبہ بن مسلم کو ہرکارے کے ذریعہ اون کے چلنے کی اطلاع دیدی اور حکم دیا کہ تم اونکے مقابلہ کے لئے تیار رہو۔ اسی طرح حجاج نے اور دوسرے اضلاع، اور قلعوں کے

عاملوں اور قلعہ داروں کو اون کی نقل وحرکت کی دیکھ بھال اور روک تھام کے لئے احکام ارسال کئے۔ نیز حجاج نے ولید کو بھی اون کے بھاگ جانے کی اطلاع کی۔ اور لکھا کہ مجھے یہ یقین ہے کہ یہ لوگ ضرور خراسان کی طرف گئے ہیں
اب حجاج کا یہ حال تھا کہ وہ برابر اس اُدھیڑ بن میں تھا کہ دیکھیں یزید کیا کار روائی کرتا ہے۔ اور کہا بھی کرتا تھا کہ میرا یہ خیال ہے کہ جو ابن الاشعث نے کیا تھا وہی یہ کرے گا۔

جب یزید بطائح سے موقوع کے قریب پہونچا یہاں اوسے وہ گھوڑے جو پہلے ہی سے اوسکے اور اوسکے بھائیوں کے لئے تیار تھے ملے۔ یہ سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ عبد الجبار بن یزید بن الربعتہ بطور بدرقہ کے اون کے ہمراہ تھا۔ یہ اونھیں سماوہ کی طرف لے چلا۔

دو روز کے بعد ایک ایسے شخص نے جس نے یزید اور اوس کے بھائیوں کو شام کی سمت جاتے دیکھا تھا حجاج سے آکر بیان کیا۔ کہ یزید شام کی طرف گیا ہے۔ اور کہا کہ اون کے گھوڑے راستہ میں تھک گئے تھے۔ حجاج نے اس بات کی اطلاع ولید کو دی۔

یزید فلسطین پہونچا۔ وہیب بن عبد الرحمن الازدی کے پاس فروکش ہوا یہ شخص سلیمان بن عبد الملک کے معزز دوستوں میں تھا۔ اوس نے یزید کے اہل وعیال کو سفیان بن سلیمان الازدی کے پاس ٹھرا دیا۔ اور اوس کا کچھ سامان بھی اوسی کے پاس رکھوا دیا پھر وہیب نے سلیمان سے جاکر کہا کہ یزید بن المہلب اور اوس کے بھائی حجاج سے بھاگ کر آپ کے پاس پناہ لینے کے لئے آئے ہیں۔ اور میرے مکان میں فروکش ہیں

سلیمان نے کہا کہ اون سب کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اون سب کو امان دیتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک کہ میں زندہ ہوں کوئی شخص اونھیں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

وہیب اون سب کو سلیمان کے پاس لے آیا۔ اور اب یہ سب ایسے شخص کے پاس مقیم ہو گئے جہاں اونھیں اب کوئی خطرہ نہ تھا۔

اثنائے راہ میں جبکہ عبدالجبار بن یزید بن الربعۃ انکو لئے جا رہا تھا یزید کا عمامہ کہیں گر پڑا۔ جب یزید نے تلاش کیا تو نہ پایا۔ عبدالجبار سے کہا کہ تم واپس جاکر ڈھونڈ لاؤ۔ عبدالجبار نے کہا کہ یہ بات میری شان کے خلاف ہے۔ یزید نے پھر کہا کہ جاؤ اور تلاش کرکے لاؤ۔ عبدالجبار نے اس مرتبہ بھی اس کی بات مسترد کردی۔ یزید نے اوس کے کوڑا مارا۔ عبدالجبار نے اپنے اور اوس کے تعلقات نسب کا اظہار کیا۔ اوس پر یزید نادم ہوا۔ اسی وجہ سے بعد میں عبدالجبار نے یزید کی تعریف کی۔

حجاج نے ولید کو لکھا کہ مہلب کی اولاد نے خدا کے مال میں خیانت کی ہے اور مجھ سے بھاگ کر سلیمان کے پاس پناہ لی ہے۔

اس سے پہلے یہ احکام دیدئے گئے تھے کہ تمام لوگ خراسان جانے کیلئے جمع ہوجائیں۔ کیونکہ ہر شخص کو یہی خیال تھا کہ یزید اسلئے خراسان گیا ہے تاکہ وہاں جو اُس کے طرفدار ہوں اونھیں جنگ کے لئے برانگیختہ کرے۔

جب ولید کو یہ بات معلوم ہوئی کہ یزید سلیمان کے پاس آگیا ہے تو اوسکے دل میں اوس کی طرف سے جو اندیشہ تھا وہ جاتا رہا۔ اور اوس روپیہ کے متعلق جو یزید نے ناجائز طریقہ پر حاصل کیا تھا اوس کا غصہ بھی فرو ہوگیا۔ سلیمان نے ولید کو لکھا کہ یزید نے میرے پاس آکر پناہ لی ہے۔ ان پر صرف تیس لاکھ درہم واجب الادا ہیں۔ مگر حجاج نے ساٹھ لاکھ کا مطالبہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے تیس لاکھ تو ادا کر دئے ہیں۔ اور بقیہ رقم میں اپنے ذمہ لئے لیتا ہوں۔

ولید نے سلیمان کو لکھا کہ جب تک تم یزید کو میرے پاس نہ بھیج دو گے اوس وقت تک میں اونھیں امان نہیں دونگا۔ سلیمان نے اوس کے جواب میں لکھا کہ اگر یزید کو میں آپ کی خدمت میں بھیجوں گا تو خود بھی اوس کے ہمراہ حاضر خدمت ہوں گا۔ اور آپ سے خدا کا واسطہ دیکر عرض کروں گا کہ آپ مجھے رسوا نہ کریں۔ اور جو وعدۂ امان میں نے اونھیں دیا ہے اوس میں دست اندازی نہ کریں۔

ولید نے لکھا کہ اگر تم اون کے ہمراہ آؤ گے تو بخدا میں ہرگز ہرگز اونھیں امان

نہیں دونگا۔ جب معاملات کی نزاکت اس حد تک پہنچ گئی تو خود یزید نے سلیمان سے کہا کہ آپ مجھے بھیجدیجئے۔ کیونکہ میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ محض میری وجہ سے آپ کے اون کے تعلقات خراب ہو جائیں۔ اور لوگوں کو میرے متعلق چہ میگوئیاں کرنے کا موقع ملے کہ بھائیوں بھائیوں میں پھوٹ ڈلوادی۔ آپ مجھے بھیجدیجئے۔ میرے ساتھ اپنے صاحبزادہ کو بھی بھیجدیجئے اور ایک خط نہایت نرم اور ملائم لہجہ میں لکھکر اپنے صاحبزادہ کے ہاتھ امیرالمومنین کو میری سفارش کے لئے بھیجدیجئے۔

غرض کہ سلیمان نے یزید کے ساتھ اپنے بیٹے ایوب کو بھی کیا چونکہ ولید نے حکم دیا تھا کہ یزید کو پابہ زنجیر دربار خلافت میں حاضر کیا جائے اس لئے سلیمان نے یزید کے بیڑیاں ڈال کر ولید کے پاس روانہ کردیا۔ اپنے بیٹے ایوب سے کہا کہ جب امیرالمومنین کی خدمت میں جانے لگو تو تم بھی یزید کی بیڑیوں میں شریک ہو جانا۔ اور اوسی حالت میں دونوں امیرالمومنین کی خدمت میں جانا۔

جب یہ سب ولید کے پاس پہونچے تو ایوب نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ اور یزید کے ساتھ ہی بیڑیاں پہنے ولید کے سامنے آیا۔ جب ولید نے اپنے بھتیجے کو بھی بیڑی پہنے دیکھا تو کہنے لگا کہ سلیمان نے تو انتہا کردی۔ پھر ایوب نے اپنے باپ کا خط اپنے چچا کو دیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ اے امیرالمومنین میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں کہ آپ اوس عہد کی حفاظت کریں! آپ اوس شخص کی امیدوں کو خاک میں نہ ملائیں جس نے صرف ہمارے آپ کے تعلقات ہی کی وجہ سے ہماری پناہ لی ہے۔ اور نہ آپ اوس شخص کو ذلیل و رسوا کریں جو محض اس وجہ سے کہ آپ ہماری عزت کرتے ہیں باقی سب دنیا کو چھوڑ کر ہمارے پاس اپنی عزت و آبرو کو بچانے کی امید لیکر آیا ہے۔ پھر ایوب نے سلیمان کا خط پڑھکر سنایا۔ جو حسب ذیل ہے۔

یہ خط عبداللہ الولید امیرالمومنین کے نام سلیمان بن عبدالملک کی جانب سے ہے حمد وثنا کے بعد امیرالمومنین! میرا یہ خیال تھا کہ اگر میں کسی ایسے شخص کو بھی جس نے آپ کے خلاف سرکشی اور بغاوت کی ہو پناہ اور وعدہ امان

دیدوں گا تو آپ میرے اوس وعدۂ امان اور ذمۂ حفاظت کو کالعدم کر کے مجھے رسوا نہ کریں گے۔ حالانکہ اس وقت تو میں نے ایسے شخص کو پناہ دی ہے جو ہمیشہ فرماں بردار اور اطاعت شعار رہا ہے، اوس نے اوس کے باپ اور اوس کے تمام خاندان نے اسلام کی خدمت میں وہ کارنمایاں کئے ہیں جنھیں سب جانتے ہیں۔ میں نے اوسے آپ کی خدمت میں بھیجدیا ہے اب آپ مختار ہیں چاہیں تو جو کچھ وعدۂ امان اور ذمۂ حفاظت میں نے اپنے سر لیا ہے اوسے توڑ ڈالیں اور اس طرح مجھے سخت رنج پہونچائیں اور تعلقات کو منقطع کردیں۔ مگر میں آپ سے خدا کا واسطہ دیکر عرض پرداز ہوں کہ آپ ہرگز تعلقات منقطع نہ کریں۔ میری آبروریزی نہ کریں۔ اور میرے حال پر آپ کی جو مہربانیاں اور عنایتیں ہیں اونھیں ترک نہ کیجئے۔ کیونکہ امیرالمومنین! مجھے نہیں معلوم کہ میں اور آپ کب تک زندہ رہتے ہیں اور کب موت اگر مجھے اور آپ کو ہمیشہ کے لئے جدا کردیتی ہے۔ اس لئے یہ میری دلی تمنا اور خواہش ہے کہ جب تک میں اور آپ زندہ ہیں اوس وقت تک آپ کی مہربانیوں اور عنایتوں میں میرے ساتھ کوئی کمی نہو اور نہ آپ مجھے کوئی رنج پہونچائیں۔ اور میں امیرالمومنین کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کی خوشنودی کے علاوہ دنیا کی اور کوئی شئے مجھے اس قدر عزیز نہیں اور نہ میرے لئے باعث خوشی ہو سکتی ہے جس قدر کہ جناب والا کی خوشنودی مزاج۔ کیونکہ جناب کی خوشنودی مزاج سے تو میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا خواستگار ہوں۔ لہذا میں نہایت ادب سے عرض پرداز ہوں کہ اگر آپ تمام زمانہ میں سے صرف ایک دن اپنی انتہائی عنایت و کرم سے کام لیکر مجھے خوشی پہونچانا چاہتے ہوں اور میرے حقوق کی عزت کرتے ہوں تو آپ میری خاطر یزید کو معافی دیدیجئے۔ اور جو کچھ اون پر مطالبہ ہے اوسے میں ادا کردوں گا۔

خط پڑھکر ولید نے کہا اچھا ہم نے سلیمان پر عنایت و مہربانی کی، پھر اپنے بھتیجے کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا۔ اب یزید نے تقریر شروع کی۔ اور خدا کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد کہنے لگا اے امیرالمومنین ہم پر آپ کے احسانات

بہت زیادہ ہیں۔ چاہے کوئی اور اونھیں بھول جائے مگر ہم نہیں بھول سکتے۔ چاہے اور لوگ اونھیں نہ مانیں مگر ہم ہمیشہ معترف رہیں گے۔ ہمارے خاندان نے آپ کی اطاعت و فرماں برداری میں مشرق و مغرب میں آپ کے دشمنوں کے خلاف جو جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ ظاہر ہیں۔ مگر پھر بھی آپ ہی کے احسانات ہم پر بہت زیادہ ہیں جسکا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ ولید نے یزید سے کہا بیٹھ جاؤ! یزید بیٹھ گیا۔ ولید نے اوسے معافی دیدی۔ یزید سلیمان کے پاس واپس چلا آیا۔ ولید کے اور بھائیوں نے اوس روپیہ کے متعلق جسکا حجاج نے یزید سے مطالبہ کیا تھا معاف کر دینے کی سفارش کی۔ ولید نے حجاج کو لکھدیا کہ چونکہ یزید اور اوس کے خاندان والے سلیمان کے پاس ہیں۔ اس لئے میں اون کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔ تم بھی اوسے چھوڑ دو۔ اور اب آئندہ اوس کے بارہ میں کوئی خط وغیرہ مجھے نہ لکھنا۔

جب حجاج پر یہ حقیقت منکشف ہوئی وہ بھی خاموش ہو رہا۔ ابو عُیَینۃ بن المہلب بھی حجاج کے پاس تھا اور اس سے بھی حجاج نے دس لاکھ درہم کا مطالبہ کر رکھا تھا۔ مگر اب اوسے بھی اوس نے معاف کر دیا۔ اور نیز حبیب بن المہلب سے بھی درگذر کر دیا۔

یزید سلیمان بن عبد الملک کے پاس آکر فروکش ہو گیا۔ وہ اوسے لباس کے اوضاع سکھاتا تھا۔ اور عمدہ عمدہ کھانے اوس کے لئے تیار کرواتا اور بیش قیمت تحائف بھیجتا۔ اور اس میں شک نہیں کہ سلیمان بھی سب سے زیادہ یزید کی عزت و منزلت کرتا تھا۔ خود سلیمان کا یہ حال تھا کہ جو کوئی تحفہ یا عمدہ چیز اوس کے پاس آتی اوس میں سے آدھی ضرور یزید کو بھیجدیتا۔ بلکہ جو لونڈی سوائے خطیتہ الجاریتہ کے اوسے بھلی معلوم ہوتی یزید کے پاس بھیجدیتا۔ ان غیر معمولی مراسم کی اطلاع ولید کو ہوئی۔ ولید نے حارث بن مالک بن ربیعۃ الاشعری کو بلایا۔ اور حکم دیا کہ تم سلیمان کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ اے اپنے خاندان کے رسم و رواج کی مخالفت کرنے والے۔ امیر المومنین کو اس بات کا علم ہوا ہے کہ جو کوئی تحفہ یا عمدہ چیز تمہارے پاس آتی ہے تم اوس میں سے آدھی یزید کے پاس

بھیجدیتے ہو۔ اور تمھاری لونڈیوں میں سے جو کوئی لونڈی تمھارے پاس آتی ہے اوس کے طہر کا زمانہ ابھی پورا بھی نہیں ہوتا کہ تم اوسے یزید کے پاس بھیجدیتے ہو۔ اور دیکھو حارث ان افعال پر تم اونھیں برا بھلا کہنا۔ اور لعنت ملامت کرنا۔ اور جو حکم تمھیں دیا جاتا ہے اوس کی لفظ بلفظ تعمیل کرنا۔

حارث نے کہا کہ میں ضرور ایسا کروں گا۔ اور مجھے کیا ڈر ہے میں تو صرف جناب کا پیامبر ہوں۔ ولید نے کہا تو اچھا جاؤ۔ اور یہ سب کچھ کہہ دو۔ اور اُن کے پاس ٹھہرے رہنا۔ میں اون کے دینے کے لئے انھیں کچھ تحائف بھیجوں گا۔ تم وہ چیزیں سلیمان کو دیکر اون کی رسید لے لینا اور پھر چلے آنا۔

حارث سلیمان کے پاس آئے۔ اوس وقت سلیمان کلام پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ حارث نے سامنے پہونچکر سلام کیا۔ مگر سلیمان نے جواب نہیں دیا۔ تلاوت سے فارغ ہوکر سلام کا جواب دیا۔ اور پھر اوس کی طرف سر اوٹھا کر دیکھا۔ حارث نے وہ تمام باتیں اوس سے کہہ دیں۔ جن کے کہنے کے لئے ولید نے اونھیں بھیجا تھا۔ یہ باتیں سنکر سلیمان کا چہرہ غصہ سے بگڑ گیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم یہ بھی میرا بس چلا تو تمھارے ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ حارث نے کہا جناب والا اس میں میرا کیا قصور ہے میں تو صرف پیامبر ہوں۔ جو حکم مجھے ملا تھا اوس کی میں نے تعمیل کردی۔

حارث سلیمان کے پاس سے چلے آئے۔ جب وہ چیزیں جو ولید نے سلیمان کو دینے کے لئے حارث کے پاس بھیجی تھیں آئیں تو انھیں لیکر حارث پھر سلیمان کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ جناب والا ان تحائف کی مجھے رسید دیدیجئے۔ سلیمان نے ڈانٹ کر کہا کہ مجھ سے رسید مانگنے کا تم کو کیا حق ہے۔ حارث نے کہا کہ اب میں دوبارہ اوسکے متعلق کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ میں کیا کروں بندگی بے چارگی، جیسا حکم مجھے دیا گیا تھا۔ اوسکی تعمیل کرنا مجھپر ضروری تھا۔ سلیمان چپ ہوگیا اور سمجھ گیا کہ حارث سچ کہہ رہا ہے۔

اب حارث سلیمان کے پاس سے نکل آئے۔ اور لوگ بھی اوٹھے۔ سلیمان نے حکم دیا کہ جسقدر چیزیں آئی ہیں اون سب میں سے برابر نصف نصف اور ان

نوکروں میں سے بھی آدھے لیجاؤ اور یزید کو پہونچا دو۔ حارث کو معلوم ہو گیا کہ یزید کے بارے میں سلیمان پر اب کسی شخص کے کہنے سننے کا اثر نہیں ہو سکتا۔ یزید نو مہینے سلیمان کے ہمراہ رہا۔

سنہ ۹۵ ہجری بروز جمعہ ۲۱ ماہ رمضان المبارک کو حجاج نے انتقال کیا۔

سنہ ۹۱ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ۔

اس سال عبد العزیز بن الولید موسم گرما کی مہم کے ساتھ کفار سے جہاد کرنے گیا۔ مسلمۃ بن عبد الملک اس مہم کا سپہ سالار تھا۔

مسلمۃ نے ترکوں سے جہاد کیا۔ آذربائجان میں درآیا اور باب تک پہونچ گیا۔ اور کئی قلعے اور شہر فتح کر لیے۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن نصیر نے اندلس پر چڑھائی کی۔ اور کئی شہر اور قلعے سر کیے۔

نیز اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے نیزک طرخان کو قتل کر ڈالا۔

اب یہاں سے پھر نیزک اور قتیبہ کی جنگ اور قتیبہ کی فتح کا واقعہ شروع ہوتا ہے۔

جب باشندگان ابرشہر۔ بیورد۔ سرخس اور ہرات جنہیں قتیبہ نے جہاد کے لیے مدعو کیا تھا اوس کے پاس آ گئے تو اب قتیبہ اس تمام جماعت کے ساتھ مرورود کی جانب بڑھا۔ مرو کی حکومت کا انتظام اوس نے دو شخصوں کے سپرد کر دیا۔ حماد بن مسلم کو فوجی کارروائیوں کا منتظم اور عبداللہ بن الاہتم کو مالگزاری اور خزانہ کا مہتمم مقرر کیا مرورود کے رئیس کو جب قتیبہ کی پیش قدمی کی خبر ہوئی اوس نے علاقہ فارس کی طرف راہ فرار اختیار کی۔ قتیبہ مرورود آیا۔ وہاں کے رئیس کے دونوں لڑکوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور سولی پر چڑھا دیا۔ اس مقام سے قتیبہ نے طالقان کا رخ کیا۔ رئیس طالقان نے اوس کی کوئی مزاحمت نہیں کی اور۔ اس بنا پر قتیبہ نے بھی اوس کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہیں کی۔ طالقان کے علاقہ میں کچھ ڈاکو تھے۔ قتیبہ نے اونہیں قتل کرا کے سولی پر لٹکا دیا۔ عمرو بن مسلم کو طالقان کا عامل مقرر کر کے خود قتیبہ نے

فاریاب کی راہ لی۔ بادشاہ فاریاب نے اظہار اطاعت اور عقیدت کے لئے شہر سے باہر نکل کر قیتبہ کا استقبال کیا۔ قیتبہ نے اوسکے طرز عمل کو نظر استحسان سے دیکھا۔ کسی شخص کے خلاف تلوار نہیں اوٹھائی۔ ایک باہلی کو فاریاب کا عامل مقرر کر دیا۔

رئیس جوزجان کو جب قیتبہ کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اوس نے اپنے علاقہ کو خیرباد کہکر پہاڑوں میں جاکر پناہ لی۔ جب قیتبہ جوزجان پہونچا باشندوں نے اوس کا استقبال کیا۔ اور اپنی اطاعت اور فرمان برداری کا یقین دلایا۔ قیتبہ نے اون کے طرز عمل کو پسند کیا۔ کسی شخص کو قتل نہیں کیا۔ عامر بن مالک الحمانی کو یہاں کا عامل مقرر کر کے بلخ آیا۔ اصبہند بلخ نے تمام باشندوں کے ساتھ قیتبہ کا استقبال کیا۔ ایک روز قیتبہ نے یہاں قیام کیا۔ اور اب پھر عبدالرحمن کے پیچھے چلا۔ درہ خلم پہونچا۔ یہاں آکر اوسے معلوم ہوا کہ نیزک اس درہ سے آگے نکل گیا ہے۔ اور مقام بغلان میں جاکر مورچے لگائے ہیں۔ مگر اوس نے درہ کے دہانہ اور اوس کے دوسرے تنگ مقامات پر کچھ فوج قیتبہ کی مزاحمت کے لئے متعین کردی تھی۔ اسی طرح درہ کے پیچھے ایک مستحکم قلعہ میں بھی کچھ جمعیت متعین تھی۔ عرصہ تک قیتبہ درہ کے دہانہ پر سر ٹکراتا رہا مگر اوسے کامیابی کا منھ تک دیکھنا نصیب نہوا۔ ایک تو درہ ہی بہت ہی تنگ تھا۔ دوسرے یہ کہ ایک پہاڑی ندی اوس میں سے بہتی تھی جو قدرتی محافظ تھی اور اس درہ کے راستہ کے علاوہ مسلمانوں کو اور کوئی ایسا راستہ معلوم نتھا جس کے ذریعہ وہ نیزک تک پہونچ سکتے۔ صرف ایک ہی راہ اور تھی جو بے آب و گیاہ بیابان سے ہوکر گزرتی تھی۔ مگر اوس راہ سے کسی بڑی فوج کا لیجانا تقریباً ناممکن سا تھا۔ ان حالات میں قیتبہ اسی مقام پر سر ٹیکتا رہا۔ کہ شاید کوئی تدبیر کارگر ہو جائے۔

قیتبہ اسی اودھیڑبن میں تھا کہ روب اور سمنجان کا بادشاہ روب خان قیتبہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور اوس نے یہ کہہ کر میں اس درہ کے علاوہ ایک اور ایسا راستہ بتاتا ہوں جس سے قلعہ کی پشت پر آپ پہونچ سکتے ہیں امان طلب کی

قتیبہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ رات کے وقت کچھ لوگوں کو اوس کے ساتھ کر دیا۔ روب خان اس فوج کو درہ خلم کے پیچھے سے قلعہ پر لے آیا۔ مسلمانوں نے اوسی وقت رات کو جب کہ محافظین اور مدافعین بیٹھی نیند سو رہے تھے قلعہ پر حملہ کر دیا۔ اون میں سے بیشتر کو تہ تیغ کر ڈالا۔ قلعہ کے محافظین میں سے جو بچے اونھوں نے اور نیز اون لوگوں نے جو درہ کے دھانہ پر متعین تھے راہ فرار اختیار کی۔ قتیبہ اور اوس کی فوج درہ سے گھس کر قلعہ میں آئی۔ اور قتیبہ سمنجان چلا گیا۔ اوس وقت نیزک بغلان کے فنج چاہ نامی چشمہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ سمنجان اور بغلان کے درمیان اگرچہ کچھ بیابان حائل تھا مگر وہ کچھ ایسا دشوار گزار نہ تھا۔

قتیبہ نے سمنجان میں چند سے قیام کر کے نیزک کی طرف پیش قدمی کی۔ اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو اپنے آگے روانہ کیا۔ نیزک کو ان سرداروں کی نقل و حرکت کی خبر ہوئی۔ اُس نے اپنی جائے قیام کو چھوڑ کر وادی فرغانہ کو طے کیا۔ اپنا تمام مال و اسباب کابل شاہ کے پاس بھجوا دیا۔ اور خود کرز چلا آیا۔ مگر عبد الرحمن بھی عقاب کی طرح اوس کے پیچھے ہی لگا ہوا تھا۔ یہ بھی کرز پہونچا۔ اور جو اوس کے تنگ اور دشوار گذار راستے تھے اون پر قابض ہو گیا۔

نیزک نے اوس مقام کو بھی چھوڑ کر اسکیمشت پر پڑاؤ کیا۔ اور اب اوس کے اور عبد الرحمن کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ نیزک مقام کرز میں قلعہ بند ہو گیا۔ اوس تک پہونچنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا۔ اور وہ بھی اس قدر دشوار گذار تھا کہ کوئی جانور اوس سے نہیں گذر سکتا تھا۔ قتیبہ دو ماہ تک اوس کا محاصرہ کئے رہا۔ آخر کار نیزک کے پاس سامان خورد و نوش کی سخت قلت ہو گئی۔ اوس کی فوج میں مرض چیچک شائع ہو گیا۔ اور جبغویہ بھی چیچک میں مبتلا ہو گیا۔

دوسری جانب قتیبہ کو موسم سرما کے گذرنے کا خوف ہوا۔ اس لئے اُس نے سلیم الناصح کو بلا کر کہا کہ تم نیزک کے پاس جاؤ۔ اور کسی نہ کسی طرح بغیر امان دئے ہوئے اوسے میرے پاس لے آؤ۔ اور اگر وہ کسی اور طرح آنے پر

راضی نہ ہو تو مجبوراً وعدۂ معافی دیدینا۔ اور خوب سمجھ لو کہ اگر میں نے تمھیں اوس کے بغیر واپس آتے دیکھا تو تمھیں پھانسی دیدوں گا۔ اس لئے جاؤ اور جو مناسب سمجھو کرو۔
سلیم نے کہا کہ آپ اس معاملہ کے متعلق ایک خط عبدالرحمٰن کو لکھدیجیے تاکہ وہ میری مخالفت نہ کریں۔ قتیبہ نے اوس کی درخواست منظور کرلی۔ اور عبدالرحمٰن کو خط لکھدیا۔ سلیم عبدالرحمٰن کے پاس آیا۔ اور اوس سے کہا کہ آپ کچھ لوگوں کو درہ کے دہانہ پر متعین کردیجیے تاکہ جب میں اور نیزک درہ سے باہر نکل آئیں تو یہ جماعت ہمارے اور درہ کے درمیان حائل ہوجائے۔
چنانچہ عبدالرحمٰن نے رسالہ کا ایک دستہ سلیم کے ساتھ کردیا۔ اور اونھیں حکم دیدیا کہ جہاں سلیم حکم دیں تم ٹھہر جانا۔
اب سلیم نیزک کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے ساتھ بہت سا کھانا جو کئی روز کے لئے کفایت کرتا اور عمدہ قسم کا ملیدہ وغیرہ بھی لیگیا تھا سلیم نیزک کے پاس پہونچا۔ نیزک نے شکایتہً کہا کہ آپ نے تو ہمیں بالکل چھوڑ ہی دیا۔ سلیم نے کہا کہ آپ یہ کیا اُلٹی بات کہہ رہے ہیں۔ میں نے آپ کو چھوڑا یا آپ نے ہم سے سرکشی اور نافرمانی کی۔ اور آپ خود ہی اپنی تکالیف کے ذمہ دار ہیں۔ نیزک نے کہا پھر اب کیا کرنا چاہیئے۔ سلیم نے کہا کہ بس یہی کیجئے کہ قتیبہ کے پاس چلے چلئے۔ آپ اوسے اچھی طرح پرکھ چکے ہیں۔ قطب از جا نمی جنبد کا مضمون ہے۔ وہ اپنے ارادہ سے باز آنے والا آدمی نہیں ہے اوس نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ موسم سرما بھی یہیں بسر کریگا چاہے زندہ رہے یا تباہ ہوجائے۔
نیزک کہنے لگا کہ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں بغیر وعدۂ امان لیے اوس کے پاس چلا چلوں۔ سلیم نے کہا مگر چونکہ وہ آپ سے بہت ناراض ہے اس لئے مجھے توقع نہیں کہ وہ آپ کو امان دے۔ البتہ ایک یہی صورت ہے کہ چپ چپاتے چلے چلو اور اوس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھدو۔ چونکہ وہ نہایت ہی بامروت آدمی ہے امید ہے کہ اس ترکیب سے تمھاری جان بچ جائے۔

نیزک نے کہا کیا واقعی تمہاری یہی رائے ہے۔ سلیم نے کہا کہ بے شک نیزک کہنے لگا مگر میرا دل نہیں مانتا۔ بلکہ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ وہ میری صورت دیکھتے ہی مجھے قتل کر ڈالیگا۔ اس پر سلیم نے کہا کہ میں تو آپ کو محض مشورہ دینے کے لئے آیا تھا۔ اگر آپ میری تجویز پر عمل کریں گے تو مجھے امید ہے کہ آپ بچ بھی جائینگے اور پھر آپ کی وہی پہلی عزت و منزلت قایم ہو جائے گی۔ اگر آپ نہیں مانتے تو آپ اپنی جگہ خوش رہیں میں واپس جاتا ہوں۔ نیزک نے کہا اچھا کھانا تو کھاتے جائیے۔ یہ سنکر سلیم کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ آپ کے یہاں کھانا تیار نہیں ہوتا۔ اور ہمارے ساتھ کافی مقدار میں کھانا موجود ہے سلیم نے فوراً کھانا منگوایا۔ خدمت گار بہت سا کھانا سامنے لائے۔ کھانا اسقدر عمدہ اور وافر تھا کہ جب سے ترک محصور ہوئے تھے اونھیں نصیب ہی نہیں ہوا تھا۔ دیکھنے کے ساتھ ہی مر بھکوں کی طرح کھانے پر گرے۔ اور دیکھتے دیکھتے چٹ کر گئے۔ اون کی اس ناشایستہ حرکت سے نیزک کو سخت رنج ہوا۔ اس موقع پر سلیم نے نیزک سے کہا کہ دیکھو میں تمہارا سچا دوست ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ محاصرہ نے تمہارے ساتھیوں کو سخت مصائب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور اب مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر محاصرہ نے اور طول کھینچا اور تمہارا یہی حال رہا تو خود یہ لوگ تمھیں دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ قتیبہ کے پاس چلے چلو۔ نیزک نے کہا کہ چاہے کچھ ہو۔ میں بغیر وعدۂ امان لئے تو کبھی اوس کے پاس نہ جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے تو یہ گمان غالب ہے کہ وہ وعدۂ امان دیکر بھی مجھے قتل کر ڈالیگا۔ مگر خیر دل کی تسلی کے لئے وعدۂ امان ضروری ہے۔

سلیم نے کہا کہ اچھا تمھیں امان دی جاتی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم میری بات پر شبہ نہ کروگے۔ نیزک نے کہا نہیں مجھے آپ پر اعتماد ہے۔ سلیم نے کہا تو اچھا پھر میرے ہمراہ چلئے۔ اس پر نیزک کے اور مصاحبین نے بھی اوس سے کہا کہ تم سلیم کی بات کو مان لو۔ کیونکہ یہ ہمیشہ سچ بولتے رہے ہیں۔ چنانچہ نیزک نے سواریاں منگوائیں۔ اور سلیم کے ہمراہ روانہ ہوا۔

جب پہاڑ کے درہ کے اوس موقع پہ آیا جہاں سے ڈھلوان شروع ہوتا تھا تو نیزک نے سلیم سے کہا کہ چاہے کسی اور کو اپنی موت کا وقت معلوم نہ ہو مگر میں اپنی موت کے وقت کو جانتا ہوں۔ جب میں قتیبہ کو دیکھوں گا تو مجھے موت آجائے گی۔

سلیم نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ یہ تمھارا خیال غلط ہے۔ بھلا کیا امان دیکر وہ تم پر ہاتھ اوٹھائے گا۔ غرض کہ اب اوس جگہ سے سب کے سب سواریوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ نیزک کے ساتھ جیغو یہ بھی تھا جو اب مرض چیچک سے صحت یاب ہو چکا تھا۔ اور صول اور عثمان نیزک کے دو نو بھتیجے اور صول طرخان جیغو یہ کا خلیفہ اور خنس طرخان نیزک کے محافظ دستہ کا افسر اعلیٰ بھی اوس کے ہمراہ تھے۔ جب یہ تمام جماعت درہ کو عبور کر آئی تو اوس رسالہ نے جسے سلیم نے پہلے سے یہاں پوشیدہ جگہ میں متعین کر رکھا تھا پیچھے سے نکل کر درہ کے دہانہ کو مسدود کر دیا۔ تاکہ اور ترک باہر نہ آسکیں۔ اسپر نیزک نے سلیم سے احتجاجاً کہا کہ یہ تو پہلے ہی آثار اچھے نظر نہیں آتے۔

سلیم نے کہا کہ تم اسکا کچھ خیال نہ کرو ان لوگوں کا پیچھے ہی رہ جانا تمھارے لئے اچھا ہے۔ بہرحال نیزک سلیم اور دوسرے ترک سردار جو درہ سے نکل آئے تھے یہ سب کے سب عبدالرحمن بن مسلم کے پاس آئے۔ عبدالرحمن نے ایک قاصد کے ذریعہ اون کے آنے کی اطلاع قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے عمرو بن ابی مہزم کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمن سے جا کر کہو کہ وہ اون سب لوگوں کو میرے پاس لے آئیں۔ عبدالرحمن سب کو لیکر آیا۔ قتیبہ نے نیزک کے ساتھی دوسرے ترک سرداروں کو قید کرا دیا۔ اور نیزک کو ابن بسام اللیثی کی نگرانی میں دیدیا۔ اور حجاج سے نیزک کے قتل کرنے کی اجازت منگوائی۔ ابن بسام نے نیزک کو ایک حجرہ میں نظر بند کر دیا۔ اوس حجرہ کے گرد خندق کھدوا دی۔ اور پہرہ مقرر کر دیا۔

قتیبہ نے معاویہ بن عامر بن علقمۃ العلیمی کو کرز بھیجا معاویہ کو کرز میں جسقدر مال غنیمت اور جسقدر قیدی ملے وہ اونہیں قتیبہ کے پاس لے آیا۔ قتیبہ نے

تمام اسیران جنگ کو قید کر دیا۔ اور اُن کے متعلق حجاج کے آخری احکام کا منتظر رہا۔ چالیس روز کے بعد حجاج کا خط آیا جس میں نیزک کو قتل کر دینے کی اجازت دی گئی تھی۔ قتیبہ نے نیزک کو بلا کر پوچھا کہ کیا میں نے یا عبدالرحمٰن نے یا سلیم نے تم سے وعدۂ معافی کیا ہے؟ نیزک نے کہا کہ جی ہاں سلیم نے مجھ سے وعدۂ معافی کیا تھا۔ قتیبہ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ یہ کہہ کر قتیبہ دربار سے اوٹھ کر چلا گیا۔ اور نیزک پھر محبوس کر دیا گیا۔ اسکے بعد قتیبہ تین دن تک اپنے مکان سے باہر نہیں نکلا اب لوگوں میں نیزک کی قسمت کے متعلق چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کچھ لوگ کہتے تھے کہ قتیبہ کے لئے کسی طرح جائز نہیں کہ اوسے قتل کرے۔ دوسرے اوس کے قتل کر دینے کے حامی تھے۔ چوتھے دن قتیبہ نے دربار عام منعقد کیا۔ اور نیزک کے متعلق لوگوں سے مشورہ لیا۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ اوسے قتل کر ڈالیئے۔ دوسرے صاحب بولے کہ چونکہ آپ اوس سے عہد کر چکے تھے اس لئے اوسکی جان نہ لیجئے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرتا رہے گا۔ اسی بحث و مباحثہ کے درمیان ضرار بن حصین الضبّی بھی دربار میں آئے۔ قتیبہ نے اون سے پوچھا کہو ضرار تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے۔

ضرار نے کہا کہ میں نے یہ بات سنی تھی کہ جناب والا نے خدا سے اس بات کا عہد کیا ہے کہ اگر آپ کا کبھی نیزک پر قابو چلا تو آپ اوسے قتل کر دیں گے۔ اس لئے اگر آپ اپنے اس عہد پر جو آپ نے خدا سے کیا تھا قایم نہ رہیں گے تو یاد رکھیئے کہ اب کبھی اوس کے مقابلہ میں خدا آپ کی امداد نہیں کرے گا۔ قتیبہ دیر تک گردن جھکائے سوچتا رہا۔ اور پھر کہنے لگا کہ اگر میری زندگی کی صرف اتنی ہی مدت باقی ہو کہ میں ان تین جملوں کو ادا کر سکوں تو میں یہی حکم دوں گا کہ اسے ضرور قتل کر ڈالو۔ قتل کر ڈالو۔ قتل کر ڈالو۔ چنانچہ نیزک کو سامنے بلا کر قتل کا حکم سنا دیا گیا۔ اور نیزک اور اوسکے ساتھ اور سات سو ترک تہ تیغ کر ڈالے گئے۔

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ نہ تو قتیبہ نے اور نہ سلیم نے نیزک سے کسی قسم کا کوئی وعدۂ معافی کیا تھا۔ جب قتیبہ نے اوس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اوسے

سامنے بلایا۔ ایک حنفی تلوار منگوائی۔ تلوار نیام سے باہر کی۔ آستین چڑھائی۔ اور اپنے ہی ہاتھ سے اوسکی گردن ماردی۔ عبدالرحمن کو حکم دیا کہ تم صول کو قتل کرو۔ عبدالرحمن نے حکم کی تعمیل کردی۔ اسی طرح صالح نے عثمان (یا شعران) کو قتل کیا۔ جو نیزک کا بھتیجا تھا۔ قتیبہ نے بکر بن حبیب السہمی الباہلی سے پوچھا کہئے آپ میں کچھ قوت ہے؟ بکر نے جواب دیا کہ جی ہاں ہے۔ اور میں چاہتا بھی ہوں بکر میں کچھ بدوی خصلتیں بھی تھیں۔ اسپر قتیبہ نے اوس سے کہا کہ اچھا آپ اون دوسرے گنواروں کو سمجھئے چنانچہ جب کوئی کافر سامنے لایا جاتا تھا بکر اوسے تہ تیغ کر دیتا۔ اور کہتا کہ موت کے گھاٹ آؤ مگر یہاں سے واپس زندہ نہ جاؤ۔" اسی طرح باہلیوں کے بیان کے مطابق اوس روز بارہ ہزار ترک قتل کر ڈالے گئے۔

نیزک اور اوس کے دونوں بھتیجوں کو اسکیمشت کے ایک چشمہ آب کی تہ میں جس کا نام وخش خاشان تھا سولی پر لٹکا دیا گیا۔

قتیبہ نے نیزک کے سر کو محفن بن جزء الکلابی اور سوار بن زہدم الحرمی کے ہاتھ حجاج کے پاس بھیجدیا۔ اسپر حجاج نے کہا کہ قتیبہ کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے بھائیوں میں سے کسی کے ہاتھ نیزک کا سر بھیجتا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ نیزک ابھی قید ہی میں تھا کہ قتیبہ نے اوسے بلا کر پوچھا کہ شنذ اور سبل کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ کیا اگر میں اونھیں بلا بھیجوں تو وہ آئیں گے یا انکار کر دیں گے۔ نیزک نے کہا کہ نہیں آئیں گے قتیبہ نے اون دونوں کو بلایا اور وہ آئے۔ جب وہ آگئے تو اب اوس نے نیزک اور جیغویہ کو بھی دربار میں طلب کیا۔ آکر دیکھتے کیا ہیں کہ شنذ اور سبل قتیبہ کے روبرو کرسیوں پر متمکن ہیں۔ نیزک اور جیغویہ بھی اون کے مقابل بیٹھ گئے شنذ نے قتیبہ سے کہا کہ اگرچہ جیغویہ میرے دشمن ہیں مگر چونکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے ہیں۔ اور وہ بادشاہ ہیں اور میری حیثیت اون کے مقابلہ میں غلام کی ہے اس لئے آپ مجھے اون کے قریب جانے کی اجازت دیجئے۔ قتیبہ نے اجازت دیدی۔ شنذ نے جیغویہ کے پاس جاکر اوس کا ہاتھ چوما۔ اور سجدہ کیا۔ پھر شنذ نے قتیبہ سے سبل کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی اجازت طلب کی۔ قتیبہ نے

اجازت دیدی۔ اور شنذ نے سبل کے پاس جاکر اوس کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیا۔
نیزک نے بھی قتیبہ سے اجازت طلب کی کہ آپ مجھے شنذ کے قریب جانیکی اجازت دیجئے کیونکہ میں اون کا ادنیٰ خادم ہوں۔ قتیبہ نے اوسے بھی اجازت دیدی۔ اور نیزک نے اوس کے قریب جاکر اوسکے ہاتھ کو بوسہ دیا۔
اب قتیبہ نے شنذ اور سبل کو اپنے اپنے علاقہ واپس چلے جانے کی اجازت دیدی۔ یہ دونوں واپس چلے گئے۔ اور قتیبہ نے حجاج الثقفی کو جو خراسان کے سربرآوردہ لوگوں میں تھے شنذ کے دربار میں اپنا معتمد (ریزیڈنٹ) مقرر کردیا۔
جب قتیبہ نے نیزک کو قتل کرڈالا تو عابس الباہلی کے آزاد غلام زبیر نے نیزک کے ایک جوتے کو اوٹھالیا جس میں نہایت بیش بہا جواہرات سلگے ہوئے تھے۔ انھیں جواہرات کی بدولت زبیر اوس علاقہ کے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دولت مند بن گیا۔ اور اپنی تمام عمر اچھی طرح مرفہ الحالی میں بسر کی۔ ابی داود کے دور صوبہ داری میں کابل میں اس نے وفات پائی۔
قتیبہ نے جیغویہ کو البتہ معاف کردیا۔ اور اوسے ولید کے پاس بھیجدیا جیغویہ ولید کی وفات تک پھر شام ہی میں مقیم رہا۔
اپنے بھائی عبدالرحمن کو بلخ کا عامل مقرر کرکے خود قتیبہ مرو واپس چلا آیا مگر نیزک کے اس طرح قتل کردینے پر لوگوں میں یہ چرچا ہونے لگا کہ قتیبہ نے دھوکہ سے نیزک کو قتل کیا۔ اسپر ثابت بن قطنہ نے یہ شعر بھی کہا ہے

لا تحسبن الغدر حزماً فربما ترقت به الاقدام یوماً فزلت

(ترجمہ) تم بدعہدی کو تدبیر ہرگز نہ سمجھنا۔ بسا اوقات لوگ اوس کے ذریعہ بام عروج وترقی پر پہونچتے ہیں۔ مگر یہ ترقی نہایت ہی ناپایدار ثابت ہوتی ہے۔ اور پھر اونھیں قعر مذلت میں گرنا پڑتا ہے۔

حجاج قتیبہ کے متعلق کہا کرتا تھا کہ جب میں نے اوسے صوبہ دار مقرر کرکے بھیجا تو یہ ایک بالکل ناتجربہ کار نوجوان تھا۔ مگر اس اثناء میں میں تو اوس سے ایک بالشت بھی آگے نہیں بڑھا۔ حالانکہ وہ مجھ سے گزوں آگے نکل گیا ہے۔

نیزک کے قتل کے بعد جب قتیبہ مرو واپس آنے لگا تو اب وہ بادشاہ جوزجان کی جو اپنا علاقہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا تلاش میں چلا۔ بادشاہ نے قاصد کے ذریعہ امان طلب کی۔ قتیبہ نے اِس شرط پر امان دینے کا اقرار کیا کہ بادشاہ خود میرے پاس آئے۔ اور صلح کرلے۔ اوس پر بادشاہ جوزجان نے کہا کہ میں آپ کے پاس یرغمال بھیجے دیتا ہوں اور آپ میرے پاس اپنے کچھ لوگوں کو بطور یرغمال بھیج دیجئے۔ چنانچہ قتیبہ نے حبیب بن عبداللہ بن عمرو بن حصین الباہلی کو بادشاہ جوزجان کے پاس بھیجدیا۔ اور بادشاہ نے اپنے کنبہ کے بعض لوگوں کو قتیبہ کے پاس بھیجدیا۔

بادشاہ جوزجان حبیب کو اپنے ایک قلعہ میں نظربند کرکے قتیبہ کے پاس آیا۔ صلح کی۔ واپس چلا۔ اور طالقان پہونچکر مر گیا۔ اہل جوزجان کہنے لگے کہ مسلمانوں نے اوسے زہر دیدیا۔ اور اسی خیال کی بنا پر اونھوں نے حبیب کو قتل کرڈالا اوس کے معاوضہ میں قتیبہ نے بادشاہ جوزجان کے یرغمالوں کو قتل کرڈالا۔

نیز اسی ۹۱ھ ہجری میں قتیبہ نے شومان۔ کس۔ اور نسف پر دوبارہ جہاد کیا۔ اور طرخان سے صلح کی۔

ان تمام مہموں کے واقعات کا تذکرہ حسب ذیل ہے :-

فیلستشب یا جیسا کہ بعضوں نے بیان کیا ہے غیلستان شومان کے بادشاہ نے قتیبہ کے عامل کو نکال باہر کیا۔ اور وہ زرِ خراج جس کی باقاعدہ سالانہ ادائی پر قتیبہ سے اور اوس سے صلح ہوئی تھی اوسکی ادائی بھی روک دی۔ قتیبہ نے عیاش الغنوی اور خراسان کے ایک اور عابد و زاہد شخص کو اس غرض سے ملک شومان کے پاس بھیجا کہ یہ لوگ اوسے جاکر سمجھائیں کہ وہ رقم خراج ادا کردے

یہ دونوں اوس کے شہر کے سامنے آگئے شومان والوں نے شہر سے باہر آتے ہی اون پہ تیر اندازی شروع کردی۔ وہ خراسانی صاحب تو واپس چلے گئے۔ مگر عیاش برابر اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ اور کہنے لگے کہ کیا اس شہر میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ ایک مسلمان باہر نکل کر آیا۔ اور کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں فرمایئے آپ کیا چاہتے ہیں عیاش نے اوس سے کہا کہ تم میرے ۔۔۔ جیبے

آجاؤ اور میری پشت بچاتے جاؤ۔ چنانچہ وہ شخص پیچھے کھڑا ہوگیا۔ اِس کا نام مہلب تھا۔ اب عیاش نے کفار پر حملہ کیا۔ اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔ مگر اون مسلمان صاحب ہی نے پیچھے سے حملہ کر کے عیاش کو قتل کر ڈالا۔ عیاش کے جسم پر ساٹھ زخم آئے تھے خود ترکوں کو اون کے قتل کا بہت رنج ہوا۔ اور وہ کہنے لگے۔ افسوس ہے کہ ہم نے ایک بڑے بہادر آدمی کو ہلاک کر ڈالا۔

قتیبہ کو اس واقعہ کا علم ہوا وہ خود اون کے مقابلہ کے لئے بلخ کے راستہ سے بڑھا۔ جب بلخ پہونچا تو اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو اپنے آگے روانہ کیا۔ اور عمر بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا۔

چونکہ ملک شومان اور صالح بن مسلم آپس میں دوست تھے، اس لئے صالح نے ایک شخص کے ذریعہ ملک شومان سے کہلا بھیجا کہ تم پھر قتیبہ کی اطاعت کرلو۔ اور اوسکی خوشنودی حاصل کرلو۔ اور اوس کی یہی صورت ہے کہ صلح کرلو۔ ملک شومان نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔ اور صلح کے قاصد سے کہا کہ تم مجھے جو قتیبہ سے ڈراتے ہو میں اوس کی کیا حقیقت سمجھتا ہوں جسقدر مضبوط اور ناقابل تسخیر میرا قلعہ ہے ایسا کسی اور رئیس کے پاس نہیں۔ جب میں اوس کے بلند ترین برج سے تیر چلاتا ہوں تو باوجود اس کے کہ میری کمان بھی نہایت ہی سخت اور میں خود بھی زبردست تیر انداز ہوں مگر پھر بھی میرا تیر میرے قلعہ کی نصف مسافت تک نہیں پہونچتا۔ تو میں اب قتیبہ کی کیا پروا کرتا ہوں۔

قتیبہ بلخ سے چلکر دریا کو عبور کر کے شومان کے سامنے پہونچا۔ ملک شومان نے مدافعت کی پہلے ہی سے تیاریاں کر رکھی تھیں۔ قتیبہ نے شہر کے مقابلہ میں منجنیقیں نصب کر دیں۔ اور سنگ اندازی کر کر کے اوسے منہدم کر دیا۔ ملک شومان نے جب دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے چلا اوس نے اپنا تمام قیمتی سامان اور زر و جواہر منگوا کر ایک کنوئیں میں ڈلوا دیا۔ جو قلعہ کے وسط میں واقع تھا۔ اور جسکی گہرائی کی انتہا نہ تھی اسکے بعد اوسنے قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اب کھلے میدان میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکل آیا۔ جنگ ہوئی۔ بادشاہ شومان مارا گیا۔ قتیبہ نے بزور شمشیر

قلعہ مسخر کر لیا۔ تمام جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا۔ اور اون کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنا کر باب الحدید کی راہ سے واپس آ کر کس اور نسف کی طرف بڑھا۔ حجاج نے قتیبہ کو پہلے ہی حکم دیدیا تھا کہ تم کس کے خلاف کوئی چال چلو۔ نسف کو تباہ کر ڈالو۔ اور بہت زیادہ احتیاط سے بچو چنانچہ قتیبہ نے کس اور نسف کو فتح کر لیا۔ اہل فریاب نے مقابلہ کی تیاری کی۔ قتیبہ نے اوسے جلا ڈالا۔ اور اسی وجہ سے بعد میں اس شہر کا نام محترقہ رکھ دیا گیا۔

قتیبہ نے کس اور نسف سے اپنے بھائی عبدالرحمن کو سغد کی طرف بھیجا تاکہ طرخون سے مقابلہ کرے۔ عبدالرحمن نے وہاں سے روانہ ہو کر عصر کے وقت ترکوں کے قریب ہی ایک وادی میں آکر پڑاو کیا۔ یہاں اوس کی فوج نے شراب تیار کی۔ اور خوب پی پلا کر بدمستیاں کرنے لگے کوئی فوجی نظام قایم نرہا عبدالرحمن نے اپنے خاندان کے آزاد غلام ابومرضیہ کو حکم دیا کہ تم جا کر لوگوں کو شراب پینے سے منع کرو۔ ابومرضیہ نے ڈنڈے سے لوگوں کو مارنا شروع کیا اور اون کے جام اور قدحے توڑ ڈالے۔ تمام شراب اوس نالے میں بہنے لگی اور اسی وجہ سے اوس نالہ کا نام مرج النبیذ پڑ گیا۔

عبدالرحمن نے طرخون سے وہ رقم خراج جو طرخون اور قتیبہ کے درمیان صلح ہوئی تھی لے لی۔ اور طرخون کے جو لوگ بطور یرغمال اوسکے پاس تھے وہ واپس دیدیئے۔ اور اب عبدالرحمن واپس پلٹا۔ بخارا آیا۔ ابھی قتیبہ بھی بخارا ہی میں تھا کہ عبدالرحمن اوس سے آملا۔ اور پھر یہ دونوں مرو واپس پلٹ آگئے

اس صلح پر اہل سغد نے طرخون سے کہا کہ تو نے جزیہ دیکر اپنی ذلت قبول کی ہے۔ اور تو اب بہت زیادہ ضعیف العمر بھی ہو گیا ہے ہم اب تجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتے۔ طرخون نے کہا تو بہتر ہے جسکو تم پسند کرو اپنا بادشاہ بنالو۔ اہل سغد نے غوزک کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ اور طرخون کو قید کر دیا۔ اس قید کی ذلت کے احساس پر طرخون کہنے لگا کہ قید کے بعد اب دوسرا درجہ قتل ہے۔ آج ان لوگوں نے مجھے قید کیا ہے کل قتل کر دیں گے۔ بہتر ہے کہ میں اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالوں تاکہ مزید ذلت سے

بچ سکوں ۔ اور دوسرے کا ہاتھ مجھے نہ لگے ۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس نے اپنی تلوار پر اپنا پورا بوجھ ڈال دیا ۔ تلوار سینہ سے پشت کے پار نکل گئی ۔

راوی کہتے ہیں کہ اہل سغد نے طرخون کے ساتھ یہ حرکت اوس وقت کی جب کہ قتیبہ سجستان چلے آئے تھے ۔ اور اسی وقت میں اونھوں نے غوزک کو اپنا رئیس بنایا ۔

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ جب قتیبہ نے بادشاہ شومان کا محاصرہ کر لیا ۔ اوسکے قلعہ کے سامنے منجنیقیں نصب کردیں ۔ اور ایک اور منجنیق فحجا نامی نصب کی ۔ جس کا پہلا پتھر قلعہ کی دیوار پر پڑا ۔ دوسرا شہر میں گرا اور پھر برابر شہر میں پتھر گرتے رہے ۔ اوس کا ایک پتھر بادشاہ کے دیوان خانہ میں گرا جس سے ایک شخص مقتول ہوا ۔ قتیبہ نے بزور شمشیر قلعہ مسخر کر لیا ۔ اور پھر کس اور نسف کی طرف واپس پلٹا ۔ اور وہاں سے بخارا آیا ۔ بخارا کے قریب ایک ایسے گاؤں میں اوس نے قیام کیا جس میں ایک دیول اور ایک آتشکدہ تھا ۔ اور اس میں کچھ مور بھی تھے ۔ اسی وجہ سے اس پڑاؤ کا نام منزل الطواویس رکھدیا گیا ۔

قتیبہ یہاں سے روانہ ہو کر سغد کی طرف چلا ۔ تاکہ طرخون سے زرِ خراج وصول کرے ۔ وادی سغد کی خوبصورتی اور اوس کے دل فریب منظر کو دیکھکر قتیبہ سے نہ رہا گیا ۔ اور اوس نے بے ساختہ اوس کی تعریف میں دو شعر کہے

قتیبہ طرخون سے زرِ خراج لیکر بخارا آیا ۔ بخارا کی ریاست پر ایک نوجوان رئیس زادہ کو بادشاہ بنایا ۔ بخارا کے ایسے لوگوں کو قتل کر ڈالا جن کے متعلق خوف تھا کہ یہ اس نوجوان بادشاہ کی مخالفت کریں گے پھر آمل کے راستہ مرو واپس آگیا ۔

باہلی بیان کرتا ہے کہ لوگ ابھی اپنے شراب کے برتنوں کو بھی نہ توڑ سکے تھے کہ قلعہ فتح ہو گیا ۔

اسی سنہ میں ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کو مکہ کا گورنر مقرر کیا ۔ خالد ولید کی وفات تک مکہ کا گورنر رہا ۔

خالد نے مکہ کی گورنری کا جائزہ لیکر حسب ذیل تقریر لوگوں کے سامنے کی

"آپ لوگ ایسے شہر کے باشندے ہیں جو خداوند عالم کے تمام شہروں میں باعتبار اپنی حرمت و تقدس کے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ وہی شہر ہے جسے بیت اللہ کے لئے خدا نے انتخاب کیا۔ اور مستطیع اصحاب پر اوس کا حج فرض کیا۔ اس لیئے آپ لوگ اطاعت گذار رہیں۔ اور اتحاد قومی کی تنظیم میں منسلک رہیں۔ بے بنیاد شبہات سے محترز رہیئے۔ اور یاد رکھیئے کوئی ایسا شخص جو اپنے حاکم اعلیٰ پر نکتہ چینی کریگا اور میرے سامنے پیش کیا جائے گا میں اوسے اوسی جرم میں پھانسی پر لٹکا دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے جسے مناسب خیال کیا اوسے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اس لئے آپ کو اون کے احکام اور معاملات میں چون و چرا کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ جو وہ حکم دیں اوس کے سامنے سر تسلیم خم کیجیئے۔ اور تعمیل کیجیئے۔ میں آپ لوگوں کو بتائے دیتا ہوں کہ مجھے یہ علم ہوا ہے کہ ہمارے بعض مخالفین آپ لوگوں کے پاس آتے ہیں اور یہاں ٹھیرتے ہیں۔ آیندہ سے آپ کسی ایسے شخص کو اپنے ہاں نہ ٹھہرائیے جس کے متعلق خلافت حاضرہ کی مخالفت کا شبہ تک بھی ہو۔ ورنہ یاد رکھیئے کہ جس شخص کے مکان میں کوئی مشتبہ شخص مقیم پایا جائیگا وہ مکان زمین سے ملا دیا جائیگا۔ اس لئے جو لوگ آپ کے یہاں ٹھہریں اونکی اچھی طرح دیکھ بھال کر لیا کیجیئے۔ قومی اتحاد کو قایم رکھیئے۔ اطاعت شعار رہیئے کیونکہ پھوٹ بہت بری بلا ہے۔"

ابو جبیبہ کہتے ہیں کہ میں اوسی زمانہ میں عمرہ کرنے مکہ گیا۔ اور بنی اسد جو خاندان زبیر کے طرفداروں میں تھے اون کے مکانات میں جا کر ٹھہرا۔ مجھے کچھ معلوم ہی نہ تھا کہ ایک دم خالد نے مجھے بلایا۔ میں اوس کے پاس گیا۔ خالد نے میرا وطن پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں مدینہ کا باشندہ ہوں۔ خالد کہنے لگا تو پھر تم ایسے لوگوں کے پاس جو ہمارے مخالف ہیں کیوں مقیم ہوئے؟ میں نے کہا کہ میں یہاں صرف ایک یا دو دن ٹھہروں گا۔ اور پھر اپنے مکان واپس چلا جاؤں گا۔ اور میں خلیفۂ وقت کے مخالفین میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں تو اُن لوگوں میں ہوں جو اون کی حکومت کی تعظیم کرتے ہیں بلکہ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ جو خلافت

کا منکر ہو وہ ہلاک ہو جائے گا۔
میری تقریر سنکر خالد نے کہا کہ تمھارے وہاں ٹھہرنے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ ایسے لوگوں کا وہاں قیام کرنا ٹھیک نہیں ہے جو خلیفۂ وقت کے مخالف ہوں۔ میں نے کہا معاذ اللہ مجھے ایسے لوگوں سے کوئی سرو کار نہیں۔ ایک روز میں نے خالد کو یہ کہتے سنا کہ یہ جانور جو حرم میں بسیرا لیتے ہیں اگر یہ بول سکتے اور نہ ہماری اطاعت کا اقرار نہ کرتے تو میں انھیں بھی یہاں سے نکال دیتا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ بیت اللہ میں صرف وہی لوگ رہیں اور وہی اوس کی حرمت سے متمتع ہوں جو ہمارے مطیع ہوں۔ اور خاندانِ خلافت اور اوس کے عہدہ داروں کے مخالف نہوں۔ اوس پر میں نے کہا کہ جناب والا بجا اور درست فرماتے ہیں۔
سنہ ۹۱ ہجری میں خود ولید بن عبد الملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ جب ولید کے حج کے لئے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو عمر بن عبد العزیز نے قریش کے دس آدمیوں کو حکم دیا کہ میرے ساتھ امیر المومنین کے استقبال کو چلیں چنانچہ دس آدمی جنیں ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام اور ادن کے بھائی محمد بن عبد الرحمٰن اور عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان بھی تھے عمر بن عبد العزیز کے ساتھ جن کے ساتھ اور بھی خدم و حشم تھا سویدا تک آئے۔ یہ سب لوگ سواریوں پر سوار تھے۔ جب ولید سامنے آیا اور وہ بھی گھوڑے پر سوار تھا تو حاجب نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ امیر المومنین کی خاطر سواریوں سے اوتر پڑیں۔ سب لوگ اوتر پڑے۔ مگر پھر خود ولید نے اونھیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ اور عمر بن عبد العزیز کو اپنے پاس بلایا۔ عمر بن عبد العزیز ولید کے جلو میں اوسکے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ اور اسی طرح یہ تمام جماعت مقام ذی خشب پر آکر فروکش ہوئی۔
یہاں وہ تمام اصحاب جو استقبال کے لئے آئے تھے پیش کئے گئے۔ ایک ایک شخص آتا تھا اور سلام کرتا جاتا تھا۔ ولید نے کھانا منگوایا۔ ان سب اصحاب نے بھی اوسی کے ساتھ کھانا کھایا۔ شام کے وقت ولید یہاں سے روانہ ہوکر مدینہ آیا۔ صبح کو مسجد نبوی دیکھنے کے لئے گیا۔ جس قدر لوگ اسوقت

مسجد میں موجود تھے سب نکالدئے گئے۔ البتہ سعید بن المسیب اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ اور اون کے رتبہ کے اعتبار سے کسی سپاہی کو بھی یہ جراءت نہ ہوسکی کہ وہ اونھیں اوٹھا دیتا۔ سعید اپنے مصلی پر دو معمولی چادریں جن کی قیمت پانچ درہم ہوگی زیب تن کئے بیٹھے تھے۔ کسی شخص نے اون سے درخواست کی کہ آپ اوٹھ جائیں۔ سعید نے کہا کہ جو میرا اوٹھنے کا وقت ہے اوس سے پہلے تو میں ہرگز نہ اوٹھوں گا۔ پھر اون سے کہا گیا کہ اچھا آپ امیر المومنین کو سلام تو کریں۔ سعید کہنے لگے کہ میں خود تو اون کے پاس اوٹھکر سلام کرنے نہیں جاؤں گا۔

اب حضرت عمر بن عبد العزیز کا یہ حال ہے کہ وہ ولید کو مسجد میں اِدھر اُدھر پھرا رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اوس کی نظر سعید پر اوس وقت تک نہ پڑے جب تک کہ یہ اوٹھ نہ جائیں۔ مگر اچانک ولید کی نظر قبلہ کی طرف اوٹھی۔ اوس نے پوچھا کہ یہ کون صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا یہ سعید بن المسیب تو نہیں ہیں؟ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا جی ہاں یہی سعید بن المسیب ہیں۔ اور اون کا یہ حال ہے اگر اونھیں معلوم ہوتا کہ آپ اس وقت مسجد نبوی میں موجود ہیں تو وہ خود ضرور اوٹھکر آپ کے سلام کو آتے۔ اور اونھیں دکھائی بھی کم دیتا ہے۔ ولید نے کہا اچھا ہمیں اون کا حال معلوم ہوا ہم خود اون کے پاس جائینگے اور سلام کریں گے۔

ولید نے تمام مسجد کا چکر لگایا۔ روضۂ اطہر پر آکر کھڑا ہوا۔ پھر سعید کے پاس آیا۔ اور اون کی مزاج پرسی کی۔ سعید نہ کھڑے ہوئے۔ اور نہ اونھوں نے اپنی جگہ سے جنبش کی۔ البتہ مزاج پرسی کے جواب میں کہا کہ الحمد اللہ میں خیریت سے ہوں۔ امیر المومنین کا مزاج کیسا ہے اور کیا حال ہے؟ ولید نے بھی کہا کہ الحمد اللہ میں خیریت سے ہوں۔ اس قدر گفتگو کے بعد ولید وہاں سے پلٹ آیا۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اب یہی سلف صالحین کا ایک نمونہ باقی رہ گئے ہیں۔ عمر بن عبد العزیز نے جواب دیا کہ امیر المومنین بجا فرماتے ہیں۔

ولید نے مدینہ طیبہ میں بہت سے عجمی لونڈی غلام اور سونے چاندی کے

برتن اور نقد روپیہ لوگوں میں تقسیم کیا۔ جمعہ کے دن خطبہ بھی پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔

ولید نے مسجد نبوی میں حضور انور کے ممبر پر چڑھکر ایام حج میں جمعہ کے دن خطبہ دیا۔ ممبر سے مسجد کے اندرونی صحن کی آخری دیوار تک فوج کی دو صفیں تھیں۔ اون کے ہاتھوں میں شاہی عصا اور کندھوں پر گرز تھے۔ ولید ایک معمولی چوغا اور ٹوپی پہنے منبر پر چڑھا۔ کوئی شال اوسپر نہ تھی منبر پر چڑھکر تمام لوگوں کو سلام کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ موذن کو اذان دینے کی اجازت دی۔ جب اذان ختم ہوئی تو پہلا خطبہ بیٹھے بیٹھے اور دوسرا خطبہ کھڑے ہوکر پڑھا۔

اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے رجا بن حیوۃ سے ملکر پوچھا کہ آیا اس خاندان کا یہی طرز عمل ہے۔ رجا نے کہا ہاں۔ معاویہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ اور اُن کے بعد اور تمام اس خاندان کے خلیفہ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ نے اس معاملہ میں کبھی اون سے گفتگو نہیں کی؟ رجا کہنے لگے کہ قبیصہ بن ذوئیب مجھ سے بیان کرتے تھے کہ اونھوں نے عبدالملک سے اس کے متعلق اعتراض کیا تھا۔ مگر اوس نے کسی قسم کی تبدیلی کرنے سے انکار کردیا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت عثمانؓ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اوسپر میں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ نے تو ہمیشہ کھڑے ہوکر ہی خطبہ دیا ہے۔ رجا کہنے لگے مگر کیا کیا جائے ان لوگوں سے اسی طرح بیان کیا گیا۔ اور اب اسی پر اُن کا عمل ہے۔

اسحٰق کہتے ہیں کہ تمام خلفاء بنی امیہ میں ولید جیسا رعب داب اور تمکنت میں نے کسی میں نہیں دیکھی۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ ولید مسجد نبوی کے لئے خوشبوئیں اور انگیٹھی بھی لایا۔ اور احرام بیت اللہ بھی لایا تھا۔ احرام مسجد نبوی میں کھول کر پھیلا دیا گیا۔ نہایت بیش بہا دیباج کا بنا ہوا تھا۔ ایک دن پھیلا رہا۔ پھر لپیٹ کر اوٹھا لیا گیا۔ اور ولید ہی نے اس سال حج کرایا۔ اس سال سوائے مکہ معظمہ کے باقی اور تمام صوبوں پر وہی لوگ عامل اور صوبہ دار تھے جو ۹۰ھ ہجری میں تھے۔

البتہ واقدی کے بیان کے مطابق خالد بن عبداللہ القری اس سال مکہ کا گورنر تھا۔ مگراور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس سال بھی مکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ہی کے تحت تھا۔

سنہ ۹۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

مسلمہ نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ تین قلعے سر کئے اور اہلِ سوسنہ کو رومیوں کے اندرونی علاقہ میں جلاوطن کر دیا۔

اسی سنہ میں موسیٰ بن نصیر کے آزاد غلام طارق بن زیاد نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ اُندلس پر حملہ کیا۔ اور بادشاہ اُندلس سے اوسکا مقابلہ ہوا۔ واقدی کا دعویٰ ہے کہ اس بادشاہ کا نام اوربنوق تھا در اڈرک، جو اہلِ اصبہان میں سے تھا۔ اور یہ عجمی بادشاہان اُندلس تھے۔ طارق نے اپنی پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ادھر سے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھکر حملہ آور ہوا۔ اوسکے سر پر تاج جواہر نگار دھرا تھا۔ ہاتھوں میں فولادی دستانے چڑھے ہوئے تھے۔ اور وہ تمام مرصع زیورجن کے جنگ کے موقع پر پہننے کا اون کے شاہان پیشیں سے دستور چلا آتا تھا اوسکے جسم پر سجے ہوئے تھے۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی داد مردانگی اور شجاعت دی۔ اور نہایت سخت رن پڑا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اوربنوق کو ہلاک کیا۔ اور سنہ ۹۲ ہجری میں اندلس فتح کیا گیا۔

بعض اہلِ سیر کے بیان کے مطابق اسی سال قتیبہ نے رتبیل الاعظم اور زابل کے ارادہ سے (سیستان) پر چڑھائی کی۔ جب قتیبہ سیستان پہنچ گیا۔ رتبیل کے سفرا پیام صلح لائے۔ قتیبہ نے درخواست صلح کو منظور کر لیا۔ اور عبدربہ بن عبداللہ بن عمیر اللیثی کو وہاں کا عامل مقرر کر کے خود واپس چلا آیا۔

اسی سنہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جو مدینہ کے عامل تھے حج کرایا۔ اور نیز اس سنہ میں بھی مختلف ممالک کے وہی لوگ ارباب حل و عقد تھے جو سنہ ماسبق میں تھے

سنہ ۹۳ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

عباس بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور شہر سمسطینہ

فتح کیا۔ نیز مروان بن الولید رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کر کے خنجرہ تک جا پہونچا۔ اور مسلمۃ بن عبد الملک نے جدید قلعے۔ غزالہ۔ اور برجہ کو عطیتہ کی سمت سے پیش قدمی کر کے سخر کیا نیز اسی سال قتیبہ نے ملک خام جبرد کو قتل کرنیکے بعد شاہِ خوارزم سے تجدید صلح کی۔ اس واقعہ کی تفصیل اور اسباب حسب ذیل ہیں:۔

چونکہ بادشاہ خوارزم بہت ضعیف العمر تھا۔ اس لئے اُس کے چھوٹے بھائی خرزاد نے انتظام سلطنت پر کلیتہً قبضہ کر رکھا تھا۔ جیسا چاہتا کرتا۔ اگر اوسے خبر لگتی کہ بادشاہ کے طرفداروں میں سے کسی کے پاس کوئی حسین لونڈی۔ عمدہ سواری کا جانور۔ یا کوئی بیش بہا شے ہے فوراً اوس پر قبضہ کرلیتا۔ حتےٰ کہ اگر اوسے معلوم ہوتا کہ کسی شخص کی لڑکی یا بیوی یا بہن خوبصورت ہے اوسے بھی زبردستی بلوا منگاتا۔ غرض کہ جس چیز کو چاہتا اوس پر قبضہ کرلیتا۔ اور جسے چاہتا زندان بلا میں ڈال دیتا تھا۔ کسی شخص کی طاقت نہ تھی کہ اوس کا مقابلہ کرے۔ بلکہ خود بادشاہ بھی اوس کے سامنے ناچار ہو گیا تھا۔ جب کبھی بادشاہ سے اوسکی حرکات کی شکایت کی جاتی وہ اپنی بے بسی ظاہر کر دیتا۔ اور اس تمام اقتدار اور مستبدانہ حکومت کے باوجود خرزاد بادشاہ سے خفا بھی رہتا تھا۔ جب ان حالات نے طول کھینچا تو بادشاہ نے قتیبہ کو اپنے علاقہ میں آنے کی دعوت دی۔ تاکہ وہ اپنی ریاست اون کے حوالے کردے۔ اور اسلئے اوس نے خوارزم کے شہروں کی تین طلائی کنجیاں بھی اوس کے پاس بھیجدیں۔ اور یہ شرط لگائی کہ جب آپ میرے علاقہ پر قبضہ کرلیں تو میرے بھائی اور میرے دوسرے مخالفین کو میرے حوالے کر دیجیگا۔ تاکہ میں اون کے ساتھ جیسا چاہوں سلوک کروں۔

بادشاہ نے یہ پیام اپنے ایک قاصد کے ذریعہ سے بھیجا۔ اور اوسکی اطلاع اپنے کسی امیر یا سردار کو نہیں دی۔ آخر موسم سرما میں جب کہ جہاد کا موسم شروع ہو جاتا ہے یہ قاصد قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ پہلے ہی سے جہاد کی تیاری کرچکا تھا۔ اب قتیبہ نے ظاہر تو یہ کیا کہ سغد پر فوج کشی کرنا چاہتا ہے۔ مگر دراصل اوسکا مقصد خوارزم تھا۔ بادشاہ خوارزم کا قاصد اپنے فرض کو کامیاب حد تک پہونچانیکے بعد خوارزم واپس چلا گیا۔ قتیبہ نے مسلم کے آزاد غلام ثابت الاعور کو مرو کا عامل مقرر کیا

اور خود جہاد کے لئے روانہ ہوا۔

دوسری جانب بادشاہ نے اپنے تمام روسا رزمیندار۔ اور علماء دستوں کو اپنے ساتھ عیش و نشاط میں شریک ہونے کے لئے خوارزم میں جمع کیا۔ اور اپنے تمام احباب سے کہا کہ قتیبہ سغد پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اور ہم سے اس وقت لڑنا نہیں چاہتا۔ لہذا آؤ موسم بہار میں ہم مجالس شرب و نشاط منعقد کریں۔ اور کچھ سے اوڑائیں۔ چنانچہ یہ تمام سردار شراب خواری اور مجلس نشاط میں منہمک ہو گئے۔ اور جنگ سے بالکل بے خطر۔

ترکوں کو قتیبہ کی پیش قدمی کا اوسی وقت علم ہوا جبکہ اوس نے ہزار سپ میں پہونچکر دریا کے اوس کنارے خیمے ڈالدئے بادشاہ خوارزم نے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے سب نے کہا کہ ہم اوس سے لڑیں گے۔ مگر بادشاہ نے کہا کہ اوس کے مقابلہ میں وہ لوگ عاجز رہ گئے ہیں اور اوس کا کچھ نہ بگاڑ سکے جو ہم سے کہیں زیادہ زبردست اور طاقتور تھے۔ میری یہ رائے ہے کہ ہم کچھ دے دلا کر اوسے اس سال تو یہاں سے ٹال دیں۔ آیندہ سال دیکھا جائے گا سب نے کہا کہ ہم آپ سے متفق ہیں۔

بادشاہ خوارزم سے چلکر مدینۃ الفیل میں آکر جو دریا کے اوس پار واقع ہے مقیم ہوا۔ (خوارزم کے اصل میں تین مختلف شہر ہیں جو ایک ہی حصار میں محصور ہیں ان تینوں میں مدینۃ الفیل سب سے زیادہ مستحکم ہے۔)

اب قتیبہ تو ہزار سپ میں دریا کے اس کنارے فروکش ہے۔ اور بادشاہ مدینۃ الفیل میں اوس پار مقیم ہے۔ دونوں کے درمیان دریائے بلخ موج زن ہے۔ مگر قتیبہ کو اوس دریا کے عبور کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ دس ہزار لونڈی غلام۔ اور بہت سے جواہرات اور روپیہ کی ادائی پر دونوں میں صلح ہو گئی۔ یہ بھی شرط طے پائی کہ قتیبہ بادشاہ خوارزم کی شاہ خام جرد کے مقابلہ میں اعانت کرے اور نیز وہ بات پوری کرے جسکے متعلق اوس نے قتیبہ کو پہلے ہی لکھدیا تھا۔ قتیبہ نے ان دونوں باتوں کو منظور کرلیا۔ اور اونھیں پورا کیا۔

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو شاہ خام جرد کی سرکوبی کے لئے جو ہمیشہ بادشاہ خوارزم سے برسر جدال و قتال رہتا تھا روانہ کیا عبدالرحمن نے اوس کے

علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور چار ہزار قیدی وہاں سے اپنے ساتھ لایا۔ جب یہ قیدی قتیبہ کے پاس آئے۔ قتیبہ نے منظر عام پر تخت بچھوایا۔ اور دربار عام کیا۔ اور پھر قیدیوں کے قتل کا حکم دیا۔ ایک ہزار اوس کے داہنی جانب۔ ایک ہزار بائیں جانب۔ ایک ہزار سامنے۔ اور ایک ہزار پیچھے قتل کر دیے گئے۔

مہلب بن ایاس کہتے ہیں کہ اوس روز قیدیوں کے قتل کرنے کے لئے بڑے بڑے سرداروں کی تلواریں مانگی گئیں۔ اون میں سے بعض ایسی بھی ناکارہ تھیں کہ جن سے ککڑی کی ناک بھی نہ کٹ سکتی تھی۔ لوگوں نے میری بھی تلوار مانگ لی یہ ایسی بلائے بے درمان تھی کہ جس پر پڑتی اوس میں سے صاف نکل جاتی۔ میری تلوار کی اس کاٹ کو دیکھکر قتیبہ کے خاندان والے جلنے لگے۔ یہ دیکھتے ہی میں نے قاتل کی طرف ذرا ایک مار دی کہ ہاتھ ڈھیلا کر دے۔ چنانچہ اوس نے ذرا ہاتھ ڈھیلا کیا کہ تلوار مقتول کے اگلے دانتوں پر پڑی جس سے اوس میں دندانے پڑ گئے ابو الذیال کہتے ہیں کہ وہ تلوار اب بھی میرے پاس ہے۔ قتیبہ نے خرزاذ اور دوسرے اون لوگوں کو جو بادشاہ خوارزم کے مخالف تھے بادشاہ کے حوالے کردیا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ اون کے مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ اور اوسے قتیبہ کے پاس بھیجدیا۔ قتیبہ شہر فیل میں داخل ہوا۔ اور بادشاہ سے وہ زر و جنس معاوضہ لیکر جس پر صلح ہوئی تھی پھر ہزار سپ واپس آگیا۔

باہلی یہ کہتے ہیں کہ خوارزم سے قتیبہ کو ایک لاکھ لونڈی غلام ملے۔

اسی سنہ ۹۲ ہجری میں قتیبہ کے خاص دوستوں نے اوس سے کہا کہ چونکہ تمام لوگ سیستان ایسے دور دراز ممالک سے آئے ہیں سب تھکے ہوئے ہیں بہتر ہے کہ اس سال آپ اب جہاد وغیرہ پر نہ جائیں۔ بلکہ تمام لوگوں کو آرام کرنے دیجئے۔ قتیبہ نے اس درخواست کو مسترد کردیا۔ اور اہل خوارزم سے صلح کر کے سغد کی طرف بڑھا۔ اسی سنہ میں قتیبہ نے خوارزم سے واپسی میں سمرقند پر حملہ کیا۔ اور اوسے فتح کیا

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

خوارزم کی صلح کے بعد جب قتیبہ نے تمام زر و سامان معاوضہ پر قبضہ کرلیا

تو مجشر بن مزاحم السلمی نے قتیبہ سے کہا کہ میں آپ سے تخلیہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قتیبہ نے اور تمام لوگوں کو ہٹا دیا۔ اور اب صرف وہ دونوں رہ گئے مجشر نے کہا کہ اگر آپ کا سغد پر فوج کشی کرنے کا کبھی ارادہ ہو تو اوس کے لیے آج سے زیادہ بہتر موقع پھر کبھی آپ کو نہیں ملیگا۔ اس لیئے کہ اہل سغد کو یہ اطمینان ہے کہ اس سال تو آپ اون پر حملہ نہ کریں گے۔ اور اب اون کے اور آپ کے درمیان صرف دس دن کا فاصلہ ہے۔

قتیبہ نے پوچھا کہ کیا کسی اور شخص نے تمھیں یہ مشورہ دیا ہے؟ مجشر نے کہا نہیں۔ قتیبہ نے پوچھا کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا تذکرہ کیا ہے؟ مجشر نے کہا نہیں۔ قتیبہ نے کہا اب اگر کسی اور سے اس کا تذکرہ کروگے تو میں تمھیں تہ تیغ کردوں گا۔

قتیبہ نے اوس روز تو قیام کیا۔ دوسرے دن عبدالرحمن کو حکم دیا کہ تم سواروں اور تیراندازوں کو اپنے ساتھ لیکر مرو روانہ ہو جاؤ۔ اور تمام سامان و اسباب کو اپنے آگے بھیجدو۔ چنانچہ سامان سب سے پہلے روانہ کردیا گیا۔ اوس کے پیچھے عبدالرحمن بھی مرو روانہ ہوگیا۔ اور اوس تمام دن عبدالرحمن مرو کی طرف چلتا شام کے وقت قتیبہ نے عبدالرحمن کو لکھا کل صبح کے وقت سامان تو مرو بھیجدینا اور تم خود رسالہ اور تیراندازوں کو لیکر سغد کی طرف روانہ ہو جانا۔ تمام کارروائی نہایت راز میں کی جائے۔ اور میں خود تمھارے پیچھے آتا ہوں۔

عبدالرحمن کو جب یہ حکم ملا۔ اوس نے اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ سامان کو مرو لیجائیں۔ اور خود حسب الحکم سغد کے طرف چلا۔

قتیبہ نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ اور کہا کہ اللہ نے تمھارے ہاتھوں اس شہر کو ایسے وقت میں سر کرا دیا ہے جب کہ جہاد اور فوجی کارروائیاں کرنا ممکن تھا۔ اب سغد ہمارے سامنے ہے۔ وہاں مدافعت کا بھی کوئی سامان نہیں ہے۔ اہل سغد نے اوس عہد کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے جو ہمارے اور اون کے درمیان ہوا تھا۔ اور وہ زرفدیہ بھی نہیں دیا۔ جسکی ادائی کی شرط پر ہم نے طرخون سے صلح کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جو عہد کو توڑتا ہے اوسکا

خمیازہ خود اوسی کو بھگتنا پڑتا ہے"۔ اس لئے اب اللہ کا نام لیکر بڑھو۔ اور مجھے توقع ہے کہ سغد اور خوارزم کی وہی خرابی ہوگی جو بنی نضیر اور بنی قریظہ کی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے، واخریٰ لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا

(ترجمہ) اور دوسرا وہ مقام جسپر تمہاری دسترس نہ ہوسکی اللہ نے اوسکو اپنے گھیرے میں لیا ہے۔

غرض کہ قتیبہ سغد آیا۔ عبدالرحمن پہلے ہی بیس ہزار فوج کے ساتھ سغد کے سامنے پہونچ چکا تھا۔ قتیبہ عبدالرحمن کے وہاں پہونچنے کے تین یا چار دن بعد اہل بخارا اور خوارزم کے ساتھ پہونچا۔ سغد پہونچکر قتیبہ نے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی

انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین

(ترجمہ) ہم جب کسی قوم کے سامنے اوس کے میدان میں اترے تو منت ماننے والوں کی صبح اون پر بہت بری گذری۔

ایک ماہ تک قتیبہ نے اونکا محاصرہ رکھا۔ اور خود حصار کے اندر ایک سمت سے گھس کر کئی مرتبہ دشمنوں سے برسرپیکار بھی ہوا۔ اہل سغد کو محاصرہ کے طول کا خوف پیدا ہوا اونھوں نے ملک الشاش اور اخشاذ فرغانہ کو لکھا کہ اگر عربوں کو ہمارے مقابلہ میں فتح ہوگئی تو جس لئے انھوں نے ہم پر چڑھائی کی ہے اوسی بنا پر یہ تم پر بھی اپنا دست آزدراز کرینگے اس لئے اب آپ لوگ خود اپنی فکر کر لیجئے۔

اس تحریر کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان دونوں بادشاہوں نے اون کی امداد کے لئے عربوں سے جاکر لڑنے کا تصفیہ کیا۔ اور اہل سغد کو اطلاع دیدی کہ تم کسی جماعت کو ان سے لڑنے کے لئے بھیجدو۔ تاکہ وہ اس جماعت سے مصروف کارزار رہیں۔ اور ہم بے خبری میں اون پر شب خون مارتے رہیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے اپنے یہاں کے رؤسا اور بڑے بڑے سرداروں کے بیٹوں اور سورماؤں کو مسلمانوں کے لشکر گاہ پر شب خون مارنے کے لئے منتخب کرکے روانہ کیا۔ مگر مسلمانوں کے مخبروں نے فوراً اسکی خبر قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے اون کے توڑ کے لئے اپنی فوج سے تین سو یا چھ سو بڑے جوانمرد تلوریئے منتخب کئے۔ اور صالح بن مسلم کو اون کا افسر مقرر کرکے حکم دیا کہ اوس

راستہ پر جہاں سے مخالف جماعت کی پیش قدمی کا خوف ہے کمیں گاہوں میں مناسب مقامات پر چھپ جائیں۔

اب صالح نے پھر دشمن کی نقل و حرکت کی اطلاع یابی کے لئے مخبر روانہ کئے۔ اور خود اپنے اصل لشکر گاہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ٹھہر گیا۔ مخبروں نے واپس آکر اطلاع دی کہ آج ہی رات دشمن تم پر حملہ کرے گا۔

صالح نے اپنے رسالہ کو تین دستوں پر تقسیم کر کے دو دستوں کو تو کمین گاہوں میں چھپا دیا۔ ایک دستہ خود لیکر اون کی مزاحمت کے لئے راستہ پر جم گیا۔

مشرک پردہ شب میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مگر انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ صالح ہماری گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس لئے وہ بغیر اس خوف کے کہ مسلمانوں کے لشکر گاہ تک پہونچنے سے پہلے ہماری کسی قسم کی مزاحمت کی جائیگی بڑھتے چلے آئے۔ صالح نے اوسی بے خبری کی حالت میں اون پر حملہ کیا۔ اور جب دونوں حریفوں میں خوب نیزہ بازی شروع ہوگئی تو اب وہ دو دستے بھی جو پہلے سے کمین گاہوں میں پوشیدہ تھے نکل آئے۔ اور لڑائی میں شریک ہوگئے۔

مشرک اس قدر بے جگری اور دلیری سے لڑے جس کی مثال اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی۔ آخر دم تک لڑتے رہے۔ بھاگنے کا نام تک نہیں لیا۔ اکثر میدان جنگ میں کھیت رہے۔ اور بہت تھوڑے بھاگ کر بچ سکے مسلمانوں نے اون کے ہتیاروں پر قبضہ کر لیا۔ اون کے سر کاٹ ڈالے۔ اور جو تھوڑے گرفتار ہوئے تھے جب اون سے مقتولین کی شخصیت دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ اون میں کل شہزادے اور بڑے رئیسوں کے لڑکے تھے۔ یا مشہور بہادر اور سورما تھے۔ ان قیدیوں نے یہ بھی کہا کہ اون میں کا ہر شخص سو آدمیوں کے برابر تھا۔

مسلمانوں نے اون کے نام اون کے کانوں پر لکھدئے۔ صبح کو لشکر گاہ میں آئے۔ ہر شخص اپنے ہاتھ میں ایک سر لٹکائے تھا۔ جس پر اوس مقتول کا نام لکھا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو نہایت ہی عمدہ عمدہ گھوڑے غنیمت میں ملے یہ سب چیزیں انھوں نے قتیبہ کو دیدیں۔

اس واقعہ نے اہل سغد کے حوصلے پست کر دئے۔ اب قتیبہ نے ایک طرف تو شہر پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ اور اون سے سنگ اندازی شروع کی۔ اور اوسکے ساتھ ہی برابر ان سے جنگ بھی کرتا رہا۔ اور ایک منٹ کے لئے جنگ میں ڈھیل نہ دیتا تھا۔ بخارا اور خوارزم والے جو اون کے ہمراہ تھے وہ بھی نہایت ہی خلوص اور تن دہی سے لڑے خوب داد شجاعت دی اور بے جگری سے اپنی جانیں مسلمانوں کے لئے لڑا دیں مگر جنگ کا تصفیہ اب تک نہیں ہوتا تھا۔ کہ غوزک نے قتیبہ سے کہلا بھیجا کہ آپ میرا مقابلہ میرے ہی خاندان اور عزیزوں سے جو عجمی ہیں کر رہے ہیں۔ اس میں آپ کی کیا بہادری ہے۔ صرف عربوں کو مقابلہ پر بھیجئے تو مزا چکھایا جائے۔ قتیبہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اوس نے جدلی کو بلا کر حکم دیا کہ فوج کا معائنہ کرو۔ اور اون میں سے جو بہادر ہوں اُنکا انتخاب کرو۔ غرض کہ تمام فوج معائنہ کے لئے حاضر کی گئی۔ خود قتیبہ ہی نے معائنہ کرنا شروع کیا۔ جو لوگ کہ تمام قبیلوں سے علیحدہ علیحدہ واقف تھے اونھیں اپنے پاس بلا لیا۔ اب خود قتیبہ ایک ایک شخص کو پکارتا جاتا تھا۔ اور اوس کے متعلق جاننے والوں سے پوچھتا تھا۔ معرف بعض کے متعلق کہتا کہ یہ بہادر ہے۔ بعض کے متعلق کہتا کہ یہ متوسط درجہ کا آدمی ہے۔ بعضوں کو کہتا کہ یہ بزدل ہیں۔ اسی پر قتیبہ نے بزدلوں کا نام گدھیاں رکھدیا۔ اون کے گھوڑے اور عمدہ ہتیار چھین کر بہادروں اور دوسرے متوسط درجہ کے لوگوں کو دیدئے۔ اور برُے سُرے معمولی قسم کے ہتیار اون بزدلوں کو بانٹ دئے۔

اب قتیبہ اس منتخب فوج کے ساتھ قلعہ پر حملہ آور ہوا۔ رسالہ رسالہ سے اور پیدل سپاہ پیدل سپاہ سے دست و گریبان ہو گئی منجنیقیں نصب تھیں اون سے شہر پر سنگ اندازی کی گئی۔ اور فصیل میں ایک شگاف بھی پڑ گیا۔ مگر مدافعین نے اسے فوراً جُوار کی لئی سے مسدود کر دیا۔ اور ایک شخص نے اوسی مقام پر کھڑے ہو کر قتیبہ کو گالیاں دیں۔ قتیبہ کے ہمراہ کچھ قادر انداز بھی تھے۔ قتیبہ نے ان سے کہا کہ اپنے میں سے دو آدمی چُن لو۔ چنانچہ دو آدمیوں کے متعلق کہا گیا کہ یہی سب سے بڑھکر قدر انداز ہیں۔ قتیبہ نے اون سے کہا کہ تم میں جو شخص

اس کافر کو تیر مار کر ہلاک کر دیگا اوسے دس ہزار درہم انعام دیا جائیگا۔ اور اگر تیر خطا گیا تو ناوک فگن کے ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں گے۔ اون دونوں میں سے ایک تو ذرا ہچکچایا مگر دوسرے نے آگے بڑھکر ایسا تاک کے تیر مارا کہ اوسکافر کی ٹھیک آنکھ میں جا کر لگا۔ قتیبہ نے اوسے دس ہزار درہم دینے کا حکم دیدیا۔

(قتیبہ کے تیر اندازوں کے دستہ کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب ہم نے شہر فتح کر لیا تو میں فصیل کے اوس مقام پر آیا جہاں اوس کافر کے تیر مارا گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مردہ پڑا ہے۔ اور تیر اوس کی آنکھ کو چھید کر گدی سے نکل گیا تھا۔)

دوسرے دن پھر شہر پر سنگ اندازی کی گئی۔ اور ایک شگاف پیدا کیا گیا۔ قتیبہ نے حکم دیا کہ اسی شگاف پر جمے رہو۔ اور جس طرح بنے اس مقام سے شہر میں گھس جاؤ۔ غرض کہ مسلمان لڑتے لڑتے اس شگاف تک پہونچ گئے۔ اس اثناء میں اہل سغد برابر مسلمانوں پر تیروں کا مینہ برساتے رہے۔ اور اون کی یہ حالت تھی کہ اپنی ڈھالوں کو تیروں کے خوف سے آنکھ کے آگے رکھکر حملہ کرتے تھے۔ جب مسلمان اس شگاف پر پہونچ گئے تو کفار نے درخواست کی کہ آج تو آپ واپس چلے جائیں کل ہم صلح ہی کر لیتے ہیں۔

اب یہاں باہلی یہ کہتے ہیں کہ قتیبہ نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ اب جبکہ ہم نے اس شگاف پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور ہماری منجنیقیں اون کے شہر اور اون کے سروں پر گرج رہی ہیں ہمارا صلح کرنا بے معنی ہے۔

مگر اور لوگوں کا یہ بیان ہے کہ قتیبہ نے اپنی فوج سے کہا کہ اچھا آپ لوگ بھی تنگ آ گئے ہیں بہتر ہے کہ اتنی ہی کامیابی پر اکتفا کر کے واپس ہو جایئے چنانچہ سب واپس پلٹ آئے۔ دوسرے دن بارہ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہو گئی۔ اور یہ بھی شرط ہوئی تھی کہ تیس ہزار لونڈی غلام مسلمانوں کو دئے جائیں مگر اون میں کوئی بچہ یا بوڑھا نہ ہو۔ اور نہ کوئی ایسا ہو کہ جسمیں کوئی عیب ہو۔ اور شہر قتیبہ کے لئے خالی کر دیا جائے۔ اوس میں کوئی جنگجو آدمی نہ رہے۔ ایک مسجد بنوائی جائے تاکہ قتیبہ اوس میں نماز پڑھے۔ ایک منبر رکھا جائے تاکہ اوس پر بیٹھکر خطبہ پڑھا جائے۔ اور پھر کھانا کھا کر واپس چلا آئے۔

جب شرائط صلح طے ہو گئیں تو قتیبہ نے اپنی فوج کے پانچوں دستوں میں سے دو دو شخصوں کو منتخب کر کے اس غرض سے شہر میں بھیجا کہ یہ شرائط صلح کی عملاً تکمیل کرالیں چنانچہ ان لوگوں نے ہر قسم کے معاوضہ پہ قبضہ کر لیا۔ جب تیس ہزار لونڈی غلام بھی آ گئے تو قتیبہ کہنے لگا کہ اب ان کفار کی اچھی طرح توہین و تذلیل ہوئی۔ کیونکہ اب اون کے اعزا اور اولاد تمھارے قبضہ میں آگئی ہے۔

حسب شرائط صلح مدافعین نے شہر خالی کر دیا۔ مسجد بنادی۔ اور منبر رکھدیا۔ قتیبہ چار ہزار منتخب بہادروں کے ساتھ شہر میں داخل ہوا۔ مسجد میں آ کر نماز پڑھی۔ خطبہ پڑھا۔ اور پھر کھانا کھایا۔ اس کے بعد اہل سغد سے کہلا بھیجا کہ جو شخص اپنا مال و اسباب یہاں سے لیجانا چاہے لیجائے۔ کیونکہ اب میں تو شہر سے ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اور یہ بھی رعایت ہے جو میں تمھارے ساتھ کر رہا ہوں اور میں تم سے اوس معاوضہ کے علاوہ جس کا صلح میں تصفیہ ہوا ہے اور کچھ نہیں مانگتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اب یہاں فوج رکھی جائے گی۔

باہلی یہ بیان کرتے ہیں کہ قتیبہ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ اوس سے ایک لاکھ لونڈی غلام، تمام آتشکدے، اور بتوں کے زیور دے دئے جائیں۔ چنانچہ ان اشیاء پر اوس نے قبضہ بھی کر لیا۔ جب تمام بت اوس کے سامنے لائے گئے تو پہلے جسقدر جواہرات اور زیور اون پر تھے وہ سب اوتار لئے گئے۔ اور سب اوپر تلے رکھے گئے۔ تو ایک محل کے برابر اوس کا تودا لگ گیا۔ قتیبہ نے اون کے جلانے کا حکم دیا۔ اسپر عجمی کہنے لگے کہ ان بتوں میں بعض ایسے دیوتا بھی ہیں کہ جو شخص اونھیں جلائے گا خود تباہ ہو جائیگا۔ قتیبہ نے کہا اچھا میں خود اپنے ہاتھ سے انھیں جلاتا ہوں۔ غوزک نے دو زانو بیٹھکر عرض کی کہ آپ مجھ پر احسان کریں اور ان بتوں کو نہ جلائیں۔ مگر قتیبہ نے ایک نہ سنی۔ آگ کا لوکا منگوایا۔ اوس سے ہاتھ میں لیکر تکبیر کہتا ہوا اٹھا۔ اور آگ لگادی اوس کے بعد ہی دوسرے لوگوں نے بھی اوسکی اقتدا کی جلنے کے بعد بھی ان بتوں میں سے پچاس ہزار مثقال سونا اور چاندی برآمد ہوئی۔

شہر سے بڑی بڑی تانبے کی دیگیں نکلوائی گئیں۔ اونھیں دیکھکر قتیبہ نے

حفین سے پوچھا کہئے کیا رقاش کے پاس بھی ایسی دیگیں تھیں۔ حفین نے کہا کہ اسکے پاس تو نہ تھیں البتہ عیلان کے پاس ایک دیگ اتنی بڑی تھی جیسی کہ یہ ہے۔ قتیبہ ہنسنے لگا اور کہنے لگا تم نے اپنا بدلہ لے لیا۔

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اہل عجم قتیبہ پر بدعہدی کا الزام لگاتے تھے کہ اوس نے خوارزم اور سمرقند والوں سے جو وعدۂ امان کیا تھا اوسے پورا نہیں کیا۔ شہر سغد میں جو لونڈیاں مال غنیمت میں ملیں اون میں یزدجرد کے کسی لڑکے کی ایک بیٹی بھی تھی۔ قتیبہ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی دوغلا سمجھا جائیگا۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں اپنے باپ کی طرف سے دوغلا ہوگا۔ قتیبہ نے اس شہزادی کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے اوسے ولید کے پاس بھیجدیا اور پھر اوسی کے بطن سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب غوزک نے دیکھا کہ قتیبہ محاصرہ کی گرفت کو روز بروز زیادہ کرتا جاتا ہے اوس نے شاہان شاش اخشاد فرغانہ اور خاقان سے امداد طلب کی۔ اور لکھا کہ اس وقت ہم آپ کے اور عربوں کے درمیان حائل ہیں۔ اگر عربوں نے ہم پر فتح پالی۔ اور ہمارے ملک پر قبضہ کر لیا تو آپ لوگوں کی بھی خیر نہیں۔ آپ ہم سے بھی زیادہ ذلیل اور کمزور ہو جائیں گے۔ اس لئے یہی موقع ہے کہ آپ لوگ اپنی پوری طاقت ہماری اعانت میں صرف کیجئے۔

اِن بادشاہوں نے اس درخواست پر غور کیا اور یہ مشورہ کیا کہ اگر ہم نے اپنی معمولی فوج امداد کے لئے بھیجدی تو وہ کچھ زیادہ کارآمد نہ ہوگی۔ کیونکہ اپنے فرائض اور آیندہ مصیبتوں کا اونھیں اسقدر احساس نہیں ہے۔ جس قدر کہ ہمیں ہوسکتا ہے۔ ہم فرماں روا ہیں۔ ہم سے امداد طلب کی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں کو امداد دینی چاہئے۔

چنانچہ ان بادشاہوں نے شہزادوں اور اپنے ہی خاندان کے بہادر نوجوانوں کو منتخب کیا۔ اور خاقان کے ایک لڑکے کو اس جماعت کا سردار مقرر کر کے قتیبہ کے فوجی پڑاؤ پر شب خون مارنے کے لئے روانہ کیا۔ اونھیں یہ خیال تھا کہ چونکہ مسلمان تو شہر سغد کے محاصرہ میں مصروف ہیں لشکرگاہ کی جانب سے بے خبر ہوں گے اس لئے یہ زرین موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

غرض کہ اب یہ منتخب جماعت مسلمانوں کے لشکر گاہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئی۔ دوسری جانب قتیبہ کو بھی دشمن کے اس ارادہ کی خبر ہو چکی تھی۔ اوس نے بھی اپنی فوج سے خاص خاص لوگوں کو انتخاب کیا۔ شعبہ بن ظہیر اور زہیر بن حیان بھی اس منتخب کردہ میں تھے۔ اس طرح چار سو بہادر چنے گئے۔ قتیبہ نے اون سے کہا کہ آپ کے دشمن اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمیشہ اللہ تعالی نے آپ کی تائید اور اعانت کی ہے۔ مگر اب اونھوں نے اپنے بڑے بڑے روسا اور شہزادوں کو منتخب کر کے اس لئے بھیجا ہے کہ وہ دھوکے سے ہمارے لشکر گاہ پر شب خون ماریں۔ عرب کے آپ ہی لوگ سردار اور بہادر ہیں۔ اسکے علاوہ خداوند عالم نے اپنا دین مبین دیکر بھی آپ کی عزت افزائی کی ہے اس لئے اب آپ اللہ کی راہ میں پوری طرح داد مردانگی دیجئے۔ تاکہ آپ ثواب کے مستوجب ہوں۔ اور اپنی خاندانی شرافت و عزت و شجاعت کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کیجئے۔

قتیبہ نے پہلے ہی سے دشمن کی نقل و حرکت کی دیکھ بھال کے لئے جاسوس چھوڑ رکھے تھے۔ جب اوسے معلوم ہوا اب دشمن اتنے قریب آگیا ہے کہ وہ آج ہی رات کو ہمارے پڑاؤ تک پہونچ جائیگا۔ وہ اون لوگوں کے پاس جنھیں اوس نے اوس جماعت کے مقابلہ کے لئے منتخب کیا تھا آیا۔ اور ہر ایک شخص کو خدا کی راہ میں جہاد اور اظہار شجاعت کے لئے اوبھارتا رہا۔ پھر صالح بن مسلم کو اس جماعت پر سردار مقرر کیا۔

مغرب کے وقت یہ خاص دستہ اصل لشکر گاہ سے روانہ ہوا۔ چلتے چلتے قتیبہ کے لشکر گاہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر اوس راستہ پر جہاں سے کہ دشمن کے آنے کا یقین تھا یہ جماعت ٹھر گئی۔ صالح نے اپنی فوج کے مختلف دستے کر دئے، ایک کو اپنے بائیں جانب۔ ایک کو اپنی داہنی جانب کمیں گاہوں میں چھپا دیا۔ اور خود مقابلہ کے لئے برسر راہ ٹھر گیا۔

نصف یا تین پہر رات گذری ہو گی کہ دشمن اپنی پوری ترتیب اور رفتار میں تیزی اور بالکل خاموشی کے ساتھ بڑھتا ہوا اوس مقام پر پہونچا صالح پہلے ہی سے رسالہ لئے ایستادہ تھا۔ دشمن نے صالح کو دیکھتے ہی حملہ کیا۔ اور نیزہ بازی شروع ہو گئی تو

مسلمانوں کے رسالے کے دونوں وہ دستے بھی کمیں گاہوں سے۔ داہنی اور بائیں جانب سے عقاب کے دو بازوں کی طرح فوراً نکل دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ ہر چیز خاموش تھی فضار آسمانی پر سناٹا چھایا ہوا تھا اب صرف ہتیاروں کے چلنے کی آواز آتی تھی مگر کوئی شک نہیں کہ کفار نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ اور اس بے جگری سے لڑے کہ جسکی مثال نہیں ملتی۔ ایک شخص جو اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جب ہم نیزے اور شمشیر اون پر چلا رہے تھے تو میں نے رات کی اندھیاری میں قتیبہ کو دیکھا اوس وقت میں نے ایک ایسا بہترین وار کیا تھا کہ میں خود اپنی تحسین کر رہا تھا۔ جب میں نے قتیبہ کو دیکھا تو اون سے کہا کہ میرا باپ اور ماں آپ پر سے صدقہ و قربان ہو جائیں۔ فرمائیے۔ میں نے کیا خوب ہاتھ مارا ہے؟ قتیبہ نے کہا خاموش رہ۔ خدا تیرا منھ توڑ دے۔ بہر حال ہم نے لڑتے لڑتے اون کے بیشتر بہادروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اون میں سے صرف معدودے چند بچے۔ اب ہم نے مقتولین کے لباس اور ہتیار کو اوتارنا شروع کیا اور اون کے سر کاٹ لئے صبح کے وقت جب ہم اپنے لشکرگاہ کے طرف واپس پلٹے تو ہمارا عجیب و غریب منظر تھا۔ اور کبھی کوئی جماعت یہ چیزیں لیکر واپس نہ آئی ہوگی۔ جو ہم اوس روز لیکر آئے تھے۔ ہر شخص کسی نہ کسی مشہور آدمی کا سر اپنے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ یا کسی قیدی کو ڈوری سے باندھے ہوے لا رہا تھا۔

یہ تمام سر ہم قتیبہ کے پاس لے کر آئے، قتیبہ نے دیکھکر کہا خدا تمھیں اسکی جزائے خیر دے۔ اوس نے مجھے بغیر کسی بات کے اظہار کئے بہت کچھ انعام و اکرام دیا۔ اور میرے ساتھ ہی حیان العدوی اور حلیس الشیبانی کو بھی انعام و اکرام دیا۔ اوس پر میں نے خیال کیا کہ اون کے ساتھ جو یہ خاص مراعات کی جا رہی ہیں اوس کی وجہ یہی ہوگی کہ قتیبہ نے اون لوگوں کی شجاعت کا بھی کوئی ایسا ہی خاص کارنامہ بچشم خود دیکھا ہوگا جیسا کہ اوس نے میرا دیکھا تھا۔

اس واقعہ نے اہل سغد کی کمر توڑ دی۔ اون کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھر گیا۔ اب کیا تھا صلح کی درخواست کی۔ اور زر معاوضہ پیش کیا۔ مگر قتیبہ نے صلح کی درخواست مسترد کر دی۔ اور کہا کہ میں طرخون کا بدلہ لوں گا۔ وہ میرا آزاد غلام تھا۔ اور اون لوگوں میں سے تھا جس کی حفاظت جان کا میں نے عہد کیا تھا۔

جب محاصرہ نے طول کھینچا اور شہر کی فصیل میں ایک شگاف کر دیا گیا تو ایک شخص نے اوس مقام پر آکر نہایت شستہ عربی میں قتیبہ کو گالیاں دینا شروع کیں۔ عمرو بن ابی زہرم کہتا ہے کہ ہم لوگ قتیبہ کے پاس کھڑے تھے۔ جب ہم نے یہ گالیاں سنیں تو ہم وہاں سے جلدی سے نکلکر باہر آئے۔ اور عرصہ تک کھڑے رہے۔ مگر وہ شخص برابر قتیبہ کو گالیاں دیتا رہا۔ میں قتیبہ کے شامیانہ میں آیا۔ دیکھا کہ قتیبہ ایک رومال کی گاتی باندھے بیٹھا ہے اور چپکے چپکے اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا ہے۔ کہ اے سمرقند کب تک شیطان تجھ میں مزے اوڑاتا رہیگا۔ اگر خدا نے چاہا تو کل صبح میں تیرے باشندوں کے خلاف اپنی انتہائی کوشش صرف کروں گا۔" یہ جملے سنکر میں اپنے اور ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔ اور اون سے بیان کیا کہ اب خیر نہیں۔ دیکھیے کل کتنے بہادروں کی جانیں طرفین سے جائینگی۔ اور بیان کیا کہ اسطرح قتیبہ چپکے چپکے اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

مگر باہلی یہ کہتے ہیں کہ جب قتیبہ جہاد کے لئے روانہ ہوا تو دریا کو اپنے دہنی جانب چھوڑکر بخارا آیا۔ اہل بخارا کو اپنے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ اور اون سب کو لیکر شہر اربنجن پہونچا۔ (یہ وہی شہر ہے جہاں سے اربنجی نمدے آتے ہیں) اس مقام پر ترکوں کے بادشاہ غوزک نے جس کے ہمراہ ترک، اہل شاش اور فرغانہ کی ایک کثیر تعداد تھی قتیبہ کا مقابلہ کیا۔ کفار اور مسلمانوں کے درمیان اگرچہ کئی بار مختصر سی جھڑپ ہوئی مگر کوئی بڑی فیصلہ کن جنگ نہیں ہوئی۔ مگر ان تمام لڑائیوں میں مسلمانوں ہی کا پلہ ہمیشہ بھاری رہا۔ اور کفار برابر پیچھے ہٹتے گئے۔ اسی طرح مسلمان بڑھتے بڑھتے سمرقند کے سامنے پہونچ گئے۔ یہاں البتہ دونوں حریفوں میں اصلی معنی میں مقابلہ ہوا۔ پہلے تو اہل سغد نے مسلمانوں پر نہایت ہی جرات اور بے جگری سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ اور بڑھتے ہوئے مسلمانوں کے لشکرگاہ تک پہونچ گئے۔ مگر پھر مسلمانوں نے جوابی حملہ کر کے کفار کو پھر اون کے لشکرگاہ تک پسپا کر دیا۔ اس معرکہ میں مشرکین کا نہایت سخت جانی نقصان ہوا۔ مسلمان شہر میں داخل ہو گئے اور پھر شہر والوں نے مسلمانوں سے صلح کرلی۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کفار کے رسالہ نے مسلمانوں کے رسالہ پر حملہ کیا تو اوس روز قتیبہ میدان جنگ میں کھلی جگہ اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اپنی

تلوار سے گاتی باندھے ہوئے تھا۔ کفار کا رسالہ مسلمانوں کو دباتا ہوا قتیبہ سے بھی آگے بڑھ آیا۔ مگر قتیبہ ابھی گاتی بھی نہ کھولنے پایا تھا کہ ہمارے رسالہ کے دونوں بازوؤں نے کفار کے اوس رسالہ پر جس نے ہمارے قلب کو پسپا کر دیا تھا گھیرے میں لیکر حملہ کر دیا۔ اوسے شکست دی۔ اور پھر اونہی کے لشکرگاہ تک اوسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ اوس روز مشرکین کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ مسلمان سمرقند میں داخل ہو گئے باشندوں نے صلح کر لی۔ غوزک نے دعوت کے لئے کھانا پکوایا۔ اور قتیبہ کو دعوت دی۔ قتیبہ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لیکر دعوت میں پہونچا۔ اور کھانا کھانے کے بعد غوزک سے سمرقند کا مطالبہ کیا۔ اور کہا کہ تم یہاں سے اپنا بوریہ بستر باندھکر نکل جاؤ۔ اب غوزک مجبور تھا کیا کرتا۔ سمرقند چھوڑکر چلا گیا۔ اوس وقت قتیبہ نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی وانہ اھلک عاداً الاولیٰ وثمود فما ابقیٰ (ترجمہ) خدا کی وہ ذات ہے کہ جس نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا۔ اور ثمود کو پس نہ باقی چھوڑا۔

اس فتح کی خوش خبری دینے کے لئے قتیبہ نے ایک شخص کو حجاج کے پاس بھیجا۔ حجاج نے اوس کو شام بھیجدیا تاکہ خلیفۂ وقت کو اطلاع دیدے۔ یہ شخص دمشق پہونچا۔ آفتاب طلوع ہونے کے پہلے ہی جامع دمشق میں آیا۔ اوس کے پاس ایک بڈھا کمزور شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اوس نے اوس سے شام کی عام حالت دریافت کی اوس ضعیف العمر شخص نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اجنبی ہو۔ اوس نے کہا جی ہاں میں ابھی آیا ہوں۔ اوس شخص نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ قاصد نے کہا خراسان سے۔ پھر اوس نے پوچھا کیوں آئے ہو قاصد نے اپنے آنے کی غرض بیان کی۔ اوس ضعیف العمر شیخ نے کہا خدا کی قسم تم نے خراسان کو بدعہدی اور دھوکے سے فتح کیا ہے۔ اور اے اہل خراسان تم وہ لوگ ہو کہ تم ہی بنی اُمیّہ کی تباہی کا باعث ہو گے۔ اور اِس دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجا دوگے۔

قتیبہ مرو واپس چلا آیا۔ عبداللہ بن مسلم کو سمرقند پر اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اور ایک زبردست فوج اوس کے پاس متعین کر دی۔ اور حکم دیا کہ کسی مشرک کو اوس کے ہاتھ پر مہر لگائے بغیر شہر میں نہ آنے دینا۔ اور صرف اوس وقت تک اوسے شہر میں رہنے کی اجازت دینا جب تک کہ چکنی مٹی اوسکے ہاتھ پر گیلی رہے۔ اگر خشک ہو جانیکے

بعد کوئی مشرک شہر میں پایا جائے اوسے فوراً قتل کرا دینا۔ اسی طرح اگر کوئی چھرا یا خنجر وغیرہ اوس کے پاس سے برآمد ہو تو بھی فوراً قتل کرا دینا۔ رات کو شہر کا دروازہ بند ہونے کے بعد اگر کوئی مشرک شہر میں نظر آئے اوسے بھی مروا ڈالنا۔ اور چونکہ اسنے ان دونوں شہروں خوارزم اور سمرقند کو ایک ہی سال میں فتح کیا تھا اس لیے قتیبہ کہنے لگا کہ اصل میں یہ دوڑ۔ دوڑ ہے نہ کہ دو جنگلی گدھوں کے مقابلہ کی دوڑ کیونکہ مثل یہ ہے کہ اگر کوئی شہسوار ایک ہی دوڑ میں دو جنگلی گدھوں کو مار گرائے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص دو جنگلی گدھوں کے درمیان دوڑا۔ پھر قتیبہ سمرقند سے واپس گیا۔

ایاس بن عبد اللہ بن عمر خوارزم میں سپہ سالار فوج تھا۔ اور عبید اللہ بن عبد اللہ بنی مسلم کا آزاد غلام افسر مال و خزانہ تھا۔ ایاس بڈھا اور ضعیف العمر شخص تھا۔ اہل خوارزم نے اوسکی کمزوری سے فائدہ اوٹھایا۔ اور اوس کے خلاف اجتماع کیا۔ عبید اللہ نے اس واقعہ کی اطلاع قتیبہ کو دی۔ قتیبہ نے عبد اللہ بن مسلم کو موسم سرما میں خوارزم کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ ایاس اور حیان النبطی کو سو سو درے لگوانا۔ اور اون کے سر اور ڈاڑھی کو منڈوا ڈالنا البتہ عبید اللہ بن عبد اللہ کو اپنے خاص مشیروں میں شریک کر لینا۔ کیونکہ وہ ہمارے خاندان کا آزاد غلام ہے۔ اور اوسکی وفاداری قابل بھروسہ کے ہے۔

عبد اللہ مرو سے روانہ ہو کر جب خوارزم کے قریب شاہراہ پر پہونچا۔ اوس نے خفیہ طور پر ایاس کو اپنے آنے کی اطلاع کر دی۔ اور کہلا بھیجا کہ تم شہر چھوڑ کر فوراً کسی اور طرف چلے جاؤ۔ عبد اللہ خوارزم آگیا۔ اور اوس نے حیان النبطی کو گرفتار کر کے اوس کے سو درے لگوا دئے۔ اور سر و ڈاڑھی منڈا دی۔

عبد اللہ کے بعد قتیبہ نے مغیرہ بن عبد اللہ کو کچھ فوج کے ساتھ خوارزم بھیجا اہل خوارزم کو اون کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ جب مغیرہ خوارزم آگیا تو اون لوگوں نے جن کے باپ چچاؤں کو بادشاہ خوارزم نے قتل کیا تھا اس موقع پر بادشاہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور امداد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترکوں کے علاقہ میں بھاگ کر پناہ لی۔ اور مغیرہ نے شہر میں آتے ہی جسے چاہا لونڈی غلام بنا لیا۔ اور جسے چاہا قتل کر ڈالا۔ بقیۃ السیف نے ذر تاوان

دیگر مغیرہ سے صلح کرلی۔ اس کارروائی کو کامیابی کے انجام تک پہونچاکر مغیرہ قتیبہ کے پاس چلا آیا۔ قتیبہ نے اوسی کو خوارزم کا عامل بنادیا۔
اس سال موسیٰ بن نصیر نے اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد کو اندلس کی سپہ سالاری سے معزول کرکے شہر طُلیطلہ بھیجدیا۔
اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔
سنہ ۹۳ ہجری میں موسیٰ بن نصیر طارق سے ناراض ہوا۔ اور ماہ رجب میں اوسکے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا۔ موسیٰ کے ہمراہ حبیب بن عقبہ بن نافع الفہری بھی تھا۔ قیروان سے روانہ ہوتے وقت موسیٰ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا قایم مقام بنایا۔ اور دس ہزار فوج کے ساتھ موسیٰ نے آبنائے جبل الطارق کو عبور کرکے اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا۔ طارق نے موسیٰ کا استقبال کیا۔ اور اوسکی ناراضی کو دور کردیا۔ موسیٰ بھی طارق سے خوش ہوگیا۔ اور اوسے طُلیطلہ کی طرف جو اندلس کا ایک بڑا شہر ہے۔ اور قرطبہ سے بیس روز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بھیجدیا۔
طارق کو اس شہر کی فتح میں حضرت سلیمان کا وہ دسترخوان بھی ملا جس میں اس قدر سونا اور جواہرات لگا ہوا تھا کہ اون کی قیمت کا اندازہ بس خدا ہی خوب کرسکتا تھا۔
اسی سال افریقہ میں سخت خشک سالی ہوئی۔ اور اوسکی وجہ سے قحط پڑا۔ جس سے باشندوں کو بہت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ موسیٰ بن نصیر نے شہر سے باہر نکل کر نماز استسقا پڑھی۔ اور نصف النہار تک دعا میں مصروف رہا۔ خطبہ بھی پڑھا جب منبر سے اوترنے لگا تو لوگوں نے اوس سے کہا کہ آپ نے امیر المومنین کے لئے کیوں دعا نہیں مانگی؟ موسیٰ نے کہا کہ یہ وقت اون کے لئے دعا کرنے کا نہ تھا۔
اللہ نے اون کی دعاؤں کو شرف اجابت بخشا۔ اور اتنی بارش ہوگئی جس سے کچھ عرصہ کے لئے اون کی حالت سنبھلی رہی۔
اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز مدینہ کی گورنری سے معزول کئے گئے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کو حجاج کی شکایت لکھی کہ یہ بلا وجہ اور بلا قصور اپنے ماتحت عہدہ داروں پر طرح طرح کا ظلم اور زیادتیاں کرتا ہے۔ حجاج کو بھی اوسکی خبر لگ گئی۔ اوس نے ولید کو لکھا کہ اہل عراق میں سے جو لوگ ہمارے مخالف

اور آپس میں پھوٹ اور نفاق ڈلوانا چاہتے تھے وہ عراق سے جلاوطن کر دئے گئے ہیں۔ اور اب اونھوں نے مکّہ اور مدینہ میں جاکر پناہ لی ہے۔ مگر اس کے نتائج خطرناک ہوں گے؟

ولید نے حجاج کو لکھا کہ تم دو شخصوں کے نام میرے سامنے پیش کرو۔ حجاج نے عثمان بن حیان اور خالد بن عبداللہ کے نام پیش کر دئے۔ ولید نے خالد کو مکہ کا اور عثمان کو مدینہ کا عامل مقرر کر دیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کو برطرف کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز مدینہ سے روانہ ہوکر مقام سوئدا میں آکر ٹھہرے۔ مزاحم سے کہتے تھے کہ کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ تم اون لوگوں میں ہو جنھیں مدینہ طیبہ نے اپنے سے دور پھینکدیا۔

اسی سال ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے خبیب بن عبداللہ بن الزبیر کو پٹوایا۔ اور اون کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پکھال چھوڑوائی۔

عمر بن عبدالعزیز نے خبیب کے پچاس درّے لگوائے سخت سردی کے دن میں پانی کی ایک پوری پکھال اون کے سر پر ڈلوائی۔ اور دن بھر اونھیں مسجد کے دروازے پر کھڑا رکھا۔ اور اس صدمہ سے وہ جاں بحق ہو گئے۔

عبدالعزیز بن الولید بن عبدالملک نے اس سال حج کرایا اِس سال سوائے مدینہ کے اور باقی تمام شہروں پر وہی لوگ افسر اعلیٰ رہے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ مدینہ کے عامل عثمان بن حیان شعبان ۹۳ھ ہجری میں مقرر کر دئے گئے تھے۔ مگر واقدی کا یہ بیان ہے کہ بجائے شعبان کے شوال ۹۴ھ ہجری سے دو دن پہلے عثمان مدینہ کے عامل مقرر کئے گئے۔ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز شعبان ۹۳ھ میں معزول ہوکر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جہاد کے لئے گئے۔ وہاں سے چلتے وقت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری کو اپنا قایم مقام بنا آئے۔ اور عثمان مدینہ میں ۲۷ یا ۲۸۔ رمضان کو داخل ہوئے۔

۹۴ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اِس سال عباس بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور بیان کیا

جاتا ہے کہ اس سال اوس نے انطاکیہ فتح کیا۔

نیز اسی سال عبدالعزیز بن الولید نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور بڑھتے بڑھتے شہر غزالہ تک پہونچ گیا۔ ولید بن ہشام المعطی علاقہ برج الحمام تک، اور یزید بن ابی کبشہ سوریہ تک جا پہونچا۔

اسی سنہ میں شام میں زلزلہ آیا۔ محمد بن قاسم الثقفی نے ہندوستان فتح کیا۔ اور قتیبہ نے علاقہ شاش اور فرغانہ پر چڑھائی کی۔ اور خجند اور کاشان تک جو ملک فرغانہ کے دو شہر ہیں جا پہونچا۔

قتیبہ کی فرغانہ پر چڑھائی اور اوس کا بیان

سنہ ۹۵ ہجری میں قتیبہ جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ دریائے جیحون کو عبور کرنے کے بعد اوس نے لازمی فوجی خدمت کے طریقہ پر اہل بخارا، کس، نسف اور خوارزم سے بیس ہزار جنگجو سپاہی بھرتی کر لئے۔ یہ سب کے سب اوس کے ہمراہ سغد آئے۔ یہاں سے اور فوجیں تو شاش کی طرف بھیجدی گئیں۔ اور خود قتیبہ نے فرغانہ کا رخ کیا۔ چلتے چلتے خجندہ پہونچا۔ اہالی شہر نے اوس کے مقابلہ کے لئے تیاری کی۔ پے در پے کئی لڑائیاں حریفوں میں ہوئیں۔ مگر ہر معرکہ میں فتح نے مسلمانوں ہی کا ساتھ دیا۔ ایک روز لڑائی ختم ہونے کے بعد مسلمان اپنے گھوڑوں پر تفریحاً سواری کرنے لگے۔ ایک بلند مقام پر ایک شخص اون سے ملا۔ اور کہنے لگا کہ بخدا آج ہم پر حملہ کرنے کا بڑا اچھا موقع تھا۔ اگر اس انتشار کی حالت میں ہم سے جنگ ہوتی تو ہمیں شکست کی ذلت نصیب ہوتی۔ اسپر ایک دوسرے شخص نے جو اوس کے پہلو میں کھڑا تھا کہا کہ نہیں تمہارا یہ خیال غلط ہے، ہم ہر وقت اور ہر حالت میں دشمن سے سربراہ ہونے کے لئے مستعد ہیں۔

بعد ازاں قتیبہ فرغانہ کے شہر کاشان آیا، اس مقام پر وہ تمام فوجیں بھی جنھیں اوس نے شاش بھیجا تھا اپنا کام پورا کر کے اوس سے آملیں۔ ان فوجوں نے شہر شاش کو فتح کر کے اوس کے بیشتر حصہ کو جلا دیا۔

حجاج نے محمد بن قاسم الثقفی کو لکھا کہ تم عراقیوں کو قتیبہ کے پاس بھیجدو اور

جہسم بن زجر بن قیس کو اون کا سردار بنا کر بھیجدو۔ کیونکہ اون کا اثر شامیوں کے مقابلہ میں عراقیوں پر زیادہ ہے۔ محمد جہم کا مخلص دوست تھا۔ غرض کہ محمد نے جہم اور سلیمان بن صعصعہ کو قتیبہ کی طرف روانہ کیا۔ جہم کو رخصت کرتے وقت محمد فرط محبت سے رونے لگے۔ اور کہا کہ اے جہم آج ہم اور تم جدا ہوتے ہیں جہم نے کہا کیا کیا جائے ایک نہ ایک روز جدائی ہونے ہی والی تھی۔ ۹۵ سنہ ہجری میں جہم قتیبہ کے پاس آیا۔

نیز اسی سنہ میں عثمان بن حیان المری ولید کی جانب سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر مدینہ آیا۔

عثمان کے دور حکومت کے واقعات کا تذکرہ

ولید کے عمر بن عبدالعزیز کو مکہ و مدینہ کی صوبہ داری سے علیحدہ کرنے اور مدینہ پر اونکی جگہ عثمان کو عامل مقرر کرنے کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب یہاں محمد بن عمر کا بیان یہ ہے کہ عثمان ماہ شوال ۹۴ سنہ ہجری کے ختم میں ابھی دو راتیں باقی تھیں جب مدینہ آیا۔ اور مروان کے مکان میں آکر فروکش ہوا عثمان کہنے لگا کہ یہ محلہ بخدا اوس مغرور شخص کی جائے قیام ہے جس نے ابوبکر بن حزم کو قاضی مقرر کیا تھا۔

عثمان نے ریاح بن عبیداللہ اور منقذ العراقی کو گرفتار کر کے قید کردیا۔ اونھیں طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ اور پھر بیڑیاں پہنا کر حجاج کے پاس بھیجدیا۔ علاوہ بریں اوس نے مدینہ میں جس قدر عراق کے باشندے تھے چاہے تاجر ہوں یا نہوں سب کو نکال دیا کہ اور تمام شہروں سے بھی عراقی نکال دیے جائیں۔ اور اون کے بیڑیاں ڈلوادیں۔ پھر اوس نے خوارج کا پیچھا کیا۔ اور ہیصم کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ اور منصور کو بھی گرفتار کرلیا۔ یہ دونوں خارجی تھے۔ عثمان نے مدینہ کے منبر پر کھڑے ہو کر حسب ذیل خطبہ مدینہ والوں کو سنایا۔

حمد و ثنا کے بعد، ایک تو آپ لوگ ہمیشہ ہی سے امیرالمومنین کی مخالفت پر آمادہ رہے ہیں۔ اب اوس پر اضافہ یہ ہوا ہے کہ اہل عراق بھی جن کی منافقت اور بے وفائی مشہور ہے آپ کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ فساد کی جڑ ہیں۔ عراق کے بہترین سے بہترین جس آدمی سے میری ملاقات ہوئی میں نے

اوسے آلِ علی کی شان میں برے ہی کلمات کہتے سنا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو شیعانِ علیؓ میں سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جیسے کہ بنی امیہ کے دشمن ہیں اسی طرح آلِ علیؓ کے دشمن ہیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے اون کے خون بہانے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھیے کہ جو ایسا شخص جس نے کسی عراقی کو اپنے پاس پناہ دی ہوگی۔ یا اپنا مکان ہی اوسے کرایہ پر دیا ہوگا چاہے وہ اوس میں آکر ٹھہرا بھی نہ ہو میرے سامنے پیش کیا جائیگا تو میں اوس کے مکان کو منہدم کرا دوں گا۔ اور ایسے لوگوں کو اوس جگہ آباد کرونگا جو اسکے اہل ہیں۔ رہے دوسرے شہر اونکا یہ حال ہے کہ جب حضرت عمرؓ بن الخطاب نے شہر آباد کیے تو آپکو اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی کا ہمیشہ سے حد سے زیادہ خیال رہتا تھا۔ پھر بھی جو شخص جہاد کے لیے جانا چاہتا اور وہ آپ سے مشورہ لیتا کہ کہاں جاؤں اور یہ پوچھتا کہ آپ شام کو اچھا سمجھتے ہیں یا عراق کو تو آپ یہی فرماتے تھے کہ میں شام کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اور یہ فرماتے کہ عراق تو ایک ناقابل علاج خلافت اسلامیہ کا پھوڑا ہے۔ اوس میں شیطان کے بچے بستے ہیں۔ میرا اونھوں نے ناک میں دم کر دیا۔ اور اب میرا یہ ارادہ ہے کہ عراقیوں کو اور مختلف شہروں میں علیحدہ علیحدہ آباد کر دوں۔ مگر پھر یہ بھی ڈرتا ہوں کہ یہ جہاں جائیں گے فساد اور خرابی کا باعث ہوں گے۔ جھگڑے کریں گے۔ فضول سوالات پیدا کرینگے۔ اور ہر بات کی لِم اور وجہ دریافت کریں گے۔ بغاوت اور فساد کے لئے فوراً آمادہ ہو جائینگے۔ مگر تلوار کے دھنی نہیں۔ اور کوئی بہادری کا فعل اون سے نہیں سنا گیا۔ حضرت عثمانؓ سے بھی یہ لوگ راضی نہیں ہوئے۔ بلکہ دونوں مرتبہ آپ کو عراقیوں ہی کے ہاتھوں تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام میں یہ زبردست رخنہ ڈالا۔ جتھابندی کی۔ اور اسلامی سررشتہ اخوت و مودت کی ایک ایک گرہ کھولدی۔ اور جہاں گئے اپنے ساتھ زہریلے اثرات لیتے گئے۔

چونکہ میں اون کے عقائد اور خیالات سے خوب واقف ہوں اسلئے جو کچھ میں اون کے ساتھ کروں گا اوس سے میں تقرب خداوندی حاصل کروں گا۔ امیر المومنین معاویہؓ جب اون کے حاکم اعلیٰ ہوئے تو اگرچہ اونھوں نے اون کے ساتھ نرمی کی پھر بھی یہ لوگ اون سے خوش نہیں رہے۔ اون کے بعد ایک ایسے شخص کے

ہاتھ میں جو زیادہ سخت و جابر تھا عراق کی عنان حکومت آئی اوس نے اچھی طرح اون کے خلاف تلوار استعمال کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دل سے یا بادل ناخواستہ کسی نہ کسی طرح یہ لوگ ٹھیک ہو گئے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ ہر شخص عراقیوں کی فطرت سے اچھی طرح واقف تھا۔

اے لوگو اطاعت سے زیادہ کسی شے میں عزت نہیں۔ اور بغاوت کی وجہ سے جو دل میں چور رہتا ہے اوس سے زیادہ ذلت نہیں اس لئے آپ مطیع و فرماں بردار رہیں۔ اے مدینہ والو مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ مخالفت کی آگ سلگ رہی ہے۔ مگر جان لو کہ تم لوگ مفسد اور جنگجو نہیں ہو۔ تم یہ ہی کر سکتے ہو کہ گھر میں بیٹھکر دانت پیستے رہو۔ میرے مخبروں نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ تم لوگ لغو اور فضول گپیں اڑاتے رہتے ہو۔ اب میں تم سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی گفتگو کو چھوڑ دو۔ اور اب کسی حاکم کی عیب گوئی نہ کرو۔ کیونکہ اسی طرح حکومت کا اقتدار رفتہ رفتہ کم ہوتا جاتا ہے۔ جو پھر ایک عام بغاوت پر منتہی ہوتا ہے۔ اور یہ بغاوت ایک مصیبت عظیمہ ہے۔ جو ایمان مال و دولت اور اولاد سب کو تباہ کر دیتی ہے۔

اس آخری جملہ پر قاسم بن محمد نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بغاوت ایسی ہی بلا ہے۔

سعید بن عمرو الانصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے عثمان بن حیان کے نقیب کو اپنے محلہ میں یہ منادی کرتے سنا کہ اے بنی امیہ بن زید! جس شخص نے کسی عراقی کو پناہ دی اوس کے تمام حقوق متعلقۂ حفاظت جان و مال سوخت ہو جائیں گے"۔ مگر ہمارے ہاں بصرہ کے ایک صاحب ابو سوادہ رہتے تھے جو نہایت ہی عابد و زاہد اور بزرگ آدمی تھے یہ اعلان سنکر کہنے لگے کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے آپ لوگوں پر کوئی مصیبت آئے۔ بہتر ہے کہ آپ مجھے کسی محفوظ جگہ پہنچادیں۔ میں نے کہا کہ یہاں سے نکل کر اب جانا نہ آپ کے لئے مفید ہے اور نہ میرے لئے اچھا۔ انشاء اللہ خود خدا ہماری اور آپ کی حفاظت کریگا۔

میں اونھیں اپنے گھر میں لے آیا۔ عثمان بن حیان کو بھی اوسکی اطلاع ہوئی اوس نے گرفتاری کے لئے پولیس بھیجدی۔ میں نے اونھیں اپنے بھائی کے گھر میں چھپا دیا۔ اور پولیس والوں کو کوئی پتہ نہ لگ سکا۔ جس شخص نے اس بات کی مخبری کی تھی

وہ میرا دشمن تھا۔ میں نے عثمان سے جاکر کہا کہ یہ شخص جھوٹی جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔ آپ محض اس بنا پر کوئی کارروائی نہ کیا کیجیے۔ عثمان نے اوس شخص کے بیس درے لگوالئے۔ اب ہم نے اون عراقی صاحب کو کھلم کھلا باہر نکالا۔ وہ ہمارے ہی ساتھ روزانہ نماز پڑھتے تھے۔ اور ہمارے خاندان والے اون پر اس قدر مہربان ہو گئے تھے۔ کہ اونھوں نے کہہ دیا تھا کہ جب تک ہم زندہ ہیں کوئی شخص آپ کو گزند نہیں پہونچا سکتا۔ چنانچہ اس خبیث عثمان کی برطرفی تک وہ اوسی طرح ہمارے یہاں مقیم رہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے عثمان کو مدینہ اس غرض سے بھیجا تھا کہ جتنے عراق کے باشندے اوس وقت مدینہ میں آباد تھے اون سب کو خارج البلد کر دے۔ خارجیوں کو بھی تتر بتر کر دے۔ اسی طرح ہر شخص کو جو ذرا سر کش یا جتھا رکھتا ہو مدینہ سے نکال دے۔ اور عثمان پہلے ہی سے مدینہ کا گورنر بنا کر نہیں بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ وہ منبر پر بھی نہیں چڑھتا تھا۔ اور نہ خطبہ پڑھتا تھا۔ مگر جب اوس نے عراقیوں اور منحور وغیرہ خارجیوں سے شہر کو پاک کر دیا تب اوسے ولید نے مدینہ کی گورنری پر مستقل کیا۔ اور اوس وقت سے وہ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھنے لگا۔

اسی سنہ میں حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ سعید کے قتل کرنیکی وجہ یہ ہوئی کہ یہ بھی عبدالرحمن بن الاشعث کے ساتھ حجاج کے خلاف بغاوت میں شریک تھے۔ حالانکہ حجاج نے عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث کو رتبیل کے خلاف جہاد کرنے کے لیے روانہ کیا تو اونھیں اوس مہم کا بخشی مقرر کر دیا تھا جب عبدالرحمن کو شکست ہوئی۔ اور اوس نے رتبیل کے علاقہ میں جاکر پناہ لی تو سعید نے بھی راہ فرار اختیار کی۔

سعید بھاگ کر اصبہان چلے گئے۔ حجاج نے عامل اصبہان کو لکھا کہ سعید تمھارے پاس ہیں تم اونھیں گرفتار کر لو۔ مگر جس شخص کو یہ حکم دیا تھا اوس نے تعمیل میں پس و پیش کیا۔ اور سعید سے چپکے سے کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے اب چلے جاؤ اور میرے حدود اختیار سے باہر نکل جاؤ۔ سعید آذربائیجان آ گئے۔ کئی سال یہاں گزارے۔ پھر عمرہ کرنے مکہ آئے اور یہیں رہ پڑے۔ اون کی طرح اور جتنے ایسے لوگ تھے سب اپنے آپ کو چھپاتے تھے۔ اور اپنا نام ظاہر نہیں کرتے تھے۔

ابو حصین ۔ کہتے ہیں کہ جب ہمیں معلوم ہوا کہ اب فلاں شخص مکہ کا عامل مقرر ہوا ہے تو ہم نے سعید سے کہا کہ اس سے کھٹکا ہے ۔ اور یہ بُرا آدمی ہے ۔ اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ آپ کے خلاف ضرور کوئی کارروائی کریگا ۔ بہتر ہے کہ اب آپ یہاں سے چلے جائیں ۔ سعید کہنے لگے کہ اب بھاگتے ہوئے مجھے اللہ سے شرم آتی ہے ۔ جو کچھ خدا نے میرے لئے پہلے سے لکھدیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہیگا ۔ اسپر ابو حصین نے کہا کہ واقعی تم اسم بامسمّی ہو ۔ یہ شخص مکہ آیا ۔ سعید کو بلوا کر گرفتار کر لیا ۔ مگر پھر اون سے نرمی سے پیش آیا ۔ اور بات چیت کی ۔ اور اون کے ساتھ صلاحیت اور خوش اسلوبی سے پیش آنے لگا ۔ مکہ کی حالت کے متعلق حجاج نے ولید کو لکھا کہ اس وقت باغیوں اور منافقوں نے مکہ میں جا کر پناہ لی ہے ۔ اگر امیر المومنین ۔ مناسب خیال فرمائیں تو اون کے خلاف کارروائی کرنے کی مجھے اجازت دیں ۔ اسپر ولید نے خالد بن عبداللہ القسری کے نام احکام نافذ کر دئے ۔ خالد نے عطاء سعید بن جبیر ، مجاہد طلق بن حبیب اور عمرو بن دینار کو گرفتار کر لیا ۔ عطا اور عمرو بن دینار تو اسلئے کہ وہ مکہ ہی کے رہنے والے تھے چھوڑ دیئے گئے ۔ مگر اوروں کو اوس نے حجاج کے پاس بھیجدیا طلق تو راستہ ہی میں انتقال کر گئے ۔ مجاہد حجاج کے مرنے تک جیل خانہ میں پڑے رہے ۔ البتہ سعید بن جبیر قتل کر دئے گئے ۔

اشجعی بیان کرتے ہیں کہ جب دو محافظ سعید کو لیکر آئے تو وہ ربذہ کے قریب ایک مکان میں اوتار دئے گئے ۔ ایک سپاہی تو کسی اپنی ضرورت سے باہر چلا گیا تھا اور دوسرا جو اون کے پاس تھا وہ نیند سے اوٹھ بیٹھا ۔ اوس نے کوئی خواب دیکھا تھا ۔ سعید سے کہنے لگا کہ میں تمہارے خون سے اللہ کے سامنے اپنی برات چاہتا ہوں ۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم قتل کئے جاؤ گے ۔ سعید اوس سے کہنے لگے تجھ پر افسوس ہے کیا سعید بن جبیر کے خون سے اپنے آپ کو بَری کرنا چاہتا ہے ؟ سپاہی نے کہا کہ آپ کا جہاں جی چاہے آپ تشریف لیجائیں ۔ میں کبھی آپ کی تلاش نہیں کروں گا ۔ مگر سعید نے اس طرح بھاگ جانے کی تجویز کو مسترد کر دیا ۔ اور کہنے لگے کہ میں خدا سے سلامتی اور عافیت کا متوقع ہوں ۔ اس گفتگو کے بعد ہی دوسرا سپاہی آگیا ۔ دوسرے دن اُنھوں نے پھر کسی اور مقام پر قیام کیا ۔ آج بھی اوس

سپاہی نے وہی خواب دیکھا۔ اور کہنے لگا کہ میں سعید کے خون سے بری الذمہ ہوں۔ اور پھر سعید سے کہا کہ آپ کا جہاں جی چاہے چلے جائیں۔ میں اللہ کے نزدیک آپ کے خون کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ غرض کہ اب وہ اونھیں اوس مکان میں جس میں وہ رہا کرتے تھے لے آئے۔

یزید بن ابی زیاد بنی ہاشم کے آزاد غلام بیان کرتے ہیں کہ میں اوسی مکان میں جہاں سعید بیڑیاں پہنا کر لائے گئے تھے اون سے ملنے گیا کوفہ سے اور بھی علما اور صلحا اون سے ملنے آئے۔ میں نے اون سے کہا اے ابو عبد اللہ آپ اون لوگوں سے باتیں کیجئے۔ چنانچہ سعید ہنستے جاتے تھے اور ہم سے باتیں کر رہے تھے۔ ایک کمرہ میں اونکی ایک صاحبزادی بھی تھیں جب اوس نے سعید کو بیڑیاں پہنے دیکھا تو رونا شروع کیا۔ اُسپر میں نے سعید کو یہ کہتے سنا کہ اے بیٹی تو میرے متعلق کسی قسم کا بُرا خیال اپنے دل میں نہ آنے دے اور نہ خوف کر۔ ہم سب لوگ سعید کی متابعت میں پل تک آئے پل پہو نچنے کے وقت اون دونوں محافظ سپاہیوں نے کہا کہ ہم تو انھیں لیکر اسوقت تک ہرگز بھی پل سے عبور نہیں کریں گے جب تک کہ یہ کوئی اپنا ضامن ہمیں نہ دیدیں۔ کیونکہ ہمیں یہ ڈر ہے کہ یہ خودکشی کرنے کے لئے خود دریا میں کود کر غرق ہو جائیں گے اوس پر ہم نے کہا کہ بھلا سعید اور خود اس طرح خودکشی کریں؟ مگر سپاہیوں نے کسی طرح نہ مانا آخر کار ہم نے اون کی ضمانت کی اور تب وہ اونھیں پل پر سے لائے۔

فضل بن سوید کہتے ہیں کہ حجاج نے کسی کام کے لئے مجھے باہر بھیجا۔ باہر آکر دیکھا کہ لوگ سعید کو گرفتار کر کے لے آئے ہیں۔ میں اس خیال سے کہ دیکھوں اون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے پھر واپس حجاج کے پاس چلا آیا۔ اور اس کے سراہنے کھڑا ہو گیا۔ حجاج نے اون سے کہا کہ " اے سعید تمھیں بتاؤ کہ آیا میں نے تمھیں اپنا معتمد علیہ نہیں بنایا؟ تمھیں عامل کی ذمہ دار خدمت تفویض نہیں کی؟ اسپر میں نے خیال کیا کہ شاید حجاج اونھیں معاف کر دے۔ سعید نے کہا کہ جی ہاں آپکا ارشاد بجا ہے۔

حجاج نے پوچھا کہ پھر کیوں تم میرے خلاف بغاوت میں شریک ہوئے سعید نے کہا کہ میں بالکل مجبور تھا۔ اس جملہ پر حجاج کو سخت غصہ آیا۔ اور کہنے لگا

کہ کیوں جناب! دشمن خدا عبدالرحمن کا تو آپ نے اتنا حق سمجھا کہ آپ میری مخالفت پر مجبور ہو گئے۔ اور اللہ، امیر المومنین اور میرا اتنا بھی حق نہیں تھا! پھر حجاج نے اون دونوں پہرہ داروں کو حکم دیا کہ ان کی گردن مارو۔ چنانچہ سعید قتل کر دیئے گئے۔ اون کا سر تن سے جدا ہو کر گر پڑا۔ اوس وقت ایک چھوٹی سی سفید ٹوپی اونکے زیب سر تھی ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ قتل کے بعد جب سعید کا سر تن سے جدا ہو کر گرنے لگا تو اونھوں نے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا جو اچھی طرح سمجھ میں آتا تھا۔ دانتوں کی حرکت سے بھی معلوم ہوتا تھا کہ لا الہ الا اللہ کہہ رہے ہیں مگر سمجھ میں نہیں آتا تھا۔

جب سعید حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج نے کہا کہ خدا نصرانی عورت کے بیٹے پر لعنت کرے۔ اس سے اوسکی مراد خالد القسری تھا کیونکہ اوسی نے سعید کو مکہ سے گرفتار کر کے بھیجا تھا۔ حجاج نے یہ بھی کہا کہ کیا خود مجھے سعید کی سکونت کا علم نہ تھا؟ بخدا میں خوب جانتا تھا کہ وہ مکہ میں ہیں بلکہ جس مکان میں وہ رہتے تھے وہ بھی معلوم تھا۔ مگر میں جان بوجھ کر طرح دے رہا تھا۔

اب حجاج نے سعید کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ فرمایئے آپ کیوں میرے خلاف ہو گئے تھے؟ سعید نے کہا کہ خدا آپ کو نیک ہدایت دے۔ میں بھی ایک مسلمان ہوں۔ کبھی مجھ سے خطا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی صحیح راستہ پر چلتا ہوں۔ اس جواب سے حجاج خوش ہوا۔ اوس کا چہرہ بشاش ہو گیا۔ اور لوگوں کو یہ امید بندھی کہ حجاج انھیں چھوڑ دیگا۔ مگر پھر کسی معاملہ میں حجاج نے سعید کی طرف مخاطبت کی۔ اور سعید نے کہا کہ عبدالرحمن کی بیعت کا طوق میری گردن میں پڑا ہوا تھا اس وجہ سے میں اون کا ساتھ دینے کے لئے مجبور تھا۔

اس جملہ کا سننا تھا کہ حجاج مارے غصہ کے اپنے آپے سے باہر ہو گیا۔ اور اوس کی چادر کا ایک کونہ مونڈھے سے ڈھلک گیا۔ اور کہنے لگا کہ اے سعید کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ میں نے ابن الزبیر کو قتل کیا۔ اور مکہ والوں سے بیعت لی۔ اور تم سے امیر المومنین عبدالملک کے لئے بیعت لی۔ سعید نے ان تمام باتوں کا جواب اثبات میں دیا حجاج پہلی گفتگو کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا اور پھر جب میں کوفہ میں عراق کا ناظم اعلیٰ مقرر ہو کر آیا تو میں نے

امیرالمومنین کے لئے دوبارہ بیعت لی اور خود تم سے بھی دوسری مرتبہ بیعت لی۔ سعید نے کہا جی ہاں یہ بھی درست ہے اسپر حجاج نے کہا کہ اس طرح تم نے دو بیعتوں کو پس پشت ڈالدیا۔ اور اوس جُلاہے کے بچے کی بیعت کا اس قدر احترام کیا۔ اس کے بعد حجاج نے اون کے قتل کا حکم دیدیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب سعید حجاج کے سامنے لائے گئے تو حجاج اوس وقت سواری کے لئے باہر جارہا تھا۔ بلکہ اوس نے اپنا ایک پاؤں رکاب میں بھی رکھ دیا تھا۔ سعید کو دیکھکر کہنے لگا کہ جب تک میں تیرے سر پر آگ سے نہ جلاؤنگا سواری نہ کروں گا۔ یہ کہتے ہی اونکے قتل کردینے کا حکم دیدیا۔ سعید قتل کردئے گئے۔ مگر اس واقعہ کا کچھ ایسا اثر حجاج پر ہوا کہ اوکی عقل بگڑ گئی۔ اور "وہ ہماری بیڑیاں ہماری بیڑیاں" کہہ کر چلانے لگا۔ لوگوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ جو بیڑیاں سعید کو پہنائی گئی تھیں اون کی طرف اشارہ ہے۔ اونھوں نے آدھی پنڈلی کے پاس سے سعید کے پاؤں قطع کرکے بیڑیاں اوتارلیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب سعید حجاج کے سامنے پیش کئے گئے تو حجاج نے اون سے پوچھا کہ کیا تم نے مصعب بن الزبیر کو کوئی خط لکھا ہے؟ سعید نے کہا میں نے نہیں لکھا۔ بلکہ مصعب نے مجھے لکھا ہے۔ حجاج کہنے لگا کہ بخدا میں تمھیں قتل کرڈالوں گا۔ اوس پر سعید نے کہا تو پھر میرا اسم بامسمیٰ بنجاؤں گا۔ غرض کہ حجاج نے اونھیں قتل کرادیا مگر اس کے بعد صرف چالیس روز وہ بھی زندہ رہ سکا۔ حجاج کی اب یہ حالت تھی کہ خواب میں سعید کو دیکھتا کہ وہ اُس کا دامن پکڑے کہہ رہے ہیں کہ اے دشمن خدا بتا تو نے کیوں مجھے قتل کیا۔ اس پر حجاج کہہ اٹھتا تھا میرے اور سعید کے درمیان کیا معاملہ ہے!!

میرے اور سعید کے درمیان میں کیا معاملہ ہے!!

اسی سنہ میں مدینہ کے اکثر فقہا نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس سال کے شروع میں حضرت علی بن الحسینؓ نے وفات پائی پھر عروہ بن الزبیر پھر سعید بن المسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن الہشام ایک ایک کرکے اس دنیائے فانی سے چل بسے۔

ولید نے سلیمان بن حبیب کو اس سال شام کا قاضی بنایا۔

اس معاملہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے کہ اس سال حج کن صاحب کی نگرانی میں ادا ہوا۔ اسحق بن عیسٰی کی روایت یہ ہے کہ ۹۴ھ ہجری میں مسلمہ بن عبدالملک نے حج کرایا۔ واقدی کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن الولید بن عبدالملک نے حج کرایا۔ اور واقدی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ۹۴ھ ہجری میں مسلمۃ بن عبدالملک نے حج کرایا ہے۔

خالد بن عبداللہ القسری مکہ کا عامل تھا۔ عثمان بن حیّان المرّی مدینہ کا عامل تھا۔ زیاد بن جریر کوفہ کا عامل تھا۔ ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ جراح بن عبداللہ بصرہ کے عامل اور عبدالرحمن بن اذینہ بصرہ کے قاضی تھے۔ قتیبہ بن مسلم خراسان کا گورنر تھا۔ اور قرہ بن شریک مصر کا گورنر تھا۔ مگر حجاج عراق اور تمام مشرقی صوبوں کا ناظم اعلیٰ تھا۔

۹۵ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال عباس بن الولید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اور تین قلعے سر کئے۔ جن کے نام طوس۔ مرزبانین۔ اور ہرقلہ ہیں۔

نیز اسی سال ہندوستان کے آخری مقامات تک سوائے کیرج اور منڈل کے فتح ہوئے۔

اسی سنہ کے ماہ رمضان میں شہر واسط القصب تعمیر کیا گیا۔ اور موسیٰ بن نصیر اندلس سے قیروان واپس آیا۔ اور قیروان سے ایک میل کے فاصلہ پر قصر الماین اوس نے عید الضحٰی میں قربانی کی۔

نیز اسی سنہ میں قتیبہ نے ملک شاش پر فوج کشی کی۔

اس مہم کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

حجاج نے عراق سے ایک فوج قتیبہ کی امداد کے لئے بھیجی تھی وہ فوج ۹۵ھ میں اوس کے پاس پہونچی۔ قتیبہ نے اس فوج کو لیکر کفار سے جہاد کیا اور رجب وہ شاش یا کشانئ میں تھا کہ اوسے حجاج کے مرنے کی خبر ملی۔ ماہ شوال ۹۵ھ ہجری میں

حجاج نے انتقال کیا۔ اس خبر سے قتیبہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور مرد کی طرف واپس پلٹا۔ واپسی میں تمام فوجوں کو منتشر کرتا آیا۔ کچھ فوج بخارا میں چھوڑی۔ کچھ فوج کو کس اور نصف بھیجدیا۔ اور پھر مرو چلا آیا۔

یہیں ولید کا خط قتیبہ کو ملا جس میں مسطور تھا کہ امیر المومنین تمہاری اون کوششوں اور مستعدانہ کار روائیوں سے خوب واقف ہیں۔ جو تم مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف کر رہے ہو۔ امیر المومنین تمھیں عنقریب ترقی دیں گے۔ اور تمہاری خدمات کے لایق تمہارے ساتھ سلوک کریں گے۔ برابر جہاد میں مصروف رہو۔ اپنے رب سے ثواب کے متوقع رہو۔ اور امیر المومنین کو ہمیشہ خط لکھتے رہو تاکہ اونھیں اوس ملک کی حالت سے اس قدر آگاہی ہوتی رہے کہ گویا وہ خود تمہارے ساتھ ہیں۔

اسی سنہ میں حجاج نے ماہ شوال میں چوّن سال کی عمر میں یا ایک دوسرے بیان کے مطابق ترپن سال کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں جب حجاج کا انتقال ہوا۔ موت کے وقت حجاج نے اپنے بیٹے عبداللہ کو نماز پڑھانے کے لئے اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ واقدی کے قول کے مطابق حجاج نے بیس سال عراق پر حکومت کی۔

اسی سال عباس بن ولید نے شہر قنسرین فتح کیا۔ اور دضاحی اور اُن کے ہمراہ تقریباً ایک ہزار آدمی رومیوں کے علاقہ میں شہید کئے گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال منصور عبداللہ بن محمد بن علی پیدا ہوا۔ اور ولید نے یزید بن ابی کبشہ کو کوفہ اور بصرہ کی امامت اور سپہ سالاری پر سرفراز کیا۔ اور یزید بن مسلم کو ان دونوں شہروں کے محکمۂ مال وخزانہ کا افسر اعلی مقرر کیا۔

اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ چونکہ یہ دونوں صاحب ان خدمات کے لئے سب سے زیادہ اہل تھے۔ اس لئے خود حجاج ہی نے مرتے وقت ان دونوں کو ان خدمتوں پر مقرر کر دیا تھا۔ بعد میں ولید نے بھی ان کے تقررات کی توثیق کر دی۔ اسی طرح حجاج کے جسقدر عامل مختلف مقامات پر تھے اوس کی

موت کے بعد ولید نے سب کو بشل سابق انھی خدمات پر رہنے دیا۔

بشر بن الولید نے اس سال حج کرایا۔ مختلف مقامات کے وہی لوگ اعلیٰ حاکم تھے جو سنہ ماسبق میں تھے۔ البتہ حجاج کی موت کی وجہ سے کوفہ اور بصرہ کے انتظام میں جو تبدیل کی گئی اوس کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

۹۶ سنہ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال موسم سرما کی مہم لیکر بشر بن الولید رومیوں سے جہاد کرنے گیا اور واپس آگیا اسی اثنا میں ولید کا انتقال ہو گیا۔

تمام اہل سیر کا اسبات پر اتفاق ہے کہ جمادی الآخر ۹۶ سنہ ہجری کے وسط میں ولید نے وفات پائی۔ البتہ اوسکی مدت خلافت میں اختلاف ہے ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے ایک ماہ کم دس سال خلافت کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ نو سال سات ماہ خلافت کی۔

ہشام بن محمد کا بیان ہے کہ ولید نے آٹھ سال چھ ماہ خلافت کی۔ واقدی کہتے ہیں کہ نو سال آٹھ مہینے اور دو روز ولید نے خلافت کی۔ ولید کی عمر میں بھی اہل سیر کا اختلاف ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ولید نے چھیالیس سال ایک ماہ کی عمر میں دمشق میں وفات پائی۔ ہشام بن محمدؒ کہتے ہیں کہ ولید کی عمر پینتالیس سال ہوئی۔ علی بن محمدؒ کا دعویٰ ہے کہ کل بیالیس سال ایک ماہ ولید کی عمر ہوئی۔ علی کہتے ہیں کہ ولید نے دیر مُران میں وفات پائی۔ اور باب الصغیر کے باہر دفن کیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مقبرہ فرادیس میں دفن کیا گیا۔ اور نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سینتالیس سال کی عمر میں اوس کی وفات ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ولید کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ولید کے اونیس ۱۹ بیٹے تھے۔ جن کے نام عبد العزیز، محمد، عباس، ابراہیم، تمام، خالد، عبد الرحمن، مُبشر، مسرور، ابو عبیدہ، صدقہ، منصور، مروان، عنبسہ، عمر، روح، بشر، یزید، اور یحییٰ ہیں۔

عبد العزیز اور محمد کی والدہ کا نام اُم البنین تھا۔ جو عبد العزیز بن مروان کی

لڑکی تھی۔ اور ابو عبیدہ کی ماں کا نام مزاریہ تھا۔ اور باقی تمام لونڈیوں کے بطن سے تھے۔

ولید کے بعض عادات وخصائل کا بیان

اہل شام ولید کو اپنے تمام خلفا میں بہترین خلیفہ سمجھتے تھے۔ ولید نے بہت سی مسجدیں تعمیر کرائیں۔ جامع دمشق۔ اور مسجد مدینۂ منورہ بنوائی۔ اور مینار بنوائے۔ بڑا سخی اور دینے والا تھا۔ جو لوگ کوڑھی تھے اون کے روزینے مقرر کر دیئے تھے۔ اور اونھیں لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلانے کی ممانعت کر دی تھی۔ اسی طرح جس قدر اپاہج یا اندھے لنگڑے اور لولے تھے اون سب کی خدمت کے لئے ایک ایک خادم سرکاری خرچ سے مقرر کر دیا تھا۔ جو اون کی خدمت گزاری کرتا تھا۔

ولید کے عہد خلافت میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں۔ مغرب میں موسیٰ نے اندلس فتح کیا۔ شمال مشرق میں قتیبہ نے کاشغر فتح کیا۔ اور محمد بن القاسم نے ہندوستان فتح کیا۔

ولید کا یہ قاعدہ تھا کہ اکثر بیچنے والے کے پاس جاتا۔ اور تھوڑی سی ترکاری اوٹھا کر اوسکی قیمت دریافت کرتا۔ بیچنے والا ایک پیسہ اوسکی قیمت بتاتا۔ ولید کہتا کہ اوس کی قیمت میں اور اضافہ کرو۔

بنی مخزوم کے ایک شخص نے ولید سے آکر کہا کہ مجھپر بہت سا قرضہ ہے آپ کچھ عنایتاً دلوا دیجئے۔ ولید نے کہا کہ ہاں میں دونگا بشرطیکہ تمھارا استحقاق ثابت ہو جائے۔ سائل کہنے لگا کہ میری آپ کی قرابت ہے۔ میں کیوں مستحق نہیں ہوں؟ ولید نے پوچھا کیا قرآن تمھیں یاد ہے۔ سائل نے کہا نہیں۔ ولید نے اوسے اپنے قریب بلایا۔ اور ایک بید سے جو اوس کے ہاتھ میں تھا اوسکا عمامہ اوتارا اور کئی بید اسکے رسید کئے اور ایک شخص سے کہا کہ اسے اپنے ساتھ لیجا اور جب تک یہ قرآن نہ پڑھ لے اسے جدا نہ کرنا۔

اس واقعہ کو دیکھکر عثمان بن یزید بن خالد بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے

کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے امیر المومنین میں بھی مقروض ہوں۔ ولید نے اوس سے بھی پوچھا کہ کیا تم نے قرآن پڑھا ہے۔ عثمان نے کہا جی ہاں۔ ولید نے اوس سے سورۂ انفال اور سورۂ براۃ کی دس دس آیتیں پڑھوائیں۔ عثمان نے پڑھ دیں۔ ولید نے کہا اچھا میں تمھارے قرضہ کو ادا کر دونگا۔ اور اب تمھارا زیادہ خیال رکھونگا۔

حالتِ مرض میں ایک دن ولید پر ایسی بے ہوشی طاری ہوئی کہ تمام دن مُردہ پڑا رہا۔ لوگوں نے رونا دھونا بھی شروع کر دیا۔ اور اون کی موت کی خبر پہونچانے کے لیئے قاصد بھی روانہ کر دئے گئے۔ جب حجاج کے پاس قاصد یہ خبر لیکر آیا۔ حجاج نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ایک رسی منگوا کے اوس کے ہاتھ بندھوائے۔ اور اوس کا ایک سرا ایک ستون میں باندھ دیا گیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ خدایا۔ تو مجھ پر اب ایسے شخص کو مسلط نہ کرنا جو رحیم و کریم نہ ہو۔ میں عرصۂ دراز سے تجھ سے یہ دعا مانگ رہا ہوں کہ اوس کے مرنے سے پہلے تو مجھے موت دیدے۔ انھیں جملوں کے ساتھ اب حجاج نے نہایت خضوع و خشوع سے جناب باری میں دعا مانگنا شروع کی۔ ابھی دعا مانگ ہی رہا تھا کہ اتنے میں دوسرا قاصد ولید کے مرض کی افاقہ کی خوشخبری لیکر آیا۔

ولید کی طبیعت جب ذرا سنبھل گئی تو کہا کہ میری صحت سے سب سے زیادہ خوشی حجاج کو ہوئی ہوگی۔ اسپر عمر بن عبد العزیز نے عرض کی کہ جناب والا کی صحت ہمارے لیئے خدا کی بہترین نعمت ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ کے پاس حجاج کا یہ خط آئے گا کہ جب مجھے جناب والا کی صحت کا علم ہوا۔ تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور جسقدر لونڈی غلام میرے پاس تھے وہ سب آزاد کر دئے اور میں یہ ہندوستان کے بنے ہوئے مربے کے شیشے کے مرتبان آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ اس بات کو کہے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ اسی مضمون کا خط حجاج کی جانب سے ولید کو موصول ہوا۔

آخری زمانہ میں حجاج کا وجود ولید کو کھلنے لگا تھا۔ اوسکا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ولید کا ایک خدمت گار بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز صبح کے کھانے کے لیئے ولید کا منہ دُھلا رہا تھا۔ ولید نے ہاتھ آگے بڑھایا

میں نے اوس پر پانی ڈالنا شروع کیا - ولید اوس وقت کسی اور خیال میں تھے - اب پانی ہے کہ بہتا چلا جارہا ہے اور وہ منع نہیں کرتے مجھے اتنی جرات کہاں تھی کہ خود بولتا - پھر خود ولید نے میرے منہ پر چھینٹے مارے اور کہا کہ کیا تو اونگھ رہا ہے - اور سر اوٹھاکر میری طرف دیکھکر سوال کیا کیا تو جانتا ہے کہ گزشتہ رات کیا خبر آئی ہے - میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں - ولید نے کہا بے وقوف تجھے معلوم نہیں - حجاج کا انتقال ہوگیا - میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا - ولید نے کہا چُپ رہ - اس خبر سے تیرے آقا کو خوشی ہوئی ہے - جو اوس کے ہاتھ میں ایک سیب کے مانند تھا جسے وہ سونگتا تھا۔"

ولید کو بڑی بڑی عمارتیں اور قلعے بنانے کا بہت شوق تھا - اور نیز خدمتگاروں کے جمع کرنے کا بھی بہت شایق تھا - اوسکے زمانہ میں یہ حالت تھی کہ جب لوگ آپس میں ملتے تھے تو عمارتوں اور قلعوں کی تعمیر کا تذکرہ کرتے تھے - سلیمان کو کھانے اور نکاح کرنے کا بہت شوق تھا - چنانچہ اور لوگ بھی جب آپس میں ملتے تو شادی بیاہ اور لونڈیوں کا تذکرہ کرتے - حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور حکومت میں مذہبی رنگ غالب تھا - جب لوگ آپس میں ملتے تو پوچھتے کہ کہیئے آج رات کیا وظیفہ آپ پڑھیں گے - کتنا قرآن یاد کیا - ختم کب ہوگا - اور آپ نے کب ختم کیا تھا - اور اس مہینے میں کتنے روزے آپ نے رکھے - غرض کہ اس قسم کے سوالات سے اوس زمانہ کی حالت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہر شخص پر مذہبی رنگ غالب تھا - جب ولید حج کرنے گیا تو یمن سے محمد بن یوسف بھی حج کرنے کو آیا - اور اپنے ساتھ ولید کے لئے بہت بیش بہا تحفے تحائف بھی لایا - اُم البنین نے ولید سے کہا کہ محمد بن یوسف جو تحائف آپ کے لئے لایا ہے آپ وہ مجھے دلا دیجیئے - ولید نے حکم دیدیا کہ وہ تحفے اُم البنین کو دیدیئے جائیں - اُم البنین نے اس حکم کی تعمیل کے لئے اپنے آدمی محمد بن یوسف کے پاس بھیجے - مگر اوس نے دینے سے انکار کردیا - اور کہا کہ جب تک اُن چیزوں کو ولید خود نہ دیکھ لیں میں کسی کو نہیں دونگا - اُس کے بعد امیرالمومنین کو اختیار ہے جسے چاہیں دیدیں - تحائف بہت زیادہ تھے محمد بن یوسف کا انکار اُم البنین کو ناگوار خاطر

ہوا۔ اوس نے ولید سے کہا کہ اگرچہ امیر المومنین نے محمد بن یوسف کے تحائف مجھے دلوائے تھے مگر اب میں اونھیں نہیں لینا چاہتی۔ ولید نے اس کی وجہ دریافت کی۔ اُم البنین نے کہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ چیزیں محمد بن یوسف نے لوگوں سے زبردستی چھین کر حاصل کی ہیں۔ علاوہ ازیں اوس نے اون پر بہت سے مظالم توڑے ہیں۔ اور اسکی صوبہ داری سے اونھیں ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنا پڑی ہیں۔

اب محمد تمام تحفے لیکر ولید کے پاس آیا۔ ولید نے اوس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ تمام چیزیں تم نے ناجائز طریقہ پر حاصل کی ہیں۔ محمد بن یوسف نے اس الزام سے صاف انکار کر دیا۔ ولید نے اوس سے کہا کہ رُکن اور مقام کے درمیان پچاس مرتبہ خدا کی قسم کھاؤ کہ نہ تو تم نے یہ چیزیں زبردستی حاصل کی ہیں نہ کسی پر ظلم کیا ہے۔ بلکہ لوگوں کی رضامندی اور خوشی سے حاصل کی ہیں۔ محمد نے حسب ارشاد قسمیں کھالیں۔

ولید نے تحفے قبول کر لئے۔ اور پھر وہ سب کے سب ام البنین کو دیدئے اوس کے بعد ہی محمد بن یوسف یمن جا کر ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوا جس سے اُس کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور اوسی سے وہ مر گیا۔

اسی سنہ میں ولید نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی سلیمان کے پاس جائے۔ اس سفر کی غرض یہ تھی کہ وہ چاہتا تھا کہ اوس کے بعد بجائے سلیمان کے اُس کا بیٹا عبد العزیز خلیفہ ہو۔ ولید نے اس سفر کا ارادہ اپنے مرض الموت سے پہلے کیا تھا

ولید اور سلیمان دونوں عبد الملک کے ولی عہد تھے۔ جب ولید خلیفہ ہوا تو اوس نے ارادہ کیا کہ سلیمان کو حق خلافت سے محروم کر کے اوس کے بدلے اپنے بیٹے عبد العزیز کو اپنا ولی عہد بنائے۔ مگر سلیمان نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ تو ولید نے اس بات کی کوشش کی کہ کم از کم سلیمان کے بعد تو عبد العزیز خلافت کا حق دار تسلیم کر لیا جائے۔ مگر سلیمان نے اوسے بھی نہ مانا۔ ولید نے اوسے پھسلانے کے لئے بہت سا روپیہ بھی پیش کیا مگر سلیمان نے اوسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب اس طرح ولید کو اس مقصد میں ناکامیابی ہوئی تو اب وسنے

یہ چال کی کہ اپنے صوبہ داراور دوسرے نظا کو لکھا کہ تم لوگ عبد العزیز کی ولی عہدی کے لئے لوگوں سے بیعت لو۔ اس تجویز کو سوائے حجاج۔ قتیبہ اور بعض خاص لوگوں کے کسی نے پسند نہیں کیا۔ عبّاد بن زیاد نے ولید سے کہا کہ عام لوگ آپ کی اس تجویز کو کبھی نہ مانیں گے۔ اور اگر اس وقت وہ مان بھی جائیں تو بھی آپ کو اون کے وعدہ پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ بعد میں یہ آپ کے بیٹے کے ضرور خلاف ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ سلیمان کو بلوائیں وہ آپ کی بہت اطاعت اور فرماں برداری کرتے ہیں۔ آپ اون کے سامنے اپنے اس ارادہ کو ظاہر کیجئے کہ اون کے بعد عبد العزیز ولی عہد ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس صورت میں کہ جب وہ آپ کے پاس ہوں گے وہ اس تجویز کو رد نہ کرسکیں گے۔ اور اگر ایسا کریں گے تو پھر تمام لوگ انہی کے خلاف ہو جائیں گے۔

چنانچہ ولید نے سلیمان کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ۔ سلیمان نے آنے میں دیر کی۔ اور جان بوجھ کر ٹالتا رہا۔ اس لئے اب خود ولید نے اوس کے پاس جانیکا قصد کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ارادہ کر لیا کہ اوسے خلافت کے حق سے محروم کردے۔ لوگوں کو حکم دیا کہ سفر کی تیاری شروع کریں۔ خیمے نکلوائے گئے۔ ابھی یہ رخصت سفر تیاری ہی ہو رہا تھا کہ ولید بیمار پڑا۔ اور سلیمان کے پاس جانے کا ارادہ ہی تھا کہ خود ہی اس دار فانی سے چل لبا۔

هلوات الکلبی کہتے ہیں کہ ہم محمد بن القاسم کے ہمراہ ہندوستان میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم داہر کو قتل کر چکے تھے۔ ہمارے پاس حجاج کا خط آیا تاکہ ہم سلیمان سے ترک عہد کردیں۔ جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اوس نے ہمیں لکھا کہ ہم لوگ وہیں کھیتی باڑی کریں۔ اور ہمیں شام میں آنے کی اجازت نہیں چنانچہ ہم لوگ حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت تک ہندوستان ہی میں رہے۔ اور آپ کے زمانہ میں پھر اپنے وطن واپس آئے۔

جب ولید نے جامع دمشق کی تعمیر کا ارادہ کیا جہاں پہلے گرجا تھا تو اپنے تمام لوگوں سے کہا کہ ہر شخص مجھے ایک ایک اینٹ لا کردے۔ ہر شخص ایک ایک اینٹ لایا۔ مگر ایک عراقی صاحب دو اینٹیں لائے۔ ولید نے اون سے

اون کا وطن دریافت کیا۔ اونھوں نے کہا کہ میں عراق کا باشندہ ہوں۔ اوس پر ولید کہنے لگا اے عراقیو! تم ہر بات میں حد سے تجاوز کر جاتے ہو۔ یہاں تک کہ اظہار اطاعت میں بھی حد سے گزر جاتے ہو۔ بہر حال گرجا منہدم کر کے اوسکی جگہ مسجد بنا دی گئی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور خلافت میں عیسائیوں نے اون سے اس بات کی شکایت کی اور کہا گیا کہ شہر سے باہر کی تمام عمارتیں بزور شمشیر فتح کی گئی ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا تو اچھا ہم تمھارے گرجا کو تمھارے حوالے کئے دیتے ہیں۔ مگر توما کے گرجے کو منہدم کر کے وہاں مسجد بنا لیتے ہیں۔ کیونکہ اوس پر تو بزور شمشیر قبضہ کیا گیا ہے۔ یہ سنکر عیسائی چکرائے۔ اور کہنے لگے کہ بہتر ہے آپ اسے اسی طرح رہنے دیجئے۔ مگر توما کے گرجے کو منہدم نہ کرائیے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اون کی درخواست منظور کر لی۔

اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم نے کاشغر فتح کیا۔ اور چین پر حملہ کیا۔ ان واقعات کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ۹۶ھ میں قتیبہ جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ جسقدر فوج اوس کے ساتھ تھی اون کے اہل و عیال کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اور سلیمان کے خوف سے اوس کا ارادہ یہ تھا کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو سمرقند میں حفاظت سے ٹہرا دے۔ جب دریائے جیحوں کو عبور کر آیا تو اپنے ایک آزاد غلام کو جسکا نام خوارزمی لیا جاتا ہے۔ اوس گھاٹ پر جہاں سے دریا کو عبور کیا جاتا تھا دیکھ بھال کے لئے مقرر کر دیا اور حکم دیدیا کہ کسی شخص کو بغیر پروانۂ راہداری کے یہاں سے گزرنے نہ دینا۔

قتیبہ نے فرغانہ کی راہ لی۔ اور درۂ عصام کی طرف کچھ ایسے لوگوں کو بھیجا جو کاشغر جانے کا اوس کے لئے راستہ ٹھیک کر دیں۔ (یہ شہر چین کے تمام شہروں میں مسلمانوں کی حکومت سے قریب ترین واقع تھا) قتیبہ ابھی فرغانہ ہی میں تھا کہ اوسے ولید کے انتقال کی خبر ملی۔

ایاس بن زہیر کہتے ہیں کہ جب قتیبہ دریا کو عبور کر کے اوس پار آگیا تو میں نے اوس سے اکر درخواست کی کہ جب جناب والا اس جہاد پر روانہ ہوئے تو ہمیں

بیوی بچوں کے متعلق جناب کی رائے کا علم نہیں ہوا تھا۔ ورنہ ہم اون سب کو بھی لے آتے۔ میرے جتنے بڑے لڑکے ہیں وہ میرے ساتھ ہیں۔ اپنی بیوی اور چھوٹے بچوں اور ایک بڑھیا ماں کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ گھر میں اور کوئی ایسا آدمی نہیں جو ہمارے بعد اون کی نگرانی کرے۔ اگر جناب والا مناسب خیال فرمائیں تو مجھے اور میرے ساتھ میرے ایک بیٹے کو پروانہ راہداری دید یجیے' تاکہ میں اوسے گھر بھیجدوں کہ وہ میرے اہل وعیال کو اپنے ہمراہ لے آئے

قتیبہ نے پروانہ راہ داری لکھکر مجھے دے دیا۔ میں دریا کے کنارے پہونچا۔ دریا کا محافظ اوس کنارہ پر تھا۔ میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کچھ لوگ کشتی میں بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ میرا نام پوچھا۔ اور پروانہ راہداری مانگا۔ میں نے اون کے سوالات کا تشفی بخش جواب دیا۔ اون میں سے کچھ لوگ تو میرے پاس ٹھہر گئے۔ اور کچھ پھر کشتی کو واپس لیگئے۔ اور اپنے افسر سے میرا حال بیان کیا۔ پھر واپس آئے۔ اور مجھے بھی بٹھا کر لیگئے۔ جب میں اون لوگوں کے پاس جو دوسرے کنارہ پر متعین تھے پہونچا تو دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ چونکہ میں خود بھوک سے بیتاب تھا۔ بغیر صلاح کھانے بیٹھ گیا۔ اب میرا یہ حال ہے کہ کھائے چلا جا رہا ہوں۔ اور کسی کو جواب نہیں دیتا۔ میری یہ حالت دیکھکر وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ بدوی بھوک سے مرا جا رہا ہے میں نے کھانا کھایا اور سوار ہو کر مرو پہونچا۔ اپنی والدہ کو ساتھ لیا۔ اور اپنے فوجی مرکز کو واپس آنے کے ارادہ سے روانہ ہوا کہ اتنے میں ہمیں ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی اور پھر میں مرو ہی واپس چلا آیا

قتیبہ نے کثیر بن فلاں کو کاشغر بھیجا۔ کثیر نے کچھ لونڈی غلام وہاں سے حاصل کئے' قتیبہ نے اون سب کے داغ لگا دیے۔ قتیبہ واپس آگیا اور راہ ہی میں اونھیں ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔

(پہلا بیان) قتیبہ بڑھتے بڑھتے چین کے حدود میں داخل ہو گیا۔ اس پر چین کے بادشاہ نے قتیبہ کو لکھا کہ آپ اپنے ساتھ کے کچھ معزز لوگوں کو میرے پاس بھیج دیجیے' تاکہ میں اون سے آپ لوگوں کی حالت دریافت

کروں۔ اور آپ لوگوں کے مذہب کے متعلق معلومات حاصل کروں۔ قتیبہ نے بارہ آدمی منتخب کیے۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ دس آدمی منتخب کیے یہ لوگ باعتبار اپنی ظاہری صورت و وجاہت۔ ڈیل ڈول حسن بیان۔ شجاعت اور فراست و ذکاوت کے اپنے اپنے قبیلہ کے بہترین لوگ تھے۔ قتیبہ نے اون کے انتخاب میں بہت احتیاط سے کام لیا تھا۔ ہر شخص کے متعلق فرداً فرداً پہلے دریافت کیا۔ جب معلوم ہوا کہ یہی اپنے اپنے قبیلہ کے بہترین نمایندے ہیں تب اون کا انتخاب کیا۔ پھر اون سے خود گفتگو کی اور اُن کی دانائی اور فراست کا امتحان لیا۔ تو اوسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ظاہری اوصاف کے ساتھ باطنی خوبیوں سے بھی یکساں طور پر متصف ہیں۔ حکم دیا کہ اونھیں بہترین اسلحہ۔ عمدہ عمدہ ریشمی شالیں۔ سفید باریک ململ کے تھان۔ جوتے اور عطر دیے جائیں۔ اور انھیں اعلیٰ درجہ کے قوی ہیکل اور دراز قد و قامت گھوڑے دیے جو کوتل اون کے ہمراہ تھے۔ اور دوسری سواری کے گھوڑے اون کے علاوہ دیے۔ تاکہ ان پر وہ سوار ہو کر سفر کریں ہبیرہ بن شمرج الکلابی ایک بڑا مقرر چرب زبان شخص تھا۔

قتیبہ نے اوس سے کہا کہو ہبیرہ تم وہاں جا کر کیا کرو گے۔ ہبیرہ نے عرض کی کہ جناب والا سے بہتر اور کون مجھے طریقہ ملاقات و گفتگو بتا سکتا ہے۔ جیسا جناب والا مجھے ارشاد فرمائیں وہی میں کہونگا۔ اور اوسی پر عمل کروں گا۔ قتیبہ نے کہا خدا کی برکت اور اوسکی توفیق تمھارے ساتھ ہو۔ تم جاؤ۔ جب تک اون کے علاقہ میں نہ پہونچ جاؤ اپنے عمامے نہ اوتارنا۔ اور جب بادشاہ چین کے سامنے جاؤ تو اوس سے کہہ دینا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں تمھارے علاقہ پر قدم نہ رکھ لونگا۔ اور تمھارے شہزادوں کو غلام نہ بنا لونگا اور خراج نہ وصول کر لونگا واپس نہ جاؤں گا۔

غرض کہ یہ وفد ہبیرہ کی زیر سرکردگی چین آیا۔ بادشاہ چین نے سفراء کے ذریعہ اونھیں دعوت دی۔ اون لوگوں نے حمام میں جا کر غسل کیا۔ اور سفید کپڑے پہنے۔ نیچے زرہ پہنی عطر لگایا تیل لگایا جوتے پہنے۔ اوپر سے

شالیں اوڑھیں اور اب بادشاہ چین کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اوس وقت دربار میں چین کے بڑے بڑے رئیس اور اعیان سلطنت موجود تھے۔ یہ لوگ بھی جاکر بیٹھے۔ مگر نہ بادشاہ نے کوئی بات چیت اون سے کی اور نہ دوسرے درباریوں نے کوئی گفتگو کی۔ مسلمان اوٹھکر چلے آئے۔ اون کے چلے آنے کے بعد بادشاہ نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ سب نے کہا کہ یہ تو عورتیں معلوم ہوتی ہیں۔ جب ہماری نظر اون پر پڑی اور عطر پھلیل کی خوشبو ہماری ناکوں میں آئی۔ تو ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں بچا جس کے خیالات پریشان نہ ہو گئے ہوں۔

دوسرے دن پھر بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں بلایا۔ آج اونھوں نے جامہ وار کے جُبّے پہنے۔ باریک ریشم کے عمامے باندھے۔ اوپر سے شالیں اوڑھیں۔ اور صبح کے وقت دربار میں حاضر ہوئے۔ دربار میں حاضر ہونے کے بعد ہی بادشاہ نے اونھیں واپس جانے کا حکم دیا۔ اور اونکے چلے جانے کے بعد اپنے امرا سے پھر اون کے متعلق دریافت کیا۔ اس مرتبہ سب نے کہا کہ ہاں البتہ یہ وضع و ہیئت مردوں سے ملتی جلتی ہے۔ اور اب وہ مرد معلوم ہوتے ہیں۔

غرض کہ اسی طرح تیسرے روز پھر بادشاہ نے اونھیں دربار میں بلایا۔ آج مسلمانوں نے تمام ہتیار زیب بدن کیے۔ دوہرے دوہرے خود پہنے تلواریں حمائل کیں۔ نیزے ہاتھ میں لیئے کمانیں کندھوں پر ڈالیں۔ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر شاہی دربار میں چلے۔ جب بادشاہ کی اون پر نظر پڑی تو اوسے معلوم ہوا کہ گویا پہاڑ کے پہاڑ چلے آرہے ہیں۔ جب یہ لوگ بادشاہ کے دربار کے قریب پہونچے اپنے نیزے زمین پر گاڑ دیئے۔ اور پھر قدم بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے۔ مگر چونکہ تمام درباریوں کے دلوں پر اون کی اس ہیئت و وضع سے خوف طاری ہو گیا تھا اس لئے دربار میں آنے سے پہلے ہی اونھیں واپسی کا حکم دیدیا گیا۔

مسلمان اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آپس میں نیزوں کو لڑاتے ہوئے

گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہیں اپنے قیام گاہ کو واپس پلٹے۔ بادشاہ نے اپنے امرا سے اب پھر ان کے متعلق دریافت کیا۔ تمام درباریوں نے کہا کہ ہم نے ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے۔

شام کے وقت بادشاہ نے مسلمانوں سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں کا جو سردار اور سب سے بہتر اور معزز آدمی ہو اوسے میرے پاس بھیجدیجئے۔ غرض کہ سب نے ہبیرہ کو بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ جب ہبیرہ بادشاہ کے سامنے آئے تو اُس نے کہا کہ آپ نے میرے ملک کے سردار کو دیکھ لیا ہے اب کوئی شخص ایسا نہیں جو میرے مقابلہ میں آپ کو بچا سکے۔ علاوہ بریں آپ لوگ میرے علاقہ میں ہیں اور اس طرح میرے دست قدرت میں ہیں۔ جسطرح کہ ہتیلی پر انڈا ہو۔ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں۔ اگر تم نے سچ سچ بیان نہیں کیا تو قتل کرادوں گا۔ ہبیرہ نے کہا آپ جو پوچھنا چاہتے ہوں پوچھیے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ ان تینوں دنوں میں آپ لوگوں کے مختلف لباس میں آنے کی کیا وجہ تھی۔؟ ہبیرہ نے کہا کہ پہلے دن جو لباس ہم نے پہنا تھا وہ لباس تھا جو ہم اپنے اہل وعیال میں پہنتے ہیں اور خوشبو لگا کر اون کے پاس جاتے ہیں۔ دوسرے دنکا لباس وہ تھا جو اپنے امرا اور سرداروں کے پاس پہنکر ملنے جاتے ہیں۔ ہمارا تیسرے دن کا لباس دشمن کے مقابلہ پر پہنکر جانے کا لباس تھا۔ جب کوئی خاص جوش دلانے والی بات یا مصیبت پیش آتی ہے تو ہمارا یہی لباس ہوتا ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ حقیقت میں تم ہی لوگ زمانہ کو خوب برتتے ہو۔ اچھا اب آپ اپنے افسر اعلیٰ کے پاس واپس چلے جایئے۔ اور کہہ دیجئے کہ وہ بھی ہمارے علاقہ سے واپس چلا جائے۔ کیونکہ میں اوس کے حریصانہ خیالات اور اوسکے ساتھ اوس کے حمایتوں کی قلت تعداد سے واقف ہوں۔ اگر واپس نہ جاؤگے تو ایسی زبردست فوج مقابلہ کے لئے بھیجوں گا جو تمھیں اور اوسے سب کو تباہ کر ڈالے گی۔

ہبیرہ نے کہا بھلا آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ اوس کے پاس فوج کی کمی ہے ایسے شخص کو فوج کی کیا کمی پڑ سکتی ہے جس کے رسالہ کا اگلا حصّہ آپ کے علاقہ میں ہے اور پچھلا حصہ ملک شام میں ہے۔ علاوہ بریں آپ نے اوسے حریص ہونے کا جو الزام لگایا ہے یہ بھی خلاف واقعہ ہے۔ بھلا وہ شخص کیونکر حریص ہو سکتا ہے جس نے دنیا کو لات ماردی اور تمہارے خلاف جہاد کرنے آیا ہے۔ حالانکہ اوسے سب کچھ میسر تھا۔ آپ نے ہمیں قتل کی دھمکی دی ہے۔ یہ ایسی بات نہیں جس سے ہم ڈریں۔ ہماری زندگی کی ایک خاص معینہ مدت ہے جب وہ پوری ہو جائے گی ہم مر جائیں گے اور موت کا سب سے بہترین طریقہ خدا کی راہ میں شہادت ہے۔ نہ ہم اوسے برا سمجھتے ہیں اور نہ اس سے ڈرتے ہیں۔ اب بادشاہ نے دریافت کیا کہ اچھا کس بات سے تمہارے امیر اعلیٰ خوش ہو سکتے ہیں؟ ہبیرہ نے کہا کہ اونھوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ تمہارے علاقہ پہ قدم نہیں رکھ لیں گے۔ تمہارے روسا کو غلام بنا کر اون پر مہر نہ لگا دیں گے اور جزیہ نہ وصول کرلیں گے یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔

بادشاہ نے کہا اچھا ہم اون کی قسم پوری کئے دیتے ہیں۔ اپنے علاقہ کی مٹی بھیجے دیتے ہیں تاکہ وہ اوس پر قدم رکھ لیں۔ کچھ اپنے شہزادے بھیجے دیتے ہیں تاکہ وہ اون پر مُہر غلامی ثبت کر دیں۔ اور اس قدر زر و جواہر دیئے دیتے ہیں جس سے وہ خوش ہو جائیں۔

چنانچہ بادشاہ نے سونے کی ایک لگن مٹی سے بھری ہوئی منگوائی۔ اور بہت سے ریشم کے تھان اور سونا جزیہ میں بھیجا۔ اور چار شہزادے بھی ساتھ بھیجدئے۔ علاوہ بریں ارکان وفد کو بھی بہت کچھ انعام و خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔ یہ تمام چیزیں لیکر یہ لوگ قتیبہ کے پاس آئے۔ قتیبہ نے جزیہ قبول کرلیا۔ اون شہزادوں کے مُہریں لگا کر واپس بھیجدیا۔ اور چین کی مٹی پہ پاؤں رکھ دیا۔

قتیبہ نے ہبیرہ کو ولید کی خدمت میں بھیجا مگر ہبیرہ اثنائے راہ ہی میں

فارس کے ایک گاؤں میں انتقال کر گئے۔

باہلی کہتے ہیں کہ قتیبہ کی یہ عادت تھی کہ جب وہ جہاد کر کے واپس آتا تو نہایت عمدہ بارہ گھوڑے خرید لیتا۔ اور اوس کے ساتھ ہی بارہ اونٹنیاں بھی چار چار ہزار درہم میں خرید لیتا۔ جہاد کے وقت تک اون کی خوب کھلائی پلائی ہوتی۔ اور جب جہاد پر جانے کے لئے تیاری شروع ہوتی اور فوج کی آراستگی اور اسلحہ بندی ہونے لگتی تو اون گھوڑوں اور اونٹنیوں کو باندھ دیا جاتا۔ اور انھیں دُبلا کر دیا جاتا۔ اور جب قتیبہ دریا کو عبور کرتا تو اوسکے ساتھ کے یہ تمام گھوڑے ہلکے پھلکے چھریرے بدن کے ہو جاتے۔ اور ان پر وہ اون لوگوں کو سوار کراتا جو گرداوری کرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے نیز اس کام کے لئے قتیبہ ہمیشہ بڑے بڑے اشراف جوانمردوں کو بھیجا کرتا تھا۔ اون کے ساتھ کچھ اہل عجم بھی اونٹنیوں پر سوار ہوتے جو اونھیں جنگی امور میں مشورہ دیتے تھے۔

نیز قتیبہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب گرداوری کرنے کے لئے کسی جماعت کو بھیجتا تو ایک تختی لکھتا۔ اوس کے دو ٹکڑے کرتا۔ ایک اوس جماعت کو دیدیتا۔ اور ایک خود رکھ لیتا۔ اور اونھیں حکم دیتا کہ فلاں مقام پر، یا فلاں گڑھے یا فلاں کھنڈر یا فلاں درخت کے نیچے اسے دفن کر دینا۔ پھر بعد میں اور لوگوں کو بھیجتا جو اوس جگہ سے اوسی تختی کو نکال لیتے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ طلیعہ نے اپنا کام پوری طرح انجام دیا یا نہیں۔

سلیمان بن عبد الملک کی خلافت

سنہ ۹۶ ہجری میں جس روز کہ ولید نے وفات پائی سلیمان بن عبد الملک کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔ سلیمان اوس وقت رملہ میں مقیم تھا۔ نیز اسی سنہ میں سلیمان نے عثمان بن حیان کو مدینہ کی صوبہ داری سے علیحدہ کر دیا۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رمضان ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں کہ جب عثمان موقوف کیا گیا۔ اور وہ تین سال مدینہ کا عامل رہا۔

واقدی کہتے ہیں کہ ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم نے عثمان سے درخواست کی کہ چونکہ کل رات میں شب بیداری کرنا چاہتا ہوں اس لئے آپ مجھے کل کی چھٹی دیدیجئے۔ کہ میں اجلاس نہ کروں۔ اور سو رہوں۔ عثمان نے چھٹی دیدی۔ ایوب بن سلمۃ المخزومی بھی اوس وقت عثمان کے پاس تھا۔ اور اوس کے اور ابوبکر کے درمیان سخت رنجش و عداوت تھی۔ اون کے جانے کے بعد ایوب نے عثمان سے کہا کیا آپ اون کا مطلب سمجھے۔ یہ محض بہانہ ہے۔ عثمان کہنے لگا کہ ہاں میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ میں کل صبح اپنا آدمی دیکھنے کے لئے بھیجوں گا۔ اور اگر معلوم ہوا کہ اجلاس نہیں کر رہے ہیں تو بخدا میں اپنے باپ کا بیٹا نہیں۔ اگر اُن کے سَو درّے نہ لگواؤں۔ اور اون کی ڈاڑھی اور سر کو نہ منڈوا دوں۔

ایوب کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ کل ابوبکر کی بے عزتی کی جائیگی۔ چنانچہ میں تڑکے ہی اوٹھ کر ابوبکر کے مکان پر پہونچا۔ دیکھا کہ شمع روشن ہے۔ میں نے خیال کیا کہ شائد عثمان کا قاصد اس قدر جلد آیا ہوگا۔ مگر جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سلیمان کا قاصد عثمان کی برطرفی اور اسکی جگہ ابوبکر کی ترقی اور تقرر کا فرمان لیکر آیا ہے۔ پھر میں دارالامارہ گیا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ عثمان تو زمین پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ابوبکر کرسی امارت پر متمکن ہیں۔ سامنے ایک لوہار موجود ہے اوسے حکم دے رہے ہیں کہ اس شخص کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالدو۔ عثمان نے اوس وقت مجھے دیکر یہ شعر پڑھا ؎

ابو اعلے اد بارھم کشفا　　　والامس یحدث بعدہ الامس

(ترجمہ) وہی لوگ جنکی کامیابی اور نصرت کا یقین تھا، اس حال میں اپنے چوتڑ موڑ کر بھاگے کہ وہ کھلے ہوئے اور ظاہر تھے۔ اور حقیقت میں واقعات کو بدلتے ہوئے کچھ دیر نہیں لگتی

اسی سال سلیمان نے یزید بن ابی مسلم کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کرکے اوس کی جگہ یزید بن المہلب کو مقرر کیا۔ اور صالح بن عبدالرحمن کو عراق کا افسر مال و خزانہ مقرر کیا۔ نیز یزید بن المہلب کو حکم دیا کہ ابی عقیل کے خاندان والوں کو قتل کر ڈالے۔ اور انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دے۔ غرض کہ صالح

عراق کا افسر مال وخزانہ اور یزید بن المہلب سپہ سالار مقرر ہو کر عراق آئے یزید نے زیاد بن المہلب کو عمان کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اور حکم دیا کہ تم صالح کو خط لکھتے رہنا۔ اور جب اونھیں خط لکھو تو اون کے نام سے شروع کرنا۔

صالح نے حجاج کے تمام خاندان والوں کو گرفتار کر کے طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں۔ جلادی کی یہ خدمت عبدالملک بن المہلب کے سپرد تھی۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم خراسان میں مارا گیا۔ اوس کے قتل کے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں:۔

اس کے قتل ہونے کی وہی وجہ تھی کہ ولید نے بجائے سلیمان کے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو جب ولی عہد بنانا چاہا تو اعیان وارکان دولت سے خفیہ طور پر سازش شروع کی۔ اور سب نے تو انکار کر دیا۔ مگر حجاج اور قتیبہ عبدالعزیز کو ولی عہد بنانے کے لئے راضی ہو گئے۔ اس لئے ولید کے مرنے کے بعد جب سلیمان کا عہد خلافت شروع ہوا اوسی وقت سے قتیبہ کو سلیمان کی جانب سے کھٹکا لگا ہوا تھا۔

جب قتیبہ کو ولید کی موت اور سلیمان کے خلیفہ ہونیکی خبر معلوم ہوئی تو چونکہ اوس نے حجاج کے ساتھ سلیمان کے خلاف عبدالعزیز بن الولید کے لئے بیعت لینے کی سازش کی تھی اسلئے اوسے سلیمان کی طرف سے خوف پیدا ہو گیا۔ اور نیز یہ خطرہ ہوا کہ اب سلیمان یزید بن المہلب کو خراسان کا صوبہ دار بنا دے گا۔

قتیبہ نے سلیمان کو ایک خط لکھا جس میں اوس کے برسر خلافت ہونے پر مبارک بادی۔ ولید کی موت کی تعزیت کی۔ اور کہا کہ میں نے عبدالملک اور ولید کے دور حکومت میں نہایت ہی تن وہی۔ اور وفادارانہ طریقہ پر خلافت کی خدمتیں کی ہیں۔ اور اگر آپ مجھے خراسان کی صوبہ داری سے برطرف نہ کریں تو میں آپ کا بھی ویسا ہی وفادار اور خیر خواہ رہوں گا جیسا کہ میں آپ کے

دو پیشروں کا رہ چکا ہوں۔

قتیبہ نے ایک دوسرا خط بھی لکھا جس میں اپنی فتوحات اور شجاعت کا اظہار۔ عجمی بادشاہوں کے دلوں میں اپنی عزت اور ہیبت اور رعب داب کا ذکر تھا۔ نیز مہلب اور خاندانِ مہلب کی ندمت تھی۔ اور یہ دھمکی بھی تھی کہ اگر آپ نے یزید بن المہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا تو میں آپ کے خلاف ہو جاؤں گا۔ اور ایک تیسرا خط بھی لکھا جس میں صاف صاف اپنی بغاوت اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔ یہ تینوں خط ایک ہی ساتھ ایک باہلی کو دئے اور حکم دیا کہ اول یہ پہلا خط ولید کو دینا۔ اگر یزید بن المہلب ولید کے پاس ہو اور وہ اس خط کو پڑھکر ولید کو دیدے تو دوسرا دینا۔ اگر وہ اوسے بھی پڑھکر یزید کے حوالے کر دے تو پھر یہ تیسرا خط بھی دیدینا۔ اور اگر ولید پہلے خط کو پڑھکر اوسے یزید کے حوالے نہ کرے تو تم بھی دوسرے دونوں خط نہ دینا۔ اپنے ہی پاس رہنے دینا۔

قتیبہ کا قاصد ان خطوط کو لیکر سلیمان کے دربار میں حاضر ہوا۔ یزید بن المہلب بھی وہاں موجود تھا۔ قاصد نے پہلا خط سلیمان کو دیا۔ سلیمان نے اوسے پڑھکر یزید کو دیدیا۔ قاصد نے دوسرا خط دیا۔ سلیمان نے اوسے بھی پڑھکر یزید کو دیدیا۔ قاصد نے تیسرا خط دیا۔ اور سے پڑھکر سلیمان کا رنگ متغیر ہو گیا۔ مہر منگوا کر اوسے لگائی۔ اور پھر اپنے ہی ہاتھ میں اوسے رہنے دیا

ابو عبیدہ کی روایت اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ پہلے خط میں یزید بن المہلب کی بغاوت، بدعہدی، نمک حرامی کا تذکرہ تھا۔ دوسرے خط میں یزید کی تعریف تھی۔ اور تیسرے میں یہ دھمکی تھی کہ اگر آپ مجھے اس میرے عہدہ پر بحال نہ رکھیں گے اور مجھے امان نہ دیں گے تو میں آپ کی اطاعت کے جوے کو اپنے کندھے سے اسی طرح اوتار کر پھینکدوں گا۔ جس طرح جوتا پاؤں سے نکال دیا جاتا ہے اور رسالہ و پیدل فوج کا ایک ٹڈی دل لیکر اُمنڈ آؤں گا۔

بہر حال اب سلیمان نے قتیبہ کے قاصد کو سرکاری مہمان خانہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اور شام کے وقت بلا کر اشرفیوں کی ایک تھیلی اوسے دی۔ اور کہا

کہ یہ تیرا انعام ہے۔ اور یہ تیرے آقا کا فرمان بحالی ہے۔ اسے لیجا اور یہ میرا قاصد اس فرمان کو لیکر تیرے ساتھ جائیگا۔

قتیبہ کا باہلی قاصد پھر خراسان آنے کے لئے روانہ ہوا۔ سلیمان نے اوسکے ہمراہ قبیلہ عبد القیس کے خاندان بنی اللیث کے ایک شخص کو جسکا نام صعصعہ مصعب تھا روانہ کیا۔ یہ جب حلوان پہونچا تو یہاں لوگوں نے اوس سے کہا کہ قتیبہ نے تو بغاوت کر دی ہے۔ عبدی واپس پلٹا اور سلیمان کے فرمان کو قتیبہ کے قاصد کے حوالے کر دیا قتیبہ نے بغاوت کر دی تھی۔ اور ایک ادھم مچ گیا تھا قاصد نے اوس فرمان کو قتیبہ کے حوالے کر دیا۔ جب اوس نے اپنے بھائیوں سے اس معاملہ میں مشورہ لیا تو سب نے کہا کہ اب آیندہ کبھی سلیمان تجھ پر بھروسہ نہیں کریگا۔

قوتبہ ابن ابی السید العنبری راوی ہے کہ جب صالح عراق آیا تو اوس نے مجھے قتیبہ کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ مجھے جسقدر سرکاری نقد یا جنس اوس کے پاس ہو اوس کی مقدار بتا دے۔ ایک اسدی شخص بھی اس سفر میں میرے ہمراہ ہو گیا۔ اوس نے مجھ سے میرے سفر کی غرض و غایت پوچھی۔ میں نے کوئی بات اوس سے نہیں کہی۔ ہم دونوں چلے ہی جا رہے تھے کہ ایک شخص ہمارے بائیں پہلو کی جانب سے نکل کر مجھ سے دوچار ہوا۔ میرے رفیق سفر نے مجھے دیکھکر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی اہم بات کے لئے جا رہے ہو۔ اور مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہو۔ خیر میں چلتا رہا۔ اور جب حلوان پہونچا تو یہاں لوگوں نے مجھے آکر قتیبہ کے قتل کی اطلاع کی۔

جب قتیبہ نے سلیمان سے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا تو اس معاملہ میں اوس نے اپنے بھائیوں سے مشورہ کیا۔ عبد الرحمن نے کہا کہ آپ ایک دستہ فوج کے علیحدہ انتخاب کا حکم دیجیئے۔ اور اوس میں تمام ایسے لوگوں کو جن پر آپ کو اعتماد ہو بھرتی کر دیجئے۔ اور اس فوج کو مرو بھیجدیجئے اور پھر خود آپ سمرقند چلیئے۔ وہاں اپنے ساتھیوں سے صاف صاف کہہ دیجیئے کہ جو ہمارے ساتھ ٹھہرنا چاہے اوس کے ساتھ ہر قسم کا سلوک

کیا جائے گا۔ اور جو واپس جانا چاہے۔ اوسے واپس جانے کی خوشی سے اجازت دی جاتی ہے۔ اوس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائیگا۔ اس اعلان سے صرف وہی لوگ آپ کے ساتھ رہ جائیں گے جو دل سے آپ کے سچے خیر خواہ اور طرفدار ہیں۔

عبداللہ نے کہا کہ اتنی طوالت کی کیا وجہ ہے آپ، تو یہیں سلیمان سے اپنی بغاوت کا اعلان کر دیجئے اور لوگوں کو بھی اسکی دعوت دیجئے شاید کوئی بھی اسکی مخالفت نہ کریگا۔

قتیبہ نے عبداللہ کی رائے کو پسند کیا سلیمان سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دیا۔ نیز اوس نے اور لوگوں کو بھی سلیمان سے عہد وفاداری توڑ دینے کی دعوت دی۔ اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو عین التمر اور فیض البحر سے جمع کیا ہے۔ بھائی کو بھائی سے۔ اور باپ کو بیٹے سے ملا یا ہے۔ جو مال غنیمت ملا اوسے آپ ہی پر تقسیم کر دیا۔ تنخواہیں برابر دیتا رہا۔ نہ دینے میں کبھی جھگڑا کیا اور نہ تاخیر کی۔ مجھ سے پہلے جو لوگ اس علاقہ کے حاکم اعلیٰ مقرر ہو کر آئے ہیں آپ اون کا بھی تجربہ کر چکے ہیں۔ اُمیّہ آئے تو اونھوں نے امیر المومنین کو لکھا کہ خراسان کی آمدنی میرے باورچی خانہ ہی کے لئے کافی نہیں ہوتی پھر ابو سعید مہلب بن ابی صفرہ آئے۔ تین سال وہ بھی صوبہ دار رہے مگر آپ لوگ یہ بھی نہ معلوم کر سکے کہ آیا آپ طاعت میں تھے یا معصیت میں۔ نہ اونھوں نے دشمن سے خراج وصول کیا اور نہ دشمن کو کوئی شکست دی۔ اون کے بعد اون کے صاحبزادے یزید صوبہ دار ہوئے۔ اون کے دور حکومت میں تو عورتوں کا ایک تانتا تھا جو اون تک بندھا ہوا تھا۔ اور اب حقیقت میں یہی صاحب اس وقت تمھارے خلیفہ ہیں

جب اس تقریر پر کسی نے لبیک نہیں کہا تو قتیبہ سخت برہم ہوا۔ اور کہنے لگا خدا کبھی اوسے معزز نہ کرے جس کی تم لوگ امداد کرو۔ بخدا اگر تم سب کے سب ایک بکری پر چڑھکر جاؤ گے تو اوس کا سینگ بھی نہ توڑ سکو گے۔ میں تمھیں اہل العالیہ کہکر مخاطب کرنا نہیں چاہتا بلکہ اہل اسافلہ

کہتا ہوں۔ اے صدقہ کے اوباشو! میں نے تمھیں اس طرح اکٹھا کیا ہے جسطرح کہ صدقہ کے اونٹ حلقہ سے جمع کیے جاتے ہیں۔ اے بکر بن وائل کے گروہ تم لوگ بڑے سازشی، جھوٹے اور بخیل ہو۔ تم اپنے کس دن پر فخر کر سکتے ہو۔ لڑائی کے دن پر یا صلح کے دن پر؟ بخدا اے مسیلمہ کے ساتھیو بنی تمیم دلیں تمھیں ہی تمیم نہیں کہنا چاہتا ہیں تم سے زیادہ معزز ہوں۔ تم لوگ بڑے مکار۔ فریبی اور دغاباز ہو۔ تم ہی لوگ ایام جاہلیت میں بدعہدی کو حسن تدبیر سمجھتے تھے۔ اے سخت دل رکھنے والو بنی عبد القیس! تم لوگ سجاح کے ہمراہی ہو۔ تمہارا کام تو کھجور کے درخت کی دیکھ بھال اور اوسکی قلمبندی اور تراشنا تھا۔ تم لوگوں کو بھلا گھوڑے کی باگوں سے کیا واسطہ! یہ اسلام نے اگرنئی جدت کردی ہے۔ اگر تمھیں اپنے عرب ہونے پر کوئی فخر ہے تو عرب ہیں کیا؟ خدا عربوں پر لعنت کرے۔ اے دونوں شہروں کے ذلیل ترین پیشہ والو۔ میں نے تمھیں ایسے مقامات سے جمع کیا جہاں معمولی گھاس پات پیدا ہوتی ہے۔ اور جزیرہ ابن کاوان سے جمع کیا جہاں تم بیلوں اور گدھوں پر سواری کیا کرتے تھے۔ پھر جب میں نے تمھیں اسطرح جمع کرلیا جسطرح کہ موسم خریف میں پودوں کی پھنگیاں توڑ کر جمع کرلی جاتی ہیں تو اب تم باتیں بنانے لگے۔ یاد رکھو کہ میں اپنے باپ کا بیٹا اور اپنے بھائیوں کا بھائی نہیں اگر میں تمھیں اس طرح نہ چھانٹ دوں جسطرح کہ خاردار ببول کا درخت کاٹ دیا جاتا ہے۔ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے جنگلی گدھو نکا گلہ جو ضلیان کی جھاڑی کے گرد ہوتا ہے۔ اے خراسان کے باشندو! تم جانتے ہو کہ تمہارا سردار کون ہے تمہارا حاکم یزید بن مروان ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد ایک ایسا جھوٹا دغاباز اور مکار شخص تمہارا حاکم اعلیٰ ہو کر آنے والا ہے جو تمہاری تمام کھیتی باڑی اور مال و متاع کو ضبط کریگا۔ یہ ایک تباہی ہے جو تم پر آرہی ہے۔ اوسکا مقابلہ کرنے کے لئے بڑھو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ بلکہ اپنے انتہائی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کوشش اور ارادہ کرو۔ یزید بن المہلب دراصل تمہارا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ جو شام کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور عراق سے

سخت نفرت رکھتا ہے۔ یہ شامیوں کو لیکر آئیگا۔ اور تمھارے باغات اور مکانات پر قبضہ کر کے اون کے حوالے کر دیگا۔

اے خراسان کے باشندو! اسے تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تو باپ اور ماں مولد اور خواہشات اور خیالات غرض کہ ہر اعتبار سے عراقی ہوں۔ آج جس امن و آرام میں تم ہو وہ سب ظاہر ہے اللہ نے اکثر ممالک کو تمھارے ہاتھوں پر فتح کرا دیا۔ تمام راستے محفوظ ہو گئے۔ کہ اب یہ حال ہے کہ مرو سے بلخ تک بغیر پروانۂ راہ داری کے مسافروں کا قافلہ آتا جاتا ہے۔ ان نعمتوں پر اللہ کا شکریہ ادا کرو اور ازدیاد نعمت کے لئے اجابت شکریہ کی خدا سے درخواست کرو۔

اس تقریر کے بعد قتیبہ اپنے مکان میں چلا آیا۔ اُس کے خاندان والوں نے اس سے آکر کہا کہ آج آپ نے کمال ہی کر دیا۔ آپ نے اہل العالیہ کی توہین کی حالانکہ وہی آپ کا اوڑھنا اور بچھونا ہیں بنی بکر کو آپ نے نہ چھوڑا حالانکہ وہ آپ کے حامی ہیں، اس پر بھی آپ نے کفایت نہیں کی اور بنی تمیم کی خبر لے ڈالی، حالانکہ وہ آپ سے بھائی ہیں اور یہاں تک بھی آپ نے بس نہیں کیا بلکہ بنی ازد کو خوب سنائیں حالانکہ وہ آپ کے دست و بازو ہیں،

قتیبہ نے کہا کہ جب میں نے انھیں سلیمان کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی دعوت دی تو اوس تجویز پر کسی نے حامی نہیں بھری مجھے غصہ آگیا اور مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کیا کیا کہا کہ اہل العالیہ صدقہ کے اونٹوں کی طرح ہیں جنھیں میں نے ہر حلقہ سے جمع کیا ہے، اور بنی بکر ایسے لوگ ہیں جو کسی کی مزاحمت نہیں کرتے، اور بنی تمیم خارشتی اونٹ کی طرح ہیں۔ بنی عبد القیس تو بالکل ہیجڑے ہیں اور بنی ازد کافر ہیں تمام بنی نوع انسان میں بدترین قوم ہیں اگر میرا بس اون پر چلے تو سب کے داغ لگوا دوں۔

قتیبہ کی اس تقریر کا بُرا اثر ہوا کہ تمام قبائل اُس سے بگڑ گئے سب سے پہلے بنی ازد نے اُس کا ساتھ چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا، اور حضین بن المنذر کے پاس آکر ساری داستان سنائی کہ پہلے تو قتیبہ نے خلیفہ کے خلاف فتنہ و فساد اور بغاوت کرنے کی دعوت دی کہ جس میں سراسر دین و دنیا کا نقصان

ہے اوس نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ پھر ہماری اچھی طرح توہین و تذلیل کی اور ہمیں گالیاں دیں" اب اے ابو حفص بتائے کہ آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے (ان کی کنیت جنگ میں ابو ساسان بھی - کہا جاتا ہے کہ حضین بن المنذر کی کنیت ابو محمد تھی) حضین نے کہا کہ جسقدر بنی مضر اِس وقت خراسان میں ہیں اُنکی تعداد ہمارے حمیری عربوں کے اِن تینوں دستوں کے برابر ہے بلکہ بنی تمیم کی تعداد تو دو دستوں کی برابر ہے اور وہی خراسان کی اصل ہیں - شہسوار بھی ہیں اِس لئے یہ لوگ کبھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے کہ خراسان کی حکومت کسی غیر مضری کے قبضہ میں آجائے - اِس لئے اگر تم نے کسی مضری کو اپنا امیر نہ بنایا تو بنی تمیم قتیبہ کا ساتھ دیں گے - ازدی کہنے لگے مگر قتیبہ نے بنی تمیم کے ابن الاہتم کو قتل کر کے انھیں اپنا مخالف بنالیا ہے ' حضین نے کہا کہ اِس بات پر نہ جاؤ ' بنی تمیم بڑے پکّے اور متعصب مضری ہیں -

ازدی حضین کی رائے کے خلاف نکتہ چینی کرتے ہوئے اُس کے پاس سے اُٹھ آئے اب اُنھوں نے عبداللہ بن حوذان الجہضمی کو اپنا سردار بنانا چاہا مگر عبداللہ نے بھی اِس کے قبول کرنے سے انکار کردیا یہ لوگ پھر حضین کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے امارت کے منصب کو اب تک روکے رکھا ہے اب ہم اپنی قسمت آپ ہی کے سپرد کرتے ہیں اور یہ بتائے دیتے ہیں کہ بنی ربیعہ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے -

حضین نے کہا کہ بھلا میں کاہے کو مفت میں یہ سودا اپنے سر لوں مجھے اِس معاملہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ' اون لوگوں نے پوچھا پھر بتائے کہ آپ کی کیا رائے ہے ؟ حضین نے کہا کہ اگر اس عہدہ کو تم بنی تمیم کے کسی شخص کے سامنے پیش کرو تو بس تمھیں کامیابی ہو جائے گی - لوگوں نے کہا پھر آپ ہی فرمائے کہ بنی تمیم کے کس شخص کو امیر بنایا جائے ' حضین نے کہا کہ سوائے وکیع کے بھلا اور کون اِس منصب کا اہل ہو سکتا ہے - اس پر بنی شیبان کے آزاد غلام حیّان نے بھی کہا کہ سوائے اس اعرابی وکیع کے اور کوئی شخص ایسا نہیں جو اِس اہم خدمت کے بوجھ اور ذمہ داری کو اپنے سر لے سکے ' کوئی

ایسا نظر نہیں آتا۔ جو جنگ کی تمام صعوبتوں کو جھیلے، اپنی جان تک سے دریغ نہ کرے، اور اگر کوئی اور شخص خراسان کا امیر مقرر ہو کر آئے اور پھر وہ اُسے اس بغاوت کے الزام میں گرفتار کرے تو اپنے آپ کو قتل ہونے کے لیے بھی پیش کر دے، وکیع ہی بڑا نڈر بہادر ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا کہ کیا کر رہا ہے یا اس کا کیا نتیجہ ہوگا، جو بات اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے اسے پورا ہی کرتا ہے، علاوہ بریں اس کے طرفداروں کی ایک کثیر تعداد ہے اور وہ خود قتیبہ سے اپنا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ کیونکہ بنی تمیم کی ریاست کا حق اصل میں وکیع کا تھا مگر قتیبہ نے بجائے اُس کے، ضرار بن حصین بن زید الفوارس بن حصین بن ضرار الضبی کو رئیس مقرر کر دیا۔

اب لوگ چپکے چپکے ایک دوسرے کے پاس صلاح و مشورہ کے لیے جانے لگے، قتیبہ سے کسی نے کہا کہ اصل میں حیّان ہی فساد کی جڑ ہے یہ ہی لوگوں کو بہکا رہا ہے، قتیبہ نے چاہا کہ حیّان کو بلا کر دھوکہ سے قتل کر دے مگر چونکہ حیّان قتیبہ کے تمام خدمتگاروں اور نیز دوستوں کو بہت کچھ انعام و اکرام دیتا رہتا تھا اس لیے وہاں کی تمام باتیں یہ لوگ حیّان سے بیان کر دیتے تھے۔

چنانچہ قتیبہ نے ایک شخص کو بُلا کر حیّان کے قتل کا حکم دیا۔ جس خادم نے اس حکم کو سُنا۔ فوراً حیّان سے آ کر بیان کر دیا۔ قتیبہ نے حیّان کو اپنے پاس بُلایا۔ مگر حیّان نے بیماری کا بہانہ کر دیا اور نہ گیا۔

اب تمام لوگوں نے وکیع سے آ کر کہا کہ آپ ہماری سیادت و قیادت کیجیے، وکیع نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

اس وقت خراسان میں اہل بصرہ اور اہل العالیہ کے نو ہزار جنگجو تھے، سات ہزار بنی بکر تھے اور حضین بن المنذر ان کا سردار تھا۔ دس ہزار بنی تمیم تھے اور ضرار بن حصین الضبی ان کا سردار تھا۔ دس ہزار بنی ازد تھے اور عبداللہ بن حوذان ان کا سردار تھا۔ سات ہزار کوفہ والے تھے اور جہم بن زحر یا عبیداللہ بن علی ان کا سردار تھا، اور سات ہزار موالی حیّان کی زیر قیادت

تھے حیّان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ دیلم تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خراسان کے باشندے تھے، اور نبطی وہ اس وجہ سے کہے جاتے تھے کہ اُن کی زبان میں لکنت تھی۔

حیّان نے وکیع سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ یہ وعدہ کریں کہ دریائے بلخ کے کنارہ کے علاقہ کا خراج جب تک میں زندہ ہوں اور آپ والی ہیں مجھے دیدیا کریں گے تو میں آپ کے مقابلہ سے باز رہوں گا اور آپ کی امداد کروں گا وکیع نے اس درخواست کو منظور کرلیا حیان نے موالیوں سے کہا کہ اب یہ جنگ مذہبی جنگ نہیں ہے بلکہ آپس کے جھگڑے ہیں ان میں تم لوگ کسی کا ساتھ نہ دو اور ا نھیں آپس میں بھگتنے دو۔ موالیوں نے بھی اس تجویز کو قبول کرلیا اور خفیہ طور پر وکیع کی بیعت بھی کر لی، ضرار بن حضین نے قتیبہ سے آکر بیان کیا کہ اس طرح تمام لوگ جا جا کر وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں، چونکہ وکیع عبداللہ بن مسلم الفقیہ کے مکان میں آیا کرتا تھا اور وہ شراب پیتا تھا، اس لئے عبداللہ نے اس بیان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ضرار نے وکیع کے متعلق جو بات بیان کی ہے یہ بر بنائے حسد ہے وکیع تو میرے گھر میں بیٹھا ہوا شراب کے نشہ میں مست معمولی لباس پہنے پڑا ہوا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ لوگ اوس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ وکیع نے بھی قتیبہ سے آکر کہا کہ تم ضرار سے ہوشیار رہو کیونکہ مجھے اس کی جانب سے آپ کے لیے خطرہ معلوم ہوتا ہے، مگر قتیبہ نے ضرار بن سنان الضبی کو چپکے سے خبر لانے کے لیے وکیع کے پاس بھیجا۔ ضرار نے اصل حقیقت دریافت کرنے کے لیے وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اب قتیبہ کو بھی حقیقت کا علم ہوا۔ تو اس نے ضرار سے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا تھا، ضرار نے کہا کہ مجھے چونکہ اچھی طرح معلوم تھا اسی وجہ سے میں نے آپ سے بیان کیا تھا مگر اُسوقت آپ نے میرے بیان کو محض حسد پر محمول کیا حالانکہ میں نے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ قتیبہ نے کہا کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔

قتیبہ نے وکیع کو بلا بھیجا۔ قاصد نے آکر دیکھا کہ وکیع نے اپنے پاؤں پر سینے

بل رکھا ہے اور اوس کی پنڈلی پر حز مہروں کے گنڈے بند ھے ہوئے ہیں اور بنی زہران کے دو شخص کچھ عمل پڑھکر پھونکتے جاتے ہیں۔ قاصد نے آکر کہا کہ آپ کو امیر یاد فرماتے ہیں۔ وکیع نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میرے پاؤں کی کیا حالت ہے چلنے سے معذور ہوں، قاصد واپس قتیبہ کے پاس آیا۔ قتیبہ نے اسے پھر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تم چار پائی پر لیٹ کر آؤ وکیع نے اس پر بھی اپنی مجبوری کا اظہار کیا، اب قتیبہ نے شریک بن صامت الباہلی، (متعلقہ بنی وائل)، کو جو اُس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اور (بنی غنی کے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم دونوں جاکر وکیع کو میرے پاس لے آؤ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو گردن مار دینا۔ نیز قتیبہ نے اس کے ساتھ رسالہ کا ایک دستہ بھی بھیجدیا۔ (یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خراسان میں قتیبہ کے محافظ دستہ کا سردار ورقاء بن نصر الباہلی تھا)

ثمامہ بن ناہذ العدوی کہتا ہے کہ قتیبہ نے درباریوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص وکیع کو میرے پاس لاسکتا ہے میں نے کہا کہ میں لے آؤں گا۔ قتیبہ نے کہا اچھا جاؤ اور لے آؤ، میں وکیع کے پاس آیا۔ وکیع کو میرے آنے سے پہلے ہی اس تمام گفتگو کی خبر مل چکی تھی۔ مجھے دیکھکر وکیع نے مجھسے کہا ثمامہ! تم لوگوں میں اعلان کردو، میں نے اعلان کردیا۔ تو سب سے پہلے ہریم بن ابی طہمہ آٹھ سواروں کو لے کر وکیع کے پاس آپہنچا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب قتیبہ نے وکیع کو بلایا تو ہریم نے کہا کہ میں اُسے لے آتا ہوں، قتیبہ نے کہا اچھا جاؤ اور لے آؤ ہریم اپنی سواری کے گھوڑے پر بیٹھکر روانہ ہوا کہ مبادا قتیبہ پھر اُسے واپس بُلالے، اور جب وہ وکیع کے پاس پہنچا تو اس وقت وکیع مقابلہ کے لئے برآمد ہو چکا تھا۔

کلیب بن خلف کہتا ہے کہ قتیبہ نے شعبہ بن ظہیر متعلقہ بنی صخر بن نہشل کو وکیع کے پاس بھیجا۔ وکیع نے شعبہ سے کہا ذرا دم لو۔ تھوڑی دیر میں مختلف دستے ایک دوسرے سے دست وگریبان ہونے والے ہیں۔ پھر چُھری منگوا کر اپنی پنڈلی سے گنڈے کاٹ ڈالے اور مسلّح ہو گیا۔ اور اکیلا ہی مکان سے باہر نکل آیا۔ بعض عورتوں نے دیکھکر کہا کہ ابو مطرف تنہا میدان جنگ میں

جا رہے ہو۔ اس اثنا میں ہریم بن ابی طحہ آٹھ سواروں کے ساتھ آپہنچا۔ ان آٹھ شخصوں میں عمیرہ بن البرید بن ربیعۃ العجیفی بھی تھا۔

جب وکیع باہر نکلا تو ایک شخص سے اُس کی ملاقات ہوئی۔ وکیع نے اُس کا قبیلہ دریافت کیا، اُس نے کہا بنی اسد، پھر نام پوچھا اُس نے کہا ضفر نعامۃ، پھر اوس کے باپ کا نام پوچھا اوس نے کہا لیث، وکیع نے کہا اچھا یہ جھنڈا تمھارے سپرد ہے۔

مگر مفضل بن محمد الضبی بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے اپنا جھنڈا عقبہ بن شہاب المازنی کے حوالے کیا تھا۔

غرض کہ مکان سے نکلنے کے بعد وکیع نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ میرا تمام سامان واسباب میرے چچیرے بھائیوں کے پاس لیجاؤ۔ غلاموں نے عرض کی کہ ہمیں اون کی قیام گاہ معلوم نہیں کہاں لیجائیں؟۔ وکیع نے کہا کہ دو ایسے نیزوں کو دیکھو جو آپس میں ملے ہوئے ہوں، اور ایک دوسرے کے اوپر ہو اور اون دونوں کے اوپر خرجی رکھی ہوئی ہو۔ وہی میرے بنی عم ہیں، اُس وقت لشکرگاہ میں پانسو غلام تھے، وکیع نے عام طور پر اعلان کر دیا کہ میری حمایت کے لئے آؤ چنانچہ اب ہر سمت سے لوگوں کے غول کے غول آنے شروع ہوئے۔ دوسری جانب قتیبہ کے پاس بھی اوس کے تمام خاندان والے، خاص مصاحب اور معتمد علیہ لوگ جن میں ایاس بن بیہس بن عمرو قتیبہ کے چچا کا لڑکا۔ عبداللہ بن والان العدوی اور بنی وائل کے خاندان کے کچھ لوگ تھے، جمع ہوئے، حیان بن ایاس العدوی بھی دس آدمیوں کے ساتھ جس میں عبدالعزیز بن الحارث بھی تھا قتیبہ کے پاس آیا۔ ہبیرہ الحدبی بھی جو ایک بڑا بہادر شخص تھا قتیبہ کے پاس آیا اور کہا اگر حکم ہو تو وکیع کا سر لے آؤں مگر قتیبہ نے اُسے اپنی ہی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور ایک دوسرے شخص کو حکم دیا کہ تمام لوگوں میں جا کر پکارو کہ بنی عامر کہاں ہیں؟ اس شخص نے حکم کی تعمیل کی۔ چونکہ قتیبہ نے بنی عامر پر ظلم و زیادتی کی تھی اس پر محفن بن جزء الکلابی نے کہا کہ بنی عامر وہاں ہیں جہاں تم نے انھیں رکھا ہے، قتیبہ نے پھر نقیب کو

حکم دیا کہ اعلان کر دے کہ میں تمھیں خدا اور اپنی قرابت کا واسطہ دلاتا ہوں۔ مخفن نے کہا کہ اب رشتہ قرابت کا ذکر کرتے ہوا اُسے تو تم نے پہلے ہی قطع کر دیا قتیبہ نے پھر نقیب سے کہا کہ کہدو کہ میں اب تمھارے ساتھ بہت عمدہ سلوک کروں گا۔ اِس پر مخفن یا کسی اور شخص نے بآواز بلند کہا کہ اگر اب ہم تمھاری دعوت کو قبول کریں تو خُدا کبھی ہماری خطائیں معاف نہ کرے۔

قتیبہ کو اب اِس جانب سے مایوسی ہو گئی، اوس نے اپنی ماں کا بھیجا ہوا عمامہ منگوایا۔ اس عمامہ کو وہ نہایت ہی نازک موقعوں پر باندھا کرتا تھا۔ اور سواری کا سدھا ہوا گھوڑا منگوایا جو ایسے معرکوں میں خود اوڑکر قتیبہ کے پاس چلا جاتا تھا، مگر اس موقع پر جب سواری کے لئے اُسے قتیبہ کے پاس لایا گیا تو اوس نے ایسی کلیل اور اچھل کود شروع کردی کہ قتیبہ اوس پر سوار ہونے سے عاجز آگیا۔ اور مجبوراً تخت پر واپس آکر بیٹھ گیا اور حکم دیا کہ گھوڑے کو چھوڑ دو کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس پر سوار ہونا اِس وقت مقدر ہی میں نہیں ہے۔

حیّان النبطی عجمیوں کا دستہ لیکر قتیبہ کے پاس آگیا، قتیبہ اُس پر غصے ہو رہا تھا، عبداللہ بن مسلم حیّان کے پاس جاکر کھڑا ہو گیا اور حیّان سے کہا کہ تم دشمن کی ان دونوں پہلوؤں کی فوجوں پر حملہ کرو۔ حیّان نے کہا، ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ یہ سن کر عبداللہ برہم ہوا اور اپنی کمان مانگی حیّان کہنے لگا کہ یہ دن کمان کے استعمال کا نہیں ہے۔

وکیع نے حیان سے کہلا بھیجا کہ جو آپ نے وعدہ کیا تھا اوس کا ایفا کیجئے، حیان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب تم مجھے اپنی ٹوپی کا رُخ بدلتے ہوئے دیکھو اور میں وکیع کے لشکرگاہ کی طرف جانے لگوں تو تم تمام عجمیوں کو لے کر میری طرف چلے آنا۔ اب حیّان کا بیٹا وہیں عجمیوں کے پاس ٹھہرا رہا جب حیان نے اپنی ٹوپی کا رُخ بدلا تمام عجمی وکیع کے لشکرگاہ کی طرف دوڑ پڑے اور انھیں دیکھکر وکیع کے طرفداروں نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا۔

قتیبہ نے اپنے بھائی صالح کو سمجھانے بجھانے کے لئے لوگوں کے پاس

بھیجا۔ بنی ضبہ کے ایک شخص نے جسکا نام سلیمان الزبخیرج (خرنوب کے درخت کو کہتے ہیں) لیا جاتا ہے اُس کے تیر مارا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قبیلۂ بلعم کے کسی شخص نے تیر مارا تھا۔ غرض کہ تیر صالح کے سر میں لگا، لوگ صالح کو اُٹھا کر لائے۔ سر ایک جانب کو جھکا ہوا تھا۔ صالح کو قتیبہ کی خوابگاہ میں لٹادیا قتیبہ تھوڑی دیر اُس کے پاس آکر بیٹھا اور پھر اپنے تخت پر آکر بیٹھ گیا۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ بنی ضبہ کے ایک شخص نے صالح کے تیر مارا جس سے وہ بیہوش ہوکر گر پڑا مگر پھر زیاد بن عبدالرحمن الازدی متعلقہ بنی شریک بن مالک نے اُس کے نیزہ مارا، ایک غنوی نے وکیع کی فوج پر حملہ کیا اور جہم بن زحر بن قیس کے دھوکے میں ایک سپاہی کو نیزہ کے وار سے ہلاک کیا اور اس پر فخر یہ شعر پڑھا۔ مگر اصل میں یہ سپاہی ایک کافر تھا۔

اب دونوں فریق ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے، عبدالرحمن بن مسلم اون کے مقابلے پر بڑھا۔ بعض بازاری لوگوں نے تیروں سے اوسے ہلاک کرڈالا۔ نیز ان لوگوں نے اُس مقام کو جلاڈالا جہاں قتیبہ کے اونٹ اور دوسرے جانور رہتے تھے اور اب قتیبہ کے قریب جا پہونچے، ایک باہلی اُس کی مدافعت کرتا رہا مگر قتیبہ نے اُس سے کہا کہ تو بھاگ کر اپنی جان بچالے، اُس نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو آپ کے احسانات کی ناشکری ہوگی۔

قتیبہ نے پھر سواری منگوائی۔ وہی پہلا گھوڑا لایا گیا مگر اس وقت میں بھی اوس نے کسی طرح قتیبہ کو سوار نہیں ہونے دیا۔ قتیبہ نے کہا کہ اس میں کوئی خاص راز ہے، اور پھر آکر اپنے تخت پر بیٹھ گیا، لوگ بڑھتے بڑھتے اوس کے خیمہ تک جا پہونچے، ان لوگوں کے پہونچتے ہی ایاس بن بیہس اور عبداللہ بن والان قتیبہ کو چھوڑ کر خیمہ سے نکل آئے، عبدالعزیز بن الحارث اپنے بیٹے عمر یا عمرو کو تلاش کرنے کے لئے نکل آیا بنی طے کے ایک شخص سے اُس کی مڈبھیڑ ہوگئی مگر اُس نے اوسے بھگادیا اور اپنے بیٹے کو ڈھونڈھ کر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

قتیبہ کو جب معلوم ہوا کہ ہیثم بن المنخل بھی میرے خلاف دشمن کی امداد کررہا ہے

تو اُس نے یہ شعر پڑھا۔

أُعَلِّمُهُ الرِّمَايَةَ كُلَّ يَوْمٍ فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُهُ رَمَانِي

(ترجمہ) میں روزانہ اُسے تیر اندازی سکھاتا رہا جب اوس کا بازو خوب مضبوط ہوگیا تو اوس نے میرے ہی تیر مارا۔)

قتیبہ کے ساتھ اُس کے بھائی عبداللہ۔ عبدالرحمن۔ صالح۔ حصین، اور عبدالکریم مسلم کے بیٹے قتیبہ کا بیٹا کثیر۔ اور اُس کے خاندان کے اکثر لوگ مارے گئے، البتہ اوس کا بھائی ضرار بچ گیا، اور اصل میں اُس کے ماموں نے اوسے بچالیا۔ (اوس کی ماں کا نام غرّا تھا جو ضرار بن القعقاع بن معبد بن زرارۃ کی لڑکی تھی۔)

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عبدالکریم بن مسلم قزوین میں مارا گیا ابو مالک کہتا ہے کہ لوگوں نے قتیبہ کو ۹۶ھ ہجری میں قتل کیا اور خاندان مسلم کے گیارہ آدمی مارے گئے، اُن میں سے سات تو مسلم کے بیٹے اور چار پوتے تھے۔ وکیع نے اِن سب کو سولی پر لٹکا دیا۔ اِن کے نام یہ ہیں۔ قتیبہ۔ عبدالرحمن، عبداللہ الفقیر، عبیداللہ۔ صالح۔ بشار۔ اور محمد تو مسلم کے بیٹے تھے باقی کثیر بن قتیبہ اور مُغلّس بن عبدالرحمن مسلم کے پوتے تھے، اس طرح مسلم کی صلبی اولاد میں سے سوائے عمرو کے جو جوزجان کا عامل تھا یا ضرار کے جسکی ماں غرّا ضرار بن القعقاع بن معبد بن زرارۃ کی لڑکی تھی اور کوئی نہیں بچا۔ ضرار کے ماموں نے آکر اوسے بچالیا مسلم بن عمرو کے بھتیجے ایاس بن عمرو کی ہنسلی پر تلوار کا وار لگا مگر یہ بچ گیا۔

جب لوگوں نے قتیبہ کے خیمہ کو گھیر لیا تو اوس کی طنابیں کاٹ ڈالیں، جہم بن زحر نے سعد سے کہا کہ گھوڑے سے اُتر پڑو، سعد پہلے ہی زخموں سے چور تھا اُترتے ہی اِس کا سر کاٹ لیا گیا سعد نے جہم سے کہا تھا کہ اگر میں اوتر پڑوں گا تو مجھے خوف ہے کہ گھوڑے مجھے روند ڈالیں گے مگر جہم نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں جو تمہارے ساتھ ہوں، چنانچہ اسی بنا پر سعد گھوڑے سے اُتر پڑا، خیمہ کے بیچ کا حصّہ پھاڑ ڈالا گیا اور پھر

سعد کے سر کو لوگوں نے کاٹ ڈالا۔

اس واقعہ کے بہت زمانہ بعد جب مسلمہ نے یزید بن المہلب کو قتل کر ڈالا اور ان کی جگہ سعید نے حذیفہ بن عبد العزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص کو عامل مقرر کیا تو حذیفہ نے یزید کے مقرر کئے ہوئے تمام عاملوں کو قتل کر دیا۔ اُن میں جہم بن زحر الجعفی بھی تھا، حذیفہ نے ایک باہلی کو جہم کو طرح طرح کی تکالیف دینے کے لئے متعین کیا تھا۔ جب اوس باہلی سے کسی نے کہہ دیا کہ اسی نے قتیبہ کو قتل کیا تھا اُس نے سخت تکلیفیں دیکر جہم کو مار ڈالا۔ سعید نے اُس کی اس حرکت پر اُسے برا بھلا بھی کہا مگر اُس باہلی نے جواب دیا کہ جناب والاہی نے تو مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں اس پر طرح طرح کی سختیاں کر کے کسی طرح روپیہ حاصل کروں میں نے اُس حکم کی تعمیل کی اُسی میں اُسے موت آگئی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے ؟۔

قتیبہ جس وقت مارا گیا ہے تو اس کی ایک خوارزمی لونڈی اُسے بچانے کے لئے اُس پر گر پڑی جب قتیبہ کا کام تمام کر دیا گیا تو یہ بھی نکل کھڑی ہوئی۔ بعد میں اُسے یزید بن المہلب نے اپنے حرم میں داخل کر لیا اور اسی کے بطن سے خلید ہ پیدا ہوئی۔

قتیبہ کے قتل کے بعد عمارۃ بن جلنیۃ الریاحی منبر پر خطبہ کے لئے چڑھا اور دیر تک بکواس کرتا رہا۔ وکیع نے تنگ آکر کہا کہ اپنی ہرزہ سرائی کو چھوڑو اور پھر وکیع نے تقریر کی اور کہا کہ میری اور قتیبہ کی مثال اس مصرع کے مضمون کے مشابہ ہے۔ مَن ینك العیر ینك نیاكا

(ترجمہ) جو شخص جنگلی گدھے کو اٹر مارے گا وہ ایسے شخص کو چھیڑے گا جو بڑا ہی سخت دولتیاں جھاڑنے والا ہے)

قتیبہ نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ میں بڑا ہی تلور یا اور جلاد ہوں، میں ابو مطرف ہوں۔

جس وقت قتیبہ مارا گیا ہے اُس روز وکیع فخریہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ خدا کی قسم میں اُسے ضرور قتل کروں گا۔ ضرور قتل کرونگا۔ اسے سولی پر لٹکاؤں گا

ضرور لٹکاؤں گا، میں خون پیوں گا۔ اس تمہارے حرامزادے رئیس نے تمام چیزوں کے نرخ گراں کر دیئے۔ انشاء اللہ کل ایک قفیز[1] غلہ چار درہم میں بِکے گا ورنہ جو اس نرخ پر نہ بیچے گا میں اُسے پھانسی دیدوں گا، آپ سب لوگ رسول اللہ پر درود بھیجئے"۔ یہ کہکر وکیع منبر سے اتر آیا۔

وکیع نے قتیبہ کے سر اور اُس کی مُہر تلاش کرائی، معلوم ہوا کہ بنی ازد لیگئے ہیں، وہ یہ سُن کر اپنے قیام گاہ سے باہر آگیا اور کہنے لگا کہ اُس ذات کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب تک میرے پاس قتیبہ کا سر نہ آجایئگا میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔ یا میرا سر بھی اُس کے سر کے ساتھ ہی جائیگا اور پھر اپنے گھوڑے خشب کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس گھوڑے کے لئے بھی تو ایسے شہسواروں کی ضرورت ہے جو اپنی سواری سے اس کی کمر توڑ دیں، مگر اسنے ہی میں حضین نے آکر اُس سے کہا کہ آپ ذرا دم لیں قتیبہ کا سر ابھی آپ کی خدمت میں آیا جاتا ہے، وکیع خاموش ہو رہا حضین نے بنی ازد سے آکر کہا کہ کیا تم لوگ احمق ہو گئے ہو کہ پہلے تو تم نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہم سب نے اسی کو اپنا سردار بنایا اور اسی وجہ سے اُس نے اپنی جان جوکھوں میں ڈالدی اور پھر بھی تم نے قتیبہ کے سر پر قبضہ کر لیا۔ اُس سر پر لعنت ہو اسے بھی نکالدو۔

چنانچہ سر وکیع کے سامنے لایا گیا، حضین نے اُس سے کہا کہ اس شخص نے اس سر کو تن سے جدا کیا تھا آپ اسے کچھ انعام دیدیجئے وکیع نے کہا اچھا اور پھر تین ہزار درہم اُسے دلا دئے، اور سلیط بن عبدالکریم الحنفی اور دوسرے قبائل کے کچھ آدمیوں کے ساتھ اس سر کو دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ مگر اس جماعت کے سردار سلیط ہی تھے اور بنی تمیم کا کوئی شخص اُس میں نہ تھا۔ انیف بن حسان متعلقہ بنی عدی بھی قتیبہ کے سر کو لیجانیوالی جماعت میں شریک تھا وکیع نے حیان النبطی سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔ جب قتیبہ اور اُس کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے سر سلیمان کے

[1] ایک پیمانہ ہے۔

سامنے لائے گئے تو سلیمان نے ہذیل بن زفر سے پوچھا کہ کیا اس منظر کو دیکھکر تمھیں کچھ رنج ہوا؟ ہذیل نے کہا کہ اگر مجھے رنج ہوتا تو اور بہت سے لوگوں کو بھی ہوتا۔ پھر حزیم بن عمرو اور قعقاع بن خلید نے سلیمان سے درخواست کی کہ آپ ان سروں کو دفن کردینے کی اجازت دیدیجئے، سلیمان نے کہا کہ ہاں منظور ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

قتیبہ کی موت پر خراسان کے ایک عجمی باشندہ نے کہا کہ اے ابو! تم نے قتیبہ کو قتل کر ڈالا۔ اگر قتیبہ ہم میں سے ہوتا اور مرجاتا تو ہم اسکی لاش کو ایک تابوت میں رکھتے اور ہر جنگ میں اُسے فتح کی برکت لینے کے لئے ساتھ لیجاتے، خراسان کا جس قدر عمدہ انتظام قتیبہ نے کیا تھا ایسا کوئی نہ کرسکا ہاں البتہ اُس سے یہی خطا سرزد ہوئی کہ اُس نے اپنے دشمنوں سے بدعہدی کی مگر اس میں بھی وہ مجبور تھا کیونکہ حجاج نے اُسے حکم دیا تھا کہ تم کفار کو دھوکا دیکر اپنے قابو میں کرلو اور پھر قتل کرڈالو۔

اصبہبذ نے ایک عرب سے کہا کہ تم نے قتیبہ اور یزید اپنے دو بڑے سرداروں کو قتل کردیا۔ عرب نے اُس سے پوچھا، کہ آپ کے نزدیک اون میں کون زیادہ عظیم القدر اور آپ کے دلوں میں کس کی ہیبت زیادہ تھی؛ اصبہبذ نے کہا کہ اگر قتیبہ دنیا کے انتہائی گوشہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا مقید ہوتا اور یزید ہمارے ہی علاقہ میں ہمارا حاکم بھی ہوتا تب بھی یزید سے قتیبہ ہی کا رعب اور اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں زیادہ ہوتی۔

جس روز قتیبہ مارا گیا ہے اُسی روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے اُس سے آکر کہا کہ آج عربوں کا بادشاہ مارا جائیگا، اور عجمی واقعی قتیبہ ہی کو عربوں کا بادشاہ سمجھتے تھے، قتیبہ نے اُس کی بات کا بُرا نہ مانا اور اُسے بیٹھ جانے کے لئے کہا،

جنگ کے بعد وکیع نے حکم عام دیدیا تھا کہ کوئی شخص کسی مقتول کے کپڑے یا لباس کو نہ اُتارے، مگر ابن عبید الہجری نے ابی الجحر الباہلی کے جو مقتول پڑا ہوا تھا، لباس اور اسلحہ اتار لئے وکیع کو جب اس کی خبر ہوئی

اس نے ابن عبید کو قتل کرا دیا۔
مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ ایک روز وکیع سواری کرنے کے لئے جا رہا تھا کہ کچھ لوگ ابن عبید الہجری کو حالت نشہ میں وکیع کے سامنے لائے وکیع نے اُسے قتل کرا دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا بھی کہ شراب پینے کی سزا حد ہے قتل نہیں مگر وکیع نے کہا کہ میں کوڑوں کا کام تلوار سے لینا چاہتا ہوں بہت سے غسانیوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ ہم درۂ عقاب میں تھے کہ ہمیں ایک شخص ملا جو خبر لیجانے والا ہرکارہ معلوم ہوتا تھا اُس کے پاس ایک ڈنڈا تھا اور ایک توشہ دان تھا، ہم نے اوس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو، اُس نے کہا خراسان سے، ہم نے کہا کہ کیا وہاں کی کوئی خبر بیان کر سکتے ہو، اُس نے کہا ہاں قتیبہ بن مسلم کل قتل کر دیا گیا ہے، ہمیں اس کے بیان پر سخت تعجب ہوا (کیونکہ جہاں، یہ قاصد انھیں ملا تھا وہاں سے خراسان کا فاصلہ کم از کم ڈیڑھ ہزار میل ہے)
جب اُس نے دیکھا کہ ہم اُس کی خبر کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کر رہے ہیں تو کہنے لگا کہ اجی جناب آج رات تو میں افریقہ (قیروان) پہونچ جاوں گا، وہ تو یہ کہتا ہوا چلتا ہوا، ہم نے اس کا تعاقب کیا کہ ذرا اس کے بیان کی تصدیق تو کرلیں تو حالانکہ وہ پیدل تھا اور ہم لوگ گھوڑوں پر سوار تھے مگر اس کی سرعتِ رفتار کا یہ عالم تھا کہ پرواز نظر تک اس کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی۔
اسی سال سلیمان نے خالد بن عبداللہ القسری کو مکہ کی صوبہ داری سے موقوف کر کے اوس کی جگہ طلحہ بن داؤد الحضرمی کو مقرر کیا۔
مسلمہ بن عبدالملک نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا اور قلعۂ عوف فتح کیا۔ اسی سنہ میں قرہ بن شریک العبسی گورنرِ مصر نے بعض ارباب سیر کے قول کے مطابق ماہِ صفر میں انتقال کیا دوسرے ارباب سیر کا یہ بیان ہے کہ قرہ نے ولید کی زندگی ہی میں ۹۵ھ ہجری میں انتقال کیا اور اسی ۹۵ھ میں حجاج نے بھی انتقال کیا۔
ابوبکر بن محمدؒ بن عمرو بن حزم الانصاری اس سال امیر حاج تھے۔ اور اس سنہ میں

یہ بھی مدینہ کے گورنر بھی تھے۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے۔ یزید بن المہلب عراق کے فوجی گورنر اور پیش امام تھے، صالح بن عبدالرحمٰن امیر مال و خزانہ تھے، اور یزید کی جانب سے سفیان بن عبداللہ الکندی بصرہ کے عامل تھے، عبدالرحمٰن بن اذینہ بصرہ کے اور ابوبکر بن ابی موسیٰ کوفہ کے قاضی تھے، وکیع بن ابی سود خراسان کا فوجی گورنر تھا،

۹۷ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں سلیمان نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کرنے کے لئے فوج آراستہ کی، اپنے بیٹے داؤد بن سلیمان کو موسم گرما کی مہم پر افسر مقرر کرکے رومیوں کے مقابلہ پر بھیجا۔ داؤد نے قلعہ مراۃ فتح کیا واقدی کے بیان کے مطابق اس سنہ میں مسلمۃ بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں فوج کشی کرکے اوس قلعہ کو فتح کیا جسے کہ دضاحی گروہ کے امیر وضّاح نے فتح کیا تھا۔

عمرو بن ہبیرۃ الفزاری نے رومیوں کے علاقہ کے سمندر میں بحری جنگ کی اور سمندر ہی میں موسم سرما بسر کیا، اسی سنہ میں عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر اندلس میں مارا گیا اور حبیب بن عبید الفہری اوسکے سر کو سلیمان کے پاس لایا۔ اور اسی سال سلیمان نے یزید بن المہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کیا۔ یزید کے گورنر خراسان ہونے کے اسباب اور اُس کے عہد صوبہ داری کے واقعات کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

جب سلیمان خلیفہ ہوا تو اوس نے یزید کو عراق کا فوجی اور مالی و ملکی گورنر اور پیش امام مقرر کیا۔ مگر اپنے تقرر کے وقت یزید نے اپنے دل میں سوچا کہ عراق کی حالت کو حجاج نے خراب کر دیا ہے اور ایک عام بے اطمینانی باشندوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ اب سب کی نظریں مجھ پر لگی ہوئی ہیں۔ اگر عراق جاکر خراج وغیرہ کے معاملہ میں میں نے بھی اونہیں سختیاں کیں جو حجاج نے کی تھیں تو میں بھی حجاج کی طرح اونکی نظروں میں سخت گیر اور جابر ٹھہروں گا مجھے بھی اون کے خلاف فوجی کارروائیاں کرنا پڑینگی اور اون سے جیل خانے بھرنے پڑینگے۔

جس سے کہ اللہ تعالےٰ نے اونھیں ابھی نجات دی ہے، اور اگر میں نے سلیمان کو عراق سے، اوس قدر زرِخراج نہ بھیجا جو کہ حجاج بھیجتا رہا ہے تو سلیمان مجھ سے ناراض ہو جائیگا اور قبول نہیں کریگا، انھیں باتوں کو سونچکر یزید سلیمان کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کا نام آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو مالی معاملات کے ماہر ہیں بہتر ہے کہ آپ انھیں عراق کا امیر مال وخزانہ مقرر کردیجئے اور پھر اونھیں سے آپ روپیہ لیتے رہیئے۔ اون کا نام صالح بن عبدالرحمن ہے جو بنی تمیم کے آزاد غلام ہیں۔

سلیمان نے یزید کی رائے کو منظور کرلیا۔ اور اب یزید عراق روانہ ہوا۔ مگر یزید کے عراق آنے سے پہلے ہی صالح عراق پہونچگیا اور شہر واسط میں اکر ٹہر گیا، جب یزید عراق آیا تو لوگ اوس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر چلے، صالح سے بھی اوس کے آنے کی اطلاع کی گئی، اور لوگ تو آگے بڑھ بڑھ کر اوس کا استقبال کرتے رہے مگر صالح صرف اوس وقت یزید کے استقبال کو گیا جب کہ وہ شہر کے بالکل قریب آگیا، صالح ایک معمولی قسم کا چغہ پہنے ہاتھ میں زرد رنگ کا ایک چھوٹا سا فولادی عصا لئے استقبال کو گیا اوسکے ساتھ چارسو شامی سپاہی بھی تھے۔

صالح نے یزید سے ملاقات کی اور پھر اوسکے ساتھ ساتھ شہر میں آیا۔ ایک مکان کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میں نے یہ مکان خالی کردیا ہے آپ اسی میں فروکش ہو جائیں چنانچہ یزید اوسی مکان میں ٹہر گیا اور صالح ایک دوسرے مکان میں جاکر فروکش ہوا۔

رقمی معاملات میں صالح نے یزید کو تنگ کردیا۔ کوئی چیز اوسے نہ دیتا تھا یزید نے لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے ہزار خوان خریدے تو صالح نے اون پر بھی قبضہ کرلیا، اس پر یزید نے اوس سے کہا کہ اوسکی قیمت آپ میرے حساب میں لکھ دیجئے میں ادا کردونگا۔ اسی طرح یزید نے اور بہت سے ضروریات کی چیزیں خریدیں اور تاجروں کو اونکی قیمتوں کے چک صالح کے نام لکھکر دیئے مگر صالح نے کسی چک کو منظور نہیں کیا، تاجر پھر یزید کے پاس واپس آئے اوس پر

یزید برہم ہوا اور کہنے لگا کہ از ماست کہ بر ماست، تھوڑی ہی دیر کے بعد صالح بھی یزید کے پاس آیا۔ یزید نے خندہ پیشانی سے اوسکا استقبال کیا، صالح بیٹھ گیا اور یزید سے کہنے لگا کہ تمام خراج کی رقم بھی اِن ہنڈیوں کی ادائی کے لئے کافی نہیں ہوسکتی، جب سے آپ تشریف لائے ہیں میں ایک لاکھ درہم کے چیک بے باق کرچکا ہوں، آپ کی تمام تنخواہ اور الونس وغیرہ بھی پیشگی دیچکا ہوں۔ فوجی اخراجات کے لئے آپ نے روپیہ طلب کیا وہ بھی میں نے دیدیا مگر اب یہ مزید اخراجات برداشت نہیں کئے جاسکتے اور نہ امیر المومنین اسے پسند فرمائینگے بلکہ آپ ہی کو ان تمام اخراجات کا ذمہ دار ہونا پڑے گا۔

یزید نے اوس سے کہا کہ مہربانی فرما کر اس مرتبہ تو آپ اِن چیکوں کو ادا کر دیجئے اور اس سے ہنسی مذاق کیا پھر صالح نے کہا کہ بہتر ہے۔ میں اِن مطالبات کو ادا کئے دیتا ہوں مگر اب آیندہ آپ خزانۂ عامرہ پر زیادہ بار نہ ڈالئیگا، یزید نے کہا بہتر ہے اب نہیں ڈالوں گا۔

سلیمان نے یزید کو صرف عراق کا گورنر مقرر کیا تھا خراسان اوس کے تحت میں نہیں دیا تھا، ایک مرتبہ سلیمان نے عبد الملک بن مہلب سے جو اسوقت شام میں مقیم تھا (یزید اوس زمانہ میں عراق میں تھا) کہا کہ اگر میں تمہیں خراسان کا گورنر مقرر کردوں تو کسطرح اپنے فرائض انجام دوگے۔ عبد الملک نے کہا کہ میں جناب والا کے حسب دلخواہ کام کروں گا، مگر صرف اتنا پوچھنے کے بعد سلیمان خاموش ہو رہا اور پھر کبھی اسکا تذکرہ نہیں کیا۔

عبد الملک بن المہلب نے جریر بن یزید الجهضمی اور بعض اپنے دوسرے خاص دوستوں کو لکھا کہ اسطرح امیر المومنین نے خراسان کی صوبہ داری میرے سامنے پیش کی ہے، اسکی خبر یزید کو بھی پہونچگئی چونکہ وہ خود عراق سے دل برداشتہ ہوگیا تھا اور صالح نے بھی اوس کا ناک میں دم کردیا تھا کہ کسی چیز پر اوس کی دسترس نہ تھی اس لئے اوس نے عبد اللہ بن الاہتم کو بلایا اور کہا کہ میں آپ سے ایک خاص کام لینا چاہتا ہوں آپ اسے میری خاطر سے پورا کردیجئے۔

عبد اللہ بن الاہتم نے کہا کہ فرمائیے میں حاضر ہوں یزید کہنے لگا کہ عراق میں

میں جن مشکلات میں ہوں، آپ اوس سے واقف ہیں کہ میری طبیعت یہاں سے بیزار ہے۔ خراسان میں اسوقت کوئی ایسا شخص نہیں جو وہاں کے انتظام کو عمدگی اور باقاعدگی سے چلا سکے، اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین نے خراسان کی صوبہ داری کا تذکرہ عبد الملک سے کیا ہے اب کہئے۔ آپ کوئی کارگر تدبیر میرے لئے کر سکتے ہیں؟

عبد اللہ کہنے لگے کہ کیوں نہیں۔ آپ مجھے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجد یجئے۔ مجھے توقع ہے کہ میں آپ کے لئے خراسان کی صوبہ داری کا فرمان لیکر آونگا۔ یزید نے کہا تو اچھا آپ اس بات کا کسی سے تذکرہ نہ کریں۔

یزید نے سلیمان کے نام دو خط لکھے ایک میں عراق کی حالت کا بیان ابن الاہتم کی تعریف اور عراق کی حالت سے اون کی باخبری کا تذکرہ تھا، یزید نے ابن الاہتم کو تیس ہزار درہم دئے اور سرکاری ڈاک کے گھوڑوں پر اونہیں روانہ کیا، سات روز کی مسافت طے کرنے کے بعد ابن الاہتم یزید کا خط لیکر سلیمان کے پاس پہونچے۔ دربار میں حاضر ہوے، سلیمان اسوقت دن کا کھانا کھا رہا تھا، ابن الاہتم ایک طرف کو بیٹھ گئے، اوسکے لئے بھی دو برشتہ مرغیاں لائی گئیں اور اونھوں نے کھائیں۔

کھانے سے فارغ ہوکر ابن الاہتم سلیمان کے سامنے گئے، سلیمان نے کہا کہ اس وقت آپ سے ملاقات کا اچھا موقع نہیں ہے آپ سے پھر سوقتے میں بات چیت کروں گا، سہ پہر کے بعد سلیمان نے پھر ابن الاہتم کو بلایا۔ اور اون سے کہا کہ یزید نے آپ کے متعلق مجھے ایک خط لکھا ہے جس میں آپ کی عراق اور خراسان سے پوری واقفیت اور آگاہی کا تذکرہ ہے اور نیز آپ کی بہت تعریف و توصیف کی ہے اب فرمائیے آپ وہاں کے حالات کیا جانتے ہیں۔

ابن الاہتم کہنے لگے کہ واقعی میں وہاں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں کیونکہ وہیں پیدا ہوا، وہیں نشو و نما پائی۔ اس لئے میں خراسان کے متعلق پوری معلومات رکھتا ہوں سلیمان نے کہا کہ ہاں بس تو مجھے آپ ہی

ایسے شخص سے اس معاملہ میں رائے اور مشورہ لینے کی سخت ضرورت تھی، آپ مجھے مشورہ دیجیے کہ میں کس شخص کو خراسان کا صوبہ دار بناؤں ابن الاہتم بولے کہ خود جناب والا کسی شخص کا نام لیں جس کسی کا آپ نام لیں گے اوسکے متعلق میں اپنی رائے ظاہر کروں گا کہ آیا اس شخص کا تقرر اس خدمت کے لئے موزوں و مناسب ہوگا یا نہ ہوگا۔

سلیمان نے ایک قریشی کا نام پیش کیا، اوس کا تو ابن الاہتم نے صرف یہی جواب دیدیا کہ ان صاحب کو خراسان کا مطلقاً تجربہ نہیں ہے، سلیمان نے عبدالملک بن المہلب کا نام لیا۔ ابن الاہتم نے کہا کہ نہیں یہ بھی مناسب نہیں۔ پھر سلیمان نے متعدد لوگوں کے نام لئے اور آخر میں وکیع بن سود کا نام پیش کیا اس پر ابن الاہتم نے کہا کہ گو اس میں شک نہیں کہ وکیع ایک نہایت ہی بہادر اور دلیر آدمی ہیں مگر صوبہ داری کے اہل نہیں۔ علاوہ بریں اونھیں جب کبھی تین سو آدمیوں کی قیادت ملی اس نے اپنے سپہ سالار سے بغاوت کی۔ سلیمان نے کہا کہ ہاں یہ بھی ٹھیک کہتے ہو، مگر پھر تم ہی بتاؤ کہ اور کون اس خدمت کے لئے موزوں ہے۔ ابن الاہتم نے کہا کہ بے شک ایک اور صاحب ہیں کہ جنکا نام آپ نے نہیں لیا ہے، سلیمان نے کہا تو تم اون کا نام بتاؤ، ابن الاہتم بولے کہ آپ یہ وعدہ کیجیے کہ اسے راز میں رکھینگے اور اگر کبھی اونھیں اس بات کا علم ہو جائے گا تو مجھے اون کی ناراضی سے محفوظ رکھینگے تو میں اون کا نام بتائے دیتا ہوں سلیمان نے کہا اچھا، بتائیے وہ کون ہیں؟۔ ابن الاہتم نے یزید بن المہلب کا نام لیا۔ سلیمان نے کہا کہ وہ تو عراق میں ہیں اور خراسان کے مقابلہ میں وہ عراق میں رہنے کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں بھلا وہ کاہیکو اسے منظور کریں گے، ابن الاہتم نے کہا کہ جی ہاں میں خود بھی اس بات سے واقف ہوں مگر آپ اونھیں خراسان جانے کے لئے مجبور کریں، عراق پر ایک دوسرے شخص کو گورنر مقرر کریں اور اونھیں خراسان بھیجدیں، سلیمان نے کہا کہ تمھاری رائے صائب ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔

چنانچہ سلیمان نے خراسان کی گورنری پر یزید کے تقرر کا فرمان لکھدیا۔ اور نیز ایک خط بھی اوسے لکھا کہ میں نے ابن الاہتم کو عقل۔ دین۔ فضل اور مشورہ میں ویسا ہی پایا جیسا کہ تم نے اپنے خط میں لکھا تھا، یہ خط اور فرمان تقرر دونوں ابن الاہتم کو دیدئے، ابن الاہتم سات روز کی منزل طے کر گئے یزید کے پاس آگئے، یزید نے پوچھا کیا کر کے آئے، ابن الاہتم نے وہ خط نکالکر دیا۔ یزید بولا کچھ ہمارے فائدہ کی بھی بات کہو گے، پھر ابن الاہتم نے فرمان تقرر اون کے حوالے کیا،

یزید نے اوسی وقت سے سفر کی تیاری شروع کردی اپنے بیٹے مخلد کو بلا کر اپنے آگے خراسان روانہ کیا مخلد اوسی روز خراسان روانہ ہوگیا، پھر یزید بھی چلا۔ واسط پر جرّاح بن عبداللہ الحکمی کو اپنا منصرم مقرر کیا۔ عبداللہ بن ہلال الکلابی کو بصرہ کا عامل مقرر کیا۔ اور مروان بن المہلب کو جسپر یزید اپنے تمام اور بھائیوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اعتماد کرتا تھا۔ اپنی جائداد اور دوسرے مال واسباب کے انتظام و نگرانی کے لئے بصرہ بھیجا۔

اس معاملہ کے متعلق ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وکیع بن ابی سود نے قتیبہ کا سر سلیمان کے پاس بھیجا اور اوس کے ساتھ ہی اپنی اطاعت کا یقین دلایا تو اس سے سلیمان کے دل میں اوس کی خاص وقعت و منزلت ہوگئی۔ اسی وجہ سے یزید بن المہلب نے ابن الاہتم کو ایک لاکھ درہم صلہ دیکر سلیمان کے پاس بھیجا تاکہ وہ وکیع کی جانب سے سلیمان کے خیالات بدل دے،

ابن الاہتم نے سلیمان سے جاکر کہا کہ اگرچہ میرے دشمن کو قتل کر کے اور میرا بدلہ لیکر وکیع نے مجھ پر ایک ایسا احسان عظیم کیا ہے جسکا شکر اور اقرار مجھپر ضروری ہے۔ مگر امیر المومنین کے احسانات مجھ پر اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اس لئے آپ کی خیر خواہی مجھے اس امر کے اظہار پر مجبور کرتی ہے کہ میں آپکو بتادوں کہ جب کبھی ایک چھوٹی سی جماعت بھی وکیع کے ماتحت ہوئی اوس کے

دل نے فوراً اوسے بدعہدی کی سوجھائی، جماعت عامہ کے ساتھ ملکر اوس نے کوئی نمایاں کامیابی کبھی حاصل نہیں کی البتہ فتنہ و بغاوت میں اوسکی کارستانیاں خاص وقعت رکھتی ہیں۔

سلیمان کہنے لگا تو پھر یہ تو ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس کی خدمات سے ہم بہتر امداد لیں۔

بنی قیس کہا کرتے تھے کہ قتیبہ نے کبھی خلیفۃ المسلمین سے بغاوت نہیں کی اور جب سلیمان نے یزید کو عراق کا فوجی گورنر مقرر کیا تو اونھیں حکم دیا کہ جاکر دیکھو اگر بنی قیس اس بات کی دلیل پیش کردیں کہ قتیبہ نے ہم سے بغاوت نہیں کی اور نہ وہ ہماری اطاعت سے منحرف ہوا تو اس ثبوت کے ساتھ ہی وکیع قید کردیا جائے۔

یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو وکیع کی جانب اپنے آگے روانہ کردیا۔

مخلد جب مرو کے قریب پہونچا تو اوس نے عمرو بن عبداللہ بن سنان العتکی ثم الصناحی کو اپنے آگے بھیجا۔ عمرو نے مرو پہونچکر وکیع سے کہلا بھیجا کہ مجھسے آکر ملو وکیع نے انکار کردیا، عمرو نے پھر کہلا بھیجا کہ ارے بے وقوف احمق اپنے افسر کے استقبال کو جا۔ اب مرو کے سربرآوردہ اور رعمائد بن مخلد سے ملنے گئے مگر وکیع اب تک پیشوائی کے لئے جانے میں لیت ولعل کرتا رہا۔ آخر کار عمرو الازدی نے اوسے بھیجا۔ جب یہ سب لوگ مخلد کے پاس پہونچے اپنی سواریوں سے اوتر پڑے وکیع، محمد بن حمران السعدی اور عبّاد بن لقیط متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ گھوڑوں سے نہ اوترے تھے مگر لوگوں نے اونھیں بھی اوترنے پر مجبور کیا۔ مخلد نے مرو آتے ہی وکیع کو قید کردیا اوسے طرح طرح کے اذیتیں دینا شروع کیں اپنے باپ کے آنے سے پہلے ہی اوسکو اور ساتھیوں کو بھی قید کرکے اونھیں تکلیفیں پہونچانا شروع کیں، ادریس بن حنظلہ کہتا ہے کہ مخلد نے مرو آکر مجھے بھی قید کردیا تھا۔ ابن الاہتم میرے پاس آئے اور کہنے لگے کیا تم قید سے رہائی چاہتے ہو۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ ابن الاہتم بولے تو اچھا وہ خط نکالو جو قعقاع بن خلید العبسی۔ اور

خریم بن عمرو المری نے قتیبہ کو سلیمان سے قطع تعلق کرنے کے بارے میں لکھے تھے، میں نے اون سے کہا کیا آپ مجھے ضمیر فروشی کرانا چاہتے ہیں؟ - پھر ابن الاہتم نے کاغذ کا ایک پلندا منگوایا قعقاع اور بعض اور بنی قیس کی زبان میں قتیبہ کو خط لکھے کہ وکیع تو اب اس دنیا سے چل بسے ہیں اور سلیمان اِس مزونی شخص کو خراسان کا گورنر بنا کر بھیج رہے ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ فوراً اوس سے قطع تعلق کرلیں اور علم بغاوت بلند کردیں، اسپر میں نے اون سے کہا اے ابن الاہتم تم خود اپنے تئیں خطرہ میں ڈال رہے ہو یاد رکھو کہ اگر میں اوس کے سامنے گیا تو فوراً کہدوں گا کہ یہ خطوط ابن الاہتم نے لکھے ہیں۔

اسی سنہ میں یزید خراسان کا گورنر ہوکر مرو روانہ ہوا قتیبہ کے قتل کے بعد تو یادس ماہ وکیع خراسان کا والی رہا۔ اور ۹۷ھ ہجری میں یزید خراسان آیا۔

جب یزید نے اہل شام اور بعض اہل خراسان کی زیادہ وقعت اور اُنپر زیادہ اعتماد کرنا شروع کیا تو نہار بن توسعہ شاعر نے اپنے چند اشعار میں اوسکے اس طرز عمل کی شکایت کی ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس سال سلیمان حج کرنے گیا میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو عرفات کے میدان میں عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید سے یہ کہتے سنا کہ مجھے امیر المومنین پر سخت تعجب آتا ہے کہ انھوں نے خراسان جیسے نہایت ہی اہم سرحدی صوبہ پر اس جیسے شخص کو کیوں گورنر بنایا۔؟ خراسان کے تاجروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ اوس کی یہ حالت ہے کہ ایک ایک لونڈی کی اس قدر قیمت دیتا ہے جس سے کہ ایک ہزار غلام خریدے جاسکتے ہیں، خدا ہی خوب جانتا ہے کہ اوسے صوبہ دار بنا کر امیر المومنین کا کیا مقصد ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے اونکی تقریر سے پتہ چلا کہ اس سے اونکی مُراد یزید اور اوس کی لونڈی جہینیہ تھی اِس پر میں نے اون سے کہا کہ چونکہ خارجیوں کے فتنہ کے زمانہ میں یزید وغیرہ نے خلافت عظمیٰ کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اب امیر المومنین اوس کا معاوضہ کر رہے ہیں۔

یزید نے عبدالملک بن سلام السلولی کو اپنا مقرب بنالیا تھا، اسی وجہ سے عبدالملک نے اوسکی مدح میں چند شعر کہے اس سنہ میں خود سلیمان نے امارۃ حج کی۔ اور اسی سنہ میں اوس نے طلحہ بن داؤد الحضرمی کو مکہ کی گورنری سے برطرف کردیا۔

سلیمان جب حج کرکے واپس آیا تو طلحہ کو مکہ کی ولایت سے علیحدہ کردیا۔ طلحہ صرف چھ ماہ مکہ کا والی رہا۔ سلیمان نے اوسکی جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیض بن اُمیہ بن عبدشمس بن عبدمناف کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔

اس سنہ میں اور تمام علاقوں پر وہی لوگ والی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے۔ البتہ خراسان کا حاکم عام یزید تھا، اور یزید کی جانب سے چند ماہ تو حرملہ بن عمیر اللخمی کوفہ پر اوسکا قایم مقام رہا پھر یزید نے بشیر بن حسان النہدی کو کوفہ کا والی مقرر کردیا۔

سنہ ۹۸ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں سلیمان نے اپنے بھائی مسلمہ کو قسطنطنیہ بھیجا اور حکم دیا کہ جب تک میرا دوسرا حکم تمھیں نہ ملے بغیر فتح کئے واپس نہ آنا۔ مسلمہ نے موسم سرما اور گرما دونوں قسطنطنیہ کے سامنے ہی بسر کیے۔

جب مسلمہ قسطنطنیہ کے قریب پہونچا تو اوس نے تمام سواروں کو حکم دیا کہ دو دو مد غلہ اپنے گھوڑوں کے پیچھے باندھکر لیچلو۔ قسطنطنیہ پہونچکر حکم دیا کہ تمام غلہ ایک جا جمع کیا جائے چنانچہ غلہ کا ایک انبار لگ گیا، پھر حکم دیا کہ اس غلہ میں سے کوئی نہ کھائے، دشمنوں کے علاقہ میں غارت گری کرو اور زراعت کرو۔

مسلمہ نے لکڑی کے مکانات بھی بنوائے اونھیں میں مسلمانوں نے جاڑا بسر کیا، لوگوں نے زراعت کی اور وہ غلہ جو ساتھ لائے تھے وہ بدستور کھلے میدان میں پڑا رہا۔ سڑا گلا بھی نہیں پہلے تو لوٹ مار سے جو غلہ حاصل ہوا اوسے لوگ کھاتے رہے پھر اپنی زراعت کی پیداوار

پر گذر کرتے رہے، اسطرح مسلمۃ قسطنطنیہ کے سامنے اوسکے باشندوں پر اپنی طاقت کا پورا سکہ جمائے ہوئے عرصہ تک پڑا رہا۔ مسلمۃ کے ساتھ شام کے بعض بڑے عمائدین بھی تھے۔ جس میں خالد بن معدان، عبداللہ بن ابی زکریا الخزاعی اور مجاہد بن حبیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سب لوگ اسی طرح وہاں مقیم تھے کہ اتنے میں سلیمان کی موت کی خبر اونھیں پہونچی سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی رومیوں سے جہاد کی ٹھانی۔ مقام دابق میں آکر قیام کیا۔ اور مسلمۃ کو آگے بڑھایا۔ رومی اوسی سے ڈر کر بھاگ گئے، الیون آرینیا سے آیا اوس نے مسلمۃ سے کہا کہ آپ میرے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجدیجئے جو مجھ سے گفتگو کرے، مسلمۃ نے ابن ہبیرہ کو بھیجدیا ابن ہبیرہ نے الیون سے پوچھا تم کسے احمق سمجھتے ہو الیون نے کہا احمق وہ ہے جو اپنا پیٹ ہر اوس چیز سے جو اوسے ملے بھر لے ابن ہبیرہ بولے کہ ہم ایک خاص مذہب کے پیرو ہیں اور ہمارے فرائض مذہبی میں اپنے امرا کی اطاعت بھی شامل ہے الیون نے کہا کہ آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔ اب تک تو ہم اور آپ اپنے اپنے مذہب کی خاطر ہی ایک دوسرے سے دست و گریباں رہے ہیں مگر آج ہماری اور آپ کی لڑائی محض ملک اور اقتدار کی خاطر ہے۔ ہم ایک آدمی کے عوض ایک ایک دینار دینے کے لئے تیار ہیں۔

ابن ہبیرہ دوسرے دن پھر رومیوں کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے مسلمۃ سے جاکر آپ کا پیام پہونچا دیا تھا۔ مگر اونھوں نے اوسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جب میں اون کے پاس گیا تو وہ خوب شکم سیر ہو کر دن کا کھانا کھاکر سو رہے تھے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو بلغم کا اون پر غلبہ تھا اس لئے اونھیں اچھی طرح یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ میں نے کیا کہا۔

تمام رومی سرداروں نے الیون سے کہا کہ اگر تم مسلمۃ کو کسی حیلہ سے یہاں سے واپس جانے پر مجبور کردو تو ہم تمھیں کو اپنا بادشاہ بنالیں گے،

جب ان سرداروں نے ایفاء عہد کا اوس سے پوری طرح معاہدہ کرلیا۔ الیون مسلمہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ رومیوں کو اس بات کا علم ہوچکا ہے کہ جب تک یہ سامانِ خوراک آپ کے پاس ہے آپ اون کے مقابلہ میں انتہائی شجاعت اور بہادری سے نبرد آزمانہ ہیں اور نہ ہوں گے۔ اگر آپ اس غلہ کے ذخیرہ کو جلاڈالیں تو وہ لوگ آج ہی سرِاطاعت خم کئے دیتے ہیں مسلمہ اس داؤں میں آگئے، غلہ کے ذخیرہ کو آگ کے نذر کردیا۔ اب دشمن کی حالت بہتر ہوگئی اور مسلمانوں کی حالت اس قدر سقیم ہوگئی کہ سب کے سب ہلاکت کے قریب پہونچ گئے، ابھی تک اون کی یہی ناگفتہ بہ حالت تھی کہ سلیمان نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

سلیمان نے وابق میں فروکش ہونے کے وقت اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ تاوقتیکہ یہ فوج قسطنطنیہ میں داخل نہ ہوجائے گی میں یہاں سے واپس پلٹ کر نہ جاؤنگا۔

اسی درمیان میں قیصر روم بھی مرگیا۔ الیون مسلمہ کے پاس آیا اور قیصر کے موت کی خبر اوسے سنائی اور وعدہ کیا کہ میں سلطنت روما کو تیرے حوالہ کردونگا۔ مسلمہ اوس کے ساتھ چلا۔ قسطنطنیہ کے سامنے لشکر ڈال دیا۔ جس قدر سامان خوراک آس پاس کے علاقہ سے اوسے مل سکا وہ جمع کرکے باشندگان قسطنطنیہ کا محاصرہ کرلیا۔

الیون رومیوں کے پاس آیا۔ رومیوں نے اوسکو اپنا بادشاہ بنالیا۔ اب الیون نے مسلمہ کو خط کے ذریعہ غلہ کے ذخیرہ جلاڈالنے کی ترغیب دی اور اوسکے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ آپ اس قدر غلہ ہمیں دیدیجئے جس سے کہ شہر کی آبادی زندہ رہ سکے، تمام رومی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ میری اور آپ کی غرض وغایت ایک ہی ہے۔ نیز وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ نہ اونھیں لونڈی غلام بنایا جائے گا۔ اور نہ خارج البلد کیا جائے گا۔ ایک رات کے لئے آپ اونھیں اجازت دیدیں کہ وہ آپ کے پاس سے غلہ شہر میں لے آئیں۔

الیون نے غلہ لیجانے کے لئے پہلے ہی سے بہت سی کشتیوں اور جہازوں کا انتظام کر رکھا تھا مسلمہ نے اُس بات کی اجازت دیدی، اور ایک ہی رات میں رومی اس قدر کثیر مقدار میں غلہ لیگئے کہ مسلمہ کے پاس کچھ نہ بچا۔ صبح ہوتے ہی الیون بدل گیا مسلمہ کے مقابلہ پر آگیا، اور مسلمہ کو ایسا احمق بنایا کہ اگر عورت بھی باوجود ناقص العقل ہونے کے ایسا دھوکا کھاتی تو لوگ اوسے بھی مورد الزام ٹھہراتے، مسلمانوں کی فوج کو اس قدر تکلیف برداشت کرنا پڑی کہ جسکی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اون کا یہ حال ہوگیا کہ پڑاؤ سے باہر جاتے ہوئے ڈرتے تھے، تمام جانور۔ اونکے چمڑے، درختوں کی جڑیں، پتے اور غرض کہ مٹی کے علاوہ جو چیز سامنے آئی اوسے کھاگئے، اگرچہ سلیمان ابھی وابق ہی میں مقیم تھا مگر موسم سرما شروع ہو چکا تھا اور اس لئے وہ اس فوج کو کوئی امداد نہ پہونچاسکا۔ اسی حالت میں سلیمان نے انتقال کیا۔

اسی سنہ میں سلیمان نے اپنے بیٹے ایوب کی ولی عہدی کے لئے لوگوں سے بیعت لی، عبدالملک نے ولید اور سلیمان سے اپنی زندگی میں یہ وعدہ لے لیا تھا کہ میرے بعد تم دونوں ابن عاتکہ اور مروان بن عبدالملک کے لئے لوگوں سے بیعت لے لینا۔

اب مروان نے تو سلیمان کے عہد خلافت میں جب کہ سلیمان مکہ سے واپس آرہا تھا رحلت کی اس سے مروان کے مرجانے کی وجہ سے سلیمان نے اپنے بیٹے ایوب کے لئے بیعت لے لی، یزید سے کچھ نہ بولا۔ بلکہ اس امید میں رہا کہ شاید موت اسکے تصفیہ سے بھی مجھے نجات دیدے مگر خود ایوب سلیمان کے ولی عہدی کا اس اثنا میں انتقال ہوگیا۔

اسی سنہ میں شہر صقالیہ فتح ہوا برجان ۹۸ھ ہجری میں مسلمہ پر اچانک ٹوٹ پڑا، اوس وقت مسلمہ کے ساتھ بہت تھوڑی فوج تھی۔ سلیمان نے اوسکی امداد کے لئے مسعدہ یا عمرو بن قیس کو کافی فوج کے ساتھ بھیجا پہلے تو مسلمانوں کے خلاف صقالیہ کی چال کارگر ہوئی مگر پھر بعد میں

اللہ نے اونھیں شکست دی۔ البتہ کفار نے شراحیل بن عبدہ کو شہید کردیا

اسی سنہ میں ولید بن ہشام اور عمرو بن قیس نے جہاد کیا۔ انطاکیہ کے بہت سے باشندے قتل ہوئے ولید نے رومیوں کے غیر محفوظ سرحدی علاقہ کے بہت سے باشندوں کو تہ تیغ کرڈالا اور بہت سوں کو قید کرلیا،

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے جرجان اور طبرستان پر چڑھائی کی۔ خراسان آکر یزید تین یا چار مہینے تو وہیں مقیم رہا۔ پھر دہستان اور جرجان آیا اپنے بیٹے مخلد کو خراسان کا حاکم بنا دیا۔ یزید خود پہلے دہستان آیا کچھ ترک یہاں رہتے تھے، یزید نے شہر کا محاصرہ کرکے وہیں پڑاؤ ڈالدیا۔ یزید کے ہمراہ کوفہ۔ بصرہ اور شام کی فوج تھی۔ رے اور خراسان۔ کے عمائدین بھی تھے، اسطرح ایک لاکھ سپاہ اوس کے ساتھ تھی۔ آزاد غلام غلام اور رضاکار اون کے علاوہ تھے،

ترک اپنے شہر سے نکلکر مسلمانوں سے لڑتے مگر تھوڑی ہی دیر میں مسلمان اونھیں پسپا کر دیتے اور ترک پھر اپنے قلعہ میں جا گھستے کبھی کبھی کھلے میدان میں بھی آکر لڑتے اور دونوں حریفوں میں شدید رن پڑتا۔ یزید زحر کے دونوں بیٹوں جھم اور رجال کی بہت زیادہ عزت وقعت کیا کرتا تھا، اون کے مقابلہ میں محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی سُبرہ ایک بڑا گویا اور بہادر شخص تھا۔ صرف اتنی برائی اوس میں تھی کہ شراب کا عادی تھا۔ یزید اور اوس کے خاندان والوں سے زیادہ ملتا جلتا بھی نہ تھا اور اُسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یزید اور اوسکے خاندان زحر کے دونو بیٹوں جھم اور رجال کی انتہائی توقیر وتکریم کرتے تھے جو غالباً محمد کو ناگوار خاطر تھی مگر اوسکی حالت یہ تھی کہ جب کبھی نقیب مجاہدین اسلام کو جہاد کے لیئے تیار ہو جانے کا حکم دیتا تو محمد ہی ایسا شہسوار تھا جو سب سے پہلے نازک موقع پر خطرہ کی جگہ پہونچ جاتا تھا،

ایک دن کا قصہ ہے کہ نقیب نے ایک دم فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اس روز بھی ابن ابی سُبرہ اور تمام لوگوں سے پہلے مستعد ہو کر میدانِ جنگ

میں آگیا۔ ایک ٹیلہ پر کھڑا تھا کہ عثمان بن المفضل اوس کے پاس سے گذرا عثمان نے اوس سے کہا کہ اے ابن ابی سبرہ کبھی مجھسے یہ نہو سکا کہ تم سے پہلے میدانِ جنگ میں آتا۔ اسپر ابن ابی سبرہ نے شکایتاً کہا کہ پھر اس سے مجھے کیا فایدہ ہو رہا ہے آپ لوگ مذحج کے چھوکروں کو اپنی عنایات سے مالا مال کر رہے ہیں اور جو لوگ واقعی جنگ آزمودہ ثابت قدم اور بہادر ہیں اون کے حقوق کو آپ نے طاق نسیان پر رکھدیا ہے، عثمان کہنے لگے کہ اس میں تو سراسر تمہارا ہی قصور ہے اگر تم ہم سے کبھی اس بات کی استدعا کرتے تو ہم تم سے کبھی ایسی بات کو دریغ نہیں رکھتے جسکے تم اہل ہو،۔

ایک روز دونوں حریفوں میں نہایت سخت معرکہ جدال و قتال گرم تھا، محمد بن ابی سبرہ نے ایک ایسے ترک پر جس سے اور لوگ کنائی کاٹ کاٹ چلے تھے حملہ کیا، دونو بہادروں نے ایک ہی ساتھ ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ ترک کی تلوار تو محمد کے خود میں پھنس کے رہگئی اور محمد نے ایک ہی ہاتھ میں حریف کا کام تمام کردیا۔ اب محمد اس صورت سے اپنے لشکر کی طرف چلے کہ خود اُنکی خوں چکاں تلوار تو اون کے ہاتھ میں تھی اور ترک کی تلوار اب تک خود میں پھنسی ہوئی ہے، یہ ایک نہایت ہی لاجواب منظر تھا جو شاید کبھی کسی فوج کے سامنے نہ آیا ہوگا، یزید کی بھی نظر اس عجیب وغریب تلواروں کے اجتماع اور خود پر پڑی اوس نے شہسوار کا نام پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ ابن ابی سبرہ ہیں یزید کہنے لگا کہ یہ ایک نہایت ہی قابل تعریف شخص ہے کاش کہ شراب کا عادی نہ ہوتا،

ایک روز یزید دشمن پر حملہ کرنے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش میں اپنے کیمپ سے روانہ ہوا۔ او سکے ساتھ بہت سے عمائدین اور شہسوار تھے جنکی تعداد تقریباً چارسو ہوگی، کہ اچانک چار ہزار ترکوں نے اوسپر حملہ کردیا یزید کو اون سے لڑتے ہوے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ اوسکے خاص لوگوں نے اوس سے درخواست کی کہ آپ پیچھے ہٹ جائیں ہم آپ کی طرف سے

لڑتے ہیں، مگر یزید نے پیچھے ہٹ کر چلے جانا مناسب نہ سمجھا یہ تجویز رد کردی اور خود اس نے بھی لڑائی میں شرکت کی۔ اور دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی لڑتا رہا۔ ابن ابی سبرہ۔ زحر کے دونوں بیٹوں، حجاج بن جاریۃ الخثعمی اور اوس کے بیشتر ساتھیوں نے جنگ میں شرکت کی اور خوب ہی داد مردانگی دی۔ جب واپس پلٹنے لگے تو یزید نے حجاج بن جاریۃ کو فوج کے پچھلے دستہ پر متعین کردیا۔ حجاج ان کی پسپائی کو دشمن کے نرغہ سے بچاتا جاتا تھا، اسی طرح یہ ساری جماعت ایک چشمۂ آب پر پہونچی۔ چونکہ سب پیاسے تھے پیاس بجھائی، اب دشمن بغیر کسی طرح کی کامیابی حاصل کئے اپنا سا منہ لیکر ان کا پیچھا چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

یزید نے محاصرہ قایم رکھا شہر کے چاروں طرف فوجیں متعین کردیں، سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کردی جب محاصرہ کی تکلیفیں بڑھ گئیں، فاقے ہونے لگے اور مسلمانوں سے لڑنے کی طاقت نہ رہی تو دہستان کے رئیس نے یزید کے پاس صلح کی درخواست بھیجی اور درخواست کی کہ میں اس شرط پر صلح کے لئے آمادہ ہوں کہ آپ مجھے میرے خاندان والوں کو امان دیجئے۔ میرے مال و متاع پر ہاتھ نہ ڈالیئے تو میں اس شہر اس کے باشندوں اور جو کچھ اوس میں ہو اوس سب کو آپ کے حوالے کئے دیتا ہوں۔

یزید نے یہ شرائط منظور کر لئے صلح کرلی اپنے وعدہ کا ایفا کیا، شہر میں داخل ہوا، اس قدر مال و اسباب نقد و جنس اور لونڈی غلام وہاں سے اوسے ملے کہ جنکا کوئی شمار نہیں، چودہ ہزار ترکوں کو کھڑے کھڑے قتل کردیا اور سلیمان کو اس واقعہ کی اطلاع دیدی۔

یزید یہاں سے روانہ ہو کر جرجان آیا۔ اہل جرجان کوفہ والوں کو ایک لاکھ دو لاکھ اور کبھی تین لاکھ درہم دیا کرتے تھے، اور اسی پر اون سے صلح کی تھی، جب یزید جرجان آیا تو اہل جرجان نے اس کا استقبال کیا اور صلح کی درخواست کی۔ اوس سے خوف زدہ ہو کر خراج میں اور زیادتی کردی یزید نے اسد بن عبداللہ الازدی کو جرجان پر اپنا قایم مقام بنا دیا اور اصبہند کے مقابلے

کے لئے طبرستان چلا۔
یزید کے ہمراہ سفر مینا والے بھی تھے جو درختوں کو کاٹ کر اسکے لئے راستہ صاف کرتے جاتے تھے، آخر کار یزید اصبہند کے سامنے پہونچ گیا اوسکا محاصرہ کرلیا اور اوس کے تمام علاقہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اصبہند یزید سے صلح کی درخواست کرتا رہا اور نیز اوس نے زر خراج میں بھی اضافہ کرنے کا اقرار کیا مگر یزید نے اس اُمید میں کہ قلعہ فتح ہو جائیگا صلح کی درخواست منظور نہیں کی۔
ایک روز یزید نے اپنے بھائی ابو عُیینہ کو اہل کوفہ و بصرہ کی ایک جماعت کے ساتھ مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ ابو عُیینہ دشمن کے ارادہ سے پہاڑ پر چڑھنے لگے، مگر اصبہند نے پہلے ہی دیلم سے کہلا بھیجا تھا کہ تم دشمن کی پیشقدمی میں مزاحمت کرنا۔ اہل دیلم نے مسلمانوں پر حملہ کیا دونو حریف گتھم گتھا ہو گئے، کچھ دیر تک مسلمانوں نے اونھیں الجھائے رکھا اور پھر پسپا کر دیا۔
دیلم کے سردار نے مبارز طلبی کی۔ ابن ابی سبرہ اوس کے مقابلے کے لئے نکلا، دونوں بہادروں میں تنہا جنگ ہوئی ابن ابی سبرہ نے دیلم کے سردار کو قتل کر دیا۔ اب دیلم شکست کھا کر بھاگے مسلمان درہ کے دہانہ تک پہونچ گئے۔ اور اب اوس میں سے آگے بڑھنے لگے۔ دشمن نے پہاڑوں کی چوٹیوں سے اون پر تیر اور پتھر برسانے شروع کئے، مسلمان درہ کے دہانہ سے پسپا ہوے۔ مگر نہ تو کوئی زیادہ خونریز جنگ یہاں ہوئی اور نہ دشمن نے اُن کے تعاقب میں کوئی قابلِ تعریف بہادری یا جرارت کا اظہار کیا، البتہ جو مسلمان ہی اس قدر بدحواسی سے پسپا ہوئے کہ ایک دوسرے پر چڑھے جاتے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے پہاڑوں کے کھڈوں میں گر پڑے، اسی حالت میں خدا خدا کر کے یزید کے پڑاؤ میں پہنچے مگر انھیں اس فوری ناکامیابی یا شکست کا مطلقاً رنج نہ تھا۔
یزید اسی طرح اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ اصبہند نے اہل جرجان سے درخواست کی کہ تم اوس فوج پر اچانک حملہ کر دو جسے یزید جرجان میں متعین کر آیا ہے۔ سامان خوراک کی بہم رسانی روکدو اور یزید کی واپسی کا راستہ منقطع کر دو،

تم اس تجویز پر عمل کرتے ہو تو میں تمھیں اسکا کافی معاوضہ دوں گا اہل جرجان اس بات پر راضی ہو گئے اور جن مسلمانوں کو یزید اپنے پیچھے جرجان میں چھوڑ آیا تھا۔ اون پر اچانک حملہ کر کے ان میں سے جس پر ان کی دسترس ہو سکی انھیں شہید کر ڈالا۔ بقیۃ السیف نے ایک مقام پر پناہ لی یہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ آخر کار خود یزید اُن کی امداد کے لئے آیا، یزید ابتک اصبہند کے علاقہ میں اوس کے مقابلہ پر جما ہوا تھا، پھر دونوں میں صلح ہو گئی، شرائط صلح میں طے پایا کہ اصبہند سات لاکھ درہم سالانہ ادا کرے چار لاکھ درہم نقد اور چار سو گدھے زعفران سے لدے ہوے، اور چار سو غلام جنکے سروں پر کلاہ ہو، اُس پر عمامہ ہو ہاتھ میں چاندی کا جام ہو اور ایک ریشم کا تھان ہو، یزید کو پیش کرے، اس سے پہلے مسلمانوں نے اصبہند سے صرف دو لاکھ درہم پر صلح کی تھی!

اب یزید اور اُس کی فوج اصبہند کے علاقہ سے واپس ہوی، معلوم ہوتا تھا کہ شکست خوردہ فوج ہے مگر بات یہ ہے کہ اگر اہل جرجان اس موقع پر غدر نہ کرتے تو کبھی یہ فوج طبرستان کو فتح کیے بغیر اس طرح واپس نہ آتی۔

یزید کی اہل جرجان سے صلح کرنے کے بارہ میں ایک روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے سعید بن العاص نے اہل جرجان سے صلح کی تھی، مگر پھر اہل جرجان نے اس معاہدہ کو پس پشت ڈالدیا اور صلح فسخ کردی، سعید کے بعد اور کسی نے جرجان کا رخ نہیں کیا، اہل جرجان اپنے علاقہ سے مسلمانوں کو گذرنے بھی نہ دیتے تھے۔ اسی بنا پر کوئی شخص اپنے کو خطرہ میں ڈالے بغیر اس راستہ سے نہیں گذرتا تھا، اور اب فارس سے خراسان آنے کا صرف ایک ہی راستہ کرمان ہو کر کھلا ہوا تھا، سب سے پہلے قتیبہ بن مسلم نے اپنے گورنر خراسان مقرر کیے جانے کے وقت قومس سے اس راستہ کو طے کیا۔

پھر جب معاویہ کے زمانہ میں مصقلہ نے دس ہزار فوج کے ساتھ خراسان پر چڑھائی کی تو مقام رویان میں۔ مصقلہ اور اس کی تمام فوج ہلاک ہو گئی (رویان طبرستان کی آخر سرحد پر واقع ہے) دشمن نے اس فوج کو پہاڑوں کے پُر پیچ راستوں میں گھیر لیا

اور سب کے سب قتل کردیئے گئے۔ جس وادی میں مسلمانوں کی یہ فوج تباہ ہوئی اُس کا نام وادی مصقلہ ہوگیا۔ اور اسی واقعہ سے یہ ضرب المثل بھی پیدا ہوئی۔
"حتی یرجع مصقلہ من طبرستان"۔
(ترجمہ) جب کہ مصقلہ طبرستان سے واپس آئے" یعنے کبھی نہیں

جب سعید نے اہل جرجان سے صلح کی تو اوس کے بعد اہل جرجان کبھی تو ایک لاکھ درہم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اسقدر رقم پر تم نے صلح کی تھی اور کبھی کبھی دو لاکھ اور تین لاکھ دید یتے تھے، بلکہ لبسا اوقات ادا کرتے تھے اور لبسا اوقات بالکل ہی نہیں دیتے تھے، آخر کار انھوں نے خراج دینا بالکل ہی بند کردیا۔ اور معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی کی، جب یزید جرجان آیا تو کسی نے اوسکے مقابلہ میں چون چرا نہیں کی، اور جب اوس نے صول سے صلح کرلی اور بحیرہ اور دہستان فتح کرلئے تو اہل جرجان سے بھی انھیں شرائط پر صلح کرلی جنپر کہ سعید بن العاص نے کی تھی۔

صول ترکی دہستان اور بحیرہ میں آکر فروکش ہوا کرتا تھا بحیرہ سمندر میں ایک جزیرہ تھا جو دہستان سے پانچ فرسخ کے فاصلہ پر تھا یہ دونوں مقام جرجان سے متعلق ہیں اور خوارزم کے متصل واقع ہیں، صول فیروز بن قول جرجان کے تعلقہ دار کے سرحدی علاقہ پر غارت گری کرتا تھا۔ اور پھر بحیرہ اور دہستان کو واپس آتا تھا۔

اسی اثنا میں فیروز اور اوسکے چچیرے بھائی مرزبان کے درمیان کوئی تنازعہ پیدا ہوا، مرزبان نے فیروز کو معزول کردیا۔ فیروز بیاسان چلا آیا اور اس خوف سے کہ مبادا ترک یہاں بھی مجھ پر غارت گری کریں خراسان میں یزید کے پاس چلا آیا اور اب صول نے جرجان پر قبضہ کرلیا۔

یزید نے فیروز سے اوس کے پاس آنیکی وجہ دریافت کی، فیروز نے کہا کہ صول سے ڈرکر آپ کے پاس بھاگ آیا ہوں یزید نے کہا کہ کیا اوس سے لڑنے کی کوئی تدبیر تم بتا سکتے ہو، فیروز نے کہا کہ جی ہاں ایک ترکیب ہے کہ یا تو آپ اوس پر فتح پاکر اسے قتل کرڈالیں گے یا ہتھیار رکھوالیں گے

یزید نے وہ تدبیر پوچھی، فیروز نے کہا کہ اگر صول جرجان سے نکل کر بحیرہ چلا جائے اور وہاں جا کر آپ اُسکا محاصرہ کرلیں تو آپ ضرور فتحمند ہوں گے آپ اصبہبذ کو ایک خط لکھیے اس میں بہت سے وعدے وعید کرکے اوس سے درخواست کیجیے کہ وہ کسی نہ کسی طرح صول کو جرجان میں روکے رکھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ چونکہ اصبہبذ صول کی بہت تعظیم و توقیر کرتا ہے اس لئے وہ ضرور اس خط کو مزید تقرب حاصل کرنے کے لئے صول کے پاس بھیجدیگا اور اسطرح ہمارا یہ مقصد حاصل ہو جائے گا کہ صول جرجان سے بحیرہ چلا جائیگا۔

یزید نے حاکم طبرستان کو لکھا کہ چونکہ میں صول پر چڑھائی کرنا چاہتا ہوں اور وہ اسوقت جرجان میں مقیم ہے مجھے یہ خوف ہوا کہ اگر میرے اس ارادہ کا اُسے علم ہوگا وہ فوراً بحیرہ چلا جائے گا اور وہ ایسا مستحکم مقام ہے کہ وہاں ہم کسی طرح اُسپر فتح نہ پا سکیں گے، اور چونکہ وہ تمھاری بات مانتا ہے اور تم سے مشورہ لیتا ہے اس لئے اگر تم اس سال اُسے جرجان میں روک لو اور بحیرہ نہ جانے دو تو میں تمھیں پچاس ہزار مثقال سونا دوں گا۔ اب تم کسی نہ کسی طرح اُسے جرجان ہی میں روکے رکھو کیونکہ اگر وہ جرجان میں رہا تو میں ضرور اُسپر فتح پا سکونگا۔

اصبہبذ نے خط دیکھتے ہی اوسے صول کے پاس بھیجدیا۔ صول نے بھی خط دیکھتے ہی اپنی فوج کو جرجان سے بحیرہ چلنے کی تیاری کا حکم دیدیا۔ ترک قلعہ بند ہوکر مقابلہ کے خیال سے سامانِ خوراک بھی اپنے ساتھ لیگئے

یزید کو جب اُسکا علم ہوا وہ تیس ہزار فوج کے ساتھ جرجان کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ فیروز بن قول بھی اوسکے ہمراہ تھا۔ یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو خراسان پر اپنا منصرم مقرر کیا، سمرقند نسف، اور بخارا پر اپنے، دوسرے بیٹے معاویہ بن یزید کو منصرم بنایا۔ طخارستان پر حاتم بن قبیصہ بن المہلب کو منصرم کیا اور خود جرجان آیا۔ اُس زمانہ میں جرجان کوئی خاص مصنوعی شہر نہ تھا بلکہ قدرتی طور پر ایک محدود رقبہ کو پہاڑوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اُن پہاڑوں میں ہی دروازے بنا دیئے گئے تھے جنکے بالائی جانب

سر بفلک چوٹیاں استادہ تھیں اگر ایک شخص دروازہ کے اوپر کھڑا ہو جاتا تو کسی کی مجال نہ تھی کہ اندر قدم رکھ سکے؛

مگر یزید بغیر کسی مقابلہ یا مزاحمت کے جرجان میں داخل ہو گیا، بہت کچھ مال غنیمت اوسے ملا۔ اور مرزبان نے راہ فرار اختیار کی۔ اب یزید نے بحیرہ آکر صول کا اچھی طرح محاصرہ کر لیا۔ صول کسی کسی دن قلعہ سے نکلکر یزید سے نبرد آزما ہوتا اور پھر قلعہ میں جا دبکتا۔ یزید کے ساتھ کوفی اور بصری دونوں شہروں کی فوجیں تھیں،

اب یہاں اس روایت میں وہ جہم اور رجال اور محمد بن ابی سبرہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو اوپر مذکور ہو چکا البتہ ابن ابی سبرہ کے اُس ترک بہادر پروار کرنے کے سلسلہ میں یہاں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اُس ترک کی تلوار محمد کی چرمی ڈھال میں اولجھ کر رہگئی تھی۔

ایک اور روایت میں مذکور ہے محمد جرجان میں ترکوں سے نبرد آزما تھے کہ بہت ترکوں نے اُنھیں گھیر لیا اور چاروں طرف سے تلواروں سے اون پر وار کرنے لگے، اس موقع پر محمد کے ہاتھ میں تین تلواریں ٹوٹ گئیں،

بہر حال کامل چھ ماہ تک یہی حال رہا کہ ترک اپنے قلعہ سے کبھی کبھی نکلکر مسلمانوں سے دُو دُو ہاتھ کر لیتے اور پھر قلعہ کے آغوش میں جاکر پناہ لیتے آخر کار کنویں کے پانی پینے سے اُن میں مرض سُواد پھوٹ پڑا اور موت نے اپنی حکمرانی شروع کی۔ اب تو صول صاحب کو ہوش آیا۔ اوس نے صلح کی درخواست بھیجی، یزید نے اوسے مسترد کر دیا اور کہا کہ اوس وقت تک میں صلح نہ کرونگا جب تک کہ صول خود کو بلا شرط میرے حوالے نہ کرے گا۔ صول نے اس طرح کی اطاعت کو تو منظور نہ کیا البتہ یہ کہلا بھیجا کہ آپ مجھے، میرے ذاتی مال واسباب اور میرے خاندان اور خاص دوستوں میں سے تین سو آدمیوں کو اماں دیدیں تو بحیرہ پر قبضہ کر سکتے ہیں۔

یزید نے یہ شرط مان لی۔ صول اپنا تمام مال ومتاع اور اپنے تین سو خاص آدمیوں کو لیکر یزید کے پاس چلا آیا یزید نے چودہ ہزار ترکوں کو کھڑے کھڑے

قتل کرا دیا اور باقیوں کو چھوڑ دیا۔

اس وقت فوج نے یزید سے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ یزید نے ادریس بن حنظلۃ العمی کو بلا کر کہا کہ بحیرہ میں جس قدر روپیہ و اسباب ہو اوسکی مجموعی تعداد و مقدار ہمیں بتاؤ تاکہ اوس سے فوج کی تنخواہیں ادا کیجا سکیں۔

ادریس بحیرہ میں داخل ہوئے۔ اس قدر مال غنیمت وہاں سے ملا کہ جسکا وہ شمار و قطار ہی نہ کر سکے، یزید سے آکر کہا کہ اس قدر مال غنیمت شہر میں ہے کہ اوس کا تفصیلی حساب تو نہیں ہو سکتا البتہ چونکہ وہ برتنوں میں بھرا ہوا ہے اس لئے ہم غلہ کی بوریوں کو شمار کر لیتے ہیں اور اس طرح ہمیں مجموعی تعداد کا علم ہو جائیگا، اور پھر ہم فوج سے کہدینگے کہ خود جا کر جتنا جی چاہے۔ لیلو۔ اسطرح جو شخص کوئی شئے لیگا ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ گیہوں۔ جو۔ مسور، تل اور شہد میں سے اسقدر خرچ ہوا ہے۔

یزید نے کہا کہ اچھا مناسب ہے یہی کیجئے، لوگوں نے ہر جنس کی تمام بوریوں کا شمار کر لیا اور بتا دیا کہ اس بوری میں فلاں غلہ ہے اور فوج کو حکم دیا کہ جو چاہو لیلو اب ہر شخص، کپڑا۔ غلہ یا کوئی اور چیز لیکر نکلنے لگا اور متصدی نے اوس کا حساب لکھ لیا۔ اسطرح اُس روز فوج والوں نے بہت سی چیزیں لیلیں،

شہر بن حوشب یزید کا مہتمم خزانہ تھا۔ کسی شخص نے یزید سے اوس کی شکایت کی کہ اوس نے ایک چمڑے کا بیگ لے لیا ہے، یزید نے اُسکے متعلق شہر سے دریافت کیا، شہر اوس بیگ کو لے آیا یزید نے اوس شخص کو بلوایا جس نے شکایت کی تھی اُسے خوب گالیاں دیں اور شہر سے کہا کہ تم اس بیگ کو لیجاؤ مگر اب شہر نے اوسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے اسکی ضرورت نہیں یزید کو جرجان میں ایک مرصع تاج ملا۔ یزید نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا ہے جو اس تاج کے لینے سے انکار کرے، سب نے جواب دیا کہ کوئی نہیں، یزید نے محمد بن واسع الازدی کو بلایا اور کہا کہ یہ تاج آپ کے نذر ہے، محمد بن واسع نے کہا کہ میں اسے لیکر کیا کرونگا۔ یزید نے کہا کہ میں نے تو اسے آپ کو دینے کا عزم ہی کر لیا ہے، محمد نے تاج لے لیا۔

اور باہر چلے آئے۔
یزید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ تم دیکھتے رہو کہ محمد اس تاج کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ راستہ میں محمد کو ایک سائل ملا محمد نے سائل کو وہ تاج دیدیا۔ اب اوس شخص نے جسے یزید نے اسی بات کے دیکھنے کے لیے متعین کیا تھا سائل کو پکڑ لیا اور اسے یزید کے سامنے لایا۔ یزید نے اوسے بہت سا روپیہ دے کر تاج واپس لے لیا۔
سلیمان کی یہ عادت تھی کہ جب قتیبہ کسی جگہ کو فتح کرتا تو وہ یزید سے کہتا کہ دیکھو خداوند عالم قتیبہ کے ہاتھوں ہمیں کیسی فتوحات عطا کر رہا ہے، یزید کہتا مگر آپ نہیں دیکھتے کہ جرجان نے کیا اودھم مچا رکھا ہے، شاہراہ اعظم کو آمدورفت کے لئے مسدود کر دیا ہے جسکی وجہ سے قومس اور ابرشہر کی حالت بھی مخدوش ہو گئی ہے، اور جرجان کے مقابلہ میں یہ فتوحات کوئی چیز نہیں ہیں۔ غرض کہ جب یزید گورنر خراسان مقرر ہوا تو اوسکا خاص مقصد یہی تھا کہ جس طرح ہو سکے جرجان کو فتح کروں۔
بیان کیا جاتا ہے کہ جرجان پر حملہ کرنیکے وقت یزید کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی جس میں ساٹھ ہزار شامی فوج تھی۔
ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صول سے صلح کرنے کے بعد یزید نے طبرستان فتح کرنے کا ارادہ کیا، اور اس ارادہ سے طبرستان روانہ ہوا۔ عبداللہ بن المعمر الیشکری کو بیاسان اور دہستان کا عامل مقرر کیا چار ہزار فوج اوسکے ساتھ چھوڑی۔ اور خود جرجان کے زیرین حصہ میں جو طبرستان سے متصل ہے آیا اندرستان پر جو طبرستان کے متصل واقع ہے، اسد بن عمرو یا ابن عبداللہ بن الربعہ کو عامل مقرر کیا اور اسکے ساتھ بھی چار ہزار فوج متعین کر دی۔ ان امور سے فارغ ہو کر یزید اصبہبذ کے علاقہ میں در آیا۔ اصبہبذ نے صلح کی درخواست کی مگر یزید نے طبرستان کو بزور شمشیر مسخر کرنے کی حرص و تمنا میں درخواست صلح مسترد کر دی۔ اپنے بھائی ابو عیینہ کو ایک سمت سے، خالد بن یزید اپنے بیٹے کو ایک سمت سے اور ابو جہم الکلبی کو ایک اور سمت سے طبرستان پر حملہ کرنے کا حکم دیکر روانہ کیا

اور حکم دیا کہ جب تم تینوں سردار ایک موقع پر اکٹھا ہو جاؤ تو ابو عینیہ تمام فوج کے سپہ سالار ہوں گے۔

ابو عینیہ بصری اور کوفی فوجوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوا۔ اُس کے ہمراہ ہریم بن ابی طیحمہ بھی تھے۔ یزید نے ابو عینیہ سے کہدیا تھا کہ ہر معاملہ میں تم ہریم سے مشورہ لیتے رہنا۔ کیونکہ وہ ایک نہایت ہی خیر خواہ آدمی ہیں۔ تو نو دیزید ایک جگہ پڑاؤ ڈالکر ٹھہر گیا، اصبہبذ نے گیلانیوں اور دیلموں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لیے ہموار کرلیا اُنھوں نے مسلمانوں پر پہاڑ کے چڑھاؤ پر حملہ کیا۔ اگر مشرک شکست کھاکر پسپا ہوے، مسلمانوں نے اون کا تعاقب کیا۔ اور بڑھتے بڑھتے درہ کے دہانہ تک جا پہنچے بلکہ اوس میں داخل بھی ہوگئے، مشرک اور بلندی پر چڑھ گئے مگر مسلمان بھی برابر اون کے پیچھے لگے رہے۔ اب دشمن نے تیروں اور پتھروں سے مسلمانوں کی خبر لینا شروع کی ابو عُیینہ اور تمام مسلمان شکست کھاکر بھاگے اور اون میں ایسی ابتری پڑی کہ ایک دوسرے پر چڑھا جاتا تھا، بہت سے پہاڑوں کے کھڈوں میں گرکر جاں بحق ہوے اور اسی بدحواسی کے عالم میں اُنھوں نے یزید کے اصل لشکر گاہ میں پہنچکر دم لیا۔ مگر دشمن نے اُنکا تعاقب نہیں کیا۔

چونکہ خود اصبہبذ اپنی جگہ مسلمانوں سے سہما ہوا تھا اس لیے اُس نے فیروز بن قول کے چچیرے بھائی مرزبان کو جو کہ جرجان کی انتہائی سرحد پر بیاسان کے قریب تھا لکھا کہ ہم نے یزید اور اسکی فوج کو بالکل تباہ کر ڈالا ہے اس لیے بیاسان میں جو عرب ہوں تم اونھیں قتل کر ڈالو۔ مرزبان مسلمانوں کے قتل کا پورا تہیہ کرکے بیاسان آیا۔ مسلمان اپنے مکانات میں بے خبر سورہے تھے۔ ایک ہی رات میں عبداللہ بن المعمر اور اوسکی چار ہزار فوج تہ تیغ کر ڈالی گئی، ایک بھی اُن میں نہ بچ سکا بنی العم کے پچاس آدمی اس رات شہید ہوے۔ حسین بن عبدالرحمن اور اسمٰعیل بن ابراہیم بن شماس بھی شہید کر ڈالے گئے، اس کارروائی کو ختم کرکے مرزبان نے اصبہبذ کو لکھا کہ میں اب مسلمانوں کی واپسی کا راستہ اور دوسرے تنگ مقامات مسدود کیے دیتا ہوں۔

یزید کو جب عبداللہ بن المعر اور اسکی تمام فوج کی ہلاکت کا علم ہوا تو اس سے وہ خوفزدہ اور پریشان ہو گیا۔ حیان النبطی کے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ چونکہ میں آپ کو مسلمانوں کا سچا ہی خواہ سمجھتا ہوں اس لئے میں آپ سے صاف صاف بیان کئے دیتا ہوں کہ جرجان سے یہ اطلاع آئی ہے اور دشمن نے ہماری واپسی کا راستہ بھی منقطع کر دیا ہے اب آپ صلح کی تدبیر کیجئے۔ حیّان نے کہا کہ بہتر ہے۔

حیّان اصبہبذ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگرچہ مذہب نے میرے تمہارے درمیان تفریق کر دی ہے مگر اصل میں میں آپ ہی کا ہم قوم ہوں اور اس بنا پر آپ کا خیر سگال ہوں، میں آپ کو یزید کے مقابلہ میں زیادہ عزیز رکھتا ہوں یزید نے امدادی فوج بلائی ہے جو بالکل نزدیک آگئی ہے بلکہ اوسکا کچھ حصہ اون کے پاس پہنچ بھی گیا ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اب وہ ایسی زبردست فوج کے ساتھ تم پر حملہ کرے گا کہ تمہارے چھکے چھوٹ جائینگے۔ بہتر یہ ہے کہ ابھی وقت صلح کر لو اور اس طرح اوس کا وہ غصہ بھی جو اہل جرجان کے مسلمانوں کو دھوکہ سے قتل کر دینے کی وجہ سے اوس کے سر پر سوار ہے جاتا رہیگا۔

حیّان کی یہ تدبیر کارگر ہوئی۔ اصبہبذ نے سات لاکھ درہم زرتاوان پر صلح کر لی علی بن المجاہد نے بیان کیا ہے کہ پانچ لاکھ درہم۔ چار سو گونے زعفران۔ چار سو آدمی جنکے سر پر کلاہ اور عمامہ ہو، ہاتھ میں چاندی کا جام ہو، اور ایک ریشم کا تھان ہو، یہ چیزیں زرتاوان صلح میں طے پائی تھیں۔ حیّان یہ شرائط طے کر کے یزید کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ کسی شخص کو بھیج دیجئے کہ وہ زرتاوان جس پر میں نے مشرکین سے صلح کی ہے اوٹھا لائے، یزید نے پوچھا کیا ہم یہ رقم دشمن کو دیں یا وہ ہمیں دیں گے، حیّان نے کہا نہیں وہ دینگے۔ حالانکہ یزید تو اس بات کیلئے تیار تھا کہ اس قدر زرتاوان خود ادا کر کے بمصداق جان بچی لاکھوں پائے دشمن سے اپنا پیچھا چھڑا لے اور جرجان واپس آجائے غرض کہ یزید نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ اس رقم کو وصول کر کے لے آئے

جب یہ رقم آگئی یزید جرجان واپس آگیا۔ چونکہ یزید نے اس سے پہلے حیّان پر دو لاکھ درہم جرمانہ کیا تھا اس وجہ سے اوسے یہ ڈر تھا کہ حیان اس موقع پر خیر خواہی نہ کرینگے۔ اس جرمانہ کرنے کی وجہ خالد بن صبیح حیّان کے لڑکوں کے اتالیق نے یہ بیان کی ہے کہ ایک روز حیّان نے مجھے بلایا اور کہا مخلد کو خط لکھدو، مخلد اوس وقت بلخ میں تھا اور یزید مرو میں تھا۔ میں نے کاغذ ہاتھ میں اوٹھالیا۔ حیّان نے کہا لکھو "یہ خط حیّان مصقلہ کے آزاد غلام کی طرف سے مخلد بن یزید کو لکھا جاتا ہے" یہ سنتے ہی مقاتل بن حیّان نے آنکھ کے اشارہ سے مجھے لکھنے سے منع کردیا اور اپنے باپ سے کہا کہ قبلہ آپ مخلد کو خط لکھ رہے ہیں اور اپنی طرف سے اوسکی ابتدا کر رہے ہیں۔ حیّان بولے کہ ہاں اگر اس نے میری بات کو نہ مانا تو اوسکا وہی حشر ہوگا جو قتیبہ کا ہوا۔ پھر حیّان نے مجھے خط لکھنے کا حکم دیا۔ میں نے لکھدیا۔ مخلد نے اس خط کو اپنے باپ کے پاس بھیجدیا۔ اور اسی وجہ سے یزید نے حیّان پر دو لاکھ درہم جرمانہ کیا۔

اسی سنہ میں یزید نے جرجان کو دوسری مرتبہ جرجان کے نقض عہد اور دھوکے سے مسلمانوں کو قتل کردینے کے بعد فتح کیا۔

یزید نے طبرستان سے صلح کر کے جرجان کا رخ کیا اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر میں نے اُن پر فتح پائی تو اُس وقت تک تلوار نیام میں نہیں رکھونگا جب تک کہ اُن کے خون سے کے خمیر سے روٹی پکا کر نہ کھالونگا۔ جب مرزبان کو معلوم ہوا کہ یزید نے اصبہبذ سے صلح کر لی ہے اور اب اُس کا رخ جرجان کیطرف ہے وہ فوراً اپنی ساری جمعیت کو جمع کر کے قلعہ میں لے آیا اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گیا۔ خود یہ قلعہ اس قدر وسیع و عریض تھا کہ جو شخص قلعہ میں محصور رہتا اُسے کھانے پینے کی کسی چیز کی باہر سے مہیا کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

غرض کہ یزید نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اوس کے چاروں طرف نہایت ہی گھنا جنگل تھا اور مسلمانوں کو قلعہ تک پہنچنے کا صرف ایک ہی راستہ معلوم تھا سات ماہ یونہیں گذر گئے۔ قلعہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے کفار کی یہ عادت تھی کہ کسی کسی دن

قلعہ سے باہر آکر مسلمانوں سے لڑتے اور پھر قلعہ میں چلے جاتے تھے، اسی اثنا میں خراسان کا ایک عجمی باشندہ جو یزید کے ہمراہ تھا شکار کے لیے نکلا اوس کے ہمراہ اس کا خدمت گار بھی تھا۔ ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ بنی سطے کا ایک شخص شکار کے لیے گیا تھا، بہرحال اس شخص نے ایک بزکوہی کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھا، اس نے اوسکا پیچھا کیا اور اپنے ساتھیوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا، یہ شخص بزکوہی کے پیروں کے نشانات پر چلتے چلتے پہاڑ پر بہت دور تک چڑھ گیا اور اچانک دشمن کے لشکر گاہ کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ دیکھتے ہی وہ الٹے پاؤں پلٹا اس خوف سے کہ پھر یہ راستہ بھول جاؤ ںگا اپنی قبا کو پھاڑ کر اس کے ٹکڑے علامت کے لیے درختوں سے باندھتا آیا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پھر یہ ساری جماعت اصل لشکر گاہ میں واپس آگئی۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس شکاری کا نام ہیاج بن عبدالرحمٰن الازدی تھا یہ طوس کا باشندہ اور شکار کا بڑا ہی شائق تھا لشکر گاہ میں آکر یہ شخص عامر بن ایثم الواشجی یزید کے محافظ دستہ کے افسر کے پاس آیا۔ لوگوں نے اوسے اندر جانے سے روکا اس نے زور سے چلا کر کہا کہ میں ایک نہایت ہی مفید بات کہنا چاہتا ہوں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ اس نے سب سے پہلے زحر بن قیس کے دونوں بیٹوں سے یہ واقعہ بیان کیا، یہ لوگ اوسے یزید کے پاس لائے۔ اس نے یزید سے اپنے اس دشمن کے لشکر گاہ تک پہنچنے کا واقعہ سنایا۔ یزید نے کہا کہ اگر یہ بات سچ نکلی تو میں تمھیں اس قدر روپیہ انعام میں دونگا یزید نے اپنے وعدہ کے ایفا کے لئے اپنی لونڈی جھلینہ کی ضمانت بھی دلوادی مگر پہلے بیان کے سلسلہ کے مطابق یزید نے اوسے بلا کر پوچھا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو، اوس نے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ دشمن کے قلعہ وجاہ میں بغیر لڑے بھڑے داخل ہو جاؤ، یزید نے کہا کہ کیوں نہیں چاہتے؟ وہ شخص بولا تو پھر میرا انعام؟ یزید نے کہا کہ تو ہی بتا کتنا دینا چاہیے اوس نے کہا کہ چار ہزار درہم۔

یزید نے کہا کہ اسکے علاوہ تجھے انعام بھی دیا جائے گا، وہ شخص کہنے لگا

کہ پہلے آپ یہ چار ہزار تو دید یجئے پھر اُسکے بعد جو چاہئے۔ دیکھیگا۔ چنانچہ یزید نے اوسے چار ہزار درہم اُسی وقت دلوا دیئے اور فوج میں اعلان کردیا کہ جو شخص اس مہم پر جانے کے لئے تیار ہو وہ مستعد ہو کر آجائے۔ چودہ سو بہادر آن کے آن میں چلے آئے، مگر اوس شخص نے کہا کہ چونکہ راستہ میں بہت گھنی جھاڑی ہے اس لئے اتنی بڑی فوج اس راستہ سے کسی طرح نہیں گذر سکتی، یزید نے چودہ سو میں سے صرف تین سو آدمی منتخب کئے اور جہم بن زحر کو اوسکا افسر مقرر کرکے اوس شخص کے ہمراہ روانہ کیا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس جماعت پر یزید نے اپنے بیٹے خالد بن یزید کو افسر مقرر کیا تھا، اور اوس نے لکھدیا تھا کہ گو تم زندگی کے لیے مجبور کیے گئے ہو مگر موت کے معاملہ میں مجبور نہ ہونا۔ شکست کھاکر اپنی صورت مجھے نہ دکھانا، یزید نے خالد کے ہمراہ جہم بن زحر کو بھی کردیا تھا، یزید نے اوس راہبر سے پوچھا کہ تم دشمن کو کب تک جالوگے؟ اوس نے کہا کل عصر کے قریب دونوں نمازوں عصر و ظہر کے درمیان میں دشمن کے پڑاؤ پر پہنچ جاؤنگا۔ یزید نے کہا اچھا جاؤ خدا کی برکت تمھارے شامل حال رہے میں بھی کل نماز ظہر ہی کے وقت سے دشمن سے برسر پیکار ہو جاؤں گا۔ اور ایک جماعت اپنے اس خاص کام پر روانہ ہوئی۔ اسطرف یزید نے دوسرے دن نصف النہار کے قریب حکم دیدیا کہ اون لکڑی کے انباروں میں جو پہلے سے اوس کے پڑاؤ کے چاروں طرف جمع کیے گئے تھے آگ لگا دی جائے۔ لکڑی کے ذخائر میں جب آگ لگا دی گئی کہ سورج ڈھلنے سے پہلے ہی آگ کے پہاڑ چاروں طرف نظر آنے لگے اس ہیبت ناک منظر کو دیکھکر کفار اپنی جگہ سہم گئے۔ اور یزید کی جانب قلعہ سے نکلکر آئے، زوالِ آفتاب کے وقت یزید نے اپنی فوج کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ظہر اور عصر کی نماز ایک ہی وقت میں ادا کی" دشمن پر حملہ کیا اور اوس سے دست و گریباں ہو گئے۔

دوسری طرف وہ جماعت جس روز یہاں سے روانہ ہوئی تھی اول روز اور راوس کے دوسرے دن سہ پہر تک چلتی رہی۔ عصر سے کچھ ہی پہلے اس نے

دشمن پر اسی سمت سے اچانک حملہ کیا کہ جسکی طرف سے وہ بالکل بے خوف تھا سامنے سے یزید پہلے ہی اُنھیں مصروف پیکار کر چکا تھا، مسلمانوں نے ایک دم اونکے پیچھے سے تکبیر کہی اب کفار کو اپنے گھر جانے کا علم ہوا سب کے سب گھبرا کر قلعہ کی طرف بھاگے، مسلمان بھی برابر اُن پر چڑھے چلے گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے بلا شرط اپنے تئیں یزید کے حوالے کر دیا۔ یزید نے اُن کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا۔ جنگجو آبادی کو تہ تیغ کر ڈالا۔ شاہراہ عام کے دائیں بائیں برابر دو فرسخ تک سب کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ اور بارہ ہزار کو اپنے ساتھ جرجان کی وادی اندر یزمیں لا یا۔ اپنی فوج میں منادی کر دی کہ جس شخص کو اپنے کسی عزیز یا دوست کا بدلہ لینا ہو وہ اِن کفار سے لے لے چنانچہ ایک ایک مسلمان نے چار چار پانچ پانچ کو اسی وادی میں قتل کیا۔ اِن کے خون سے وادی کا پانی سرخ ہو گیا۔ اس ندی پر پن چکی بھی تھی، اوس میں آٹا پیسا گیا اور اُسی خون سے وہ گوندھا گیا۔ اوسکی روٹی پکی اور اپنی قسم پوری کرنے کے لئے یزید نے اُنھیں روٹیوں کو کھایا اور پھر شہر جرجان تعمیر کیا۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ یزید نے چالیس ہزار کفار کو اوس روز تہ تیغ کیا تھا، اوس وقت تک وہاں کوئی باقاعدہ تعمیر شدہ شہر نہ تھا، اس سے فارغ ہو کر یزید جہم بن زحر الجعفی کو جرجان کا عامل مقرر کر کے خود خراسان واپس آگیا۔

مگر ہشام بن محمدؔ کی اس سارے واقعہ کے متعلق حسب ذیل روایت ہے:

وہ کہتے ہیں کہ یزید نے جہم بن زحر کو چار سو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ لوگ اُس مقام پر پہنچ گئے جسکا راستہ اُنھیں بتایا گیا تھا۔ یزید نے اُنھیں یہ حکم دیدیا تھا کہ جب تم جرجان پہنچ جاؤ۔ تو صبح تک انتظار کرنا۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے شہر کے دروازے پر آنا۔ ادھر سے میں اپنی ساری فوج کے ساتھ شہر کے دروازہ کے سامنے موجود رہوں گا غرض کہ جب جہم شہر میں داخل ہو گئے تو اوس وقت تک تو چپ چاپ رہے جب تک کہ وہ وقت نہ آگیا جس میں کہ یزید نے دھاوا کرنے کا وعدہ کیا تھا، وقت موعود پر جہم اپنی

فوج کو لیکر بڑھے، جو محافظ سامنے آیا اوسے موت کے گھاٹ اوتارا۔ تکبیر کی آواز نے کفار کے ایسے اوسان خطا کر دیے کہ جسکی نظیر نہیں۔ اس تمام کارروائی کی کفار کو صرف اُس وقت خبر ہوئی جب کہ مسلمانوں نے ان میں پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا، کفار کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے، اللہ نے اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا بیشتر تو اِس بد حواسی کے عالم میں بھوچکوں کی طرح ادھر اور او دھر بھاگے البتہ ایک تھوڑی سی جماعت نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور جہم کی طرف بڑھی جنگ ہوئی، اس میں جہم کا ایک ہاتھ کچھ ہو گیا مگر وہ اور اوس کے ساتھی برابر مقابلہ پر اڑے رہے اور تھوڑی ہی دیر میں کفار کی اس جماعت کا تقریباً صفایا کر دیا۔

باہر کی طرف سے جب یزید نے شہر میں مسلمانوں کی تکبیر کی آواز سنی وہ فوراً شہر کے دروازے کی طرف لپکا اب یہاں کوئی محافظ نہ تھا جو مدافعت کرتا کیونکہ اونھیں تو جہم نے اپنے سے مصروف کر رکھا تھا اوسی وقت بغیر کسی شدید مزاحمت کے یزید شہر میں داخل ہو گیا، جس قدر جنگجو اُس میں تھے اونھیں باہر نکال لایا شاہراہ اعظم کے دونوں جانب دو فرسخ تک انکے لیے پھانسی کی ٹکٹکیاں کھڑی کی گئیں اور اس طرح مسلسل چار فرسخ تک کفار کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا، ادن کے اہل و عیال کو یزید نے لونڈی غلام بنا لیا اور تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔ اور سلیمان بن عبد الملک کو یہ خط لکھا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک عظیم الشان فتح دیکر بڑا ہی احسان کیا ہے۔ اس لیئے ہم اپنے رب کا شکر کرتے ہیں، آپ کی خلافت کے عہد میموں میں اللہ تعالیٰ نے جرجان اور طبرستان کو فتح کرایا۔ حالانکہ یہ وہ ملک ہیں کہ جنکے مقابلہ میں شاپور اعظم کسریٰ بن قباد کبریٰ بن ہرمز۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد جو اور خلیفہ ہوئے سب عاجز رہے اور فتح نہ کر سکے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے عہد مبارک میں ان ممالک کو فتح کرایا اور یہ اسکا مزید احسان و اکرام ہے، مال غنیمت کو تمام لوگوں پر مساویانہ تقسیم کر دینے

کے بعد میرے پاس پانچواں حصہ جو بچا ہے اوسکا اندازہ ساٹھ لاکھ درہم ہے جسے میں خود دربار خلافت میں لیکر حاضر ہونے والا ہوں۔

جب یہ خط لکھا جارہا تھا تو یزید کے کاتب مغیرہ بن ابی قرہ بنی سدوس کے آزاد غلام نے کہا کہ آپ روپیہ کی صحیح تعداد اس خط میں نہ لکھئے ورنہ اس سے دو باتیں پیدا ہوں گی یا تو وہ اس رقم کو زیادہ سمجھینگے اور آپ کو حکم دیں گے کہ لے آؤ، یا اس بنا پر وہ آپ سے ناراض ہو جائینگے اور اسکے لانیکی تو اجازت دیدینگے مگر پھر اور مانگینگے، نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر جو کچھ آپ انھیں ارسال کرینگے۔ وہ اُسے کم سمجھینگے، اور میں خوب اسباب کو جانتا ہوں کہ اس تعداد میں آپ نے ایک پائی باقی نہیں رکھی ہے بلکہ کل رقم لکھدی ہے علاوہ بریں یہ رقم جو آپ نے بتادی ہے، یہ اون کے سیاہوں میں ہمیشہ آپ کے نام باقی واجب الادا لکھی رہے گی۔ اگر کوئی گورنر آپ کے بعد آیا تو وہ اسکا آپ سے مطالبہ کریگا اور اگر کوئی ایسا شخص آیا جو آپ کے مخالف ہوگا تو وہ اُس کی دوگنی رقم سے بھی، راضی نہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس خط کو آپ روانہ نہ کریں بلکہ اپنے خط میں صرف فتح کی خبر لکھدیں دربار خلافت میں حاضر ہونیکی اجازت مانگیں اور پھر بالمشافہہ جو کچھ آپ کو بتانا ہو بتا دیجئے گا، اور پھر بھی اس رقم کے زیادہ بتانے سے کم بتانا آپ کے لئے زیادہ مناسب ہوگا۔ مگر یزید نے اس بات کو نہ مانا اور وہی خط بھیجدیا بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ رقم کی تعداد چالیس لاکھ لکھی تھی۔

اسی سال ایوب بن سلیمان بن عبد الملک نے وفات پائی شہر رے کے ایک ضعیف العمر شخص جنھوں نے یزید کو دیکھا تھا بیان کرتے ہیں کہ جب جرجان فتح کرکے یزید رے پہنچا تو اوسے ایوب کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی، یزید باب الرے پر ابی صالح کے باغ میں سیر کر رہے تھے کہ ایک شخص نے رجز یہ اشعار میں ایوب کی موت کی خبر یزید کو سنائی۔

اسی سال مدینۃ الصقالبہ فتح ہوا۔ اور داؤد بن سلیمان نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کرکے قلعہ مراۃ جو ملطیہ کے قریب واقع ہے مسخر کیا۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے گورنر اس سال امیر حج تھے اس سنہ میں مختلف علاقوں پر وہی لوگ عامل تھے جو ۹۷ہجری میں تھے البتہ بیان کیا گیا ہے کہ سفیان بن عبداللہ الکندی اس سنہ میں یزید کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے۔

۹۹ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

سلیمان کی وفات

اسی سال سلیمان نے شہر دابق واقع علاقہ قنسرین میں بروز جمعہ بتاریخ ۲۰ صفر انتقال کیا۔ اسطرح دو سال اور پانچ دن کم آٹھ ماہ خلیفہ رہا بعض راویوں نے بیان کیا کہ دس صفر کو انتقال کیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلیمان دو سال سات ماہ خلیفہ رہا یہ بھی روایت ہے کہ دو سال آٹھ ماہ اور پانچ دن سلیمان کی مدت خلافت ہے۔

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلیمان نے ولید کے بعد تین سال خلافت کی، عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ سلیمان نے بروز جمعہ بتاریخ ۱۰۔صفر انتقال کیا، اور دو سال آٹھ ماہ اُس کی مدتِ خلافت ہے۔

سلیمان کے بعض عادات و خصائل کا بیان

لوگ تذکرہ کیا کرتے تھے کہ سلیمان کے خلیفہ ہوتے ہی ہمیں آرام و اطمینان نصیب ہوا۔ حجاج سے نجات ملی سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ بڑا سخی تھا۔ لوگوں سے سلوک کرتا تھا۔ اور اسی نے حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو اپنے بعد اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔

مفضل بن المہلب کہتے ہیں کہ دابق ہی میں ایک جمعہ کو میں سلیمان کے پاس گیا، سلیمان نے ایک لباس منگا کر زیبِ تن کیا مگر وہ لباس اسے

پسند نہ آیا۔ پھر دوسرا منگوایا یہ سبز سوتی کپڑے کا تھا جو یزید نے اوس کے لیے بھیجا تھا، سلیمان نے اوسے پہنا۔ عمامہ باندھا۔ اور مجھسے پوچھا کیا تمھیں یہ لباس اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں، سلیمان نے اپنے دونوں بازو ننگے کیے اور کہنے لگا کہ میں ایک بہادر اور نوجوان فرمانروا ہوں۔ پھر جمعہ کی نماز پڑھی۔ مگر اس کے بعد انھیں پھر جمعہ پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ وصیت نامہ لکھا۔ ابن ابی نعیم مہردار خلافت کو بلا کر اوس پہ مہر ثبت کرا دی۔

بعض علماء سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان نے ایک روز سبز حُلّہ زیب تن کیا اور سبز ہی عمامہ باندھا۔ اور آئینہ میں اپنی صورت دیکھکر کہا کہ میں ایک بڑا مقتدر اور طاقتور فرمانروا ہوں مگر اسکے بعد صرف ایک ہفتہ سلیمان اور زندہ رہا۔

ایک روز سلیمان کی ایک لونڈی نے اُسکی طرف نظر کی۔ سلیمان نے کہا۔ کیا دیکھتی ہے اُس پر اُس نے یہ دو شعر پڑھے۔

اَنْتَ خَیْرُ الْمَتَاعِ لَوْکُنْتَ تَبْقٰی ۔۔۔ غَیْرَ اَنْ لَا بَقَاءَ لِاِنْسَانٖ
وَلَیْسَ فِیْمَا عَلِمْتُہٗ فِیْکَ عَیْبٌ ۔۔۔ کَانَ فِی النَّاسِ غَیْرَ اَنَّکَ فَانٖ

(ترجمہ) تو بہترین دولت ہے، کاش تجھے بقا ہوتی۔ مگر مجبوری ہے کسی انسان کیلئے بقاء دوام نہیں جہاں تک مجھے علم ہے تجھ میں وہ کوئی عیب نہیں جو اور لوگوں میں ہوتے ہیں بجز اسکے کہ تو بھی فانی ہے۔

یہ سنتے ہی سلیمان نے اپنا عمامہ اُتار ڈالا سلیمان بن حبیب المحاربی سلیمان کے قاضی تھے، اور ابن ابی عُیینہ اسلاف کے قصے اس سے بیان کیا کرتے تھے۔

روبتہ بن العجاج بیان کرتے ہیں کہ جب سلیمان حج کرنے گیا تو تمام درباری شعرا بھی اسکے ساتھ تھے، میں بھی ساتھ تھا، جب ہم سب حج کرکے مدینہ واپس آئے تو چار سو رومی قیدی سلیمان کے سامنے پیش کیے گئے۔ اُس روز سلیمان سے سب سے زیادہ قریب حضرت عبداللہ بن الحسن بن الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما تھے، سب سے پہلے ان رومی قیدیوں کا

سردار سامنے لایا گیا۔ سلیمان نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ آپ اسے قتل کیجیے یہ تیار ہوئے مگر کسی نے انھیں تلوار نہیں دی۔ آخر کار ایک پہرہ والے سپاہی نے اپنی تلوار انھیں دی، آپ نے ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی بازو تک اُتر گئی بلکہ ان زنجیروں کے جن سے وہ جکڑبند تھا کچھ حلقے بھی کٹ گئے، سلیمان کہنے لگا کہ اس وار کی خوبی کچھ تلوار کی تیزی کی وجہ سے نہ تھی بلکہ یہ غیرت اور عصبیت نسل وخاندان کا نتیجہ تھا۔ اسکے بعد اور قیدیوں کو اوس نے اپنے عمائدین کے سپرد کرنا شروع کیا کہ وہ قتل کریں اسی طرح ایک قیدی جریر کو دیا گیا۔ بنو عبس نے چپکے سے ایک تلوار جو سفید نیام میں خوابیدہ تھی جریر کو دیدی۔ جریر نے بھی ایک ہی وار میں اسیر کا کام تمام کردیا۔ اب فرزدق کی باری آئی، ایک قیدی اُسکے بھی حوالہ کیا گیا، کوئی اور تلوار اُسے نہ ملی، بنو عبس نے ایسی ناکارہ تلوار سازش کر کے اُسے دلوائی کہ فرزوق نے کئی وار کئے مگر اسیر کا بال بھی بیکا نہ کرسکا اُسپر سلیمان اور تمام لوگ ہنسنے لگے خاص کر سلیمان کے ماموں بنو عبس نے اسکی اس ذلت پر خوب بغلیں بجائیں، فرزوق نے تلوار پھینکدی سلیمان سے معذرت کرنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ورقاء کی تلوار بھی خالد کے سر سے اسی طرح اوچٹ گئی تھی، اسکا قصہ یہ ہے کہ ورقاء بن زہیر بن جذیمۃ العبسی نے خالد بن جعفر بن کلاب کے اُس وقت تلوار ماری جب کہ خالد اُسکے باپ زہیر پر چڑھا بیٹھا تھا اور اپنی تلوار سے اُسکا کام تمام کرچکا تھا، کہ اتنے میں ورقاء آیا اور اُس نے خالد کے سر پر تلوار کا ہاتھ مارا مگر اُسکا کچھ نہ کرسکا، اس حالت یاس میں ورقاء نے دو شعر بھی کہے تھے اسی طرح اس موقع پر فرزوق نے بھی کچھ اشعار کہے۔

ایک روز سلیمان وابق میں کسی جنازہ میں شریک ہوا۔ متوفی ایک باغ میں دفن کیا گیا، سلیمان نے اُس جگہ کی مٹی ہاتھ میں اوٹھائی اور کہنے لگا کہ یہ کسقدر عمدہ مٹی ہے۔ قضاء الٰہی دیکھیے کہ ایک جمعہ بھی مشکل سے گذرا تھا کہ سلیمان بھی اوسی قبر کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

تمت

صحت نامہ تاریخ طبری

جلد دوم حصۂ دوم

اس تیسری جلد کو جلد دوم شمار کیا جائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۴۸	۱	چشمے شجرہ	چشمۂ شجرہ	۲۰۸	۶	کیتے	کتے
۱۵۳	۱۲	کس طرح	کسی طرح	۲۰۸	۲۱	اسیر	اس پر
۱۵۶	۸	پھیں گے	پھینکے	۲۱۱	۱۰	بزید	یزید
۱۷۳	۱۷	مں	میں	۲۱۹	۵	ممکن	متمکن
۱۷۶	۲۰	مزمہ	مردمہ	۲۲۵	۱۸	خالہ	خالد
۱۸۱	۲	یہ یہ بھی	یہ بھی	۲۲۸	۱۷	بڑھاکہ	بڑھکر
۱۹۰	۸	جو لایا	حو لایا	۲۳۱	۲۳	لی	کی
۱۹۷	۲۲	کے طرف	کی طرف	۲۴۰	۹	بایدعہدی	یا بدعہدی
۱۹۹	۱۸	سنجہ	سبحہ	۲۴۵	۹	دکھلاو	دکھلاوے
۲۰۴	۱۱	بزید	یزید	۲۵۲	۲۱	کھولیا	کھولی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۵۵	۵	والسدً	والسداً	۴۰۸	۲۳	بڑی	پڑی
۲۵۸	۱۴	ف درابجرد	نساء درابجرد	۴۰۸	۲۵	گزارے	گزرے
۲۶۱	۱۵	سے	سی	۴۱۳	۹	چپنی	چینی
۲۸۲	۱۳	بس	جس	۴۱۶	۱۹	ابن محیریز الجبی	ابن محیریز الجمحیّ
۲۸۳	۲	یہ یہ خیال	یہ خیال	۴۱۷	۱۹	ناہنالی	ننھیالی
"	"	سے	نے	۴۱۸	۷	فارجہ	خارجہ
۲۸۹	۵	نقصیلی	تفصیلی	۴۲۶	۱۶	نیز	تیر
۲۹۰	۲۳	پہلے	پہنے	۴۲۸	۲	ال	اہل
۳۰۲	۲	لے	کے	۴۳۰	۱	مروزوو	مروروذ
۳۱۶	۲۰	کیا ہلبہ صرف	کیا صرف	۴۳۲	۵	مفصل	مُفضّل
۳۲۱	۲۵	کے	سے	۴۳۸	۱۲	ابوعبینۃ	ابوعیینۃ
۳۲۲	۲۵	ہوی اون	ہوی کہ اون	۴۴۷	۱۰	اسیکشت	اسیکمشت
۳۴۶	۱	پرین	پرمین	۴۷۹	۱۹	کی	لی
۳۵۰	۱۰	لت چھیڑ	مت چھیڑ	۴۸۷	۱۹	دلوادئے	دلوادیجئے
۳۵۳	۵	شاحی	شامی	۴۹۷	۴	ہو	جو
۳۵۶	۲۴	ابن القرینہ	ابن القریہ	۵۰۰	۲۲	مبارکبادی	مبارکباد
۳۵۷	۶	ابن القریۃ	ابن القریہ	۵۰۱	۴	ندست	مذمت
۳۶۹	۱۳	قبۃ	قتیبہ	۵۰۴	۵	دین	(مین
۳۸۵	۲۰	اتر	اثر	"	"	چاہتا ہیں	چاہتا) ہیں
۳۹۶	۲۲	بن المبیب	بن المسیّب	۵۰۸	۱۸	الصبیّ	الضبیّ
۴۰۱	۹	بکانات	مکانات	۵۰۹	۱۰	ورقاین	ورقاء بن
۴۰۸	۳	شورہ	مشورہ	۵۱۰	۸	المازتی	المازنی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۵۱۲	۱۳	گوں	لوگوں	۵۳۴	۲	برجان	جرجان
۵۲۵	۲	مجھے	مجھ سے	۵۳۹	۲۴	ابوعیشیہ	ابوعیینہ
۵۲۵	۴	وکید	ولید	۵۴۰	۱	ایضاً	ایضاً
۵۲۵	۱۰	تو	نو	ایضاً	۲	״	״
۵۳۳	۷۰	ابوعینیہ	ابوعیینہ	۵۵۰	۲۱	اٹھاکی	اٹھالی